بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سر الٰہی

انتساب۔

پیش لفظ۔

فہرست مضامین۔

باب(۱)--ص۔49-20۔

اسماءالھیہ کی تعریف۔خلیفہ فی الارض۔اسماءالھیہ پوشیدہ خزانے ہیں۔اسماء کی اہمیت۔گیارہ ہزار اسماءالھیہ۔اسم اعظم۔علم اسماء (کائناتی اور تخلیقی فارمولے)۔ذات وصفات کائنات کے نظام کو چلانے کے لئے اسماء کی تخلیق۔کائناتی نقشہ۔نوع ملائکہ کا اسم اعظم۔نوع انسانی کا اسم اعظم۔نوع جنات کا اسم اعظم۔نوع نباتات کا اسم اعظم۔نوع جمادات کا اسم اعظم۔نوع حیوانات اور پرندوں کا اسم اعظم۔اللہ نور السمٰوات والارض۔گرج اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے۔اسماءالھیہ اور علم اعداد۔ذکر الٰہی۔حوالہ کتب۔

باب(۲)--ص۔50۔

اسماءالھیہ کے پوشیدہ اسرار۔

۱۔اللہ(اسم ذات)--ص۔56-51۔

ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۔الرحمن(بے حد رحم کرنے والا)---------------------------------------ص۔60-57۔

اسم الرحمن کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۳۔الرحیم(بے حد رحم کرنے والا)---------------------------------------ص۔67-61۔

اسم الرحیم کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۔الملک(حقیقی بادشاہ)---ص۔74-68۔

اسم الملک کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔اللہ کی کرسی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۵۔القدوس(تمام برائیوں سے پاک ذات)-----------------------------ص۔80-75۔

اسم القدوس کا نظام کائنات میں کردار۔۱۔روحانی پاکیزگی۔۲۔جسمانی پاکیزگی۔۳۔غذائی پاکیزگی۔

۴۔اخلاقی پاکیزگی۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۔السلام(بے عیب ذات)--ص۔87-81۔

اسم السلام کا نظام کائنات میں کردار۔ارشاد خداوندی۔جنت کے سات نام۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔

حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۷۔المومن (امن اور ایمان دینے والا)------------------------------------ص۔94-88۔

اسم المومن کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۸۔المھیمن (نگہبان یا مکمل نگہبانی کرنے والا)------------------------------ص۔99-95۔

اسم المھیمن کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۹۔العزیز (سب پر غالب)------------------------------------ص۔104-100۔

اسم العزیز کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۱۰۔الجبار (سب سے زبردست)------------------------------------ص۔111-105۔

اسم الجبار کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۱۱۔المتکبر (بڑائی اور بزرگی والا)------------------------------------ص۔115-112۔

اسم المتکبر کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۱۲۔الخالق (پیدا کرنے والا)------------------------------------ص۔159--116۔

اسم الخالق کا نظام کائنات میں کردار۔(نوع انسانی۔انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کی توجیہ۔انسان کی عمر۔نوع ملائکہ (فرشتے) احادیث نبوی ﷺ میں ملائکہ کا ذکر۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ملائکہ کی اقسام۔۱۔نورانی فرشتے۔۲۔ملاءاعلیٰ۔ ۳۔انسانی ارواح۔۴۔حظیرۃ القدس۔۵۔ملائکہ اسفل۔۶۔ملائکہ سماوی۔۷۔ملائکہ عنصری۔فرشتوں کی صلاحیتیں۔ نظام کائنات میں فرشتوں کی ذمہ داریاں۔۲۔نوع اجنہ (جنات)۔ابوالجن طارہ نوس۔جنات کا ایمان۔مومن اور مشرک۔ جنات سات آسمان اور زمین کی تخلیق۔پھلوں اور پودوں کی تخلیق۔درخت اور اشجار شعور رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔نوع حیوانات، چرند پرند اور حشرات الارض۔ایوزوءک دور۔میسوزوئک دور۔پرندے۔حشرات الارض۔ چونٹیاں۔بیکٹریاز، جراثیم اور وائرس۔دیگر انواع۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات حضرت علیؑ کا قول۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۱۳۔الباری (جان ڈالنے والا)---ص۔160-171۔
اسم الباری کا نظام کائنات میں کردار۔معین مقداروں کا علم (D-N-A)۔D-N-A کیا ہے؟ دیگر اشیاء کائنات کی معین مقداریں اوران کیا انفرادیت۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۱۴۔المصور (ہر ایک کو صورت دینے والا)-----------------------------------ص۔172-177۔
اسم المصور کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۱۵۔الغفار (درگزر اور پردہ پوشی کرنے والا)-------------------------------ص۔178-185۔
اسم الغفار کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔دنیا اسفل سافلین ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امام حسن مجتبیٰ کا واقعہ۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۱۶۔القھار (سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا اور غلبے والا)----------------------ص۔186-206۔
اسم القھار کا نظام کائنات میں کردار۔عذاب الٰہی کی وجوہات۔احقاف۔قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت۔آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث۔گردباد۔(Twister Tirnado)۔عاد۔شہاب ثاقب۔قوم لوط۔قوم ثمود۔ بجلی کا عذاب۔العلا اور الحجر۔قوم لوط۔اصحاب الرس۔ایکہ والے۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔کے ارشادات۔ حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۱۷۔الوھاب (سب کچھ عطا کرنے والا)---------------------------------------ص۔207-210۔
اسم الوھاب کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۱۸۔الرزاق (بہت بڑا روزی دینے والا)--------------------------------------ص۔211-224۔
اسم الرزاق کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۱۹۔الفتاح (بہت بڑا مشکل کشا اور سب کے لئے رحمت کے دروازے کھولنے والا)-----------ص۔225-240۔
اسم الفتاح کا نظام کائنات میں کردار۔غزوہ بدر۔غزوہ احد۔غزوہ احزاب یا غزوہ خندق۔صلح حدیبیہ۔صلح حدیبیہ کے نتائج۔غزوہ خیبر۔فتح مکہ۔غزوہ حنین۔غزوہ تبوک۔ارشاد خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔
۲۰۔العلیم (بہت وسیع علم والا)--ص۔241-258۔
اسم العلیم کا نظام کائنات میں کردار۔انسان۔انسانی نفسیات (سائیکلوجی)۔فرشتے۔جنات۔

۔حیوانات (زولوجی)۔نباتات (بوٹنی)۔معدنیات (منرلز)۔ پٹرلیم،کوئلہ اور مٹی کا تیل۔زمین (جیولوجی) پہاڑ۔پتھر (اسٹون)۔ علم ہیئت (آسٹرو فزکس)۔حساب (میتھمیٹکس) کیمیا (کیمسٹری)۔طبعیات (فزکس) کمپیوٹر سائنس۔وقت (ٹائم۔دن۔مہینے، سال۔اوقات اور کلینڈر)۔سمندر (میرین سائنسز)۔تاریخ (ہسٹری)۔حدود اللہ (لاء اینڈ پنشمنٹ)۔ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۱۔القابض (روزی تنگ کرنے والا)-----------------------------------ص۔259-265۔

اسم القابض کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۲۔الباسط (روزی کشادہ کرنے والا)-----------------------------------ص۔266-269۔

اسم الباسط کا نظام کائنات میں کردار۔مخلوقات۔رحمت ومغفرت۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول۔ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۳۔الخافض (پست کردینے والا)-----------------------------------ص۔270-275۔

اسم الخافض کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۴۔الرافع (بلند کردینے والا)-----------------------------------ص۔276-288۔

اسم الرافع کا نظام کائنات میں کردار۔جسمانی حسیات میں رفعت اور بلندی۔قوت باصرہ۔قوت سامعہ۔قوت ذائقہ۔قوت لامسہ۔ قوت حافظہ قوت ذکاوت۔قوت محرکہ۔اجرام فلکی پر تصرف۔مستجاب الدعوۃ۔فتح ونصرت کی پیشن گوئی۔مخالفین کے لئے کلام حسب ونسب کی رفعت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتیں۔ارشاد خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کا قول۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۵۔المعز (عزت دینے والا)-----------------------------------ص۔289-303۔

اسم المعز کا نظام کائنات میں کردار۔معزز کلام الٰہی (قرآن کریم)۔معزز بیت (خانہ کعبہ)۔معزز آخری نبی مکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معزز اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔معزز پیغمبران کرام۔معزز فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام۔معزز شہر (مکہ،فلسطین، وادی طویٰ)۔ معزز مقامات (صفاء، مروہ اور مزدلفہ)۔معزز مساجد (مسجد الحرام، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بیت المقدس)۔معزز پہاڑ۔معزز دریا۔ معزز مہینے۔معزز ایام۔معزز اوقات۔معزز انسان (مومنین)۔معزز جہاد۔رحمت والی ہوائیں ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۶۔المذل (ذلت دینے والا)---------------------------------ص۔304-345۔

اسم المذل کا نظام کائنات میں کردار۔منحوس اقوام۔قوم ثمود (حضرت صالح علیہ السلام کی قوم)۔

قوم ثمود پر عذاب کی کیفیت۔العلا اور الحجر۔قوم عاد (حضرت ھود علیہ السلام کی قوم)۔گرد بار (Twister Tirnado)۔

شہاب ثاقب (Leonid)۔قوم لوط (حضرت لوط علیہ السلام کی قوم)۔اصحاب الرس۔ایکہ والے۔اصحاب حضرت عیسیٰ ابن مریم

اصحاب الفیل۔منحوس افراد۔منحوس آندھی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔منحوس ایام۔منحوس جانور۔منحوس اعمال۔شرک۔قتل۔

زنا۔چوری۔بہتان۔ناپ تول میں کمی۔شراب نوشی۔فواحشات۔گناہ۔زوجین کا ایک دوسرے پر الزام تراشی۔ظہار۔لعان۔

جھوٹ۔آباء پرستی۔تکبر۔بخل۔فضول خرچی۔جادو۔مال کی محبت۔ارشاد خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد۔

حضرت علیؓ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۷۔السمیع (سب کچھ سننے والا)---------------------------------ص۔346-350۔

اسم السمیع کا نظام کائنات میں کردار۔انسانی سماعت۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۸۔البصیر (سب کچھ دیکھنے والا)۔اسم البصیر کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔

روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۲۹۔الحکم (حاکم مطلق) اسم الحاکم کا نظام کائنات میں کردار---------------------ص۔351-356۔

بے شمار کائناتی زمینیں اور ان۔میں بسنے والے انسان۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ

کا ارشاد۔حضرت علیؓ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۳۰۔العدل (سراپا عدل وانصاف)---------------------------------ص۔357-367۔

اسم العدل کا نظام کائنات میں کردار۔العدل (برابری) انسان کی پیدائش۔جنات کا جوڑا۔ابوالجن طارہ نوس۔مومن اور مشرک

جنات۔درختوں کا نظام تولید اور ان کے جوڑے۔مختلف کیمیائی عناصر کے جوڑوں سے بننے والی گیسیز اور ٹھوس اشیاء۔قرآن کریم

میں موجود سورتوں کے جوڑے۔امام حسن مجتبیٰ کا ارشاد۔اللہ کی زمین پر نظام عدل کا قیام۔اسلامی سزائیں (حدود)۔

اسلام کا قانون وراثت۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔حضرت علیؓ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔

حوالہ کتب۔

۳۱۔الطیف (بڑا لطف وکرم کرنے والا)---------------------------------ص۔368-383۔

اسم الطیف کا نظام کائنات میں کردار۔جسمانی خلیات کی سطح پر لطف وکرم۔نظام تنفس کی انتہائی پیچیدہ سطح پر لطف وکرم۔

ارشادات خداوندی۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات۔حضرت علیؓ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۳۲۔الخبیر (باخبر اور آگاہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔389-396۔

اسم الخبیر کا نظام کائنات میں کردار۔حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی خبر۔روز الست ارواح انسانی کے سامنے اعلان ربوبیت۔ قیامت کی خبر۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت عیسیٰ کی آمد کی بشارت اور دجال کے قتل سے متعلق خبریں۔اللہ کی زمین پر مکمل دین اسلام کے نفاذ کی خبر۔قیامت سے قبل دس نشانیوں کی خبر۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ ۔حوالہ کتب۔

۳۳۔الحلیم (بڑا بردبار)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔397-403۔

اسم الحلیم کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۳۴۔العظیم (بڑا بزرگ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔404-407۔

اسم العظیم کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ حوالہ کتب۔

۳۵۔الغفور (بہت بخشنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔408-416۔

اسم الغفور کا نظام کائنات میں کردار۔اقبال کا تصور گناہ۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ حوالہ کتب۔

۳۶۔الشکور (قدردان)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔417-424۔

اسم الشکور کا نظام کائنات میں کردار۔تیمم۔نماز قصر۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۳۷۔العلی (بہت بلند و برتر)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔425-439۔

اسم العلی کا نظام کائنات میں کردار۔انسانی دماغ۔جنت کا دماغ۔نافرمانی کا دماغ۔دو دماغ۔دماغ کے حصے۔بالائی دماغ۔ وسطی دماغ۔عقبی (زیریں) دماغ۔دماغ اور ذہن میں فرق۔یاداشت کی لائبریری۔عقل انسانی۔ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۳۸۔الکبیر (بہت بڑا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔440-443۔

اسم الکبیر کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۳۹۔الحفیظ (سب کا محافظ اور سب کی حفاظت کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔444-450۔

اسم الحفیظ کا نظام کائنات میں کردار۔حفاظت قرآن۔صلوۃ اور بالخصوص صلوۃ وسطی کی حفاظت کا حکم۔قسموں کی حفاظت انسانوں کی حفاظت کے لئے نگہبان فرشتے۔پھلوں، سبزیوں اور خشک میوہ جات کی حفاظت۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۰۔المقیت (سب کو روزی اور توانائی دینے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔451-455۔

اسم المقیت کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۱۔الحسیب (سب کے لئے کفالت کرنے والا۔حساب رکھنے والا۔گننے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔456-460۔

اسم الحسیب کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۲۔الجلیل (بڑے اور بلند مرتبے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔461-463۔

اسم الجلیل کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادت۔حضرت علیؑ کا قول۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۳۔الکریم (بہت کرم کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔464-470۔

اسم الکریم کا نظام کائنات میں کردار۔قرآن کریم۔حضرت علیؑ کرم اللہ وجہ الکریم۔تکریم انسانیت۔کریم روزی۔ ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۴۔الرقیب (بڑا نگہبان)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔471-473۔

اسم الرقیب کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۵۔المجیب (دعائیں سننے اور قبول کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔474-478۔

اسم المجیب کا نظام کائنات میں کردار۔قبولیت دعا کے اوقات۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۶۔الواسع (وسعت والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔479-494۔

اسم الواسع کا نظام کائنات میں کردار۔اللہ کے عرش اور کرسی کی وسعت۔اللہ کی رحمت کی وسعت۔زمین اور آسمان کی وسعت ۔رزق کی وسعت۔جنت کی وسعت۔کمزور مخلوق کی عبادات کی وسعت اور آسانیاں (صلوۃ،تیمم،روزہ،زکوۃ۔حج)۔ علم کی وسعت۔وسعت اور مغفرت۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۷۔الحکیم (بڑی حکمتوں والا)۔-------------------------------------ص-495-499-

اسم الحکیم کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔

روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۸۔الودود (بڑا محبت کرنے والا)۔-------------------------------------ص-500-507-

اسم الودود کا نظام کائنات میں کردار۔محبت مجازی سے متعلق ارشادات خداوندی۔

ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۴۹۔المجید (بڑا بزرگ)۔-------------------------------------ص-508-521-

اسم المجید کا نظام کائنات میں کردار۔قرآن مجید کا اسلوب۔۱۔التفات۔۲۔تصریف آیات۔۳۔حذف۔۴۔ایجاز۔

۵۔تفصیل بعد الاجمال۔۶۔عود علی البداء۔۷۔تمثیلات۔۸۔تقابل۔۹۔قسم۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۵۰۔الباعث (مردوں کو زندہ کرنے والا یا قبر سے اٹھانے والا)۔-------------------------ص-522-526-

اسم الباعث کا نظام کائنات میں کردار۔حیات و ممات۔مثال۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔

حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۵۱۔الشہید (حاضر و ناظر)۔-------------------------------------ص-527-531-

اسم الشہید کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۵۲۔الحق (برحق و برقرار)۔-------------------------------------ص-532-536-

اسم الحق کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ

حوالہ کتب۔

۵۳۔الوکیل (بڑا کارساز)۔-------------------------------------ص-537-539-

اسم الوکیل کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۵۴۔القوی (بڑی طاقت اور قوت والا)۔-------------------------------------ص-540-545-

اسم القوی کا نظام کائنات میں کردار۔کائنات کی تخلیق میں قدرت کا اظہار۔مختلف افراد اور اقوام کی قوت۔مومن اور مسلمان کی فردی

قوت۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ حوالہ کتب۔

۵۵۔المتین (بڑی طاقت اور قوت والا)۔-------------------------------------ص-546-548-

اسم المتین کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۵۶۔الولی (مددگار اور حمایتی)۔۔۔ص۔554-549۔

اسم الولی کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۵۷۔الحمید (لائق تعریف)۔۔ص۔567-555۔

اسم الحمید کا نظام کائنات میں کردار۔تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۵۸۔المحصی (اپنے علم اور شمار میں رکھنے والا۔گھیرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔573-568۔

اسم المحصی کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ حوالہ کتب۔

۵۹۔المبدی (پہلی بار پیدا کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔577-574۔

اسم المبدی کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۰۔المعید (دوبارہ پیدا کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔585-578۔

اسم المعید کا نظام کائنات میں کردار۔روز محشر اسم المعید کی تجلیات۔ارشاد خداوندی۔حضرت ابراہیمؑ کا اللہ سے استفسار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔انسان کا نسب اور نکاح۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۱۔المحی (زندگی دینے والا)۔۔ص۔591-586۔

اسم المحی کا نظام کائنات میں کردار۔اسم المحی کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۲۔الممیت (موت دینے والا)۔۔ص۔598-592۔

اسم الممیت کا نظام کائنات میں کردار۔انسانی جسم میں خلیات کا نظام۔ارشادت خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۳۔الحی (ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔607-499۔

اسم الحی کا نظام کائنات میں کردار۔سانس لینا۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔قرآن کریم کا واقعہ۔ حکمت۔آکسیجن زندگی نہیں ہے۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۴۔القیوم (سب کو قائم رہنے والا۔اور سنبھالنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔617-607۔

اسم القیوم کا نظام کائنات میں کردار۔کاربن خیز دور۔(الجی۔کائی۔فرن) درخت اور اشجار عقل وشعور رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔درختوں کا نظام تولید۔خاندان۔اولادیں اور عزیز واقارب۔(خوشی اور غمی کے جذبات۔اظہار خیال۔محبت اور نفرت۔دکھ اور بیماری۔اچھی یا بری تقدیر۔پھلوں،سبزیوں،گرم مصالحوں اور ڈرائی فروٹس کی دیدہ زیب پیکنگ)۔ ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؓ کا قول۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۵۔الواجد (ہر چیز کو پانے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔621-618۔

اسم الواجد کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؓ کا قول۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۶۔الماجد (بزرگی اور بڑائی والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔629-622۔

اسم الماجد کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؓ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۶۷۔الواحد (اپنی ذات اور صفات میں یکتا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔635-630۔

اسم الواحد کا نظام کائنات میں کردار۔صفات باری تعالیٰ۔صفات باری تعالیٰ کے عقلی دلائل (قرآن کریم کی روشنی میں)۔ آفاقی دلائل۔انفسی دلائل۔رب للعالمین۔مالک ومختار۔کن کی حقیقت۔ارشادات خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ حضرت علیؓ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۸۔الاحد (ایک اکیلا۔یکتا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔647-636۔

اسم الاحد کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؓ کا قول۔ روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۶۹۔الصمد (بے نیاز)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔651-648۔

اسم الصمد کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؓ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۷۰۔القادر (قدرت والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔657-652۔

اسم القادر کا نظام کائنات میں کردار۔پہلے انسان (حضرت آدم علیہ السلام) کی پیدائش۔دوسرے انسان (حضرت حوا علیہ السلام) کی پیدائش۔تیسرے انسان (حضرت عیسیٰ ابن مریم) کی پیدائش۔انسان کی پیدائش کا چوتھا طریقہ۔ ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؓ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۷۱۔المقتدر (پوری مقتدرت والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔658-664۔
اسم المقتدر کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ
حوالہ کتب۔
۷۲۔المقدم (سب سے پہلے اور آگے کرنے والا۔ یا آگے بڑھانے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔665-667۔
اسم المقدم کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ۔
حوالہ کتب۔
۷۳۔الموخر (پیچھے اور بعد میں رکھنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔668-670۔
اسم الموخر کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ۔
حوالہ کتب۔
۷۴۔الاول (سب سے پہلے)۔۔ص۔671-672۔
اسم الاول کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ۔
حوالہ کتب۔
۷۵۔الآخر (سب کے بعد)۔۔ص۔673-675۔
اسم الآخر کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ۔
حوالہ کتب۔
۷۶۔الظاھر (ظاہر و آشکار)۔۔ص۔676-678۔
اسم الظاھر کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ۔
حوالہ کتب۔
۷۷۔الباطن (پوشیدہ اور پنہاں)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔679-682۔
اسم الباطن کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ۔
حوالہ کتب۔
۷۸۔الوالی (متولی۔متصرف اور کام بنانے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔683-686۔
اسم الوالی کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ
حوالہ کتب۔

۷۹۔المتعالی (سب سے بلند و برتر)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔687-690۔
اسم المتعالی کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ۔
حوالہ کتب۔
۸۰۔البر (اچھا سلوک کرنے والا۔احسان کرنے والا۔نیک سلوک کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔691-697۔
اسم البر کا نظام کائنات میں کردار۔امر بالمعروف و نہی اعن المنکر کا حکم۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ حوالہ کتب۔
۸۱۔التواب (بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔698-703۔
اسم التواب کا نظام کائنات میں کردار۔گناہ۔اثم۔ذنب۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۸۲۔المنتقم (بدلہ لینے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔704-708۔
اسم المنتقم کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کا قول۔
روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۸۳۔العفو (بہت زیادہ معاف کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔709-712۔
اسم العفو کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔
حوالہ کتب۔
۸۴۔الروف (بہت مہربان)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔713-718۔
اسم الروف کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کا قول۔
روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۸۵۔مالک الملک (سارے جہانوں کا بادشاہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔719-722۔
اسم المالک الملک کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۸۶۔ذوالجلال والاکرام (عظمت اور بزرگی والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔723-726۔
اسم ذوالجلال ولاکرام کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کا قول۔
روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔
۸۷۔المقسط (انصاف کرنے والا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔727-736۔
اسم المقسط کا نظام کائنات میں کردار۔اسلامی شریعت ایک تعارف۔(۱۔جامعیت اور وسعت۔۲۔عالمیت۔

۳۔ گہرائی اور تعمق۔ ۴۔ انسان دوستی۔ ۵۔ توازن اور اعتدال۔ ۶۔ ثبات اور تغیر کے درمیان توازن اور امتزاج۔ ۷۔ احکام شریعت ۸۔ عقل و نقل کا امتزاج۔)۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۸۸۔ الجامع (قیامت کے دن سب لوگوں کو اکھٹا کرنے والا ----------------------- ص۔ 741-737۔

اسم الجامع کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۸۹۔ الغنی (ہر چیز سے بے پرواہ) ----------------------------- ص۔ 746-742۔

اسم الغنی کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ حضرت علیؑ کا قول۔ روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۹۰۔ المغنی (غنی یا بے پرواہ کرنے والا) ----------------------------- ص۔ 749-747۔

اسم المغنی کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ حضرت علیؑ کا قول۔ روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۹۱۔ المانع (دین اور دنیا میں ہلاکت سے بچانے والا) ----------------------------- ص۔ 755-750۔

اسم المانع کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۹۲۔ الضار (ضرر پہنچانے والا) ----------------------------- ص۔ 761-756۔

اسم الضار کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۹۳۔ النافع (نفع پہنچانے والا) ----------------------------- ص۔ 764-762۔

اسم النافع کا نظام کائنات میں ردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ حضرت علیؑ کا قول۔ روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۹۴۔ النور (روشنی والا) ----------------------------- ص۔ 773-765۔

اسم النور کا نظام کائنات میں کردار۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ حضرت علیؑ کے اقوال۔ روحانی وظیفہ حوالہ کتب۔

۹۵۔ الھادی (راہ دکھانے والا) ----------------------------- ص۔ 779-774۔

اسم الھادی کا نظام کائنات میں کردار۔ ۱۔ عقل و شعور۔ ۲۔ انبیاء کرام۔ ۳۔ توفیق الٰہی کا ملنا۔ روز قیامت جنت کا حصول۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔حضرت علیؑ کے اقوال ۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب ۔

۹۶۔البدیع (بے نمونہ عالم کو بنانے والا)---ص۔780-783۔

اسم البدیع کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کا قول۔روحانی وظیفہ حوالہ کتب۔

۹۷۔الباقی (ہمیشہ رہنے والا)---ص۔784-787۔

اسم الباقی کا نظام کائنات میں کردار۔فتنہ خلق قرآن۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۹۸۔الوارث (مالک)---ص۔788-797۔

اسم الوارث کا نظام کائنات میں کردار۔خلیفہ فی الارض۔زمین کے وارث۔حق وراثت۔

ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔حوالہ کتب۔

۹۹۔الرشید (سب پر غالب)---ص۔798-802۔

اسم الرشید کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ۔ حوالہ کتب۔

۱۰۰۔الصبور (بہت بردبار۔بڑا تحمل کرنے والا)---ص۔803-810۔

اسم الصبور کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حضرت علیؑ کے اقوال۔روحانی وظیفہ حوالہ کتب۔

کتابیات---ص۔811-816۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بہ حضور جناب حسن اخریٰ محمد عظیم برخیا المعروف حضرت قلندر بابا اولیاء کے نام
جو میرے پیرو مرشد اور روحانی استاد محترم ہیں۔ آپ ہی کے فیضان نظر، چشم کرم
اور فیض روحانی کی بدولت میں نے اس انتہائی کٹھن، پر پیچ، عمیق و دقیق موضوع
پر قلم اٹھانے کی ہمت اور جراءت کرتے ہوئے اس موضوع کا انتخاب کیا۔ پر

پیش لفظ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۔(اعراف ۔۱۸۰)

ترجمہ۔ اللہ کے لئے اچھے اچھے نام ہیں سوتم اسے ان اچھے ناموں سے پکارا کرو۔

عربی قاعدے میں جتنے حروف تہجی موجود ہیں ان میں تجلیات، نورانی لہریں، پیغامات اور عمیق و دقیق فلسفے پوشیدہ ہیں چنانچہ اسم الٰہیہ میں جتنے حروف تہجی جمع ہوئے ان کی طاقت و توانائی اور عمیق و دقیق فلسفے تو اس اسم میں موجود ہیں ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ کائنات کے نظام کو سنبھالنے کے پوشیدہ اسرار بھی ان میں مستور ہیں مثلاً خالق کائنات کا اسم ذات اللہ ہے چنانچہ اہل باطن کہتے ہیں کے اللہ کا الف احدیت کے تمام دائروں کی تجلی کا نام ہے احدیت کی تجلی سے مراد تخلیق کی وہ ساخت ہے جو تنزل ذات یعنی واجب کے انوار ہیں موجودات میں یہ انوار نہر تسوید کے ذریعے منتشر ہوتے ہیں یہی نہر تسوید ہر ثابتہ کے لطیفہ اخفیٰ کو سیراب کرتی ہے اس طرح سے ہر لطیفہ اخفیٰ ایک دوسرے سے متعارف اور روشناس ہے کائنات کے ان ذی روح افراد جن میں لطیفہ اخفیٰ موجود ہے وہ سب کے سب نہر تسوید کے ذریعے اسی مخفی رشتے سے ایک دوسرے کے ساتھ باہم منسلک اور روشناس ہیں یہی وہ بنیاد ہے جس کے ذریعے ہم موجودات کی ہر چیز کو جانتے اور پہچانتے ہیں نہر تسوید کے لطیف انوار ہی وہ شعاعیں ہیں جو انسان جنات اور تمام ذی روح افراد کے حافظے کا کام دیتی ہے ان ہی شعاعوں میں موجودات کا پورا ثبت (ریکارڈ) ہے۔ جب انسان کسی چیز کو یاد کرنا یا جاننا چاہتا ہے تو یہی شعاعیں حرکت کر کے اعیان اور اعیان سے جو یہ میں منتقل ہو کر انسانی شعور بنتی ہیں تاہم انسان کسی بھولی ہوئی یا جانی ہوئی چیز کو اپنے شعور میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ اس حقیقت کے ذریعے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کے انسان کے لطیفہ اخفیٰ میں ازل سے ابد تک کی تمام معلومات کے ذخائر موجود ہیں انسان مسلسل مشق کے ذریعے ان ذخائر سے استفادہ کرتے ہوئے گزشتہ اور آئیندہ زمانے کے واقعات، معلومات اور حوادث کو اسی لطیفہ اخفیٰ کی شعاعوں کی مدد سے معلوم کر سکتا ہے۔ (قلندر بابا اولیاء)

اسی کلیے کے پیش نظر عربی زبان کے حروف تہجی میں کائنات کے اسرار پوشیدہ اور مستور ہیں جبکہ ان حروف تہجی سے مل کر بننے والے اسماء الٰہیہ بھی اپنے اندر بے پناہ قوت اور طاقت کے منبع و مخزن ہیں تاہم ضرورت اس امر کی ہے کے بنی نوع انسانیت کی رسائی ان خزائین تک کیسے ہو؟ اس پیچیدہ سوال کا جواب نہایت سادہ اور آسان ہے کے بنی نوع انسانیت اپنے رب سے مسلسل رابطے اور خشیت کے ذریعے ہی ان پوشیدہ خزائین تک پہنچ سکتی ہے انسان میں جس قدر طلب ہوگی اسی قدر اس پر سے حجابات اسمائے الٰہیہ منکشف اور عیاں ہوتے چلے جائیں گے یہاں رابطے سے مراد معرفت الٰہی اور خشیت سے مراد محبت الٰہی ہے تاہم ہمارے یہاں

اہل علم طبقہ خشیت الٰہی کی تعریف بیان کرتے ہوئے خوف خدا کا لفظ استعمال کرتے ہیں اگرچہ محبت اور خوف ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے لیکن حقیقی محبت کا ایک نہایت ارفع درجہ خوف خدا بھی ہے یعنی محبوب حقیقی کی ناراضی کا خوف پھر چاہے خلوت وہ یا جلوت انسان ان تمام چیزوں سے محبت اور وابستگی محسوس کرتا ہے جو اس کے محبوب حقیقی کو پسند ہوں جبکہ ان تمام چیزوں سے کنارہ کشی بھی اختیار کرتا ہے جو اس کے محبوب حقیقی کو ناپسند ہو بالالفاظ دیگر خشیت الٰہی، عشق الٰہی کی ارفع ترین شکل وصورت کا نام ہے۔
امیر المومنین نے فرمایا! خشیت الٰہی گناہوں کے لئے نفس کا قید خانہ ہے جو انسان کو گناہوں سے روکتا ہے تاہم خشیت الٰہی عرفاء کی خلعت اور مومنین کا شعار ہے اگرچہ انسانوں میں سب سے زیادہ جاننے والا وہ ہے جس کے قلب میں خشیت الٰہی ہو۔
زیر نظر کتاب 'سرالٰہی' میں مولفہ نے نہایت کھلے دل سے اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اسمائے الٰہیہ کے پوشیدہ اسرار کی جانب صرف اور صرف مختصر اشارے ہی پیش کئے ہیں کیونکہ میں اپنے اندر اتنی سکت محسوس نہیں کرتی کے اتنے بڑے کام کو انجام دے سکوں انسان تو اتنا بے بس ہے کے وہ ایک گھاس کے تنکے پر بھی تحقیق کا حق ادا نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اسرار الٰہیہ تو بہت ہی بڑی بات ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء ہیں یعنی ایک کم ۱۰۰ تو جو شخص اسماء کو یاد کرے گا وہ ابتداء میں ہی بغیر عذاب کے داخل جنت ہو جائے گا۔ (مشکوۃ)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ طاق ہے اور وہ طاق کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری۔ مسلم)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ کے ننانوے اسماء الحسنیٰ ہیں جن کے ذریعے ہمیں دعا کا حکم دیا گیا ہے پس جو بھی شخص ان اسماء کو خوب اچھی طرح سے یاد کرلے وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (بخاری)
حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مچھلی والے یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی وہ دعا جو انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب سے مانگی تھی یعنی: لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ۔
ترجمہ۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو پاک ہے بے شک میں ظالموں میں سے تھا۔
جو مسلمان اس دعا کے ذریعے اللہ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ اس شخص کے سوال کو پورا فرماتے ہیں۔ (مسند احمد)
اس کتاب پر کام ۱۹ مارچ ۲۰۲۰ء بروز جمعہ اور ۲۳ رجب ۱۴۴۱ھ کو شروع کیا گیا تھا جو اللہ کے فضل وکرم سے آج ۷ فروری ۲۰۲۱ء بروز اتوار ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ کو رات کے 09:09 منٹ پر مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور افعال کی اہمیت کا اندازہ قوت بشری سے ماوراء ہے اگرچہ اس موضوع کی معرفت ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں یہ موضوع خالصتاً عرفاء اور صوفیاء کا ہے اللہ کے علم سے مخلوق کے علم کو قطعاً کوئی نسبت نہیں کیونکہ اللہ رب العزت کا علم قدیم، بسیط اور ہر شے پر محیط ہے۔
بقول شاعر! مقدور ہے کس کو تیرے وصفوں کے رقم کا حقا کے خداوند ہے تو لوح وقلم کا
کتاب سرالٰہی کا نام آج سے تقریباً دس، گیارہ برس قبل جناب تسلیم احمد صابری نے تجویز کیا تھا۔

ڈاکٹر زہرا بتول

باب اوّل

اسمائے الٰہیہ

اسمائے الٰہیہ کی تعریف:

عربی زبان میں 'اسم' سے مراد نام ہے جبکہ اسماء جمع ہیں اسم کی۔

ابن سیدہ اسم کی تعریف بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں! اسم سے مراد جوہر یا عرض کے ہیں جو ایک کو دوسرے سے الگ یا ممتاز کرتا ہے۔ [۱]

امام راغب اصفہانی اسم کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ! اسم کی اصل 'سموٗ' ہے تاہم اسم کے ذریعے کسی شے کی ذات یا تعارف حاصل کیا جاتا ہے۔ [۲]

اسم سے مراد وہ لفظ ہے جس سے کسی شے کو پہچانا جاسکے اور اس کے ذریعے استدلال قائم کیا جاسکے۔ [۳]

علامہ بطرس البستانی اسم کی وضاحت میں یہ کہتے ہیں! اسم دراصل وہ لفظ ہے جو کسی شے پر دلالت کرتا ہے۔ [۴]

علمائے لغت کے نزدیک اسم کے معانی سی چیز، شے، جگہ یا انسان کی پہچان یا شناخت ہے کیونکہ کسی بھی انسان یا شے کا تعارف اس وقت تک ادھورا ہوتا ہے جب تک کے اس کا نام نہ لے لیا جائے۔

اسی مناسبت سے 'اسمائے الٰہیہ' سے مراد اللہ بزرگ و برتر کے وہ پرنور، بابرکت اور پاکیزہ اسمائے حسنیٰ جس نے اس پورے نظام کائنات کو سنبھال رکھا ہے لفظ کائنات اپنے اندر نہایت وسعت، جامعیت اور گہرائی لئے ہوئے ہے جس کے مفاہیم کا ادراک انسان کے لئے ناممکن ہے تاہم اس سے مراد ہر جاندار، بے جان، مرئی، غیر مرئی اشیاء جن میں انسان، جنات، فرشتے، عرش، سدرۃ المنتھیٰ، حجاب محمود، بیت المعمور، کرہ ارض، آسمان پر موجود بے شمار ستارے اور سیارے، ان میں بسنے والی لاتعداد مخلوقات، زمین، سمندر، تحت الثریٰ اور ان میں بسنے والی بے شمار مخلوقات وغیرہ۔ جن کے کل مجموعے کو کائنات کا نام دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب کائناتی پروگرام کو شکل دینا چاہی تو فرمایا 'کن' لہٰذا 'کن' کہنے کے بعد اللہ کے ذہن اور ارادے میں جو کائناتی تصویر اور ترتیب تھی اس کی تشکیل عمل میں آئی۔

لوح محفوظ کا قانون ہمیں یہ بتاتا ہے کے ازل سے ابد تک صرف لفظ کی کارفرمائی ہے حال اور مستقبل ازل سے ابد تک کا درمیانی وقفہ ہے جو لفظ کے سوا کچھ نہیں کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب اللہ کا فرمایا ہوا لفظ 'کن' کی شکل و صورت ہے دوسری جانب اللہ

تعالیٰ کے مختلف اسماء الحسنیٰ ہیں جن سے مختلف طرز کی نت نئی تخلیقات وجود میں آ رہی ہیں اللہ تعالیٰ کے ان ہی مقدس اسمائے نے اس نظام کائنات کو کنٹرول کر رکھا ہے۔۵؎

حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں ! کائنات ایک ریکارڈ شدہ فلم ہے جہاں ہر موجود شے کن کے ساتھ وجود میں آ چکی ہے اور اب اطلاع کے ذریعے ہر عالم میں اسکرین پر ظاہر ہو رہی ہے۔حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں ! ایک کتاب المبین۔ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔یہ محض قیاس آرائی ہے کے انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی ہے انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں وہاں بھی بھوک، پیاس، خواب و بیداری، نفرت، محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر باالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔

ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں۔ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے اور ٹوٹتے ہیں، اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ہر نظام میں الگ الگ ارض وسماوات، حیوانات، نباتات اور انس و جن ہیں۔۶؎

لوح محفوظ کتاب المبین کا ایک ورق ہے، کتاب المبین عالم ارواح ہے جبکہ عالم ارواح وہ عالم ہے کے جب اللہ نے 'کن' کہا تو اس کا ظہور عمل میں آ گیا تاہم موت کے بعد کی زندگی دراصل اسی عالم ارواح کی جانب پیش قدمی ہے۔۷؎

حضرت امام جعفر صادقؓ نے فرمایا کہ ! عالمین کی دو اقسام ہیں۔۱۔عالم کبیر۔۲۔عالم صغیر۔

۱۔عالم کبیر۔۔۔۔۔۔آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ عالم کبیر ہے۔

۲۔عالم صغیر۔۔۔۔۔اور انسان کے وجود میں بھی ایک دنیا بستی ہے جو عالم صغیر کہلاتی ہے۔

وھب بن منبہ سے مروی ہے کے اٹھارہ ہزار عالمین ہیں اور دنیا ان میں سے ایک عالم ہے۔۸؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں ! اللہ تعالیٰ نے چالیس ہزار عالمین پیدا فرمائے جبکہ یہ دنیا شرق سے غرب تک ایک عالم ہے مقاتل نے کہا کے اسی ہزار (۸۰،۰۰۰) عالمین ہیں، چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) خشکی میں اور چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) سمندر میں ابو العالیہ سے مروی ہے کے جن ایک عالم ہیں۔انس ایک عالم ہے ان کے سوا زمین کے چار زاوئے ہیں اور ہر زاوئے میں پندرہ سو (۱۵،۰۰) عالمین ہیں۔۹؎

ابن عربی کے مطابق ! انسان کامل حقیقتاً ذات واحد کا چھوٹے پیمانے پر نمونہ ہے کیونکہ اس میں خدا کے جملہ اسمائے حسنہ کا ظہور ہوتا ہے سوائے وصل الٰہی کے کاملیت ناممکن ہے اقبال اور ابن عربی دونوں کا اتفاق اس بات پر ہے کہ جنت اور دوزخ مقامات نہیں

ہیں بلکہ روح اور دماغ کی کیفیات کا نام ہیں قرآن میں ان کا بیان ایک حالت شعوری کا ہے، جسے انسان اپنے اندر اپنے اعمال کے مطابق محسوس کرتا ہے۔ الجیلی وجود حقیقی اور اس کی ذات کے مسلسل شان اظہار اور ہر لمحہ بدلتی ہوئی مختلف کیفیات کو بیان کرتے ہیں ان کے خیال میں ہر لفظ اپنے اندر خاص اور گہرے معنی رکھتا ہے اور ہر اسم اپنے مسمّٰی کا مکمل نمائندہ ہے چونکہ وجود مطلق کئی درجے نیچے آکر انسان کی ذات میں اپنا جمال منعکس دیکھتا ہے لہٰذا انسان روحانی کشف سے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد وجود مطلق تک پرواز کر سکتا ہے یہ عمل تین حالتوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ انسان اسمائے الٰہی پر جو اس کے مظہر ہیں غور کرتا ہے۔

۲۔ اس مسلسل سعی سے وہ دائرۂ صفات میں داخل ہو جاتا ہے اور صفات الٰہیہ سے متصف ہو کر معجزاتی شان اختیار کر لیتا ہے۔

۳۔ اس کے بعد وہ نور حقیقی کے دائرے میں قدم رکھتا ہے اور انسان کامل بنتا ہے اب اس کا عمل خدائی عمل اس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور اس کے کان اللہ کے کان اور اس کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں بن جاتی ہیں اور یہ منتہائے کمال ہے اور یہی کمال اقبال کو پسند ہے۔

۱۰۔

String thepry نامی ایک تھیوری ۱۹۶۰ء میں پیش کی گئی جس میں یہ بتایا گیا کہ! عالمین میں تقریباً 10D ہیں یعنی گیارہ ڈائی مینشن زہیں اگر چہ اب تک سائنسدانوں نے صرف 3D کا ہی سراغ لگایا ہے۔ جس طرح سے انسان کی حرکت آگے پیچھے، دائیں ، بائیں اور اوپر نیچے ہو سکتی ہے اس کو سائنسی زبان میں 3D یعنی three Dimension کہتے ہیں تاہم سائنس دان اب تک 3D کو ہی دریافت کر پائے ہیں جبکہ ہماری دنیا اور ہمارا عالم انھی تین ڈائی مینشن کے اندر مقید ہیں۔

لیکن string theory کے مطابق! 3D کے بجائے 10D ہیں جو درج ذیل ہے۔

۱۔ پہلی ڈائی مینشن میں تو انسان آگے پیچھے حرکت کرتا ہے۔

۲۔ دوسری میں آپ دائیں اور بائیں حرکت کر سکتے ہیں۔

۳۔ انسان اوپر نیچے حرکت کر سکتا ہے تاہم سائنسدانوں کے مطابق! یہی ہماری دنیا اور عالم ہے۔

۴۔ لیکن اگر انسان چوتھی ڈائی مینشن میں داخل ہو جائے تو وہ وقت میں سفر کر سکتا ہے۔

۵۔ اس ڈائی مینشن میں انسان اس عالم سے نکل کر دوسرے عالم میں داخل ہو جائے گا جس کو عالم ارواح کہتے ہیں۔

۶۔ اس ڈائی مینشن میں انسان دو یا دو سے زائد عالمین میں متحرک ہو جائے گا یعنی۔

۱۔ عالم اسباب۔ ۲۔ عالم ارواح۔ ۳۔ عالم برزخ۔

۷۔ اس ڈائی مینشن میں انسان جب انسان داخل ہوگا تو وہ کائنات کی تخلیق سے قبل کے دور یعنی بگ بینگ کے دور میں داخل ہو جائے گا.

۸۔ یہ ڈائی مینشن انسان کو اس کی تخلیق سے قبل کے مختلف ادوار میں لے جائے گا۔

۹۔نواں ڈائی مینشن ایسے عالمین کا ایک ہوگا جہاں فزکس کے اصول کے مطابق تمام چیزیں اور عالمین ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوں گے اور ممکن ہے وہاں کا ایک دن ہمارے دنیاوی دن کے پچاس ہزار برس کے برابر ہو۔

۱۰۔دسویں ڈائی مینشن میں انسان اس عالم میں پہنچ جائے گا جہاں وہ جس چیز کا تصور کرے گا اس کو وہ چیز حاصل ہو جائے گی ممکن ہے یہ عالم جنت ہو۔جس کے لئے اللہ نے فرمایا! انسان کو وہ سب حاصل ہو جائے گا جس کی وہ تمنا کرے گا۔(ماخوذ)

امام فخرالدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں! اللہ سبحانہ نے اس عالم کے علاوہ کروڑوں عالمین تخلیق فرمائے ہیں جس میں اس کا عظیم الشان عرش اور کرسی اعلیٰ بھی ہے ان آسمانوں کی وسعت عقل انسانی سے ماوراء ہے کیونکہ ذات خداوندی مالک الملک ہے جس کی صفات کا اندازہ بشر انسانی کی سکت سے باہر ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ۔

ترجمہ۔آپ ﷺ کے رب کے لشکر کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔۱۱؎

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔

ترجمہ۔(اللہ) کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جانتا ہے جو کچھ زمین میں اور دریا میں ہے، اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں۔ ۱۲؎

إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔

ترجمہ۔آسمان اور زمین کی ذرہ برابر کوئی چیز چھوٹی بڑی ایسی نہیں جو تیرے رب کی نگاہ سے پوشیدہ ہو یہ سب کتاب المبین میں درج ہے۔۱۳؎

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔

ترجمہ۔زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کے وہ کہاں رہتا ہے اور وہ کہاں سونپا جاتا ہے یہ سب کچھ کتاب المبین میں درج ہے۔ ۱۴؎

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔

ترجمہ۔آسمان اور زمین کی کوئی پوشیدہ شے ایسی نہیں جو کتاب المبین میں نہ لکھی ہو۔ ۱۵؎

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔

ترجمہ۔(اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہے اور نہ ہی زمین میں نہ ذرے سے بڑی اور نہ اس سے چھوٹی یہ سب ایک کتاب المبین میں درج ہے۔۱۶؎

یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثۡبِتُ وَعِنۡدَہٗۤ اُمُّ الۡکِتٰبِ۔

ترجمہ۔ ہر دور کے لئے ایک کتاب ہے اللہ جو کچھ چاہتا ہے مٹادیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔۱۷؎

وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ کِتٰبًا۔ترجمہ۔ہم نے ہر چیز کو قلم بند کر رکھا ہے۔۱۸؎

اللہ کا ہر اسم اس کی ایک صفت ہے مثلاً اسم 'رحیم' اللہ کی ایک صفت ہے جس کے معنی تخلیق یعنی پیدا کرنا چنانچہ پیدائش کی جس قدر طرزیں موجودات میں موجود ہیں ان سب کی محرک اور خالق صفت 'رحیم' ہے اسی طرح سے اللہ کا ایک اسم 'سمیع' ہے چنانچہ کائنات میں موجود تمام مخلوقات کو جو سماعت کا شعور حاصل ہے وہ اسی صفت 'سمیع' کی وجہ سے ہے۔اسی طرح سے اللہ کی ایک صفت 'بصیر' ہے تاہم کل مخلوقات کو جو شعور بصارت اور بصیرت ہے وہ اسی اسم بصیر کے سبب ہے۔

اللہ کے ہر اسم کے تین درجات ہیں یعنی ہر اسم تین حیثیتوں میں کام کرتا ہے۔

۱۔اسم اطلاقیہ۔ ۲۔اسم عینیہ۔ ۳۔اسم کونیہ۔

جب اللہ نے اس کائنات کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو اس وقت اللہ کے اسماء کی حیثیت اسم اطلاقیہ تھی یعنی اسماء کی صفات علم کی حیثیت رکھتی تھیں لیکن جب اللہ نے 'کن' کہہ کر کائنات کو ظاہر فرمایا تو اسمائے الٰہیہ کی صفات اسم اطلاقیہ سے تنزل کر کے اسم عینیہ بن گئیں یعنی جب اللہ کی صفات کی علمی حیثیت میں حرکت پیدا ہوئی تو یہ اسم عینیہ بنیں اس کے بعد اللہ نے موجودات کو مخاطب کر کے فرمایا !الست بربکم (کیا میں تمھارا رب ہوں؟) جس کے جواب میں تمام ارواح نے یک زبان ہو کر کہا! قالو بلیٰ (بے شک آپ ہمارے رب ہیں) جب تمام ارواح نے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا اقرار اور اعتراف کر لیا تو اسماء کی حیثیت عینیہ سے تنزل کر کے اسم کونیہ بن گئی جس کو صفت مظہر بھی کہا جاتا ہے۔

خلیفہ فی الارض:

وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً۔

ترجمہ۔جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا! میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔۱۹؎

اس آیت میں موجود لفظ 'خلیفہ' کا ترجمہ نائب یا قائم مقام کیا جاتا ہے جو کہ ایک غلط ترجمہ ہے کیونکہ قرآن کریم میں حضرت آدم کو کہیں بھی خلیفۃ اللہ (اللہ کا خلیفہ) نہیں کہا گیا بلکہ انھیں خلیفۃ فی الارض کہا گیا یعنی اللہ کی زمین پر خلافت کی ذمہ داری ادا کرنے والا خلیفۃ کی جمع ہے خلفاء یا خلائف ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو انھوں نے اپنے بھائی ہارون سے کہا!

اخۡلُفۡنِیۡ فِیۡ قَوۡمِیۡ۔۲۰؎۔ترجمہ۔میری غیر موجودگی میں میری قوم کے جانشین بنو۔

قابل غور نکتہ ہے کے کوئی شخص کسی کی موجودگی میں خلیفہ نہیں بن سکتا بلکہ اس کی عدم موجودگی میں خواہ وہ زندہ ہو یا مر چکا ہو خلافت کی ذمہ داری نبھا سکتا ہے اس کی جانشینی یا اس کی جگہ لے سکتا ہے۔ انگریزی زبان میں اس کے لئے Successor کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے ذات باری تعالی ہر جگہ اور ہمہ وقت موجود ہے اور کسی اعتبار سے بھی اس کی غیر موجودگی ثابت نہیں لہٰذا یہ تصور ہی سراسر باطل ہے کیونکہ جو خود بہ نفس نفیس موجود ہوگا پھر اس کے خلیفہ کے کیا معنی؟ انسان کو زمین پر خلافت کے منصب پر فائز کرنے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے، تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ ۲۱؎

حضرت ابو بکر صدیق ؓ خلیفۃ اللہ نہیں بلکہ خلیفہ الرسول ﷺ تھے یعنی رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد انھوں نے ان ﷺ کی جانشینی کے فرائض ادا کئے بیعت خلافت کے بعد کسی نے آپ کو خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا تو آپ نے کہا! میں خلیفۃ اللہ نہیں بلکہ میں خلیفۃ الرسول ﷺ ہوں۔ ۲۲؎

لہٰذا یہ بات طے ہوگئی کے انسان اس دنیا میں اللہ کی جانشینی کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے قائم کردہ قاعدے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے اور ان قوانین کو اللہ کی زمین پر نافذ کرنے کے لئے آیا ہے اگر آدم علیہ السلام کو خلیفۃ فی الارض کہا گیا ہے تو وہ صرف اسی لئے کہا گیا کے وہ دنیا میں اپنے سے پہلی مخلوق کی جانشینی کی ذمہ داری نبھانے آئے ہیں اب جہاں تک نیابت کا تعلق ہے تو اس کے معنی اختیارات کو تفویض کرنا یعنی Power Delegate کرنا کائنات کا کل اختیار و اقتدار صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دنیا میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کو خدائی اختیارات یعنی Divine Rights حاصل ہوں لہٰذا یہ بات طے ہوگئی کے چاہے انسان اس دنیا اور کائنات میں ترقی کے کتنے ہی منازل طے کیوں نہ کر لے لیکن اس کو کسی بھی مقام پر قوانین الٰہی کے اختیارات تفویض نہیں کئے گئے ہیں۔

مفسرین لکھتے ہیں! خلیفہ مالک نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی کی ملک میں اللہ کے تفویض کردہ اختیارات کو اس کے ایک نائب کی حیثیت سے استعمال کرتا ہے پھر اس کے اختیارات ذاتی بھی نہیں ہوتے بلکہ اصل مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں لہٰذا نائب اپنی من مانی یا حکم عدولی نہیں کر سکتا اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ بات بغاوت یا غداری کے زمرے میں شامل ہوگی۔ اللہ تعالی نے جن اسماء الٰہیہ کا علم حضرت آدم کو عطا کیا انھی اسماء کے علم کو روحانیت کی اصطلاح میں علم لدنی کہتے ہیں۔ سورہ البقرہ آیت ۳۱ میں ارشاد خداوندی ہے!

(اللہ) نے آدم کو تمام نام بتا دئے یعنی جب اللہ تعالی نے علم کی تقسیم کی تو سب سے پہلے اپنی صفاتی ناموں کا تعارف کرایا تا ہم ان ہی ناموں کو اسمائے صفاتی کہا جاتا ہے اور یہی نام وہ علم ہیں جو اللہ تعالی کے علم کے عکاس ہیں اگر چہ صفت کی تعریف میں یہ بتانا ضروری

ہے کے اللہ تعالی کی ہر صفت کے ساتھ قدرت اور رحمت کی صفات بھی جمع ہیں جیسے بصیر، سمیع، رزاق ربانیت کے ساتھ قدرت اور رحمت شامل ہے بالفاظ دیگر اللہ کی کوئی صفت قدرت اور رحمت کے بغیر نہیں۔ جیسے کہ صفت بصیر میں اللہ تعالی کو کائنات میں کامل قدرت اور کامل خالقیت حاصل ہے کیونکہ اللہ کے تمام اسم ایک تجلی (نور) ہیں پھر اس تجلی کے ساتھ دو مزید تجلیات کا اضافہ گویا ہر اسم تین تجلیات کا مجموعہ ہے۔

۱۔ایک تجلی صفت اسم کی۔

۲۔دوسری تجلی صفت قدرت کی۔

۳۔تیسری تجلی صفت رحمت کی۔

اسی حوالے سے ارشاد رسول ﷺ ہے! حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

بے شک اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ ۲۳؎

اسمائے الٰہیہ پوشیدہ خزآنے ہیں:

اللہ تعالی کے تمام اسماء حقیقت میں چھپے ہوئے خزآنے ہیں تاہم دنیا میں کچھ قدسی نفوس افراد ایسے بھی ہیں جوان پوشیدہ خزائین سے واقف ہیں اہل علم حضرات انھیں پڑھنے کے طریقے سے واقف ہیں۔اللہ کے ہر اسم کی تاثیر اور اس کو پڑھنے کا طریقہ کار الگ ہے تاہم اگر کسی اسم کی بار بار تکرار کی جائے تو اس اسم کی تجلیات سے انسانی ذہن معمور ہونے لگتا ہے پھر جیسے جیسے اس اسم کے انوار وتجلیات کا ذخیرہ انسانی دماغ میں ہوتا ہے اسی مناسبت سے انسان کے بگڑے ہوئے کام سنورتے چلے جاتے ہیں اور حسب دل خواہ نتائج برآمد ہوتے ہیں لیکن ان اسماء کی فیوض وبرکات کے حصول کے لئے ضروری ہے کے اہل باطن یا قابل اساتذہ سے مشورہ کرتے ہوئے انھیں اسی مقررہ طریقہ اور تعداد سے پڑھا جائے ورنہ اس کے نتائج برعکس بھی ہوسکتے ہیں اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کے اپنی مرضی سے بہت زیادہ اوراد وظائف سے انسان مختلف مشکلات اور بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے اور بعض اوقات تو انسان کا دماغ بھی الٹ جاتا ہے چنانچہ بہت ضروری ہے کے کسی ماہر استاد کی نگرانی میں ہی اوراد و وظائف پڑھے جائیں۔

اسم ذات کے سوا اللہ کے تمام اسماء اللہ کی مختلف صفات ہیں جو کے فعال اور متحرک ہیں اور اس نظام کائنات اور اس میں شامل موجودات کو سنبھالے ہوئے ہیں اللہ کے اسم میں موجود ہر صفت اپنے اندر بے انتہاء طاقت اور زندگی رکھتی ہے چنانچہ انسان اس اہم ترین مثبت کائناتی توانائی کے ذریعے اپنے بگڑے ہوئے امور کو سلجھا سکتا ہے۔ ۲۴؎

انسان پر لازم ہے کے وہ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی وراثت یعنی علم اسماء الٰہی ہ کا امین ٹھہرے کیونکہ انسان کی عظمت اس کے علم میں پوشیدہ ہے فرشتوں نے آدم کی علمی قابلیت کو سجدہ کیا لیکن ابلیس نے انکار کیا تاہم اگر انسان اپنے اس ازلی ورثے کو سنبھالنے اور اس علم کی قدرومنزلت سے ناواقف ہے تو وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں بلکہ وہ دو پیروں پر چلنے والے حیوان سے بھی بدتر ہے کیونکہ تمام حیوانات، چرندو پرند نا صرف اپنے رب سے واقف ہیں بلکہ صبح شام اس کی حمد وثناء اور تسبیح بھی بجالاتے ہیں لہٰذا

اس اعتبار سے اگر انسان علم اسماء اور معرفت خداوندی سے نا آشنا ہے تو وہ منصب انسانی پر فائز ہونے کے قابل نہیں۔

اسماء کی اہمیت:

انسانی زندگی میں پیدائش سے پہلے سے لے کر مرنے کے بعد تک جو کچھ بھی ہے وہ اسماء یعنی نام ہی ہیں۔انسان نام کے ذریعے چیزوں کو جانتا اور پہچانتا ہے اور یہ پہچان کا سلسلہ روز الست سے جاری ہے جس کا کوئی اختتام بھی نہیں روز الست رب کائنات نے تمام ارواح کو اپنے آپ سے متعارف کرواتے ہوئے کہا! الست بربکم؟ کیا میں تمھارا رب ہوں؟ تو تمام ارواح نے اپنے رب کو نا صرف جانا بلکہ اس کو اس کی تمام صفات کے ساتھ پہچانتے ہوئے برملا اقرار کرتے ہوئے کہا! قالو بلیٰ۔ بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔اسی طرح سے قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے کائنات، آسمان، زمین، ستارے، سیارے، چاند، سورج، پہاڑ، دریا، سمندر، جنت، دوزخ، انسان، حیوان فرشتے، جنات، درخت، پھول، پودے الغرض کے تمام اشیاء کائنات کا تعارف پیش کیا جس کو دنیا کے تمام انسان اپنی فہم وفراست کے مطابق سمجھتے ہیں یعنی معلوم ہوا کے ہر شے کا کوئی نا کوئی نام ہے جس کی وجہ سے ہم اس شے کا تعارف حاصل کرتے ہیں مثلاً اگر لفظ آسمان کہا جائے تو فوراً انسانی ذہن میں آسمان کے ساتھ اس پر موجود سورج، چاند، ستاروں، بادلوں اور اس کی بے پناہ وسعت کا خیال آتا ہے، اسی طرح سے اگر لفظ برف کہا جائے تو سردی اور ٹھنڈک کا حساس بھی برف کے ساتھ انسانی ذہن میں آتا ہے چنانچہ نام یا اسم ہی ہر شے کی پہچان ہیں تاہم یہ اسماء اس شے کے وصف کو بھی ظاہر کرتے ہیں جیسے کے آگ کا لفظ استعمال کیا جائے تو گرمی اور حرارت کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے یعنی آگ کا وصف چونکہ گرمی اور حرارت سے متصل ہے چنانچہ انسان اس کے اوصاف کو بھی اس کے نام کے ساتھ شناخت کرتا ہے۔

اسلام میں اسماء کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غار حرا میں جو ابتدائی وحی آئی اس میں کہا گیا!

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ۔ترجمہ۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے۔۲۵ے

یا ہر کام کی ابتداء میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو پڑھنا تا کہ وہ کام بخیر وخوبی اپنے انجام تک پہنچے گا۔

گیارہ ہزار اسمائے الٰہیہ:

ہر انسان کے اندر بیک وقت دو حواس کام کرتے ہیں۔

۱۔ بیداری کے حواس۔

۲۔خواب کے حواس۔یعنی تمام انسان اپنی پوری زندگی انھی دو حواس کے تابع گزارتے ہیں یا تو انسان سوتا ہے یا پھر جاگتا ہے اندازاً ساڑھے پانچ ہزار اسماء خواب میں کام کرتے ہیں اگر بیداری اور خواب میں کام کرنے والے ان دونوں حواسوں کو جمع کر لیا جائے تو ان کی کل تعداد تقریباً گیارہ ہزار بنتی ہے۔ ہر انسان چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب اور ملت سے ہو یا اس کی عمر، مصروفیات اور سرگرمیاں کچھ بھی ہوں وہ تا عمر ان گیارہ ہزار اسمائے الٰہیہ کے تابع رہتے ہوئے اپنی زندگی گزارتا ہے تاہم ان گیارہ ہزار اسمائے

الٰہیہ کے اوپر ایک حکمران اسم بھی ہوتا ہے جو ان اسماء کو کنٹرول کرتا ہے اسی کو اسم اعظم کہا جاتا ہے۔ انسان چونکہ اشرف المخلوق ہے اس لئے اللہ کے قانون کے مطابق انسان کے اندر کام کرنے والا ہر اسم کسی دوسری نوع کے لئے اسم اعظم کی حیثیت رکھتا ہے تاہم یہی وہ اسماء الٰہیہ ہیں جن کا علم اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ۔ ترجمہ۔ (اللہ) نے آدم کو تمام نام بتادئے۔ ۲۶ے

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو بذریعہ وحی علم الاسماء عطا فرمائے یعنی کل کائنات کا علم انھیں عنایت کیا گیا جس سے فرشتے اور جنات بھی ناواقف تھے چنانچہ علمی اعتبار سے حضرت آدم علیہ السلام تمام دیگر مخلوقات میں افضل ترین ہیں انسان انبیاء کرام کے وارث ہیں اگرچہ انبیاء اپنے پیچھے علم چھوڑتے ہیں مال واسباب نہیں چنانچہ انبیاء کرام کے علم کے اصل وارث انسان ہیں کیونکہ دنیا کے ہر انسان کے اندر گیارہ ہزار حواس کام کرتے ہیں ۲۷ے

اس اعتبار سے اس کائنات میں انسان ہی وہ اشرف ترین مخلوق ہے جو ان اسمائے الٰہیہ کی حقائق اور تجلیات کا تحمل کرسکتا ہے تکوین یا اللہ تعالی کی ایڈمنسٹریشن (Adminstration) کو چلانے کے لئے اہل علم حضرات جنھیں غوث، قطب، ابدال، قلندر یا ولی اللہ کہا جاتا ہے وہ اپنے اپنے عہدوں کے مطابق ان اسماء الٰہیہ کا علم رکھتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر (متوفی۔ ۷۷۴ھ) نے سورہ البقرہ کی آیت۔ ۲۵۱ کی تفسیر میں بیان فرمایا!

فَهَزَمُوۡهُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ۔

ترجمہ۔ اللہ کے حکم سے مومنین نے جالوت کے لشکروں کو شکست دی اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا، اور اللہ نے سلطنت اور حکمت داؤد کو دی اور جو چاہا اسے سکھایا، اور اگر اللہ کا بعض کو بعض کے ذریعے سے دفع کرادینا نہ ہوتا تو زمین فساد سے پُر ہوجاتی، لیکن اللہ عالمین پر بہت مہربان ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت میں ۳۰ ابدال ہیں ان کی وجہ سے تم کو رزق دیا جاتا ہے ان ہی کی وجہ سے تم پر بارش برستی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے۔ ۲۸ے

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں ہمیشہ سات اشخاص ایسے رہیں گے جن کی برکت سے تمھاری مدد اور جن کے وسیلے سے تم پر بارش نازل ہوں گی اور جن کی وجہ سے تم کو رزق دیا جائے گا حتیٰ کے قیامت آجائے گی۔ ۲۹ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ ایک صالح مومن کی برکت سے اس کے پڑوس کے ۱۰۰ گھروں سے مصائب کو دور فرماتے ہیں۔ ۳۰ے

اسم اعظم:

علم اسماء اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا اور ان کے توسط سے کل بنی نوع آدم کو فطری طور پر ودیعت کیا گیا اگرچہ یہ علم ہر

انسان کی فطرت میں شامل اور داخل ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کا سیکھنا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں لیکن بدقسمتی سے اتنے بڑے اور نہایت قیمتی خزانے سے بہت کم لوگ مستفید ہوئے دوسری جانب مستفید ہونے والے افراد بھی اللہ کے خاص اور چنیدہ بندے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم اسماء کے پوشیدہ اسرار و رموز اصحاب صفہ اور کئی صحابہ کرام جن میں عشرہ مبشرہ شامل تھے انھیں عنایت فرمائی بعد ازاں یہ علم سینہ بہ سینہ قدسی نفوس بندوں میں منتقل ہوتا رہا ان علوم کے حامل افراد اشرف کہلاتے ہوئے اللہ کی نیابت کے فرائض انجام دیتے ہیں ان اسماء الھیہ کے ذریعے سے کائنات کا تخلیقی مقصد اور اشیاء کائنات کی اصل حقیقت اور اس کے اسرار و رموز کی عقدہ کشائی ہوتی ہے تاہم ان اسماء الھیہ کے ذریعے اللہ کی صفات کو جان کر اللہ کی معرفت حاصل کی جا سکتی ہے۔

علم اسماء۔(کائناتی اور تخلیقی فارمولے):

کائناتی اور تخلیقی فارمولے کی ترتیب درج ذیل ہے۔

۱۔روحانی علوم۔

۲۔کائناتی علوم۔

۳۔باطنی علوم۔

۴۔علم شریعت۔

۵۔علم طریقت۔

۶۔علم حقیقت۔

۷۔علم معرفت۔

۸۔لاشعوری علوم۔

۹۔تسخیری علوم۔

۱۰۔علم لدنی۔

۱۱۔علم حضوری۔

مندرجہ بالا علوم کی تحصیل کے بعد ہی انسان اشرف المخلوق کہلانے کے لائق ہے اور انھی علوم کی تحصیل کے سبب آدم مسجود ملائکہ ٹھہرے اسی علم میں کائنات کی ابتداء اور انتہاء ہے اسی علم کے باعث انسان خلیفہ فی الارض کے عہدے پر فائز ہے اور اسی علم کے سبب انسان کو اللہ کی معرفت اور عرفان حاصل ہوتا ہے۔

ذات وصفات:

ذات سے مراد اللہ کی ذات بابرکت جبکہ صفات سے مراد اسماء الھیہ یہ اللہ کے صفاتی اسماء ہیں جن کے نور اور روشنی سے تمام نظام کائنات رواں دواں، جاری وساری و باقی ہیں یہ اللہ کی وہ صفات ہیں جو تخلیق میں عمل پیرا ہیں یہی وہ علم تخلیق ہے جس کو اللہ نے اپنی

امانت قرار دیا ہے۔ انسان اللہ کے علوم کا خزانہ ہے اللہ کے تخلیقی علوم کا امین ہے۔

کائنات کے نظام کو چلانے کے لئے اسماء کی تخلیق:

اللہ تعالی نے کائناتی نظام کو چلانے کے لئے اسماء کی تخلیق فرمائی یہ اسماء اللہ کے صفاتی نام ہیں یہ اللہ کے نور اور روشنی کے مراکز ہیں ان اسماء الٰہیہ میں مختلف نوعیت کے انوار اور تجلیات کام کرتی ہیں تاہم ہر اسم مبارک مخصوص روشنیوں کا منبع ہے جو کائنات میں نزول کر کے اپنے حصے کا کام سرانجام دیتی ہیں اشیاء کائنات میں اتنی سکت نہیں کہ وہ اللہ کے نور سے براہ راست استفادہ کر سکیں چنانچہ اسی کے پیش نظر اللہ نے اپنے اسماء الٰہیہ کو پیدا فرمایا اور اپنے نور کو ان اسماء الٰہیہ میں منتقل فرمایا تاہم جس اسم میں جس قسم کی روشنی اور نور کو منتقل یا گیا وہ اسی قسم کی تجلی اور نور کو نشر کر رہا ہے۔

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ۔لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔۳۱

ترجمہ۔ تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ۔اَلْحَىُّ الْقَيُّوْمُ ۔۳۲

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔ ۳۳

مندرجہ بالا دونوں اسماء الٰہیہ ایک جیسے نہیں ایک اسم انتظامی ہے اور ایک اسم تعلیمی ہے اور دونوں میں آٹھ آٹھ مناصب ہیں جس میں اللہ نے ان کے فنکشنز بتائے ہیں۔

اَلْحَىُّ الْقَيُّوْمُ (جو اسم اعظم) ہے یہ اسماء الٰہیہ کائناتی نظام کو چلانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اَلْحَىُّ الْقَيُّوْمُ کے نور و تجلیات سے تمام کائنات روشن اور منور ہے ان ہی اسماء سے کائنات میں زندگی اور اس کا درست، متوازن، منظم اور متحرک نظام قائم ہے یعنی کل اشیائے کائنات، سورج، چاند، ستارے، سیارے، زمین، آسمان، اور ان میں موجود کل مخلوقات انھی اسماء کی وجہ سے قائم و دائم ہیں جب کے یہی اسماء ان کی حرکات و سکنات کو نا صرف کنٹرول کرتے ہیں بلکہ انھیں منظم اور مرتب بھی کرتے ہیں یہ اسمائے مبارک روشنی اور نور کے زون ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ اللہ کے مخصوص نور کے مراکز ہیں انھی کے سبب کائنات میں روشنی اور نوری تقسیم ممکن ہے اللہ کے نور سے ہی کل کائنات میں زندگی کی رمق اور ہلچل ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۳۴ یعنی اللہ کا نور آسمان اور زمین میں جاری ہے۔

یعنی تمام آسمانوں اور زمینیوں میں جتنا بھی نظام جاری اور قائم ہے وہ سب کا سب اللہ کے نور سے ہی متحرک اور منظم ہے۔ اس کل کائنات میں اللہ کے نور کے مخصوص مراکز ہیں جن سے کائنات کو مسلسل روشنی اور نور کی تقسیم جاری ہے۔ دراصل ایڈمنسٹریٹو یا انتظامی اسماء ہیں یعنی اللہ کو نا نیند ہے اور نہ اونگھ ہے ہر شے کا مکمل کنٹرول اور اجازت اللہ کے پاس ہے وہ اپنی مخلوقات سے بے خبر نہیں۔

الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (یہ بھی اسم اعظم) ہیں اس میں بھی آٹھ بڑے فنکشنز بیان کئے گئے ہیں انھیں امور سماویہ کہتے ہیں یہ تمام کے تمام تخلیقی، سائنٹفک، اور نالج ایبل ہیں جب اللہ نے چاہا کے میں پہچانا جاؤں تو اس نے تخلیق کا ارادہ فرمایا تاہم جس قدر تخلیقات بھی اس کل کائنات میں موجود ہیں وہ سب کی سب اللہ کے نور سے روشن اور متحرک ہیں یعنی اللہ جب کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ 'ہوجا' (کن فیکون) تو وہ چیز ہوجاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

(اللہ) وہ ہے جس نے آسمانوں اورزمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا اور جب وہ کہتا ہے کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتی ہے۔۳۵

بے شک آسمانوں اورزمین کی پیدائش اوررات اوردن کے ادل بدل میں اور کشتیوں میں جو سمندر میں لوگوں کے نفع کے لئے چلتی ہیں اوراس میں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا اور آسمان اورزمین کے درمیان ہر قسم کے جانوروں کو پھیلایا اور ہواؤں کو ادھر ادھر پھرانے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں (قدرت) کی نشانیاں ہیں۔۳۶

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اوران ہی کی طرح زمین کو پیدا کیا ان کے درمیان ہمارا حکم (وحی) اترتا ہے۔۳۷

وہ جس نے آسمانوں اورزمین اوران کے اندر کی چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا پھر عرش پر قرار پکڑا وہ رحمن ہے۔۳۸

بے شک ہم نے تمھارے اوپر سات راہیں پیدا کیں اور ہم مخلوق سے غافل نہیں۔۳۹

اس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا۔۴۰

کائناتی نقشہ:

کائناتی نقشہ اللہ کے حکم سے ایک ترتیب اور توازن سے معرض وجود میں آیا جس کی ترتیب درج ذیل ہے۔

۱۔عالم ارواح۔

۲۔لوح محفوظ۔

۳۔لوح محفوظ دوم۔

۴۔عالم مثال۔

۵۔عالم ناسوت۔

۶۔عالم اعراف۔

۷۔عالم علیین۔

۸۔عالم سجین۔

۹۔عالم نفس۔

۱۰۔عالم حشر نشر۔

۱۱۔عالم جنت دوزخ۔

۱۲۔عالم ابد۔

۱۳۔عالم ابدالا آباد۔

لفظ یا اسم کی کئی اقسام ہیں تاہم ہر قسم کے اسم یا لفظ کا ایک سردار ہوتا ہے جو اپنی قسم کے دیگر اسماء کو کنٹرول کرتا ہے اگر چہ یہ سردار بھی اللہ کا ہی ایک اسم ہوتا ہے جس کو 'اسم اعظم' کہا جاتا ہے اسماء کی حیثیت روشنی، نور یا تجلی کے سوا کچھ نہیں یعنی ایک طرز کی جتنی بھی روشنیاں، انوار یا تجلیات ہیں ان کو کنٹرول کرنے والا اسم بھی ان ہی روشنیوں کا مرکب ہوگا۔

یہ اسماء کائنات میں موجود دیگر اشیاء کی تخلیق کے اجزاء ہوتے ہیں تاہم کسی بھی نوع سے متعلق اسم اعظم کو جاننے والا صاحب علم اس نوع کی کامل طرزوں، تقاضوں اور کیفیات کا علم رکھتا ہے۔[۴۱]

اللہ کی تسبیح و تحمید کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو بھی نہیں دیکھتے؟ کے ان کے سایے کس طرح سے اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے ادھر ادھر گرتے ہیں سب کے سب اس طرح سے اظہار عجز کرتے ہیں۔[۴۲]

زمین اور آسمان میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے فرشتے ہیں وہ سب اللہ کے آگے سر بہ سجود ہیں۔[۴۳]

جتنے اسمائے الٰہیہ ہیں وہ سب کے سب اسم اعظم ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تمام حمد اللہ کے لئے جس کی ہر صفت دوسری صفت سے جدا ہے وہ آخر ہونے سے پہلے اول اور ظاہر ہونے سے پہلے باطن ہے۔[۴۴]

تسبیح مخلوق کا رزق ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم یہ کلمات ہر چیز کی نماز ہیں اور ان ہی کے ذریعے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔[۴۵]

نوع ملائکہ کا اسم اعظم:

انسان چونکہ اشرف المخلوق ہے اس لئے اللہ کے قانون کے مطابق انسان کے اندر کام کرنے والا ہر اسم کسی دوسری نوع کے لئے اسم اعظم کی حیثیت رکھتا ہے تاہم یہی وہ اسماء الٰہیہ ہیں جن کا علم اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو سیکھایا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ۔ترجمہ۔(اللہ) نے آدم کو تمام نام بتادئے۔[۴۶]

ملائکہ کے تقاضوں پر دیگر اسماء کام کرتے ہیں لیکن ان اسماء الٰہیہ پر ایک اسم اعظم کی حکمرانی قائم ہے۔

ملائکہ کی تسبیح کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ۔

ترجمہ۔(فرشتے) اللہ کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے وہ اس کی تسبیح وتمجید بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔[۴۷]

وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔

ترجمہ۔زمین اور آسمان میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے فرشتے ہیں وہ سب اللہ کے آگے سربسجود ہیں وہ اپنے رب سے ہرگز سرکشی نہیں کرتے وہ (اللہ) سے ڈرتے ہیں اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔[۴۸]

ترجمہ۔فرشتے صف باندھے کھڑے رہتے ہیں اور اللہ کی پاکی بیان کرنے میں لگے رہتے ہیں۔[۴۹]

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ۔تو فرشتوں کو عرش کے گرد حلقہ باندھے دیکھے گا وہ اپنے رب کی تسبیح میں مشغول ہوں گے، اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور سب کہیں گے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔[۵۰]

وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ۔ترجمہ۔رعد پاکی کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتا ہے۔[۵۱]

وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ۔

ترجمہ۔(فرشتے) اللہ کی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے اور نہ ہی وہ تھکتے ہیں وہ دن رات اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کسی وقت بھی نہیں رکتے۔[۵۲]

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

ترجمہ۔بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔[۵۳]

وَالْمَلٰٓئِكَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔[۵۴]

انسانوں کا اسم اعظم:

انسان کے اندر کام کرنے والے تقاضوں اور پورے نظام حواس کو قائم ودائم رکھنے والے دیگر اسماء پر ایک اسم سردار کی حیثیت سے موجود ہوتا ہے جس کو اسم اعظم کہا جاتا ہے۔اہل باطن نے 'یَا اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ' کو نوع انسان کا اسم اعظم قرار دیا ہے اللہ کی عبادت اور تسبیح وتمجید کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ۔ہم نے جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔۵۵ ؎

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ۔

ترجمہ۔اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو۔۵۶ ؎

وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔ترجمہ۔صبح شام اس کی پاکی بیان کرو۔۵۷ ؎

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۔ترجمہ۔صبح و شام اپنے پرودگار کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرو۔۵۸ ؎

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ۔

ترجمہ۔طلوع شمس سے قبل اور بعد میں اپنے پروردگا کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرو۔۵۹ ؎

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۔ترجمہ۔اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔۶۰ ؎

فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۔

ترجمہ۔تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا،اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔۔۶۱ ؎

اسم اعظم کے حوالے سے متعدد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

جو شخص اسم اعظم کے ذریعے سے دعا کرتا ہے اللہ تعالی اس شخص کی دعا کو قبول فرماتے ہیں،

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۶۲ ؎

ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے تو پاک ہے بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔

مذکورہ بالا دعا حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی اور اللہ نے ان پر اپنی رحمت فرماتے ہوئے نا صرف انھیں مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے سے نجات دی بلکہ ان کے لئے آسانیاں بھی فرمائیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو مسلمان بھی ان الفاظ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کے ساتھ دعا کرتا ہے اللہ اس کی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔۶۳ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تم کو اللہ وہ اسم اعظم نہ بتادوں کے جس کے ذریعے سے اگر کوئی دعا یا سوال کیا جائے تو اللہ اس دعا اور سوال کو ضرور قبول فرماتا ہے؟ یہ وہ دعا ہے جس کے ذریعے حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ نے تین تاریکیوں سے نجات عطا فرمائی۔

(۱۔پہلی تاریکی رات کی۔۲۔دوسری سمندر کی۔۳۔تیسری مچھلی کے پیٹ کی) دوسری روایت کے مطابق!

"أللهم إنى اسئلك بأنى أشهد أنك الله الذى لا إله إلا أنت الأحد الصمد الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد"

ترجمہ۔الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا واسطہ دے کر میں گواہی دیتا ہوں کے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو اکیلا اور بے نیاز ہے جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

صحیح ابن حبان اور مستدرک الحاکم میں ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ایک شخص کو ان مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ دعا مانگتے ہوئے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ کے اسم اعظم کے واسطے سے دعا کی ہے تاہم جب اس کے واسطے سے دعا کی جائے تو وہ دعا اللہ تبارک تعالی ضرور قبول فرماتا ہے اور ان الفاظ کے ساتھ اللہ سے جو سوال کیا جائے اللہ اس سوال کو ضرور منظور فرماتا ہے۔

اللھم انی اسالك بأن لك الحمد لا الٰه الا انت وحدك لا شريك لك الحنان المنان بديع السمٰوات والارض یا ذوالجلال ولا کرام یاحی یا قیوم ۔

ترجمہ۔اۓ اللہ! میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں اس واسطے سے کے سب تعریفیں تیرے لئے ہی ہیں تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں تو بہت مہربان اور بہت احسان فرمانے والا ہے تو ہی آسمان اور زمین کی بے مثال ایجاد کرنے والا ہے اۓ ذوالجلال والاکرام اور یاحی یا قیوم۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھا تھا اور وہاں قریب ہی ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا بعد نماز اس شخص نے مذکورہ بالا دعائیہ کلمات ادا فرمائے جس کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص نے اللہ کے بڑے بڑے اسماء کے ساتھ دعا کی ہے جب ان اسماء کے ساتھ دعا کی جائے تو دعا قبول ہو جاتی ہے اور جو سوال کیا جاتا ہے وہ اللہ کی طرف سے عطا فرما دیا جاتا ہے۔ ۶۴؎

نوع جنات کا اسم اعظم:

نوع اجنہ کی تمام طرزوں اور تقاضوں پر ایک الگ اسم اعظم حکومت کرتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ۔ہم نے جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ ۶۵؎

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا ۔

ترجمہ۔اۓ جنات اور انسانوں کے گروہ! کیا تمھاری جنس میں سے تمھارے پاس رسول نہیں آئے؟ جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے۔ ۶۶؎

نوع نباتات کا اسم اعظم:

نوع نباتات کے دیگر تقاضوں پر موجود اسماء پر ایک الگ سردار اسم حکمرانی کرتا ہے جس کو نوع نباتات کا اسم اعظم کہا جاتا ہے۔

نباتات بھی صبح و شام اللہ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہوئے اس کو سجدہ کرتے ہیں جس کے لئے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ۔ترجمہ۔ستارے اور درخت (اللہ) کو سجدہ کرتے ہیں۔۶۷ ے

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا۔

ترجمہ۔سات آسمان اور زمینیں اور جو کچھ ان میں موجود ہے وہ اللہ کی حمد وثناء کرتی ہیں لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔۶۸ ے

نوع جمادات کا اسم اعظم:

نوع جمادات کا ایک الگ اسم اعظم ہے جمادات کی تسبیح وتمجید کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ۔

ترجمہ۔(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ نے نہیں دیکھا کے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے وہ سب اللہ کی پاکی بیان کر رہے ہیں۔۶۹ ے

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا۔

ترجمہ۔ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرے لیکن تم ان کی پاکی بیان کرنے کو نہیں سمجھتے۔۷۰ ے

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلَالُهُم بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ۔

ترجمہ۔اللہ ہی ہے جس کو زمین و آسمان کی ہر شے طوعاً کرہاً سجدہ کر رہی ہے اور سب چیزوں کے سایے صبح وشام اس کے آگے جھکتے ہیں۔۷۱ ے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ۔

ترجمہ۔ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے کیا تم دیکھتے نہیں؟ کے اللہ کے آگے ہر شے سر بہ سجود ہے وہ سب جو آسمانوں میں ہے اور وہ سب جو زمین میں ہے سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، جانور اور بہت سے انسان۔۷۲ ے

وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا۔ترجمہ۔تمھارا رب فیصلہ کر چکا ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔۷۳ ے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

ترجمہ۔جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔۷۴ ے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

ترجمہ۔جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔۷۵ ے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔

ترجمہ۔جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔۷۶؎

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ۔ترجمہ۔ستارے اور درخت (اللہ) کو سجدہ کرتے ہیں۔۷۷؎

إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ۔

ترجمہ۔ہم نے پہاڑوں کو اس کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا اور وہ صبح وشام اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔

پرندے سمٹ آتے اور سب کے سب اس کی تسبیح کی طرف متوجہ ہو جاتے۔۷۸؎

حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پرندے اور پہاڑوں کی تسبیح کی توجیہ کی وضاحت میں شاہ ولی اللہ بیان کرتے ہیں کے قوی ہمت والا نفس جب کسی کیفیت سے بھر جاتا ہے تو اس کے قریب رہنے والے نفوس اور ان کی طبیعت میں بھی اس کی کیفیت سرائیت کر جاتی ہے اور جب وہ کسی پتھر یا درخت سے وقت کے موافق کوئی معرفت سنتا ہے تو اس کی قوت دوسرے لوگوں میں بھی سرائیت کر جاتی ہے اور پھر وہ بھی اسی طرح سے سنتے ہیں جس طرح سے اس نے سنا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی تھی، اے پہاڑ وان کی تسبیح کی آواز کا جواب دیا کرو اور پرندوں کو تابع کر دیا تھا، اور ہم نے ان کے لیے لوہا نرم کر دیا تھا۔۷۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پہاڑ ایک دوسرے پہاڑ کا نام لے کر آواز دیتے ہیں اور ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں تم پر جو فلاں شخص گزرا کیا اس نے اللہ کا ذکر کیا؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو سوال کرنے والا پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا۔۸۰؎

نوع جانور اور پرندوں کا اسم اعظم:

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے ہیں ہر ایک نے اپنی اپنی نماز اور تسبیح معلوم کر لی۔۸۱؎

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ:

اسم ذات کے علاوہ اللہ تعالی کا ہر اسم اللہ تعالی کی ایک صفت ہے جو کامل طرزوں کے ساتھ اپنے اندر تخلیقی قدریں لئے ہوئے ہے تاہم تخلیق میں کام کرنے والے تمام قوانین اللہ کے وضع کردہ قوانین ہیں اللہ تعالی نے خود اپنے لئے فرمایا

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔۸۲؎

اللہ کا نور یعنی اسماء الہیہ کے انوار و تجلیات لہروں کی شکل میں انسان، جنات، فرشتے، نباتات، حیوانات و جمادات کی زندگی میں دور

کرتا ہے اور ان کی زندگی میں یہی نور اور تجلی تحریک پیدا کرتی ہے تاہم پوری کائنات میں جہاں جہان اللہ کی مخلوقات موجود ہیں ان سب میں قدرت کا یہی فیضان جاری اور ساری ہے دوسری جانب کائنات کا ہر فرد چاہے اس کا تعلق کسی بھی نوع سے ہو وہ اسی نور (اسماء الھیہ) کی لہر سے منسلک اور وابستہ ہے۔تمام کہکشانی نظام اور ہمارے درمیان نہایت مضبوط رشتہ ہے پے در پے جو خیالات انسان کے ذہن میں آتے ہیں وہ دوسرے نظام اور آبادیوں سے انسانوں کو موصول ہوتے ہیں۔نور کی یہ لہریں ایک لمحے میں روشنی کا روپ دھارتی ہیں تاہم روشنی کی یہ چھوٹی بڑی لہریں انسان تک بے شمار تصور خانے لے کر آتی ہیں اور انسان نے تصویر خانوں کا نام واہمہ، خیال، تصور یا تفکر رکھ دی۔ ۸۳؎

گرج اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے:

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ۔

ترجمہ۔رعد اس کی پاکی کے ساتھ اس کی تعریف کرتا ہے اور سب فرشتے اس کے ڈر سے، اور بجلیاں بھیجتا ہے پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور یہ تو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں، حالانکہ وہ بڑی قوت والا ہے۔ ۸۴؎

رعد (بادلوں پر مامور فرشتے):

بادلوں کی آواز اور کڑک کو رعد کہتے ہیں، رعد دراصل ایک فرشتہ ہے جو کے بادلوں کو ہنکاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس کچھ یہود آئے اور کہنے لگے یا ابالقاسم! ہمیں بتائے کہ رعد کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کے ساتھ مقرر ہے اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں جن سے وہ جہاں اللہ چاہتا ہے بادلوں کو ہنکاتا ہے، پھر انھوں نے پوچھا! یہ آواز کیسی ہے جسے ہم سنتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بادلوں کو ڈانٹنا اور جھڑکنا ہے جب وہ فرشتے بادلوں کو ڈانٹتے اور جھڑکتے ہیں تو پھر بادل وہاں پہنچتے ہیں جہاں پہنچنے کا انھیں فرشتے حکم دیتے ہیں۔ ۸۵؎ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

ترجمہ۔جو مخلوقات آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے، اور وہی غالب حکمت والا ہے، اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔۔ ۸۶؎

يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ۔

ترجمہ۔گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور سب فرشتے اس کے خوف سے۔ ۸۷؎

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب انھوں نے اللہ کے حکم سے سرکشی کی تو ان کو دیکھتے ہی دیکھتے ایک کڑک نے آلیا۔ ۸۸ے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ ہمارے وعدہ برحق کے مطابق ان کو کڑک نے آلیا پس ان کو خس وخاشاک کردیا۔ ۸۹ے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ۔ ترجمہ۔ صبح ہوتے ہی انھیں کڑک نے آلیا۔ ۹۰ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں! اربد بن قیس اور عامر بن الطفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے ان کا ارادہ رسول اللہ ﷺ کو نقصان پہنچانے کا تھا چنانچہ کچھ دیر انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بحث ومباحثہ کیا اور بلا آخر انھوں نے یہ طے کیا کے عامر بن الطفیل رسول اللہ ﷺ کو باتوں میں لگائے گا جبکہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اربد بن قیس، رسول اللہ ﷺ کو قتل کردے گا لیکن جب اربد بن قیس نے قتل کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ مفلوج ہوگیا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ارادے کو بھانپ لیا جب یہ دونوں واپس جانے لگے تو راستے میں اربد بن قیس پر آسمان سے بجلی گری جبکہ عامر بن الطفیل کے پورے جسم پر حتی کے اس کے حلق تک میں پھوڑے نکل آئے اور وہ مرگیا۔

اسی موقع پر سورہ رعد کا نزول ہوا۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَآئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ۔

ترجمہ۔ رعد اس کی پاکی کے ساتھ اس کی تعریف کرتا ہے اور سب فرشتے اس کے ڈر سے، اور بجلیاں بھیجتا ہے پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گرادیتا ہے اور یہ تو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں، حالانکہ وہ بڑی قوت والا ہے۔ ۹۱ے

ذکرالٰہی:

کل اشیاء کائنات ہر لمحہ اللہ کی پاکی اور حمد وثناء بیان کرتی ہے صبح اور شام اس کو سجدہ کرتے ہیں اس کی ربوبیت اور تعریف وتمجید میں ہر وقت رطب لسان رہتے ہیں سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے جو اس سے روگردانی کرتے ہیں ورنہ کائنات کی تمام مخلوقات انسان سے زیادہ اللہ کی شکر گزار اور اس کی عارف ہیں۔

ارشادات خداوندی:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔

ترجمہ۔ ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اس مین ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرے لیکن تم ان کی پاکی بیان کرنے کو نہیں سمجھتے۔ ۹۲ے

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کی ہے ہراس شے نے جو زمین اور آسمانوں میں ہے وہی زبردست دانا ہے۔ ۹۳؎

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔

ترجمہ۔اللہ ہی کی تسبیح کی ہے ہراس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی غالب حمت والا ہے۔ ۹۴؎

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کی ہے ہراس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ ہی غالب اور حکیم ہے۔ ۹۵؎

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۔

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کررہی ہے ہروہ شے جو آسمانوں میں ہے اور ہروہ چیز جو زمین میں ہے وہ بادشاہ ہے قدوس ہے زبردست اور حکیم ہے۔ ۹۶؎

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ۔

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کررہی ہے ہروہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کی بادشاہی ہے اسی کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ ۹۷؎

وَاذْکُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ ۔

ترجمہ۔اپنے رب کو اپنے دل میں خوف اور عاجزی کے ساتھ یاد کرو اور زبان سے آواز بلند کئے بغیر صبح اور شام اللہ کو یاد کرو اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ ۹۸؎

اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ ۔

ترجمہ۔بے شک جو آپ کے رب کی بارگاہ کے مقربین ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔ ۹۹؎

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اور) اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ ۱۰۰؎

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۔

ترجمہ۔(فرشتوں) میں سے ہر ایک کے لئے اس کے قیام کی جگہ مقرر ہے بے شک ہم ہی صف باندھنے والے ہیں اور بے شک ہم ہی تسبیح کرنے والے ہیں۔ ۱۰۱؎

ترجمہ۔آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کے وہ عرش الٰہی کے گرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہوں گے۔ ۱۰۲؎

ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بازی لے گئے مفردون صحابہ نے عرض کی ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ مفردون کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ ۱۰۳؎

جب کوئی شخص صبح یا شام میں (۱۰۰) بار سبحان اللہ وبحمدہ کہے گا تو قیامت کے دن کوئی شخص اس شخص سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا سوائے ان کلمات کے

۱۰۴؎ حضرت ابو سعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کے لوگ تمھیں دیوانہ کہیں۔ ۱۰۵؎

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے فرمایا! کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ لوگوں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا ہم میں سے کوئی شخص ایک ہزار نیکیاں کما سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس کو چاہیئے وہ (۱۰۰) بار سبحان اللہ کہے اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ایک ہزار گناہ مٹا دئے جائیں گے۔ ۱۰۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص صبح اور شام کے وقت (۷) مرتبہ یہ کلمات کہے گا تو اللہ اس شخص کی پریشانیوں سے اسے کافی ہوگا چاہے ان کے کہنے میں وہ سچا ہو یا جھوٹ۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ-عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ ۱۰۷؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص دن میں (۱۰۰) مرتبہ

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِير پڑھے گا تو اس شخص کے لئے (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اس کے (۱۰۰) گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور یہ کلمات شام تک پورا دن شیاطین سے اس شخص کی حفاظت فرمائیں گے اور کوئی شخص اس سے زیادہ افضل عمل نہیں کر سکتا سوائے اس شخص کے جو اس سے بھی زیادہ مرتبہ یہی عمل دہرائے۔ ۱۰۸؎

موذی چیزوں اور بیماریوں سے بچانے والا ذکر:

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے رات میں ایک بچھو نے کاٹ لیا جس کے کاٹنے سے مجھے شدید تکلیف پہنچی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر تم شام کے وقت یہ کلمات کہہ دیتے تو وہ بچھو تمھیں نقصان نہ پہنچا تا۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ ۱۰۹؎

جنت کے پودے:

حضرت ابوایوب انصاریؓ روایت کرتے ہیں، سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو حکم دیجئے کے وہ جنت میں زیادہ سے زیادہ پودے لگائیں کیونکہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور زمین وسیع ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! جنت کے پودے کیا ہیں؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔۱۱۰؎

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سبحانَ اللہِ و بحمدِہٖ کہا اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا گیا۔۱۱۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سبحانَ اللہِ والحمدُ للہِ ولا إلہَ إلا اللہُ واللہُ أکبرُ کہوں تو یہ بات مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔۱۱۲؎

حضرت انسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا جس کے پتے شاخ پر تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر اپنی چھڑی ماری تو سوکھے پتے جھڑنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سبحانَ اللہِ والحمدُ للہِ ولا إلہَ إلا اللہُ واللہُ أکبرُ ولا حولَ ولا قوۃَ إلا باللہِ العلی کہنا بندے کے گناہوں کو اسی طرح سے جھاڑ دیتا ہے جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ ۱۱۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہوئے نہایت اخلاص کے ساتھ لا إلہَ إلا اللہُ کہتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں حتیٰ کے یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔۱۱۴؎

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے افضل ذکر لا إلہَ إلا اللہُ ہے اور سب سے افضل دعا الحمدُ للہِ ہے۔۱۱۵؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ذکر الٰہی کے سوا زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے سوا زیادہ باتیں کرنا دل کو سخت بنا دیتا ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہوتا ہے۔۱۱۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سبحانَ اللہِ و بحمدِہٖ دن میں (۱۰۰) مرتبہ پڑھا اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔۱۱۷؎

حضرت خولہ بنت حکیمؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! جو شخص کسی منزل پر اترا اور اس نے یہ کلمات کہے۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو اسے اس منزل سے چلے جانے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ ۱۱۸؎

حضرت ابو سعید خدریؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! قیامت کے دن اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے کون سے بندے

افضل او نچے مرتبے والے اور اللہ سے زیادہ نزدیک ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں پھر میں نے دوبارہ سوال کیا! کیا ان ذاکرین کے درجات شہداء سے بھی بڑھ کر ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں اگر چہ کسی شخص نے اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو ہی کیوں نہ مارا ہو اور اتنی شدید جنگ لڑی ہو کے اس کی تلوار بھی ٹوٹ گئی ہو اور وہ خود خون میں ہی کیوں نہ رنگ گیا ہو تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے کے درجات شہدا سے بلند ہوں گے۔ ۱۱۹؎

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ سے کیا جائے اور بہترین رزق وہ ہے جو بہ قدر کفایت ہو۔ ۱۲۰؎

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! صبح کو تم میں سے ہر ایک شخص کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہے پس ہر ایک تسبیح (سبحانَ اللہِ) کہنا بھی صدقہ ہے ہر ایک تحمید (الحمدُ للہِ) کہنا بھی صدقہ ہے ہر ایک تہلیل (لا إلہَ إلا اللہُ ہ) کہنا بھی صدقہ ہے اور تکبیر (اللہُ أکبرُ) کہنا بھی صدقہ ہے۔ ۱۲۱؎

حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص باوضو ہو کر اللہ کا ذکر کرے اور ذکر کرتے کرتے سو جائے پھر رات کے کسی پہر اس کی آنکھ کھلے اور وہ اس وقت اللہ سے دنیا و آخرت کی کوئی خیر طلب کرے تو اللہ اسے وہ خیر ضرور عنایت فرمائے گا۔ ۱۲۲؎

حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انسان سے زیادہ ہر شے اللہ کی مطیع ہے۔ ۱۲۳؎

حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں! میں عرض کیا کے یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا! تم سے جس قدر ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور تم جو برا کام کرو اس کے بعد توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ کرو اور کھلم کھلا گناہ کی توبہ کھلم کھلا کرو۔ ۱۲۴؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا کے میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس وقت بھی میری حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔ ۱۲۵؎

امیر المومنین حضرت علی ؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علی ؓ نے فرمایا! ذکر الٰہی خدا کا نور ہے۔ عافیت کے دس جز ہیں جن میں سے ذکر الٰہی کے علاوہ نو اجزاء خاموشی میں ہیں اور ایک جز بے وقوفوں کی صحبت سے پرہیز میں ہے ہر وہ بات جو ذکر الٰہی سے خالی ہو وہ لغو ہے۔

انسان کا بہترین عمل یہ ہے کے اس کی زبان ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ ذکر الٰہی دو طرح کے ہیں۔

۱۔ ایک میں اللہ کا ذکر اور حمد۔

۲۔ دوسرے میں حرام اشیاء میں مبتلا ہونے کے مواقع پر ذکر الٰہی کرنا یہ پہلے ذکر سے زیادہ با فضیلت ہے۔

سب سے بہترین عمل یہ ہے کے انسان مرتے دم تک تم ذکرالٰہی میں رطب اللسان رہو۔

اللہ کو غافلوں کے درمیان یاد کرنے والا اس سرسبز پودے کی طرح ہے جو خشک گھاس کے درمیان ہو یا اس تعمیر شدہ گھر کی طرح ہے جو خرابات کے درمیان

تین کام بہت مشکل ہیں۔

۱۔ ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھنا۔

۲۔ مال کے ذریعے اپنے بھائیوں کی مدد کرنا۔

۳۔ اور لوگوں کے ساتھ خود سے انصاف کرنا۔

ذکرالٰہی، عقل کی وحشتوں کو دور کر کے قلب کو روشن کر دیتا ہے اور نزول رحمت کا باعث ہے۔

مومن ہمیشہ ذکر کرنے والا ہوتا ہے وہ بہت زیادہ آخرت کے متعلق سوچنے والا اور نعمتوں پر شاکر اور بلاؤں پر صابر ہوتا ہے۔

عقل مند وہ ہے جو ذکرالٰہی کے علاوہ ہر چیز سے اپنی زبان روکے رکھے۔

ذکر، محبوب کے ساتھ بیٹھنے کی طرح ہے۔

اگر تم یہ دیکھو کے اللہ تمھیں اپنے ذکر کے ساتھ مانوس کر رہا ہے تو پھر تم یہ سمجھ لو کہ وہ تمھیں دوست رکھنے لگا ہے۔

اللہ کو یاد رکھنے والا اس کا ہم نشین ہوتا ہے، اور اللہ کا ذکر کرنے والا اس سے محبت اور انس رکھنے والا ہوتا ہے کیونکہ یہ دل کا نور اور قلب کی حیات ہے۔

جس نے اللہ کو یاد کیا گویا اللہ نے اسے یاد کیا۔۱۲۶؂

حوالہ کتب:

۱۔لسان العرب۔ابن منظور (متوفی۔)۔ص۔۳۸۰۔داراحیاء التراث العربی۔بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۲۔المفردات بالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔ص۔۴۲۸۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۳۔المعجم الوسیط۔ابراہیم مصطفی (متوفی۔)۔ج۔۱۔ص۔۴۵۵۔المکتبہ العلمیہ تہران۔

۴۔دائرۃ المعارف وھو قاموس عام لکل فن ومطلب۔البطرس النستانی (متوفی۔)۔ج۔۳۔ص۔۶۰۹۔دارالمعرفہ بیروت۔

۵۔روحانی نماز۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۳۶۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔

۶۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۔۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔

۷۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۵۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۸۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۸۔ص۔۷۔۴۰۷۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۹۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۳۸۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔

۱۳۸۷ھ۔
۱۰۔اقبال اور تصوف۔ پروفیسر محمد فرمان ایم۔خان۔ص۔۹۷۔۹۸۔بزم اقبال لاہور۔۱۹۵۸ء۔
۱۱۔سورہ مدثر۔آیت ۳۱۔
۱۲۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۱۳۔سورہ یونس۔آیت۔۶۱۔
۱۴۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔
۱۵۔سورہ النمل۔آیت۔۷۵۔
۱۶۔سورہ سبا۔آیت۔۳۔
۱۷۔سورہ رعد۔آیت۔۳۹۔
۱۸۔سورہ النبا۔آیت۔ ۲۹۔
۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۰۔
۲۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۲۔
۲۱۔سورہ نمل۔آیت۔۶۲۔
۲۲۔ابوبکر صدیق۔(اردو ترجمہ) محمد حسین ہیکل۔ص۔۵۸۳۔اسلامی کتب خانہ۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۲۴۔نظریہ رنگ ونور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۹۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔۱۹۹۵ء۔
۲۵۔سورہ العلق۔آیت۔۱۔
۲۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۱۔
۲۷۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۵۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۲۸۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ)۔ج۔ا۔ص۔۳۴۶۔دا الفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ.
۲۹۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ) ۔ج۔ا۔ص۔۳۴۶۔دا الفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ.
۳۰۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔رقم الحدیث۔۴۴۸۹۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۳۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔
۳۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔
۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔نیز۔دارامی۔
۳۴۔سورہ النور۔آیت۔۳۰۔
۳۵۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔

۳۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔
۳۷۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۳۸۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۹۔
۳۹۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۴۰۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔
۴۱۔روحانی نماز۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۳۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔
۴۲۔سورہ النحل۔آیت۔۴۸۔
۴۳۔سورہ النحل۔آیت۔۹۴۔
۴۴۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مترجم۔حجتہ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۶۳۔ص۔۲۰۷۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۴۵۔احادیث صحیحہ۔حدیث نمبر۔۳۸۳۸۔رقم الحدیث ترقیم البانی۔۱۳۴۔
۴۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۱۔
۴۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۰۶۔
۴۸۔سورہ النحل۔آیت ۴۹۔۵۰۔
۴۹۔سورہ ص۔آیت۔۱۶۴۔
۵۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔
۵۱۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۵۲۔سورہ الانبیا۔آیت ۲۰۔
۵۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۶۔
۵۴۔سورہ الشوری۔آیت ۵۔
۵۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۵۶۔سورہ الفرقان۔آیت۔۵۸۔
۵۷۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۲۔
۵۸۔سورہ الطور۔آیت۔۴۸۔
۵۹۔سورہ ق۔آیت۔۳۹۔
۶۰۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۵۔
۶۱۔سورہ البقرہ۔آیت ۱۵۲۔
۶۲۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۷۔
۶۳۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۶۴۔حصن وحصین۔امام محمد بن محمد الجزری۔مترجم۔مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری۔مکتبہ مدینہ۔اردو بازار لاہور۔

۶۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔

۶۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۰۔

۶۷۔سورہ الرحمن۔آیت ۶۔

۶۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔

۶۹۔سورہ النور۔آیت۔۴۱۔

۷۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔

۷۱۔سورہ رعد۔آیت۔۱۵،

۷۲۔سورہ الحج۔آیت۔۱۸۔

۷۳۔سورہ بنی اسرائیل۔۲۳۔

۷۴۔سورہ الحدید۔۱۔

۷۵۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۔

۷۶۔سورہ الجمعہ۔آیت ۱۔

۷۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۔

۷۸۔سورہ ص۔۱۸۔۱۹۔

۷۹۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔

۸۰۔معجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ المکتبہ المعارف۔ریاض۔۱۴۰۵ھ۔

۸۱۔سورہ النور۔آیت۔۴۱۔

۸۲۔سورہ النور۔آیت۔۳۰۔

۸۳۔روحانی نماز۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۳۸۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔

۸۴۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔

۸۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

مسند احمد۔ج۔۱ص۔۲۷۴۔

۸۶۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۔۲۔

۸۷۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔

۸۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۴۔

۸۹۔سورہ المومنون۔آیت۔۴۱۔

۹۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۳۔

۹۱۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔

۹۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔

۹۳۔سورہ الحدید۔آیت۔ا۔
۹۴۔سورہ الحشر۔آیت۔ا۔
۹۵۔سورہ الصّف۔آیت۔ا۔
۹۶۔سورہ الجمعہ۔آیت۔ا۔
۹۷۔سورہ التغابن۔آیت۔ا۔۲۔
۹۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۰۵۔
۹۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۰۵۔
۱۰۰۔سورہ التحریم۔آیت۔۶۔
۱۰۱۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۶۴۔۱۶۶۔
۱۰۲۔القرآن۔
۱۰۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۰۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۰۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۰۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۰۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۰۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۱۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۱۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۱۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۱۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۱۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۱۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۰۔صحیح ابن حبان۔ج۔۳۔ص۔رقم الحدیث ۸۰۹۔کتاب الزھد للوکیع۔ج۔ا۔ص۔۱۷۸۔مصنف ابن ابی شیبہ۔مسند احمد۔
۱۲۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۲۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۳۔کنزالعمال۔علامہ علی تقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔
۱۲۴۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۲۰۔ص۔۱۵۹۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۱۲۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔رقم الحدیث۔۴۴۹۴۔مطبوعہ داع الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

باب دوم

اسماء الٰہیہ کے پوشیدہ اسرار

معرفت الٰہی کے لئے ضروری ہے کے ہم اس عظیم الشان ہستی کی صفات سے واقف ہوں اگر انسان نام سے واقف ہو لیکن اس کے کام اور اوصاف سے ناواقف ہو تو یہ ادھوری آگہی ہو گی۔

امیر المومنین حضرت علی کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ کی صفات و دریافت کرنے والو! جن احکامات کا تمھیں قرآن نے پتا دیا ہے تم اس کی پیروی کرو اور اسی کے نور ہدایت سے کسب ضیاء کرتے رہو۔

اور جو چیزیں قرآن میں واجب نہیں اور سنت پیغمبر اور آئمہ کے یہاں بھی اس کا نام و نشان نہیں تو سمجھ لو کے وہ شیطان کی وجہ سے تم جانتے ہو چنانچہ انھیں جاننے کی کوشش نہ کرو اور اس کا علم اللہ ہی کے پاس رہنے دو کیونکہ یہی تم پر اللہ کے حق کی آخری حد ہے۔

اس بات کو اچھی طرح سے یاد رکھو کے علم میں راسخ العقیدہ اور پختہ وہی لوگ ہیں جو غیب کے پردوں میں چھپی باتوں کا اقرار کرتے ہیں اور ان پر یقین کامل رکھتے ہیں اگر چہ وہ ان باتوں کی تفصیل اور تفسیر سے ناواقف ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کی مدح کرتا ہے کیونکہ اللہ نے جس چیز کی حجت اور بحث کی انسان کو تکلیف نہیں دی انسان اس چیز پر غور و فکر سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ تم اللہ کی عظمت کو محدود نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ [1]

اَللّٰہُ

اسم ذات

This is Allah's proper name on which depends the existence and welfare of the entire Universe.

يَآ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا ۔(احزاب۔۴۱)

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

اللّٰہِ۔رب کائنات کا اسم ذات ہے، یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

اللّٰہِ۔قرآن کریم میں لفظ اللہ دو ہزار نو سو چالیس (۲۹۴۰) مرتبہ آیا ہے۔۲؎

اہل باطن کہتے ہیں! اللّٰہِ کا الف احدیت کے تمام دائروں کی تجلی کا نام ہے احدیت کی تجلی سے مراد تخلیق کی وہ ساخت ہے جو تنزل ذات یعنی واجب کے انوار ہیں موجودات میں یہ انوار نہر تسوید کے ذریعے منتشر ہوتے ہیں یہی نہر تسوید ہر ثابتہ کے لطیفہ اخفیٰ کو سیراب کرتی ہے اس طرح سے ہر لطیفہ اخفیٰ ایک دوسرے سے متعارف اور روشناس ہے کائنات کے ان ذی روح افراد جن میں لطیفہ اخفیٰ موجود ہے وہ سب کے سب نہر تسوید کے ذریعے اسی مخفی رشتے سے ایک دوسرے کے ساتھ باہم منسلک اور ایک دوسرے سے روشناس ہیں یہی وہ بنیاد ہے جس کے ذریعے ہم موجودات کی ہر چیز کو جانتے اور پہچانتے ہیں نہر تسوید کے لطیف انوار ہی وہ شعاعیں ہیں جو انسان، جنات اور تمام ذی روح افراد کے حافظے کا کام دیتی ہے ان ہی شعاعوں میں موجودات کا پورا ثبت (ریکارڈ) ہے جب انسان کسی چیز کو یاد کرنا یا جاننا چاہتا ہے تو یہی شعاعیں حرکت کر کے اعیان اور اعیان سے جویہ میں منتقل ہو کر انسانی شعور بنتی ہیں تاہم انسان کسی بھولی ہوئی یا جانی ہوئی چیز کو اپنے شعور میں محفوظ کر لیتے ہیں اس حقیقت کے ذریعے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کے انسان کے لطیفہ اخفیٰ میں ازل سے ابد تک کی تمام معلومات کے ذخائر موجود ہیں انسان مسلسل مشق کے ذریعے ان ذخائر سے استفادہ کرتے ہوئے گزشتہ اور آئیندہ زمانے کے واقعات، معلومات اور حوادث کو اسی لطیفہ اخفیٰ کی شعاعوں کی مدد سے معلوم کر سکتا ہے۔۳؎

انسان کی ذات ایک حرکت ہے وہ حرکت اللہ تعالیٰ کے حکم سے شروع ہوتی ہے جس کے ہزاروں اجزاء ہیں تاہم یہ تمام اجزاء بھی دراصل ایک حرکت ہیں یعنی ذات انسانی بے شمار حرکات کا مجموعہ ہے (سانس لینا، چلنا، پھرنا، دل کا دھڑکنا، روح کا جسم میں موجود رہنا، سننا، دیکھنا، سوچنا، سمجھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا الغرض انسان کا جسم نیند میں بھی اپنے افعال انجام دیتا رہتا ہے اور یہ سلسلہ پیدائش سے قبل سے ابدالآباد تک جاری رہے گا یعنی انسانی کی روح اس دنیا میں آنے سے پہلے بھی کہیں تھی پھر وہ اس دنیا میں آئی اور یہاں بھی پیدائش کے بعد سے موت سے قبل تک انسانی روح اور جسم متحرک رہا اور مرنے کے بعد بھی انسان اگلے جہان میں کسی نہ کسی امور میں منہمک اور مشغول رہے گا) زندگی کی تمام حرکات اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کی وجہ سے وقوع پذیر ہیں اس کے ساتھ ہی انسان کی ہر حرکت صفت خالقیت کی وجہ سے شروع ہوتی ہے تاہم اس کی تکمیل صفت قدرت کی حدود میں رہتے ہوئے مکمل ہوتی ہے۔

اس قانون کی رو سے انسان کی زندگی کی تمام حرکات رحمت اور قدرت کے سائے میں ہی تکمیل کے مراحل طے کرتی ہیں یعنی ان دونوں صفات (رحمت اور قدرت) کے بغیر انسانی وجود کی تمام حرکات کا ظہور ناممکنات میں سے ہے۔ اس قانون سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کے انسانی زندگی رحمت اور قدرت کا مجموعہ ہے دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی صفات ہیں ان سب میں رحمت اور قدرت کا جذب ہونا یقینی ہے۔

الف جن انوار کا نام ہے ان کو تصوف کی زبان میں سر کہتے ہیں 'سر' وہ انوار ہیں جو اپنی لطافت کی وجہ سے اعلیٰ ترین شہود رکھنے والوں کو ہی نظر آتے ہیں تاہم یہی وہ انوار ہیں جو نہر تسوید کے ذریعے موجودات کو سیراب کرتے ہیں اور ان ہی انوار کے ذریعے سالک اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ قابل غور اور اہم ترین نکتہ یہ ہے کے ایک انسان کسی دوسرے انسان یا کسی بھی شے کی صفت سے مغلوب ہو کر اپنی شکست اور محکومیت کا اعتراف کرتا ہے تاہم اس مقام پر انسان حیوانات، نباتات اور جمادات سب برابر اور ایک ہی قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رب ذوالجلال والاکرام کا اسم ذات اللہ ہے لہٰذا جیسے ہی اللہ کو پکارا جاتا ہے تو اس کی تمام صفات بھی حرکت میں آجاتی ہیں تاہم اگر صرف کسی ایک اسم کا ورد کیا جائے تو صرف اسی اسم کی صفات اور تجلیات حرکت میں آتی ہیں۔

علامہ مکی بن ابی طالب لکھتے ہیں! لفظ اللّٰہِ اصل میں 'الاہٗ' ہے۔ [۴]

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں! 'الہٰ' کے معنی حیرت زدہ ہونا کیونکہ بندہ جب اللہ کی عظمت اور جلال پر غور و فکر کرتا ہے تو وہ حیرت زدہ ہوتا ہے جبکہ 'لاہٗ' سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ایسی چیز جو کے بلند، مستور اور محجوب ہو اللہ تعالیٰ تمام انسانی بصارتوں سے محجوب اور سب سے بلند و ارفع ہیں۔ اسی طرح سے 'ولاہٗ' کے معنی بچے کا خوف زدہ ہو کر ماں کی جانب لپکنا یعنی ل مخلوقات عالم خوف میں اللہ کی جانب متوجہ ہوتی ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے! لفظ اللّٰہِ 'الہٰ'، 'لاہٗ' سے یا 'ولاہٗ' سے بنا ہے ابن اثیر نے کہا! یہ 'الہٰ' سے بنا ہے منذری نے کہا کے یہ الاالہ سے بنا ہے۔ [۵]

علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں! سیبویہ نے کہا! لفظ اللّٰہِ کا 'لاہٗ' سے بننا جائز ہے کیونکہ اس کے معنی بلندی اور ارتفاع کے ہیں۔ [۶]

لیکن زیادہ صحیح ہے کے اللہ ذات واجب الوجود کے لئے علم (شخصی نام) جو تمام صفات وکمالات کی جامع ہے جبکہ یہ لفظ مشتق بھی نہیں ابن عربی نے کہا کے یہ علم ہے اور'الہٰ' حق پر دلالت کرتا ہے اور یہ تمام اسمائے الٰھیہ احدیہ کا جامع ہے۔ ۷؎

حقیقت یہی ہے لفظ اللّٰہِ کسی لفظ سے نہیں بنا۔ علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں! جس طرح سے اللہ کی ذات کا ادارک وآ گہی ناممکن ہے بالکل اسی طرح سے اس کی صفات کو جاننا بھی کسی بشر کے بس کی بات نہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا! اسم اعظم لفظ اللّٰہِ ہے بشرطیکہ دل میں اللہ کے سوا کوئی اور نہ ہو۔ ۸؎

امام ابوحنیفہ، امام طھاوی، کئی علماء کرام اور عارفین کے نزدیک لفظ 'اللہ' ہی اسم اعظم ہے۔ ۹؎

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں! رب تعالی کا اسم اللّٰہِ تمام اسمائے حسنیٰ کے معانی اور تمام بلند صفات کے مفہوم کو جمع کرنے والا ہے۔ ۱۰؎

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں! عارف کا قلب موت سے قبل دو چیزوں سے نہیں بھرتا۔

۱۔ اپنے نفس پر رونا۔ ۲۔ اپنے رب سے ملاقات کا شوق۔ ۱۱؎

فضیلت انسانی یا تکریم انسانیت کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کے آخر وہ کون سا عمل یا فعل ہے جو انسان کو دوسروں سے مکرم اور مشرف بناتا ہے؟ اس نکتے کو جاننے کے لئے یہ ضروری ہے کے ہم انبیاء کرام کی طرز فکر اور عمل کا جائزہ لیں تمام انبیاء کرام اس بات کا شدت سے اہتمام کرتے تھے کے ہر دینی اور دنیاوی شے اور نعمت کے ساتھ براہ راست اپنا رشتہ قائم نہ کرتے بلکہ اس نعمت یا معاملے کو اللہ سے منسوب کرتے ہوئے درمیان میں اللہ کی ذات کو شامل کرتے یعنی انسان کا خالق اور مالک اللہ کی ذات بزرگ وبرتر ہے چنانچہ کائنات کی کسی بھی شے کا تعلق انسان سے براہ راست نہیں بلکہ انسان اس شے سے اللہ کی معرفت کی وجہ سے جڑا ہے یعنی ہر شے، نعمت یا معاملے کے درمیان اللہ تعالی ذات کو شامل کرنا ہی انبیاء کرام کی طرز فکر ہے۔

جب یہ طرز فکر مضبوط اور مستحکم ہوجاتی ہے تو انسان کے ذہن کی ہر حرکت میں اللہ تعالیٰ کا احساس پیدا ہوجاتا ہے وہ اللہ کو محسوس کرتے ہوئے اپنے ہر احساس میں اس کو شامل کرتا ہے تاہم انسان کے ذہن میں جب یہ طرز فکر مستقل مقام حاصل کرلیتی ہے تو انسان کا ذہن اللہ کی صفات کا قائم مقام بن جاتا ہے جب ذہن انسانی کو یہ مقام حاصل ہوجاتا ہے تو انسان کے ذہن کی ہر حرکت اللہ تعالی کی صفات کی حرکت بن جاتی ہے دوسری جانب اللہ تعالی کی تمام صفات کی ہر حرکت قدرت اور حاکمیت کے وصف سے متصف ہے تاہم اس مشق سے انسان کے ذہن کو وہ صلاحیت حاصل ہوجاتی ہے کے انسان اپنے ارادے سے موجودات کے کسی ذرے، کسی فرد، شے یا ہستی کو حرکت میں لاسکے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی باطنی یا روحانی تفسیر بھی یہی ہے اللہ تعالی نے اپنے چنیدہ بندوں (غوث، ابدال، قلندر اور صوفیاء وغیرہ) جن کو نظام تکون اور نظامت میں کوئی مقام یا منصب حاصل ہوتا ہے انھیں یہی طرز فکر اور ذہن منتقل کیا جاتا ہے اگرچہ ہر انسان جس کے جسم میں روح موجود ہے وہ بھی مختلف مشقوں، اوراد واذکار سے اس ذہن کو حاصل کرسکتا ہے۔ ۱۲؎

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے کو قرآن کریم میں پڑھنے کے بعد یہ عقدہ کھلا کے انھیں اللہ تعالی نے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کا اسم اعظم عطا فرمایا تھا۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَ اِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ ۱۳؎

یعنی (ملکہ سبا نے کہا کہ) یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اللہ کے نام سے ہے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ خصوصاً بخشی گئی جبکہ میری امت پر یہ عمومیت سے عطا کی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ میں تین اسماء اعظم پوشیدہ ہیں۔

۱۔ اَللّٰہِ۔ جو اسم ذات ہے جب کوئی شخص اللہ کو پکارتا ہے تو وہ اپنی تمام تر صفات کے ساتھ اس شخص کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔

۲۔ اسم اَلرَّحۡمٰنِ۔

۳۔ اور اسم اَلرَّحِیۡمِ۔

تو معلوم ہوا کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ درحقیقت تین اسماء اعظم کا مجموعہ اور نہایت نادر اور مجرب وظیفہ ہے اگر خلوص دل سے اس کا ورد کیا جائے تو اللہ کی رحمتیں اور برکتیں اس شخص کی جانب نزول کرتی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔ ترجمہ۔ کہو! اَللّٰہِ ایک ہے۔ ۱۴؎

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اَللّٰہِ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔ ۱۵؎

ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۔ ترجمہ۔ اَللّٰہِ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۱۶؎

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ ترجمہ۔ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اَللّٰہِ کے۔ ۱۷؎

اِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَ اِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ ۔ شروع اللہ کے نام سے۔ ۱۸؎

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۔ ترجمہ۔ اَللّٰہِ آسمان اور زمین کا نور ہے۔ ۱۹؎

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۔ ترجمہ۔ اَللّٰہِ کا ہی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ ۲۰؎

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔ ترجمہ۔ بے شک اَللّٰہِ ہر شے پر قادر ہے۔ ۲۱؎

قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۔

ترجمہ۔ اے نبی! ان سے کہو کے اَللّٰہِ کہہ کر پکارو یا اَلرَّحۡمٰنِ کہہ کر جس نام سے بھی پکارو اس کے لئے سب اچھے نام ہیں۔ ۲۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دروازہ بند کرتے وقت، چراغ گل کرتے وقت، برتن کو ڈھانپتے وقت اور مشک کا منہ بند کرتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھو اور عمل تزویج کے وقت کہو بِسۡمِ اللّٰہِ۔ اے اللہ ہم کو شیطان سے محفوظ رکھ اور جو اولاد ہم کو عطا کر اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ تو اگر اس عمل میں ان کے لئے اولاد مقدر کی جائے گی تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شکایت کی، جب سے وہ اسلام لائے ہیں ان کے جسم میں درد رہتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تین بار بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھو اور سات بار

أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدۡرَتِهِ مِنۡ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ۔ ۲۳

روحانی وظیفہ:

ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یَااَللّٰہِ پڑھنے سے انسان کی قوت ارادی اور مستقل مزاجی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے بگڑے ہوئے کام بننا شروع ہو جاتے ہیں۔

اگر سینے یا پسلی میں درد ہو تو درد کی جگہ پر سات مرتبہ یَااَللّٰہِ انگشت شہادت سے مریض کے سینے پر لکھنے سے درد سے نجات مل جاتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ نہج البلاغہ۔ خطبات حضرت علیؑ۔ مترجم۔ حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔ خطبہ نمبر۔ ۹۶۔ ص۔ ۲۵۶۔ مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔ سن ندارد۔

۲۔ المعجم الفہرس۔ ص۔ ۹۶۔

۳۔ لوح وقلم۔ قلندر بابا اولیاء۔ ص۔ ۶۱۔ ۶۲۔ مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔ سن ندارد۔

۴۔ مشل اعراب القرآن۔ علامہ محمد صافی۔ مطبوعہ انتشارات نور۔ ایران ۔ ۱۳۶۲ھ۔

۵۔ لسان العرب۔ علامہ جمال لدین محمد بن مرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ ج۔ ۱۳۔ ص۔ ۴۶۹۔ مطبوعہ نشر ادب۔ الحوذہ قم ایران۔

۶۔ قاموس المحیط۔ علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۴۱۶۔ دار احیاء التراث العربی۔ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔

۷۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ ج۔ ۱۔ ص۔ ۳۸۴۔ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔ مصر۔ ۱۳۰۶ھ۔

۸۔ المرقات شرح المشکاۃ کتاب الاسماء اللہ تعالیٰ۔ ج۔ ۵۔ ص۔ ۸۵۔

۹۔ ردالمختار۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ)۔ ج۔ ۱۔ ص۔ ۵۔ مطبوعہ مطبع عثمانیہ۔ استنبول۔ ۱۳۲۸ھ۔

۱۰۔ بدائع الفوائد۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۲۴۹۔

۱۱۔ للہ اھل الثنائ ءوالمجد۔ ص۔ ۱۰۵۔

۱۲۔ لوح وقلم۔ قلندر بابا اولیا۔ ص۔ ۶۵۔ ۶۶۔ مکتبہ تاج الدین بابا اولیا کراچی۔ سن ندارد۔

۱۳۔ سورہ النمل۔ آیت۔ ۲۰۔

۱۴۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔

۱۵۔سورہ احزاب۔آیت۔

۱۶۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۱۷۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔

۱۸۔سورہ النمل۔آیت۔۲۰۔

۱۹۔سورہ النور۔آیت۔۳۰۔

۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۴۔

۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۶۵۔

۲۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۰۔

۲۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

اَلرَّحْمٰنُ

بے حد رحم کرنے والا

He Who gives blessings and prosperity to all beings without showing disparity.

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔(طٰہٰ ۔۵)

ترجمہ۔اَلرَّحْمٰنُ عرش پر متمکن ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا نمبر(۲۹۸ ہے جبکہ اس کا عدد ا ہے)۔

اَلرَّحْمٰنُ۔کے معنی بے حد رحم کرنے والا۔

اَلرَّحْمٰنُ۔کا مادہ(ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی (۵۷) مرتبہ آیا ہے۔

اللہ کے دونوں اسماء مبارک یعنی اَلرَّحْمٰنُ اور الرَّحِيۡمِ کا مادہ (ر۔ح۔م) ہے۔

رحمت کا صرف یہی ایک مادہ ہے جس سے اللہ کے اسما اَلرَّحْمٰنُ اور الرَّحِيۡمِ بنے۔

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں حروف مقطعات پر خاصی بحث کی ہے۔

الر۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے الر کی تفسیر میں فرمایا! انا اللہ اری۔میں اللہ دیکھتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک دوسری روایت ہے!

الر۔حم۔اور ن سے مل کر اللہ تعالی کا نام اَلرَّحْمٰنُ بنتا ہے۔

قتادہ سے یہ روایت ہے کے یہ حروف یعنی الر قرآن کریم کے اسماء ہیں۔[۱]

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں! رحمت اس رقت قلبی کا نام ہے جس کا تقاضا محروم پر رحم کیا جائے۔کبھی یہ لفظ رقت کے معنی اور کبھی صرف احسان کے معانی میں مستعمل ہے تاہم جب رحمت صفت الٰہی کے معانی میں ہو تو وہ صرف اور صرف احسان اور افضال ہے جبکہ اگر کسی انسان میں یہ صفت ہو تو وہ رقت اور شفقت کے ہم معنی ہو گی اَلرَّحْمٰنُ کا اطلاق اللہ کے سوا کسی دوسرے پر جائز نہیں کیونکہ اَلرَّحْمٰنُ کے معانی جس کی رحمت ہر شے پر محیط ہو چنانچہ یہ صفت الٰہیہ صرف اور صرف اللہ جلا جلالہ کو ہی زیب دیتی ہے کیونکہ اسی

کی رحمت ہر شے پر محیط ہے دوسری جانب رحیم کے مقابلے میں اسم اَلرَّحْمٰنُ میں زیادہ شدت اور جوش ہے جس میں اللہ کی رحمت اور محبت کا ایک
ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس میں ایک ہیجانی اور طوفانی کیفیت پوشیدہ ہو۔

اسم اَلرَّحْمٰنُ کا نظام کائنات میں کردار:

اَلرَّحْمٰنُ عربی زبان میں نہایت مبالغہ کے صیغہ ہے اس کو سمجھنے کے لئے ہم اپنی زبان میں کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں جیسے کوئی شخص بہت زیادہ سخی اور فیاض ہو تو ہم اس کی تعریف میں حاتم طائی کی مثال پیش کرتے ہیں یا کوئی حسین ہو تو ہم اس کے حسن کی شدت کو حسین وجمیل کہہ کر واضح کرتے ہیں اسی طرح سے اگر کوئی ذہین ہو تو ہم اس کو بلا کا ذہین کہتے ہیں کسی لمبے قد کے انسان کو لمبا تڑنگا، موٹے کو موٹا تگڑا، گورے کو گورا چٹا، کالے کو کالا کلوٹا وغیرہ کہہ کر اپنے موقف میں وزن پیدا کرتے ہیں۔

اسی طرح سے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ میں یہ اشارہ ملتا ہے جب اَلرَّحْمٰنُ کی صفت بے کراں کو الرَّحِیۡمِ کے ساتھ متصل کرتے ہوئے اللہ کی بے انتہاء رحمت کا ذکر وادراک دراصل عقل انسانی کی طاقت سے باہر ہے انسان اگر اپنی ساری عمر بھی صفت اَلرَّحْمٰنُ کو سمجھنے میں لگا دے لیکن پھر بھی وہ اس صفت کی آگہی سے نا آشنا ہی رہے گا۔لغات العرب میں نہایت شدت اور جوش کے اظہار کے لئے کچھ الفاظ اس قسم کے نظر آتے ہیں مثلاً اگر عرب بھوک کی شدت سے بے چین ہوگا تو کہے گا انا جوعان (میں بہت شدید بھوکا ہوں) اگر وہ پیاس کی شدت سے مرا جا رہا ہوگا تو کہے گا انا اب شان یعنی (میں پیاس سے مرا جا رہا ہوں) اگر وہ بہت شدید غصے میں ہوگا تو کہے گا! انا غضبان یعنی (میں بہت زیادہ غصے میں ہوں) اسی طرح سے اَلرَّحْمٰنُ کا مطلب اللہ تعالی کی انتہائی درجے کی محبت، رحمت اور شفقت جو وہ اپنی مخلوقات سے کرتے ہیں۔

ارشادات خداوندی:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

ترجمہ۔شروع اللہ کے نام سے جو اَلرَّحْمٰنُ اور الرَّحِیۡمِ ہے۔

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی۔ترجمہ۔اَلرَّحْمٰنُ عرش پر متمکن ہے۔۲؎

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ۔

ترجمہ۔اَلرَّحْمٰنُ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سیکھایا۔۳؎

قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ اَیًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی۔

ترجمہ۔کہہ دیجئے! تم اللہ کو پکارو یا اَلرَّحْمٰنُ کو پکارو تم جس کو بھی پکارو گے سب اچھے نام اسی کے لئے ہیں۔۴؎

مَّا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ۔

ترجمہ۔کیا تو اَلرَّحْمٰنُ کی آفرینش میں کوئی نقص دیکھتا ہے؟۔۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ‌ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ۔٦؎

ترجمہ۔تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ ۔٧؎

ترجمہ۔اللہ کے سوا وئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔٨؎

رحم کرنے والوں پر اَلرَّحۡمٰنُ رحم کرتا ہے زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔٩؎

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔١٠؎

جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔١١؎

بدبخت انسان کے دل سے ہی رحم کو سلب کر لیا جاتا ہے۔۔١٢؎

حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے بڑا سود یہ ہے کے مسلمان کی عزت کو ناحق پامال کیا جائے اور یہ رحم رحمن کی پیچیدہ شاخوں میں سے ہے جس نے اس کو قطع کیا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔١٣؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک جب اللہ تعالی مخلوق کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا تو رحم کھڑا ہو گیا اور کہا! یہ وہ جگہ ہے کے جہاں تجھ سے قطع کرنے سے پناہ مانگی جاتی ہے اللہ تعالی نے فرمایا! ہاں کیا تو اس بات سے راضی ہے کے جو تجھ سے وصل رکھے گا میں اس سے وصل رکھوں گا اور جو تجھ سے قطع کرے گا میں اس سے قطع کروں گا رحم نے کہا! کیوں نہیں اللہ تعالی نے فرمایا! پس یہ تم کو مل گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو۔تم سے یہ بعید نہیں کے اگر تم کو زمین میں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور رشتے توڑ ڈالو گے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرا بنا دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا۔١٤؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص روزآنہ یَااَلرَّحۡمٰنُ ۱۰۰ مرتبہ پڑھے گا ہر شخص اس پر مہربان ہو گا اور وہ دنیا کی بلاؤں سے محفوظ و مامون رہے گا۔

اسٹیل کے برتن میں پانی پکا کر ٹھنڈا کر لیں پھر اس پر زوال کے وقت ۱۴۰ مرتبہ یَااَلرَّحۡمٰنُ پڑھ کر دم کریں اور اس پانی کو سلائی سے آنکھوں میں لگانے سے آنکھوں کے وہ تمام امراض ختم ہو جاتے ہیں جو سردی گرمی، گرد و غبار یا چوٹ سے لاحق ہوتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔الجامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۱۱۔ص۔۱۰۵۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۲۔سورہ طٰہٰ۔۵۔

۳۔سورہ الرحمٰن۔آیت۔۱۔۴۔۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۰۔

۵۔سورہ الملک۔آیت۔۳۔

۶۔سورہ البقرہ۔آیت ۱۶۳۔۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔

۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔

۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت

۱۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۱۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔رقم الحدیث۔۳۵۷۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔

۱۴۔سورہ محمد۔۲۲۔۲۳۔

اَلرَّحِیۡمُ

بڑا مہربان

He who gives blessings and prosperity, particularly to those who use these gifts as Allah has said, and is merciful to the believers in the hereafter.

قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۔(الزمر۔ ۵۳)

ترجمہ۔ اے میرے وہ بندوں جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

الرَّحِیۡمُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے اس کا نمبر (۲۵۸ ہے جبکہ اس کا عدد ۶ ہے)۔

الرَّحِیۡم ۔کے معنی نہایت مہربان کے ہیں لفظ

الرَّحِیۡمُ ۔(ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔

قرآن کریم میں اسم الرَّحِیۡمُ (۹۵) مرتبہ آیا ہے۔

رحمت اگر دائم ہو جائے گی تو اسے اسم الرَّحِیۡمُ کہا جائے گا۔

رحمن کا اطلاق صرف اللہ پر جبکہ الرَّحِیۡمُ کا اطلاق اللہ کے سوا غیر اللہ پر بھی ہو سکتا ہے،

الرَّحِیۡمُ ۔کے معنی جو بہت رحم کرتا ہو۔

عربی زبان میں رحم سے مراد ماں کے جسم کا وہ محفوظ حصہ جس میں بچہ پیدائش سے قبل نشونما پاتا ہے ا۔

رحم ۔سے مراد قرابت داری اور خوبی رشتے داری کی بھی ہے۔

رحم ۔کی جمع ارحام ہے۔ ۲۔

رحم ۔سے ہی ایک لفظ رحمۃ بھی ہے جس کے معنی وہ عطیہ جو کسی کی ظاہری اور باطنی تمام تقاضوں کو پورا کر دے۔ ۳۔

رحم ۔میں نرمی کا عنصر پوشیدہ ہے چنانچہ یہ لفظ سختی کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔

رحم ۔سے مراد مہربان ہمدرد، نرم خو، وفا کیش اور رقت کے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

رحمۃ۔ کے ایک معنی وہ عطیہ خداوندی یا سامان زیست ہے جو انسان کو بغیر کسی معاوضہ کے عطا کیا جائے۔
ایک قول ہے کے اللہ دنیا میں رحمن ہے کیونکہ اس کی رحمت مومن اور کافر دونوں پر ہے لیکن آخرت میں وہ رحیم ہے کیونکہ آخرت میں اس کی رحمت صرف مومنوں پر ہی ہوگی۔ کافروں پر نہیں۔ [۴]

اسم الرحیم کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الرَّحِيْمُ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے جیسا کے کائنات میں موجود تمام اشیاء ایٹم سے مل کر بنی ہیں اور انسانی جسم بھی اربوں کھربوں ایٹموں کا مجموعہ ہے، سائنسدانوں نے محتاط اندازے کے مطابق! ایک انسان میں
(دس ارب، ارب، ارب) ایٹموں کا اندازہ قائم کیا ہے۔ حالیہ تحقیق کے مطابق ایک انسان کے جسم میں کل ایٹم کی تعداد!

There are approximately 7,000,000,000,000,000,000,000,000,000, atoms in the human body.

بتائی گئی ہے ایٹم اللہ کی اتنی باریک مخلوق ہے جیسے نہایت طاقتور خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا تاہم اس کی جسامت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کافی ہے کے ایک واحد ایٹم کا قطر ایک ملی میٹر کا دس لاکھواں حصہ ہوتا ہے لیکن حیران کن امر یہ ہے کے ہر ایٹم اپنے اندر نہایت مکمل، مضبوط، مربوط، متوازن اور پیچیدہ نظام لئے ہوئے ہے۔ ہر ایٹم کے مرکز میں ایک نیوکلیس پایا جاتا ہے نیوکلیس کے اندر پروٹان اور نیوٹران ہوتے ہیں جبکہ اس کے اردگرد الیکٹران زپائے جاتے ہیں جو اپنے محور کے گرد مسلسل گردش کرتا ہے۔
ایٹم سے زیادہ باریک اس کا نیوکلیس ہے جس کے بارے میں سائنسدان یہ کہتے ہیں! نیوکلیس کا حجم ایٹم کے حجم کا دس کروڑواں حصہ ہوتا ہے لیکن اس کا وزن ایٹم کے وزن کا 99,5 فیصد ہوتا ہے۔
سائنسدانوں نے ایک انسانی جسم میں (14x1029) الیکٹرانز کی تعداد فرض کی ہے تاہم انسانی زندگی کی بقاء کے لئے ان کے خیال میں تقریباً (37)10.056x10 مرتبہ اللہ کی رحمت درکار رہے یاد رہے یہاں (37)10 سے مراد
(دس کھرب، کھرب، کھرب) تعداد ہے یعنی ایک انسانی جسم میں پائے جانے والے ایٹمز کے نظام کو سنبھالنے کے لئے اللہ کی اس قدر رحمت ہر لمحہ درکار رہے چہ جائیکہ کائنات کی دیگر مخلوقات کی بات یہاں نہیں کی جارہی صرف ایک انسان انفرادی حیثیت میں ایٹم کے حوالے سے ذکر کیا جارہا ہے جبکہ انسان کے دیگر نظام اور افعال واعمال کا بھی یہاں تذکرہ نہیں کیا جارہا۔ سائنسدان یہ کہتے ہیں! اگر یہ انسانی جسمانی نظام لمحے کے ہزارویں حصے میں بھی بگاڑ کا شکار ہو تو انسان کسی خوفناک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔
پروفیسر فائن برگ کے مطابق! مادہ کی بنیاد یعنی ایٹم کو اپنے قیام اور بقاء کے لئے اپنے سے بڑھ کر کسی ماورائی طاقت کی ہمہ وقت ضرورت رہتی ہے تاہم اس وابستگی کے نتیجے میں نظام کائنات نہایت منظم اور متوازن طریقے سے صدیوں سے قائم ودائم ہے۔
سائنسدانوں کے مطابق! کسی بھی ایٹم کا نیوکلیس ایک سیکنڈ میں دس ارب مرتبہ نہایت تیزی کے ساتھ مرتعش ہوتا ہے اگر چہ یہ حرکت اتنی زیادہ تیز ہوتی ہے جس کو عام انسانی آنکھ سے دیکھنا ناممکنات میں سے ہے دوسری جانب یہ حرکت اس قدر تیز ہوتی ہے کے وہ

شے ساکن نظر آتی ہے قابل غور نکتہ یہ ہے نیوکلیس میں پروٹانز مثبت چارج کے حامل اور نیوٹرانز بے بار یعنی نیوٹرل ہوتے ہیں جبکہ الیکٹرانز اپنے الیکٹرک چارج کی وجہ سے نیوکلیس کے گرد گھومتے رہتے ہیں تاہم تمام الیکٹرانز منفی چارج کے حامل ہوتے ہیں ایٹم کے نیوکلیس کا مثبت چارج الیکٹرانز کو اپنی جانب کھینچتے ہیں جبکہ کے ایٹم کے باہر جتنے بھی الیکٹرانز ہوتے ہیں ان کے اندر اتنے ہی پروٹانز بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایٹم کے برقی چارج کا توازن برقرار رہتا ہے لیکن اگر پروٹان اور الیکٹرانز کا برقی چارج ایک جیسا نہ ہوتو کائنات میں موجود تمام ایٹم پروٹانز میں موجود فاضل مثبت چارج کے باعث مثبت چارج کے حامل ہوجائیں گے جس کے نتیجے میں تمام ایٹمز ایک دوسرے کو دور دھکیل دیں گے اور لمحے کے ہزارویں حصے میں تمام کائنات بکھر کر رہ جائے گی دنیا کے تمام انسان ، حیوان ، چرند ، پرند ، سورج ، چاند ، ستارے ، سیارے ، درخت ، پہاڑ ، سمندر ، زمین اور آسمان یعنی کل اشیائے کائنات کا توازن بگڑ جائے گا اور وہ لمحہ کے ہزارویں حصے میں اس صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی جیسے کے وہ کبھی وہاں تھی ہی نہیں۔

سائنسدانوں کے مطابق !اگر الیکٹرانز اور پروٹانز میں موجود برقی چارج کے توازن کا سوکروڑ واں حصہ بھی بگاڑ کا شکار ہوتو ایسے میں تمام کائنات اور اجزائے کائنات بری طرح سے بکھر کر رہ جائیں گے۔

اللہ کی صفت الرَّحِیۡمُ تمام اشیائے کائنات کو نہایت رحمت کے ساتھ نا صرف جوڑے ہوئے ہے بلکہ اس نظام کو نہایت خوبصورتی سے چلا رہی ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مَنۡ اَشَآءُ‌ۚ وَرَحۡمَتِىۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَىۡءٍ‌ؕ۔

ترجمہ۔میری رحمت ہر شے کو اپنے اندر سما لیتی ہے۔۵ے

رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَىۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا۔

ترجمہ۔پروردگار رحمت اور علم کے لحاظ سے ہر شے پر حاوی ہے۔٦ے

وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ۔ترجمہ۔وہ بخشنے اور محبت کرنے والا ہے۔۷ے

سزا اور جزا کے منصفانہ نظام اور عدل وانصاف کی نہایت تاکید اللہ کے نظام میں پائی جاتی ہے دوسری جانب اللہ کی قائم کردہ حدود، سزا، پرسیش، آزمائش اور موت میں بھی رحم کا عنصر پوشیدہ اور مستور ہے جس طرح والدین اور اساتذہ بچوں کی غلطیوں کو سدھارنے کے لئے ڈانٹ ڈپٹ یا سزا سے کام لیتے ہیں تاکہ بچوں میں سدھار پیدا ہو اور وہ قابل انسان بن سکیں لیکن ان سزاؤں اور ڈانٹ ڈپٹ کے پیچھے ہرگز دشمنی یا بغض وعناد کا عنصر موجود نہیں ہوتا صرف اور صرف اصلاح کی خاطر یہ تنبیہات کی جاتی ہیں بالکل اسی طرح سے اللہ نے انسان کی تخلیق نہایت محبت سے فرمائی اللہ یہ کبھی نہیں چاہتے کے انسان جتنی خوبصورت مخلوق کو داخل جہنم کردیا جائے چنانچہ انسان کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر سزا کے نظام کی اشد ضرورت تھی جس میں سوائے رحم کے کوئی دوسرا عنصر شامل نہیں اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَتَبَ عَلٰى نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ۔ترجمہ۔اس نے اپنے اوپر رحمت لازم کرلی۔۸ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ سب سے زیادہ اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے کنبے سے محبت کرتا ہے۔ ۹ ؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا صحابہ کرام نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کو بھی نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ کو بھی نہیں سوا اس کے اللہ مجھے اپنے فضل وکرم اور رحمت سے ڈھانپ دے۔ ۱۰ ؎

ارشادات خداوندی:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

ترجمہ۔ اے میرے وہ بندوں جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ ۱۱ ؎

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔

ترجمہ۔ جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت سے لطف اندوز کرواتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتے ہیں اور جب ان پر ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں (اللہ) الرَّحْمٰنُ اور الرَّحِيْمُ ہے۔ ۱۲ ؎

وَلَىِٕنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ۔

ترجمہ۔ کبھی ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد پھر اس سے محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس ہو جاتا ہے اور ناشکری کرنے لگ جاتا ہے۔ ۱۳ ؎

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس پر پھول جاتے ہیں اور جب ان پر ان کے کئے ہوئے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ یکا یک مایوس ہو جاتے ہیں۔ ۱۴ ؎ یہاں رحمۃ بمقابلہ سیئۃ (مایوسی) آیا ہے۔

والدین کے لئے دعا کے حوالے سے قرآن انسان کو یہ تلقین کرتا ہے!

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔

ترجمہ۔ (والدین) کے سامنے عاجزی سے جھکے رہا کرو، اور ان کے لئے دعا کیا کرو! اے میرے رب! ان (والدین) پر رحم فرما جس طرح سے انھوں نے رحمت اور شفقت سے مجھے بچپن میں پالا تھا۔ ۱۵ ؎

سامان رحمت جو بارش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے قرآن کریم میں اسے بھی رحمت بتایا گیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔ دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات، کے مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح سے زندہ کرتا ہے۔ ۱۶ ؎

زندگی کی وہ تمام خوشگواریاں (نعماء) بھی رحمت کہلاتی ہیں جو بغیر کسی معاوضے کے حاصل ہوں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَئِنْ اَذَقْنَاهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّيْ ۚ اِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ۔

ترجمہ۔اگر ہم (انسان) کو نعمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ یہ کہتا ہے کے میری تو ساری مشکلات دور ہوگئیں۔۱۷؂

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں جب ایک جگہ دو یتیم بچوں کے خزآنے کو جو دیوار کے ساتھ مدفون تھا اس کو ایک وقت مقررہ تک ڈھانپ دیا گیا تا کہ جب وہ بچے جوان ہوں تو انھیں یہ خزآنہ ملے چنانچہ اس انتظام کو بھی رحمت خداوندی سے تعبیر کیا گیا۔۱۸؂

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔۱۹؂

ترجمہ۔تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمن ورحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔۲۰؂

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔ ۲۱؂

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے ۱۰۰ رحمتیں پیدا کیں ایک رحمت کو تمام مخلوق میں رکھ دی اور ۹۹ رحمتیں اپنے پاس رکھ لیں۔۲۲؂

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص یا ارحم الراحمین (ائے سب سے زیادہ رحم کرنے والے) جب کہہ کر اللہ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالی اس کی طرف ایک فرشتہ مقرر فرماتے ہیں پس جو شخص تین مرتبہ یہ کلمہ کہتا ہے تو فرشتہ اس سے یہ کہتا ہے! ارحم الرحمین تیری طرف متوجہ ہے تو اب جو چاہے اس سے طلب کرلے۔۲۳؂

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ایک طرف سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص یا ارحم الراحمین کہہ رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص سے کہا! اب تو سوال کر اللہ نے تیری جانب نظر کرم فرمالی ہے۔۲۴؂

اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔۲۵؂

تم مومنین کو آپس کے رحم، محبت اور ہمدردی میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے اگر جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی تکلیف سے سارا جسم بے خوابی اور بخار محسوس کرتا ہے۔۲۶؂

تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔۲۷؂

رحم اسی شخص کے دل سے نکالا جاتا ہے جو بدبخت ہو۔۲۸؂

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! میری امت، امت مرحومہ ہے یعنی (جس امت پر اللہ کا رحم ہو)۔

آخرت میں (میری امت) پر کوئی عذاب نہ ہوگا اس کا عذاب دنیا میں فتنوں زلزلوں، قتل اور بلاؤں کی صورت میں ہے۔۲۹؎

قرآن کریم میں اسم رَّحِيۡم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ رحمن کا اطلاق صرف اللہ پر جبکہ رَّحِيۡم کا اطلاق اللہ کے سوا غیر اللہ پر بھی ہوسکتا ہے۔رَّحِيۡم کے معنی جو بہت رحم کرتا ہو۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۔

ترجمہ۔(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومنوں پر شفیق اور مہربان (رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ) ہیں۔۳۰؎

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔

ترجمہ۔بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔۳۱؎

روحانی وظیفہ:

یاالرَّحِيۡم تسخیر قلوب کا ایک انتہائی مجرب نسخہ ہے اس اسم کا پڑھنے والا بلند مرتبہ اور باعزت ہوتا ہے ایسے شخص کی ہر کوئی عزت کرتا ہے اس اسم کو پڑھنے والا دشمنوں کے خوف اور اس کی چالوں سے محفوظ رہے گا۔

فجر کی نماز کے بعد اگر ۱۰۰ مرتبہ اسم یاالرَّحِيۡم کو پڑھ کر ہاتھ پر پھونک کر چہرے پر پھیر لیا جائے تو انسان کا چہرہ خوبصورت اور جاذب نظر بن جاتا ہے۔

اَلرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡم ۔لکھ کر اگر درخت کی جڑ میں دفن کر دیا جائے تو پھلوں میں برکت ہوگی۔

حوالہ کتب:

۱۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔

۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔

۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔

۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ص۔۱۹۲۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔

۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۶۔

۶۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔

۷۔سورہ البروج۔آیت۔۱۴۔

۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۔

۹۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار احیاالتراث العربی۔بیروت۔

۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۱۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۱۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۲۔
۱۳۔سورہ ہود۔آیت۔۹۔
۱۴۔سورہ روم۔آیت۔۳۶۔
۱۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۴۔
۱۶۔سورہ روم۔آیت۔۵۰۔
۱۷۔سورہ ہود۔آیت۔۱۰۔
۱۸۔سورہ ۸۱۔آیت۔۸۲۔۸۳۔
۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔
۲۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔
۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۳۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔
مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۲۴۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔
مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۲۵۔بخاری۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔
مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۶۔بخاری۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔
مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۸۔
۳۱۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۷۔

اَلْمَلِكُ
بادشاہ حقیقی

He who is the absolute king of the entire universe.

فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۔(طٰہٰ ۔ ۱۱۴)

ترجمہ۔اللہ مالک حقیقی ہے۔

الْمَلِكُ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر (۹۰ ہے اور اس کا عدد ۹ ہے)۔
الْمَلِكُ۔(م۔ل۔ک) سے مشتق ہے جس کا مطلب مکمل قوت، اختیار اور اقتدار کا مالک یعنی اللہ کی بادشاہت حکومت اور اقتدار کائنات کی ہر شے پر قائم ہے اس کے ایک معنی مکمل Authority کے بھی ہیں۔
قرآن کریم میں الْمَلِكُ (۵) مرتبہ آیا ہے۔
لی فی الوادی ملك۔سے مراد ایک ایسی وادی جہاں پانی، چراگاہ اور مویشی موجود ہوں اسی لئے پانی کو بھی مَلِكُ کہا جاتا ہے کیونکہ پانی میں زندگی ہے اور پانی کی موجودگی سے کئی بگڑے کام سلجھ جاتے ہیں چنانچہ جس جگہ پانی ہو اس علاقے کی قدرو منزلت بہت زیادہ ہوتی ہے۔[۱]
دنیا کی تہذیبوں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو دنیا کی تمام تہذیبیں سمندر یا دریاؤں کے آس پاس ہی پھلی پھولی اور پروان چڑھیں اور خود مکہ مکرمہ جو کبھی بے آب و گیاں ایک غیر آباد صحرا تھا جہاں دور دور تک آبادی کا نام و نشان تک موجود نہ تھا جب وہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے آب زم زم جاری ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ علاقہ آباد ہو گیا۔
ملاك الامر۔سے مراد گارے کے ہیں جو پتھروں کو باہم جوڑتا ہے۔
ملك العجين يملكه۔سے مراد آٹے کو اچھی طرح سے گوندھنے کے ہیں تاکہ گندم کے تمام اجزاء یک جان ہو جائیں۔
نواب صدیق حسن خان نے (م۔ل۔ک) کا اصل خاصا قوت اور شدت بیان کیا ہے۔[۲]
اس کائنات میں اصل حکم اللہ کا ہی چلتا ہے اور اس کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا وہ نہایت شان سے عرش پر متمکن ہے جہاں سے اس کا حکم کل کائنات پر قائم ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْمَلِكُ۔

ترجمہ۔وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، (اللہ) بادشاہ ہے۔ ۳؎

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۔ترجمہ۔اللہ بادشاہ حقیقی ہے۔ ۴؎

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۔

ترجمہ۔(اللہ) برکت والا ہے اس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے۔اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۵؎

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۔

ترجمہ۔اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے، وہی ہر شے پر قادر ہے۔ ۶؎

وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

ترجمہ۔(اللہ) برکت والا ہے اس کے لئے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی بادشاہت ہے۔ ۷؎

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۔

ترجمہ۔زمین اور آسمان کی بادشاہی اسی کی ہے۔ ۸؎

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہر چیز کی سلطانی اور فرمانروائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ۹؎

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۔

ترجمہ۔(اللہ) مٰلِكَ الْمُلْكِ ہے وہ جس کو چاہتا ہے اقتدار (ملک) دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار (ملک) چھین لیتا ہے۔
نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ ۱۰؎

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔

ترجمہ۔اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے سب کا تھامنے والا، نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے، ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے، تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے، اور سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہ چاہے۔ ۱۱؎

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

ترجمہ۔اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو سمائے ہوئے ہے۔ ۱۲؎

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔

ترجمہ۔ اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی، اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔ ۱۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے نزدیک (کسی بھی شخص کا) سب سے ناپسندیدہ ترین نام 'ملك الاملاك' ہے۔ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے قابل نفرت اور بدترین شخص وہ ہوگا جس کا نام 'ملک الاملاک' ہوگا کیونکہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی دوسرا 'ملک' یعنی بادشاہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ۱۴؎

اسم الْمَلِكُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الْمَلِكُ صفت باری تعالیٰ ہے جس کے پاس اس کائنات کے مکمل اختیارات ہیں وہ قادر مطلق اور تمام طاقتوں کا منبع و ماخذ ہے پورا نظام کائنات اس کے حکم پر قائم ودائم ہے اور جملہ معاملات اسی کی مرضی سے طے پاتے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہے کوئی بھی غیر اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں شریک نہیں زمین وآسمان کی تمام اشیاء اس کی ملکیت اور دائرہ اختیار میں ہیں حتیٰ کے زمین پر گرنے والا ایک خزاں رسیدہ پتا اور زمین کی تہہ میں موجود رائی کا ایک دانہ بھی اس کے علم اور قدرت میں موجود ہے۔

ارشادات خداوندی:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، (اللہ) بادشاہ ہے۔ ۱۵؎

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے، اور وہی حکمت والا جاننے والا ہے۔ ۱۶؎

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ ۗ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ۔

ترجمہ۔ بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پکڑا، رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کیے، اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا، اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ ۱۷؎

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔

ترجمہ۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں، اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ ۱۸؎

اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔ ترجمہ۔ بے شک وہ دلوں کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ ۱۹؎

لَه مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّه بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں، روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے، بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔۲۰؎

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُه عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔

ترجمہ۔(اللہ) نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا کام کرتا ہے۔۲۱؎

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔

ترجمہ۔اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش کریم کا مالک ہے۔۲۲؎

فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔

ترجمہ۔اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ عرش الکریم کا مالک ہے۔۲۳؎

رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ ۔ترجمہ۔وہ اونچے درجوں والا عرش کا مالک ہے۔۲۴؎

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۔

ترجمہ۔آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں۔۲۵؎

سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب پاک ہے ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں۔۲۶؎

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۔ترجمہ۔عرش کا مالک بڑی شان والا۔۲۷؎

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُه حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔

ترجمہ۔اس کی کرسی سب آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے، اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی، اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔۲۸؎

وَلَه مَنْ فِى السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّه قَانِتُوْنَ ۔

ترجمہ۔اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔۲۹؎

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُه اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۔

ترجمہ۔وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر اس دن بھی جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ہزار برس ہوگی وہ انتظام اس کی طرف رجوع کرے گا۔۳۰؎

لَه مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۔

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لیے ہے،اور سب امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔۳۱؎

اَلَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا۔

ترجمہ۔وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اس کی بناوٹ بنائی۔۳۲؎

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔وہ ذات پاک ہے جس نے زمین سے اگنے والی چیزوں کو گوناگوں (جوڑوں کی شکل میں) بنایا،اور خود ان (انسانوں) میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے۔۳۳؎

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ترجمہ۔(اللہ) جو چاہے وہ کرنے والا ہے۔۳۴؎

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ۔

ترجمہ۔جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا،اور وہ پوچھے جاتے ہیں۔۳۵؎

وَاللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ وَھُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔

ترجمہ۔اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کو ہٹا نہیں سکتا،اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔۳۶؎

اللہ کی کرسی:

اللہ کی کرسی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ان سے پوچھو ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے؟ وہ بچا لیتا ہے اور اسے کوئی نہیں بچا سکتا اگر تم جانتے ہو۔۳۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواتین سے مخاطب ہو کر فرمایا! تم اپنے اوپر اللہ کی تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ) اور تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) اور تقدیس (سُبْحَانَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ) کو لازم کر لو اور ان تسبیحات کو اپنی انگلیوں پر شمار کیا کرو کیونکہ کل قیامت کے دن ان انگلیوں سے بھی سوال ہوگا اور وہ گواہی دیں گی تم ہرگز اس میں کوتاہی اور غفلت مت کرنا ایسا نہ ہو کے غفلت کر کے اجر و ثواب سے محروم رہ جاؤ۔۳۸؎

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں،!انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کرسی کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوذرؓ! سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلے میں اس طرح سے ہیں جیسے کسی جنگل میں انگوٹھی کا چھلہ پڑا ہو،اور عرش کی فضیلت کرسی پر اس طرح سے ہے جیسے جنگل کی فضیلت اس انگوٹھی کے چھلے پر ہے۔۳۹؎

ابو مالک روایت کرتے ہیں کے کرسی عرش کے نیچے ہے۔ ۴۰ ؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے! اگر سات آسمانوں اور سات زمینیوں کو بچھا دیا جائے تب بھی وہ کرسی کے مقابلے میں اس طرح سے ہیں جیسے ایک انگوٹھی کسی وسیع میدان میں ہو۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے! اللہ کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے اور وہ اس طرح سے چر چراتی ہے جیسے نیا پالان سواروں کے بوجھ سے چر چراتا ہے۔ ۴۱ ؎

کل کائنات میں صرف اور صرف اللہ کی سلطنت قائم ودائم ہے یعنی سارے آسمانوں اور تمام زمینوں میں اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ ان کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا اس کا علم ہر شے پر محیط ہے اور اس کی قدرت ہر شے ا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ رب عظیم ہے۔

روحانی وظیفہ:

فجر کی نماز کے بعد یا رات کو سونے سے قبل اول آخر ۳۳، ۳۳ بار درود شریف کے ساتھ ۳۰۰ مرتبہ یا اَلْمَلِكُ پڑھنے سے انسان دشمن کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور اگر کسی شخص کو کوئی مقدمہ درپیش ہو تو اس کو اس میں کامیابی ملتی ہے۔ اگر روزآنہ ۱۰۰ مرتبہ اس یا اَلْمَلِكُ کو پڑھا جائے تو قلب برائیوں سے پاک ہوتا ہے نیز اگر فجر کی نماز کے بعد ۱۲۰ مرتبہ پڑھا جائے تو عزت اور مرتبے میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔ اور ابن فارس۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز۔ ص۔ ۱۵۵۶۔ طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ سورہ الحشر۔ آیت۔ ۲۳۔

۴۔ سورہ طٰہٰ۔ آیت۔ ۱۱۴۔

۵۔ سورہ الملک۔ آیت۔ ۱۔ ۲۔

۶۔ سورہ التغابن۔ آیت۔ ۱۔

۷۔ سورہ الزخرف۔ آیت۔ ۸۵۔

۸۔ سورہ الحدید۔ آیت۔ ۵۔

۹۔ سورہ یٰسین۔ آیت۔ ۸۳۔

۱۰۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۲۶۔

۱۱۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۵۵۔

۱۲۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۵۵۔

۱۳۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۵۵۔

۱۴۔ سورہ الرحمن۔ آیت۔ ۲۹۔

۱۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۶۔سورہ الزخرف۔آیت۔۴۸۔
۱۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۵۔
۱۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۹۔
۱۹۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۔
۲۰۔سورہ شوریٰ۔آیت۔۱۲۔
۲۱۔سورہ ھود۔آیت۔۷۔
۲۲۔سورہ النمل۔آیت۔۲۶۔
۲۳۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۱۶۔
۲۴۔سورہ المومن۔آیت۔۱۵۔
۲۵۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔
۲۶۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۲۔
۲۷۔سورہ البروج۔آیت۔۱۵۔
۲۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۲۹۔سورہ روم۔آیت۔۲۶۔
۳۰۔سورہ السجدہ۔آیت۔۵۔
۳۱۔سورہ الحدید۔آیت۔۵۔
۳۲۔سورہ الفرقان۔آیت۔۲۔
۳۳۔سوہ یٰسین۔آیت۔۸۳۔
۳۴۔سورہ البروج۔آیت۔۱۶۔
۳۵۔سورہ الانبیا۔آیت۔۲۳۔
۳۶۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔
۳۷۔سورہ المومنون۔آیت۔۸۸۔
۳۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۳۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔بیروت۔
۴۱۔الدر منشور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۱۳۔۳۱۲۔

اَلْقُدُّوۡسُ
برائیوں سے پاک ذات

He who is free from all error, absent mindedness, is free from incapability and from any kind of defect.

هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوۡسُ۔(الحشر۔ ۲۴)

ترجمہ۔(اللہ) مقدس ہے۔(الحشر۔ ۲۴)

الْقُدُّوۡسُ۔عربی زبان کالفظ ہے،جس کے نمبر(۱۷۰اور عدد ۸ ہے)۔

الْقُدُّوۡسُ۔(ق۔د۔س) سے مشتق ہے جس کے معنی تمام نقائص سے پاک،منزہ،محکم،مشرف،گرانقدر اور مجلیٰ کے ہیں یعنی رب کائنات تمام کمزوریوں اور کجی سے پاک ہے وہ بے مثال ہے اس کی شان نرالی ہے تمام اشیاء کائنات کو بھوک پیاس،نیند و بیداری کی حاجت ہے لیکن رب کائنات ان احتیاجات سے منزہ و مبرا ہے۔

الْقُدُّوۡسُ۔اسم الْقُدُّوۡس قرآن کریم میں (۲) جگہ آیا ہے۔

اس اسم مبارک الْقُدُّوۡسُ کی علماء کرام نے تین تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔امام بیہقی فرماتے ہیں! الْقُدُّوۡسُ وہ ذات ہے جو تمام عیوب سے پاک اور تمام شریکوں سے بری اور بے نیاز ہے۔ا ؎

۲۔امام ابن کثیر فرماتے ہیں! الْقُدُّوۡسُ سے مراد اللہ رب العزت تمام کمی اور کوتاہیوں سے پاک اور تمام صفات کمال سے متصف۔۲ ؎

۳۔الْقُدُّوۡسُ وہ ذات ہے جو ہر عیب سے بری اور منزہ ہے اور کوئی اس کے شایان شان نہیں۔

اسی حوالے سے اشاد خداوندی ہے!

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ۔

ترجمہ۔وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے،نہایت پاک اور سب عیبوں سے مبرا،امن دینے والا،نگہبان،غالب،

زور آور اور بڑائی والا پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنھیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ ۳؎

اسم اَلْقُدُّوْسُ کا کائناتی نظام میں کردار:

اللہ بزرگ و برتر کی صفت قدوسیت کائنات پر حاکمیت کے لئے لازمی ہے رب کائنات ایک بلند و ارفع ہستی ہے جو ہر برائی سے منزہ اور پاک ہے اس کی ذات بابرکت صرف اور صرف خیر سے مرکب ہے اگرچہ دنیاوی بادشاہت اور سرداری کے لئے بھی کسی ایسے ہی انسان کا انتخاب کیا جاتا ہے جو دیگر عیوب، کمزوریوں اور کجی سے پاک اور منزہ ہو کسی بہادر، نیک نام، سچے، امانت دار، اچھا فیصلہ ساز، مدبر، منصف، عادل اور نیک نیت شخص کو ہی دنیا کے دیگر ادارے کی سربراہی کے لئے چنا جاتا ہے تاکہ وہ لوگوں کے حق میں مبارک اور ان کا خیر خواہ ثابت ہوتا ہم کائنات کی بادشاہت کے منصب پر جو قابل قدر و عزت ہستی براجمان ہے وہ تمام حمد و ثناء کی حقدار اور لائق عبادت و عزت و تکریم ہے کیونکہ تمام اوصاف و کمالات اس ایک ہستی مطلق میں یکجا اور جمع ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ترجمہ۔ پاک ہے اللہ۔ سارے جہان کا پروردگار۔ ۴؎

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے۔ ۵؎

فَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ عرش کا مالک ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ ۶؎

لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ ترجمہ۔ (اللہ) کے لئے بہترین نام (صفات) ہیں۔ ۷؎

ھُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ۔ ترجمہ۔ (اللہ) مقدس ہے۔ ۸؎

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ (فرشتوں) نے کہا کہ آپ کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح اور تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔ ۹؎

جس طرح سے تسبیح کا لفظ ذو معنی یعنی پاکی اور اللہ کے حکم کی بجا آوری ہے بالکل اسی طرح سے تقدیس کے بھی دو معنی ہیں یعنی تقدس کا اظہار و بیان اور پاک کرنا۔

اللہ کی صفت قدوسیت کا اگر مطالعہ کرنا ہو تو پھر قرآن کریم کی جانب متوجہ ہونا پڑے گا جہاں پورا قرآن ہی پاکیزگی اور تقدس کی تعلیم دے رہا ہے تاہم قرآن کریم کی تمام آیات کو اگر چار حصوں میں تقسیم کیا جائے تو درج ذیل چار اقسام کی پاکیزگی کی ہدایت نظر آتی ہے۔

ا۔ روحانی پاکیزگی:

روحانی پاکیزگی کے حصول کے لئے عبادات کا پروگرام دیا گیا تاکہ سرکش نفس کو عبادات کے ذریعے قابو کیا جاسکے جب ہی رات میں

قیام، تہجد گزاری، شب بیداری، روزے، زکوٰۃ اور حج کے احکامات دیئے گئے اور کہا گیا!

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِىَ اَشَدُّ وَطْـًٔا وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۔

ترجمہ۔ بے شک رات کا قیام (تہجد یا شب بیداری) نفس کے پامال کرنے کے لئے زیادہ سخت ہے اور قول کو سیدھا کرنے والا ہے۔۱۰؎

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭاِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ (آپ ﷺ) ان کے مال سے خیرات لیجئے اور انھیں پاک وصاف کیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے آپ ﷺ کی دعا ان کی تسلی کا سبب ہے۔۱۱؎

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تم پر روزہ اسی طرح سے فرض کیا گیا ہے جس طرح سے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔۱۲؎

۲۔جسمانی پاکیزگی:

اسلام میں جسمانی پاکیزگی کا بھی تاکیدی حکم اور اہتمام موجود ہے فطری طور پر انسان پاکی اور طہارت کے بعد سکون، خوشی اور اطمینان کی کیفیات سے ہم آہنگ ہوتا ہے جسم، لباس، گھر، اپنے اطراف کی پاکی وطہارت اور خوشبو کے استعمال سے انسان کے اندر مثبت روشنیوں کا بہاؤ تیز ترین ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے عبادت میں دلجمعی قائم رہتی ہے دوسری جانب روحانیت کے سفر میں بھی ان محرکات سے سرف نظر آسان نہیں پاکی اختیار کرنے والا انسان شیطانی اور سفلی حملوں سے محفوظ ومامون رہتا ہے تاہم جسمانی پاکیزگی بندے سے اللہ کے تعلق میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے اور انسان کا رابطہ بہت جلد اللہ سے قائم ہوجاتا ہے اسی لئے اسلام انسان کو غسل، وضو اور تیمم کے احکامات دیتا ہے تیمم کا حکم پانی کی عدم دستیابی یا نقصان پہنچانے کی صورت میں موجود ہے تاکہ بندے روحانی جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی طور پر پرسکون رہ سکیں کیونکہ اکثر پانی کے نہ ہونے کی صورت میں لوگوں میں اضطراب، بے چینی، مایوسی، غم وغصہ اور چڑچڑاپن بڑھ جاتا ہے اگر چہ یہ ایک فطری تقاضا ہے اور ہر انسان کی فطرت میں پاکی اور طہارت کی خواہش موجود ہوتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ

وَاَيْدِيَكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَه عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو تمھیں چاہیئے کہ تم اپنے منہ اور ہاتھ کو کہنیوں تک دھولو اور سر پر ہاتھ پھیر لو اور دونوں پیر ٹخنوں تک دھولیا کرا گر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر پاک ہو جاؤ اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے مقاربت کی ہو اور تمھیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے کام لو بس اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو اللہ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا ہے مگر وہ چاہتا ہے کہ وہ تمھیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے شاید کہ تم شکر گزار بنو۔ [۱۳]

۳۔غذائی پاکیزگی:

یہاں دو قسم کی غذائی پاکیزگی مراد ہے۔

۱۔رزق کو حلال ذریعے سے کمانا۔

۲۔پاکیزہ اور حلال طیب غذاؤں کو کھانا۔

کسی بھی صالح معاشرے میں یہ دونوں ہی اجزاء اہم ترین ہیں کیونکہ انسانی صحت کا دارومدار اور سماجی سطح پر رزق حلال کا حصول یہ دونوں ہی محرکات کسی بھی سماج کو سدھارنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔اسلام کا پیغام مختصر اور جامع ہے لیکن اس پیغام میں نہایت گہری حکمتیں پوشیدہ اور مستور ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّه لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ۔اے لوگو! جو زمین میں ہے اس میں سے حلال طیب کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔

بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ [۱۴]

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَه بِرٰزِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے زمین میں روزی کے ذرائع (پیدا) کئے ہیں۔ [۱۵]

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ۔اس میں سے کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ [۱۶]

۴۔اخلاقی پاکیزگی:

اخلاقی پاکیزگی، دین اسلام کی عمارت کا ایک اہم ستون ہے قرآن کریم اس کی بار بار تاکید کرتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی بعثت کا بھی اصل مقصد یہی تھا کہ وہ بنی نوع انسانیت کو یہ بتائیں کہ ہر انسان کے اندر خیر اور شر کی دو قوتیں پائی جاتی ہیں تاہم ان دونوں قوتوں کو ختم کرنا انسان کے بس میں نہیں لہٰذا ہر انسان کو اپنے نفس کے خیر کو دنیا میں عام کرتے ہوئے شر کی قوتوں کو کنٹرول کرنا

چاہئے اچھے اخلاق میں شامل ایک اللہ کی عبادت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، اللہ کے احکامات کی بجا آوری، حصول علم ، اہل بیت رسول ﷺ سے محبت، صبر وشکر، استقامت، توکل، اخلاص، زہد وتقویٰ، صدق، ایفائے عہد، شیریں زبانی، عدل واحسان قناعت، نیکی، ایثار، قربانی، والدین سے حسن سلوک، صلہ رحمی، پڑوسیوں کے حقوق کی ادائے گی، سلام میں پہل، مریض کی عیادت، جنازے میں شرکت، مجبور اور کمزوروں کی مدد، دوستی، محبت، حب الوطنی، شرافت، وقت کی پابندی، غیرت، مہمان نوازی، حفاظت، تجارت، رزق حلال، صدقہ وخیرات، پاکی طہارت، سیاحت وعبرت، کائنات میں غور وفکر اور ذکر الٰہی وغیرہ۔

ارشادات خداوندی:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔

ترجمہ۔ اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی (نیکی کرو)، بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والے بڑائی کرنے والے شخص کو۔ ۱۷؎

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۔

ترجمہ۔ درگزر اختیار کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارا کش رہو۔ ۱۸؎

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں! رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ پڑھا کرتے تھے۔ ۱۹؎

رسول اللہ ﷺ وتر میں تین مرتبہ (سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ) پڑھتے۔ ۲۰؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص یا اَلْقُدُّوْسُ کا ورد روزآنہ ۱۰۰ مرتبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام تفکرات کو دور فرمائے گا اگر حاملہ خاتون صبح اور شام ۱۰۰ مرتبہ یا اَلْقُدُّوْسُ پڑھ کر اپنے پیٹ پر دم کریں تو نہایت سعادت مند، خوش اخلاق، باکردار، خوبصورت اور والدین کی فرمانبردار اولاد پیدا ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے اس اسم کی برکتوں سے اس بچے میں ایسے اوصاف وکمالات پیدا فرمادیں گے جس کی وجہ سے وہ انسان معاشرے میں عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۱۰۔
مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۲۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۱۱۔
مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۳۔سورہ الحشر۔اایت۔۲۳۔

۴۔سورہ النحل۔آیت۔۸۔

۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۳۔

۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۲۲۔

۷۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔

۸۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۰۔

۱۰۔سورہ المزمل۔آیت۔۷۔

۱۱۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۰۳۔

۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۳۔

۱۳۔سورہ مائدہ۔آیت۔۶۔

۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔

۱۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۰۔

۱۶۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔

۱۷۔سورہ النسا۔آیت۔۳۶۔

۱۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۹۹۔

۱۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

اَلسَّلَامُ

بے عیب ذات

He who frees his servants from all danger and obstruction. He who gives His greetings to those fortunate people in heaven.

السَّلَامُ ۔(الحشر ۔ ۲۳)

ترجمہ۔(اللہ) سراسر سلامتی ہے۔

السَّلَامُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۱۳۱ اور عدد ۵ ہے)۔

السَّلَامُ ۔(س۔ل۔م) سے مشتق ہے۔

السَّلَامُ ۔قرآن کریم میں (۱) مرتبہ آیا ہے۔

السَّلَامُ ۔اسی مادے سے اسلام، السلام، سلیم، السلم، استسلم، مسلم اور للسلم جیسے الفاظ نکلے ہیں۔

السَّلَامُ ۔اللہ کا ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی بے عیب اور سلامتی کے ہیں یعنی کائنات میں سلامتی کی جتنی بھی اشکال ہیں وہ تمام کی تمام اپنی نہایت مرئی اور غیر مرئی صورت میں ذات باری تعالیٰ سے ہی صادر ہیں اللہ تعالی اپنی مخلوق کو ہر قسم کی مشکلات اور مصیبتوں سے بچاتے اور ان کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کی ذات سراسر سلامتی ہے۔

تاج العروس نے السَّلَامُ کے اس معنی عیوب اور نقائص سے پاک ہونے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے!

السَّلَامُ ۔کے اصل معنی یہ ہیں جس سے دوسری چیزیں اور اشیاء کائنات سلامتی حاصل کریں اس اعتبار سے اللہ کی صفت السلام اس معانی میں کے وہ نظام کائنات نہایت بہترین انداز اور سلامتی کے ساتھ چلا رہا ہے جس میں ذرا برابر بھی نقص، ابتری اور کجی و کمی نہیں

السَّلَامُ ۔کے ایک معنی آفتوں اور مصیبتوں سے حفاظت کے ہیں۔

عربی زبان میں ' السَّلَمُ ' سیڑھی کو بھی کہتے ہیں یعنی کسی بلند مقام پر پہنچنے کا آسان، محفوظ اور قابل اعتماد ذریعہ کو السَّلَمُ ۔کہا جاتا ہے بالفاظ دیگر اس کے ایک معنی سلامتی اور خیر و عافیت کے ساتھ اللہ تک رسائی یا اس کی معرفت کے بھی ہیں۔

السَّلَمُ و السَّلَامُ ۔کے معنی اطاعت، سپردگی اور احکامات الٰہی کی پیروی کے بھی ہیں۔

نواب صدیق حسن خان نے (س۔ل۔م) میں نرمی اور انکسار کے پہلو کی وضاحت فرمائی ہے۔

استسلم لکم طریق۔ کے معنی کسی انسان کا میانہ روی اختیار کرنا اور راستے چلتے ہوئے لغویات اور بیہودیات سے اجتناب کرنا۔

استسلم الزرع۔ کے معنی کھیتی کی بالیاں نکل جانا یعنی کوششوں کا نتیجہ نکلنا۔

السَّلَامُ ۔ سے ایک عربی لفظ السلمۃ بھی نکلا ہے جو عام طور پر خواتین کے بے حد حسن و جمال اور نرمی و نازکی کی جانب اشارہ کرتا ہے چنانچہ اس کے ایک معنی حسن وزیبائی اور خوشنمائی کے بھی ہیں۔

اسم السَّلَامُ کا کائناتی نظام میں کردار:

السَّلَامُ ۔ اللہ کا ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی نرمی، خوبصورتی، خوشنمائی، سلامتی، حفاظت، توجہ، اعتماد، سپردگی، درست سمت اور آسانی کے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

السَّلَامُ ۔ ترجمہ۔ (اللہ) سراسر سلامتی ہے۔ ۱ ؎

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔

ترجمہ۔ آپ ﷺ کہیے! اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک وہ ہی بہت بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔ ۲ ؎

نظام کائنات اور خود انسان کی اپنی ذات میں اس اسم مبارک کی نفوذ پذیری موجود ہے اگر خیر اور سلامتی دنیائے کائنات سے اٹھ جائے تو پھر اگلا منظر تو خونریز جنگوں اور قیامت کا ہی ہوگا اسی لئے سلام اور سلامتی کی دعا کو اسلام میں بہت زیادہ اہمیت دی گئی اور مسلمانوں کا ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام میں پہل کی تلقین کی گئی یعنی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے سوائے خیر اور عافیت کے کچھ نہیں۔

السَّلَامُ ۔ اللہ کا صفاتی نام ہے تاہم اس صفت کو دنیا میں عام کرنے کی ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے۔

اسم السَّلَامُ کی مفسرین کرام نے دو تعریفیں بیان کی ہیں۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں! السَّلَامُ وہ ذات ہے جو تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے اور اپنی ذات وصفات اور افعال میں کامل و یکتا ہے۔ ۳ ؎

علامہ آلوسی لکھتے ہیں! السَّلَامُ سے مراد وہ ذات جس سے حفاظت اور عافیت کی امید رکھی جائے۔ ۴ ؎

سفیان بن عنیہ لکھتے ہیں! انسان تین مواقع پر وحشت زدہ ہوگا۔

۱۔ جب وہ اس دنیا میں پیدا ہوا یعنی نو ماہ تک وہ ایک الگ نوعیت کے محل و مستقر میں مقید تھا پھر جس روز اس کی پیدائش عمل میں آئی تو وہ اس عالم ناسوت میں وارد ہوا یہ دنیا اس دنیا سے قطعی الگ نوعیت کی تھی۔

۲۔جس دن انسان اس دارفانی سے کوچ کرے گا اور ایک دوسرے عالم میں وہ وارد ہوگا تاہم اس اس دوسرے عالم کی مخلوقات یعنی فرشتوں سے اس کی ملاقات بھی ہوگی۔

۳۔جب صور پھونکا جائے گا اور تمام انسان دوبارہ زندہ ہوکر اللہ کے روبرو کھڑے ہوں گے اور اپنے اعمال کا حساب دیں گے یعنی میدان محشر قائم ہوگا اور میزان عدل پر اعمال تولے جارہے ہوں گے تاہم ان تینوں ایام میں انسان وحشت زدہ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ان ایام کی وحشت سے بچایا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَسَلَامٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا۔

ترجمہ۔اس (یحییٰ) پر السَّلَامُ ہے جس دن وہ پیدا ہوا جس دن وہ مرے گا اور جس دن وہ دوبارہ اٹھایا جائے گا۔۵؎

لیکن اللہ تعالیٰ جس پر چاہیں اپنا فضل خاص فرماتے ہوئے جس انسان کو چاہیں اسے ان ایام کی وحشتوں سے بچا سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَّذِيۡنَ تَتَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيۡنَ ۙ يَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمُ ادۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ۔

ترجمہ۔وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کہ تمھارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہو جاؤ جنت میں اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم دنیا میں کرتے تھے۔۶؎

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَيَوۡمَ اَمُوۡتُ وَيَوۡمَ اُبۡعَثُ حَيًّا۔

ترجمہ۔(عیسیٰ نے کہا) مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا۔۷؎

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے بارے میں سب یہ جانتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت غم گسار زوجہ تھیں اور انھوں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں اپنے مال کو دل کھول کر خرچ کیا تاہم ان کی انھی خدمات کو سراہتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انھیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے السَّلَامُ بھیجا۔حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے جب رب کا السَّلَامُ سنا تو آپ نے جواب میں کہا! رب تو خود السَّلَامُ ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام پر سلامتی ہو اور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں ہوں۔۸؎

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے اللہ کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام نہیں کہا بلکہ انھوں نے اپنی عقل سلیم سے کہا! اللہ تو خود السَّلَامُ ہے یعنی مخلوقات کو تو سلام کا جواب دیا جاتا ہے لیکن اللہ کی ذات تو خود سراسر سلامتی یعنی السَّلَامُ ہے۔

کائنات میں جابجا ہمہ وقت اسم السَّلَامُ کی نفوذ پذیری نظر آتی ہے مثلاً حادثات سے معجزانہ طور پر بچ جانا، کسی مہلک بیماری سے شفایاب ہوجانا، کسی خطرناک آپریشن کا کامیاب ہوجانا، کسی کٹھن امتحان یا حالات سے بخیر وعافیت نبرد آزما ہونا، قاتلانہ حملے میں بال بال بچ جانا، کسی ظالم اور شقیق القلب انسان کے زیر سایہ کسی معصوم یا مظلوم کی پرورش کا ہونا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے زیر سایہ ہوئی جبکہ فرعون نے قوم بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر لڑکے کی موت کے پروانے پر دستخط کررکھا

تھا، جان، اولاد عزت وآبرو کی حفاظت، مال کی سلامتی یعنی کسی خوفناک آتش زدگی، حادثے یا چوری ڈکیتی کی واردات میں مال کا بحفاظت رہنا۔ اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زکوۃ سے اپنے اموال کی حفاظت کرواور صدقات سے اپنے بیماروں کی دوا کرواور مصائب کے لئے دعا کو تیار رکھو۔ ۹؎

یعنی جس مال میں سے زکوۃ نکال دی جاتی ہے وہ مال اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے زکوۃ کو رزق کے لئے سبب کے طور پر واجب کیا ہے۔

اپنی دولت کی حفاظت زکوۃ کے ذریعے سے کرو۔

ارشادخداوندی:

وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِؕ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۔

ترجمہ۔ اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے، اور جسے چاہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ ۱۰؎

جنت کے سات نام:

۱۔ دارالسلام۔

۲۔ دارالجلال۔

۳۔ جنت عدن۔

۴۔ جنت الماوی

۵۔ جنت الخلد۔

۶۔ جنت النعیم۔

۷۔ جنت الفردوس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! السَّلَامُ اللہ تعالی کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کو اللہ نے زمین پر اتارا ہے لہٰذا اس کو آپس میں خوب پھیلاؤ کیونکہ مسلمان جب کسی قوم پر سے گزرتا ہے تو اسے السَّلَامُ کرتا ہے اور وہ قوم اس کو جواباً السَّلَامُ کرتی ہے تاہم السَّلَامُ میں پہل کرنا یا السَّلَامُ کو یاد دلانے والے کو ایک درجہ زیادہ فضیلت حاصل ہے اور اگر (وہ قوم یا فرد) جواب نہ دے تو فرشتے اس السَّلَامُ کا جواب دیتے ہیں۔ ۱۱؎

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے! اے لوگو! السَّلَامُ کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور راتوں کو جب سب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ ۱۲؎

رسول اللہ ﷺ اکثر فرض نمازوں کے بعد یہ دعا مانگا کرتے۔

اللھم انت السلام ومن السلام تبارکت یاذا الجلال والإکرام۔ ۱۳؎

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی جانب سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے۔ اے بزرگی والے عزت والے۔

رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا! اسلام میں سب سے بہترین عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! تم کھانا کھلاؤ اور جاننے اور نا جاننے والوں کو السَّلَامُ کرو۔ ۱۴؎

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! السَّلَامُ کو خوب پھیلاؤ تاکہ تم بلند ہو جاؤ۔ ۱۵؎

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ سے قریب ترین شخص وہ ہے جو السَّلَامُ میں پہل کرے۔ ۱۶؎

السَّلَامُ کا جواب دینا دوسرے مسلمان کا حق ہے۔ ۱۷؎

ایک دوسری روایت ہے! السَّلَامُ میں پہل کرنے والے کو ۳۰ نیکیاں جبکہ جواب دینے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کے ایک شخص دوسرے شخص کو صرف پہچان کی بنیاد پر السَّلَامُ کرے (نہ کے مسلمان ہونے کی بنیاد پر)۔ ۱۸؎

حضرت امامہؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! لوگوں میں اللہ کے قرب کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو السَّلَامُ کرنے میں پہل کرے۔ ۱۹؎

حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! السَّلَامُ میں پہل کرنے والا شخص تکبر سے بری ہوتا ہے۔ ۲۰؎

حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو اس گھر والوں کو السَّلَامُ کرو یہ تمھارے اور تمھارے گھر والوں کے لئے باعث برکت ہے۔ ۲۱؎

عمران بن حصین بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! اس کو دس نیکیاں مل گئیں ایک دوسرا شخص آیا اس نے کہا! اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس شخص کو بیس نیکیاں مل گئیں پھر ایک تیسرا شخص حاضر ہوا جس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس شخص کو تیس نیکیاں مل گئیں۔ ۲۲؎

حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! میں تمھارے سامنے اسلام کی ایسی تفسیر کروں کے اس سے پہلے ایسی تفسیر کسی نے نہ کی ہو گی اسلام تسلیم کا نام ہے اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادائے گی ہے اور ادائے گی عمل ہے۔

لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو تو سچے مسلمان بن جاؤ گے۔
بہترین مسلمان وہ ہے کہ جس کی لگن اور تیاری آخرت کے لئے ہو اور جس کی امید و خوف مساوی ہوں۔
اسلام کا ہدف و مقصد اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے اسلام کا ظاہر درخشاں اور باطن دلکش و دلنواز ہے۔
مومن کی پہچان یہ ہے کے وہ سلام میں جلدی اور پہل کرتا ہے جبکہ منافق کی پہچان یہ ہے کہ! وہ انتظار کرتا ہے کہ لوگ اس کو سلام کریں۔
اسلام سے زیادہ گناہوں سے روکنے والی کوئی دوسری شے نہیں ہے۔ ۲۳ے

روحانی وظیفہ:

ہر نماز کے بعد مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر ۱۰۰ مرتبہ یا السَّلَامُ پڑھنے سے بیماری سے جلد نجات مل جاتی ہے۔
اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے وضو بے وضو اگر یا السَّلَامُ کا ورد کیا جائے تو تمام دنیاوی، ارضی اور سماوی آفات و بلیات سے نجات حاصل ہوتی ہے۔
۳۳ مرتبہ یا السَّلَامُ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پینے سے تمام بیماریوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے نیز رزق میں کثرت اور فراوانی بھی اس اسم پاک کی برکتوں سے ہوتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ الحشر۔ آیت۔ ۲۳۔
۲۔ سورہ الزمر۔ آیت۔ ۵۳۔
۳۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ) ۔ ج۔ ۳۔ ص۔ ۲۸۹۔ سورہ الحشر۔ آیت۔ ۲۳۔ داالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۹ھ۔
۴۔ روح المعانی۔ علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ ج۔ ۱۴۔ ص۔ ۶۳۔ سورہ الحشر۔ آیت۔ ۲۳۔ مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت۔ ۱۴۱۷ھ۔
۵۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۱۵۔
۶۔ سوہ النحل۔ آیت۔ ۳۲۔
۷۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۳۳۔
۸۔ الاستعاب فی المعرفہ الاصحاب۔ حافظ ابو عمر و یوسف بن عبداللہ بن محمد عبد البر۔
(متوفی ۴۶۳ھ)۔ ج۔ ۴۔ ص ۳۸۱۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۹۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ ج۔ ۱۰۔ رقم الحدیث۔ ۱۰۱۹۶۔ مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔ بیروت۔
۱۰۔ سورہ یونس۔ آیت۔ ۲۵۔

١١۔الترغیب والترھیب۔امام زی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی۔٦٥٦ھ)۔ج۔٣۔ص۔٢٨٧۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔

١٢۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔رقم الحدیث۔٣١١٧۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔١٤٢١ھ۔

١٣۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ٢٦١ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔١٤١٧ھ۔

١٤۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ٢٥٦ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔١٤١٢ھ۔

١٥۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ٢٦١ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔١٤١٧ھ۔

١٦۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔رقم الحدیث۔٣١١٧۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔١٤٢١ھ۔

١٧۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ٢٦١ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔١٤١٧ھ۔

١٨۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ٢٤١ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔١٣٩٨ھ۔

١٩۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ٢٧٥ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔١٤١٤ھ۔

٢٠۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ٤٥٨ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔بیروت۔

٢١۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔رقم الحدیث۔٣١١٧۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔١٤٢١ھ۔

٢٢۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ٢٧٩ھ)۔رقم الحدیث۔٣١١٧۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔١٤٢١ھ۔

٢٣ تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔٤٠٠۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔١٤٢٤ھ

اَلْمُؤْمِنُ

امن اور ایمان دینے والا

He who places faith in the heart of his servants, protects those who seek in Him, and gives tranquility.

اَلْمُؤْمِنُ۔(الحشر۔ ۲۳)

ترجمہ۔(اللہ)امن دینے والا ہے۔

الْمُؤْمِن۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۳۶ اور عدد ا) ہے۔
الْمُؤْمِن۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے، جو(ا۔م۔ن) سے مشتق ہے۔
ابن فارس نے کہا! امن کی ضد خیانت ہے تا ہم امن سے انسان کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔
امن۔اس کے ایک معنی تصدیق کے بھی ہیں۔
تاج العروس امن کے معانی بتاتے ہوئے کہتے ہیں! بےفکری، حفاظت کی ذمہ داری اور امن کو قائم کرنا۔
امن۔سے ہی ائتمان، امانت، امون، امین، امنین، ایمان، امنو، اور مومن نکلے ہیں۔
ائتمان۔سے مراد بھروسہ اور اعتماد کے ہیں۔
ناقۃ امون۔سے مراد وہ اونٹنی جو قوی اور عادت کے اعتبار سے قابل اطمینان یعنی جس کے بارے میں یہ بھروسہ ہو کے وہ طویل سفر سے نہ تھکے گی اور نہ ہی وہ کسی کمزوری کا اظہار کرے گی۔
امانۃ۔سے مراد کسی بھروسے دار شخص کو کوئی اہم چیز سونپنا۔
امین۔سے مراد قابل اعتماد انسان جس سے انسان بے خوف ہو۔
قرآن کریم میں 'بلد امین' کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں یعنی امن اور سلامتی کا شہر جہاں مکمل اطمینان اور سامان حفاظت موجود ہو۔
ایمان۔بھی امن سے ہی مشتق ہے یعنی یقین کامل، تسلیم و رضا، تصدیق، اقرار، اعتماد بھروسہ، اطاعت کرنا، بات کو ماننا اور سر تسلیم خم کرنا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔

ترجمہ۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا ہے اللہ تمھارے اعمال سے باخبر ہے۔ ا؎

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔

ترجمہ۔اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے وہ انھیں ضرور ملک میں اپنا جانشین کرے گا۔ ۲؎

اللہ پر ایمان لانے والوں کو بھی مومن کہا جاتا ہے لیکن ایک لطیف نکتہ کو سمجھنا ضروری ہے وہ شخص جو حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا وہ مسلم ہے لیکن جس کے قلب میں ایمان داخل ہو گیا وہ اَلْمُؤْمِنُ ہے یعنی ایمان والا ہے۔

اسم مبارک اَلْمُؤْمِنُ کی دو تعریفیں بیان کی گئیں ہیں۔

ا۔اللہ کا اسم صفاتی اَلْمُؤْمِنُ وہ ذات پاک ہے جس کی تعریف اور صفات کامل ہوں تاہم اللہ نے اپنی تعریف کو بزرگی اور جمال کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

۲۔ اَلْمُؤْمِنُ۔ کے ایک معنی تصدیق کرنے کے بھی ہیں یعنی اللہ تعالی نے اپنے بندوں سے جو وعدے کئے انھیں وہ پورا کرتا ہے یا کرے گا جیسے کے رزق، نیک بندوں سے جنت کا وعدہ اور گناہگاروں کو جہنم کی وعید وغیرہ اور اس کا ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہے کے اللہ تعالی اپنے بندوں کے گمان کے مطابق ان سے ملاقات فرمائے گا۔

اَلْمُؤْمِنُ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے یعنی اللہ اپنے بندوں اور مخلوقات کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور کل کائنات اور اس کی مخلوقات پر اللہ کی حفاظت اور امن کی ذمہ داری ہے چنانچہ تمام کائنات اور اشیاء کائنات پر امن اور سکون کی لہریں جاری وساری ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْمُؤْمِنُ۔ترجمہ۔(اللہ) امن دینے والا ہے۔ ۳؎

اسم اَلْمُؤْمِنُ کا کائناتی نظام میں کردار:

اسم اَلْمُؤْمِنُ چونکہ امن سے مشتق ہے اور امن اور سلامتی کی کئی صورتیں ہمارے اطراف میں ہر وقت دور کرتی ہیں لیکن کم ہی انسان ان کا شعور رکھتے ہیں مومن اللہ کا صفاتی نام ہے اور اللہ کو امن اور سلامتی پسند ہے اور ایسے تمام بندے بھی اللہ کے پسندیدہ ہیں جو امن اور سلامتی کے خوگر ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے قبیلہ قریش کی بھوک اور سردی اور گرمی کے خوفناک تجارتی سفر کے حوالے سے ارشاد فرمایا!

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۔

ترجمہ۔قریش مانوس ہوئے، گرمی اور جاڑے کے سفروں سے، ان کو چاہئے کے وہ رب کعبہ کی عبادت کریں، جس نے انھیں بھوک سے بچایا، اور کھانے کو دیا، اور انھیں خوف سے بچا کر امن دیا۔ ۴؎

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہ الکریم روایت کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پہلے عرب کی سرداری قبیلہ حمیر کو حاصل تھی لیکن پھر

اللہ تعالیٰ نے وہ سرداری قبیلہ حمیر سے سلب کر کے قبیلہ قریش کو عطا کی۔ ۵؎
سورۃ القریش کا پس منظر یہ ہے کے رسول اللہ ﷺ کے جداعلیٰ قصی بن کلاب نے مکہ کی بکھری آبادی اور قبائلی نظام کو منظم کیا اور بیت اللہ کی تولیت ان کے ہاتھ میں آگئی جہاں انھوں نے ایک شہری ریاست کی بنیاد رکھی قصی بن کلاب کے بعد ان کے بیٹوں عبد مناف اور عبدالدار کے ہاتھ میں مکہ کی ریاست کے دیگر مناصب آگئے تاہم عبد مناف کو ان کے والد قصی بن کلاب کے زمانے سے ہی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔
۱۔ہاشم۔ ۲۔عبدشمس۔ ۳۔مطلب۔ ۴۔نوفل۔
رسول اللہ ﷺ کے پردادا ہاشم اور دادا عبدالمطلب تھے۔عرب کی بین الاقوامی تجارتی گزرگاہوں پر ایران کے ساسانی حکومت کی اجارہ داری اور عملداری تھی تاہم رسول اللہ ﷺ کے پردادا ہاشم بن عبد مناف نے تجارت کو وسعت دینے کے کئی سودمند اقدامات کئے۔
۱۔ہاشم بن عبد مناف نے شام کے غسانی بادشاہ سے۔ ۲۔عبدشمس نے حبشہ کے فرمانروا سے۔ ۳۔مطلب نے یمنی امراء سے۔
۴۔اورنوفل نے عراق اور فارس کی حکومتوں سے تجارتی مراعات حاصل کیں جس کے نتیجے میں نیک نامی اور دولت وثروت ان کا مقدر ٹھہری یہ چاروں بھائی متجرین (تجارت پیشہ) کے نام سے مشہور ہوئے انھیں اصحاب ایلاف (الفت پیدا کرنے والے) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے،ان کامیاب تجارتی سفر کی وجہ سے قبیلہ قریش کے سرداروں کی رسائی شام،مصر،عراق،ایران یمن اور حبشہ تک ہوئی جہاں بڑے بڑے روساء اور ناموراُمراء سے ناصرف ان کے تعلقات استوار ہوئے بلکہ انھیں بے شمار عزت واکرام اور دولت وثروت بھی حاصل ہوئی تاہم ان بھائیوں کے اس تجاتی اقدام سے مکہ، جزیرہ العرب کا سب سے زیادہ اہم تجارتی مرکز بن گیا۔ جہاں ان بھائیوں کی دھاک اور رعب ودبدبہ قائم تھا۔ان ممالک سے اہل قریش نے تہذیب وتمدن اور رسم الخط بھی سیکھا جو بعد میں قرآن کریم کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے معاون ثابت ہوا۔
مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے اسی احسان کا ذکر فرمارہے ہیں جو اللہ نے قبیلہ قریش پر فرمائی یعنی انھیں بھوک میں کھانا اور خوف میں امن دیا کیونکہ تجارتی گزرگاہیں نہایت خوفناک راستہ تصور کی جاتی تھیں جنھیں اللہ نے امن سے بدل دیا۔ایک جانب دنیا کے تمام انسان خوفناک بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہیں نجانے کتنی اقسام کے ایٹمی ہتھیار اور بائیولوجیکل ویپنز بنائے جاچکے ہیں حتیٰ کے ایسے بم بھی بنالئے گئے ہیں کے اگر وہ کسی مقام پر پھینکے جائیں گے تو اس پورے علاقے اور رقبے پر جہاں تک ان کے مضر اثرات قائم ہوں گے آکسیجن کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا چنانچہ خون بہائے بغیر ہر ذی نفس موت کے منہ میں چلا جائے گا کیونکہ زندگی کا انحصار تو آکسیجن پر ہے بنی نوع انسان نے انسانیت کو اپنا محکوم اور غلام بنانے کے لئے کیا کیا تدابیر کر ڈالیں لیکن اللہ کے اسم مُؤْمِن کی وجہ سے دنیا میں امن اور سلامتی قائم ہے اور انسانیت خوفناک جنگوں سے محفوظ اور مُأْمِون ہے گھروں، دفاتر، کارخانوں، فیکٹریز، شاپنگ مالز، بڑے چھوٹے اداروں اور خود انسان انفرادی واجتماعی سطح پر اسی اسم مبارک مُؤْمِن کی وجہ سے امن وسلامتی میں

ہے اور یہ اسم ان تمام ذی نفوس کا مکمل احاطہ کئے ہوئے ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَلْمُؤْمِن ۔ترجمہ۔(اللہ) امن دینے والا ہے۔۶؎

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کیا تو انھی کے لئے امن ہے اور وہ ہی سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔۷؎

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

ترجمہ۔اللہ نے اَلْمُؤْمِن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔اور رہنے کے باغوں میں ستھرے گھروں کا۔اور اللہ کی رضامندی اس سے بھی بڑی چیز ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔۸؎

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حضور شہر مکہ معظّمہ کے لئے دعائے امن مانگی۔

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۔یعنی۔اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے۔۹؎

اسی طرح سے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ سے کہا کے وہ بلاخوف وخطر مصر میں داخل ہوجائیں اور وہاں امن وچین کے ساتھ رہیں۔

اُدْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۔ترجمہ۔مصر میں چلئے اور ان شاءاللہ وہاں امن وچین سے رہیئے گا۔۱۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مُؤْمِن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے اور ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے اور جب مُؤْمِن کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں نور پھیل جاتا ہے۔۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دنیا مُؤْمِن کا قیدخانہ ہے اور کافروں کی جنت۔۱۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا! اللہ کی قسم وہ مُؤْمِن نہیں جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔۱۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے اور مُؤْمِن کی عمر اس میں نیکی کے سوا کسی اور چیز کو زیادہ نہیں کرتی۔۱۴؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر بندے کو قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت

میں وہ مرا ہے مُؤمِن کو اس کے ایمان پر جبکہ منافق کو اس کے نفاق پر۔ ۱۵؎

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مُؤمِن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے۔ ۱۶؎

مُؤمِن اپنی روح کو نکلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہی مرتے وقت انسان کی نگاہیں کھلی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! فرشتے مُؤمِن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپؓ مزید کہتے ہیں! مُؤمِن کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے اس میں وہ اپنی ان ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔ ۱۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مُؤمِن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے! اے پاکیزہ روح! تو اس حال میں ہے کے تو راضی ہوا اور تجھے راضی کیا گیا ہو تو اللہ کی خوشی اور اس کرامت کی طرف نکل اور جب وہ روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۱۸؎

حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے مُؤمِنین کی صفات کے بارے میں فرمایا! مُؤمِن کی خوشی اس کے چہرے پر اور اس کا غم اس کے دل میں ہوتا ہے۔

مُؤمِن سب سے زیادہ کشادہ سینے والا ہوتا ہے۔

مُؤمِن اپنے نفس کو کمتر اور حقیر سمجھتا ہے تاکہ غرور میں مبتلا نہ ہو سکے۔

مُؤمِن کو رفعت اور بلندی سے کراہیت اور نام و نمود سے نفرت ہوتی ہے۔

مُؤمِن بلند ہمت اور بہت سکوت پسند ہوتا ہے۔

مُؤمِن کے اوقات زیادہ تر عبادات میں سرف ہوتے ہیں، وہ اپنی ہی فکر میں غلطاں ہوتا ہے وہ ہر ایک سے دوستی نہیں کرتا ہے۔

مُؤمِن نرم مزاج اور خوش کلام ہوتا ہے۔

مُؤمِن کا نفس چٹان سے زیادہ سخت اور مضبوط ہوتا ہے۔

مُؤمِن خدا کے سامنے وہ اپنے آپ کو کسی غلام سے بھی زیادہ کمتر سمجھتا ہے۔

مُؤْمِن کے لئے تین اوقات ہوتے ہیں۔

ا۔جب وہ اللہ کی عبادت اور مناجات کرتا ہے۔

۲۔جب وہ رزق حلال کی کوشش کرتا ہے۔

۳۔جب وہ اپنے نفسانی خواہشات ولذات سے متعلق غور وفکر کرتا ہے۔

خوف خدا مُؤْمِنین کا شعار ہے بہترین عبادت خوف خدا ہے۔

مُؤْمِن کا سرور اپنے اللہ کی اطاعت میں جبکہ اس کا حزن اللہ کی نافرمانی میں ہوتا ہے۔

مُؤْمِن صبح وشام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے۔مُؤْمِن کے لئے موت بہترین تحفہ ہے۔

مُؤْمِن سینے کی وسعت کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے جبکہ نفس کے لحاظ سے سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

مُؤْمِن جب کوئی بات کہتا ہے تو سب سے پہلے اپنی ذات میں اس کے بارے میں غور وفکر کر لیتا ہے پس اگر وہ بات فائدہ مند ہو تو اسے ظاہر کرتا ہے اگر وہ شر انگیز ہو تو اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

مُؤْمِن دنیا کو صرف عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دنیا کی دلربائی کو غضبناک ہو کر سنتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں، اگر میں اپنی اس تلوار سے مُؤْمِن کی ناک اور اس کی آنکھوں کے درمیانی حصے پر ضربیں لگاؤں کے وہ مجھ سے بغض کرنے لگے تو بھی وہ مجھ سے بغض نہیں کرسکتا اور اگر میں منافق کو دنیا کی تمام اشیاء بھی دے ڈالوں کے وہ مجھ سے محبت کرے تو وہ مجھ سے محبت نہیں کرسکتا کیونکہ اللہ نے ایسا ہی فیصلہ کر دیا ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے علیؑ! تم سے مُؤْمِن کبھی بغض نہیں کرسکتا اور منافق کبھی محبت نہیں کرسکتا۔

حکمت جہاں سے بھی ملے اسے لے لو کیونکہ اگر یہ کسی منافق کے سینے میں ہوتی ہے تو یہ وہاں متحرک رہتی ہے جب تک کہ یہ وہاں سے نکل کر اپنے اصل مالک یعنی مُؤْمِن کے سینے میں منتقل نہ ہو جائے۔

حلم مُؤْمِن کے امور کے لئے ایک بہترین نظام ہے حلم ایک نور ہے جس کا جوہر عقل ہے۔حلم کمال عقل ہے۔۔۱۹ے

روحانی وظیفہ:

خوف کے وقت ۱۶۳۱ مرتبہ اَلْمُؤْمِن پڑھنے سے ہر قسم کے خوف اور نقصان سے اللہ حفاظت فرماتے ہیں۔

اگر شوہر اور بیوی آپس میں دست وگریبان ہوں تو عشاء کی نماز کے بعد ۱۱۰۰ مرتبہ اَلْمُؤْمِن پڑھا جائے۔

انشاء اللہ اس اسم پاک کی برکتوں سے فریقین میں محبت اور احترام پیدا ہو جائے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ التغابن۔آیت۔۸۔

۲۔سورہ النور۔آیت۔۵۵۔

۳۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۴۔سورہ القریش۔آیت۔۱۔۴۔

۵۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔بیروت۔

۶۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۷۔سورہ انعام۔آیت۔۸۲۔

۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۲۔

۹۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۵۔

۱۰۔سورہ یوسف۔آیت۔۹۹۔

۱۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۰۔رقم الحدیث۔۵۹۴۲۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔بیروت۔

۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۳۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۵۔المعجم اولاسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبہ المعارف ریاض۔۱۴۰۵ھ۔

۱۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔

۱۷۔الکشف والخفا ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۳۳۔مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔

۱۸۔شرح الصدور۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔۶۴۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۴ھ۔

۱۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمُهَيْمِنُ
یامکمل نگہبانی کرنے والا

He who watches over and protects all things.

اَلْمُهَيْمِنُ ۔(حشر۔ ۲۳)

ترجمہ۔اللہ ہر شے پر نگہبان ہے۔

اَلْمُهَيْمِنُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے کس کے نمبر(۱۴۵اور عدد ۱ ہے)۔

اَلْمُهَيْمِنُ ۔(ھ۔ی۔م۔ن) سے مشتق ہے۔

اَلْمُهَيْمِنُ ۔قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی (۱) مرتبہ آیا ہے۔

عربی میں ایک اصطلاح استعمال کی جاتی ہے! ھیمن الطائرعلی فراخع ۔یعنی پرندے نے اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے اپنے پروں کو ان پر پھیلادیا مثلاً مرغی جیسے ہی کسی خطرے کو محسوس کرتی ہے وہ فوراً اپنے بچوں کو اپنے پروں میں سمیٹ لیتی ہے اور بچے اپنی ماں کی آغوش میں پر سکون اور خطرے اور خوف سے محفوظ و مامون ہوجاتے ہیں قرآن کریم بھی گزشتہ الہامی کتب کی محافظ ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا ۔

ترجمہ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے تمھاری طرف یہ کتاب بھیجی ہے جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔[1]

اَلْمُهَيْمِنُ ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے مفسرین نے ممکنہ تین معانی بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔اللہ نگہبانی اور حفاظت کرنے والا ہے۔

۲۔وہ شاہد ہے اور چیز پر گواہ ہے یعنی ہر چیز جانتا ہے۔

۳۔اپنی تمام مخلوقات کی تمام ضروریات اور حاجات کا پورا کرنے والا ہے یعنی اللہ انسانوں کا کفیل، نگہبان، ذمہ دار، شاہد، محافظ اور

حاجت روا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الْمُهَيْمِنُ ۔ترجمہ۔(اللہ) نگہبان ہے۔۲؎

ابن فارس کے نزدیک الْمُهَيْمِنُ کی اصل اور جڑ بھی امن ہے۔

اسم الْمُهَيْمِنُ کا کائناتی نظام میں کردار:

اسم الْمُهَيْمِنُ کے معانی نگہبان، شاہد، محافظ، کفیل اور ذمہ دار کے ہیں چنانچہ نظام کائنات اور خود انسان کی اپنی ذات میں اللہ کا یہ اسم نفوذ پذیر ہے۔اللہ کی دیگر مخلوقات کی طرح انسان بھی تاعمر مختلف خطرات سے دوچار رہتا ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے ہر وقت اور ہر لمحہ کائنات اور اس میں پائی جانے والی ہر مخلوق کو بیک وقت کئی خطرات لاحق رہتے ہیں لیکن اللہ کی ذات اپنی مخلوق کی نا صرف نگہبانی کرتی ہے بلکہ ان کی حفاظت اور کفالت بھی کرتی ہے مثلاً مختلف حادثات اور بیماریوں میں انسان کا بال بال بچ جانا، بروقت کسی مدد کا پہنچ جانا، شدید خطرات سے بچ کر نکلتے وقت یہ سوچنا کے کوئی غیبی مدد نے سہارا دے دیا ورنہ بچنے کے قطعاً امکانات موجود نہ تھے۔کسی وبا، بلا، زلزلے، طوفان یا موت کے منہ سے واپس سلامتی کے ساتھ نکل آنا اور یہ سوچنا کے یہ تو کوئی معجزہ ہو گیا۔

کائناتی نظام میں بعض شہاب ثاقب کے ملبوں کا زمین کے غیر آباد علاقوں پر گرنا اور انسانی آبادی کا حیران کن حد تک محفوظ رہنا، آتش زدگی کے واقعات میں کسی قیمتی شے یا جان کا معجزآنہ طور پر سلامت رہنا، بلیک ہول کا زمین کے پاس سے گزرنا اور زمین کا کسی بڑی تباہی سے بال بال بچ جانا، اسکائی لیب کا سمندر میں گرنا اگر اس کا ملبہ انسانی آبادی پر گرتا تو بڑا شدید جانی نقصان ہوتا، غیر مرئی اور مرئی مخلوقات کا انسان کو گزند نا پہنچانا مثلاً ہمارے اطراف میں کئی جان لیوا بیکٹر یاز اور وائرس پائے جاتے ہیں جو انسان کو مکمل معذور یا پھر اس کی باآسانی ہلاک کر سکتے ہیں لیکن انسانی جسم کا مضبوط مدافعتی نظام جس کی وجہ سے انسان ایک دن میں نجانے کتنی بار ہلاکت سے بچتا ہے۔کھانا کھاتے ہوئے یا پانی پیتے ہوئے سانس کی نالی میں پانی کی معمولی بوند یا غذا کا بہت ہی چھوٹا سا ٹکڑا پھنس جانا جو کے موت کا آسان سبب ہے لیکن انسان کا اس سے بچ جانا۔دنیا میں کئی افراد کی موت تو صرف معمولی نزلے، زکام، بخار یا چھینکنے اور کھانسنے سے ہی ہو جاتی ہے لیکن اس موقع پر انسان کی حفاظت اور نگہبانی کی ذمہ داری ایک نہایت مشفق ذات کریم کے ہاتھوں میں ہوتی ہے جس کا شکر ادا کرنے کی زحمت بھی انسان نہیں کرتا۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔

ترجمہ۔میرا شکر ادا کرو گے تو میں تم کو ضرور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو بے شک میرا عذاب سخت ہے۔۳؎

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۔ترجمہ۔شکر کرو میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہی ہیں۔۴؎

علمائے کرام نے اسم الْمُهَيْمِنُ کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

کل اشیائے کائنات کے تمام احوال کا علم رکھنے والا۔

۲۔کل مخلوقات کے اندر موجود افادیت کا جاننے والا۔

۳۔ان افادیت کا فیض عام کرنے والا مثلاً چاند کی کرنوں سے پھلوں اور سبزیوں میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے جبکہ سورج کی روشنی سے فصل پکتی ہے اگر یہ دونوں اپنے حصے کا کام نہ کریں تو نہ فصل پک کر تیار ہو اور نہ ہی اس میں ذائقہ اور مٹھاس ہو۔

ثابت یہ ہوا کے اللہ تعالی کی صفت الْمُهَيْمِنُ اپنی کل مخلوقات کی نہ صرف نگرانی اور نگہبانی کر رہی ہے بلکہ ان کے امور پر گہری نظر بھی رکھے ہوئے ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ۔

ترجمہ۔زمین وآسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔۵؎

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا،اور جانتا ہے جو کچھ زمین میں اور دریا میں ہے،اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں۔۶؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ترجمہ۔بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔۷؎

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا۔ترجمہ۔اللہ ہر شے پر نگہبان ہے۔۸؎

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔

ترجمہ۔اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے،اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔۹؎

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔

ترجمہ۔کوئی شخص ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتے مقرر نہ ہو۔۱۰؎

بے شک تم پر نگہبان ہیں اور وہ کراماً کاتبین ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔۱۱؎

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ۔ترجمہ۔اللہ تم پر نگہداشت کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے۔۱۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

جب دو لینے والے آس پاس بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا کے اس کے پاس ایک نگہبان نہ ہو اور موت کی سختی آ پہنچی جس کا آنا برحق ہے یہ وہ ہے کے جس سے تو بدکتا ہے اور صور پھونکا جائے گا اور یہی وعید کا دن ہوگا۔اور ہر شخص اس طرح سے آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ اسے لانے والا اور ایک گواہ ہوگا۔۱۳؎

حضرت امامہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نیکیاں لکھنے والا فرشتہ انسان کے دائیں (سیدھے) جانب ہوتا ہے اور برائیاں لکھنے والا فرشتہ انسان کے بائیں (الٹے) جانب ہوتا ہے۔ اور نیکیاں لکھنے والا فرشتہ برائیاں لکھنے والے فرشتے پر امین ہوتا ہے پس جب انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو سیدھے ہاتھ والا فرشتہ اس کو دس گنا کر کے لکھ لیتا ہے اور جب انسان کوئی برائی کرتا ہے تو الٹے ہاتھ والا فرشتہ اس کو کہتا ہے کے اس کو دس گھنٹوں تک مہلت دو شاید کے یہ اللہ کی تسبیح کر لے یا توبہ کر لے۔ ۱۴؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے (نگہبان) ہیں جو ان مصائب سے تمھاری حفاظت کرتے ہیں جو تمھارے لئے مقدر نہیں کئے گئے ہیں اور جب تقدیر آجاتی ہے تو مصائب کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت بہت مضبوط ڈھال ہے۔ ۱۵؎

روحانی وظیفہ:

تہجد کی نماز کے بعد ۱۰۰۰ مرتبہ یَا مُهَيْمِنُ پڑھ کر مراقبہ کرنے سے غیب کی دنیا سامنے آجاتی ہے اور گم شدہ چیزیں بھی نظر کے سامنے آجاتی ہیں۔

یَا مُهَيْمِنُ کا تین دن تک ۱۱۰۰ مرتبہ پڑھنا استخارہ ہے اور تین دن کے اندر اندر درست اور صحیح بات کا تعین ہوجاتا ہے۔

رات کو سونے سے قبل دو رکعت نماز نفل ادا کر کے ۱۱۰۰ مرتبہ اَلْمُهَيْمِنُ پڑھنے سے استخارہ (یعنی جو بات معلوم کرنی ہو) اس کو دل میں دہراتے ہوئے سو جائیں اللہ کے فضل و کرم سے رہنمائی ہوجاتی ہے۔

جو شخص یَا مُهَيْمِنُ۔ کا ورد کرے گا اس کے ظاہر اور باطن میں نور پیدا ہوجائے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ المائدہ۔ ۴۸۔

۲۔ سورہ الحشر۔ آیت۔ ۲۳۔

۳۔ سورہ ابراہیم۔ آیت۔ ۷۔

۴۔ سورہ سبا۔ آیت۔ ۱۳۔

۵۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۵۔

۶۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۵۹۔

۷۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۱۔

۸۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۵۲۔

۹۔ سورہ الزمر۔ آیت۔ ۶۲۔

۱۰۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔
۱۱۔سورہ الانفطار۔آیت۔۱۰۔
۱۲۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۱۳۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔۲۲۔
۱۴۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔رقم الحدیث۔۷۷۶۵۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔بیروت۔
۱۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔

اَلْعَزِیْزُ

سب پر غالب

The Unconquerable.

اَلْعَزِیْزُ ۔(الحشر۔۲۳)

ترجمہ۔(اللہ) زبردست (العزیز) اور حکیم ہے۔

اَلْعَزِیْز ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا نمبر (۹۴ اور عدد ۴ ہے)۔

اَلْعَزِیْز ۔(ع۔ز۔ز) سے مشتق ہے۔

اَلْعَزِیْز ۔کے معنی قوت، شدت، غلبہ، عزت رفعت اور حفاظت ہے۔

عزۃ۔اس کیفیت کا نام ہے جو انسان کو مغلوب ہونے سے بچاتی ہے اس کے معانی میں کسی پر غلبہ حاصل کرنا یا اپنی فطری صلابت اور سختی کی وجہ سے کسی کو زیر کرنا ہے۔

اَلْعَزِیْز ۔قرآن کریم میں اللہ کا اسم صفاتی (۹۲) مرتبہ آیا ہے۔

قرآن کریم میں عز ذلت کے مقابلے میں آیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔

ترجمہ۔فتح اور نصرت جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور دانا و بینا ہے، (اور یہ مدد وہ تمھیں اس لئے دے گا) تا کہ کفر کی راہ چلنے والوں کا ایک بازو کاٹ دے یا ان کو ایسی ذلیل شکست دے کے وہ نامرادی کے ساتھ پسپا ہو جائیں۔ ا؎

کائنات پر جتنا غلبہ اختیار اور اقتدار ہے وہ سب اللہ کا ہے انسانوں کو جتنی فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کے اذن سے حاصل ہوتی ہے جبکہ کفر کی راہ چلنے والوں کو وہ دین و دنیا میں ذلیل و رسوا اور شکست عظیم سے دوچار کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ ۔ترجمہ۔وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا۔ ۲؎

اسم اَلْعَزِیْز کی فقہاء، علماء اور مفسرین کرام نے درج ذیل پانچ تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔علامہ ابن جریر فرماتے ہیں !الْعَزِیْز وہ ذات ہے جو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں نہایت سخت ہے اور وہ جب کسی کو سزا دینے کا ارادہ فرمالے تو پھر کوئی طاقت ایسی نہیں جو اس کی دی ہوئی سزا میں ترمیم وتخفیف کر سکے۔ ۳؎

۲۔علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں !الْعَزِیْز وہ ذات ہے جو ہر شے پر غالب ہے اور کل اشیاء کائنات اس کی جلال اور عظمت کے سامنے دبے ہوئے ہیں اور اس کے عظیم غلبے، شان اور بڑائی کی وجہ سے کسی کی اس کی بارگاہ تک رسائی ممکن نہیں۔ ۴؎

۳۔امام قرطبی لکھتے ہیں !الْعَزِیْز وہ ذات ہے جس کا غلبہ، شان وشوکت، قوت اور طاقت سب پر حاوی ہے نا کوئی شے اسے عاجز نہیں کر سکتی ہے اور نہ ہی شکست دے سکتی ہے۔

اس کی قوت اور طاقت سے کوئی شے باہر نہیں نا تو کوئی اس کے قبضے سے کچھ چھڑا سکتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی غلبہ پا سکتا ہے۔ ۵؎

۴۔الْعَزِیْز وہ ذات پاک ہے جس کے اختیار میں تمام اختیارات، تصرفات، کل غلبہ، قوت اور اقتدار ہے اور اس کی صفات تک کسی کی رسائی نہیں۔ ۶؎

۵۔علامہ قرطبی فرماتے ہیں !الْعَزِیْز وہ ذات ہے جس کی عظمت کے سمندر میں (غوطہ زن ہو کر) عقول انسانی گم ہو جائیں اس کے جلال اور جمال کی تعریفات اور صفات بیان کرنا انسان کے بس سے باہر ہے۔ ۷؎

علامہ ابن قیم نے اسم الْعَزِیْز کے چار معانی بیان کئے ہیں۔

۱۔الْعَزِیْز وہ ذات ہے جو غلبے والی ذات ہے اور کوئی دوسرا اس پر غالب نہیں ہو سکتا۔

۲۔الْعَزِیْز وہ ذات ہے جو سخت قوت والی ہے۔

۳۔الْعَزِیْز وہ ذات ہے جو نہایت نفیس ہے جس کی کوئی مثل اور نظیر نہیں۔

۴۔الْعَزِیْز وہ ذات ہے جس کی طاقت اور قدرت کا اندازہ لگانا ناممکنات میں سے ہے۔

اسم الْعَزِیْز کا کائناتی نظام میں کردار:

اسم الْعَزِیْز سے مراد غالب، عزت، قوت، شدت، رفعت اور حفاظت کرنے والا اس نظام کائنات اور خود انسان کی اپنی ذات کے نظام میں اس اسم مبارک کا نفوذ موجود ہے دنیا کے بڑے سے بڑے سائنسدان اور اہل علم حضرات نے کئی عقلی دلائل اور فارمولے تو پیش کر لئے لیکن وہ کسی ستارے، سیارے، یا رات اور دن کے نظام میں گھڑی بھر کا ردوبدل نہ کر سکے نا ہی اب تک کسی سائنسدان نے اپنے علم کے زور پر صبح یا شام پیدا کر لی اور نا ہی وہ نظام شمسی کو اپنے ارادے سے بدلنے پر قادر ہو سکے۔

اللہ کی صفت الْعَزِیْز کی تاثیر اور اثر پذیری سے صبح کی پو پھٹتی ہے، سورج اور چاند کا گردشی نظام قائم اور دائم ہے، رات کو اللہ نے آرام کے لئے بنایا ہے، قرآن کریم جو ایک عظیم الشان کتاب مقدس ہے اس کو قلب رسول ﷺ پر نازل فرمایا، آسمان کو روشن ستاروں سے مزین کیا، آسمان کے نظام اور ان میں اترنے والے احکامات اور وحی کی حفاظت کا بندوبست فرمایا یہ سب کا سب اسم الْعَزِیْز کی وجہ سے ہے چنانچہ کائنات اور کل مخلوقات میں جہاں جہاں یہ کیفیات موجود ہیں ان میں یہی اسم کام کر رہا ہے۔ اس

نظامِ کائنات میں کس ملک کی بادشاہت کس کو دینی ہے اور کس سے اقتدار چھیننا ہے یہ تمام باتیں اللہ کے علم و ارادے میں ہیں جنھیں وہ بہتر جانتا ہے اسی طرح سے سماجی انفرادی اور اجتماعی سطح پر بھی انسان کا عزت اور ذلت سے ہمکنار ہونا بھی اسی اسم کی وجہ سے ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۚ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔

ترجمہ۔ کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جارہے ہیں، اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کو ہٹا نہیں سکتا، اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔ ۸؎

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ اس طرح سے ان لوگوں کی (یعنی پچھلی اقوام کی) جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی، جنھوں نے ظلم کیا اور (تمام) تعریفیں ہیں۔ اللہ رب اللعالمین کے لئے (جس نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی)۔ ۹؎

حضرت ابوالدرداؓء بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ گناہ معاف کرتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے اور ایک قوم کو سربلند کرتا ہے اور دوسری کو سرنگوں کرتا ہے۔ ۱۰؎

ارشادات خداوندی:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ پروردگار عزت والا ہے۔ ۱۱؎

اَلْعَزِيْزُ ۔ترجمہ۔ (اللہ) زبردست (اَلْعَزِيْز) ہے۔ ۱۲؎

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ۔

ترجمہ۔ بے شک تیرا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کرے گا، وہی غالب (اَلْعَزِيْز) اور جاننے والا ہے۔ ۱۳؎

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔

ترجمہ۔ صبح کی پو کا پھاڑنے والا اور اس نے رات کو آرام کے لئے بنایا اور سورج اور چاند کو گرد پھیرنے والا بنایا یہ اندازہ ہے غالب (اَلْعَزِيْز) جاننے والے کا۔ ۱۴؎

وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔

ترجمہ۔ سورج اپنی قرارگاہ پر چلتا ہے یہ اندازہ ہے غالب (اَلْعَزِيْز) جاننے والے کا۔ ۱۵؎

تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔

ترجمہ۔ الکتاب (قرآن) کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو غالب (اَلْعَزِيْز) اور جاننے والا ہے۔ ۱۶؎

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِىْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِىْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَحِفْظًا ۚ

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔

ترجمہ۔ پھر انہیں دو دن میں سات آسمان بنا دیا اور اس نے ہر ایک آسمان میں اس کا کام القا کیا، اور ہم نے پہلے آسمان کو چراغوں سے زینت دی اور اسے محفوظ بنایا، یہ زبردست جاننے والے کا کام ہے۔ ۱۷؎

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ۔

ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر آپ ان سے یہ پوچھیں کے آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کے ان کو غالب (الْعَزِيْز) جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔ ۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! تمھارا پروردگار روز یہ اعلان کرتا ہے کے میں الْعَزِيْز ہوں۔ ۱۹؎

لہٰذا جو شخص دونوں جہان میں عزتوں کا طالب ہو اس کو چاہئے کہ وہ الْعَزِيْز کی اطاعت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! حضرت موسیٰ بن عمران نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی! اے میرے رب! آپ کے بندوں میں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! جو بندہ بدلہ لے سکتا ہو لیکن وہ معاف فرمادے۔ ۲۰؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! مومن رفعت اور بلندی کو ناپسند کرتا ہے اور شہرت کو برا سمجھتا ہے۔ اپنے مہمان کی عزت کرو چاہے وہ حقیر ہی کیوں نہ ہو اور اپنے باپ اور معلم کے لئے احتراماً کھڑے ہو جاؤ بھلے ہی تم سردار ہی کیوں نہ ہو۔

تین چیزوں میں شرمایا نہیں جاتا۔

۱۔ مہمان کی خدمت کرنے میں۔

۲۔ اپنے باپ یا معلم کے لئے اپنی جگہ سے اٹھنا۔

۳۔ اپنا حق مانگنا بھلے وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

با فضلیت اعمال میں سے نقصانات کا تحمل اور مہمان کی خاطر مدارات ہے۔

جس کی خاموشی طویل ہو جاتی ہے، وہ اتنی ہی ہیبت کا مالک ہو جاتا ہے جو اس کے لئے فائدہ مند ہو اور اتنی وحشت اس کے حصے میں آجاتی ہے جو اس کے لئے نقصان کا سبب نہ ہو کم بولنا عیوب کو چھپائے رکھتا ہے سکوت وقار ہے یہ علم کی زینت ہے یہ سلامتی ہے۔

خوشخبری ہے اس کے لئے جو اپنے آپ میں ذلیل یعنی منکسر المزاج ہو گیا وہ دوسروں میں باعزت ہو گیا۔ ۲۱؎

روحانی وظیفہ:

فجر کی نماز کے بعد ۴۱ مرتبہ یَاعَزِيْزُ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اعزاز اور عزت بخشتے ہیں تاہم اس اسم کی برکتوں سے وہ محتاج بھی نہ ہوگا۔ اگر کسی شخص کو نوکری نہ ملتی ہو یا اس کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا ہو یا اس کے منصب اور عہدے میں تنزلی آ گئی ہو تو

اس کو چاہیئے کے آدھی رات میں باوضو دو نوافل ادا کرنے کے بعد ننگے سر قبلہ رو ہو کر ۳۰۰ مرتبہ یاعَزِیْزُ پڑھے اور اللہ کے حضور نہایت عاجزی سے اپنے مقصد میں کامیابی کی دعا کرے انشاءاللہ اس اسم پاک کی برکتوں سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۶۔۱۲۷۔

۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔

۳۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۷۔رقم الحدیث۔۹۰۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۴۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) ۔ج۔۳۔ص۔۹۷۴۔تفسیر سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔دا الفکر بیروت ۔۱۴۱۹ھ۔

۵۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۰۱۔تفسیر سورہ البقرہ۔آیت ۲۲۸۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۶۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو دالنجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۳۷۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۷۔شرح مشکوۃ۔

۸۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔

۹۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔

۱۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۱۱۔سورہ الصٰفٰت۔آیت۔۱۸۰۔

۱۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۱۳۔سورہ النمل۔آیت۔۷۸۔

۱۴۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔

۱۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۸۔

۱۶۔سورہ المومن۔آیت۔۱۔۲۔

۱۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔

۱۸۔سورہ الزخرف۔آیت۔۹۔

۱۹۔تفسیر روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۱۷۳۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۰۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت۔۱۴۱۷ھ۔

۲۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ج۔۶۔ص۔۳۱۹۔مطبوعہ داع الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۰۱ھ۔

۲۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلۡجَبَّارُ

سب سے زبردست

He who repairs all broken things, who completes that which is incomplete, and who has the ability, whith force, to make people do whatever He wants.

اَلۡجَبَّارُ ۔(الحشر۔ ۲۳)

ترجمہ۔(اللہ) اپنا حکم بزور (قوت) نافذ کرنے والا ہے۔

اَلۡجَبَّارُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے اس کا نمبر (۲۶۰ اور عدد ۹) ہے۔

اَلۡجَبَّارُ ۔(ج۔ب۔ر) سے مشتق ہے۔

اَلۡجَبَّارُ ۔کسی چیز کی اصلاح میں قوت کا استعمال کرنا جیسے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے کے لئے جو لکڑیاں (Splints) اوپر نیچے رکھی جاتی ہیں انھیں عربی زبان میں اَلۡجَبَّائرُ ۔کہا جاتا ہے۔

ہڈی جوڑنے کو جبر العظم کہتے ہیں۔

ہڈی جوڑنے والے کو الجابر کہا جاتا ہے۔

اَلۡجَبَّارُ ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جو قرآن کریم میں صرف (۱) مرتبہ آیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان کے مطابق (ج۔ب۔ر) اپنی مختلف تراکیب میں قوت اور شدت کے مفہوم کو ظاہر کرتی ہے۔

ابن فارس کے کہا اَلۡجَبَّارُ اللہ کی ایک صفت ہے جس میں عظمت، بلندی اور استقامت کا مفہوم پایا جاتا ہے یعنی کائناتی اور شخصی شکستگی کو اپنے قوانین کی (Splints) میں رکھ کر جوڑنے والا۔

اَلۡجَبَّارُ ۔کے ایک معنی ضروریات سے بے نیاز کر دینے کے بھی ہیں مثلاً عربی زبان میں جبر الفقیر من الفقیر کہا جاتا ہے جس کے معنی محتاج کو اس کی ضروریات سے بے نیاز کر دینا۔

تجبر الشجر ۔سے مراد درخت کا سرسبز و شاداب ہونا۔

تجبر المریض۔ سے مراد مریض کی حالت میں سدھار پیدا ہونا۔

صفت اَلْجَبَّارُ میں اللہ کی جباریت یا (جبروت) کے مفاہیم پوشیدہ ہیں اگر چہ اس اسم مبارک میں بھی اللہ کی رحمت اور ربوبیت کا عکس موجود ہے لیکن نظام کائنات اور انسانوں کو قاعدے قوانین کا پابند رکھتے ہوئے ان کی سرکشی کی اصلاح کرنا ہے تاہم اس کیفیت میں جبر سے مراد استبداد اور جَبَّارُ ۔ سے مراد مستبد، ظالم، سرکش اور حد سے بڑھ جانے والے کے ہوں گے۔ ا

جَبَّارُ ۔عربی زبان میں کھجور کے اس درخت کو بھی جبار کہتے ہیں جس کا پھل توڑنا آسان نہ ہو یعنی پھل اس قدر بلندی پر ہو۔

جَبَّارُ ۔عربی زبان میں جَبَّارُ سے مراد متشدد اور ظالم لوگوں سے بھی ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ (مقدس سرزمین) فلسطین میں جا گھسیں تو ان کی قوم نے عذر پیش کیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۔

ترجمہ۔ موسیٰ اس میں (جَبَّارُ) بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے، یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل جائیں، پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہوں گے۔ ۲

اَلْجَبَّارُ ۔ترجمہ۔ اپنا حکم بزور (قوت) نافذ کرنے والا۔ ۳

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۚ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۔

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ! جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں انھیں ہم خوب جانتے ہیں اور تمھارا کام ان سے جبراً بات منوانا نہیں۔ ۴

(اللہ قوم عاد سے مخاطب ہیں) اور تمھارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لاحاصل ایک یادگار عمارت بنا ڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمھیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۔

ترجمہ۔ جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو جَبَّارُ (مستبد اور ظالم) بن کر ڈالتے ہو۔ ۵

وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۔

ترجمہ۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ) خدا نے مجھے جَبَّارُ شقی (مستبد، سرکش اور بدبخت) نہیں بنایا۔ ۶

علمائے کرام، مفسرین اور فقہائے کرام نے اسم اَلْجَبَّارُ کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

ا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں! اَلْجَبَّارُ وہ ذات ہے جو کل مخلوقات کے تمام کاموں کو درست کرتی ہے اور کل مخلوقات کے کل امور کو طے کرتی ہے جو ان کے لئے فائدہ مند ہوں۔ ۷

۲۔ امام شوکانی فرماتے ہیں! جَبَرُوت کے معنی اللہ رب العزت کی عظمت کے ہیں چنانچہ اہل عرب بادشاہوں کے لئے بھی اَلْجَبَّارُ کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ ۸

۳۔اللہ کی صفت اَلْجَبَّارُ تین معانی میں مستعمل ہے۔

ا۔کسی بھی کمزور کی خستہ حالی کو دور کرنا یعنی ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا۔

۲۔قہر وغلبہ وجلال۔

۳۔ایسی بلندی جس تک کسی کی رسائی نہ ہو۔

اسم اَلْجَبَّارُ کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ کی صفت اَلْجَبَّارُ بیک وقت دو معانی میں مستعمل ہے یعنی اگر قوت،شدت اور جَبَّر سے کسی برائی کا خاتمہ کیا جائے جیسے ٹوٹی ہڈی کو جوڑنے والا یعنی اس کی قوت اور جَبَّرُ انسان کے خیر کے لئے ہے لیکن دوسری جانب کسی مظلوم پر ظلم و جبر کرنا یا کسی کمزور انسان کو مار پیٹ کر اس کی ہڈی توڑنا یقیناً ان دونوں کیفیات میں فرق ہے۔

صفت اَلْجَبَّارُ سے مراد ظلم کو روکنا چنانچہ بنی نوع انسانیت کے لئے اللہ کی یہ صفت رحمت ہے جبکہ ظالموں کے لئے اللہ کی یہ صفت موجب عذاب ہے۔تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جب مظلوموں کے لئے اللہ کی مدد آئی اور ظالموں کو اللہ نے بنی نوع انسانی کے لئے مقام عبرت بنایا کیونکہ جَبَّرُ میں بھی خیر پوشیدہ ہے۔

اللہ کی اس صفت میں اس قدر خیر اور محبت پوشیدہ ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اگر بڑے بڑے ظالم اور جابروں پر قہر خداوندی نازل نہ ہوتا تو دنیا مظلوموں پر کب کی تنگ ہو جاتی اور مظلوم ایک روٹی اور پانی کے لئے بھی ترس کر مر جاتا اسی صفت جلالی کے سبب سرکش قوموں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہم نظام کائنات اور اصلاح بنی نوع انسانیت کے لئے صفت جَبَّارُیت ہر لمحہ کام کر رہی ہے یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے کا حوالہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کی صفت جَبَّارُیت نے دریائے نیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے لئے راستہ ہموار کر دیا جبکہ فرعون اور کافر سرکش قوتوں کو جو اللہ کے دین اور مسلمانوں کو مٹانے کے درپے تھیں انھیں غرق دریا اور جہنم واصل کر دیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۔

ترجمہ۔ہم نے موسیٰؑ کو حکم بھیجا کہ اپنی لاٹھی کو دریا پر مار، پھر پھٹ گیا پھر ہر ٹکڑا بڑے ٹیلے کی طرح ہو گیا۔۹؎

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔

ترجمہ۔کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جا رہے ہیں، اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کو ہٹا نہیں سکتا، اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔۱۰؎

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ۔اس طرح سے ان لوگوں کی (یعنی پچھلی اقوام کی) جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنھوں نے ظلم کیا اور (تمام) تعریفیں ہیں اللہ رب اللعالمین کے لئے (کے جس نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی)۔۱۱؎

اسی طرح سے مومن کا وقت آخر ہو یا کافرین ومشرکین کی جانکنی کا عالم صفت جبّارُیت دونوں جگہ اپنی شدید کیفیات میں موجود رہتی ہے۔

وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا۔

ترجمہ۔جوڑوں میں گھس کر (سختی سے جان) نکالنے والوں کی قسم ہے،اور بند کھولنے والوں کی،اور تیزی سے تیرنے والوں۔ ۱۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا! ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے۔

مقاتل نے کہا! ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہو۔اور اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا ہے۔ ۱۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انہیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔ ۱۴؎

بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اے خبیث روح! اس حال میں کہ تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۱۵؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ۔

ترجمہ۔کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہیں کئے جائیں گے حتیٰ کے اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ ۱۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا کے میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔ ۱۷؎

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے۔ ۱۸؎

اور وہ اپنی روح کو نکلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہی مرتے وقت انسان کی نگاہیں کھلی ہوئی اور اوپر کی جانب دیکھتی

ہوئی ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپ مزید کہتے ہیں! مومنوں کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے اس میں وہ اپنی ان ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔ ۱۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے! اے پاکیزہ روح! تو اس حال میں ہے کہ تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو تو اللہ کی خوشی اور اس کرامت کی طرف نکل اور جب وہ روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۲۰؎

ارشادات خداوندی:

اَلْجَبَّارُ۔ترجمہ۔اپنا حکم بزور (قوت) نافذ کرنے والا۔ ۲۱؎

نَّحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ۔

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں انھیں ہم خوب جانتے ہیں اور تمھارا کام ان سے جبراً بات منوانا نہیں۔ ۲۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت سعید بن مسیبؓ سے روایت ہے! حضرت ابو ہریرہؓ سے جب وہ ملے تو انھوں نے کہا کے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کے وہ مجھے اور تمھیں جنت کے بازار میں اکھٹا کرے اس پر سعید بن مسیبؓ نے کہا! کیا جنت میں بازار بھی ہوں گے؟ اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا! ہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دی تھی کے جب جنت میں جنتی اپنے اپنے اعمال کے مطابق اتریں گے تو پھر دنیا کے دنوں میں سے جمعہ کے دن کے برابر انھیں اس بات کی اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنے رب کی زیارت کریں اس دن وہ عرش، نور، موتی، یاقوت، زمرد، سونے اور چاندی کے منبروں کی زیارت کریں گے وہاں باغات، مشک و عنبر ہوں گے پھر وہ اپنے رب کا دیدار اور گفتگو کریں گے پھر وہ پہلے سے زیادہ عمدہ لباس اور حلیے میں اپنے گھروں کو لوٹیں گے جہاں ان کی بیویاں انھیں خوش آمدید کہتے ہوئے یہ کہیں گی کے ایسا حسن و جمال آپ لے کر آئے ہیں جو جانے سے قبل تو نہ تھا اس پر وہ جنتی یہ کہیں گے کے آج ہم اپنے رب جَبَّارُ کے ساتھ بیٹھے تھے اور یہ ہمارا حق ہے کے ہم اس طرح سے لوٹیں جس طرح سے ہم لوٹے ہیں۔ ۲۳؎

حضرت عوف بن مالک الاشجعیؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکوع میں یہ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔

ترجمہ۔تمام عیوب اور ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے اللہ بگڑے ہوئے حالات کو درست کرنے والا اور فرمان روائی والا اور عظمت وکبریائی والا ہے۔ ۲۴؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ اس طرح سے دعا فرماتے !یاجابر کل کسیر ومسھل کل عسیر یعنی اۓ وہ ذات! جو ہر ٹوٹے ہوئے کو جوڑتی ہے وہ بکھرے ہوئے احوال درست کرتی ہے اور ہر مشکل کام کو آسان کرتی ہے۔ ۲۵؎

اللہ نے زمانے کے کسی سرکش کی گردن نہیں توڑی جب تک اسے مہلت اور فراغت نہ عطا کی اور کسی امت کی ہڈی اس وقت تک نہیں جوڑی جب تک کے اسے شدت وسختی اور ابتلاء وآزمائش سے نہ گزارا ہو۔ ۲۶؎

روحانی وظیفہ:

چاندی کی انگوٹھی پر اللہ کا اسم یا جَبَّارُ کندہ کروا کر پہننے سے اس شخص کو معاشرے میں عزت وتوقیر حاصل ہوتی ہے۔

ایک کلو سرسوں کے تیل پر روزآنہ ایک ہزار بار یاجَبَّارُ پڑھ کر دم کیا جائے اور اس تیل کو کمزور اور لاغر بچوں کے جسم پر لگایا جائے تو بہت جلد ان کی جسمانی کمزور دور ہوجاتی ہے۔

دنیاوی سختیوں اور دشواریوں سے بچنے کے لئے بھی اس اسم مبارک یاجَبَّارُ کا ورد مجرب ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن ۔غلام پرویز۔ص۔ ۴۱۴۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔ ۲۲۔

۳۔سورہ الحشر۔ ۲۳۔

۴۔سورہ ق۔ ۴۵۔

۵۔سورہ الشعرا۔آیت۔ ۱۳۰۔

۶۔سورہ مریم۔ ۳۲۔

۷۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفد اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ) ۔ج۔ ۳۔ص۔ ۲۷۹۔داالفکر بیروت۔ ۱۴۱۹ھ۔

۸۔فتح القدیر۔امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)۔ج۔ ۵۔ص۔ ۲۰۸۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۹۔سورہ الشعرا۔آیت۔ ۶۳۔

۱۰۔سورہ رعد۔آیت۔ ۴۱۔

۱۱۔سورہ انعام۔آیت۔ ۴۵۔

۱۲۔سورہ النزعٰت۔آیت۔ ۱۔ ۳۔

۱۳۔الکشف والخفا ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔ ۱۰۔ص۔ ۱۲۲۔مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔

۱۴۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۹۱۱۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۱۵۔شرح الصدور۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔۶۴۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۴ھ۔

۱۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۰۔

۱۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔رقم الحدیث۔۴۴۹۴۔مطبوعہ داع الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۰۱ھ۔

۱۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۹۔الکشف والخفا ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۵۳۔مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔

۲۰۔شرح الصدور۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔۶۴۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۴ھ۔

۲۱۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۲۲۔سورہ ق۔آیت۔۴۵۔

۲۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۵۴۹۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۵۔طیبی۔شرح مشکوٰۃ کتاب الدعوات۔باب اسماء اللہ تعالیٰ۔ج۔۵۔ص۔۲۱۔

۲۶۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۸۶۔ص۔۲۵۰۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلْمُتَکَبِّرُ

بڑائی اور بزرگی والا

He who shows His greatness in all things and in all ways.

اَلْمُتَکَبِّرُ۔ (الحشر۔ ۲۳)

ترجمہ۔ (اللہ) اَلْمُتَکَبِّر (بہت بلند، عظیم اور بزرگی والا) ہے۔

اَلْمُتَکَبِّر۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۶۶۲ اور عدد ۵) ہے۔

اَلْمُتَکَبِّر۔ (ک۔ب۔ر) سے مشتق ہے جس کے معانی بڑائی اور بلند مرتبہ کے ہیں۔

کَبِّر۔ کی ضد صغر یعنی چھوٹا ہے۔

کَبِّر۔ کے ایک معنی معمر کے بھی ہیں۔

اَلْکِبِّر۔ سے مراد کسی چیز کا بڑا حصہ لینا۔

اَلْکِبِّریاء۔ سے مراد حکومت، مملکت، بادشاہت، عظمت، بلندی، رفعت اور غلبے کے ہیں۔

اَلْمُتَکَبِّر۔ قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی اَلْمُتَکَبِّر صرف (۱) مرتبہ آیا ہے۔

اس کائنات میں واحد اللہ کی ذات ہے جس کا یہ اسم اَلْمُتَکَبِّر اس کے شایان شان ہے۔

فقہائے کرام نے اسم مبارک کی چار تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ امام خطابی فرماتے ہیں! ذات کل مخلوقات کی صفات اور حالات سے منزہ اور برتر ہے نیز وہ اپنی مخلوق کے متکبرین سے بھی بلند و بالا اور عظمت و بڑائی والا ہے۔ ۱؎

۲۔ امام قتادہ فرماتے ہیں! ذات اَلْمُتَکَبِّر وہ ذات پاک ہے جو نہایت برتر اور بزرگ تر ہیں۔ ۲؎

۳۔ امام قرطبی فرماتے ہیں! اَلْمُتَکَبِّر وہ ذات ہے جو بڑائی اور عظمت والی ہے اللہ رب العزت اَلْمُتَکَبِّر ہیں کیونکہ وہ ہر مخلوق کے رب ہیں۔ ۳؎

۴۔ ابن جریر لکھتے ہیں! اَلْکَبِیْر۔ کے معنی بڑی شان والا۔ ۴؎

اسم اَلْمُتَکَبِّر کا نظام کائنات میں کردار:

ذات اَلْمُتَکَبِّر ہستی مطلق ہے وہ بے عیب، عظیم اور اپنی ذات وصفات میں مکمل ہے چنانچہ وہ اپنے اَلْمُتَکَبِّر انہ (بڑائی اور بزرگی) انداز سے ہر روز ایک نئی شان سے آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے وہ اپنی تمام مخلوقات کا والی، وارث، خالق اور مالک ہے لہٰذا مخلوق اس سے سوال کرے یا نہ کرے اس کی شان کریمی ہے کے وہ سب کو نوازتا ہے حتیٰ کے اس کائنات میں کئی سرکش انسان اور جنات ایسے بھی ہیں جو اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں لیکن اس سرکشی کے باوجود اللہ تعالیٰ انھیں سنبھلنے کا موقع دیتے ہوئے ان کی اصلاح کے ذرائع بھی پیدا فرماتے ہیں اور ان کے ظلم وزیادتی کے نتیجے میں انھیں ڈھیل یا وقتی چھوٹ بھی دی جاتی ہے دوسری جانب اللہ کی عبادت گزار مخلوقات کی دادرسی بھی اللہ کریم فرماتے ہیں! کائنات کا نظام بے عیب ہے تمام مخلوقات اپنے اپنے پروگرام کے مطابق مصروف عمل ہیں سورج، چاند، ستارے، سمندر، دریا، پہاڑ، چرند پرند، حیوانات، حشرات الارض، آسمان وزمین الغرض جتنی بھی معلوم اور نا معلوم مخلوقات ہیں ان سب کی تمام ضروریات اور احتیاجات کا واحد کفیل اللہ کی ذات بابرکت ہے اور نہایت محبت سے اس نظام کو چلا رہا ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَلْمُتَکَبِّر ۔ترجمہ۔ وہ اَلْمُتَکَبِّر (بہت بلند، عظیم اور بزرگی والا) ہے۔ ۵؎

اللہ کے سوا، انسان، جنات یا فرشتوں میں سے کوئی مخلوق اپنی عظمت، بڑائی اور بلند رتبے کا دعویٰ نہیں کر سکتے اگرچہ کچھ انسان (فرعون ہامان، شداد، نمرود) اور جنات (ابلیس اور اس کے پیروکار) نے اس قسم کے جھوٹے دعوے کرتے ہوئے دوسروں کو حقیر اور کمتر اور اپنے آپ کو بلند اور برتر جاننے کی کوشش کی لیکن درحقیقت یہ محض جھوٹ اور فسانہ ہے کیونکہ اس کائنات کی بادشاہت جس ہستی مطلق کے پاس ہے اسی پر اَلْمُتَکَبِّر کی صفت اور دعویٰ بجا طور پر قائم ہوتا ہے دوسری جانب جھوٹی عظمتوں اور خدائی کے دعوے داروں کو اللہ نے رہتی دنیا تک مقام عبرت بنا دیا متکبر اور مغرور کے لئے سخت عذاب کی وعید سناتے ہوئے۔

ارشادات خداوندی ہیں!

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی بندگی کو اپنے لئے عار سمجھتے اور تَکَبِّر کرتے ہیں تو عنقریب وہ ان سب کو عذاب اور دردناک سزا دے گا۔ ۶؎

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

ترجمہ۔ جب اس پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ تَکَبِّر ۔ کرتا ہے اور پیٹھ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں اور اس کے کانوں میں گرانی ہے۔ اے نبی ﷺ اسے دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔ ۷؎

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو وہ (تکبّر کرتے) اور اکڑ کر بیٹھتے۔ ۸؎

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔

ترجمہ۔اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ اس پر وحی نہ اتری ہو اور جو کہے میں بھی ایسی چیز اتار سکتا ہوں جیسی کہ اللہ نے اتاری ہے، اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو، آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے۔ ۹؎

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۔ ۱۰؎

ترجمہ۔ جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور اس سے (تکبّر کریں گے) یعنی اکڑ کر بیٹھیں گے تو وہی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبّر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا! ایک آدمی یہ پسند کرتا ہے کے اس کا لباس حسین ہو اور اس کی جوتی بھی حسین ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ حسین ہے اور حسن کو پسند فرماتا ہے لیکن تکبّر حق کا انکار کرنا ہے اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ ۱۱؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! تین چیزیں انسانوں کے لئے باعث ہلاکت ہیں۔

۱۔ تکبّر جس نے ابلیس کو اپنے مرتبے سے گرا دیا۔

۲۔ حرص جس نے آدم کو جنت سے نکال دیا۔

۳۔ حسد جس نے آدم کے بیٹے کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا۔

غرور و تکبّر انسانوں کے لئے زہر قاتل ہے مُتَکَبِّر علم حاصل نہیں کر سکتا تاہم پست اور گمنام لوگ ہی تکبّر کرتے ہیں۔

مجھے مُتَکَبِّر پر سخت تعجب ہوتا ہے کیونکہ کل وہ نطفہ تھا اور کل وہ مردار ہوگا۔ ۱۲؎

روحانی وظیفہ:

کسی کاروبار کی ابتدا سے قبل یعنی صبح، دوپہر، شام اور رات میں یامُتَکَبِّر پڑھنے سے کاروبار میں کامیابی اور خیر و برکت ہوتی ہے یامُتَکَبِّر کا ورد کرنے والا منکسر المزاج، حلیم الطبع اور خوش اخلاق ہوتا ہے اور اللہ کی مخلوق میں وہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔شان الدعاء۔لابی سلیمان حمد بن محمد خطابی الحافظ۔ص۔۳۸۔دار المامون التراث۔

۲۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۲۸۔ص۔۷۳۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۳۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۵۲۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۴۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۵۷۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۵۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۶۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۳۔

۷۔سورہ لقمان۔آیت۔۷۔

۸۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۳۵۔

۹۔سورہ انعام۔آیت۔۹۳۔

۱۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۶۔

۱۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۶۵۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۰۰۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْخَالِقُ

پیدا کرنے والا

He who Creates everything from nothing and Creates all things with the knowledge of what will happen to them.

وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔(النحل۔۸)

ترجمہ۔(اللہ) وہ چیزیں بھی (خلق) پیدا کرتا ہے جنھیں تم نہیں جانتے۔

اَلْخَالِقُ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۳۱ےاور عدد ۲) ہے۔

اَلْخَالِقُ۔(خ۔ل۔ق) سے مشتق ہے۔

اَلْخَالِقُ۔کے بنیادی معانی کسی شے کو بنانے کے لئے ناپنا اور کاٹنے کے ہیں یعنی اندازہ لگانا، تناسب اور توازن کا خیال رکھنا۔کسی شے کو نرم اور ہموار کرنا۔

اَلْخَالِقُ۔کسی چیز کو کسی چیز سے بنانا۔

اَلْخَالِقُ۔قرآن کریم میں اسم الخالق (۱۱) مرتبہ آیا ہے۔

خلق الادیم۔عربی زبان میں اس سے مراد اس نے اس چیز کو بنانے کے لئے پہلے چمڑے کو ناپا اور اس کا اندازہ لگایا۔

رجل تام الخلق۔سے مراد ایک ایسا انسان جو جسمانی اعتبار سے متناسب، متوازن، مکمل اور سڈول جسامت کا ہو۔

خلیق، اور خلقۃ کے معنی چکنا پن، ہمواری، اور برابر ہونا ہے۔[۱]

اَلْخَلِقُ۔سے مراد کسی شے کا شگاف سے خالی اور ہموار ہونا۔[۲]

ابن فارس کے مطابق! اَلْخَالِقُ سے مراد کسی چیز کا اندازہ کرنا، کسی شے کا ہموار اور چکنا ہونا۔

قرآن کریم میں خلق بہ مقابلہ امر بھی آیا ہے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔یعنی۔اسی کی خلق اور اسی کا امر ہے۔[۳]

اسم اَلْخَالِقُ کی فقہاء کرام نے دو تعریفات بیان کی ہیں۔

ا۔امام خطابی لکھتے ہیں ! الْخَالِقُ وہ ذات ہے جومخلوق کوعدم سے وجود بخشنے والی ہے اللہ نے اپنی مخلوقات کو بغیر کسی نمونے اور مثال گزشتہ کے پیدا کیا۔ ۴؎

۲۔علامہ ابن کثیر نے فرمایا ہے ! الْخَالِقُ کا مطلب اندازے سے کسی چیز کو بنانا اور البراء کا مطلب یہ ہے کے جس چیز کو اندازے سے مقرر کر دیا گیا ہو اس کو ٹھیک درست کر کے وجود بخشنا۔ ۵؎

اسم الْخَالِقُ کا نظام کائنات میں کردار:

خَلِقُ۔ کے معنی توازن، تناسب اور پیمائش کے بعد درست انداز سے اشیاء کو خلق یعنی پیدا کرنا پیدا کی ہوئی شے ہموار اور صاف ہو نیز کسی شے کو عدم سے وجود میں لانا۔ پہلی بار پیدا کرنا اور مختلف عناصر کو نت نئی ترتیب دیتے ہوئے انھیں خلق کرنے کے ہیں اس خلقی عمل میں کل کائنات اور اس میں موجود کل مخلوقات شامل ہیں جن کی تخلیق رب العالمین نے فرمائی۔

نوع انسانی:

سب سے پہلے اس کائنات کی عظیم مخلوق انسان کی تخلیق کے بارے میں مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔

ترجمہ۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو علق سے۔ ۶؎

ابن فارس لغات القرآن میں علق کے معنی لکھتے ہوئے یہ کہتے ہیں ! العلق کے بنیادی معنی کسی بلند چیز کے ساتھ کسی چیز کو باندھنا یا وابستہ کر دینے کے ہیں پھر اس سے مراد خون بھی ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو مثلاً تیز سرخ، گاڑھا، جما ہوا یا جس کی شکل لوتھڑے کے جیسی ہو جائے العلق کے ایک معنی جونک کے بھی ہیں جو کہ کسی جگہ چمٹ جائے اور وہاں سے خون چوسے، العلق کے ایک معنی ہر اس چیز کے جس کے ساتھ کسی چیز کو لٹکا دیا جائے۔ ۷؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند (نطفہ) میں تبدیل کیا پھر اس نطفے کو علق کی شکل دی پھر علق کو بوٹی بنا دیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر ہے۔ ۸؎

مندرجہ بالا آیات اور معانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر انسانی پیدائش کا تجزیہ کیا جائے تو کئی حیرت انگیز انکشافات سامنے آئیں گے

مثلاً مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے پہلے مرحلے میں اوویوم اور اسپرم کے خلیات آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں اس کے بعد DNA کی تقسیم شروع ہوتی ہے تاہم یہ مرحلہ نہایت تیز رفتاری سے انجام پذیر ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کے کوئی غیر مرئی قوت ان جنیاتی مادوں کو آپس میں ملاتی ہے باپ کے اسپرم کے ۲۵ کروڑ (۲۵ ملین) خلیات کو ماں کے صرف ایک اوویوم کے مقابل آنا ہوتا ہے یعنی ماں کے اوویوم کو باپ کے اسپرم کے صرف ایک متناسب اور مکمل کرنے والے خلیے کا انتخاب ان ۲۵ کروڑ خلیات میں سے کرنا ہوتا ہے اور ان دونوں یعنی ماں اور باپ کے خلیات کا ملاپ کا عمل صرف اور صرف ایک گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے تاہم اگر یہ کام کسی انسان کے سپرد کر دیا جائے اور اگر ان میں سے ہر ایک خلیے کی درست جانچ میں صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے تو اس کام پر پورے دو ماہ کا طویل عرصہ درکار رہوگا مگر ماں کے اوویوم کو نا صرف ان تمام خلیات میں سے درست خلیے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے بلکہ اس کو ان تمام خصوصیات کے مطابق نامیاتی مرکب یعنی امینو ایسڈ Aminio Acid Base. کے بنیاد کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے جو کے ایسی سازگار فضا پیدا کر سکے کے جس میں باہمی ربط کے زاویے قائم ہو سکیں اگر چہ اس مقام پر ہم پیچیدگی کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں کے ایک جدید ساز و سامان سے آراستہ لیبارٹری میں ۰۰۰، ۱ ماہرین حیاتیات کی خدمات بھی حاصل کر لی جائیں جن کی یہ ذمہ داری ہو کے وہ عنقریب حاملہ ہونے والے اوویوم اور اس کے گرد ۲۵ کروڑ اسپرم کے خلیات کا درست انتخاب کریں تو اس جدید لیبارٹری کو بھی اس کام کو کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کے اللہ کی قدرت اس مشکل، پیچیدہ اور انتہائی دقت طلب کام کو محض ایک گھنٹے میں نہایت کامیابی سے انجام دیتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ ۹؎

'امشاج' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں اختلاط یعنی دو چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا۔ فراء کہتے ہیں کے امشاج سے مراد! مرد اور عورت کے پانی کا مختلطہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا! امشاج کے معنی سفیدی میں سرخی یا سرخی میں سفیدی۔

حضرت ام سلیم ؓ بیان کرتی ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پانی پتلا پیلا ہوتا ہے اب ان میں سے جس کا پانی غالب یا سابق ہوگا بچہ اسی کے مشابہہ ہوگا۔ ۱۰؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں! مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے جو عورت کے پتلے پیلے پانی سے اختلاط کرتا ہے تاہم ان دونوں پانیوں سے مل کر ہی بچہ تخلیق پاتا ہے بچے کے پٹھے، ہڈی اور قوت مرد کے پانی سے جبکہ اس کا خون، گوشت، اور بال عورت کے پانی سے بنتے ہیں۔

اس انتہائی پیچیدہ عمل کے نتیجے میں ماں اور باپ دونوں کے درست خلیات کا انتخاب ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ایک بار آور خلیہ وجود میں آتا ہے جس کو زائیگوٹ Zygote کہتے ہیں زائیگوٹ Fallopian Tube کے راستے Uterus (رحم مادر) میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ uterus کی دیوار سے چپک کر خون سے توانائی حاصل کرتا ہے۔قرآن کریم نے اسی کیفیت کو جونک سے تشبیہ دی ہے۔ارشاد خداوندی ہے!

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَۃٍ مُّخَلَّقَۃٍ وَّغَیۡرِ مُخَلَّقَۃٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمۡ ؕ وَنُقِرُّ فِی الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخۡرِجُکُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّکُمۡ وَمِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّتَوَفّٰی وَمِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِکَیۡلَا یَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَیۡئًا ؕ وَتَرَی الۡاَرۡضَ ھَامِدَۃً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡھَا الۡمَآءَ اھۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍۭ بَھِیۡجٍ۔

ترجمہ۔لوگوں! اگر تمھیں موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمھیں معلوم ہو کہ ہم نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر علق سے پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی یہ ہم اس لئے بتا رہے ہیں تا کہ تم پر حقیقت واضح کریں ہم جس نطفے کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں (پھر تمھاری پرورش کرتے ہیں) تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے اور کوئی بدترین عمر کی طرف پھیر دیا جاتا ہے تا کہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔۱۱؎

انسان کو مٹی سے پیدا کرنے کی توجیہ:

امام عبداللہ ترمذی نے کہا! جب زمین سے مٹی نکالی گئی تو ہم سب کو اس مٹی سے پیدا کیا گیا پھر اس مٹی کو ہمارے آباءواجداد کی پشتوں میں رکھ دیا گیا بعض مٹی سفید اور روشن تھی اور بعض کوئلے کی طرح سیاہ تھی سو ہم کو ان ہی رنگوں پر پیدا کیا گیا۔امام اوزاعی بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس رات تمام اولین وآخرین میرے حجرے کے سامنے پیش کئے گئے کسی نے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزری ہوئی مخلوق بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں مجھ پر حضرت آدم اور ان کے ماسواء سب پیش کئے گئے مسلمانوں نے پوچھا! اور وہ بھی جو کے اپنے آباؤاجداد کی پشتوں میں اور اپنی ماؤں کے ارحام میں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں وہ مٹی میں متمثل کر کے پیش کئے گئے اور میں نے ان سب کو اسی طرح سے پہچان لیا جس طرح سے حضرت آدم علیہ السلام نے تمام اسماء کو پہچان لیا تھا۔۱۲؎

وَخَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا۔ترجمہ۔تمھیں مردوں اور عورتوں کے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا ہے۔۱۳؎

وَھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھۡرًا ؕ وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیۡرًا ۔

ترجمہ۔وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا پھر اس نے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے۔۱۴؎

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر خلق کیا ہے۔۱۵؎
ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۔
ترجمہ۔ہم نے آدم کو پیدا کیا تو اس میں اپنی روح پھونکی ،اورتمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنایا،تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔ ۔۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! روح اللہ کے امر میں سے ایک امر ہےاور اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اللہ تعالی نے ان کو بنی آدم کی صورتوں پر بنایا ہےاور آسمان سے جو بھی فرشتہ نازل ہوتا ہےاس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے۔۱۷؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔
ترجمہ۔ یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے کے روح میرے رب کے امر سے ہے۔۱۸؎
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔
ترجمہ۔اللہ ہی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑے بنایا،اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے،اور نہ کوئی بڑی عمر والا عمر دیا جاتا ہےاور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر وہ کتاب میں درج ہے، بے شک یہ بات اللہ پر آسان ہے۔۱۹؎

وَخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۔
ترجمہ۔ہم نے تمھیں نر اور مادہ پیدا کیا ہے۔۲۰؎

انسان کی عمر:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اسلام میں ۴۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کو جنون، جذام اور برص سے محفوظ رکھتا ہےاور جب وہ ۵۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس سے حساب آسان کر دیتا ہےاور جب وہ ۶۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کو اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہےاور جب وہ ۷۰ سال کا ہوجاتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہےاور آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور جب اس کی عمر ۸۰ سال ہوجائے تو اللہ تعالی اس کی نیکیوں کو برقرار رکھتا ہےاور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہےاور جب اس کی عمر ۹۰ سال ہوجائے تو اللہ تعالی اس کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کو اس کے گھر والوں کے حق میں شفاعت کرنے والا بنا دیتا ہےاور آسمان میں لکھ دیا جاتا ہے کے وہ زمین میں اللہ کا قیدی ہے۔۲۱؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر تمھارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کی اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے یہاں طے شدہ ہے مگر تم لوگ ہو کے شک میں پڑے ہوئے ہو۔ ۲۲

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۔

ترجمہ۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کے جس میں وہ شخص نصیحت قبول کر لیتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا ہو اور تمھارے پاس عذاب سے ڈرانے والا بھی آیا تھا لو اب مزا چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ۲۳

اللہ تعالی نے اس کائنات میں انسان کے علاوہ بھی کئی مخلوقات تخلیق فرمائی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے، اور جس دن کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا، اس کی بات سچی ہے، اور اسی کی بادشاہی ہوگی جس دن صور میں پھونکا جائے گا، چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے، اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔ ۲۴

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔

ترجمہ۔ ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے اندر کی چیزوں کو حکمت سے ایک مقررہ معیاد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ ۲۵

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ۔

ترجمہ۔ اس نے آسمان اور زمین کر چھ دنوں میں پیدا کیا اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔ ۲۶

اَلَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ اَلرَّحْمٰنُ فَاسْاَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۔

ترجمہ۔ وہ جس نے آسمان اور زمین اور ان کے اندر کی چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پکڑا۔ وہ رحمن ہے۔ ۲۷

مندرجہ بالا آیات میں زمین اور آسمان اور ان میں موجود مخلوقات کی تخلیق سے متعلق وضاحت کی گئی ہے کے کس طرح سے قلیل وقت میں اس عظیم الشان کائنات کو اللہ رب العزت نے عدم سے وجود دیا۔ اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے ہفتہ کے دن مٹی (زمین) پیدا کی اور اتوار کے دن اس میں پہاڑ نصب کئے اور پیر کے دن درخت پیدا کئے اور منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا کیا اور بدھ کے دن نور پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین میں جانور پیدا کئے اور جمعہ کی آخری ساعت میں عصر اور مغرب کے درمیان آدم کو پیدا کیا۔ ۲۸

نوع ملائکہ (فرشتے):

اس کائنات میں بے شمار مخلوقات پائی جاتی ہیں لیکن ان بے شمار مخلوقات میں سے تین مخلوقات ایسی ہیں جو تمام کہکشانی نظاموں میں پائی جاتی ہیں جن میں۔

۱۔انسان۔

۲۔فرشتے۔

۳۔جنات شامل ہیں۔

ان تینوں مخلوقات کو اس کائناتی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، ان مخلوقات میں انسان اور جنات مکلف جبکہ فرشتے غیر مکلف مخلوق ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں! مخلوقات کے چار گروہ ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔فرشتے۔۔(مطلق جنتی ہیں)۔

۲۔شیاطین۔۔(مطلق جہنمی ہیں)۔

۳۔انسان۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

۴۔جنات۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

عربی زبان میں فرشتوں کے لئے ملک یا ملائکہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں لیکن اس لفظ کا مادہ 'الک' ہے جس کے معنی پیغام رسانی کے ہیں جیسے عربی میں اگر یہ کہا جائے! الکنی الی زید۔یعنی۔زید کو میری طرف سے یہ پیغام دے دو۔

ابن فارس اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں! 'الک' سے مراد کسی چیز کو منہ میں چبانا لہٰذا پیغام کو اسی لئے 'الاء لوکۃ' کہا جاتا ہے کیونکہ اسے منہ میں چبا کر باہر نکالا جاتا ہے۔۲۹؎

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں! ملائکہ کا مادہ 'ملک' سے ہے جس کے معنی قوت، قدرت، اختیار، ارادہ اور Authority کے ہیں فرشتوں میں اگر کسی کے سپرد انتظامات کئے جاتے ہیں تو انھیں ملک (زبر کے ساتھ) جبکہ انسانوں میں اگر کسی کے ذمہ انتظامات سپرد کئے جائیں تو انھیں ملک (زیر کے ساتھ) کہتے ہیں، اسی طرح سے مفتی محمد عبدہ اپنی تفسیر المنار میں لکھتے ہیں یہ امر ثابت ہے کے کائنات کی ہر شے کے اندر ایک ایسی قوت ہے جس پر اس شے کا دارومدار اور انحصار ہے اور جس کے ساتھ اس شے کا قوام اور نظام قائم ہے جو لوگ وحی پر ایمان نہیں رکھتے وہ ان قوتوں کو طبعی قوتیں یا

Physical Forces کہتے ہیں جبکہ شریعت کی زبان میں انھیں ملائکہ کہا جاتا ہے اصل میں کائناتی قوتیں اور ملائکہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔۳۰؎

فرشتوں کی پیغام رسانی کے حوالے سے قرآن میں ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ۔

ترجمہ۔اللہ پیغام رسانی کے لئے فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ ۳۱؎

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَآئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔تمام حمد اللہ کے لائق ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے۔ ۳۲؎

فَالْمُقَسِّمَاتِ اَمْرًا۔

ترجمہ۔پھر ان فرشتوں کی جو حکم کے موافق چیزیں تقسیم کرنے والے ہیں۔ ۳۳؎

وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا۔

ترجمہ۔جوڑوں میں گھس کر (سختی سے جان) نکالنے والوں کی قسم ہے، اور بند کھولنے والوں کی، اور تیزی سے تیرنے والوں کی، پھر دوڑ کر آگے بڑھ جانے والوں کی، پھر ہر امر کی تدبیر کرنے والوں کی۔ ۳۴؎

یہ ثابت ہوا کے تکوینی امور میں ان ملکوتی قوتوں کا ایک اہم کردار ہے جیسے وہ اللہ کے حکم سے بخوبی نبھاتے ہیں اور اللہ کے قائم کردہ قاعدے اور قوانین کے مطابق وہ ان تدبیرات کو بروئے کار لاتے ہیں جن کا انھیں حکم ہوتا ہے لہٰذا تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے ملائکہ کا مادہ 'الک' کی بہ نسبت 'ملک' سے زیادہ صحیح ثابت ہوگا کیونکہ یہ نوری مخلوقات نظام کائنات میں اپنی مرضی کو نہیں بلکہ حکم الٰہی کو بروئے کار لاتی ہیں۔ارشاد خداوندی ہے!

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔

ترجمہ۔وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان پر بالا دست ہے اور جو ان کو حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو بجالاتے ہیں۔ ۳۵؎

قانون قدرت یہ ہوا کے یہ ملکوتی قوتیں اللہ کے حکم کے مطابق! مادی کائنات میں بھی مسلسل سرگرم عمل رہتی ہیں اور چونکہ انسان انبیاء کے علوم کا وارث ہے لہٰذا اس میں یہ امکانی صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وہ ان نوری مخلوقات کو بھی تسخیر کر کے ان سے مستفید ہو سکے کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کے لئے اس کائنات کو مسخر کر دیا ہے اس اعتبار سے روز ازل تمام ملائکہ نے حضرت آدم کو اللہ کے حکم سے سجدہ کیا تھا۔ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلَآئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ۔

ترجمہ۔جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ! آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ ۳۶؎

احادیث نبوی ﷺ میں ملائکہ کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو بھی لکھ لیتے ہیں اور جب تم میں سے کسی کو جنگل کی زمین میں کوئی مصیبت پیش آئے تو اسے چاہئے کہ وہ بلند آواز سے کہے کے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ ۳۷؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَعِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ۔

ترجمہ۔اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا،اور جانتا ہے جو کچھ زمین میں اور دریا میں ہے،اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگروہ اسے بھی جانتا ہےاور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں۔ ۳۸ے

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا!اللہ نے فرشتوں کو آسمان میں بسایا فرشتے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت،خشیت اور قرب رکھتے ہیں فرشتے نہ تو صلبوں اور شکموں میں ٹھہرے اور نہ ہی انھیں زمانے کے حوادث نے منتشر کیا۔ ۳۹ے

تاہم اللہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق کو پیدا فرمایا اور ان سے آسمان کے وسیع راستوں کے گوشے گوشے کو بھر دیا اور آسمان کی فضاء کی وسعتوں کے کونے کونے کو ان سے چھلکا دیا آسمان کے وسیع اطراف کی پنہائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی حمد وثنا کی گونج ہر جانب ہے دوسری جانب تجلیات نور کی ایسی فراوانیاں بھی ہیں جن سے نگاہ خیرہ ہو جائے باالفاظ دیگر نگاہ کی کیا مجال کے وہ ان نظاروں کا تحمل کر سکے اللہ نے ان فرشتوں کو الگ الگ صورتوں اور پیمانوں پر پیدا فرمایا یہ فرشتے بال و پر رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اللہ کے جلال اور عزت کی تسبیح کرتے ہیں وہ اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ نے ان فرشتوں کو اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے امر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی جانب بھیجا یہ فرشتے ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہیں معرفت خداوندی ان کے سینوں کی تہوں میں موجزن ہیں ان پر ہیبت اور جلال خداوندی چھائی ہوئی ہے ان میں سے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ کی حدود سے بھی آگے نکل گئے ہیں یہ فرشتے سفید جھنڈوں کی مانند ہیں جو فضاء کی وسعتوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے ہیں ان فرشتوں کو اللہ کی عبادت نے مشغول کر رکھا ہے اسی وجہ سے وہ ہر شے سے بے نیاز ہیں ان فرشتوں کو اللہ کی معرفت اور یقین کامل حاصل ہے انھیں صرف اور صرف اللہ کی نعمتوں کی خواہش ہے اور یہ فرشتے ہر غیر کی عطا اور انعام سے بے نیاز ہیں انھیں عبادت کا والہانہ شوق ہے کیونکہ یہ عبادت اور معرفت کی حلاوت سے واقف ہیں۔ ۴۰ے

ملائکہ کی اقسام:

اس کائنات میں ملائکہ سے زیادہ کثیر کوئی مخلوق نہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ۔

ترجمہ۔کوئی نفس ایسا نہیں ہے کے جس پر نگہبان فرشتے نہ ہوں۔ ۴۱ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی مخلوقات میں فرشتوں سے زیادہ کثیر کوئی نہیں اور زمین پر کوئی چیز ایسی نہیں اگتی ہے کہ جس پر ایک موکل فرشتہ نہ ہو۔ ۴۲ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں جب تم میں سے کسی کو جنگل کی زمین میں کوئی مصیبت آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ بلند آواز سے کہے! اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ ۴۳ے

مندرجہ بالا ارشادات خداوندی کو پڑھنے سے یہ اندازہ ہوا کے کوئی ذی نفس ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگہبان فرشتہ نہ ہو یعنی یہ ثابت ہوا کے کائنات میں پائی جانے والی ہر جاندار اور ذی شعور مخلوق کے اوپر فرشتے نگہبان موجود ہیں وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے کیئے گئے اعمال کو مرتب کرتے ہیں اگر چہ ملائکہ کی کئی اقسام ہیں جن میں حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام، کراماً کاتبین، منکر نکیر، ہاروت ماروت، رضوان (داروغہ جنت)، مالک (داروغہ دوزخ)، زبانیہ (دوزخ پر مامور فرشتے) اور رعد (بجلی اور گرج پر مقرر فرشتے) وغیرہ۔

اس کے علاوہ درج ذیل کچھ ملائکہ کی اقسام بھی ہیں۔

۱۔ نورانی فرشتے:

ان کی نسبت اللہ تعالی کے علم میں مقرر ہے کائنات کے مجموعی تقاضوں کے مطابق نظام چلانا ان کی ڈیوٹی ہے۔

۲۔ ملاءِ اعلیٰ:

یہ فرشتے نورانی فرشتوں کے مقابلے میں اللہ تعالی سے زیادہ قریب ہیں اور ان کا مقام سدرۃ المنتھیٰ کے نیچے بیت المعمور میں ہے جو کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے ملاءِ اعلیٰ اسی مقام پر رہتے ہیں ان سے نیچے ملائکہ سماوی اور ان سے نیچے ملائکہ عنصری مقیم ہیں۔

۳۔ انسانی ارواح:

انسانی ارواح جو ملاءِ اعلی سے علم سیکھتی ہیں یہ ارواح ان لوگوں کی ہوتی ہیں جن کے ذہن وقلب مصفاء ہوتے ہیں اور پاکیزگی اور نور کی وجہ سے وہ ملاءِ اعلی کی باتوں کو سمجھتے ہیں اور بعد از موت وہ فرشتوں کی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں جہاں ان کے علاوہ دیگر نیک ارواح اور فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس مقام کو 'حظیرۃ القدس' کہا جاتا ہے۔

۴۔ حظیرۃ القدس:

حظیرۃ القدس میں جمع ہونے والے فرشتے اور ارواح زمین پر ہونے والی مصیبت اور تباہی سے انسانوں کو بچانے کے طریقوں پر غور وخوص کرتی ہیں پھر وہ متفق ہوکر یہ طریقے انسانوں تک پہنچاتے ہیں اس کام کے لئے وہ انسان منتخب کیا جاتا ہے جو سب انسانوں میں

سب سے زیادہ پاکیزہ ہو پھر پاکیزہ شخص کے لئے لوگوں کو Inspire کیا جاتا ہے کہ وہ اس انسان کی پیروی کریں پھر ہوتے ہوتے اسی طرح سے ایک جماعت بن جاتی ہے جو کہ انسانیت کی خدمت کو اپنا مشن بنا لیتی ہے پھر اس پاکیزہ بندے کی روح کو بذریعہ الہام، القاء یا سچے خواب کے ذریعے وہ پیغامات منتقل کئے جاتے ہیں جس میں بنی نوع انسانیت کی بھلائی مضمر ہوتی ہے اور اس پاکیزہ روحانی بندے سے ملاء اعلیٰ روبرو باتیں بھی کرتے ہیں۔

۵۔ ملائکہ اسفل:

اسفل کے فرشتے، ملاء اعلی کی بہ نسبت ایک درجہ کم ہوتے ہیں یہ اپنی طرف سے کچھ نہیں سوچتے ہیں بلکہ اوپر والوں کے احکامات کے منتظر ہوتے ہیں اور یہ اتنی ہی بات جانتے اور سمجھتے ہیں جتنی کہ انھیں اوپر کے فرشتے سمجھاتے اور بتاتے ہیں یہ کسی ربوٹ کی طرح حکم کی بجا آوری کرتے ہیں۔

۶۔ ملائکہ سماوی:

اللہ تعالی کا حکم سب سے پہلے حظیرۃ القدس میں آتا ہے جہاں ملاء اعلی اس حکم کو سن کر بتدریج اپنے سے نیچے درجے کے فرشتوں تک پہنچاتے رہتے ہیں پھر یہ پیغام مختلف فرشتوں سے ہوتا ہوا ملائکہ سماوی اور اس کے بعد بلا آخر ملائکہ عنصری تک جا پہنچتا ہے۔

۷۔ ملائکہ عنصری:

ملائکہ عنصری اللہ تعالی کے حکم کو سن کر خلق خدا تک اس پیغام کو Inspire کرتے ہیں مثلاً اگر دو جماعتوں میں کسی قسم کا کوئی تنازعہ ہو جائے تو یہ ملائکہ عنصری حالات وواقعات کے پیش نظر ایک جماعت کے دل میں ثابت قدمی اور بہادری کے جذبات کو بیدار کرتے ہیں جبکہ مخالف جماعت کے دل میں ہیبت، بزدلی، خوف اور کمزوری کے جذبات کو بڑھاتے اور Inspire کرتے ہیں تا کہ اللہ کی مرضی کے مطابق نتائج مرتب ہوں۔ [۴۴]

فرشتوں کی صلاحیتیں:

اللہ تعالی نے فرشتوں کو بے شمار صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے دراصل سات آسمان، سات مختلف زون کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں الگ الگ فرشتوں کو ان کی اہلیت کے مطابق مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں ہیں لہٰذا یہ بات طے ہے کہ ہر زون کے فرشتے الگ ہیں لیکن ساتوں آسمانوں میں موجود فرشتوں کو ملائکہ سماوی ہی کہا جاتا ہے فرشتوں کو ودیعت کی گئی صفات اور صلاحیتوں کا اندازہ ان کے پروں کی تعداد اور ان کی جسامت سے لگایا جاتا ہے جو دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں جس طرح سے مور کے بے شمار پر ہوتے ہیں اور اس پر خوبصورت نقوش بھی منقش ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے فرشتوں کی صفات کے مطابق ان کے پر اور ان پر منقوش نقش ونگار سے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ قائم کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان کے پروں پر موجود ہر نقش ان کی ایک منفرد صلاحیت کی طرف اشارہ ہے ان کے پروں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کے ان کے پروں سے نور کے جھماکے ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے فرشتوں کے پروں

سے سبز روشنیوں کا انعکاس ہوتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَهُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا۔

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے، تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔ ۴۵؎

اَلَمۡ تَرَوۡا کَیۡفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔

ترجمہ۔کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کے اللہ نے ایک کے اوپر ایک کس طرح سات آسمان پیدا کئے۔ ۴۶؎

وَبَنَیۡنَا فَوۡقَکُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا۔ترجمہ۔ہم نے تمھارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔ ۴۷؎

فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ اَوۡحٰی فِیۡ کُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ؕ وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ ٭ۖ وَ حِفۡظًا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔

ترجمہ۔دو دن میں اس نے سات آسمان بنائے پھر ہر آسمان میں اس کے کام کو القاء کر دیا جبکہ قریب کے آسمان کو ہم نے ستاروں (چراغوں) سے سجایا اور اس کی حفاظت کی۔ ۴۸؎

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَکُمۡ سَبۡعَ طَرَآئِقَ۔ترجمہ۔بے شک ہم نے تمھارے اوپر سات راہیں پیدا کیں۔ ۴۹؎

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الۡمِیۡزَانَ۔ترجمہ۔اس نے آسمان کو بلند کیا اور اس میں ترازو رکھی۔ ۵۰؎

کائناتی نظام میں فرشتوں کی ذمہ داریاں:

فرشتوں کے کئی طبقات ہیں جبکہ کائناتی نظام میں اللہ تعالی نے انھیں کئی ذمہ داریاں سونپی ہیں ان کی تعداد بھی ناقابل فہم اور لاشمار ہے ایک اندازے کے مطابق! ہر انسان کے ساتھ تقریباً ۲۰،۰۰۰ فرشتے اس کی حفاظت اور اس کے اعمال کی نگرانی پر مامور ہوتے ہیں جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق! اس وقت دنیا میں موجود افراد کی تعداد ساڑھے چھ ارب کے قریب ہے پھر یہ کہ ہماری دنیا کی طرح کروڑوں دنیائیں اس کائنات میں آباد اور موجود ہیں دوسری دنیاؤں کے مقابلے میں ہماری زمین سب سے چھوٹا کرہ ہے جیسے روحانی علوم کے ماہرین ایک بڑے گنبد پر سوئی کی نوک کے برابر ایک نہایت باریک نشان سے تشبیہ دیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡهَا۔ترجمہ۔اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انھیں گن نہ سکو گے۔ ۵۱؎

نوع اجنہ (جنات):

۲۔نوع اجنہ:

ابن فارس کے مطابق! جن سے مراد چھپا لینے کے ہیں۔

امام راغب اصفہانی 150 کے مطابق! جن سے مراد ایسی شے جو نظروں سے پوشیدہ، اوجھل یا حواس سے مخفی ہو۔ ۵۲ے

علامہ راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں! الجن کا استعمال دو طرح سے کیا جاتا ہے۔

۱۔ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو حواس سے پوشیدہ ہوں لہٰذا اسی اعتبار سے جن کو بھی فرشتہ سمجھا جاتا تھا۔

۲۔ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو نیک ہیں اس لئے وہ فرشتے کہلاتے ہیں اور جو سرکش ہیں وہ شیاطین کہلاتے ہیں اور چونکہ جنات میں بھی انسانوں کی طرح نیک اور بد دونوں ہی طرح کے افراد پائے جاتے ہیں اور یہ مخلوق چونکہ پوشیدہ اور مخفی ہیں لہٰذا اسے جن کہا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت میں عرب فرشتوں کی طرح جنات کی بھی عبادات کیا کرتے تھے۔

ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ۔

ترجمہ۔جب ہم نے آپ کی طرف چند ایک جنوں کو پھیر دیا جو قرآن سن رہے تھے، پس جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے چپ رہو، پھر جب ختم ہوا تو اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے ایسے حال میں کہ وہ ڈرانے والے تھے۔ ۵۳ے

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ۔

ترجمہ۔اور انہوں نے اس کے اور جنوں کے درمیان رشتہ قائم کر دیا ہے، اور جنوں کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔

۵۴ے

وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۔

ترجمہ۔اور کچھ آدمی جنوں کے مردوں سے پناہ لیا کرتے تھے سو انہوں نے ان کی سرکشی اور بڑھا دی۔ ۵۵ے

وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا۔

ترجمہ۔اور کچھ تو ہم میں سے فرمانبردار ہیں اور کچھ نافرمان، پس جو کوئی فرمانبردار ہو گیا سو ایسے لوگوں نے سیدھا راستہ تلاش کر لیا۔ ۵۶ے

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ۔

ترجمہ۔انہوں نے اس کے اور جنوں کے درمیان رشتہ قائم کر دیا ہے، اور جنوں کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔ ۵۷ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں! زمانہ جاہلیت میں جب عرب کسی سنسان اور ویران وادی سے رات میں گزرتے تو زور زور سے پکار کر اس وادی کے مالک جن کی پناہ طلب کیا کرتے تھے عربوں کا یہ عقیدہ تھا کے ہر غیر آباد مقام پر جنات کا قبضہ ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کے وہاں پہنچ کر ان سے امان طلب کر لی جائے بصورت دیگر وہ جنات ہمیں ستائیں گے۔

علامہ سید محمد بن محمد زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں! جن، انس کے برخلاف ہیں جن کا واحد جنی ہے جبکہ الصحاح میں مذکور ہے

کے جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نظر نہیں آتا اور زمانہ جاہلیت میں فرشتوں کو جنات کہا جاتا تھا کیونکہ فرشتے آنکھوں سے مخفی ہوتے ہیں اور ابلیس کے متعلق یہ کہا گیا! وہ ملائکہ میں سے جن تھا۔ زمخشری نے کہا! جنات اور ملائکہ ایک نوع ہیں لیکن ان میں سے جو خبیث اور سرکش ہو وہ شیطان ہے اور جو پاکیزہ ہو وہ فرشتہ ہے صاحب قاموس یہ کہتے ہیں! جن کی تفسیر ملائکہ سے کرنا مردود ہے کیونکہ ملائکہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں نا کے نار سے جبکہ جنات کو اللہ تعالی نے آگ سے پیدا فرمایا ہے پھر یہ کے ملائکہ معصوم ہوتے ہیں ان میں مذکر مونث اور تولد و تناسل نہیں ہوتا ہے جمہور علماء نے لکھا ہے! اِلَّآ اِبۡلِیۡسَ۔ ۵۸ے

ابلیس فرشتوں کے ساتھ مل جل کر رہتا تھا اس لئے تغلیباً اس کو بھی فرشتوں کے ساتھ شامل کر کے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ ۵۹ے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالی نے جنات کو حضرت آدم سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔

اسی طرح سے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے! انسانوں کو پیدا کرنے سے قبل اس دنیا میں جنات رہتے تھے اور فرشتے آسمانوں پر رہتے تھے جبکہ ہر آسمان کے الگ الگ فرشتے ہیں اور انھیں علیحدہ علیحدہ تسبیحات دی گئی ہیں اور اوپر والے آسمان پر مقیم نیچے والے آسمان کے فرشتوں کے مقابلے میں زیادہ عبادت اذکار اور تسبیحات کا ورود کرتے ہیں۔

ایک اہم سوال یہ کے آخر جنات ہمیں نظر کیوں نہیں آتے؟ تو اس کا جواب نہایت آسان ہے کے انسانوں کی بہت سی حسیات دیگر جانداروں کے مقابلے میں نہایت کمزور اور ضعیف ہیں انسان کی نظر بھی ایک خاص حد تک دیکھ سکتی ہے اور اس کی سماعت بھی ایک مخصوص فریکوئنسی تک کی آوازیں سن سکتی ہیں پھر یہ تو ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے کے ہم خوشبو کو محسوس تو کر سکتے ہیں لیکن اسے دیکھ نہیں سکتے اسی طرح سے ٹھنڈی اور گرم ہوا کے تھپیڑوں کو محسوس تو کر سکتے ہیں لیکن انھیں دیکھ نہیں سکتے ہیں پانی ہم اسی یقین کے ساتھ پیتے ہیں کے اس میں H2O کا فارمولہ کام کر رہا ہے لیکن ہم سے کبھی بھی کسی نے نہ تو ہائیڈروجن کو دیکھا اور نہ ہی آکسیجن کو دیکھا ہماری فضاء میں بے شمار گیسیز موجود ہیں پر ہم میں سے کبھی کسی نے کسی گیس کی شکل وصورت کو نہیں دیکھا لہٰذا بالکل اسی طرح سے ہماری ظاہری آنکھ جنات کو دیکھنے سے قاصر ہیں لیکن یہ ناممکن نہیں ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب ہم مفر دلہروں کے علم کو سیکھ لیں اور جب ایسا ہو جائے گا تو ہم جنات اور ان کی دنیا سے واقفیت حاصل کر لیں گے اگر چہ جنات کے جسمانی خدوخال اور شکل وصورت بھی ہوتی ہیں جیسے کے ان کا چہرہ بیضوی اور سر کشکول کی مانند ہوتا ہے، ان کی آنکھیں بادام کی طرح جبکہ آنکھ کی پتلی میں گہرے رنگ کے ڈورے ہوتے ہیں ان کی ناک ستواں ہوتی ہے لیکن ناک کی نوک غائب ہوتی ہے، جنات کا قد متوازن ہوتا ہے ان کے اندر مفر دلہریں کام کرتی ہیں لہٰذا ان کے جسمانی نظام میں اکہری برقی رو دور کرتی ہے جنات کے حواس محدودیت میں لامحدود ہوتے ہیں اور یہ ایک گھنٹے میں ستائیس میل چل سکتے ہیں تمام قوم اجنہ روشنی کے خول میں بند ہوتے ہیں ان کی اشتہاء میں فاسفورس کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ ۶۰ے

ابوالجن طارہ نوس:

حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے پہلے انسان اور ابوالبشر ہیں اس کے ساتھ ہی وہ تمام انسانوں کے باپ بھی ہیں بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد یعنی ابوالجن طارہ نوس ہیں قوم اجنہ میں بھی توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے یہاں بھی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں۔ ۶۱؎

ہماری زمین ابتدا میں آگ کے ایک دہکتے ہوئے گولے کی مانند تھی لہٰذا اس دور میں یہاں جنات آباد تھے کیونکہ جنات کو اللہ تعالی نے آگ سے تخلیق فرمایا ہے اور ان کی جسمانی ساخت اور صلاحیت ایسی ہے جو کے اس گرم ترین ماحول کی حرارت کو با آسانی برداشت کرتی تھی۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَالْجَآنَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۔

ترجمہ۔ ہم نے اس سے پہلے جنوں کو آگ کے شعلے سے بنایا تھا۔ ۶۲؎

سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں! جنات اجسام عاقلہ ہیں جن پر ناریت غالب ہے اور اس کی دلیل میں ارشاد خداوندی ہے!

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۔ ترجمہ۔ جنات کو خالص آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔ ۶۳؎

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری (متوفی ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں! الجن جان کی ایک قسم ہے اس کو جن اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ انسانی آنکھوں سے مخفی ہوتی ہے جبکہ الجان سے مراد جنوں کا باپ جس کو اللہ تعالی نے آگ سے پیدا فرمایا اور پھر اس سے اس کی نسل اور ذریت کو آگے بڑھایا یہ زمین میں ہزاروں سالوں سے آباد تھے لیکن جب انھوں نے زمین پر فساد اور خونریزی کی تو پھر اللہ تعالی نے زمین پر فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے زمین کو صاف کیا۔ ۶۴؎

اللہ تعالی نے جب فرشتوں کے سامنے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر فرمایا تو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا! یہ زمین پر خونریزی کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں! تمام جنات، الجان کی اولادیں ہیں وہ شیاطین نہیں ہیں ان میں مومنین اور کافرین بھی ہیں انھیں بھی موت آتی ہے اور وہ اپنے اعمال کی بنیاد میں داخل جنت اور جہنم بھی ہوں گے آپ نے مزید کہا کے تمام شیاطین ابلیس کی اولادیں ہیں جنھیں ابلیس کے ساتھ ہی موت آئے گی۔ ۶۵؎

جنات کا ایمان:

رسول اللہ ﷺ کی رسالت جس طرح سے دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہے بالکل اسی طرح سے آپ ﷺ کی رسالت کے دائرے میں قوم اجنہ بھی آتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ ۔

ترجمہ۔ اے جنات اور انسانوں کے گروہ! کیا تمھاری جنس میں سے تمھارے پاس رسول نہیں آئے؟ کہ تم کو ہماری آیات پڑھ کر

سناتے اور تمھیں اس دن کے آنے سے پہلے تمھیں ڈراتے۔ ۶۶؎

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ۔

ترجمہ۔ فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ ہی پیغام پہنچانے کے لیے چن لیتا ہے، بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ۶۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جنات کے کئی وفود آتے تھے۔ ۶۸؎

مومن اور مشرک جنات:

جس طرح سے دنیا میں عقائد کے اعتبار سے دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔

۱۔ اللہ پر ایمان لانے والے۔ ۲۔ اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے۔

بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ میں بھی عقائد کے اعتبار سے دو طرح کے جنات پائے جاتے ہیں۔

۱۔ اللہ پر ایمان لانے والے جنات۔ ۲۔ اللہ کا انکار کرنے والے یا اس کا شریک ٹھہرانے والے۔

جنات نے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قرآن سنا اور ان پر ایمان لاتے ہوئے کفر و شرک سے توبہ کی لہٰذا جنات احکامات شرعیہ کے مکلف ہیں۔ قوم اجنہ میں بھی مومن اور مشرک جنات ہیں وہ ہم انسانوں کی طرح روزہ، نماز اور حج و زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے ہیں۔

۶۹؎ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ۔

ترجمہ۔ ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تا کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ ۷۰؎

فَیَوۡمَئِذٍ لَّا یُسۡـَٔلُ عَنۡ ذَنۡۢبِہٖۤ اِنۡسٌ وَّلَا جَآنٌّ۔

ترجمہ۔ پھر اس دن (قیامت) انسانوں اور جنات سے ان کے گناہ کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔ ۷۱؎

وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ یُوۡحِیۡ بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ؕ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوۡہُ فَذَرۡہُمۡ وَمَا یَفۡتَرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ اسی طرح سے ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان انسان اور شیطان جنات بنائے ہیں وہ فریب دیتے ہیں اور طمع کی باتیں ایک دوسروں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔ ۷۲؎

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِکِ النَّاسِ اِلٰہِ النَّاسِ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَالنَّاسِ۔

ترجمہ۔ میں پناہ مانگتا ہوں وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جو جنات اور انسانوں میں سے ہیں، جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، جنوں اور انسانوں میں سے۔ ۷۳؎

وَاِذۡ صَرَفۡنَاۤ اِلَیۡکَ نَفَرًا مِّنَ الۡجِنِّ یَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوۡہُ قَالُوۡۤا اَنۡصِتُوۡا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوۡا اِلٰی قَوۡمِہِمۡ

مُّنۡذِرِیۡنَ قَالُوۡا یٰقَوۡمَنَاۤ اِنَّا سَمِعۡنَا کِتٰبًا اُنۡزِلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡهِ یَهۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ وَاِلٰی طَرِیۡقٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ یٰقَوۡمَنَاۤ اَجِیۡبُوۡا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوۡا بِهٖ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَیُجِرۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ۔

ترجمہ۔اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جب ہم جنات کے ایک گروہ کو آپ ﷺ کے پاس لے آئے تھے تا کہ وہ قرآن سنیں جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں آپ ﷺ قرآن پڑھ رہے تھے تو انھوں نے آپس میں کہا! خاموش ہو جاؤ پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے اور انھوں نے اپنی قوم سے کہا! اے ہماری قوم کے لوگو! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے وہ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے حق اور راہ راست کی طرف اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرلو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمھارے تمام گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمھیں عذاب الیم سے بچا دے گا۔ ۴۷ے

حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے! ایک بوڑھا شخص جو چھڑی کے سہارے چل رہا تھا ایک بار مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جنات کے لب لہجے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کی رسول اللہ ﷺ نے بھی اس سے اس کی زبان میں سوال پوچھا کے تمھارا تعلق جنات کے کس قبیلے سے ہے؟ تو اس نے جواب دیا کے میں ابلیس کا پڑپوتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اس کا نسب پوچھا؟ تو اس نے اپنا تعارف کروایا! انا حام بن حیم بن لاقیس بن ابلیس۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! تم اور تمھارے پردادا کے درمیان صرف دو واسطے ہیں یعنی تمھارا باپ اور دادا؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا کے جی یہی دو واسطے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حام بن حیم سے اس کی عمر پوچھی؟ تو اس نے بتایا! جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا تو اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا اور مجھے یہ واقعہ یاد ہے، پھر اس نے بتایا! میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور جب انھیں آگ میں ڈالا گیا تو میں نے وہ منظر بھی دیکھا اور میں نے چاہا کے میں اس آگ کو بجھاؤ پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو میں ان پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے تورات پڑھی اور سیکھی بعد ازاں میں حضرت عیسیٰ ابن مریم پر بھی ایمان لایا اور میں نے ان سے بھی انجیل پڑھی اور سیکھی پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ! میں آپ ﷺ کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ایک پیغام لایا ہوں جب میں ان سے ملاقات کے لئے جاتا تھا تو انھوں نے یہ فرمایا تھا! میرے بعد رسولوں کے سردار آئیں گے تاہم جب تمھاری ان سے ملاقات ہو تو انھیں میرا اسلام کہنا رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا! ان پر بھی سلامتی ہو اور حام بن حیم تم پر بھی سلامتی ہو پھر حام بن حیم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کے آپ ﷺ مجھے قرآن کریم کی تعلیم فرمائے چنانچہ روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ ﷺ نے اس کو قرآن کریم کی تعلیم فرمائی اور اس کو دس سورتیں یاد کروائیں جن میں سورہ واقعہ، سورہ عمایتسالون، سورہ شمس، سورہ الکافرون، سورہ اخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس وغیرہ۔ صحابہ کرام نے فرمایا! جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو

ہم نے کبھی دوبارہ حام بن حیم کو نہیں دیکھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔۷۵؎

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے ہمیں یہ معلوم ہوا کے جنات کے گروہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے سنا تو انھوں نے اپنی قوم میں جا کر اس الہامی کلام کی تصدیق کی اور انھیں یہ بتایا کے یہ کتاب پچھلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو ہماری رہنمائی کے لئے بھیجی گئی ہے اور یہ کلام وہی ہے جو کے اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر بھیجا تھا اس سے یہ معلوم ہوا کے جنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے پہلے حضرت موسی علیہ السلام پر اور آسمانی کتب پر ایمان لا چکے تھے۔ یہاں ایک اور قابل ذکر روایت کا حوالہ بھی ضروری ہے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے سامنے سورہ رحمن کی تلاوت فرما رہے تھے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نہایت توجہ اور خاموشی سے سن رہے تھے اسی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا! تم سے زیادہ اچھا جواب تو جنات دیتے ہیں کیونکہ جب میں ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کرتا ہوں کے اے جن وانس تم ہماری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ تو اس کے جواب میں جنات یہ کہتے ہیں!

اے ہمارے رب! تمام تعریفیں صرف اور صرف تیرے لئے ہیں اور ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلائیں گے۔

سورہ رحمن میں جب حوران جنت کا تذکرہ ہوا تو ارشاد خداوندی ہوا!

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ۔

ترجمہ۔ ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنھیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے نہیں چھوا ہوگا۔۷۶؎

اس آیت کی تفسیر میں ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں! دنیا کی مومن خواتین جب داخل جنت کی جائیں گی تو وہ اس وقت نوجوان اور کنواری خوبصورت شکل وصورت کی ہوں گی اور وہ جس شخص کے بھی نکاح میں لائی جائیں گی اس مرد سے پہلے ان پر کسی دوسرے مرد یا جن نے تصرف نہیں کیا ہوگا جبکہ اس آیت کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے! جنت میں نیک انسانوں کی طرح نیک جنات بھی داخل کئے جائیں گے اور جنی خواتین بھی نئے سرے سے کنواری پیدا کی جائیں گی جنھیں اس جن سے پہلے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا یعنی دونوں انسان اور جنات کی رفاقت کے لئے انھی کی جنس سے وہاں ان کے ہم جنس موجود ہوں گے جو سب کی سب نہایت حیاء دار اور اچھوتی ہوں گی۔۷۷؎

معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کے اس واقعہ کے بعد مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے پے در پے وفود آنا شروع ہو گئے جن کا تعلق مختلف قبائل اور علاقوں سے تھا اور مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی تعداد اندازاً چھ کے قریب تھی۔ اسی حوالے سے حضرت بلال بن حارثؓ فرماتے ہیں! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے پھر ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے کچھ دور تشریف لے گئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کے میں نے شور کی آواز سنی جیسے کچھ لوگ لڑ رہے ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شور کیسا ہے؟ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

مومن اور مشرک جنات آپس میں مکانات کے بارے میں جھگڑ رہے تھے تو میں نے مومن جنات کو بستیوں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر رہنے کے لئے کہا جبکہ مشرک جنات کو وادیوں اور جزیروں میں رہنے کے لئے حکم دیا۔ ۷۸؎

جنات اور انسانوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا ۚ لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔

ترجمہ۔اے جنات اور انسانوں کے گروہو! اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ تم جہاں بھی جاؤ اس کی سلطنت ہے سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ۷۹؎

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ۔

ترجمہ۔اور جن اور انس میں سے ہر ایک کے لئے ان کے عمل کے مطابق درجات ہیں۔ ۸۰؎

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ۔

ترجمہ۔ہم نے ہر نبی کے دشمن انسان اور جن بنائے ہیں ۔ ۸۱؎

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۔

ترجمہ۔ہم نے انسانوں اور جنات میں سے اکثر کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔ ۸۲؎

مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

ترجمہ۔میں ضرور انسانوں اور جنات کو دوزخ میں بھر دوں گا۔ ۸۳؎

جنات اکثر سانپوں کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔اس حوالے سے ایک حدیث ہے!

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مدینے میں جنات کی ایک جماعت اسلام لا چکی ہے اگر تم نے ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو ان کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔ ۸۴؎

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر البدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ۸۵؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! گھروں میں جنات سانپوں کی شکل میں رہتے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین دفعہ ڈراؤ اگر وہ نکل جائے تو فبہاء ورنہ اس کو قتل کر دو کیونکہ وہ کافر ہے۔ ۸۶؎

ضحاک کے مطابق! جن الجان کی اولادیں ہیں اور یہ شیطان نہیں ہیں ان پر بھی موت وارد ہوتی ہے ان میں سے کچھ مومن اور کچھ کافر

بھی ہوتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مدینہ میں جنات کی ایک جماعت اسلام لا چکی ہے اگر تم ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو اس کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔۸۷؎

سات آسمان اور زمین کی تخلیق:

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔سب غیب کی کنجیاں (اللہ) کے پاس ہیں جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا بحر و بر میں جو کچھ ہے وہ سب سے واقف ہے درخت سے گرنے والا کوئی پتا ایسا نہیں جس کا علم اس کو نہ ہو۔زمین کے تاریک پردوں میں کوئی ایسا دانہ نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو خشک و تر سب ایک کھلی کتاب (کتاب المبین) میں لکھا ہوا ہے۔۸۸؎

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا۔

ترجمہ۔وہ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور اتنی ہی زمینوں کو پیدا کیا۔۸۹؎

علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد الحنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ) لکھتے ہیں! یہ سات زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر منطبق ہیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اور زمین کی موٹائی بھی ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اور آسمانوں کی مسافت اور ان کی موٹائی بھی اسی طرح ہے اور ہر زمین میں اللہ کی مخلوق رہتی ہے یا فرشتے اور جن رہتے ہیں الماوردی نے کہا کے اس بناء پر اسلام کی تبلیغ صرف اوپر والی زمین کے ساتھ خاص ہے۔۹۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! آپ ﷺ کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے اس وقت ان کے سروں پر سے ایک بادل گزرا رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا! کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا! اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں یہ کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا! یہ بادل ہے اور یہ زمین کے کونے ہیں، اللہ تعالی اس بادل کو اس قوم کی طرف بھیج رہا ہے جو شکر نہیں کرتی اور نہ ہی اس کو پکارتی ہے پھر آپ ﷺ نے پوچھا! کیا تم جانتے ہو کے تمھارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا! اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا! یہ پہلا آسمان ہے یہ محفوظ چھت ہے اور موج مکفوف ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو کے تمھارے درمیان اور اس آسمان کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ صحابہ کرام نے کہا! اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا! تمھارے درمیان اور اس آسمان

کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا! کیا تم جانتے ہو کے اس آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کے اوپر دو آسمان ہیں اور ان کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے حتیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آسمانوں کو گنا اور ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! کیا تم جانتے ہو کے اس کے اوپر کیا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا! اس کے اوپر عرش ہے اور اس کے اور آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا! کیا تم جانتے ہو کے تمھارے نیچے کیا ہے؟ تو صحابہ نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ زمین ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو کے اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں تو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کے نیچے ایک اور زمین ہے اور ان دو زمینوں کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم کسی شخص کو زمین سے باندھ کر سب سے نچلی زمین تک لٹکا دو تو وہ اللہ پر گرے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۔ ۹۱؎

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۔

ترجمہ۔ دو دن میں سات آسمان بنا دیئے گئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا گیا۔ ۹۲؎

اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے، تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔ ۹۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۔ ۹۴؎

(طلاق۔ ۱۲) کی تفسیر میں روایت کیا ہے! یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہیں اور نوح کے مثل نوح ہیں اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔ ۹۵؎

اسی طرح سے اللہ تعالی نے دریا، سمندر اور کشتیاں بھی انسانوں کے لئے مسخر فرما دیں۔

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

اَللّٰهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔

ترجمہ۔ اللہ نے سمندر کو تمھارے لئے مسخر کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور

شکر ادا کرو۔۹۶؎

پھلوں اور پودوں کی تخلیق:

ماہرین نباتات اور سائنسدانوں نے اب تک تقریباً دو لاکھ ساٹھ ہزار سے زائد مختلف درختوں اور پودوں کی اقسام کو دریافت کیا ہے جس میں (کائی، فرن، مختلف جڑی بوٹیاں اور درخت) شامل ہیں۔اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ۔

ترجمہ۔ہم نے (زمین) میں ہر قسم کی موزوں چیز کو اگایا۔۹۷؎

اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى۔

ترجمہ۔جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا،
ہم نے (زمین) میں مختلف اقسام کے نباتات پیدا کئے۔۹۸؎

درخت و اشجار عقل و شعور رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں:

کائنات میں جتنے بھی ذی روح ہیں وہ سب کے سب عقل و شعور اور حسیات رکھتے ہیں جبکہ ان کے یہاں بھی نظام تولید، خاندان، اولادیں، عزیز و اقارب، خوشی غمی، اظہار خیال، محبت، نفرت، عمر، موت زندگی، دکھ، بیماری، بھوک پیاس اور اچھی یا بری تقدیر ہوتی ہے تاہم ان سے ہمارا رشتہ بہت قدیم ہے جب بنی نوع انسان کے جداعلیٰ آدم و حوا جنت کے مکین تھے تو یہ درخت اور اشجار اس وقت بھی وہاں موجود تھے پھر جب انسان نے اس زمین پر قدم رکھا تو یہ درخت پیدائش سے لے کر موت تک انسان کے ساتھ ساتھ رہے جبکہ مرنے کے بعد بھی اگر یہ قبر کے سرہانے موجود ہیں یا پھر صاحب قبر نے اپنی زندگی میں کوئی درخت یا پودا لگایا ہے تو وہ جب تک دنیا میں موجود رہے گا اس کا ثواب اسے مرنے کے بعد قبر میں اور اگلی دنیا میں بھی مسلسل ملتا رہے گا۔

درختوں کی عبادات اور سجدہ درخت بھی اپنے خلاق و مالک کو پہچانتے ہیں اور اس کی مسلسل حمد وثناء اور تسبیح بیان کرتے ہیں جبکہ صبح وشام وہ اللہ کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔قرآن کریم میں درخت اور اشجار اللہ کی بندگی اور عبادات کرتے ہیں اور اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۔

ترجمہ۔ستارے اور درخت دونوں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔۹۹؎

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔

ترجمہ۔سات آسمان اور زمینیں اور جو کچھ ان میں موجود ہے وہ اللہ کی حمد وثناء کرتی ہیں لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔۱۰۰؎

دوسری دنیا میں بھی درخت انسانوں کے اعمال کے مطابق ان کے ساتھ ہوں گے۔

اسی حوالے سے اللہ تعالی اپنے نیک بندوں کو یہ نوید سنا رہے ہیں نیک اور پاکیزہ کردار لوگوں کے لئے جنت میں خوبصورت باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور یہ صلہ ہے پرہیزگاروں کے اعمال کا جس کے نتیجے میں اللہ انھیں ان عظیم نعمتوں سے سرفراز فرمائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ۔

ترجمہ۔اور جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے وہ جنت کے باغوں کے سبزہ زار میں ہوں گے۔۱۰۱؎

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ۔

ترجمہ۔(نیک لوگوں) کا اجران کے پروردگار کے یہاں ایسے باغات کی (صورت) میں ہوگا جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔۱۰۲؎

هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۔ترجمہ۔قیامت کے دن یہ ان کی مہمانی ہوگی۔۱۰۳؎

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۔ترجمہ۔بے شک گناہ گاروں کو سینڈھ کا درخت کھانا ہے۔۱۰۴؎

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ۔

ترجمہ۔کیا یہ اچھی مہمانی ہے یا تھوہر کا درخت، بے شک ہم نے اسے ظالموں کے لیے آزمائش بنایا ہے، بے شک وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں اگتا ہے، اس کا پھل گویا کہ سانپوں کے پھن ہیں، پس بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے پھر اس سے اپنے پیٹ بھر لیں گے، پھر اس پر ان کو کھولتا ہوا پانی (پیپ وغیرہ سے) ملا کر دیا جائے گا، پھر بے شک دوزخ کی طرف ان کا لوٹنا ہوگا۔۱۰۵؎

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۔ترجمہ۔ان کا کھانا بجز کانٹے دار جھاڑی کے اور کچھ نہیں۔۱۰۶؎

اب جہاں تک درختوں اور اشجار کی عقل وشعور کی بات ہے تو تمام درخت اور پودے بھی عقل وشعور، حواس اور جذبات واحساسات کے مالک ہوتے ہیں وہ اپنے رب کو جانتے اور مانتے ہیں صبح وشام اس کی حمد وثناء بیان کرتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جانتے ہیں اس ضمن میں مستند دو احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفہوم پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! میری رسالت کے دائرے میں کل اشیاء کائنات اور مخلوقات ہیں۔

۲۔مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک خشک تنا(حنہ) سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے تاہم ایک صحابی نے آپ ﷺ کے لئے ایک نیا منبر تعمیر کروایا جب آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنا جس پر آپ ﷺ ایک عرصہ تک ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے دھاڑیں مار مار کر رونے لگا جس پر آپ ﷺ نے اسے تسلی دی اور اسے جنت میں اپنے قرب کی بشارت بھی دی یہ سن کر وہ تنا خاموش ہو گیا بعد ازاں اسے دفن کر دیا گیا۔۱۰۷؎

درختوں کا نظام تولید، خاندان، اولادیں اور عزیز و اقارب اللہ تعالی نے کائنات میں ہر شے کا جوڑا پیدا فرمایا ہے جس کی وجہ سے افزائش نسل کا سلسلہ کامیابی سے جاری ہے درختوں میں بھی نر اور مادہ دونوں جنس پائی جاتی ہیں جبکہ ان کی Fertilization اور Polination بھی ہوتی ہے جب ہی ان کی افزائش ممکن ہے اگرچہ کچھ پھولوں کے اندر ہی Male,Female sex organs پائے جاتے ہیں کچھ درخت کی شاخیں اور کچھ درخت تنہا Male یا Female ہوتے ہیں اگرچہ یہ حیران کن نظام فطرت ہے جو عقل انسانی کو حیران کرنے کے لئے کافی ہے انسانوں اور دیگر جانداروں کی طرح سے درختوں اور پودوں کے جوڑے اور پھر ان جوڑوں سے ان کی اولاد، خاندان، عزیز و اقارب اور دوست احباب کا ہونا اللہ کی شان کریمی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَّجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔

ترجمہ۔ ہر قسم کے پھلوں میں سے دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے بے شک ان میں ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں قدرت کی نشانیاں ہیں اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے قطعے ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں ہیں اور دو شاخی کھجوریں ہیں ان کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ان میں سے بعض کو بعض پر مزے میں بڑھا دیتے ہیں بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں قدرت کی نشانیاں ہیں۔۱۰۸؎

وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔۱۰۹؎

وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا۔ترجمہ۔ہم نے ہی نر اور مادہ پیدا کئے ہیں۔۱۱۰؎

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَّأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ۔

ترجمہ۔اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے مختلف نباتات کے جوڑے پیدا کئے۔۱۱۱؎

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۖ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ يُغْشِي

اللَّيۡلَ النَّهَارَ ۚ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ۔

ترجمہ۔اللہ نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے ہیں۔ ۱۱۲؎

سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے اور اس روئیدگی سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے۔اور ان کی جانوں سے بھی اور ان چیزوں سے بھی جنھیں وہ نہیں جانتے ہیں۔ ۱۱۳؎

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کے پپیتے کا تنہا درخت پھل نہیں دیتا ہے تو باغبان اس کے قریب دوسرا پپیتے کا درخت لگاتے ہیں تو کچھ ہی دنوں کے بعد ان درختوں میں پھل لگ جاتے ہیں کیونکہ جنسی اعتبار سے اللہ تعالی نے پپیتے کے درخت کو تین جنسی اقسام میں پیدا کیا ہے یعنی Male ,Female and Hermaphroidite ہیں۔اسی طرح سے کھجور کے درخت میں بھی Male,Female شاخیں ہوتی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِى الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّزَرۡعٌ وَّنَخِيۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّغَيۡرُ صِنۡوَانٍ يُّسۡقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعۡضَهَا عَلٰى بَعۡضٍ فِى الۡاُكُلِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ۔

ترجمہ۔اور زمین میں ٹکڑے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور انگور کے باغ ہیں اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ ملی ہوئی بعض بن ملی انہیں پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے،اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فضیلت دیتے ہیں، بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ ۱۱۴؎

خوشی غمی کے جذبات درختوں میں بھی خوشی اور غمی کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے جب اللہ کی رحمت برستی ہے تو وہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح سے عبادات، اچھی گفتگو اور مسحور کن موسیقی سے ان کی نشونما اچھی جبکہ شور شرابا،غم وغصہ،فضائی آلودگی یا نفرت کے جذبات سے ان کی نشونما کی رفتار سست ہو جاتی ہے تاہم اکثر ان حالات میں ان کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔

اظہار خیال میلوں دور رہنے والے درختوں اور پودوں میں باقاعدہ اظہار اور تبادلہ خیال ہوتا ہے اور ان کے پیغامات ایک دوسرے تک انا کی لہروں کے ذریعے پہنچتے ہیں کیونکہ انا کی لہریں روشنی کی رفتار سے کہیں زیادہ تیز تر ہوتی ہیں اسی وجہ سے ماہرین یہ کہتے ہیں کے انا کی رفتار ایک سیکنڈ میں اس دنیا کے گرد آٹھ بار اپنا چکر مکمل کر لیتی ہے چنانچہ انھی انا کی لہروں کے ذریعے تمام جاندار سمیت پودے بھی آپس میں جڑے اور ملے ہیں کیونکہ انا کی یہ لہریں اس قدر تیز رفتار ہیں کہ زمانی اور مکانی فاصلے ان کی مکمل گرفت میں ہوتے ہیں کیونکہ یہ لاتناہیت میں بیک وقت ہر جگہ موجود ہوتی ہیں لہذا انھی انا کی لہروں کی ہمہ وقت کائناتی دور کی وجہ سے تمام مخلوقات سمیت درخت بھی باہم ایک دوسرے سے جڑے ہیں اور ایک دوسرے کا حال احوال اور خیر خیریت معلوم کرتے رہتے ہیں باالفاظ دیگر چونکہ تمام کائنات میں ایک ہی شعور کارفرما ہے اور اس کے غیب وشہود کی ہر لہر دوسری لہر کے معانی کو بخوبی جانتی اور سمجھتی

ہے چنانچہ اب یہ لہریں چاہے کائنات کے انتہائی اطراف میں ہی کیوں نہ واقع ہوں وہ بہرحال ایک دوسرے سے متصل اور وابستہ ہیں۔

اسرائیل کی ایک حالیہ تحقیق میں یہ ثابت کیا گیا ہے!

اگر پودوں پر تشدد کیا جائے، انھیں کاٹا جائے یا انھیں پانی نا دیا جائے تو وہ روتے ہیں اور بعض اوقات وہ شدت غم سے چیختے اور چلاتے بھی ہیں اس سلسلے میں سائنس دانوں نے کئی حساس آلات کی مدد سے پودوں کے دکھ اور غم کی آوازیں ریکارڈ کی ہیں۔

محبت اور نفرت پودے ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے ہیں اور بسا اوقات اپنے ساتھ پودے یا درخت کے کٹ جانے یا مر جانے کے سبب شدید دکھ میں مبتلا ہو کر خود بھی مر جاتے ہیں جبکہ یہ بات تجربات سے بھی ثابت ہے کے جب ایک ہرے بھرے درخت کو کاٹ دیا گیا تو اس کے برابر میں موجود دوسرا درخت بھی کچھ عرصہ کے بعد مرجھا کر مر گیا۔

موت زندگی جس طرح سے کائنات کی ہر شے فانی ہے بالکل اسی طرح سے درختوں کی موت وحیات بھی اللہ کے یہاں مقرر ہے چنانچہ درخت اور پودے پیدا بھی ہوتے ہیں اور مر بھی جاتے ہیں جبکہ ان میں سے کچھ بہت طویل العمر بھی ہوتے ہیں اور ہزاروں برس کی زندگی گزارتے ہیں جبکہ کچھ مختصر زندگی کے ساتھ دنیا میں آتے ہیں ان میں سے کچھ کو ناگہانی اموات یا حادثات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے مثلاً سیلاب، طوفان، شدید بارشیں، جنگلات کی کٹائی یا کسی بھی وجہ سے انھیں اگر جڑ سے کاٹنا پڑ جائے تو گویا ان کی مکمل موت واقع ہو گئی لیکن بسا اوقات ان کی جڑیں موجود رہتی ہیں اور وہ دوبارہ پھل پھول جاتے ہیں۔

اولادیں انسانوں اور جانوروں کی طرح درختوں اور پودوں کی بھی اولادیں، والدین، بہن بھائی، خاندان اور رشتے داریاں ہوتی ہیں۔

دکھ بیماری انسانوں اور جانوروں کی طرح پودے، درخت، فصلیں، باغات اور کھیت کھلیان بھی بیمار پڑ جاتے ہیں جب ہی ماہرین نباتات کسانوں کو اچھی فصلوں کے لئے عمدہ بیج، کھاد اور کیڑے مکوڑوں سے حفاظت کے لئے اسپرے کا مشورہ دیتے ہیں اگرچہ یہ بیماریاں زمانہ قدیم سے ہی درختوں کو لاحق ہیں لیکن ہر دور میں ان کے علاج اور معالجہ کے طریقہ کار میں فرق ہوتا ہے جبکہ اس مقصد کے لئے زرعی یونیورسٹیز اور ادارے ہیں جہاں عمدہ فصلوں باغات اور دختوں کی پیداوار، نشونما اور انھیں مختلف بیماریوں سے بچانے کے لئے تحقیقی کام مسلسل جاری ہے تاہم یہ بات زیادہ عرصہ پرانی نہیں ہے ککڑی اور کھیرے کڑوے اور ترش ہوا کرتے تھے لیکن اب شاذونادر ہی ایسا ہوتا ہے اسی طرح سے کچھ پھل اور سبزیاں خاص موسم میں ہی نظر آتی تھیں لیکن اب ان میں سے کئی سارا سال دستیاب ہیں یعنی زراعت کے میدان میں بدستور تحقیق کی وجہ سے ایسا ممکن ہو سکا لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم اب بھی دنیا میں زرعی ترقی اور تحقیق میں بہت زیادہ پیچھے ہیں اور آج بھی ہمارے یہاں قدیم طرز زراعت رائج ہے۔

بھوک پیاس تمام ذی روح کے ساتھ بھوک اور پیاس کے تقاضے بھی لازم وملزوم ہیں چنانچہ درخت اور پودوں کو بھی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے اور قدرت نے ان کی بھوک اور پیاس کی سیرابی کا نہایت منظم نظام قائم کیا ہے یعنی وہ دھوپ، ہوا میں موجود گیسز

اور پانی میں موجود نمی اور منرلز سے اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور صحت مند، توانا اور خوش رہتے ہیں۔
اچھی یا بری تقدیر تمام ذی روح کی طرح درختوں کی تقدیر بھی اللہ کے یہاں مرتب ہے ان کی عمر کیا ہوگی، وہ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی پیدائش اور موت، ان کا رزق، دوست احباب، اولادیں، خوشی غمی، ان میں موجود مختلف بیماریوں کے علاج، خود ان کے اندر موجود پھلوں، پتوں، بیجوں اور جڑوں میں کس کس انسان، جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑوں کا رزق اور دوا موجود ہے اور پھر ان کی اگلی منازل کیا ہیں؟ کس درخت کو کسی کے گھر کی تعمیر، فرنیچر، کپڑے، آرائشی اشیاء، مسجد، منبر، مندر، گرجا، اسکول، اسپتال یا آفس کا حصہ بننا ہے یہ سب اللہ کی کتاب میں درج ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔ زمین کی تہہ میں جو دانہ ہے اور تمام خشک و تر سب ایک واضح کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ ۱۱۵ے

پھلوں، سبزیوں، گرم مصالحوں اور ڈرائی فروٹس کی دیدہ زیب پیکنگ قدرت کا نظام نہایت مستحکم، منظم اور مرتب ہے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہیا وراس کی تخلیق میں کوئی کمی یا عیب نہیں ہے یعنی کائنات میں اگر بار بار بھی نظر دوڑاؤ تو کوئی معمولی سا عیب تلاش نہ کر پاؤ گے جب پھلوں، سبزیوں، خشک مصالحہ جات اور ڈرائی فروٹس کے تجزیے سے یہ حیران کن عقدہ کھلا کے اللہ تعالی نے ان کی کیمیکل اور فزیکل خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں دیدہ زیب پیکنگ میں نہایت نفاست اور احتیاط سے پیک کر کے ہمیں دیا ہے یعنی اگر انار کو چھیل لیں تو وہ جلدی ہی خراب ہو جائے گا لیکن اگر وہ اپنے موٹے اور اندر سے نرم چھلکے میں پیک ہے تو کئی دن تک اپنی اصلی حالت میں رہتا ہے لیکن نازکی کے اعتبار سے انار ایک ایسا پھل ہے جس میں وٹامنز، منرلز، رس اور غذائی ریشہ بکثرت موجود ہے لیکن چھلا ہوا انار اگر کمرے کے درجہ حرارت میں رہے تو بہت جلد خراب ہو جائے گا لیکن اپنی منفرد پیکینگ اور مناسب درجہ حرارت میں وہ کئی مہینوں تک قابل استعمال رہتا ہے بالکل اسی طرح سے سیب، کیلے، آم، پپیتا، چیکو، گنا، انناس، لیچی، ناریل، اخروٹ، بادام، پستے، چلغوزے، خوبانی، سات مغز پیاز، آلو، مٹر، لوکی، توری، ٹینڈے، اروی لہسن، ادرک اور دیگر پھلیاں جبکہ خشک مصالہ جات میں جائفل، جاوتری، دھنیا، زیرہ، مرچیں اور دیگر شامل ہیں تاہم انڈوں کی حفاظت کے لئے بھی قدرت نے نہایت نفیس پیکینگ کا انتخاب کیا ہے جس میں انڈے اپنی تمام تر غذائیت کے ساتھ ایک عرصہ دراز تک محفوظ حالت میں رہتے ہیں لیکن اگر انھیں پکانے کے لئے ان کے چھلکوں سے نکال دیا جائے تو پھر وہ بہت جلد خراب ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ قدرت کا نہایت خصوصی احسان ہے جو تمام جانداروں پر یکساں جاری ہے جبکہ اس نظام کے درپردہ بے شمار حکمتیں ہیں یعنی اس پھل، سبزی یا خشک میوے کی غذائیت، اس کے اندر موجود تمام وٹامنز، منرلز اور قدرتی ریشوں کی حفاظت اور افادیت کو انتہائی محفوظ حالت میں سنبھال کر رکھ دیا گیا تاکہ اس کی تازگی اور لذت برقرار رہ سکے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا۔

ترجمہ۔ہم تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں۔ ۱۱۶؎

اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَيَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ۔

ترجمہ۔پھل اوراس کے پکنے کی طرف دیکھو بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے قدرت کی نشانیاں ہیں۔ ۱۱۷؎

فَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِيۡمٍ۔

ترجمہ۔ہم نے زمین میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اگائیں۔ ۱۱۸؎

نوع حیوانات، چرند، پرند اور حشرات الارض:

ماہرین حیوانات کے مطابق! کرہ ارض پر جانوروں کی ابتداء ایک ارب سال قبل ہو چکی تھی لیکن ان جانوروں کے فوسل کا باقاعدہ ریکارڈ موجود نہیں تاہم سائنسدانوں نے کچھ ایسے آثار دریافت کئے ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کے اس قدیم ترین دور میں بھی کرہ ارض پر زندگی کے آثار موجود تھے۔

ماہرین نے ارضیاتی وقت یعنی Geological Time Scale کو چھ زمانوں میں تقسیم کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ایوزوئک دور (Eozoic) یہ دور ایک ارب ۷۵ کروڑ سال قبل کا ہے۔

۲۔آرکیوزوئک دور (Archeozoic) یہ دور ۵۰ کروڑ سال قبل کا مانا جاتا ہے۔

۳۔پروٹیروزوئک دور (Proterozoic) یہ دور بھی ۵۰ کروڑ سال قبل کا ہے۔

۴۔پیلوزوئک دور (Paleozoic) یہ دور یہ دور ۵۵ کروڑ سال قبل کا ہے۔

۵۔میسوزوئک دور (Mesozoic) یہ دور ۲۰ کروڑ سال قبل کا ہے۔

۶۔سینوزوئک دور (Cenozoic) اور اس دور کو چھ کروڑ سال قبل کا مانا جاتا ہے۔

برفانی ادوار اور ارضیاتی زمانوں کے درمیان قریبی تعلق موجود ہے جبکہ دنیا کی تاریخ میں اب تک پانچ برفانی ادوار گزر چکے ہیں اور ان میں سے ہر ایک برفانی دور ایک ارضیاتی زمانے کے اختتام پر آیا ہے پہلے برفانی دور نے آرکیوزوئک عہد کا اختتام کیا دوسرے برفانی دور نے پروٹیروزوئک، تیسرے نے پیلوزوئک، چوتھے نے میسوزوئک جبکہ پانچویں عظیم برفانی دور نے سینوزوئک عہد کے اختتام کا طبل بجایا۔

ایوزوئک دور: Eozoic Era :

۱۔ایوزوئک دور (Eozoic) یہ دور ایک ارب ۷۵ کروڑ سال قبل کا ہے۔سائنس دانوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ! اربوں سال قبل بھی زمین پر زندگی کے آثار موجود تھے امریکی سائنسدانوں کی ایک ٹیم نے اپنی دس سالہ تحقیق کے بعد اس بات کی تصدیق کی ہے کے زمین پر تین ارب نوے کروڑ برس قبل بھی زندگی کے آثار موجود تھے یہ تحقیق آسٹریلیا سے ملنے والے چٹانی پتھروں پر کی گئی ہے۔

سائنس دانوں کا یہ بھی کہنا ہے کے ان پتھروں میں پائے جانے والے آثار انسانی جسم پر اگنے والے بال سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن ان سائنس دانوں کی دس سالہ تحقیق کے نتیجے میں یہ بات ثابت ہوئی کے تقریباً چار ارب سال قبل بھی زمین پر ابتدائی زندگی کے آثار موجود تھے۔ ۱۱۹ے

میسوزوئک دور: Mesozoic Era

۵۔میسوزوئک دور (Mesozoic) یہ دور ۲۰ کروڑ سال قبل کا ہے۔ایک حالیہ تحقیق کے مطابق! سائندانوں کو جنوبی انگلینڈ میں انسان سمیت آج تک کے وجود رکھنے والے زیادہ تر ممالیہ کی قدیم ترین باقیات ملی ہیں جن میں چوہوں کی ایک قسم جو کے اب دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں جبکہ اور کئی ممالیہ بھی اس میں شامل ہیں تاہم ماہرین کا یہ کہنا ہے کے بلاشبہ ان قدیم باقیات سے انسان کا سلسلہ بھی ملتا ہے جبکہ یہ قدیم باقیات اندازاً ساڑھے چودہ کروڑ سال قدیم ہیں۔ پورٹس ماوتھ یونیورسٹی کے سائنس دان ڈاکٹر سٹیو سوئٹ مین کا یہ کہنا ہے کے ہمیں جراسک ساحل سے چوہے کی قسم کے ایک جانور سے ملتی جلتی جو باقیات دستیاب ہوئی ہیں وہ اب تک ہمارے اجداد کی قدیم ترین باقیات میں سے ایک ہیں۔ ۱۲۰ے

سائنسدانوں نے حیوانی سلطنت کو اندازاً ۳۰ گروہوں میں تقسیم کیا ہے جن کو وPhylum کہا جاتا ہے ان میں سے کچھ جانور سرد خون اور کچھ گرم خون کی خصوصیات لئے ہوئے ہیں حیوانات کی انھی بے شمار خوبیوں اور بنی نوع انسانی کی آسانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشادات خداوندی ہیں!

مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصۡرِيفِ۔ترجمہ۔(اللہ نے) آسمان اور زمین کے درمیان ہر قسم کے جانوروں کو پھیلایا۔ ۱۲۱ے

وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا لَكُمۡ فِيۡهَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ وَلَكُمۡ فِيۡهَا جَمَالٌ حِيۡنَ تُرِيۡحُوۡنَ وَحِيۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ وَتَحۡمِلُ اَثۡقَالَكُمۡ اِلٰى بَلَدٍ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا بٰلِغِيۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ‌ؕ اِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ وَالۡخَيۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِيۡرَ لِتَرۡكَبُوۡهَا وَزِيۡنَةً‌ؕ وَيَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۔

ترجمہ۔(اللہ نے) جانوروں کو تمھارے لئے پیدا کیا۔(ان کی کھالوں اور بالوں) میں گرمی اور بہت نفع ہے ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو ان میں تمھارے لئے جمال ہے جب تم شام کو چرا کر لاتے ہو اور صبح کو چرانے لے جاتے ہو یہ شہروں تک تمھارا بوجھ اٹھار لے جاتے ہیں جن تک تم بغیر ادھ مرا ہوئے نہیں پہنچ سکتے تھے بے شک تمھارا پروردگار شفیق اور مہربان ہے ہم نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمھارے لئے زینت بھی ہیں۔ ۱۲۲ے

وَاِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً‌ ؕ نُّسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيۡنَ۔

ترجمہ۔بے شک تمھارے لئے حیوانات میں عبرت کا مقام ہے ہم تم کو اس چیز میں سے جو ان کے پیٹوں میں بھرا ہے گوبر اور خون کے درمیان میں سے خالص دودھ نکال کر پلاتے ہیں جو پینے والوں کے حلق سے آسانی سے اتر جاتا ہے۔ ۱۲۳ے

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَكۡنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ سَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمُ الۡحَرَّ

وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ۔

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے رہنے کے لئے گھر بنائے اور حیوانات کی کھال سے بھی تمھارے لئے گھر بنائے، جنھیں تم اپنے سفر اور ٹھہرنے کے دن ہلکا پاتے ہو ان کی اون، پشمینوں اور بالوں سے ایک مدت تک کے لئے تمھارے اسباب اور فائدے کی چیزیں بنائی۔ ۱۲۴؎

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ترجمہ۔اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے، ان میں سے کوئی پیٹ کے بل، کوئی دو پیروں پر اور کوئی چار پیروں پر چلتے ہیں بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ ۱۲۵؎

وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۚ۔

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے ہیں۔ ۱۲۶؎

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ۔

ترجمہ۔کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے؟ (کیسا عجیب اور نافع) ہے۔ ۱۲۷؎

وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ ۱۲۸؎

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالی بنی نوع انسانیت پر اپنے فضل و کرم اور نعمتوں کو بیان کر رہے ہیں جو اللہ نے انسان کو جانوروں اور چوپایوں کی صورت میں عطا فرمائی ان میں سے کچھ حلال جانوروں کا دودھ اور گوشت کھایا جاتا ہے کچھ جانوروں کو اللہ نے انسان کی سواری کے لئے مسخر فرما دیا ہے تاہم کچھ جانور ایسے بھی ہیں جن کی کھال، اون اور پشمین سے انسان اپنے لئے گرم لباس اور خیمے بناتا ہے جو سفر میں ہلکے اور آرام دہ ہوتے ہیں۔

پرندے:

پرندے، اپنے پروں اور پنکھوں کے ذریعے ہوا میں پرواز کرتے ہیں پرندے جانوروں کے ایک گروپ 'ورٹیبرٹیس' یا ریڑھ دار جانوروں کی ایک قسم سے تعلق رکھتے ہیں پرندوں کی کئی عادات وخصائل دیگر جانوروں سے مختلف ہوتی ہیں لیکن ان میں کچھ عادتیں مماثل بھی ہوتی ہیں ممالیا کی طرح تمام پرندوں کے دل کے چار خانے ہوتے ہیں پرندوں کا خون گرم ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کا جسمانی درجہ حرارت ایک جیسا اور مستقل رہتا ہے یہی وجہ انھیں مختلف ماحول میں زندہ رکھتی ہے۔ پرندوں اور حشرات الارض کی نشونما انڈوں میں ہوتی ہے۔ آج سے ۱۴۰۰ قبل حضرت علیؑ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کے جن جانوروں کے کان نمایاں ہوتے ہیں ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں جبکہ جن جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض کے کان نمایاں نہیں ہوتے ان کے انڈے

ہوتے ہیں۔

پرندے کرہ ارض کے بلند ترین مقامات، پہاڑوں، چٹانوں، اونچے درختوں حتیٰ کے قطبین پر بھی بسیرا اور پرواز کرتے ہیں کچھ پرندے سمندر میں ۸۵۰ فٹ کی گہرائی میں بھی غوطہ زن ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں پرندے عام طور پر جسامت کے اعتبار سے 2.25 (ہیمنگ برڈ) جتنے چھوٹے اور ۹ فٹ اونچے اور ۱۵۶ کلوگرام وزنی شتر مرغ جتنے بھی ہوتے ہیں سب سے زیادہ وزنی اڑنے والے پرندے بسٹرڈ کا وزن ۱۸ کلوگرام تک ہوتا ہے تاہم پرندوں کے پروں کے مختلف خطوط، رنگ، ڈیزائن اور انداز ان کی عمر، عادت، جنس اور سماجی حیثیت کا پتا دیتے ہیں تقریباً سب ہی پرندوں کی دم ہوتی ہے جو انھیں پرواز کے دوران رخ بدلنے اور زمین پر اترنے میں مدد دیتی ہیں پرندوں میں بے حد عقل وشعور پایا جاتا ہے وہ نہایت خوبصورتی سے اپنے گھونسلے بناتے ہیں جس میں ان کی ضروریات کی تقریباً ہر چیز مہیا ہوتی ہے اس ضمن میں عام طور پر 'بیا' کی مثال پیش کی جاتی ہے جس کا گھونسلہ آرٹ کا بہترین نمونہ تصور کیا جاتا ہے اس کے گھونسلے میں علیحدہ علیحدہ کمرے، اسٹور، بچوں کے کھیلنے کی جگہ حتیٰ کے روشنی کے لئے جگنو بھی ہوتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے میں 'ہدہد' نے ملکہ سبا کے ملک اور تخت کی خبر انھیں دی جس کو سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو دین اسلام کی دعوت بھیجی۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہدہد بولا کے مجھے ایک بات معلوم ہوئی ہے میں شہر سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں وہاں ایک عورت بادشاہت کر رہی ہے جس کا بہت بڑا تخت ہے اور اسے ہر چیز ملی ہوئی ہے وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ ۱۲۹؎

آکسفورڈ یونیورسٹی کی ایک حالیہ تحقیق جو ہجرت کرنے والے پرندوں پر کی گئی تھی کے مطابق! ہجرت کرنے والے پرندے اتنے ذہین اور عقل مند ہوتے ہیں کے وہ سرد موسم کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے گرم ملکوں اور خطوں کی جانب سفر کرتے ہیں پھر اپنی سردیوں کی چھٹیاں گزار کر بخیریت اپنے وطن کو لوٹتے ہیں تاہم ماہرین نے اپنی تحقیق کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کے ایسے تمام پرندوں کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کا کرپٹوکرومز (Cryptochromes) نامی پروٹین پایا جاتا ہے جو انھیں مقناطیسی میدان اور درست سمت کے تعین میں مدد فراہم کرتا ہے۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کے پرندوں کی نظر بہت تیز ہوتی ہے جبکہ شاہین کسی بھی شے کو آٹھ گنا زیادہ بڑا دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے، عام طور پر جب پرندے آسمان کی بلندیوں پر محو پرواز ہوتے ہیں تو زمین پر رینگنے والی معمولی کیڑے مکوڑوں کو بھی اتنی بلندی سے با آسانی دیکھ لیتے ہیں اور ان کے شکار کے لئے جیسے ہی زمین پر اپنا پنجہ مارتے ہیں اللہ کریم انھیں ان کا رزق عطا فرماتے ہیں یہ اصول اور قانون قدرت ہے کے جب کوئی بھوکا پرندہ یا جانور اپنی غذا کو تلاش کرتا ہے تو قدرت فوراً اس کی غذا کا انتظام کرتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔کیا وہ پرندوں کی طرف نہیں دیکھتے؟۔١٣٠

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ۔

ترجمہ۔کیا انھوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا؟ وہ اپنے پروں کو کھولتے اور سمیٹتے ہیں اور انھیں رحمن کے سوا کس نے تھاما ہے؟ بے شک وہ ہر شے کا دیکھنے والا ہے۔١٣١

حشرات الارض:

ماہرین نے ابھی تک حشرات کی دس لاکھ سے زائد اقسام کا پتا چلایا ہے لیکن اس کے باوجود ہر سال ایسے سینکڑوں اور ہزاروں نئے حشرات بھی دریافت ہوتے ہیں جن کے بارے میں پہلے کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔حشرات الارض چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں عام طور پر ان کے جسم کے تین حصے۔

١۔سر۔٢۔دھڑ۔٣۔اور پیٹ ہوتے ہیں۔

یہ ہوا میں سانس لیتے ہیں اکثر ان کی چھ ٹانگیں اور دو پر ہوتے ہیں لیکن کچھ زمین پر چلنے اور رینگنے والے بھی کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں جن کے پر نہیں ہوتے ان کی بصارت، سماعت اور سونگھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے تمام حشرات الارض اپنے دشمنوں سے بچنے کی مکمل فہم وادراک رکھتے ہیں کچھ حشرات کیموفلاج سے بھی کام لیتے ہیں یعنی پھول، پودوں، پتوں اور درخت کی شاخ کے ہم رنگ ہوجاتے ہیں اور دشمن سے بچ جاتے ہیں کچھ حشرات چند گھنٹوں میں ہی پوری فصل کا صفایا کر دیتے ہیں جبکہ کچھ نہایت زہریلے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسانوں کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے حشرات بیماریاں بھی پھیلاتے ہیں چنانچہ یہ انسان، جانور اور پودوں کو بھی بیمار کر سکتے حشرات الارض کے خون کا رنگ عموماً سرخ، نیلا، کالا، سفید، پیلا یا پھر سبز ہوتا ہے۔

چونٹیاں:

چونٹیاں نہایت منظم بستیوں کی صورت میں رہنے والے حشرات کا ایک خاندان ہے جس کی تقریباً ١١،٠٠٠ (گیارہ ہزار) اقسام ہیں چونٹیوں کی بستیاں واضح سماجی ڈھانچے رکھتی ہیں جن میں خوراک، رہائش اور تولید، کے لئے لازمی مختلف ذمہ دار چونٹیاں پائی جاتی ہیں چونٹیوں کا تعلق حشرات کے Hymenoplera گروپ سے ہے جس میں شہد کی مکھیاں اور پتنگے وغیرہ بھی شامل ہیں عام طور پر چونٹیاں دنیا بھر میں مٹی کے ڈھیر میں رہنا پسند کرتی ہیں لیکن کچھ چونٹیاں درختوں، گلی سڑی لکڑیوں اور مردہ پودوں میں بھی رہتی ہیں جبکہ آرکٹک اور انٹارکٹک میں بھی چونٹیاں پائی جاتی ہیں، چونٹی کے اوپر نصب اینٹینا کے ذریعے اسے اپنے اردگرد کے حالات کا علم ہوتا ہے نیوجرسی کی ایک تحقیق میں ماہرین حشرات الارض نے چونٹیوں کے قدیم ترین دریافت ہونے والے فوسلز کی قدامت کا اندازہ لگاتے ہوئے یہ اعتراف کیا ہے کے یہ قدیم فوسلز تقریباً نو کروڑ بانوے لاکھ سال قبل کے ہیں۔١٣٢

چونٹیاں اللہ کی نہایت عقلمند مخلوق ہے ان کا سماجی نظام نہایت منظم اور متوازن ہے ان کے سماجی نظام میں مختلف چونٹیوں کے خاندان، حسب ونسب اور اسی اعتبار سے ان کی ذمہ داریاں ہیں ان کے سماجی نظام میں باغبان، کارکن، انجینئر، سائنسدان، درزی، فن کار،

مزدور اور ملکہ چونٹیاں پائی جاتی ہیں۔

ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ ان کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

۱۔ملکہ چونٹی:

ملکہ چونٹی کے ذمہ تولیدی فرائض ہیں چنانچہ وہ انڈے اور بچوں کی پرورش اا ہم ترین فریضہ انجام دیتی ہے تاہم دوسری چونٹیاں ملکہ کے ہوتے ہوئے تولیدی فرائض انجام نہیں دے سکتی ہیں۔

۲۔کارکن چونٹیاں:

چونٹیوں کی مختلف شکل وصورت اور رنگ ونسل ہوتی ہے لہٰذا اسی اعتبار سے انھیں ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں تاہم تمام چونٹیاں نہایت ایمانداری اور محنت سے اپنی ذمہ داری کو ادا کرتی ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتیں۔

۳۔باغبان چونٹیاں:

چونٹی نہایت عقلمند مخلوق ہے وہ اپنی بستیوں میں ایسے باغات، پھل، پودے اور پھول بھی اگاتی ہیں جو ان کی غذائی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

۴۔مزدور چونٹیاں:

مزدور چونٹیاں غلے اور غذائی اجناس کو ذخیرہ کرتی ہیں تا کہ وقت ضرورت انھیں استعمال کیا جا سکے نیز یہ مزدور چونٹیاں اپنے جسمانی وزن سے دس گنا زیادہ وزن اٹھاتی ہیں اور نہایت مستقل مزاجی سے اپنے فرائض کی بجا آوری کرتی ہیں چاہے ایک دانہ ان سے ۱۰۰ دفعہ بھی گر جائے لیکن وہ جہد مسلسل کرتے ہوئے اپنے مقصد میں بلا آخر کامیاب ہو ہی جاتی ہیں۔

۵۔انجینئر چونٹیاں:

انجینئر چونٹیاں نہایت قابل ہوتی ہیں۔ وہ ایک بہت بڑا کمرہ بناتی ہیں جو ان کی ہنرمندی ایک منفرد نمونہ ہوتا ہے یہ کمرہ شاہی محل کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو نہایت کشادہ اور صاف ستھرا ہوتا ہے اس کمرے میں ملکہ قیام کرتی ہے جبکہ دیگر چونٹیاں اس کی خدمت کرتی ہیں یہ شاہی محل مختلف گیلریوں کے ذریعے ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں یہ کمرہ سردی اور گرمی سے محفوظ ہوتا ہے جبکہ اس پر پانی بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔

۶۔درزی چونٹیاں:

چونٹیوں میں ماہر درزی بھی ہوتے ہیں یہ درزی چونٹیاں زیادہ تر جنگلوں میں ہوتی ہیں اور درختوں پر بسیرا کرتی ہیں اور اس قدر مہارت سے دو پتوں، شاخوں کو آپس میں جوڑتی ہیں کے اس میں کوئی نقص نکالنا مشکل ہے ایسا وہ عموماً اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے کرتی ہیں لیکن ان کی سی ہوئی شے قدرت کا ایک نمونہ ہے

۷۔سائنسدان چونٹیاں:

سائنسی اصولوں اور قواعد سے بھی واقف چونٹیاں ہوتی ہیں تاہم جب کسی درخت کے بیج کو یہ ذخیرہ کرتی ہیں تو اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کے اس بیج کے تولیدی نظام کو توڑ دیا جائے تا کہ بیج کے نم ہونے کی صورت میں اس میں پودا نہ نکل آئے یہ چونٹیاں سائنسی اصول وقواعد سے واقف ہوتی ہیں۔

۸۔فوجی چونٹیاں:

جب چونٹیاں ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتی ہیں تو ملکہ اپنے مصاحبین کے وسط میں سفر کرتی ہے جبکہ ہر قسم کے خطرات اور دشمنوں سے لڑنے کے لئے محافظ چونٹیاں اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتی ہیں ان کے ڈیوٹی کے اوقات کار بھی ہوتے ہیں عام طور پر طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے بعد ان کی ڈیوٹیز تبدیل ہوتی ہیں۔

۹۔ٹائم اور اسپیس سے آزاد و چونٹیاں:

چونٹیوں کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے اور فاصلوں کو حذف کرتے ہوئے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچ جاتی ہیں تاہم ریسرچ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کے کچھ چونٹیوں کی اقسام ایسی بھی ہیں جن میں ہوا میں تحلیل ہونے کی غیر معمولی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ۱۳۳ے

۱۰۔امیزونی چونٹیاں:

یہ چونٹیوں ی وہ قسم ہے جو دوسری چونٹیوں کو غلام بناتی ہیں ان چونٹیوں کے جبڑے لمبے اور درانتی نما ہوتے ہیں یہ فورنیکا چونٹیوں کے بلوں پر حملہ آور ہو کر ان کے انڈے اور لاروے کو چرا لیتی ہیں تاہم بعد میں جب ان انڈوں سے بچے نکلتے ہیں تو وہ ان بچوں کو اپنا غلام بنا لیتی ہیں یہ غلام چونٹیاں امیزونی چونٹیوں کی بستی میں بحیثیت غلام کے محنت اور مزدوری کرتی ہیں تجربات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کے اگر امیزونی چونٹیوں کو ان غلام چونٹیوں سے الگ کر دیا جائے تو وہ غم سے نڈھال ہو کر اور بھوکی پیاسی رہ کر موت کو ترجیح دیتی ہیں۔ ۱۳۴ے

۱۱۔ڈرائیور چونٹیاں؛

چونٹیوں کی یہ قسم افریقہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں جہاں یہ ایک سے دو کروڑ کی تعداد میں مختلف بلوں میں اپنا شہر بساتی ہیں ان کے جبڑے نہایت مضبوط اور توانا ہوتے ہیں جبکہ یہ قوی الحبثہ جانوروں پر حملہ آور ہو کر انھیں بھی ہلاک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ۱۳۵ے

۱۲۔لشکری چونٹیاں؛

لشکری چونٹیاں بلوں میں نہیں بلکہ خانہ بدوشانہ زندگی کو پسند کرتی ہیں یہ ملکہ کے انڈے دینے کے بعد سے باری باری خانہ بدوشی اور

بے کاری کے مراحل سے گزرتی ہیں ان کے جبڑے نہایت مضبوط ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کئی بڑے حشرات الارض اور جانوروں کو با آسانی شکار کرتی ہیں۔۱۳۶؎

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے میں جب آپ کا لشکر وادی نمل میں سے گزرا تو چونٹیوں نے دوسری چونٹیوں سے یہ کہا!

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوۡا عَلٰی وَادِ النَّمۡلِ ۙ قَالَتۡ نَمۡلَۃٌ یّٰۤاَیُّہَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰکِنَکُمۡ ۚ لَا یَحۡطِمَنَّکُمۡ سُلَیۡمٰنُ وَجُنُوۡدُہٗ ۙ وَہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ۔

ترجمہ۔اے چونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کے سلیمان اور اس کا لشکر تمھیں کچل ڈالے اور انھیں خبر بھی نہ ہو۔۱۳۷؎

دنیا میں حشرات الارض کی لاکھوں کروڑوں اقسام پائی جاتی ہیں جن پر یہاں تفصیل سے بات نہیں کی جاسکتی لیکن چونٹیوں پر مختصراً کلام کی اصل وجہ یہ ہے کے عام طور پر یہ گھروں میں بھی پائی جاتی ہیں اور انسان انھیں بے ضرر سمجھ کر نظرانداز کرتے ہیں لیکن یہ ننھی سی مخلوق نا صرف نہایت منظم انداز سے اپنی زندگی گزارتی ہے بلکہ فہم وفراست اور دانائی اور بینائی میں بھی اپنی مثال آپ ہے جو نہ صرف اپنے خالق و مالک کو جانتی اور پہچانتی ہے بلکہ صبح وشام اس کی حمد وثناء اور عبادت بھی کرتی ہے۔

بیکٹر یاز، جراثیم اور وائرس:

ماہرین کے مطابق! سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں غیر مرئی مخلوقات بھی اس کائنات میں پائی جاتی ہیں جن کو عام آنکھ سے دیکھنا ناممکن ہے اس مخلوق کو دیکھنے کے لئے خوردبین اور سپر لینز کی ضرورت پڑتی ہے تاہم اللہ کی یہ نادیدہ مخلوق بھی ازل سے اس کائنات میں موجود ہے ان کی بھی شکل صورت، عادات ومزاج، خاندان، بیماریاں پھیلانے کا منظم نظام، موت وحیات، تولیدی نظام اور نر و مادہ دونوں جنسیں پائی جاتی ہیں ہے ماہرین کے مطابق! جب کسی انسان کی موت واقع ہوجاتی ہے تو یہ نادیدہ مخلوق مردہ جسم پر کچھ بائیولوجیکل اور کیمیکل چینجز لانے کا سبب بنتے ہیں چنانچہ جسم میں ملنے والے ان نادیدہ اور غیر مرئی بیکٹر یاز کا معائنہ کر کے ڈاکٹرز پوسٹ مارٹم کے ذریعے موت کے درست وقت کا تعین کر لیتے ہیں۔۱۳۸؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَیَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۔ترجمہ۔(اللہ) وہ چیزیں بھی پیدا کرتا ہے جنھیں تم نہیں جانتے۔۱۳۹؎

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ وَ مَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ان چیزوں کی قسم جو تم کو نظر آتی ہیں اور ان چیزوں کی قسم جو تم کو نظر نہیں آتی ہیں۔۱۴۰؎

وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰۤی ۔ترجمہ۔اس ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کئے۔۱۴۱؎

دیگر انواع:

دیگر انواع میں پہاڑ، دریا، سمندر، سورج، چاند، ستارے، سیارے، ہوا، فضاء، بادل، بارش، گرمی، سردی، بہار، خزاں، چرند، پرند، حشرات الارض اور کئی مرئی اور غیر مرئی مخلوقات جنھیں سائنسی زبان میں جراثیم، بیکٹر یاز اور وائرس کہا جاتا ہے یہ تمام بھی اللہ کی

مخلوقات ہیں جنھیں اللہ نے بے وجہ تخلیق نہیں فرمایا بلکہ اس کے پیچھے بھی حکمت پوشیدہ ہے تاہم ان مخلوقات کی بھی موت وحیات، والدین، بچے، زندگی کا دورانیہ، سانس کی رفتار، رزق، اللہ کی پہچان اور اس کی عبادت کے طریقے انھیں ودیعت کردئے گئے جن سے وہ انحراف نہیں کرتے دیگر انواع کے حوالے سے ذیل میں کچھ قرآنی آیات پیش کی جا رہی ہیں۔

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ۔

ترجمہ۔اس نے اس زمین کے اوپر پہاڑ کھڑے کئے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کی پیداوار مقرر کی۔ ۱۴۲؎

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ۔

ترجمہ۔ہم نے زمین پھیلائی اور اس میں پہاڑ نصب کئے اور اس میں ہر ایک مناسب چیز اگائی اور اس میں ہم نے تمھارے گزارے کا سامان بھی پیدا کیا۔ ۱۴۳؎

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

ترجمہ۔اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا جو ہمیشہ چلنے والے ہیں اور تمہارے لیے رات اور دن کو تابع کی۔ ۱۴۴؎

اَللّٰهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

ترجمہ۔اللہ نے سمندر کو تمھارے لئے مسخر کر دیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور شکر ادا کرو۔ ۱۴۵؎

اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ۔

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے، اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں تا کہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں، اور نہریں تمہارے تابع کر دیں۔ ۱۴۶؎

وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔

ترجمہ۔اس نے تمھارے لئے رات، دن، سورج، چاند اور ستاروں کو مسخر کیا بے شک میں سمجھنے والوں کے لئے قدرت کی نشانیاں ہیں۔ ۱۴۷؎

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ۔

ترجمہ۔اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان سب کو تمھارے لئے مسخر کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں ظاہر اور باطن میں کمال کو پہنچا دیں۔ ۱۴۸؎

وَاَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنَاكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخَازِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ہم نے پانی سے بوجھل ہوائیں بھیجیں پھر ہم نے آسمان سے پانی اتار، ہر وہ تمہیں پلایا، اور تمہارے پاس اس کا خزانہ نہیں ہے۔۱۴۹؎

اگر چہ اپنے محدود علم وعقل کو ہی بنیاد بنالیا جائے تو صرف اسم الْخَالِقُ پر سینکڑوں کتب تخلیق کی جا سکتی ہیں تاہم اس بحث کو یہیں سمیٹتے اور یہ کہتے ہوئے کے ہم بہت خطا کار اور گناہ گار انسان ہیں اور ہم میں یہ صلاحیت ہرگز نہیں کے ہم اللہ کی صفات کو سوچ، سمجھ سکیں اور اس پر قلم اٹھانے کی جراءت کر سکیں۔

ارشادات خداوندی:

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۔

ترجمہ۔اللہ ہی ہر چیز ا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔۱۵۰؎

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔وہ (اللہ) ہے جس نے تمھارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا ہے جو زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف قصد کیا تو سات آسمان بنادئے۔۱۵۱؎

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔

ترجمہ۔وہ (اللہ) آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اور جب کوئی چیز کرنا چاہتا ہے تو صرف یہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، سو وہ ہو جاتی ہے۔۱۵۲؎

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۔

ترجمہ۔وہ (اللہ) نے رات، دن، سورج اور چاند کو پیدا کیا، سب اپنے اپنے دائرے میں گھوم رہے ہیں۔۱۵۳؎

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۔ترجمہ۔اور جانوروں کو تمھارے لئے پیدا کیا۔۱۵۴؎

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ہم نے تمھیں نر و مادہ پیدا کیا ہے۔۱۵۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس چیز کو اللہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ قلم اور مچھلی ہے قلم نے پوچھا کے میں کیا لکھوں؟ فرمایا کے جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ لکھو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ن والقلم۔یعنی۔ ن سے مراد مچھلی اور قلم سے مراد قلم ہے۔۱۵۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا تو اس سے فرمایا کے لکھو تو اس نے قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو لکھا۔ ۱۵۷

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! ہر مخلوق اللہ کی ایک حجت اور برہان یعنی نشانی ہے چاہے وہ مخلوق خاموش ہو۔ ۱۵۸

روحانی وظیفہ:

جو شخص ہمیشہ اسم اَلْخَالِقُ کا ورد کرتا ہے اللہ اس کے لئے ایک فرشتے کو پیدا فرماتے ہیں جو اس کی طرف سے عبادت کرتا ہے اور اس شخص کا چہرہ پرنور اور منور ہو جاتا ہے۔

جو شخص سات دن تک ۱۰۰ مرتبہ یاخَالِقُ پڑھے گا وہ تمام مصیبتوں اور آفتوں سے محفوظ رہے گا تزکیہ قلب کے لئے جو شخص ۳۳۰ مرتبہ یاخَالِقُ پڑھے گا اللہ اسم اسم کی برکتوں سے اس کے قلب اور چہرے کو پرنور بنا دیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔

۴۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۶۱۔تفسیر سورہ فاطر۔آیت۔۳۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۵۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۶۴۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۶۔سورہ العلق۔آیت۔۱۔

۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۸۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۲۔۱۴۔

۹۔سورہ دہر۔آیت۔۳۔

۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۱۔سورہ الحج۔آیت۔۵۔

۱۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۱۳۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔

۱۴۔سورہ الفرقان۔آیت۔۵۴۔

۱۵۔سورہ التین۔آیت۔۴۔

۱۶۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔

۱۷۔فتح القدیر۔امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)۔ص۔۳۱۹۔
مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۱۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۵۔
۱۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۱۔
۲۰۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۲۱۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل۔ج۔۲۱۔ص۔۱۲۔رقم الحدیث۔۱۳۲۷۹۔
موسسۃ الرسالہ۔بیروت۔۱۴۱۹ھ۔
۲۲۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔
۲۳۔سورہ فاطر۔آیت۔۳۷۔
۲۴۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۲۵۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۔
۲۶۔سورہ ہود۔آیت۔۷۔
۲۷۔سورہ الفرقان۔آیت۔۵۹۔
۲۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب المنافقین۔
مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۲۴۲۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۲۴۲۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۱۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔
۳۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۳۳۔سورہ الذاریات۔۴۔
۳۴۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۔۵۔
۳۵۔سورہ النحل۔آیت۔۵۰۔
۳۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۱۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔سورہ طہ۔آیت۔۱۱۶۔
۳۷۔کشف الاستار عن الزوائد البزار۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی۔
(متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۲۸۔مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔۱۴۰۴ھ۔
۳۸۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۳۹۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۱۰۷۔ص۔۳۱۰۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ۔
۴۰۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۸۹۔ص۔۲۶۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ۔
۴۱۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔

۴۲۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دار لکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۴۳۔کشف الاستار عن الزوائد البزار۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۲۸۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔ ۱۴۰۴ھ۔
۴۴۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۱۷۔۱۱۸۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۴۵۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۴۶۔سورہ نوح۔آیت۔۱۵۔
۴۷۔سورہ النبا۔آیت۔۱۲۔
۴۸۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۴۹۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۵۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۔
۵۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۴۔
۵۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۴۴۴۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۳۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۹۔
۵۴۔سورہ صافات۔آیت۔۱۵۸۔
۵۵۔سورہ جن۔آیت۔۶۔
۵۶۔سورہ جن۔آیت۔۱۴۔
۵۷۔سورہ صافات۔آیت۔۱۵۸۔
۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔
۵۹۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔شرح قاموس۔ج۔۹۔ص۔۱۶۴۔دار احیاء التراث العربی۔
۶۰۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴۔
۶۱۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۶۲۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۷۔
۶۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۵۔
۶۴۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۲۱۹۔مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران۔
۶۵۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔ج۔۶۔ص۔۱۰۹۔دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۶۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۰
۶۷۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔
۶۸۔فتح الباری۔ج۔۹۔ص۔۶۷۸۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۶۹۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۲۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔

۷۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔

۷۱۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۹۔

۷۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔

۷۳۔سورہ الناس۔آیت۔۴۔۶۔

۷۴۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۹۔۳۱۔

۷۵۔الخصائص الکبریٰ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۵ھ۔

۔تفسیر الکبیر امام فخرالدین محمد بن ضیاالدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

(اس کے علاوہ امام زمخشری، امام بیہقی، امام ابوحفص بن حنبل نے سند کے ساتھ لکھا اور روایت کیا ہے جبکہ امام جلال الدین سیوطی نے تو اس پر باقاعدہ ایک باب بھی قائم کیا ہے)۔

۷۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۶۔

۷۷۔تفہیم القرآن۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۶۹۔

تفسیر سورہ الرحمن۔آیت۔۵۶۔ترجمان القرآن لاہور۔

۷۸۔حدیث نبوی ﷺ۔

۷۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۳۔۳۴۔

۸۰۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۹۔

۸۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔

۸۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۹۔

۸۳۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۳۔

۸۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب السلام۔رقم الحدیث۔۱۴۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۸۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب السلام۔رقم الحدیث۔۱۳۲۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۸۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۲۵۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۸۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۱۴۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۸۸۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔

۸۹۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔

۹۰۔حاشیہ القونوی علی البیضاوی۔علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد حنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ)۔ج۔۹۔ص۔۱۴۷۔مطبوعہ دارالکتب۔

۹۱۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۲۹۸۔مطبوعہ دارالفکر۔

۹۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔

۹۳۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔

۹۴۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۹۵۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی۔(متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۸۹۱۹۔مکتبہ نزار مصطفی مکہ مکرمہ ۔۱۴۱۷ھ۔
۹۶۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۲۔
۹۷۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۹۔
۹۸۔سورہ طہٰ۔آیت۔۵۳۔
۹۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۔
۱۰۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔
۱۰۱۔سورہ شوریٰ۔آیت۔۲۲۔
۱۰۲۔سورہ البینہ۔آیت۔۸۔
۱۰۳۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۲۔
۱۰۴۔سورہ دخان۔آیت۔۵۰۔
۱۰۵۔سورہ الصٰفٰت۔آیت۔۶۲۔۶۸۔
۱۰۶۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۶۔
۱۰۷۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔
۱۰۸۔سورہ رعد۔۳۔۴۔
۱۰۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۱۱۰۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۱۱۱۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۵۳۔
۱۱۲۔سورہ رعد۔آیت۔۳۔
۱۱۳۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔
۱۱۴۔سورہ رعد۔۴۔
۱۱۵۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۱۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔
۱۱۷۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔
۱۱۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔
۱۱۹۔روزنامہ جنگ۔اشاعت۔۱۹دسمبر۔۲۰۱۷ء۔
۱۲۰۔بی بی سی اردو۔اشاعت۔۲۰نومبر۔۲۰۱۷ء۔
۱۲۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔

۱۲۲۔سورہ النحل۔آیت۔۵۔۸۔

۱۲۳۔سورہ النحل۔آیت۔۶۶۔

۱۲۴۔سورہ النحل۔آیت۔۸۱۔

۱۲۵۔سورہ النور۔آیت۔۴۵۔

۱۲۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۔

۱۲۷۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۱۷۔

۱۲۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔

۱۲۹۔سورہ النمل۔آیت۔۲۰۔۲۳۔

۱۳۰۔سورہ النحل۔آیت۔۷۹۔

۱۳۱۔سورہ الملک۔آیت۔۱۹۔

۱۳۲۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔ا۔ص۔۸۸۶۔ناشران۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۰۵۔

۱۳۳۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔۲۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔

۱۳۴۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔ا۔ص۔۲۲۰۔الفیصیل پبلیشرز لاہور

۱۳۵۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔ا۔ص۔۱۰۰۵۔الفیصیل پبلیشرز لاہور

۱۳۶۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔ا۔ص۔۱۸۲۲۔الفیصیل پبلیشرز لاہور

۱۳۷۔سورہ النمل۔آیت۔۱۹۔

۱۳۸۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔ا۔ص۔۹۰۸۔الفیصیل پبلیشرز لاہور

۱۳۹۔سورہ النحل۔آیت۔۸۔

۱۴۰۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۳۸۔

۱۴۱۔سورہ الیل۔آیت۔۳۔

۱۴۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۰۔

۱۴۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۰۔

۱۴۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۳۔

۱۴۵۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۲۔

۱۴۶۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۲۔

۱۴۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۔

۱۴۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۰۔

۱۴۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔

۱۵۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۲۔

۱۵۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۹۔

۱۵۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔

۱۵۳۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۳۔

۱۵۴۔سورہ النحل۔آیت۔۵۔

۱۵۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔

۱۵۶۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۷۔ص۔۱۲۸۔مطبوعہ دار لکتاب العربی بیروت۔

۱۵۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۲۹۔ص۔۱۱۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۱۵۸۔نہج البلاغہ۔حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین خطبہ ۸۹۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔

اَلۡبَارِئُ

جان ڈالنے والا

He who Creates all things in proportion.See also the suggestions under Al-Musawwir.

اَلۡبَارئ۔(الحشر۔۲۴)

وہی اللہ ہے جو ہر چیز کا خالق اور موجد ہے، وہ صورتیں بنا تا ہے۔

اَلْبَارِئ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۲۱۲اور عدد ۵) ہے۔

اَلْبَارِئ۔(ب۔ر۔ا۔ء) سے مشتق ہے۔

اَلْبَارِئ۔کے معنی جدا کرنا، الگ کرنا یا پھاڑ کر علیحدہ کرنا۔ا؎

اَلْبَارِئ۔قرآن کریم میں (۳)مرتبہ آیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِی۔۲؎

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جو موجد کرتا ہے۔

اَلْبَارِئ۔نافذ کرتا ہے اور اس کے مطابق صورت گری کرتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۚ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۚ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔کیا وہ لوگ جنھوں نے نبی کی بات کا انکار کیا ہے غور نہیں کرتے کے یہ سب آسمان اور زمین باہم آپس میں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا اور پانی کے ذریعے ہر زندہ چیز پیدا کی۔۳؎

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا۔

ترجمہ۔کیا کفار کو یہ نظر نہیں آیا کے زمین اور آسمان پہلے بند تھے پھر ہم نے انھیں کھول دیا۔۴؎

اس آیت میں كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۔۵؎
کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں اس میں لفظ رَتْقًا کے معنی ہیں باہم جڑی ہوئی، ملی ہوئی۔
اسی آیت میں اللہ تعالی آگے وضاحت فرمارہے ہیں کے وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا یہاں لفظ دَحٰىهَا یسے مراد کسی چیز کو وسیع کر دینا، بچھا دینا، الگ الگ کر دینا یا پھر جدا کر دینا یعنی ثابت ہوا کہ! اجرام فلکی (ارض وسماء) پہلے کبھی آپس میں باہم پیوست تھے پھر انھیں الگ الگ کیا گیا اس طرح سے زمین کے کرہ کا جداگانہ وجود عمل میں آیا پھر اس میں مزید توسیع، تغیر اور ہمواری پیدا کی گئی لہٰذا قرآن اس کیفیت اوور حقیقت کو دَحٰىهَا سے تعبیر کر رہا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا۔۶؎
یعنی اس آیت کو اس طرح سے سمجھا جا سکتا ہے کے تمام عناصر کائنات باہم ملے ہوئے تھے پھر اللہ نے انھیں اپنے علم وارادے سے خلق کیا پھر اس کی صفت البارى نے انھیں باقی چیزوں سے براء یعنی الگ کیا اور بالا آخر اللہ نے اس شے کی صورت گری فرمائی ۔مندرجہ آیت کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کہ! کسی دور میں زمین اور آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے پھر اللہ تعالی نے انھیں اپنی رحمت خاص سے جدا کیا پھر اس جدا کئے گئے کچھ حصے سے آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، سیارے، انسان، حیوان، درخت، دریا، سمندر، پہاڑ، جنات، فرشتے اور کل مخلوقات کو پیدا فرمایا اور پھر ان کی صورت گری فرمائی اس نکتے کو سمجھنے کے لئے دنیاوی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مثلاً ایک درزی آڈر کے مطابق ایک تھان سے مختلف سائز کے شلوار قمیض، پینٹ، شرٹ یا کوٹ اور پتلون سیتا ہے یعنی پہلے وہ کپڑے کو مطلوبہ آڈر کے مطابق ناپ کر الگ کرتا ہے پھر اس کی صورت گری یعنی سی کر مطلوبہ شکل وصورت دیتا ہے۔
اسی طرح سے باورچی گوشت کی مختلف ڈشز بنانے کے لئے مطلوبہ مقدار میں گوشت کے مختلف حصوں کو الگ کر کے انھیں مختلف ذائقہ دار کھانوں میں بدلتا ہے۔
مجسمہ ساز گوندھی ہوئی مٹی سے الگ الگ چیزیں بناتا ہے لیکن انھیں بنانے سے قبل مطلوبہ مقدار کو الگ کرتا ہے یہی اہم نکتہ ہے جس کو سمجھانے کے لئے اتنی مثالیں پیش کی گئیں۔ یعنی تخلیق سے قبل مطلوبہ شے کے لئے جس سے وہ شے تخلیق ہوگی اس کی معین مقدار کو الگ کرنا پھر تخلیق کے مرحلے کے بعد صورت گری کرنا با الفاظ دیگر مٹی کو علیحدہ کرنا۔ اسی علیحدگی کو عربی زبان میں براء کہتے ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے! اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۔۷؎
یہاں البریہ کی اصل البری ہے جس کے معنی مٹی کے ہیں۔
سورہ التوبہ کے آغاز میں ارشاد ہوا! بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه ۔۸؎

یعنی اللہ اور اس کا رسول ﷺ مشرکین مکہ سے الگ (بری الذمہ) ہیں۔

اسم الباری کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الباری سے مراد معین مقدار کو کل سے علیحدہ کرنا یا معین مقدار کے علم پر کامل دسترس کا ہونا اللہ نے مخلوق کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا پھر ہر شے کو اس کی مطلوبہ اور معین مقدار کے مطابق الگ کیا اس کے بعد اس کی صورت گری فرمائی۔

معین مقداروں کا علم: (D.N.A)

معین مقداروں کا علم اپنے اندر نہایت وسعت اور گہرائی لئے ہوئے ہے کائنات کی ہر شے کے پیچھے مخصوص اور متعین اجزائے ترکیبی اور فارمولہ پایا جاتا ہے اسی اجزائے ترکیبی یا مخصوص مقداروں کو سائنسی زبان میں D.N.A یعنی (Deoxy Ribonucleic Acid) بھی کہتے ہیں انسان کی طرح کائنات کی ہر شے کا D.N.A ہوتا ہے کل اشیاء کائنات کسی نہ کسی مقصد اور پروگرام کے تحت تخلیق کی گئی ہیں۔

اسی نکتے کی وضاحت میں حضرت قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں!

کائنات کا ہر ایک نقش روشنی کی ایک الگ نوع ہے ہر نوع روشنی کی ایسی مقداری حرکت رکھتی ہے جو مخصوص رنگوں کی ترتیب ہے اور ہر ترتیب کے تحت یکساں اور مشابہہ شکلیں ظہور میں آتی ہیں چنانچہ ہر نوع کی مقداری حرکت اپنی ایک الگ مرکزیت رکھتی ہے یہ ساری مرکزیتیں مل کر نقطہ وحدانی کی طرف صعود کرتی ہیں صعود اور نزول کی مذکورہ بالا طرز ہی سی شے میں تغیر پیدا کرتی ہے اور اسی تغیر کا نام حکم کی تفصیل ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالی نے اس طرح سے فرمایا الا لہ الخلق والامر۔ یعنی۔ کائنات کا ہر نقش تین وجود رکھتا ہے۔

۱۔ پہلے وجود کا قیام لوح محفوظ پر ہے۔

۲۔ دوسرے وجود کا قیام عالم تمثال میں ہے۔

۳۔ تیسرے وجود کا قیام عالم رنگ میں ہے۔

یہاں عالم رنگ سے مراد کائنات ے وہ تمام مادی اجسام ہیں جو رنگوں کی اجتماعیت پر مشتمل ہیں یہ اجسام لاشمار رنگوں میں سے متعدد رنگوں کا مجموعہ ہیں یہ رنگ نسمہ کی مخصوص حرکات سے وجود میں آتے ہیں چنانچہ نسمہ کی معین طوالت حرکت سے ایک رنگ بنتا ہے دوسری طوالت حرکت سے دوسرا رنگ وجود میں آتا ہے اس طرح سے نسمہ کی بے شمار طوالتوں سے لاشمار رنگ وجود میں آتے چلے جاتے ہیں تاہم ان رنگوں اعددی مجموعہ ہر نوع کے لئے الگ معین ہے یعنی اگر گلاب کا الف عددی مجموعہ معین ہے تو اس الف عددی مجموعہ سے ہمیشہ گلاب ہی وجود میں آئیں گے اس عدد سے کوئی دوسری شے وجود میں نہیں آئی گی اگر انسان کی تخلیقی رنگوں کی تعداد 'جیم' ہے تو اس عددی تعداد سے کوئی دوسرا حیوان یا شے تخلیق نہیں پا سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسی قانون کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا!

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔اس فطرت پر جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی اور یہ بالکل سچا اور درست دین ہے۔۹

یہاں فطرت سے مراد نسمہ کی حرکت طوال، رفتار اور اس کا ہجوم ہے عالم رنگ میں جتنی بھی اشیاء پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب رنگین روشنیوں کا مجموعہ ہیں جن کے ہجوم سے وہ شے وجود میں آتی ہے۔اسی کو عرف عام میں مادہ کہتے ہیں تاہم تمام مخلوقات اور موجودات اسی کیمیائی عمل پر قائم و دائم ہیں اگر چہ نسمہ کے اندر دو قسم کی مظہریت پائی جاتی ہے۔

۱۔حرکت کا طول۔ ۲۔حرکت کی رفتار۔

حرکت کا طول مکانیت اور حرکت کی رفتار زمانیت کہلاتی ہے جبکہ حرکت کی یہ دونوں اقسام ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتی ہیں۔۱۰

ہر تخلیق میں معین مقداریں کام کر رہی ہیں جو ہر نوع کو دوسری نوع اور ہر فرد کو دوسرے فرد سے ممتاز کرتی ہے اگر چہ حیران کن امر یہ ہے کے مٹی کے ذرات تو ایک ہی ہیں لیکن ان ذرات کی مقداروں میں ردوبدل سے تخلیقات اور اشیاء کائنات میں انفرادیت پیدا ہوجاتی ہے۔۱۱

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُه۔

ترجمہ۔انسانوں، جانوروں اور چوپایوں کی رنگتیں بھی الگ الگ ہیں۔۱۲

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔۱۳

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا۔

ترجمہ۔بے شک اللہ نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔۱۴

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى۔

ترجمہ۔(اللہ) نے ہر شے کا اندازہ مقرر کیا اور اسے رستے لگا دیا۔۱۵

اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ۔

ترجمہ۔بے شک یہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے، یہ اللہ پر آسان ہے۔۱۶

ہماری زمین کا اہم تخلیقی عنصر مٹی اور پانی ہے اگر چہ انسان، جانور، پودے یا پرندوں کی ساخت کو دیکھ کر ایسا نہیں لگتا کے ان کی تخلیق مٹی یا پانی سے ہوئی لیکن قرآن کریم نے ہی اس راز کی عقدہ کشائی فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۔

ترجمہ۔(اللہ) نے تمھیں گیلی مٹی سے پیدا کیا۔۱۷؎

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۔

ترجمہ۔انسان کو ٹھیکرے کی مانند کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔۱۸؎

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا ۔

ترجمہ۔اللہ نے انسان کو پانی سے پیدا کیا۔۱۹؎

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔

ترجمہ۔(اللہ) نے آسمان سے پانی اتارا، پھرہم نے اس سے ہر چیز اگنے والی نکالی پھر ہم نے اس سے سبز کھیتی نکالی جس سے ہم ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں، اور کھجور کے شگوفوں میں سے پھل کے جھکے ہوئے گچھے ہیں، اور باغ ہیں انگور اور زیتون اور انار کے آپس میں ملتے جلتے اور جدا جدا بھی، دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب وہ پھل لاتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو، ان چیزوں میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔۲۰؎

سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے انسانی جسم (۱۲۶) عناصر سے مل کر بنا ہے تاہم انسان کی تخلیق چونکہ مٹی سے ہوئی ہے لہٰذا مٹی میں میں جتنے عناصر بھی پائے جاتے ہیں وہ کم یا زیادہ انسانی جسم میں بھی پائے جاتے ہیں۔

DNA کیا ہے؟

DNA انسانی خلیات کا ایک بے حد پیچیدہ نظام ہے جس پر سائنسدان عرصہ دراز سے مستقل تحقیق کر رہے ہیں تاہم ہر گزرتے دن کے ساتھ حیران کن شواہد عقل انسانی کو خیرہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔ تحقیق کے مطابق! انسانی DNA اس قدر طویل ہوتا ہے کہ اگر اس کو سیدھا کیا جائے تو زمین سے سورج تک اور سورج سے زمین تک (600) بار پھیلایا جاسکتا ہے۔ اگر DNA کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کے اس میں مزید چار کیمیائی اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

1.Guanine. 2.Thymine. 3.Cytocine. 4.Adenine۔

ایک سائنسدان *ہوٹمر ڈٹ فرتھ* کا کہنا ہے! یہ ازخود نظام ہے جو سائنسدانوں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے پھر خلیات کا اپنا نظام بھی بے حد پیچیدہ ہے جبکہ آگے چل کر ہدایات کی تقسیم کا نظام تو اور بھی پیچیدگی لئے ہوئے ہے ہر انسان میں تقریباً (۱۰۰ کھرب) خلیات پائے جاتے ہیں اور ہر خلیہ کروموسومز کے (۲۳ جوڑوں) پر مشتمل ہوتا ہے یعنی بچے کو (۲۳ کروموسومز) ماں کی طرف سے اور (۲۳ کروموسومز) باپ کی طرف سے وراثتاً منتقل ہوتے ہیں تاہم یہی کروموسومز نسل در نسل منتقل ہوتے رہتے ہیں اور یوں

تقریباً ہر انسان میں (۴۶،۰۰۰ کھرب)DNA یعنی(Deoxy Ribonucleic Acid) پائے جاتے ہیں جس میں کسی بھی جاندار کے جسمانی عمارت کا مکمل نقشہ درج ہوتا ہے یہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کے اسے کسی طاقتور خوربین سے ہی دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس نہایت باریک وجود میں اللہ تعالی نے بے شمار پیغامات اور ہدایات درج کی ہیں یہاں بے شمار سے مراد سینکڑوں، ہزاروں نہیں لاکھوں اور کروڑوں بھی نہیں بلکہ اس میں کھربوں، در کھربوں معلومات کے عظیم الشان ذخائر پوشیدہ ہیں جن میں شامل ہماری عادات واطوار، پسند ناپسند، ذہنی نفسیاتی اور روحانی کیفیات، مختلف عمروں میں ہونے والی مختلف جسمانی اور موروثی بیماریوں کی مکمل تفصیلات اس میں نہایت تفصیل سے درج ہوتی ہے حتیٰ کے انسانی جسم پر موجود نشانات، تل یا بال کی بھی تفصیلات اس میں موجود ہوتی ہیں۔

سائنسدانوں کے مطابق! صرف ایک خلیہ میں موجود ڈی این اے کی تفصیلات کو لکھنے کے لئے اخبار کے ایک لاکھ صفحات درکار ہوں گے یعنی ایک ڈی این اے کو لکھنے کے لئے (۳ ارب ۱۰ کروڑ) الفاظ درج کرنا ہوں گے جبکہ صرف ایک ڈی این اے میں ۱۰۰ ٹرلین خلیوں کا مکمل خاکہ بھی موجود ہوتا ہے جانداروں کی ہر نوع کا ڈی این اے دوسری نوع سے مختلف ہوتا ہے یہاں تک ایک ساتھ پیدا ہونے والے جڑواں بہن بھائیوں کے ڈی این اے میں بھی حیرت انگیز حد تک فرق نوٹ کیا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں بالکل ایک الگ اور مختلف شخصیات ہیں جو دنیا میں چند منٹ کے فرق سے آ تو گئے ہیں لیکن دونوں کی زندگی کے تجربات اور معاملات بہر حال ایک دوسرے سے مختلف ہی ہوں گے تاہم مقام حیرت تو یہ ہے کے صرف ایک خلیہ لاکھوں، کروڑوں، اربوں اور کھربوں خلیات میں تقسیم ہو کر بلا آخر ایک انسانی جسم کی شکل اختیار کر لیتا ہے جبکہ ہر خلیے کو یہ معلوم ہوتا ہے کے اسے کس عضو کا حصہ بننا ہے ایک خلیہ سے ۱۰۰ ٹرلین خلیوں کی پیدائش اور از خود ان کی مختلف حصوں میں تقسیم اور الگ الگ ذمہ داریوں کا تعین حیران کن عمل ہے جس کی سائنسدانوں کے پاس کوئی تشریح نہیں اور نہ ہی انھیں یہ معلوم ہے کے کس مرحلے پر ہدایات کی تقسیم کس طرح سے ہوتی ہے تاہم یہ سب اتنے منظم اور مرتب انداز سے ہوتا ہے جس پر عقل انسانی حیران اور ششدر ہے ان اجزاء کو جینیوم کہا جاتا ہے اور ان ہی اجزاء کے الٹ پھیر سے جسم کی عمارت بنتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ۔

ترجمہ۔ہم نے تمام چیزوں کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔۲۱؎

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى۔

ترجمہ۔وہی اللہ ہے جو ہر چیز کا خالق اور موجد ہے وہ صورتیں بناتا ہے اور اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔۲۲؎

اَلَّذِيْ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ۔

ترجمہ۔اس نے جو چیز بھی بنائی خوب بنائی۔۲۳؎

خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔

ترجمہ۔تو ان سے کہہ دے کے اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اکیلا ہی سب پر غالب ہے ۲۴۔

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ہم نے اپنی نشانیاں تم پر کھول کھول کر بیان کر دی ہیں تا کہ تم سمجھ سکو۔۲۵۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔ترجمہ۔کہہ دے سب اللہ کی طرف سے ہے۔۲۶۔

ایک ماہر سائنسدان جی جی تھامس نے کہا! ہماری زمین پر کل جاندار اشیاء کی تعداد ایک ہزار ملین ہیں تاہم اگر ان تمام اشیاء کی معلومات ڈی این اے کی شکل میں ایک جگہ جمع کی جائیں تو وہ چائے کے ایک چمچ میں آ جائیں گی اور پھر بھی جگہ خالی رہے گی لیکن اس کے برعکس اگر کسی جاندار کے ایک خلیے میں واقع ڈی این اے کی تفصیل معلوم کرنی ہو تو وہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا سے ۴۰ گنا زیادہ طویل اور تفصیل طلب ہوں گی جو اس انسائیکلو پیڈیا جیسی ۹۴۰ جلدوں میں سما سکیں گی اور جس میں متعدد معلومات کی ۵ بلین جزئیات تفصیلاً درج ہوں گی اگرچہ ہر جز کو پڑھنے پر صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے اور اسے متواتر ۲۴ گھنٹوں تک پڑھا جائے تو اس تفصیل کو پڑھنے میں اندازاً ۱۰۰ برس سرف ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی عظیم معلومات کے ذخیرے کو ایک معمولی خلیے میں چھپا رکھا ہے۔انسان کی تخلیق کسی حیران کن معجزے سے کم نہیں دوسری جانب ہر انسان اپنے اندر ایک مکمل کائنات لئے ہوئے ہیں وہ دوسرے سے الگ اور منفرد ہے اس کا DNA، وقت پیدائش، خاندان، عزیز و اقارب، دوست احباب، زندگی کے تجربات، صحت، موت، زندگی، دکھ درد، ذہنی، دماغی، نفسیاتی اور جسمانی کیفیات الغرض کے ہر شے دوسرے سے الگ اور انفرادیت لئے ہوئے ہے بالفاظ دیگر خالق کائنات کی شان خالقیت سے ایک بار جو شے صادر ہوگئی اب تا قیامت ویسی شے دوبارہ وجود میں نہیں آئے گی یہاں صرف انسان زیر بحث نہیں بلکہ کائنات کی ہر شے اپنا ایک الگ وجود اور تشخص رکھتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۚ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔

ترجمہ۔کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے، اور نہ کوئی بڑی عمر والا عمر دیا جاتا ہے اور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر وہ کتاب میں درج ہے، بے شک یہ بات اللہ پر آسان ہے۔۲۷۔

الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۔

ترجمہ۔جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے برابر کیا، جس صورت میں چاہا تیرے اعضا کو جوڑ دیا۔۲۸۔

ہر انسان کے ڈی این اے میں حروف G,T,A اور C کی ترتیب مختلف ہوتی ہے لہٰذا ایک جیسی جسمانی ساخت اور خدوخال کے باوجود تمام انسانوں میں حیرت انگیز انفرادیت پائی جاتی ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدٰى ۔

ترجمہ۔اے نبی! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔۲۹؎

دیگر اشیاء کائنات کی معین مقداریں اوران کی انفرادیت:

خام تیل کو انگریزی میں (Crude Oil) کہتے ہیں اس کو سائنسی اصلاح میں ہائیڈرو کاربن (یعنی ہائیڈروجن اور کاربن کا مرکب) کہا جاتا اگرچہ ہائیڈرو کاربن میں بظاہر دو ہی اقسام کے عناصر پائے جاتے ہیں جسے ہائیڈروجن اور کاربن کہتے ہیں لیکن مختلف درجہ حرارت پر اس کی شکل وصورت تبدیل ہوتی جاتی ہے۔دنیا کے سارے Crude Oil بھی ایک جیسے نہیں ہوتے یعنی ہر جگہ سے نکلنے والے خام تیل کی خصوصیات مختلف ہوسکتی ہے جو Rock آئل بناتی ہے اسے ہم (Source Rock) کہتے ہیں دنیا کی تمام Source Rocks بھی منفرد اور الگ ہیں کہیں وہ نباتات اور کہیں وہ جانوروں کے فوسلز (کیروجین) سے بنتی ہیں ہر کیروجین علیحدہ خصوصیات کی حامل ہیں تاہم ماہرین ارضیات ان کی بھی فنگر پرنٹنگ کرتے ہیں جس کے بعد اس تیل کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔

خام تیل کو بڑی بڑی بھٹیوں (فرنس) میں مختلف درجہ حرارت پر سے گزارا جاتا ہے اور اس میں سے پیٹرول، ڈیزل، جیٹ آئل، کیروسین آئل، ڈامر جو سڑکوں پر بچھایا جاتا ہے، ہائیڈرو کاربن اور دیگر مصنوعات بنانے کے لئے لیکوئیڈ الگ کیا جاتا ہے۔ایک بیرل آئل کا مطلب ۱۵۹ لیٹر آئل لیکن ریفائینڈ ہونے کے بعد یہ ۱۷۰ لیٹر یہ بنتا ہے یہ سارا پیٹرول تو نہیں ہوتا اس میں ۴۵ فیصد پیٹرول بنتا ہے جو ۷۶ لیٹر بنتا ہے۔اسی ۱۷۰ لیٹر میں سے ۲۵ فیصد ڈیزل کشید کیا جاتا ہے یعنی ۴۲۔۵ لیٹر۔اسی ۱۷۰ لیٹر میں سے ۹ فیصد جیٹ فیول، گیسولین اور کیروسین آئل کشید کیا جاتا ہے۔اسی ۱۷۰ میں سے ہائیڈرو کاربن لیکیوڈ جو پلاسٹک کی اشیاء بنانے کے کام آتا ہے۔پینٹس، ڈیٹرجینٹس اور نیچرل گیس فارٹرس کشید کیا جاتا ہے۔اسی ۱۷۰ لیٹر میں سے ۱۳ فیصد ٹرک ویکس خام مال یعنی (رامیٹریل) وغیرہ کشید کیا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعٰى فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوٰى ۔

ترجمہ۔جس نے نباتات اگائیں پھر انھیں سیاہ کوڑا کرکٹ بنادیا۔۳۰؎

یہاں نباتات سے سیاہ کوڑا کرکٹ بنانے کے پیچھے Crude Oil کی جانب ایک لطیف اشارہ ہے کیونکہ خام تیل نباتات اور جانوروں کے فوسلز سے مل کر بنتا ہے جو ہزاروں برس قبل زمین میں دفن ہو چکے ہوں۔دوسری جانب ایک ایک مالیکیول کے اضافے یا تفریق کے فرق سے گیس کا نام، خصوصیات، اہمیت، استعمال اورافادیت تبدیل ہوجاتی ہیں۔ذیل میں اس کا ایک اشارہ پیش کیا جارہا ہے۔

Methane(CH_4)

میتھین گیس میں کاربن کا ایک مالیکیول اور ہائیڈروجن کے چار مالیکیولز پائے جاتے ہیں یہ گیس ہم اپنے گھروں میں جلاتے ہیں۔ یہ بات دلچسپ ہے کے جو گیس ہمارے چولہے میں جلتی ہے اور جس پر ہمارے گھر میں روز کھانا بنتا ہے وہ گیس ہزاروں برس قبل نباتات اور جانوروں کے فوسلز سے مل کر بنی جواب آ کر قابل استعمال ہوئی۔

Ethane(C_2H_6)

ایک بے رنگ قدرتی گیس ہے جو مختلف کیمیکلز بنانے کے کام آتی ہے تاہم صرف مالیکیولز کے بڑھنے سے اس کا نام اور کام بدل گیا۔

Propane(C_3H_8)

یہ ہائیڈروکاربن کی الکین سیریز کی ایک بے رنگ اور بے بو قدرتی گیس ہے یہ خام تیل اور قدرتی گیس میں پائی جاتی ہے اور پیٹرولیم کی ریفائننگ کے وقت فاضل پیداوار کے طور پر حاصل ہوتی ہے یہ بطور ایندھن ایک اہم گیس ہے۔

Butane(C_4H_{10})

یہ ایک بے رنگ آتش گیر گیس ہے جو سینتھیٹک ربر کی تیاری میں کام آتی ہے یہ گاڑیوں کے آئل میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

Pentane(C_5H_{12})

تھرمل پاور اسٹیشن میں Pantane استعمال ہوتا ہے۔

Hexane(C_6H_{14})

چمڑے کی مصنوعات، کوکنگ آئل کو ایکسٹریکٹ کرنے میں بھی Haxane استعمال کیا جاتا ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۔

ترجمہ۔(اللہ) نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کو مقرر شدہ اندازے پر رکھا۔۳۱؎

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ۔

ترجمہ۔انہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے حالانکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور وہ اپنی ذات کے لیے نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور موت اور زندگی اور دوبارہ اٹھنے کے بھی مالک نہیں۔۳۲؎

وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ۔

ترجمہ۔اللہ کا کام مقرر شدہ اندازے پر ہے۔۳۳؎

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۔ترجمہ۔ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے۔۳۴؎

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ۔

ترجمہ۔اللہ نے تمھیں بھی پیدا کیا ہے اور تمھارے اعمال کو بھی ۔۳۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے!انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا!سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی جس نے تجھے پیدا کیا اور تو اس کا شریک ٹھہرائے۔۳۶؎

حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا!اللہ تعالی نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب وکتاب قرار دیا ہے۔

اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی اس کا ایک اندازہ رکھا یہ اندازہ مضبوط اور مستحکم ہے اللہ کا انتظام عمدہ اور پاکیزہ ہے تاہم مخلوقات کو جب اللہ کے حکم پر چلنے کا حکم دیا گیا تو انھوں نے اس کے حکم سے سرتابی نہیں کی۔

اللہ نے اپنی قدرت سے متضاد چیزوں میں ہم رنگی اور ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے کو جسموں سے جوڑ دیا یہ سب اشیاء کائنات اپنی حدود، افتادِ طبع اور شکل وصورت میں ایک دوسرے سے جدا ہیں اگر چہ تمام مخلوقات منفرد اور یکتا ہیں جن کی ساخت مضبوط ہے ۔۳۷؎

روحانی وظیفہ:

ہر نماز کے بعد سات مرتبہ اسم الٰہی یَابَارِی پڑھنے سے انسان عذاب قبر سے محفوظ رہے گا نیز علماء کرام نے یہ بھی لکھا کے اس کی لاش بھی اللہ کے فضل وکرم سے محفوظ رہے گی۔

اگر کوئی بانجھ عورت سات روزے رکھے اور پانی سے افطار کرنے کے بعد ۲۱ مرتبہ اَلۡبَارِی الۡمُصَوِّرُ پڑھے تو اللہ کے فضل وکرم سے اس کے یہاں اولادِ نرینہ پیدا ہو گی۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔

۳۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۰۔

۴۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۰۔

۵۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۰۔

۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۰۔

۷۔سورہ البینہ۔آیت۔۶۔

۸۔سورہ التوبہ۔۱۔

۹۔سورہ روم۔آیت۔۳۰۔

۱۰۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔ص۔۱۷۴۔۱۷۶۔مکتبہ تاج الدین اولیاء کراچی۔سن ندارد۔

۱۱۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۷۲۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔۱۹۹۰ء۔

۱۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۸۔

۱۳۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔

۱۴۔سورہ طلاق۔آیت۔۳۔

۱۵۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۳۔

۱۶۔سورہ الحج۔آیت۔۷۰۔

۱۷۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔

۱۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۴۔

۱۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۴۔

۲۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔

۲۱۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔

۲۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔

۲۳۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔

۲۴۔سورہ رعد۔آیت۔۱۶۔

۲۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۷۔

۲۶۔سورہ النسا۔آیت۔۷۸۔

۲۷۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۱۔

۲۸۔سورہ انفطار۔آیت۔۷۔۸۔

۲۹۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔۳۔

۳۰۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۴۔۵۔

۳۱۔سورہ فرقان۔آیت۔۲۔

۳۲۔سورہ فرقان۔آیت۔۳۔

۳۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۸۔

۳۴۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔

۳۵۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۹۶۔
۳۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۷۔نہج البلاغہ۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ ۸۹۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔

اَلْمُصَوِّر

ہر ایک کو صورت دینے والا

He who designs all things.

وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۔(التغابن ۔۳)

(اللہ) نے تمھاری صورتیں بنائیں اور بڑی عمدہ بنائیں۔

الْمُصَوِّرُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا نمبر(۳۳۶اورعدد ۳) ہے۔

الْمُصَوِّرُ ۔(ص۔و۔ر) سے مشتق ہے۔

الصورہ۔سے مراد شکل وصورت اور ہیئت کے ہیں۔ا؎

الْمُصَوِّرُ ۔قرآن کریم میں (۱) مرتبہ آیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۔۲؎

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جو تخلیق کرتا ہے(الباری) نافذ کرتا ہے اور اس کے مطابق صورت گری کرتا ہے۔

مندرجہ بالا تینوں اسماء الحسنی کو جب ہم ملا کر پڑھیں اور سمجھیں گے تو ہم پر تخلیق کائنات کا عقدہ کسی حد تک کھلے گا۔

اسم الْمُصَوِّرُ کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالی خود قرآن کریم میں بنی نوع انسان سے یہ سوال پوچھتے ہیں! کیا تو رحمن کی آفرینش میں کوئی نقص دیکھتا ہے؟۔۳؎

یعنی رحمن نے اتنی خوبصورت کائنات اور طرح طرح کی مخلوقات تخلیق فرمائی ہیں تو اے انسان ذرا اس خوبصورت کائنات میں کوئی نقص تو تلاش کرو یقیناً تم کبھی بھی تلاش نہ کرسکو گے صورت کسی بھی انسان یا اشیاء کائنات کی ہو وہ اس کی شخصی پہچان ہے ہم انسانوں کو ان کی شکل وصورت کے ذریعے شناخت کرتے ہیں بالکل اسی طرح سے دیگر کائناتی اشیاء مثلاً سورج، چاند، ستارے، سیارے، اجرام فلکی، درخت، پھول، پودے، پہاڑ، دریا، سمندر، حیوانات، نباتات، جمادات اور حشرات الارض کو ان کی شکل وصورت کی بناء پر ہی جانتے اور پہچانتے ہیں اس اعتبار سے صورت کسی بھی شے کو شناخت کرنے کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے حتیٰ کے دو جڑواں بھائی یا

بہنیں اگر چہ ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن ان کے والدین اور قریبی احباب انھیں شکل وصورت کے معمولی سے فرق سے بھی شناخت کر لیتے ہیں جس طرح سے کسی بھی شے کا نام اہمیت کا حامل ہوتا ہے بالکل اسی طرح سے شکل وصورت کی اہمیت سے بھی سرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔مثلاً جیسے ہی درخت کا نام لیا جائے تو درخت کی شکل وصورت فوراً ہمارے ذہن میں آجاتی ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کے صنوبر کھجور، ناریل یا برگد کا درخت تو نام لیتے ہیں اس مخصوص درخت کی شکل وصورت انسانی ذہن میں وارد ہوتی ہے بالکل اسی طرح سے بے شمار انسان دنیا میں پائے جاتے ہیں لیکن اگر صرف زید کہہ دیا جائے تو کافی نہیں کیونکہ زید نام کے کئی انسان اس دنیا میں رہتے ہیں لیکن اگر زید بن محمد یا زید بن حارثؓ یا زید بن ثابتؓ کا نام لیا جائے تو پھر فوراً متعلقہ اصحاب اپنے علم وفن، دین کی خدمت اور اوصاف وکمالات کے ساتھ ہمارے ذہن میں فوری طور پر آجاتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔

ترجمہ۔اس نے زمین اور آسمانوں کو برحق پیدا کیا ہے اور تمھاری صورتیں بنائی اور بڑی عمدہ بنائی۔ ۴؎

يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

ترجمہ۔وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جس طرح سے چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے یقیناً اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ ۵؎

اَلْمُصَوِّرُ۔اللہ کا ایک صفاتی نام ہے ازل سے ابد تک ہر شے کو مخصوص شکل وصورت دینے والی ذات صرف اور صرف اللہ کی ہے اللہ تعالی نے ہر شے کو ایک الگ شخصیت، شکل وصورت، پہچان اور نام دیا لیکن بات صرف یہاں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ جس قدر اس اسم پر تفکر بڑھتا جائے گا اس قدر اس اسم کی گہرائی ذہن انسانی پر کھلتی چلی جائے گی یہاں تک کے انسان اپنے آپ کو شدت سے بے بس محسوس کرتے ہوئے یہ سوچے گا کے بس اب اس میں اس سے زیادہ سوچنے کی صلاحیت موجود نہیں۔تقریباً سات کھرب انسان اس وقت دنیا میں پائے جاتے ہیں ان سب کی صورت گری اللہ نے فرمائی اور انھیں ان کی شناخت کے لئے ایک چہرہ دیا گیا اگر چہ چہرہ ہی انسان کی اولین پہچان اور شناخت ہے لیکن سارے انسانوں کا ناک نقشہ، کان، آنکھیں، بالوں کی ساخت، ان کی رنگت، قدکاٹھ، جسامت، جحم، وزن، ڈی این اے، فنگر پرنٹس الغرض کے آواز تک مختلف ہوتی ہے جب ہی فون پر یا ان دیکھے ہم اپنے ملنے والوں کو ان کی آواز سے بھی پہچان لیتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بَلٰى قَادِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَه۔

ترجمہ۔ہم تو تمھاری انگلیوں کی پور پور کو درست بنانے پر قدرت رکھتے ہیں۔ ۶؎

کھجور کے درخت کی مثال لے لی جائے تو بظاہر اس کے سارے پتے ایک جیسے ہی نظر آتے ہیں لیکن اگر تفکر کیا جائے تو ہر پتا دوسرے پتے سے بالکل مختلف ہے، اس کی شکل وصورت، اس میں موجود رگیں، اس کی رنگت، سائز، عمر اور تقدیر سب کی سب دیگر تمام پتوں سے الگ ہیں کیونکہ سارے پتے نا ایک ساتھ پیدا ہوئے اور نہ ہی ان کی موت ایک ساتھ واقع ہوگی تاہم ان سب کی

تقدیر بھی مختلف ہے اسی طرح سے ہر کھجور اپنے سائز اور حجم کے اعتبار سے کم یا زیادہ غذائی اجزاء اور کیلوریز لئے ہوئے ہے۔ کچھ کھجوریں انسان کھاتے ہیں کچھ جانور اور پرندے کھاتے ہیں کچھ گل سڑ جاتی ہیں الغرض ایک درخت کے مختلف جز بھی اپنی شکل وصورت، عمر وتقدیر، موت اور حیات کے حوالے سے الگ ہیں جبکہ مرحلہ وار وہ تغیر وتبدل سے بھی گزر رہے ہیں۔

ارشادات خداوندی:

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۔

ترجمہ۔ وہ ماں کے پیٹ میں جس طرح سے چاہتا ہے تمھاری صورتیں بناتا ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ غالب اور حکمت والا ہے ۷۔

یَخْلُقُكُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۔

ترجمہ۔ وہ تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تین تین اندھیروں میں۔ ۸۔

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۔

ترجمہ۔ تمھیں مردوں اور عورتوں کے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا ہے۔ ۹۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے۔ ۱۰۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر یکا یک تم بشر ہو کر زمین میں پھیلتے چلے گئے اور اس کی نشانیوں میں ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔ ۱۱۔

وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ۔

ترجمہ۔ ان کے لیے اسی طرح کی اور بھی چیزیں بنائی ہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ ۱۲۔

وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ۔

ترجمہ۔ لمبی لمبی کھجوریں جن کی گیلیں بہت گتھی ہوئی ہیں۔ ۱۳۔

ہر بیج میں بھی درخت کا پروگرام نہیں کچھ بیج جانوروں اور پرندوں کی غذا بنتے ہیں جبکہ بہت ہی کم بیج ایسے ہوتے ہیں جن میں درخت کا پروگرام موجود ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۔ ترجمہ۔ اور گھنے گھنے باغات زمین سے نکالے۔ ۱۴۔

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے۔۱۵؎

دنیا میں بے شمار پھول، پودے، پتے، درخت اور بیج ہیں لیکن ان میں سے کوئی دو پھل، پھول پتے اور بیج بھی ایک جیسے نہیں ان سب کی جسامت، رنگت، سائز، عمر، تقدیر، موت اور حیات سب ایک دوسرے سے الگ اور مختلف ہیں لیکن بات یہاں بھی ختم نہیں ہوئی کیونکہ فنا ہونے والا درخت، پھول، پتے، بیج حتیٰ کے ہر شے فنا کے بعد ایک نئی صورت اور قالب میں بدل جاتا ہے اب چاہے وہ مٹی کے ذرات میں مل کر کسی عمارت، شاہراہ، مسجد، منبر، مندر، گرجا، قبرستان، گلستان یا ریگستان کا حصہ بن جائے تاہم انسان کہاں تک ان چیزوں کا حساب رکھے گا وہ بیچارہ تو اپنی ذات کا بھی عارف نہیں اس کو تو اپنی آتی جاتی سانسوں، دل کی دھڑکنوں، انگلیوں کی پوروں اور اپنے DNA کا کوڈ بھی معلوم نہیں جبکہ سب سے زیادہ انسان خود اپنے ساتھ ہی وقت گزارتا ہے اگر چہ دنیا کے کسی بھی انسان میں یہ صلاحیت نہیں کے وہ اللہ کی نعمتوں کو گن سکے، چہ جائیکہ ان نعمتوں پر غور فکر اور تفکر و تدبر تو بہت دور کی بات ہے انسان اپنی بے شمار بشری کمزوریوں کی موجودگی میں بھلا کس طرح اشیاء کائنات کی جزئیات اور کلیات کے بارے میں قلم اٹھانے کی جراءت کرسکتا ہے؟

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَکُلُّ صَغِیۡرٍ وَّ کَبِیۡرٍ مُّسۡتَطَرٌ۔

ترجمہ۔ ہر بات جو انھوں نے کی ہے وہ ایک کتاب میں موجود ہے اور ہر چھوٹا بڑا کام اس میں لکھا ہوا ہے۔۱۶؎

وَلَوۡ اَنَّمَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَۃٍ اَقۡلَامٌ وَّ الۡبَحۡرُ یَمُدُّہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ سَبۡعَۃُ اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ کَلِمٰتُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ۔

ترجمہ۔ اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کا سارا پانی سیاہی بن جائے اور سات سمندر اور بھی لائے جائیں، تو بھی اللہ کی باتیں (صفات) ختم نہ ہوں گی۔۱۷؎

قُلۡ لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَلَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِہٖ مَدَدًا۔

ترجمہ۔ (اللہ) کی تعریفیں (باتیں) ختم ہونے والی نہیں۔۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! زمین پر کوئی چیز ایسی نہیں اگتی ہے کے جس پر ایک موکل فرشتہ نہ ہو۔۱۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں۔۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

صورت گری یعنی مصوری کا مکمل اختیار صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے انسانوں کو تصاویر بنانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے احادیث نبوی ﷺ ہیں!

ابو جحیفہؓ سے روایت ہے! رسول اللہ ﷺ نے تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔ ۲۱؎

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں! ایک روز رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے میرے گھر کے دروازے پر ایک پردہ لٹک رہا تھا جس پر تصویر بنی ہوئی تھی۔ پردے کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے اس پردے کو پھاڑ دیا اور فرمایا! قیامت کے دن جن لوگوں کو سخت عذاب دیا جائے گا ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ کی تخلیق کی مانند تخلیق کی کوشش کرتے ہیں۔ ۲۲؎

تصویر بنانے والے کو قیامت کے دن روح پھونکنے کا مکلف بنایا جائے گا۔۔ ۲۳؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے گھر میں تصاویر رکھنے سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی منع فرمایا ہے کے کوئی شخص تصاویر بنائے۔ ۲۴؎

گزشتہ شریعت میں بھی تصاویر بنانے کو سخت ناپسند یا گیا۔اسی حوالے سے بائبل کی آیات ہیں!

تم اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نا بنانا اور نا کسی چیز کی صورت بنانا جو بھی اوپر آسمان یا زمین یا زمین کے نیچے ہے۔ ۲۵؎

تم اپنے لئے نا کوئی بت بنانا، نا تراشی ہوئی مورت یا شبیہ دار پتھر کے جس کو سجدہ کرو۔ ۲۶؎

روحانی وظیفہ:

بے اولاد خاتون اگر سات روزے رکھیں اور افطار کے وقت پانی پر ۲۱ بار یا اَلْخَالِقُ یا اَلْبَارِی یا اَلْمُصَوِّرِ پڑھ کر دم کریں اور اسی پانی سے روزہ کھولیں تو انشاءاللہ ان پاک اسماء کی برکتوں سے اللہ انھیں نیک اور سعادت مند اولاد عطا فرمائے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔سورہ الحشر۔آیت۔ ۲۴۔

۳۔سورہ الملک۔آیت۔ ۳۔

۴۔سورہ التغابن۔آیت۔ ۳۔

۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔

۶۔سورہ القیامۃ۔آیت۔ ۴۔

۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۶۔

۸۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۔

۹۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔

۱۰۔سورہ التین ۔آیت ۔ ۴۔

۱۱۔سورہ روم ۔آیت ۔ ۲۰۔۲۱۔

۱۲۔سورہ یٰسین ۔آیت ۔ ۲۴۔

۱۳۔سورہ ق۔آیت ۔۱۰۔

۱۴۔سورہ النبا۔آیت ۔۱۶۔

۱۵۔سورہ انعام۔آیت ۔۹۵۔

۱۶۔سورہ القمر۔آیت ۔ ۵۳۔

۱۷۔سورہ لقمان۔آیت ۔۲۷۔

۱۸۔سورہ کہف۔آیت ۔۱۰۹۔

۱۹۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دار لکتاب العربی بیروت ۔ ۱۴۰۲ھ۔

۲۰۔کشف الاستار عن الزوائد البزار۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث ۔ ۳۱۲۸۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔ ۱۴۰۴ھ۔

۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب اللباس۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۲۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب اللباس۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۔سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دار المعرفہ۔بیروت ۔۱۴۱۲ھ۔

۲۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث ۔ ۵۴۲۳۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔

کتاب اللباس۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔ ۱۴۴۱ھ۔

۲۵۔بائبل (پرانا اور نیا عہد نامہ)۔روج۔باب ۔۲۰۔آیت ۔ ۴۔مرتب ۔ بائبل سوسائٹی ۔لاہور۔سن ندارد۔

۲۶۔بائبل (پرانا اور نیا عہد نامہ)۔احبار۔باب ۔۲۶۔آیت ۔۱۔مرتب ۔ بائبل سوسائٹی ۔لاہور۔سن ندارد۔

اَلْغَفَّارُ

درگزر اور پردہ پوشی کرنے والا

He who is all forgiving.

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔(مائدہ۔۹)

ترجمہ۔اللہ نے وعدہ کیا ہے کے جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے مغفرت ہے۔

اَلْغَفَّار ۔عربی زبان الفظ ہے جس کا نمبر(۱۲۸۱اور عدد ۳ ہے)۔

اَلْغَفَّار ۔کامادہ(غ۔ف۔ر)ہے۔

اَلْغَفَّار ۔قرآن کریم میں(۵)مرتبہ آیا ہے۔

صاحب محیط نے غفر۔کے معانی بیان کرتے ہوئے کہا کے کسی کو ایسی چیز پہنا دینا کے جس سے وہ غلاظت اور گندگی سے محفوظ رہ سکے یعنی اس اسم میں چھپانے اور محفوظ رکھنے کا مفہوم شامل ہے۔صاحب تاج نے اس کے معانی بیان کرتے ہوئے کہا!

غفر۔سے مراد کسی شے کو چھپا لینا اور اس پر پردہ ڈال دینا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے! غفرالمتاع فی الورعاء یعنی سامان کو کسی برتن میں ڈال کر چھپا لینا اور اس طرح سے اس سامان کی حفاظت کرنا۔

المغفر والغَفَّار ۔سے مراد ایسی آہنی حلقوں سے بنی ہوئی جالی جو خود کے نیچے پہنی جاتی ہے جس کے پہننے سے گردن اور مونڈھے محفوظ ہو جائیں اور تلوار کی کاری ضرب اور حملہ آور کے حملے سے پہننے والا محفوظ و مامون ہو جائے۔

ابن فارس نے الغفر اور والغفر ان کے ایک ہی معانی بیان کئے ہیں۔

غفر،مغفرۃ،غفران،غافر،غفور اور غفار عام طور پر تھوڑے فرق سے ہم معانی ہیں۔

غافر اسم فاعل جبکہ غفور اور الغَفَّار اسم مبالغہ ہیں۔

استغفار۔کا مطلب اللہ سے حفاظت طلب کرنا ہے۔[ا]

مندرجہ بالا معانی اور مفاہیم سے کسی حد تک مغفرۃ کے معانی بھی واضح ہو گئے یعنی حفاظت اور غلاظت و گندگی سے محفوظ رکھنا ۔فقہائے کرام نے اسم الغَفَّار کی دو تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔امام خطابی فرماتے ہیں! اَلْغَفَّار وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپانے والی ہے اوران پر مہربانی اور شفقت کا پردہ ڈالنے والی ہے۔[۲]

۲۔ملاعلی قادری فرماتے ہیں! اَلْغَفَّار وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی کمزوریوں اور گناہوں پر دنیا میں تو پردہ رکھتی ہے لیکن آخرت میں بھی انھیں سزا دینے سے درگزر فرماتی ہے۔[۳]

اسم اَلْغَفَّار کا نظام کائنات میں کردار:

اس دنیا میں انسان اور جنات مکلف ہیں یعنی ان سے اللہ تعالی ان کے اعمال کی بابت پوچھیں گے انسان اور جنات میں مسلمان اور کافر دونوں ہیں چنانچہ انسان اور جنات دونوں میں مطیع اور سرکش دونوں پائے جاتے ہیں۔اللہ کی صفت غفاریت دنیا میں ہر جگہ موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کے انسانوں کے گناہ اس قدر ہیں کے اگر اللہ انھیں ان کے گناہوں پر سزا دے تو پھر دنیا میں ایک ہرا گھاس کا تنکا بھی نظر نہ آئے لیکن اللہ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور انھیں مٹا دیتا ہے یہ اللہ کا احسان ہے کے وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو چاہے وہ آسمان پر موجود ستاروں،سمندر میں موجود لہروں یا صحرا میں موجود ریت کے ذرات کے برابر ہوں اگر اللہ کے بندے سچے دل سے اللہ سے توبہ اور استغفار طلب کرتے ہیں تو اللہ ان کے سارے گناہوں و مٹا دیتا ہے بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے تاہم بندوں کو چاہئے کے وہ اللہ کے بے شمار احسانات کا شکر بجالائے اور اللہ کی عبادت کرے۔دنیا میں عقائد کے اعتبار سے دو ہی قسم کے انسان پائے جاتے ہیں۔

۱۔اللہ پر ایمان لانے والے یعنی مسلمان۔

۲۔اللہ کا انکار یا اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے یعنی غیر مسلم۔

غیر مسلم بحث کا موضوع نہیں مسلمان جو ایمان لائے لیکن بے شمار مسلمان ایسے ہیں جو کئی گناہوں میں ملوث ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر انسان خطا کار ہے لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو گناہ کے فوراً بعد استغفار طلب کرے،کوئی نیک عمل کرے یا صدقہ دے۔[۴]

کوئی شخص یا قوم کسی غلط روش پر گامزن تھی پھر انھیں احساس ندامت ہوا اور وہ قانون خداوندی کے مطابق اپنی گزشتہ روش کو ترک کرتے ہوئے توبہ کی جانب متوجہ ہوئے تو اس موقع پر قانون قدرت نہ صرف ان سے گناہوں کی گندگی کو صاف کرتی ہے بلکہ ان کے لئے اصلاح کے مواقع بھی پیدا فرماتی ہے.

ارشادات خداوندی:

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ۔جنھوں نے برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو بے شک تیرا پروردگار اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔[۵]

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ۔جنھوں نے توبہ کر لی اور اصلاح پر آ گئے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب وہ اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور اپنے کئے پر غمگین ہوتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔۷؎

اس کی مثال یوں بھی پیش کی جاسکتی ہے جیسے مرض سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر کا کرنا مثلاً پولیو اور عمر بھر کی معذوری سے بچنے کے لئے پولیو کے دوڑ راپس کا پینا دنیا بھر میں اس احتیاطی تدبیر نے ایک قانونی حیثیت اختیار کر لی ہے اس احتیاطی اور حفاظتی تدبیر کو (preventives) کہا جاتا ہے جس کا مقصد لوگوں کو تا عمر کی معذوری اور محرومی سے بچاتے ہوئے انھیں صحت مند شہری بنانا اس فکر کو قرآن کریم نے اس طرح سے بیان کیا ہے کے گناہ کے قریب بھی نہ جاؤ، یا شراب نوشی، بے حیائی، جھوٹ، دھوکہ اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو کیونکہ شریعت جانتی ہے کے ان گناہوں کی آلودگی سے متاثرہ شخص جسمانی، دماغی، ذہنی اور نفسیاتی اعتبار سے کس قدر زوال کا شکار ہو جائے گا لہٰذا پہلے ہی سختی سے خبردار کر دیا اس خبرداری کو اصلاحی تدبیر یعنی (Curatives) کہتے ہیں۔تائب ہونے والے افراد یا اقوام کے اندر توبہ کی مثبت توانائیاں دور کرتی ہے جس کی وجہ سے ایسے افراد یا اقوام شیاطین کی تخریبی کاروائیوں سے اللہ کی حفاظت میں آ جاتے ہیں یہاں اللہ کی صفت غفاریت ان کا احاطہ کرتے ہوئے ان کی حفاظت کا پورا انتظام اور اہتمام کرتی ہے استغفار کا مطلب اللہ سے حفاظت طلب کرنا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔

ترجمہ۔اللہ نے وعدہ کیا ہے کے جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔۸؎

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔

ترجمہ۔بے شک میں اس شخص کو بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی، ایمان لایا، نیک اعمال کئے اور پھر ہدایت پر قائم رہا۔۹؎

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ۔

ترجمہ۔(سچے مومنین) کے لئے اللہ کے یہاں بلند درجات، بخشش اور عزت کی روزی ہے۔۱۰؎

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔

ترجمہ۔مسلمانوں اللہ کی طرف توبہ کرو خاص توبہ یعنی (تَوْبَةً نَّصُوْحًا)۔۱۱؎

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

ترجمہ۔کیا انھیں یہ معلوم نہیں کے اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا اور ان کی خیرات منظور کرنے والا ہے اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔۱۲؎

وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۔

ترجمہ۔وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور ان کی خطائیں معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ ان کا جاننے والا ہے
۔۱۳؎

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا۔

ترجمہ۔جس نے توبہ کی اور نیک اعمال ئے تو بے شک اللہ اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔۱۴؎

دنیا اسفل سافلین ہے:

دنیا اسفل سافلین یعنی بری جگہ ہے جہاں کائنات کی بہترین تخلیق احسن تقویم یعنی انسان کو بھیج دیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر اس کو اسفل سافلین (حقیر اور پست) جگہ پھینک دیا۔۱۵؎

اسفل سافلین سے مراد انتہائی پست مقام پر انسان کو بھیج دیا گیا اللہ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا فرمایا اس کے خاکی جسم میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی چونکہ روح اللہ کا اذن ہے چنانچہ جو لوگ اونچے روحانی مدارج اور اللہ کی نیابت اور خلافت کا حق ادا ردیتے ہیں وہ دوبارہ اللہ کے یہاں جنت میں رہنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔اس اعتبار سے دنیا ایک کثیف،حقیر اور نہایت پست مقام ہے جہاں انسان کا ازلی دشمن شیطان اور اس کی فتنہ انگیزیاں اور وسوسے بھی ہمہ وقت انسان کے ساتھ ہیں تاہم انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے وہ ایک نہ ختم ہونے والی مسلسل اذیت اور مشکل کا شکار رہتا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ۔

ترجمہ۔آدم اور اولاد آدم کی قسم ہم نے انسان کو تکلیف کی حالت میں رہنے والا بنایا ہے۔۱۶؎

یعنی معلوم ہوا کے انسان کو دنیا میں ہر وقت مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ قصداً اور عمداً گناہ بھی کرتا ہے تاہم اللہ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے دوسری جانب اللہ نے اپنے اوپر رحمت لازم کر لی چنانچہ اسی بے حد محبت کی وجہ سے بنی نوع انسان جو کے خطاء کا پتلا ہے اس سے جب کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے اور اس کو اس گناہ کا احساس ہوتا ہے اور وہ اللہ کی جانب رجوع کرتا ہے تو اس وقت رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور اس سے بڑھ کر اللہ کی رحمت کی اور کیا مثال دی جائے کے خود اللہ فرماتے ہیں!

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔

ترجمہ۔جس نے توبہ کی،ایمان لایا اور نیک اعمال کئے تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ نیکیوں میں بدل دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔۱۷؎

یہ آیت کریمہ اللہ کی رحمت،محبت اور شفقت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس میں اللہ تعالی اپنے گناہ گار بندوں کی ندامت،

استغفار، اعمال صالحہ اور ایمان سے خوش ہو کر ان پر اس قدر مہربان ہو گئے کے ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل ڈالا بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میں ضرور اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اس شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کے اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے دور رکھو پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن یہ کام کیے تھے؟ وہ کہے گا ہاں! اور اس کا انکار نہیں کر سکے گا اور اس بات سے ڈر رہا ہوگا کے کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دئے جائیں پھر اس سے کہا جائے گا کے تمھارے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے تب وہ شخص یہ کہے گا! اے میرے رب! میں نے تو اور بھی بہت سارے کام کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا پھر میں نے دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے حتیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ ۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **والذی نفسی بیدہ لو لم تذنبوا لذھب اللہ بکم، ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ فیغفر لھم** ۔ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم بالکل گناہ نہ کرو تو اللہ تمھارا وجود ختم کر دے گا اور ایسے لوگ پیدا فرمادے گا جو گناہ کریں اور پھر استغفار کریں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ ۱۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو گمشدہ سواری کے مل جانے سے جتنی خوشی ہوتی ہے اللہ کو تمھاری توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ ۲۰؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ۲۱؎

امام احمد، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن حبان، حضرت اغر مزنی سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میرے دل پر حجاب چھا جاتا ہے اور میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ ۲۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان کو مقرر کیا گیا ہے صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا! ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے اس کو مسلمان کر دیا ہے اور وہ مجھے نیک کام کا مشورہ دیتا ہے۔ ۲۳؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ کیا

ہی نہ ہو۔ ۲۴؎

حضرت بلال بن یسارؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کہا!

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا إِلٰہَ إِلَّا ھُوَ الْحَیَّ الْقَیُّوْمَ وَأَتُوْبُ اس کی مغفرت کردی جائے گی خواہ وہ میدان جہاد سے پیٹھ موڑ کر ہی کیوں نہ بھاگا ہو۔ ۲۵؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! بدترین گناہ وہ ہے جسے اس کا کرنے والا ہلکا سمجھے۔

ترک گناہ، طلب توبہ سے زیادہ آسان ہے۔

مجھے ایسے گناہ کی پرواہ نہیں ہے جس کے کرنے کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اللہ سے عافیت مانگ لوں۔

حرص وحسد اور تکبر گناہوں میں ڈوب جانے کے باعث ہوتے ہیں۔ گناہوں سے مایوس نہ ہو جبکہ توبہ کا در کھلا ہوا ہو۔

اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے پر امید نہ رہو اور اپنے گناہوں کے علاوہ کسی اور سے خوف زدہ نہ رہو۔ اعتراف کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا۔

لوگوں کی گناہوں کے ذریعے ہونے والی اموات زیادہ ہوتی ہیں بہ نسبت قضاء وقدر کے باعث ہونے والی اموات کے۔

گناہ ایک ایسا مرض ہے کہ جس کی دوا استغفار ہے اور اس گناہ کو نہ دہرانا اس کی شفا ہے۔ ۲۶؎

امام حسنؓ مجتبیٰ کا واقعہ:

حضرت امام حسن مجتبیٰؓ سے ایک شخص نے بارش کے نہ ہونے اور خشک سالی کی شکایت کی تو آپؓ نے اسے استغفار کی کثرت کی تلقین فرمائی تاہم بارش ہوگئی، امیر معاویہؓ نے اس شخص سے کہا! تم جا کر امام حسن مجتبیٰؓ سے پوچھو کے اس عمل کی سند کیا ہے؟ جب حضرت امام حسن مجتبیٰؓ سے سند دریافت کی گئی تو آپؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ۔

ترجمہ۔ اے لوگو! اپنے رب سے معافی چاہو۔ اور اس کی طرف پلٹو۔ وہ تم پر آسمان کے دھانے کھول دے گا، یعنی (بارش اور رزق کی فراوانی) اور تمھاری موجودہ قوت میں مزید قوت کا اضافہ کردے گا۔ ۲۷؎

امام حسن بصری کے پاس مختلف سائلین آتے اور اپنا مسئلہ بتاتے آپ انھیں استغفار کی کثرت کی تلقین کرتے مثلاً ایک شخص نے بیماری، ایک نے بے اولادی، ایک نے تنگی رزق اور بے روزگاری، ایک نے گھریلو الجھنوں اور پریشانی کی شکایت کی اور آپؒ نے سب کو استغفار کی تلقین کی پاس بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں نے پوچھا کے حضرت لوگوں کے مسائل اور مشکلات تو الگ الگ ہیں لیکن آپؒ

ان سب کو ایک ہی وظیفہ عنایت کر رہے ہیں تو انھوں نے بھی اسی آیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جواب عطا کیا۔

روحانی وظیفہ:

جو شخص یاالْغَفَّار کا کثرت سے ورد کرتا ہے اللہ تعالی اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد جو شخص یاالْغَفَّار ۱۰۰ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالی کے یہاں اس کا نام مقبولوں میں شامل کر لیا جاتا ہے اور اس کے رزق میں فراوانی پیدا کر دی جاتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔شان الدعاء۔لابی سلیمان حمد بن محمد خطابی الحافظ۔ص۔۲۵۔دار المامون التراث۔

۳۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو دالنجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۷۵۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۴۔حدیث نبوی ﷺ۔

۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۳۔

۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۹۔

۷۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۷۵۲۱۔مطبوعہ دار لکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ

۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۔

۹۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۸۲۔

۱۰۔سورہ انفال۔آیت۔۴۔

۱۱۔سورہ تحریم۔آیت۔۸۔

۱۲۔سورہ توبہ۔آیت۔۱۰۴۔

۱۳۔سورہ شوریٰ۔آیت۔۲۵۔

۱۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۱۔

۱۵۔سورہ التین۔آیت۔۴۔۵۔

۱۶۔سورہ بلد۔آیت۔۱۔۴۔

۱۷۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۰۔

۱۸۔مسلم۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الایمان۔رقم الحدیث۔۳۱۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۹۔مسلم۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۵۳۸۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۴۲۵۰۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۲۲۔ مسلم۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۲۷۰۲۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۳۔ مسلم۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۲۸۱۴۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۴۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۴۲۵۰۔ مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔
۲۵۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۱۵۱۷۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۲۷۔ سورہ ہود۔ آیت۔ ۵۱۔

اَلْقَهَّارُ

سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا

He who is victorious and dominant in a way that he can do anything He will.

هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۔(الزمر۔ ۴)

ترجمہ۔اللہ واحد اور اَلْقَهَّارُ ہے۔

اَلْقَهَّارُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۳۰۶ اور عدد ۹ ہے)۔
اَلْقَهَّار ۔(ق۔ھ۔ر) سے مشتق ہے۔
عربی زبان میں القاہرۃ ہر چیز کے اوپری حصے کو کہتے ہیں جیسے ہنسلی اور سینہ وغیرہ۔
اَلْقَهَّار ۔قرآن کریم میں (۶) مقامات پر آیا ہے۔
اَلْقَهَّار ۔کے ایک معنی بلندی کے ہیں جیسے جبال قواھیر یعنی بلند پہاڑ۔ ا؎
عربی لغات میں القھر سے مراد کسی کو مغلوب کرنا یا اوپر سے آ کر پکڑ لینے کے بھی ہیں تاہم اس کے معانی غلبہ،تسلط،اقتدار اور گرفت کے بھی ہیں۔
عربی زبان میں لفظ قھر ہ کے معنی ہیں کے وہ اس پر غالب آ گیا باالفاظ دیگر کسی کو اپنے تابع اور فرمانبردار بنانے کے بھی ہیں۔
لحم مقھور۔ سے مراد وہ گوشت جسے آگ پر بھونا جا رہا ہو اور اس گوشت کا پانی اس آگ پر رس کر گر رہا ہو۔ ۲؎
اَلْقَهَّار ۔اللہ کا صفاتی نام ہے جس میں بلندی، غلبے،تسلط،اقتدار،مضبوط گرفت اور تابع کرنے کی جانب اشارہ موجود ہے۔
فقہائے کرام نے اسم اَلْقَهَّار کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔
۱۔امام ابن کثیر وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں! اللہ رب العزت اپنے بندوں پر غالب ہے اس کے سامنے بڑے بڑے جابر و سرکش مسخر اور تابع ہیں۔
کل مخلوقات اس کی تابع فرمان ہے۔ ۳؎
۲۔اللہ کی صفت اَلْقَهَّار کا کل کائنات پر غلبہ اور اختیار ہے یعنی ہر موجود اس کے زیر قدرت اور زیر تصرف ہے۔ ۴؎

۳۔اَلْقَهَّار وہ ذات ہے جس کے جلال اور رعب و دبدبے کے سامنے ساری مخلوق عاجز ہے۔۵؎

اسم اَلْقَهَّار کا نظام کائنات میں کردار:

اَلْقَهَّار ۔اللہ کا صفاتی اسم ہے جس کے معنی اَلْقَهَّار کا قانون سب پر غالب ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ۔

ترجمہ۔وہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔۶؎

صفت قہّاریت صرف اور صرف اللہ جل شانہ کو ہی زیب دیتی ہے کیونکہ ساری کائنات پر اسی کا غلبہ،حکومت،گرفت،تسلط،اقتدار اور مکمل حکمرانی قائم ہے کوئی شے اللہ کے قانون سے باہر نہیں دوسری جانب اگر کوئی شخص قھاریت' کا دعویٰ دار بن جائے تو ایسا انسان فرعون کہلاتا ہے جیسا کے فرعون کے دعویٰ کو قرآن کریم نے نقل کرتے ہوئے کہا!(فرعون نے کہا) میں ان کے بیٹوں کو قتل کرواؤں گا اور ان کی عورتوں کو جیتا رکھوں گا،ہمارے اقتدار کی گرفت ان پر مضبوط ہے۔

یہاں پر فرعون کے اقتدار کی مضبوط گرفت کو قرآن نے لفظ قٰھرون کہہ کر بیان کیا ہے۔

اس نظام کائنات اور تاریخ انسانی کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کے اپنے وقت کے کئی شہنشاہوں نے جباریت اور قہّاریت کے دعوے کئے لیکن اللہ نے ان کے غرور اور تکبر کو مٹی میں ملاتے ہوئے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی اور انھیں دنیا اور آخرت میں رسوا کن عذاب کا مستحق قرار دیا۔حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جب مصر فتح ہوا اور حضرت عمرو بن العاصؓ وہاں کے والی مقرر ہوئے تو انھوں نے دیکھا کے دریائے نیل کا پانی کم ہونے کی صورت میں ایک خوبصورت نوجوان دوشیزہ کو قتل کر کے اس کا خون دریائے نیل میں بہایا جاتا،تا کہ دریائے نیل کے پانی کا بہاؤ تیز ہو سکے اور خشک سالی کا خاتمہ ہو یہ روایت اہل مصر کے یہاں برسوں سے رائج اور قائم تھی تاہم جب مسلمانوں کے ہاتھوں مصر فتح ہوا تو اس سال بھی اہل مصر نے چاہا کے اپنی قدیم روایت کی پاسداری کرتے ہوئے ایک نوجوان دوشیزہ کو قتل کر کے اس کا خون دریائے نیل میں بہا سکیں چنانچہ حالت کی نزاکت دیکھتے ہوئے حضرت عمرو بن العاصؓ بنے اس واقعہ کی خبر حضرت عمر فاروقؓ کو دی۔حضرت عمر فاروقؓ نے ایک مکتوب بنام دریائے نیل تحریر کیا جس کی تحریر کا متن یہ ہے!

فان كنت تجری من قبلك فلا تجر وان كان الواحد القهار يجريك فنسأل الله الواحد القهار ان يجريك

ترجمہ۔ائے نیل!اگر تم اپنے اختیار سے چلتے ہو تو مت چلو اور اگر تمھیں اَللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ چلاتا ہے تو ہم اَللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ سے سوال کرتے ہیں کے وہ تجھے چلا دے۔(ورنہ عمر کا کوڑا تیرے لئے کافی ہے) تاہم وہ دن ہے اور آج کا دن ہے نیل متواتر جاری ہے۔۷؎

اللہ نے اپنے بندوں کو زمین پر بے پناہ مال و دولت، ثروت، اقتدار اور عزتیں عطا فرمائیں لیکن ان بیش بہا نعمتوں کے حصول کے بعد بجائے انسان اللہ کی قدر شناسی اور شکر گزاری کرتا اس نے اللہ کی مخلوق پر ظلم و ستم، نعمتوں کی ناقدری اور خدائی کی دعوے داری شروع کر دی تاہم ان نافرمانوں کو سدھارنے اور سیدھی راہ دکھانے کے لئے کئی انبیاء اور پیغمبر دنیا میں مبعوث کئے گئے لیکن یہ گمراہ لوگ بجائے سدھرنے اور اللہ کی عبادت اور اطاعت کے اپنی گزشتہ روش پر قائم رہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے سب سے زیادہ تاریخ انسانی پر بات کی اور اقوام گزشتہ کے قصوں کو بار بار انسانوں کی نصیحت کے لئے بیان فرماتے ہوئے انھیں یہ بتایا کہ کس طرح سے اس عالم ناسوت میں عظیم الشان تہذیبوں نے جنم لیا جن میں طاقتور اور توانا لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے زیادہ علم والے تھے جبکہ مال و دولت اور ثروت رفعت سے انھیں مالا مال کیا پھر ان کی ہدایت اور رہنمائی کا انتظام بھی فرمایا لیکن وہ اپنی دولت اور طاقت کے گھمنڈ میں اللہ کی وحدانیت کا مسلسل انکار کرتے رہے یہاں تک کے ان کی مدت مہلت ختم ہوئی اور انھیں اس طرح سے پیوند خاک کر دیا گیا جیسے وہ یہاں کبھی بسے ہی نہ تھے تاہم ایسے میں اللہ کے نظام کائنات میں اللہ کی صفت اَلْقَھَّاریت نے اپنے قانون کا نفاذ کرتے ہوئے ایسی سرکش قوم کو جڑ سے ہی اکھاڑ پھینکا اور انھیں مقام عبرت اور قصہ پارینہ بنا دیا قرآن نے خود ان سرکشوں کی خبر دیتے ہوئے بتایا!

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ فَاَكْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۔[۸]

ترجمہ۔تم نے نہیں دیکھا کے تمھارے رب نے اونچے ستونوں والے عاد و ارم کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ان کی مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے وادی میں چٹانیں تراشیں اور میخوں والے فرعون کے ساتھ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دنیا میں بڑی سرکشی اور فساد پھیلایا آخر کار تمھارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا حقیقت یہ ہے تمھارا رب گھات لگائے بیٹھا ہے

اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ۔

ترجمہ۔کیا انھوں نے دیکھا نہیں کے ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کا اپنے اپنے زمانے میں دور دورہ تھا؟ ان کو ہم نے زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمھیں بھی نہیں بخشا ان پر ہم نے آسمان سے خوب پانی برسایا اور ان کے نیچے نہریں بہادیں لیکن جب انھوں نے کفران نعمت کیا تو آخر کار ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انھیں تباہ و برباد کر دیا اور ان کی جگہ دوسرے دور کی اقوام کو اٹھا دیا۔[۹]

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِى الۡاَرۡضَ نَـنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ۔

ترجمہ۔کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جارہے ہیں۔[10]

فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا‌ ؕ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔

ترجمہ۔اس طرح سے ان لوگوں کی (یعنی پچھلی اقوام کی) جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنھوں نے ظلم کیا اور (تمام) تعریفیں ہیں اللہ رب اللعالمین کے لئے (جس نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی)۔[11]

عذاب الٰہی کی وجوہات:

عذاب الٰہی کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کے پہلے اس بات کو سمجھ لیا جائے کے آخر ایسا ہوتا کیوں ہے؟ تو علمائے باطن کی نظر میں جب کسی قوم میں بے یقینی، شکوک وشبہات اور سرکشی اس حد تک بڑھ جائے کہ وہ اللہ کے احکامات کے خلاف ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیں تو پھر یہی بے یقینی ان کی تباہی کا سبب بنتی ہے اگر یقین ٹوٹ جائے تو اس کی حرکت دو طرح سے ہوتی ہے اگر اس کا رخ اوپر کی جانب ہو جائے تو پھر اس قوم پر آسمانی آفات و بلیات کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور اگر یہی بے یقینی، فتنہ فساد، خانہ جنگی، قتل و غارت گری اور مسلکی و گروہی اختلافات کی کیفیت زمین کی طرف نزول کر جائے تو پھر زلزلے، سیلاب، قحط اور وبائی امراض پھوٹ پڑتے ہیں جس کے سبب پوری قوم کے اعصاب بری طرح سے متاثر ہوتے ہیں یہی نہیں بلکہ بسا اوقات تو خوفناک جنگیں تک چھڑ جاتی ہیں اللہ تعالی نے متعدد اقوام کو ان کی نافرمانی کے نتیجے میں عذاب میں مبتلا کیا اور ان اقوام کا قصہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں موجود ہے۔

اَوَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ ؕ كَانُوۡا هُمۡ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ۔

ترجمہ۔کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انھی ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں وہ ان سے زیادہ طاقت ور تھے اور ان سے زیادہ زبردست آثار زمین میں چھوڑ گئے ہیں۔[12]

ذیل میں عذاب الٰہی کا مختصر جائزہ پیش کیا جارہا ہے تا کہ اللہ کی صفت قہاریت کا ادراک اور آگہی ہو سکے۔

احقاف:

سورہ احقاف کو ثلاثین بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں (۳۰) سے زائد آیات ہیں احقاف کا واحد الحقف ہے جس کے معنی طویل اور بلند ٹیلہ کے ہیں جو کے قدرے ٹیڑھا بھی ہو اس کے معنی قوم عاد کے گھر سے ہے یہ ٹیلے یمن میں ہیں جہاں قوم عاد رہتی ہے۔[13]

قوم عاد کا مرکزی مقام سرزمین احقاف ہے یہ حضرموت کے شمال میں اس طرح واقع ہے کہ اس کے مشرق میں عمان ہے۔

سورہ احقاف کی آیت ۲۱ میں ارشاد خداوندی ہے! آپ قوم عاد کے بھائی کو یاد کیجئے (اس سے مراد قوم عاد کے نسبی بھائی سے ہیں)

ان کے دینی بھائی سے نہیں ہے اور وہ حضرت ہود علیہ السلامؑ ہیں۔ان کا پورا نام ہود بن عبداللہ بن رباح بن الخلو د بن عاد تھا۔ اور قوم عاد، عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کی اولا دہیں۔

حضرت ہود علیہ لسلام نے اپنی قوم سے فرمایا!

اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۔

ترجمہ۔بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے۔[۱۴]

قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِتَاۡفِکَنَا عَنۡ اٰلِہَتِنَا ۚ فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۔

ترجمہ۔سوانھوں نے کہا! کیا آپ اس لئے ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے برگشتہ کریں تو آپ وہ عذاب لے آئیں جس سے آپ ہم کو ڈرارہے ہیں اگر آپ سچوں میں سے ہیں۔[۱۵]

قَالَ اِنَّمَا الۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰہِ ۫ۖ وَ اُبَلِّغُکُمۡ مَّاۤ اُرۡسِلۡتُ بِہٖ وَ لٰکِنِّیۡۤ اَرٰىکُمۡ قَوۡمًا تَجۡہَلُوۡنَ فَلَمَّا رَاَوۡہُ عَارِضًا مُّسۡتَقۡبِلَ اَوۡدِیَتِہِمۡ ۙ قَالُوۡا ہٰذَا عَارِضٌ مُّمۡطِرُنَا ؕ بَلۡ ہُوَ مَا اسۡتَعۡجَلۡتُمۡ بِہٖ ؕ رِیۡحٌ فِیۡہَا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۔

ترجمہ۔حضرت ہود علیہ السلام نے کہا! اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے میں تمھیں وہ پیغام پہنچا رہا ہوں۔جیسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمھارے بارے میں گمان رکھتا ہوں کے تم جاہل لوگ ہو پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی وادیوں میں آتے دیکھا تو انھوں نے کہا! یہ تو ہم پر برسنے والا بادل ہے (نہیں) بلکہ یہ وہ عذاب ہے کہ جس کو تم نے جلدی طلب کیا تھا یہ زبردست آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔[۱۶]

قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت:

مفسرین نے بیان کیا ہے! بہت دنوں سے قوم عاد پر بارش نہیں ہوئی تھی اللہ تعالی نے ان کی طرف سیاہ بادل بھیجے وہ بادل جب ان کی وادی کی جانب آنے لگے تو ان بادلوں کو دیکھ کر وہ خوش ہو گئے اور کہنے لگے! یہ بادل تو ہم پر برسنے کے لئے آیا ہے حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔

آپ نے ان بادلوں کو دیکھ کر فرمایا کے نہیں یہ عذاب ہے جس کو تم لوگوں نے بہت جلد طلب کیا ہے پھر بہت زور کی آندھی چلنے لگی جس میں دردناک عذاب تھا۔حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے آندھی اتنی تیز تھی کہ اس کی شدت سے خیمہ اکھڑ گئے پھر اس کی شدت سے وہ لوگ اور ان کے مویشی زمین اور آسمان کے درمیان پرندوں کی طرح اڑنے لگے پھر زمین پر گرنے لگے پھر وہ لوگ خوف زدہ ہو کر اپنے گھروں میں گھس گئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو بند کر لیا لیکن اس آندھی نے ان کے گھروں دروازوں کو توڑ ڈالا اور ان کو اوندھا کر دیا اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا کے ریت سے انھیں ڈھانپ دیا جائے چنانچہ سات راتیں اور آٹھ دن اس زور کی آندھی چلی کہ وہ اس ریت میں دفن ہو گئے پھر اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا اور وہ اس زور سے چلی کے ان کے جسموں پر سے ریت ہٹ گئی اور ہوا نے انھیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اللہ تعالی اس عذاب کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان

کر رہے ہیں!

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِن مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُم مِّن شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔

ترجمہ۔ یہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو برباد کردے گی پھر وہ اس طرح سے ہوگئے کہ ان کے گھروں کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ہم مجرموں کو اسی طرح سے سزا دیتے ہیں اور بے شک ہم نے ان کو ان چیزوں پر اقتدار عطا کیا تھا جن چیزوں پر تمھیں قدرت دی ہے اور ہم نے ان کے کان، آنکھیں اور دل بنائے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے دل ان کے کسی کام نہ آسکے کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور اس عذاب نے ان کا احاطہ کرلیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ۱۷؎

مسروق بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حضرت جبرائیل آئے اور انھوں نے کہا! بدھ کا دن ہمیشہ منحوس ہوتا ہے۔ لیکن امام ابن جوزی اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں بدھ کا دن کفار، فساق، فجار اور مفسدین پر منحوس ہوتا ہے اور مسلمانوں اور نیک لوگوں پر منحوس نہیں ہوتا ہے کیونکہ ان ایام میں عاد پر آندھی چل رہی تھی اور ان کو ہلاک کررہی تھی لیکن ان ہی ایام میں ہود علیہ السلام اور دیگر مومنین بھی موجود تھے لیکن ان صالحین کے لئے یہ آندھی ضرر کا سبب نہ بنی۔ ارشاد خداوندی ہے!

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ۔

ترجمہ۔ ہم نے تندو تیز آندھی منحوس ایام میں بھیج دی تا کہ انھیں دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزا چکھادیں۔ ۱۸؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان پر بادل دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرا جاتے کبھی باہر اور کبھی اندر آتے اور جب وہ بادل برس جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھبراہٹ دور ہوجاتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ! مجھے از خود پتا نہیں ہے شاید کے یہ بادل وہی ہو جیسا کہ قوم عاد کے متعلق اللہ نے فرمایا!

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

ترجمہ۔ پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی طرف وادیوں میں دیکھا تو انھوں نے کہا کے یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔ ۱۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری باد صبا (مشرق سے چلنے والی ہوا) سے مدد کی گئی ہے اور قوم عاد کو باد بور (مغرب سے چلنے والی ہوا) نے ہلاک کردیا تھا۔ ۲۰؎

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا۔

ترجمہ۔ہم اس سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور شان و شوکت میں ان سے بہت بڑھ کر تھیں۔ ۲۱؎

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا اَکۡثَرَ مِنۡہُمۡ وَ اَشَدَّ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ۔

ترجمہ۔کیا انھوں نے زمین میں سفر کر کے اپنی سے پہلی قوموں کا حال نہیں دیکھا؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں بھی زیادہ تھے اور انھوں نے زمین میں بہت یادگاریں چھوڑی تھیں سو ان کے کئے ہوئے کام ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔ ۲۲؎

مَنِ اہۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَہۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡہَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا۔

ترجمہ۔جب تک ہم رسولوں کو نہ بھیج دیں ہم (کفار) پر عذاب بھیجنے والے نہیں۔ ۲۳؎

وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ہُمۡ اَشَدُّ مِنۡہُمۡ بَطۡشًا فَنَقَّبُوۡا فِی الۡبِلَادِ ؕ ہَلۡ مِنۡ مَّحِیۡصٍ۔

ترجمہ۔اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے جو اہل مکہ سے زیادہ طاقت ور تھے انھوں نے ہمارے ہلاک آفرین عذاب سے بچنے کے لئے بہت سے شہروں میں پناہ ڈھونڈنی چاہی لیکن ان کو کسی بھی جگہ ہمارے عذاب سے پناہ نہ مل سکی۔ ۲۴؎

آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی اللہ تعالی کے خوشی کے آثار میں سے ہے آندھی رحمت اور عذاب دونوں کو لاتی ہے تم آندھی کو برا نہ کہو، اللہ تعالی سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ کو طلب کرو۔ ۲۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آندھی پر لعنت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ اللہ کے حکم کے تابع ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اس شخص کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ ۲۶؎

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی کو برا نہ کہو جب تم کوئی ناگوار چیز دیکھو تو کہو! اے اللہ ہم تجھ سے اس آندھی کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور جو اس میں خیر ہے اس کا سوال کرتے ہیں اور جس چیز کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور ہم اس آندھی کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ ۲۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب بھی آندھی چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور یہ دعا کرتے! اے اللہ! اس آندھی کو رحمت بنا دے اور اس کو عذاب نہ بنا اے اللہ! اس کو ریاح (خوشگوار) بنا دے۔ اس کو ریح (ناگوار آندھی) نہ

بنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! قرآن کریم میں آندھی کے متعلق یہ آیات ہیں۔

اِنَّآ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمۡ رِیۡحًا صَرۡصَرًا فِیۡ یَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر (ان کے حق میں) منحوس دن میں تیز لگا تار چلنے والی آندھی بھیجی۔ ۲۸

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ۔

ترجمہ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کے تمھارے رب نے اونچی عمارتوں والے عاد ارم سے کیا سلوک کیا۔ ۲۹

بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی۔ پھر لگا تار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کہ ان کے سر دھڑ سے الگ ہو جاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے، قوی ہیکل افراد تھے (قوم عاد نے کہا!

وَقَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً۔

ترجمہ۔ ہم سے زیادہ بدنی قوت والا کون ہے؟۔ ۳۰

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے تھے حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور و تکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالی نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

گرد بار: (Twister Tirnado)

گرد بار ہوا کو آندھی یا طوفان بھی کہتے ہیں اس میں گردش کرنے والی ہوا کی رفتار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جبکہ ایک سمت میں چلنے کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے یہ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کے مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں پکے مکانات زمین بوس ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے ٹریلرز کو یہ ہوائیں میلوں دور پھینک دیتی ہیں حتیٰ کے جانور تک ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں۔

اس طوفان میں بجری یا پتھر راکٹ کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر شے تباہ و برباد ہو جاتی ہے جاندار ملبے میں دب کر مر جاتے ہیں ان طوفانون کے ساتھ عام طور پر بارش بھی ہوتی ہے جس سے مٹی کیچڑ میں تبدیل ہو جاتی ہے بعض طوفان کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ آتے ہیں۔ بجلی کی چمک اتنی شدید ہوتی ہے کہ بڑے بڑے محلات اور درخت زمین بوس ہو جاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک طوفان میں تقریباً ۵۰ سے ۱۰۰ مرتبہ بجلی چمکتی ہے متوسط قسم کے طوفان باد و باراں میں دس ایٹم بم کے برابر طاقت ہوتی ہے جبکہ بجلی کے ایک فلیش میں میں اتنا کرنٹ ہوتا ہے کہ چھوٹے شہر میں ایک سال کی بجلی کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں ایک فلیش میں تقریباً ۳۰۰۰۰ (ایمپیر ئیر کرنٹ) ہوتا ہے اور اس کا فلو ۶۰۰۰۰ فارن ہائٹ تک پہنچ جاتا ہے جو کہ سورج میں پیدا ہونے والی گرمی سے بھی زیادہ درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوا کی رفتار آواز سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا فَالۡمُلۡقِیٰتِ ذِکۡرًا۔

ترجمہ۔ان ہوؤاں کی قسم جو مسلسل بھیجی جاتی ہیں پھر ان ہواؤں کی قسم جو بہت تیز چلتی ہیں پھر ان ہواؤں کی قسم جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں پھر ان فرشتوں کی قسم جو حق و باطل کو جدا کرنے والے ہیں۔ ۳۱؎

عاد:

عاد ایک شخص کا نام تھا جو کے عمالیق سے تھا یہ کثیر الاولاد تھا اور یہ کئی قبائل میں منقسم تھے یہ لوگ یمن کے احقاف (ٹیلوں، ریگستان) میں رہتے تھے یہ حضرت ہود علیہ سلام کی قوم تھی۔قوم عاد جہاں پر آباد تھی یہ علاقہ ایک طرف یمن اور حضر موت سے ملتا ہے اور دوسری طرف اس کے عقب میں ربع الطالی کا صحرا ہے یورپی محققین کی تلاش کے نتیجے میں اس علاقہ میں بہت سے شہاب ثاقب دریافت ہوئے اور قرین قیاس ہے کے قوم عاد پر جب عذاب نازل ہوا تو سردیوں کا زمانہ تھا ایک بہت بڑا شہاب ثاقب اور اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے شہاب ثاقب قوم عاد کی رہائش سے کچھ فاصلہ پر گرے جس سے بہت زبردست زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے، گرد و غبار اٹھنے لگا گھروں میں سوئے ہوئے لوگ زلزلے کی آوازوں سے گھروں سے نکل کر میدان میں آ گئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ۔

ترجمہ۔قوم عاد میں بھی حیرت انگیز نشانیاں ہیں جب ہم نے ان پر رحمت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ ۳۲؎

اب اس آیت میں لفظ رَّمِيْمِ استعمال کیا گیا ہے جب گھاس سوکھ کر چور چور ہو جائے تو اس کو رَّمِيْمِ اور هشيم کہا جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! جو چیز بوسیدہ ہو کر ہلاک ہو جائے اس کو رَّمِيْمِ کہتے ہیں۔

ابو العالیہ کہتے ہیں! جن پتھروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے اس کو رَّمِيْمِ کہتے ہیں۔

قطرب نے کہا! رَّمِيْمِ کے معنی راکھ ہے جو ہڈی بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے اس کو بھی رَّمِيْمِ کہتے ہیں لہٰذا اس آیت کے معنی یہ ہوئے کے اس تند و تیز آندھی نے قوم عاد کے اجسام کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔

شہاب ثاقب:

شہاب ثاقب جب زمین کی حدود اور فضاء میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی رفتار بہت زیادہ ہوتی ہے ہوا میں رگڑ کھانے کی وجہ سے یہ جلنے لگتے ہیں بہت چھوٹے شہاب ثاقب اکثر جل کر ہوا ہی میں ختم ہو جاتے ہیں اور زمین تک نہیں پہنچ پاتے ہیں البتہ بہت بڑے بڑے شہاب ثاقب زمین تک پہنچ جاتے ہیں جن کے گرنے سے شدید دھماکے ہوتے ہیں ان دھماکوں سے زلزلے کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے یہ شہاب ثاقب کئی دنوں کے بعد ٹھنڈے ہوتے ہیں شہاب ثاقب میں شدید حرارت کی وجہ سے ہوا گرم ہو کر جب اوپر اٹھی تو زمین پر ہوا کا دباؤ کم ہو گیا اور زمین میں خلاء بڑھ گیا یہ دباؤ اتنا کم تھا کہ ہوا بہت تیزی کے ساتھ جگہ کو پر کرنے کے لئے خلاء

میں داخل ہوگئی چونکہ یہ واقعہ سردیوں کا تھا اس لئے سرد ہوائیں زیادہ چلیں اور شہاب ثاقب کو ٹھنڈا ہونے میں ایک ہفتہ سے زیادہ وقت لگا اس لئے سرد ہوا سات دن اور آٹھ راتوں تک چلتی رہی قوم عاد لے لوگ نہایت تندرست و توانا اور بڑے قد کاٹھ کے تھے ان طوفانی ہواؤں نے انھیں اٹھا اٹھا کر پٹخنا شروع کر دیا یہاں تک کے ان کی ہڈیاں کھجور کے بکھرے تنے کی مانند ہوگئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری مدد صبا سے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ ۳۳؎

جو ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چلے اس کو صبا کہتے ہیں جبکہ جو ہوا مغرب سے مشرق کی جانب چلے اس کو دبور کہا جاتا ہے۔ ۳۴؎

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ۔

ترجمہ۔ہم پانی سے بوجھل ہوائیں بھیجتے ہیں پھر آسمان سے پانی برسا کر تمھیں وہ پانی پلاتے ہیں۔ ۳۵؎

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔اللہ کی بعض نشانیوں میں سے یہ ہے کے وہ خوش خبری بھیجنے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے تا کہ تمھیں اپنی رحمت سے چکھائے، اور تا کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تا کہ اس کے فضل سے تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔ ۳۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مطلب یہ ہے کے قرآن کریم میں اکثر طور پر 'ریح' کا لفظ ضرر پہنچانے والی آندھی کے لئے آیا ہے اور 'ریاح' کا لفظ نفع پہنچانے والی اور برسانے والی ہواؤں کے لئے آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے تھے! اے اللہ! تو اس آندھی کو ریاح بنا دے اور ریح نہ بنا۔ ۳۷؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے ہمیں بادل دکھاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور یہ دعا کرتے! اے اللہ! میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اگر بادل چھٹ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کی حمد ثناء کرتے اور فرماتے! اے اللہ! اس کو نفع پہنچانے والا پانی بنا دے۔ ۳۸؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے! اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر اور نہ ہی ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر اور اس سے پہلے ہمیں اپنی عافیت میں رکھ۔ ۳۹؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔اللہ کی یہ شان نہیں ہے کے وہ ان پر عذاب نازل فرمائے جب کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود ہیں۔

قوم لوط:

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ۔

ترجمہ۔فرشتوں نے کہا! بے شک ہمیں مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے۔ ۴۱؎

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ۔

ترجمہ۔تا کہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں جو آپ کے رب کے نزدیک حد سے بڑھنے والوں کے لئے نشان زدہ ہیں۔ ۴۲؎

ایک قول کے مطابق! وہ پتھر سفید اور کالی دھاری دار تھے جبکہ دوسرے قول کے مطابق!

وہ کالی اور سرخ دھاری دار پتھر تھے ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس شخص کو وہ پتھر لگنا اور اس سے اس کی موت واقع ہونی تھی

قوم ثمود:

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ۔

ترجمہ۔قوم ثمود میں بھی عبرت انگیز نشانیاں ہیں جب ان سے کہا گیا کہ تم ایک عارضی مدت تک فائدہ اٹھالو تو انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کو ایک ہولناک کڑک نے پکڑ لیا اور وہ دیکھ رہے تھے پس وہ نہ کھڑے ہو سکتے تھے اور نہ کسی سے مدد حاصل کر سکتے تھے۔ ۴۳؎

قوم ثمود میں بھی عبرت کی نشانیاں ہیں ان کی طرف حضرت صالح کو اللہ کی عبادت اور توحید کا پیغام دے کر بھیجا گیا تھا ان کے مطالبہ پر ایک پتھر کی چٹان سے اونٹنی نکال کر حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت پر دلیل قائم کی گئی ان سے کہا گیا تھا کے اس اونٹنی کا احترام کریں مگر انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ کر اس کو گرا دیا اور پھر اس کو قتل کر دیا۔حضرت صالح علیہ السلام نے انھیں عذاب کی وعید سنائی کے تم تین دن اپنے گھروں میں گزار لو پھر تم کو عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا تین دن کے بعد ان کو ایک کڑک نے آلیا اور وہ سب ہلاک کر دئے گئے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جب بھی 'صاعقہ' کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد مہلک عذاب کے ہی ہیں اس کے ایک معنی کڑک کے بھی ہیں جس وقت ان پر عذاب آیا وہ اس کو دیکھ رہے تھے لیکن اس کے سامنے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے جس وقت وہ عذاب سے ہلاک ہو رہے تھے اس وقت وہ کسی سے مدد حاصل نہیں کر پا رہے تھے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ۔

ترجمہ۔آپ انھیں بتا دیجئے کے ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی تقسیم کیا ہوا ہے، ہر ایک اپنے پانی کی باری پر حاضر ہوگا۔ ۴۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! جس دن ثمود پانی پیتے تھے اس دن اونٹنی بالکل پانی نہیں پیتی تھی اور ان کو اپنا دودھ پلاتی تھی اور وہ بہت عیش و آرام میں تھے اور جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تھی تو وہ سارا پانی پی جاتی تھی اور ان کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں بچتا تھا،حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں! جب ہم غزوہ تبوک میں مقام حجر میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ائے لوگو! معجزات کا سوال نہ کیا کرو کیونکہ یہ صالح علیہ السلام کی قوم تھی جس نے اپنے نبی سے سوال کیا تھا کے اللہ تعالی ان کے لئے اونٹنی بھیج دے تو اللہ تعالی نے ان کے لئے اونٹنی بھیج دی پس وہ اس راستہ سے آتی تھی اور اپنی باری پر ان کا تمام پانی پی جاتی تھی اور

اس دن وہ اس اونٹنی سے اتنا دودھ دوھ لیتے جتنا وہ اس دن پانی پیتے تھے اور وہ اسی راستے سے واپس چلی جاتی پھر انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں پھر ان کو ایک ہولناک چیخ نے پکڑ لیا اور آسمان کے نیچے ان میں سے کوئی نہیں بچا سوائے ایک شخص کہ جو کے اللہ کی حرم میں تھا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون شخص تھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ ابو رغال تھا۔ جب وہ حرم سے نکلا تو اس پر بھی عذاب آ گیا جو اس کی قوم پر آیا تھا۔ ۴۵؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ۔

ترجمہ۔ انھوں نے اپنے صاحب کو پکارا تو (اس نے اونٹنی کو پکڑ کر) اس کی کونچیں کاٹ دیں پس کیسا تھا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا ڈرانا۔ ۴۶؎

امام محمد بن اسحاق نے کہا! پس وہ شخص اونٹنی کے آنے کے راستے میں ایک درخت کی جڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا پھر تاک کر اس کی پنڈلی کے پٹھوں میں تیر مارا پھر تلوار سے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور اس اونٹنی کو ذبح کر دیا اور اس اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگ گیا اور وہیں غائب ہو گیا پھر جب حضرت صالح علیہ السلام آئے اور انھوں نے دیکھا کے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں ہیں اور اس کو ذبح کر دیا گیا ہے تو وہ رونے لگے اور کہا کے تم نے اللہ کی حدود کو توڑ دیا ہے پس تمھیں اللہ کے عذاب کی بشارت ہو۔

حضرت صالح علیہ السلام نے نافرمان قوم کو بتا دیا کے اب مہلت ختم ہو گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ۔

ترجمہ۔ تب کہا! برت لو اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے جھوٹا نہ ہوگا۔ ۴۷؎

بجلی کا عذاب:

پہلے روز خوف سے سب کے چہرے زرد پڑ گئے، دوسرے روز ڈر اور شدید خوف سے سب کے چہرے سرخ ہو گئے اور تیسرے روز دہشت کا یہ عالم تھا کے ان سب کے چہرے سیاہ ہو گئے تین دن کے بعد بجلی کی چمک اور کڑک سے آل ثمود پر عذاب نازل ہوا سوائے حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کے پوری قوم ہلاک ہو گئی عذاب سے بچ جانے والے یہی لوگ ثمود ثانیہ کہلاتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ۔

ترجمہ۔ پکڑا ان ظالموں کو چنگھاڑ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے جیسے کبھی رہے نہ تھے ان میں۔ سن لو! ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے، سن لو! پھٹکار ہے ثمود پر۔ ۴۸؎

قرآن کریم نے قوم ثمود کو کھجور کے بوسیدہ تنوں سے تشبیہ دی ہے جو سوکھ کر جھڑ جاتی ہے اور جانوروں کی آمدورفت سے پامال ہو کر برادہ راہ بن جاتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاقَّةُ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ۔

ترجمہ۔ہونی شدنی کیا ہے؟ وہ ہونی شدنی؟ اورتم کیا جانو کے وہ کیا ہے ہونی شدنی؟ ثمود اور عاد نے اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کو جھٹلا دیا، تو ثمود ایک سخت حادثہ سے ہلاک کئے گئے اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دئے گئے اللہ تعالی نے مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر عذاب مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو دیکھتے) کے وہ وہاں اس طرح بکھرے پڑے تھے جیسے کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں اب تمھیں ان میں سے کوئی باقی بچا نظر آتا ہے؟۔ ۴۹؎

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۔

ترجمہ۔جب حکم پہنچا ہمارا تو بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو یقین لائے آخرت پر۔ ۵۰؎

صبح کے سورج نے شہر میں ہر طرف تباہی اور بربادی دیکھی بڑے بڑے عالیشان محل کھنڈر بن گئے سرسبز باغوں کا نام ونشان تک نہیں تھا حجر کا پررونق علاقہ ٹوٹ پھوٹ کر آثار قدیمہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔قوم کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کر گئے جب عذاب کی وجہ سے آپ تباہ حال بستی سے گزرے اور انھوں نے جگہ جگہ بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھا تو نہایت افسوس کے ساتھ ہلاک شدگان کو مخاطب کر کے کہا!

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ۔

ترجمہ۔اے میری قوم! بلاشبہ میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تم کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہ رکھتے تھے۔ ۵۱؎

فلسطین کے علاقہ رملہ کے قریب کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ مکہ ہجرت کر گئے وہیں آپ کا انتقال ہوا اور حرم کعبہ کے اندر کعبہ کے مغربی سمت میں آپ مدفون ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے جس شخص نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اس کا رنگ سرخ تھا اور اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور اس کا نام قدار بن سالف تھا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان پر ایک ہولناک آواز بھیجی تو وہ باڑ بنانے والے کی گھاس کی طرح چورا چورا ہو گئے۔ ۵۲؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب الحجر سے متعلق فرمایا! اس قوم کے پاس سے سوائے روتے ہوئے نہ گزرنا اگر تم رونہ سکو تو پھر ان کے پاس سے نہ گزرنا ورنہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہوگا جیسا ان پر نازل ہوا تھا۔ ۵۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی سرزمین ہے مسلمانوں نے ان کے

کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ! جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دو اور جو آٹا گوندھا گیا ہے اس کو اونٹوں کو کھلا دو پھر انھیں یہ حکم دیا کے اس کنویں سے پانی نکالیں جس کنویں پر حضرت صالح کی اونٹنی آیا کرتی تھی۔ ۵۴ ۔

العلا اور الحجر:

عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے والے آل ثمود ڈیڑھ ہزار گھرانوں پر مشتمل تھے جبکہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ بچ جانے والوں کی تعداد ایک سو بیس بتائی جاتی ہے عبرت کے لئے ثمود کی عمارتوں میں سے کچھ اب بھی باقی ہیں مدینہ طیبہ اور تبوک کے درمیان حجاز کے مشہور مقام العلاء (جیسے عہد نبوی میں وادی القری کہتے تھے) سے چند میل دور شمال کی طرف ثمود کی تباہی کے آثار موجود ہیں العلاء اب بھی سرسبز و شاداب وادی ہے جبکہ الحجر کے گرد و پیش تباہی اور نحوست کے آثار موجود ہیں ہر طرف ایسے پہاڑ ہیں جو سطح زمین پر دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو گئے ہیں یہ تقریباً ۴۰۰ میل لمبا اور ۱۰۰ میل چوڑا علاقہ ہے اسے ایک عظیم زلزلے نے ہلا کر رکھ دیا۔
تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے ثمود کی تباہی ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے ہوئی جس کے لاوے کے نشانات آج بھی مدائن صالح کے مغرب میں موجود ہیں، چنگھاڑ یا صور اآواز کی ایسی لہر ہے جو انفرادی شعور کی سکت سے زیادہ ہے زیادہ کرخت آواز چنگھاڑ بن جاتی ہے چنگھاڑ آواز کی ایسی لہروں کا مجموعہ ہے جو زندگی میں کام کرنے والی لہروں کو درہم برہم کر دیتی ہے شعور بکھر جاتا ہے آدمی بھس کی طرح ہو جاتا ہے جب لہری نظام ٹوٹ جاتا ہے تو زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے، چنگھاڑ آواز کی ایسی لہر ہے جو سماعت کے سسٹم کو توڑ دیتی ہے سسٹم کا ٹوٹنا حواس کا ٹوٹنا ہے عام حالات میں دیکھا گیا ہے کے 'دھماکہ' سے سماعت ختم ہو جاتی ہے کان کے پردے پھٹ جاتے ہیں، وادی حجر اور دیگر ممنوعہ علاقوں میں نماز پڑھنے سے متعلق فقہاء کرام کی رائے۔
قاضی ابوبکر ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) نے کہا کے وادی الحجر میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالی کی ناراضگی اور اس کا عذاب نازل ہوا تھا یہاں کی مٹی میں تیمم کرنا بھی جائز نہیں اور نہ ہی یہاں کنویں سے وضو کرنا جائز ہے۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا! یا رسول اللہ ﷺ موجودہ بندر اور خنزیر کیا ان کی نسل سے ہیں جن کو مسخ کیا گیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالی جس قوم کو ہلاک کرتا ہے یا جس قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو اس کی نسل کو جاری نہیں کرتا اور بندر اور خنزیر تو ان سے پہلے بھی تھے۔ ۵۵ ۔

قوم لوط:

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم ہم جنس پرست تھی اور یہ کام اس سے پہلے کسی بھی قوم نے نہیں کیا تھا یہ قبیح فعل اسی قوم نے سب سے پہلے متعارف کروایا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انھیں بارہا سمجھایا لیکن وہ اپنی عادات پر قائم رہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ۔

ترجمہ۔ لوط کی قوم نے عذاب سے ڈرانے والے رسولوں کی تکذیب کی۔ ۵۶ ۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْہِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَّجَّیْنٰہُمْ بِسَحَرٍ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر پتھر برسائے، ماسوا آل لوط کے ہم نے انھیں سحری کے وقت بچا لیا۔ ۵۷؎

اس آیت میں 'حاصب' کا لفظ ہے جس کے معنی وہ تیز ہوا جو کہ کنکریاں برساتی ہو یعنی پہلے ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا پھر ان پر تیز ہوا جن میں کنکریاں بھی شامل تھیں اس کی بارش کی گئی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالُوْا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ لِنُرْسِلَ عَلَیْہِمْ حِجَارَۃً مِّنْ طِیْنٍ مُّسَوَّمَۃً عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُسْرِفِیْنَ۔

ترجمہ۔ فرشتوں نے کہا! بے شک ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے تا کہ ہم ان پر مٹی سے بنے ہوئے پتھر برسائیں جو پتھر آپ کے رب کی طرف سے نشان زدہ تھے یہ ان کے لئے ہے جو حد سے گزرنے والے ہیں۔ ۵۸؎

ایک قول ہے کے وہ پتھر سیاہ یا سفید دھاری دار تھے جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق!

وہ پتھر سیاہ اور سرخ دھاری دار تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کے وہ پتھر عذاب نازل کرنے کے لئے معروف تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کے ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس شخص کو جا کر وہ پتھر لگتا تھا۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوْہُ عَنْ ضَیْفِہٖ فَطَمَسْنَآ اَعْیُنَہُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ۔

ترجمہ۔ بے شک انھوں نے لوط سے ان کے مہمانوں کو طلب کیا تو ہم نے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں پس میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزا چکھو۔ ۵۹؎

فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس مہمان بن کر آئے تھے ان کی قوم کے اوباش لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کے ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دیں اور وہ دروازہ توڑ کر حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں جا گھسے،

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کے اوپر اپنا پر مارا جس سے وہ سب اندھے ہو گئے۔ ایک روایت ہے کے ان کی آنکھ کی جگہ سپاٹ ہو گئی اور آنکھوں کی جگہ کوئی گڑھا نہ رہا جبکہ دوسری روایت یہ ہے کے ان کی آنکھیں تو تھیں پر انھیں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا پھر اللہ تعالی نے انھیں عذاب کا مزہ چکھایا۔

وَلَقَدْ صَبَّحَہُمْ بُکْرَۃً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۔ ترجمہ۔ بے شک انھیں طے شدہ عذاب نے علی الصبح تباہ کر دیا۔ ۶۰؎

یہ وہ عذاب تھا جو دنیا میں ان پر مسلسل جاری رہا اور اس عذاب نے ان کی بستی کے نچلے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا تھا۔

وَکَمْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَہْلَکْنٰہَا فَجَآءَہَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ ہُمْ قَآئِلُوْنَ فَمَا کَانَ دَعْوٰہُمْ اِذْ جَآءَہُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔ ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا، پس ان پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت آیا یا جس وقت وہ دوپہر کو سو رہے تھے جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ ہم ظالم تھے۔ ۶۱؎

یہاں 'باس' کے معنی خوف، شدید اور جنگ میں شدت کے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے! 'باس' کے معنی عذاب کے ہیں۔ ۶۲؎

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا۔

ترجمہ۔ اللہ کی گرفت بہت شدید ہے اور اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔ ۶۳؎

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی قوم اس وقت تک عذاب سے ہلاک نہیں ہوئی جب تک انھوں نے خود اس عذاب کا عذر بیان نہ کیا ہو۔ راوی کہتے ہیں! میں نے عبدالملک سے پوچھا! یہ کس طرح سے ہوسکتا ہے تو انھوں نے یہ آیت پڑھی!

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ ۶۴؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس چیز کا مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف ہے وہ قوم لوط کا عمل (اغلام یعنی مرد کا اپنی جنس کے ساتھ بدفعلی کرنا) ہے۔ ۶۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ نے فرمایا! جس شخص کو تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ ۶۶؎

اصحاب الرس:

جس طرح سے کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی بالکل اسی طرح سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کی تکذیب کی۔

الرس کے دو معنی ہیں۔

۱۔ زمین کا کوئی بھی گڑھا خواہ وہ قبر کا یا کنویں کا گڑھا ہی کیوں نہ ہو اس کو الرس کہا جاتا ہے۔

۲۔ وہ کنواں جس کو کسی چیز سے ڈھانکا نہ گیا ہو اور نہ ہی اس کے گرد منڈیر بنائی گئی ہو ایسا اندھا کنواں کے جس میں لوگوں کے گرنے کا اندیشہ ہو اس کو بھی الرس کہا جاتا ہے۔

اصحاب الرس سے متعلق چار اقوال ہیں۔

۱۔ ضحاک نے کہا! یہ وہ کنواں ہے جس میں صاحب یٰسین کو قتل کر کے ڈال دیا گیا تھا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! یہ آذر بائی جان کے لوگوں کا کنواں ہے۔

۳۔ قتادہ اور زہیر نے کہا! اس سے مراد اہل یمامہ ہیں انھوں نے بہت کنویں بنائے تھے۔

۴۔ اس سے مراد اصحاب الخذود ہیں۔ ۶۷؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ۔

ترجمہ۔اس سے پہلے نوح کی قوم نے اوراندھے کنویں والوں نے اورثمود نے جھٹلایا تھا۔۶۸؎

اس آیت میں ثمود کا ذکر ہے، حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کوقوم ثمود کہا جاتا ہے یہ عرب کے قدیم لوگ تھے۔

ایکہ والے:

قرآن کریم میں ایکہ والوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ۔

ترجمہ۔ایکہ (جنگل) والوں نے اور تبع کی قوم نے ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔۶۹؎

ایکہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ جنگل اور گھنے درخت ہوں یعنی درختوں کا جھنڈ ہو بعض لوگوں نے یہ کہا کے یہ کسی خاص شہر کا نام ہے حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب ایکہ اوراہل مدین کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور دونوں ہی قوم پر عذاب الٰہی آیا اہل مدین ایک خوفناک چیخ سن کر ہلاک ہو گئے جبکہ اصحاب ایکہ جس جنگل میں تھے ان پر بادل کا عذاب آیا اس آیت میں قوم تبع کا ذکر بھی کیا گیا ہے تبع عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔

قتادہ کہتے ہیں کے تبع کی قوم سے مراد قوم سبا ہے اور سبا میں حمیر نامی ایک قبیلہ تھا جو کہ اپنے بادشاہ کو تبع کہا کرتے تھے جس طرح سے روم کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا ہے یا فارس کے بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا ہے قوم سبا اپنے وقت کی ایک عظیم قوم تھی۔

حافظ ابن کثیر نے کہا! دو تبع تھے جن میں سے ایک پہلے کافر تھا اور بعد میں وہ مسلمان ہو گیا۔

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ نے بیان کیا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! تبع کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔۷۰؎

ارشادات خداوندی:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ۔

ترجمہ۔وہی اپنے بندوں پر قہار ہے۔۷۱؎

قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔

ترجمہ۔اور وہ اکیلا قہار ہے۔۷۲؎

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

ترجمہ۔جس دن اس زمین میں سے اور زمین بدلی جائے گی اور آسمان بدلے جائیں گے، اور سب کے سب

اللّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے روبرو پیش ہوں گے۔۷۳؎

قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔

ترجمہ۔نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے جو واحد اور قہار ہے۔۷۴؎

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔

ترجمہ۔(یوسف نے اپنے زنداں کے ساتھیوں سے کہا!) تم خود ہی سوچو کے بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب (یعنی القہار) ہے؟۔۷۵ے

هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ترجمہ۔اللہ واحد اور قہار ہے۔۷۶ے

لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

ترجمہ۔آج ملک کس کا ہے؟ اللہ جو واحد اور قہار ہے۔۷۷ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کوئی قوم اس وقت تک عذاب سے ہلاک نہیں ہوئی جب تک کہ انھوں نے خود اس عذاب کا عذر بیان نہ کیا ہو۔ راوی کہتے ہیں! میں نے عبدالملک سے پوچھا! یہ کس طرح سے ہوسکتا ہے؟ تو انھوں نے یہ آیت پڑھی۔

فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ۔

ترجمہ۔جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ بے شک ہم ہی ظالم تھے۔۷۸ے

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ اللہ کی صفت قَهَّارِیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں! اللہ کے جلال کی ہیبت اور قہر و غلبہ کی دہشت ایسی ہے کے روز قیامت اللہ پہاڑوں کو ان کی جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا، زمین کے اندر سے سب کو نکال لائے گا، گناہگاروں، نافرمانوں اور کافرین کو سخت عذاب جہنم میں گھسیٹے گا جہاں انھیں تارکول کا لباس پہنایا جائے گا اس دن یہ گناہ گار عذاب کا مزہ چکھ لیں گے اور اس دن کوئی فدیہ ان کے کام نہ آئے گا۔۷۹ے

آپؓ نے فرمایا! ظلم دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں تباہی ہے۔

جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے اللہ اس کی حکومت کو زائل کر دیتا ہے اور اس کی تباہی اور بربادی میں جلدی کرتا ہے۔

جو اللہ کے بندوں پر ظلم کرتا ہے بندوں کے علاوہ خدا بھی اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔۸۰ے

روحانی وظیفہ:

جو شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہو اسے چاہیئے کے وہ کثرت سے یَاقَهَّارُ کا ورد کرے اس ورد کی برکتوں سے انشاء اللہ دنیا کی محبت ختم اور اللہ کی محبت قلب میں پیدا ہو جائے گی۔ دشمن پر فتح حاصل کرنے کے لئے بھی اسم یَاقَهَّارُ کا وظیفہ مجرب ہے۔

آسیب اور جادو کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے اسم یَاقَهَّارُ ایک چینی کے پلیٹ پر اگر لکھ کر پلایا جائے تو انشاء اللہ فوراً شفا ہوگی۔

حوالہ کتب:

۱۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۳۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا عماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔ص۔۴۶۸۔تفسیر سورہ انعام۔آیت۔۱۸۔۔داالفکر بیروت۔

۴۔الریاضۃ والتذلیل۔

۵۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۸۳۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۸۔

۷۔حیات صحابہ۔(عربی)۔مولانا محمد یوسف کاندھلوی (متوفی۔۱۳۸۴ھ)۔ج۔۳۔ص۔۸۶۲۔کتب خانہ فیضی لاہور۔

۸۔سورہ الفجر۔آیت۔۱۴۔

۹۔سورہ انعام۔آیت۔۶۔

۱۰۔سورہ۔رعد۔آیت۔۴۱۔

۱۱۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔

۱۲۔سورہ المومن۔آیت۔۲۱۔

۱۳۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔۴۔ص۔۱۷۵۔مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران۔

۱۴۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۱۔

۱۵۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۲۔

۱۶۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۳۔۲۴۔

۱۷۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۵۔۲۶۔

۱۸۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۶۔

۱۹۔(سورہ احقاف۔آیت۔۲۴)۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔(متوفی ۲۵۶ھ)۔۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ

۲۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۹۰۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۱۔سورہ مریم۔آیت۔۷۴۔

۲۲۔سورہ المومن۔آیت۔۸۲۔

۲۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۵۔

۲۴۔سورہ ق۔آیت۔۳۶۔

۲۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۹۷۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۴۹۰۸۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۲۵۲۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۸۔سورہ القمر۔آیت۔۱۹۔

۲۹۔سورہ الفجر۔آیت۔۶۔۷۔
۳۰۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۵۔
۳۱۔سورہ المرسلات۔آیت۔۱۔۵۔
۳۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۳۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۳۴۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۳۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔
۳۶۔سورہ روم۔آیت۔۴۶۔
۳۷۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۰۰ھ۔
۳۸۔داؤد۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۹۹۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۹۔ترمذی۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۴۵۰۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔سورہ انفال۔آیت۔۳۳۔
۴۱۔سورہ ہود۔آیت۔۷۰۔
۴۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۴۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۳۔۴۵۔
۴۴۔سورہ القمر۔آیت۔۲۸۔
۴۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۴۶۔سورہ القمر۔آیت۔۲۹۔۳۰۔
۴۷۔سورہ ہود۔آیت۔۶۵۔
۴۸۔سورہ ہود۔آیت۔۶۷۔
۴۹۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۔۸۔
۵۰۔سورہ ہود۔آیت۔۶۶۔
۵۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۹۔
۵۲۔سورہ القمر۔آیت۔۳۱۔
۵۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۴۷۰۲۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۵۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۳۷۹۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۵۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۲۶۶۳۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۵۶۔سورہ القمر۔آیت۔۳۳۔

۵۷۔سورہ القمر۔آیت۔۳۴۔

۵۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۳۲۔۳۴۔

۵۹۔سورہ القمر۔آیت۔۳۷۔

۶۰۔سورہ القمر۔آیت۔۳۸۔

۶۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۔۵۔

۶۲۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔

۶۳۔سورہ النسا۔آیت۔۸۴۔

۶۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۔

۶۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۶۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۶۷۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔ج۔۶۔ص۔۱۰۹۔دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۲۲ھ۔

۶۸۔سورہ ق۔آیت۔۱۲۔

۶۹۔سورہ ق۔آیت۔۱۴۔

۷۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۷۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۸۔

۷۲۔سورہ رعد۔آیت۔۱۶۔

۷۳۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۸۔

۷۴۔سورہ ص۔آیت۔۶۵۔

۷۵۔سورہ یوسف۔آیت۔۳۹۔

۷۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۴۔

۷۷۔سورہ المومن۔آیت۔۱۶۔

۷۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۔

۷۹۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔

۸۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْوَهَابُ

سب کچھ عطا کرنے والا

He who donates all blessings to His creatures.

وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ۔(نحل ۔ ۵۳)

ترجمہ۔تم کو جو بھی نعمت بھی عطا ہوتی ہے وہ اللہ رب العزت کی جانب سے ہی عطا ہوتی ہے۔

اَلْوَهَابُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے نمبر (۱۴اور عدد ۵) ہے۔

اَلْوَهَابُ ۔(و۔ھ۔ب) سے مشتق ہے۔

اَلْوَهَابُ ۔قران کریم میں (۳) مرتبہ آیا ہے۔

فقہائے کرام نے اس اسم مبارک اَلْوَهَابُ کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔علامہ خطابی فرماتے ہیں! اَلْوَهَابُ وہ ذات ہے جس کی عطا ہر جگہ، ہر موقع اور زیست کے ہر شعبے میں ہے۔ ۱؎

۲۔اَلْوَهَابُ کے ایک معنی کثیر الھبۃ لا موالہ یعنی اپنے مال سے بہت زیادہ عطا کرنے والا۔ ۲؎

۳۔علامہ حلیمی فرماتے ہیں! اَلْوَهَابُ وہ ذات پاک ہے جو بطور فضل اپنی مخلوقات پر بہت زیادہ انعامات اور احسانات کرتی ہے۔

اسم اَلْوَهَابُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْوَهَابُ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے یعنی اللہ تعالی کی بے شمار نعمتیں کل مخلوقات کو حاصل ہیں جس میں لحہ بھر کا تعطل بھی واقع نہیں یہ نعمتیں کئی انواع واقسام کی ہیں جس میں صحت، ذہانت، فطانت، امانت، دیانت، حکمت، عبادت، محبت، محبت، ادب، اخوت، احسان، اخلاق، اخلاص، استغفار کی توفیق، میانہ روی، سچائی، صبر وشکر، نیکی، تجربہ، تدبیر، یقین، دانائی، علم وعقل تقویٰ و پرھیز گاری، تواضع وانکساری، توفیق، بھروسہ، عبادات کا ذوق، ذکر الٰہی اور اللہ کی حمد وثنا کی توفیق، جود وسخا، جہاد، خشیت الٰہی، تصور احسان، رزق حلال، آزادی، خوشی، سرور، حقوق اور فرائض کی ادائے گی، غور وفکر، تفکر وتدبر، مال ودولت، معرفت، حلم وبردباری حیاء، عمدہ اخلاق، نرمی، خیر وبھلائی کی سعادت، دعا کی توفیق، امید، زہد وتقویٰ، خوش قسمتی، نیک نیتی، صدقہ، صلہ رحمی، خاموشی، عہد کی پاسداری، فرصت، اطمینان، سکون، قوت فیصلہ، برے بھلے کی تمیز، کھانا پینا، پڑھنا لکھنا، والدین کا سکھ ان

کی خدمت کی توفیق، نیک اور سعادت مند اولاد، عزیز و رشتے دار، دوست احباب، اچھے پڑوسی، انسان کی عقلی، جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور دماغی قوت وصلاحیت انسانی یادداشت، ماحول اور فضاء کا انسانی حیات سمیت کل ذی نفوس کے لئے سازگار ہونا، بیماری، بلاؤں، حادثات اور قدرتی آفات وبلیات سے بچنا، روزگار کے مواقع اور ان کا حصول، معمولات زندگی کی ادائے گی، عبادات کی بجا آوری، دین اسلام کے احکامات پر عمل، قانون کی پاسداری، پاک صاف رہنے کی توفیق ذاتی گھر اور سواری، اور بے شمار صلاحیتوں کا انسان کے اندر پایا جانا (سلام میں پہل، بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت، گھر کے انتظامات کو بہترین انداز سے چلانا، کھانا بنانا، سینا پرونا، مہمان نوازی، ہنر، سلیقہ مندی، طور طریقہ، بیمار کی خدمت، جنازے میں شرکت، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹانا، وغیرہ)۔ اسی طرح سے انسان کے دشمن اور حاسدین بھی اس کے لئے اللہ کی نعمت ہیں کیونکہ انسان اپنے دشمنوں اور حاسدین کے برے رویے اور برے سلوک کو صبر و تحمل سے سہتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اللہ کا مقرب ہونے کے ساتھ ساتھ جنت کا حقدار بھی ٹھہرتا ہے کیونکہ برے حالات اور لوگ ہی اچھے لوگوں کو جنت میں لے جانے کا سبب ہوں گے۔ اسی طرح سے دکھ درد، بیماری، پریشانی، مصائب ومشکلات بھی انسان کو مضبوط بناتے ہیں اور ان تکالیف کو صبر تحمل سے سہنے کے نتیجے میں نا صرف گناہ دھودئے جاتے ہیں بلکہ انسان کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول ہے!

اللہ نے تمھاری بیماری کو تمھارے گناہ کو مٹانے کا سبب بنایا ہے بیماری میں کوئی اجر نہیں ہے لیکن یہ گناہوں کو اس طرح سے ختم کر دیتی ہے جیسے سوکھے ہوئے پتے درخت سے جھڑتے ہیں۔ ۳؎

ارشادات خداوندی:

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْاَرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ تم پر جو بھی نعمت ہوتی ہے وہ اللہ رب العزت کی جانب سے ہی ہوتی ہے۔ ۴؎

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۔

ترجمہ۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے لیکن گن نہ سکو گے۔ ۵؎

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَه ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۔ ۶؎

ترجمہ۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ نے سب تمھارے کام میں لگا دیا اور ظاہر اور باطن میں تم پر اپنی نعمتیں تم پر مکمل کر دیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۔

ترجمہ۔ تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرتے ہو؟ ۷؎

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔

ترجمہ۔ اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ۸؎

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

ترجمہ۔(سلیمان نے کہا) بلاشبہ آپ بڑے دینے والے ہیں۔۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت سلمہ بن اکوع اسلمیؓ بیان کرتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوئی ایسی دعا کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس کی ابتداء ان کلمات سے نہ ہو۔سبحان ربی الاعلی العلی الوھاب۔۱۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی اپنے بندوں پر اپنی نعمتوں کے اثر کو دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔۱۱؎

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مومن کے حال پر تعجب ہوتا ہے کے اس کے ہر حال میں خیر ہے اور یہ صفت مومن کے سواء اور کسی میں نہیں اگر اس کو راحت پہنچتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جو اس کے لئے خیر کا سبب ہے جبکہ اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے جس پر بھی اس کو خیر ملتی ہے۔۱۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مومن مرد و عورت کی جان مال اور اولاد پر ہمیشہ مصیبت آتی رہتی ہے حتیٰ کے وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کے اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔۱۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مسلمانوں میں سے جو بھی شخص اپنے جسم کے کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کے اعمال کے محافظ فرشتوں کو یہ حکم دیتا ہے کے میرا یہ بندہ اپنی صحت کی حالت میں جو نیک اعمال کیا کرتا تھا اس کے اس عمل کو اس وقت تک لکھتے رہو جب تک کہ وہ میری زنجیر میں بندھا ہوا ہے۔۱۴؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! دنیا میں طویل عمر اور صحت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

سب سے اچھی قسمت جسمانی صحت ہے صحت کے ذریعے لذتیں مکمل ہوتی ہیں۔

عقل سے زیادہ فائدہ مند کوئی دولت نہیں جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

مذاق کرنے سے عقل کا ایک حصہ کم ہو جاتا ہے۔شرف عقل و ادب سے ملتا ہے۔۱۵؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہو تو وہ یاوَهَّابُ کا کثرت سے ورد کرے اس کی مفلسی فراخی میں بدل جائے گی۔

نماز چاشت کے آخری سجدے میں ۴۰ مرتبہ یاوَهَّابُ ۲۱ دن تک پڑھنے سے اللہ تعالی حیرت انگیز طور پر مال میں اضافہ فرماتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔شان الدعاء۔لابی سلیمان حمد بن محمد خطابی الحافظ۔ص۔۵۲۔دارالمامون التراث۔

۲۔البدایۃ والنھایۃ۔اسماعیل بن کثیر الدمشقی۔ج۔۵۔ص۔۱۳۱۔داراحیاء التراث العربی۔

۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۴۔سورہ النحل۔آیت۔۵۳۔

۵۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۳۔

۶۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۰۔

۷۔سورہ النجم۔آیت۔۵۵۔

۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۳۔

۹۔سورہ ص۔آیت۔۳۵۔

۱۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۱۱۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۴۰۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۴۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۰۸۰۴۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔

۱۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلرّزّاقُ

بہت بڑا روزی دینے والا

He who provides all things beneficial to His creatures.

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ۔(الحجر۔۲۰)

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی سب سے بڑا رزاق ہے۔

الرَّزَّاقُ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۳۰۸اورعدد ۲) ہے۔
الرَّزَّاقُ۔(ر۔ز۔ق) سے مشتق ہے۔
علمائے کرام کی نظر میں رزق سے مراد صرف کھانا پینا،غذا یا روزی روزگار نہیں ہے بلکہ رزق ایک وسیع الجہت اصطلاح ہے جس میں انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہر شے شامل ہے مثلاً والدین کی شفقت،بہن بھائی،دوست احباب،اچھے پڑوسی،علم وعقل،فہم وفراست امانت،دیانت،فطانت،متانت،شمائل وفضائل،حسب ونسب،سعادت منداور نیک اولاد،اچھا روزگار،گھر،کاروبار،عزت،دولت ،شہرت،نیک نامی،اچھی صحت،اچھے رشتے دار،آنکھوں کا نور،سماعت،بصارت وبصیرت،فوادِقلبی،عبادت کی توفیق،نیک عمل کی ہدایت ملازمین ومددگار،اچھی اور آرام دہ سواری اور آرام دہ زندگی کی گزر بسر کے وہ تمام لوازمات جو ضرورت،آرام اور آرائش میں شامل ہوں۔
ماہرین لغات کے مطابق،ہر وہ شے جو کسی بھی ذی حیات کی نشونما میں معاون اور مددگار رہو اس کو رزق کہا جا سکتا ہے۔
بارش کو بھی رزق کہا گیا کیونکہ اس کے برسنے سے زمین کی کھیتی لہلہاتی ہے آبی ذخائر میں اضافہ ہوتا ہے،قحط سالی کا خاتمہ ہوتا ہے انسان حیوان،چرند وپرند اور سبزہ اس بارش سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔[۱]
مرتزقہ۔سے مراد ایسے افراد جن کی تنخواہیں،راشن یا دوسری کوئی اور سہولت مقرر اور طے شدہ ہو۔[۲]
یعنی سرکاری ملازمین،یا فوجی جنھیں تنخواہ،راشن اور دیگر کئی مراعات حاصل ہوتی ہیں۔
ابن فارس نے اس کے بنیادی معانی کسی فائدہ مند شے کو بروقت ادا کرنے کے بھی بیان کئے ہیں ہر عطا کی ہوئی چیز کو بھی عطیہ یعنی رزق کہا جاتا ہے۔

فقہائے کرام نے اسم الرزاق کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

ا۔علامہ خطابی فرماتے ہیں! الرَّزَّاقُ وہ ذات پاک ہے جس کے ذمہ کل مخلوقات کو رزق دینے کی ذمہ داری ہے۔ ۳؎

۲۔اسم الرَّزَّاقُ اللہ کی وہ صفت ہے جو اپنی تمام مخلوقات کے لئے نا صرف روزی کا انتظام کرتی ہے بلکہ ان کے مقام پر رزق کو پہنچاتی بھی ہے۔ ۴؎

۳۔شیخ سعدی کہتے ہیں! الرَّزَّاقُ اپنی کل ملوقات جو بھی آسمانوں یا زمین میں ہیں انھیں رزق عطا کرتے ہیں۔

اسم الرَّزَّاقُ کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالی کی ایک صفت رزاقیت ہے لہٰذا تمام مخلوقات کو رزق پہنچانے کی ذمہ داری اللہ کی ہے۔نظام کائنات میں ہر ذی نفس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے جیسے وہ جانتا ہے کے وہ اسے کہاں پہنچایا جائے گا رزق کا سلسلہ تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی شرع ہو جاتا ہے یعنی ایک معمولی اور نا قابل تذکرہ نطفہ ماں کے وجود میں پل کر ایک انسان کا روپ دھارتا ہے۔پھر دنیا میں آنے کے بعد سے موت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہتا ہے تا ہم مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔اسی جانب قرآن کریم نے اشارہ کیا! شہیدوں کو مردہ نہ جانو وہ زندہ ہیں اور ہمارے پاس سے رزق پاتے ہیں لیکن تمھیں اس کا شعور نہیں۔

جب قیامت قائم ہو جائے گی اور جنت جہنم کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو جنت میں جنتی عمدہ اور نفیس غذائیں اور مشروبات سے لطف اندوز ہوں گے دوسری جانب جہنمیوں کی غذا میں کھولتا ہوا پانی ،خون، پیپ ،اور کڑوی کسیلی غذائیں شامل ہوں گی۔

جب ذی نفوس کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ دیکھ کر عقل انسانی حیران اور ششدر رہ جاتی ہے کے اللہ تعالی کس طرح سے اپنی مخلوقات کا کفیل اور الرَّزَّاقُ ہے یعنی پتھر میں بند کیڑا بھی اپنی غذا حاصل کر رہا ہے، سیم ،مٹر کی پھلی ،سیب یا امرود میں موجود کیڑا اپنی غذا اللہ کے حکم سے حاصل کرتا ہے جبکہ وہاں نا آنے کا راستہ ہے اور نا جانے کا۔اسی طرح سے پودوں سے خارج شدہ آکسیجن انسان اور جانوروں کے لئے زندگی کا پیغام ہے جبکہ انسان کی خارج شدہ کاربن ڈائی آکسائیڈ پھول پودوں اور نباتات کی زندگی کا موجب ہے۔علمائے باطن فرماتے ہیں کے قانون قدرت تو یہ ہے کے بھوکا پرندہ زمین پر اپنا پر نہیں مارتا اس سے قبل اس کی غذا کا انتظام اللہ کی جانب سے کر دیا جاتا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! انسان رزق کو نہیں ڈھونڈتا ہے بلکہ رزق انسان کو تلاش کرتا ہے بالکل اسی طرح سے جیسے انسان کی موت اس کو تلاش کرتی ہے۔

کائنات کی ہر شے شعور رکھتی ہے اس میں زندگی موجود ہے وہ اپنے رب کو جانتی اور پہچانتی ہے۔صبح وشام اپنے رب کی عبادت، تسبیح اور سجدہ کرتی ہے یعنی ثابت ہوا کے زندگی کا دارومدار سانس پر ہے اور ہر زندہ شے اپنی بقاء کے لئے غذا بھی حاصل کرتی ہے جیسے پودے اور درخت پانی اور سورج کی روشنی سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں زمین کی غذا مردار، انسان، جانوروں، درختوں اور چرند پرند کے مردہ بوسیدہ اور بدبودار اجسام ہیں یہ زمین کا بنی نوع انسان پر احسان عظیم ہے کے دنیا کی بدبودار غلاظت کو وہ اپنے اندر

سمیٹ لیتی ہے۔

اللہ کی ذات پاک ہے اور اللہ پاک چیزوں کو پسند فرماتے ہیں چاہے وہ غذا ہو یا اس کے حصول کے ذرائع دونوں کی پاکیزگی ایمان کی شرط اور جنت سے مشروط ہے تاہم قرآن کریم نے غذا کی پاکیزگی کی جانب بڑی وضاحت سے مدلل پیغامات دیتے ہوئے کہا!

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ۔کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے۔۵

دوسری جانب روزگار کے حصول میں بھی حلال اور حرام کی تمیز سکھاتے ہوئے بتایا!

وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔نہ کھاؤ ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طریقے سے اور حکام کو رشوت نہ دو۔۶

یعنی دین اسلام نے زندگی کے ہر پہلو کی جانب رہنمائی فرمائی اور کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑا اسلام ہر طرح کے ناجائز امور کی سختی سے ممانیت کرتا ہے اسلام دولت کے کمانے کی کوئی حد مقرر نہیں کرتا ہے لیکن ناجائز ذرائع آمدن جیسے رشوت، سود، سٹہ بازی، ناپ تول میں کمی، جوا گانا بجانا، ذخیرہ اندوزی، چوری، ڈکیتی، اغواء برائے تاوان، دھوکہ دہی اور اسراف کی سختی سے ممانیت کرتا ہے۔

انسان کا رزق اس کے دنیا میں آنے سے قبل ہی طے کر دیا گیا اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

تین چیزیں انسان کی پیدائش سے قبل متعین کر دی جاتی ہیں۔

ا۔زندگی۔۲۔موت۔۳۔رزق۔۷

جب ہر انسان کا رزق طے ہو چکا تو اب ایک ہی صورت باقی رہتی ہے کہ وہ اس متعین شدہ رزق کو حلال طریقے سے حاصل کرتا ہے یا حرام ذرائع سے یہ فیصلہ ہر انسان اپنی قوت ایمانی کی بدولت خود کرتا ہے بالفاظ دیگر انسان دنیا میں آنے کے بعد اللہ کے متعین کئے ہوئے رزق کو یا تو حلال کرتا ہے یا حرام

ارشادات خداوندی:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے وہ اس کے ٹھہرنے اور اس کے سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے اور یہ سب ایک روشن کتاب میں ہے۔۸

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔ترجمہ۔بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔۹

كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ۔

ترجمہ۔تم ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ تباہ ہوا۔۱۰؎

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ۔

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے زمین میں روزی کے ذرائع دئے ہیں اور ان کے لئے بھی جن کے تم رزاق ہو۔۱۱؎

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔

ترجمہ۔اس سے کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔۱۲؎

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۔

ترجمہ۔اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں۔۱۳؎

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا۔

ترجمہ۔مسلمانو! اپنے درمیان اپنے بھائیوں کے مال کو ناحق نہ کھاؤ، مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے تجارت ہو، اور آپس میں کسی کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔۱۴؎

قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

ترجمہ۔کہہ دو! پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں اگر چہ تمھیں ناپاک کی بہتات اچھی لگتی ہے سوائے عقلمندوں کے اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔۱۵؎

اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ۔

ترجمہ۔جن کو کتاب دی گئی ان کا کھانا تمھارے لئے حلال ہے اور تمھارا کھانا ان کے لئے حلال ہے مسلمانو! پاک چیزوں کو اللہ نے تمھارے لئے حلال کیا ہے انھیں اپنے اوپر حرام نہ کرو۔۱۶؎

قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔

ترجمہ۔کہہ دو کہ میں اس وحی میں جو مجھے پہنچی ہے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے یا وہ ناجائز ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے، پھر جو بھوک سے بے اختیار ہو جائے ایسی حالت میں کہ نہ بغاوت کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔۱۷؎

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ۔

ترجمہ۔نہ کھاؤ ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طریقے سے اور حکام کو رشوت نہ دو۔ ۱۸؎

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ۔کھاؤ زمین کی پاک اور حلال چیزوں میں سے،اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ ۱۹؎

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ۔

ترجمہ۔تم ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ تباہ ہوا۔ ۲۰؎

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔

ترجمہ۔تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو،ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی ان کا مارنا بہت بڑی خطاء ہے۔ ۲۱؎

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رزق کا دروازہ عرش تک پھیلا اور کھلا ہے اور اسباب معیشت بے حساب ہیں۔ ۲۲؎

عورت کو گھر میں خالی بیٹھنے کی جگہ چرخہ کاتنا اچھی کمائی کا ذریعہ ہے۔ ۲۳؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالداروں کو حکم دیا کے وہ بکریاں پالیں اور غریبوں کو حکم دیا کہ وہ مرغیاں پالیں۔

بہترین عمل حلال روزی کمانا ہے۔

ابن آدم کا یہ بنیادی حق ہے کے اس کے پاس رہنے کے لئے ایک گھر ہو پہننے کے لئے لباس اور کھانے کے لئے روٹی اور پینے کے لئے پانی ہو۔ ۲۴؎

حضرت کعب بن عیاض ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ ۲۵؎

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو پھر بھی وہ چاہے گا کے اسے تیسری وادی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا کوئی چیز اس کے منہ کو نہیں بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ ۲۶؎

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ مسلمان کامیاب ہوگیا جس کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس پر قانع کردیا۔ ۲۷؎

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زیادہ ساز و سامان سے غنا حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ غنا تو یہ ہے کے جس کا دل غنی ہو۔ ۲۸؎

رزق کے سولہ (۱۶) دروازے:

رزق کے حصول کے ۱۶ دروازے ہیں جو کے قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ سے ثابت ہیں۔

۱۔نماز:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ میں ہوتا ہے سو تم سجدہ میں بکثرت دعا مانگا کرو۔ ۲۹؎

۲۔استغفار:

ارشاد خداوندی ہے!

وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ۔

ترجمہ۔اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمھاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ فرمادے گا۔ ۳۰؎

حضرت امام حسنؓ تشریف فرما تھے اور لوگ اپنے اپنے مسائل لے کر حاضر ہو رہے تھے کسی نے کہا! حضرت خشک سالی ہے آپؓ نے فرمایا! کثرت استغفار کرو، کسی سائل نے کہا! حضرت تنگدست مفلس ہوں کچھ وظیفہ عطا کیجئے۔ آپ نے فرمایا! استغفار کی کثرت کرو، کسی نے کہا! حضرت بے اولاد ہوں آپؓ نے فرمایا! استغفار کی کثرت کرو، کسی نے کہا! بیمار ہوں آپؓ نے فرمایا! استغفار کی کثرت کرو الغرض کے مسائل متفرق تھے لیکن آپ ان سب کا ایک ہی علاج یعنی کثرت استغفار تجویز فرما رہے تھے کثرت استغفار سے جب کھل کر بارش ہوگئی تو امیر معاویہ نے ایک شخص سے کہا! جا کر پوچھو کے حضرت امام حسنؓ جو وظیفہ تجویز کر رہے ہیں اس کی سند یا ہے؟ تو حضرت امام حسنؓ نے پوچھنے والے کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ۔

ترجمہ۔اپنے رب سے معافی چاہو، پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمھاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ فرمادے گا۔ ۳۱؎

۳۔صدقہ اور زکوۃ:

وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ۔

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی خوشنودی کی خاطر زکوۃ دیتے ہیں تو ایسے ہی لوگ اپنے مال کو دگنا کرنے والے ہیں۔ ۳۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زکوۃ سے اپنے اموال کی حفاظت کرو اور صدقات سے اپنے بیماروں کی دوا کرو اور مصائب کے لئے دعا کو تیار رکھو۔ ۳۳؎

حبان بن ابی جمیلہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو صدقہ سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ آسمان پر چڑھتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان بہت عمدہ کھانا تیار کرے اور پھر اپنے مسلمان بھائیوں کو کھلائے۔ ۳۴؎

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا!

اللہ نے زکوۃ کو رزق کے لئے سبب کے طور پر واجب کیا ہے۔

اپنی دولت کی حفاظت زکوۃ کے ذریعے سے کرو۔

۴۔ تقویٰ:

خشیت الٰہی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرے گی وہ خشیت الٰہی اور اچھا اخلاق ہے۔ ۳۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص خشیت الٰہی کی وجہ سے گناہ ترک کر دے اللہ اس کو بہترین نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔ ۳۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بکثرت استغفار سے اللہ اپنے بندوں کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں اس بندے کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ ۳۷؎

۵۔ نفلی عبادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص پر تنگ دستی مسلط ہو تو اسے چاہیئے کے وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے اس لئے کے درود شریف تنگ دستی ختم کر کے کثرت رزق اور حاجات کو پورا کرنے کا سبب ہے۔ ۳۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ضعیف اور کمزور لوگوں کو ڈھونڈنے میں میری مدد کرو کیونکہ کمزور اور ضعیف کی وجہ سے ہی تمھیں رزق دیا جاتا ہے اور تمھاری مدد کی جاتی ہے۔ ۳۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر کسی شخص کے بہت گناہ ہو جائیں تو اسے چاہیئے کہ وہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ پانی پلائے تا ہم اس شخص کے اس عمل سے اس کے گناہ ایسے جھڑیں گے جیسے خزاں کے موسم میں خشک پتے۔ ۴۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور اس کھلانے میں ریا کاری یعنی دکھاوا نہیں ہوتا۔ ۴۱؎

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا! مجھے کوئی ایسا عمل بتائے کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بھوکے کو کھانا کھلاؤ پیاسے کو پانی پلاؤ اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اگر تم ان کاموں کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر اپنی زبان سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان نہ پہچاؤ۔ ۴۲ے

حضرت سعد بن عبادہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے افضل صدقہ پانی پلانا ہے۔ ۴۳ے

حضرت علیؓ نے فرمایا! رزق سخاوت میں پوشیدہ ہے لیکن لوگ اسے محنت میں تلاش کرتے ہیں۔ ۴۴ے

حضرت عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں! میں نے سب اعمال کو دیکھا مجھے کھانا کھلانے سے بڑھ کر کوئی چیز باعث اجر نظر نہیں آئی اگر پوری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں بھوکوں کو کھانا کھلاتا۔

۶۔حج اور عمرہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح سے مٹاتا ہے جس طرح سے بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے زنگ کو مٹاتی ہے۔ ۴۵ے

۷۔صلہ رحمی:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ چاہتا ہے کے اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے رشتے داروں سے میل جول رکھے۔ ۴۶ے

۸۔غرباء کی مدد:

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۔

ترجمہ۔صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹہراؤ اپنے والدین، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں دوست احباب، مسافروں اور اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ۴۷ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیواؤں اور مساکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔ ۴۸ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم لوگوں کو اللہ صرف اپنے کمزور اور معذور لوگوں کی دعاؤں کی وجہ سے رزق عطا کرتا ہے۔ ۴۹ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں افضل صدقہ نہ بتادوں؟ تم اپنی اس بیٹی کو صدقہ دو جو (شوہر کی موت یا طلاق کی وجہ سے) تمھارے پاس آ گئی ہو اور تمھارے سوا اس کا کوئی کمانے والا بھی نہ ہو۔ ۵۰ے

جس شخص کو اپنی بیٹیوں کی (پرورش اور تربیت) کی وجہ سے کوئی معمولی سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ۵۱ے

حضرت علیؑ فرماتے ہیں! دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو انھیں بھوک کی نوبت نہ آنے پائے۔ ۵۲؎

۹۔توکل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کے اس پر توکل کا حق ہے تو وہ تمھیں ایسی روزی عطا رے جیسی روزی وہ پرندوں کو دیتا ہے یعنی پرندہ صبح بھوکا اٹھتا ہے اور شام کو وہ سیر ہو جا تا ہے اور تمھاری دعاؤں سے پہاڑ ٹل جائیں۔ ۵۳؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول ہے! جو بھی لوگوں سے بے نیازی کا اظہار کرتا ہے اللہ اسے دولت مند و بے نیاز کر دیتا ہے۔ ۵۴؎

۱۰۔شکر:

حضرت حکم بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب تم نے الحمد اللہ رب اللعالمین کہا تو تم نے اللہ تعالی کا شکرادا کردیا اور اللہ تعالی تمھاری نعمت میں زیادتی کرے گا۔ ۵۵؎

۱۱۔گھر میں داخل ہوتے وقت مسکرانا اور سلام کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! گھر میں خوشدلی سے دال ہونے، اہل خانہ کو سلام کرنے اور گھر میں داخل ہوتے وقت سورہ اخلاص کو پڑھنے سے گھر میں خیر و برکت اور کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ ۵۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سلام پھیلاؤ، اچھی گفتگو کرو، صلہ رحمی کرو اور راتوں کو جب لوگ سو رہے ہوں۔ تو تم قیام کرو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ ۵۷؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا! اسلام کے کون سے حکم پر عمل کرنا سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم جس شخص کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اس کو کھانا کھلاؤ اور سلام کرو۔ ۵۸؎

۱۲۔والدین کی فرمانبرداری:

وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ اِحۡسَانًا۔

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کی ہے۔ ۵۹؎

اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا‌ ؕ اِمَّا يَـبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا۔

ترجمہ۔تم والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور جب ان میں سے ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اف تک نہ کرو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔ ۶۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے! جب انسان ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ ۶۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب انسان اپنے والدین کے لئے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق روک دیا جاتا ہے۔ ۶۲ ؎

۱۳۔ باوضو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو بندہ باوضو سوتا ہے پھر رات میں کسی وقت اس کی آنکھ کھل جائے اور وہ اللہ سے دنیا یا آخرت کی کوئی دعا یا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ ۶۳ ؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں ایسی چیز نہ بتادوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ تمھاری خطائیں معاف فرمادے اور تمھارے درجات کو بلند فرمادے؟ صحابہ نے عرض کی کے کیوں نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس وقت وضو کرنا مشکل اور ناگوار لگے اس وقت کامل وضو کرنا اور مساجد کی جانب بکثرت قدموں کا جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا (اس عمل کا درجہ اللہ کی نظر میں ایسا ہے) جیسے کے کفار کی سرحد پر دین اسلام کی حمایت میں اپنا گھوڑا باندھنا۔ ۶۴ ؎

۱۴۔ چاشت کی نماز:

نماز چاشت کا وقت سورج ی بلندی کے بعد سے زوال تک ہے اس نماز کی بے حد فضیلت بیان کی گئی ہے جبکہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنے والے کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو وہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس شخص کے لئے جنت میں محل بنایا جاتا ہے اس نماز کی کم از کم رکعتیں دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک ہر نماز اپنے سے پہلے گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ ۶۵ ؎

نماز چاشت کے آخری سجدے میں ۴۰ مرتبہ یا وھاب ۲۱ دن تک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طور پر مال میں اضافہ فرماتے ہیں۔

۱۵۔ سورہ واقعہ کی تلاوت:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ الواقعہ پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ ۶۶ ؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ واقعہ تونگری کی سورۃ ہے لہٰذا اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو بھی سیکھاؤ۔ ۶۷ ؎

۱۶۔ دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جو شخص بھی اپنے مسلمان بھائی کے لئے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس دعا کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے اور جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کے تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ ۶۸ ؎

حضرت سلیمان فارسی بیان کرتے ہیں، میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے

کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ ۶۹؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو یہ چاہتا ہے کے اللہ تعالی اس کے گھر میں خیر کی کثرت کرے اس کو چاہیئے کے وہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے اور کلی کرے۔ ۷۰؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی اس بندے سے راضی ہوتا ہے جب وہ کوئی چیز کھا کر یا پی کر اس پر اللہ تعالی کی حمد کرتا ہے۔ ۷۱؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! اگر تمھاری اللہ کے پاس کوئی حاجت ہے تو اپنا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ پڑھ کر شروع کرو اور پھر اپنی حاجت بیان کرو بلاشبہ اللہ اس چیز سے بزرگ و برتر ہے کہ اس سے دو سوال کئے جائیں ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ اور دوسری اپنی حاجت اور وہ ان میں سے ایک کو قبول کرلے اور دوسرے کو رد کر دے ضرورت سے زیادہ کا سوال نہ کرو اور مل جانے سے زیادہ طلب نہ کرو۔ ۷۲؎

تمام حمد و ثناء اللہ کے لئے ہے تمام مخلوق جس کا کنبہ ہے وہ ہی اپنی ساری مخلوقات کے رزق کا ذمہ دار ہے اسی نے سب کی روزی کو مقرر کر رکھا ہے وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا دست سوال کے بڑھنے پر۔ ۷۳؎

صدقہ کے ذریعے رزق کو طلب کرو۔

ہر انسان کے مقدر میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے وہ ہر روز انسان پر بارش کے قطروں کی طرح آسمان سے امرِ الٰہی کی شکل میں نازل ہوتا ہے۔

جس کی عقل بڑھ جاتی ہے اس کا نصیب گھٹ جاتا ہے اور جیسے بھی بکثرت عقل دی گئی، اللہ اس کا حساب اس کے رزق میں کر لیتا ہے کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جنھوں نے اپنے آپ کو تھکا ڈالا مگر پھر بھی روزگار ان پر تنگ ہی رہا اور کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جو طلب رزق میں میانہ رو رہے مگر تقدیر نے ان کا ساتھ دیا، اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کے لئے رزق صرف ایسی جگھوں پر قرار دیا ہے جہاں سے وہ گمان نہیں کر سکتے۔

ہر انسان کا رزق اس کی موت کی طرح اس کا مقدر ہے۔ تم سب اللہ کے اہل وعیال ہو، اور اللہ اپنے اہل وعیال کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔ پرخوری سے بچے رہو کیونکہ یہ دلوں میں سختی، نماز میں تساہلی اور فساد جسم کا سبب ہے۔ اللہ کے نزدیک دشمن ترین وہ بندہ ہے جس کا سب کچھ اس کا پیٹ اور اس کی شرم گاہ ہو۔ ۷۴؎

رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک جسے انسان تلاش کرے دوسرا جو انسان کو تلاش کرے۔

چنانچہ جو شخص دنیا کا طلب گار ہے موت اس کو ڈھونڈتی ہے اور جو آخرت کا طلبگار ہے اسے دنیا اور رزق تلاش کرتے ہیں یہاں تک کے ایسے شخص کو مال اور اعلیٰ درجے کی روزی (اور اللہ کی خوشنودی) حاصل ہو جاتی ہے۔ ۷۵؎

حضرت امام شافعیؒ نے رزق میں اضافے کے چار اصول بیان فرمائے ہیں۔

۱۔نماز تہجد کی پابندی۔۲۔استغفار کی کثرت۔۳۔صدقہ دینا۔۴۔ذکر الٰہی کی کثرت۔

روحانی وظیفہ:

جو شخص باقاعدگی سے یَارَزَّاقُ کا ورد کرے گا اللہ اس کے رزق میں اضافہ کر دے گا۔

نماز فجر سے پہلے ۱۰،۱۰ مرتبہ یَارَزَّاقُ پڑھ کر گھر کے چاروں کونوں میں دم کرنے سے گھر میں رزق کی فروانی اور ہر مرض و بلا سے اللہ حفاظت فرماتے ہیں یہی عمل دوکان، دفتر یا کسی اور رہائشی مقام پر بھی کیا جاسکتا ہے اس عمل سے روزی میں کشادگی پیدا ہوتی ہے اور اللہ غیب سے رزق کا انتظام فرماتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۳۔تفسیر سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۰۔

۴۔البدایۃ والنھایہ۔اسماعیل بن کثیر الدمشقی۔ج۔۲۔ص۔۲۱۹۔داراحیاء التراث العربی۔

۵۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔

۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۸۔

۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۸۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔

۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۲۔

۱۰۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۸۱۔

۱۱۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۰۔

۱۲۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔

۱۳۔سورہ المومنون۔آیت۔۵۱۔

۱۴۔سورہ النسا۔آیت۔۲۹۔

۱۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۰۔

۱۶۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۔

۱۷۔سورہ الانعام۔آیت۔۱۴۵۔

۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۸۔

۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔

۲۰۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۸۱۔

۲۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۱۔
۲۲۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۷ھ۔
۲۳۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۷ھ۔
۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۴۸۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۴۶۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۴۸۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۴۶۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۴۸۲۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۰۔سورہ ہود۔آیت۔۵۲۔
۳۱۔سورہ ہود۔آیت۔۵۲۔
۳۲۔سورہ روم۔آیت۔۳۹۔
۳۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۰۔رقم الحدیث۔۱۰۱۹۶۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔بیروت۔
۳۴۔کنز العمال۔علامہ علی تقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔ج۔۶۔ص۔۴۲۴۔مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔
۳۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۱۶۳۶۹۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۳۶۔حدیث نبوی ﷺ
۳۷۔حدیث نبوی ﷺ
۳۸۔فضائل درود۔
۳۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ
۴۰۔حدیث نبوی ﷺ
۴۱۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۶ھ۔
۴۲۔حدیث نبوی ﷺ
۴۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۴۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۴۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۴۷۔سورہ النسا۔آیت۔۳۶۔
۴۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۴۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۵۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۵۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۵۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۳۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۵۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری(متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۹۰۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۵۶۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۵۹۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۶۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۳۔
۶۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۶۲۔جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ
۶۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۶۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۶۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۶۶۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی(متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دارارقم۔بیروت۔
۶۷۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی۔(متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۶ھ۔
۶۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۶۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۷۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۷۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۷۳۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۸۹۔ص۔۲۶۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۷۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۷۵۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۲۳۱۔ص۔۹۴۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلْفَتَّاحُ

بڑا مشکل کشا اور سب کے لئے رحمت کے دروازے کھولنے والا

He who opens the solution to all problems, and eliminates obstacles.

مَّا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ۔ اللہ جس کے لئے چاہے اپنی رحمت کا دروازہ کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ (فاطر۔ ۲)

الفتاح۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے نمبر (۴۸۹ اور عدد ۳) ہے۔

فَتَحَ۔ (ف۔ت۔ح) سے مشتق ہے۔

الفتاح۔ قرآن کریم میں اسم مبارک الفتاح (۲) مرتبہ آیا ہے۔

لفظ فَتَحَ سے مراد کھولنا۔ اس میں شدت کا عنصر غالب ہے۔ ۱؎

الفتح۔ سے مراد وہ رزق جیسے اللہ کسی کے لئے کھول دے۔ ۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ۔

ترجمہ۔ وہ باتیں جنھیں اللہ نے تم پر واضح کیا (بالفاظ دیگر جن کے دروازے تم پر کھول دئے گئے)۔ ۳؎

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا۔

ترجمہ۔ اے ہمارے نشونما دینے والے ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان آخری فیصلہ کن بات لے آ۔ ۴؎

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ۔

ترجمہ۔ انھوں نے آخری فیصلہ کن بات طلب کر لی۔ ۵؎

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔ ۶؎

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي

الْقُوَّةِ۔

ترجمہ۔ بے شک قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا پھر ان پر اکڑنے لگا، اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے تھے کہ اس کی کنجیاں ایک طاقت ور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں۔ ۷

مَّا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ۔ اللہ بندوں کے لیے جو رحمت کھولتا ہے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا، اور جسے وہ بند کر دے تو اس کے بعد کوئی کھولنے والا نہیں، اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ ۸

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۔ ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی۔ ۹

الْفَتْحِ ۔ زمین کے بالائی حصے پر بہتے ہوئے پانی کو بھی کہتے ہیں جبکہ دیگر معانی میں مدد، نصرت، کامیابی اور دو جھگڑوں کے مابین ہار جیت کا فیصلہ ہے۔

الْفَتَّاحُ ۔ اللہ کا ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی حاکم، بڑا فیصلہ ساز، مشکل اور پر پیچ معاملات کو کھولنے اور سلجھانے والا اور حقائق کو ظاہر کرنے والا ہے فقہائے کرام نے اسم الْفَتَّاحُ کی چار تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ الْفَتَّاحُ وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندوں ے درمیان فیصلہ کرتی ہے۔ ۱۰

۲۔ الْفَتَّاحُ وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندوں کو رزق اور رحمت سے نوازتی ہے اور اسباب کی راہوں کو کھولتی ہے نیز بصیرت اور پہچان حق بھی عطا کرتی ہے۔ ۱۱

۳۔ الْفَتَّاحُ وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندوں کے گناہوں کے باوجود انھیں رزق اور اسباب زندگی عنایت کرتی ہے اور انھیں سدھرنے کا موقع بھی عطا کرتی ہے۔ ۱۲

۴۔ الْفَتَّاحُ وہ ذات پا ہے جو مومنین کو اپنی معرفت اور دوستی عطا کرتی ہے نیز ان کی مغفرت کے دروازے کو بھی کھولتی ہے۔ ۱۳

اسم الْفَتَّاحُ کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالی کا یہ اسم عظیم الْفَتَّاحُ کائناتی نظام میں ہر جانب موجود اور ظاہر ہے اللہ کے نظام کائنات میں عدل وانصاف کی بے حد اہمیت ہے اسی طرح سے اللہ حق سے باطل کو چوٹ لگاتا ہے اور باطل پاش پاش ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ کی سنت میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔

ترجمہ۔ اعلان کر دو کے حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے کے لئے ہی ہے۔ ۱۴

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں! فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چھڑی سے ایک ایک بت کو گراتے جاتے تھے اور یہ آیت تلاوت کرتے جاتے تھے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ فطرت الٰہی ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا فطرت الٰہی میں تبدیلی ممکن نہیں یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ ۱۵ے

یعنی باطل قوتیں کتنا ہی زور لگالیں وہ اللہ کے دین اور حق کو کبھی نہ مٹا سکیں گی اور ہر حال میں حق آ کر ہی رہے گا اور اللہ اپنے حق پر قائم بندوں کی مدد اور نصرت فرمائے گا چاہے ان کی جماعت کتنی ہی قلیل اور کمزور کیوں نہ ہو اس کی کئی مثالیں کتب تاریخ میں درج ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں اختصار اور اشارے کے طور پر بیان کی جارہی ہیں کے کس طرح سے اللہ حق کو باطل سے الگ کرتا ہے اور س طرح سے کمزوروں کو نصرت اور سرفرازی عطا فرماتا ہے۔

غزوہ بدر:

غزوہ بدر کو بدر کبریٰ یا بدر القتال بھی کہا جاتا ہے مسلمانوں کا مشرکین مکہ سے یہ پہلا غزوہ تھا جس میں جدال اور قتال کی نوبت آئی اور نتائج کے اعتبار سے اس جنگ کا شمار دنیا کی ان چند جنگوں میں کیا جاتا ہے جو کہ فیصلہ کن ثابت ہوئیں اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) تھی، نہایت بے سروسامانی کا عالم تھا جبکہ کفار جنگی اسلحہ سے لیس اور بڑی تعداد میں میدان جنگ میں آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو جنگ میں فتح کی خوشخبری سنادی تھی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور اللہ بدر کی لڑائی میں تمہاری مدد کر چکا ہے حالانکہ تم کمزور تھے، پس اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکر کرو، جب تو مسلمانوں کو کہتا تھا کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کے لیے تین ہزار فرشتے آسمان سے اترنے والے بھیجے۔ ۱۶ے

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

ترجمہ۔ وہ موقع کے جب تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے جواب میں اس نے فرمایا کے میں تمھاری مدد کے لئے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں یہ بات اللہ نے تمھیں صرف اس لئے بتادی تا کہ تمھیں خوشخبری ہو اور تمھارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں ورنہ مدد تو جب بھی ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے یقیناً اللہ زبردست اور دانا ہے۔ ۱۷ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے میدان میں زمین پر ہاتھ رکھ رکھ کر بتادیا تھا کے فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اس معرکہ میں ۷۰ کفار قتل جبکہ ۷۰ قید ہوئے۔ مارے جانے والوں میں قریش کے ۲۴ بڑے سردار تھے جن میں قابل ذکر ابوجہل عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف ہیں۔

مسلمانوں کے ۱۴ مجاہدین شہید ہوئے جن میں سے آٹھ انصار تھے۔۱۸؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قوم پر حملہ کرتے تو تین دن وہاں قیام کرتے پھر فتح اور اللہ کی مدد سے خوش وخرم واپس لوٹتے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں بھی تین دن قیام کیا اور اس کے بعد وہاں سے لوٹے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ قیدی اور مال غنیمت تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی صفراء کے مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں مال غنیمت تقسیم فرمایا بدر کے قیدیوں میں سے کچھ کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا جبکہ پڑھے لکھے قیدیوں کا فدیہ یہ تھا کے وہ دس، دس مسلمانوں کو لکھنا اور پڑھنا سیکھائیں گے۔
(اس وقت ایک قیدی کا فدیہ ۴۰۰ درھم تھا)۔
غزوہ بدر وہ فیصلہ کن اور تاریخ ساز جنگ تھی کہ جس نے مسلمانوں کی تقدیر اور ان کے مستقبل کا فیصلہ کر دیا اور اس کے بعد آج تک مسلمانوں نے جتنی بھی فتوحات یا جنگیں جیتی ہیں یا حکومتیں اور سلطنتیں قائم کیں ہیں وہ سب کی سب اسی جنگ کی مرہون منت ہیں اس فتح کو 'فتح مبین' بھی کہتے ہیں اس جنگ کے بعد قریش کے تقریباً ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی قریش کو مسلمانوں نے نہایت کاری ضرب لگائی تھی کہ جس کی چوٹ کو وہ برسوں محسوس کرتے رہے۔

غزوہ احد:

عرب میں صرف ایک شخص کا قتل لڑائی جھگڑے کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ چھیڑ دیتا جو کہ سینکڑوں سال تک جاری رہتا طرفین میں سے جس کو شکست یا ان کی طرف کے لوگ قتل ہوئے ہوں تو انتقام لینا ان پر فرض ہوتا ہے اس قسم کی دشمنیوں میں خاندان کے خاندان ختم ہو جایا کرتے یہی کچھ بدر کے بعد ہوا کیونکہ قریش کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی تھی اور ایک دو نہیں بلکہ قریش کے ۲۴ با اثر اور بڑے سردار بھی اس جنگ میں جہنم واصل ہوئے لہٰذا یہ بات طے شدہ تھی کہ وہ اتنی خاموشی سے بیٹھنے والے نہیں پھر ابوسفیان نے بھی قسم کھائی کے وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا، نہ غسل کرے گا نہ سر میں تیل ڈالے گا، نا صاف کپڑے پہنے گا اور نہ آرام کرے گا جب تک کے وہ دشمنوں سے بدلہ نہ لے لے۔ جنگ بدر کا بدلہ لینا اہل قریش کے نزدیک یوں بھی اہم تھا کیونکہ یہ ان کی عزت و وقار کا بھی اہم مسئلہ تھا انھوں نے ایک کمزور جماعت سے شکست کھائی تھی جس کے بارے میں انھوں نے کبھی اپنے خواب وخیال میں بھی نہ سوچا تھا جن لوگوں کو وہ حقیر سمجھ کر کچلنے کے لئے آئے تھے انھوں نے قریش کو شکست فاش دی چنانچہ غزوہ احد کا یہی محرک تھا پھر وہ قیدی کے جن سے فدیہ لے کر انھیں رہا کر دیا گیا جبکہ حضرت عمرؓ اہل عرب کی فطرت کو بخوبی سمجھتے تھے اسی لئے ان کی رائے یہ تھی کے ان قیدیوں کو بھی قتل کر دیا جائے کیونکہ اگلے سال یہ پھر مسلمانوں پر جنگ مسلط کریں گے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کی اس تجویز کو رد کر دیا تھا کیونکہ یہ دونوں حضرات طبیعتاً خون خرابے کو نا پسند کرتے تھے۔غزوہ احد سن ۳ھ میں احد کے مقام پر ہوئی یہ ایک مدافعتی جنگ تھی جو کے دشمنان اسلام نے مسلمانوں پر مسلط کی اس میں دشمن کی تعداد ۳۰۰۰، ۳ ہزار جبکہ مسلمانوں کی تعداد ۷۰۰ تھی۔عبداللہ بن ابی جو کے منافق اعظم تھا وہ اپنے ۳۰۰ افراد کو لے کر علیحدہ ہو گیا اور یہ کہنے لگا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بات نہ مانی اور دوسروں کی بات مانی لہٰذا میں اور میرے ساتھی اپنی جانیں کیوں لڑائیں

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ تاکید کی تھی کے فتح کے باوجود تم لوگ اس گھاٹی سے نہ ہٹنا جب تک کہ میں تمھیں اس کا حکم نہ دوں اور اگر دشمن ہم پر غالب آ جائے اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ کر کھانے لگیں لیکن تم پھر اس جگہ سے نہ ہلنا جب تک کہ میں تمھیں نہ بلالوں چنانچہ جنگ کا آغاز ہوا اور گھمسان کا رن پڑا، ابھی جنگ اپنے عروج پر ہی تھی کے رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ اڑ گئی جس کو سن کر مسلمان حواس باختہ ہو گئے اور ہمت چھوڑ گئے اور ان میں سے بیشتر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسی تناظر میں ارشاد خداوندی ہوا ہے!

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہے، اس سے پہلے بہت رسول گزرے، پھر کیا اگر وہ مرجائے یا مارا جائے تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے، اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑے گا اور اللہ شکر گزاروں کو ثواب دے گا۔ ۱۹ے

اس آیت میں اللہ تعالی نے یہ واضح کر دیا کے کسی نبی کا کافروں کے ہاتھوں قتل ہو جانا اور ان پر موت کا وارد ہو جانا کوئی نئی بات نہیں ہے پچھلے انبیاء بھی قتل کئے جاتے رہے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ اس صورت حال سے دو چار ہوں گے تو کیا تم الٹے پاؤ پھر جاؤ گے؟ بہر کیف اس جنگ میں چند مسلمانوں کی نافرمانی کا وبال سب پر پڑا اور بہت بڑا جانی نقصان ہوا ۷۰ کے قریب صحابہ کرام اس جنگ میں شہید ہوئے اور متعدد زخمی ہوئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کی طرف کے دندان مبارک بھی اسی غزوہ میں شہید ہوئے تھے نیز آپ ﷺ کے چہرے پر زخم کے نشانات بھی آئے تھے اگر چہ کہ کفار کا لشکر لوٹ چکا تھا اور مسلمان جس گھاٹی پر متعین تھے اور رسول اللہ ﷺ نے انھیں ان کی جگہ سے ہلنے کے لئے بھی منع فرمایا تھا وہ اس بات کو بھول کر مال غنیمت سمیٹنے لگے اس وقت خالد بن ولید کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے اور ابھی اسلام لے کر نہیں آئے تھے چنانچہ انھوں نے مسلمانوں پر پلٹ کر دوبارہ حملہ کر دیا مسلمان اس حملہ کے لئے قطعاً تیار نہ تھے لہٰذا ان کا بڑا جانی نقصان ہوا لیکن پھر مسلمان پامردی سے لڑتے رہے اور کفار کے میدان چھوڑ کر بھاگنے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا! کون کفار کا تعاقب کرے گا؟ اگر چہ مسلمان زخموں سے چور تھے لیکن اس کے باوجود ۷۰ صحابہ کرام جن میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور زبیر بن عوام ؓ بھی تھے انھوں نے فوراً رسول اللہ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اور دشمنوں کے تعاقب میں رواں نہ ہوئے۔

ان ہی لوگوں سے متعلق ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے، جو ان میں سے نیک ہیں اور پرہیزگار ہوئے ان کے لیے بڑا اجر ہے۔ ۲۰ے

لیکن کفار کو دوبارہ حملہ کرنے کی جراءت نہ ہو سکی مشرکین نے مسلمانوں کی لاشوں کا مثلہ کیا اس جنگ میں کفار کے ۲۲ افراد جہنم

واصل ہوئے

غزوہ احزاب یا غزوہ خندق:

غزوہ احزاب سن ۵ ھ میں ہوا اس کو غزوہ خندق اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں ایک بہت بڑی خندق کھودی گئی جبکہ اس کو غزوہ احزاب اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں کفار اور یہودیوں کے کئی قبائل یعنی گروہ نے متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ کیا۔

حزب عربی زبان میں گروہ کو جبکہ احزاب گروہ کی جمع ہے۔

پس منظر:

اس غزوہ کا اصل پس منظر یہ ہے کے غزوہ احد میں مسلمانوں کے بڑے جانی نقصان کو کفار مکہ اپنی فتح تصور کر رہے تھے لہٰذا ان کے حوصلے مزید بلند ہوئے پھر یہودیوں کی شر انگیزیاں جن میں قبیلہ بنونضیر سر فہرست تھا جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے جلاوطن کر دیا تھا وہ خیبر میں جا بسے تاہم وہ اپنی ذلت کا مسلمانوں سے بدلہ لینا چاہتے تھے اس غرض سے یہودیوں کے کئی قبائل باہم مسلمانوں کے خلاف متحد ہو گئے اور ان کے ساتھ ساتھ کفار قریش بھی ان کی حمایت میں پیش پیش تھے چنانچہ یہود اور کفار مکہ باہم ایک بڑی قوت کی شکل میں یکجا ہوئے تا کہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا دیا جائے کفار کی تعداد ۱۰،۰۰۰ تھی۔

حضرت سلیمان فارسی ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مشورہ دیا کے مدینہ کے گرد خندق کھودی جائے تا کہ ہم اپنی بہتر حفاظت کر سکیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس مشورے کو قبول فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خندق کو کھودنے میں ان کے ساتھ شریک رہے یہ خندق مدینہ کے شمال مغرب میں کھودی گئی جو کہ ایک کھلا حصہ تھا اور جہاں سے دشمن حملہ آور ہو سکتا تھا کیونکہ باقی تین اطراف میں گھنے جنگلات پہاڑ اور پتھریلا علاقہ تھا جو کے دشوار گزار راستہ تھا خندق کھودنے کے کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم کر دیا چنانچہ ہر دس مسلمان کے ذمہ چالیس ہاتھ خندق کھودنا تھی مجموعی طور پر یہ خندق چھ ہزار گز یعنی ساڑھے تین میل لمبی کھودی گئی اس کی گہرائی سات سے دس ہاتھ تھی جبکہ چوڑائی نو ہاتھ سے زائد تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو مدینہ کے قلعے میں بھیج دیا۔ ایک روایت ہے کے خواتین اور بچوں کو حسان بن ثابت ؓ کے قلعے میں رکھا گیا مدینہ کے یہودیوں (بنو قریظہ) نے مسلمانوں اور ان کے اہل خانہ کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی لیکن بعد میں انھوں نے بھی غداری کی مسلمانوں کے لئے یہ ایک سخت وقت تھا، جب کفار کا لشکر مدینہ پہنچا تو اس خندق کو دیکھ کر حیران اور ششدر رہ گیا یہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کے مسلمان کسی ایسی حکمت عملی کو اختیار کریں گے جس کا توڑ ان کے پاس نہ ہو گا کفار نے بار ہا یہ کوشش کی کہ وہ خندق کو عبور کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے انھی میں قریش کا ایک ۷۰ سالہ دبنگ عمرو بن عبدود تھا جس نے مسلمانوں کو للکارا لیکن حضرت علی ؓ نے اس کو جہنم واصل کیا یہ معرکہ سخت سردیوں میں پیش آیا روایت ہے کے دشمنوں نے تقریباً ۲۵ دنوں تک محاصرہ قائم رکھا۔ پھر ایک رات اللہ تعالیٰ نے ایک تیز آندھی چلائی جس سے دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے، ان کے جانور بدک گئے، ان کے برتن اور اشیاء استعمال ہوا میں بکھر گئیں دوسری جانب ان کی اشیاء خوردنی بھی ختم ہو چکی تھیں جس کی وجہ سے انسان اور جانور بھوک سے نڈھال تھے حتیٰ کے تیز ہوا کے باعث آگ

جلانا بھی محال تھی ایسے میں ابوسفیان نے واپسی کا قصد کیا اس طرح سے دشمن نامراد واپس لوٹے۔

اس صورت حال کو قرآن اس طرح سے بیان کرتا ہے!

يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ جَآءَتۡكُمۡ جُنُوۡدٌ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا وَّجُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرًا ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر ہوا جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا، اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ دیکھ رہا تھا۔۲۱؎

اس جنگ میں دشمن کے تین افراد جہنم واصل ہوئے جبکہ مسلمانوں کے چھ افراد شہید ہوئے اس جنگ میں مسلمانوں کا کوڈ ورڈ حم ینصرون تھا جس کو سن کر اپنوں اور غیروں میں تمیز ہو جایا کرتی کفار کی ناکامی کے اسباب میں سرفہرست یہ بات تھی کے وہ اپنے ساتھ کئی لشکر کو لے کر آئے تھے جن کے جدا جدا سالار تھے لہٰذا متعدد سالار مسلمانوں پر حملہ کی باہم اور متفق پلاننگ نہ کر پائے دوسری طرف ان کے درمیان ایک لمبی چوڑی خندق بھی حائل تھی جس کو وہ عبور نہ کر سکے جبکہ موسم کی سختی نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی اتحادی قبائل مال غنیمت کے بھوکے تھے نیز یہود اپنے سوا کسی اور پر اعتماد بھی نہ کرتے تھے پھر رہ گئے قریش تو ان کی سوچ یہ تھی کہ ہم اپنا خون بہائیں اور جانیں دیں اور اس کا صلہ دوسرے حاصل کریں یہ محاصرہ ایک سخت محاصرہ تھا جس کو سر کرنے کے لئے ایک حد درجہ منظم، مستقل مزاج اور ثابت قدم جماعت کی ضرورت تھی تاہم اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مختصر جماعت کو ثابت قدم رکھا اور اللہ کی مدد سے مسلمان اس غزوہ میں سرخرو ہوئے۔

صلح حدیبیہ:

صلح حدیبیہ سن ۶ ھ میں ہوئی، اللہ نے اس صلح کے بدلے مسلمانوں کو فتح مبین کی بشارت عطا فرمائی واقعہ یہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات خواب میں دیکھا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے مکہ عمرہ کے غرض سے تشریف لے جا رہے ہیں۔رسولوں کا خواب چونکہ سچا ہوتا ہے جس کی توثیق قرآن کریم نے بھی کی اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق تھا۔

لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوۡلَهُ الرُّءۡيَا بِالۡحَقِّ ۚ لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيۡنَ مُحَلِّقِيۡنَ رُءُوۡسَكُمۡ وَمُقَصِّرِيۡنَ لَا تَخَافُوۡنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمۡ تَعۡلَمُوۡا فَجَعَلَ مِنۡ دُوۡنِ ذٰلِكَ فَتۡحًا قَرِيۡبًا ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب سچا کر دکھایا، کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم امن کے ساتھ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے اپنے سر منڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے بے خوف وخطر ہو گے، پس جس بات کو تم نہ جانتے تھے اس نے اسے جان لیا تھا پھر اس نے اس سے پہلے ہی ایک فتح بہت جلدی کر دی۔۲۲؎

روایت کے مطابق! تقریباً ۱۴۰۰ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس سفر میں شریک تھے اس زمانے کا یہ قاعدہ تھا کہ سفر میں اپنی حفاظت کے لئے ایک تلوار رکھی جاتی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ حدیبیہ کے مقام پر بیٹھ گئی قریش مکہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد

کی اطلاع ہوگئی لہٰذا وہاں بھی ہل چل مچ گئی کے آخر اتنے مسلمان اچانک کیوں آ گئے؟ تاہم انھیں یہ بتایا گیا کے مسلمانوں کے آنے کا صرف اور صرف مقصد یہ ہے کے وہ عمرہ اور بیت اللہ کی زیارت کریں گے اور دو تین دن قیام کے بعد واپس چلے جائیں گے لیکن قریش نے مسلمانوں کو عمرہ اور بیت اللہ کی زیارت کی اجازت نہ دی اور اگلے سال پر بات ٹال دی۔ حدیبیہ کے مقام پر قریش سے بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ قریش کی جانب سے متعدد قاصد آئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان پر یہ واضح کر دیا کے ہمارا مقصد جنگ نہیں بلکہ صرف عمرہ ہے لیکن کفار قریش نے رسول اللہ ﷺ کی ہر بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔

ادھر قریش کی جانب سے سہیل بن عمرو بھی صلح کی بات چیت کرنے کے لئے آ گئے اور ایک معاہدہ لکھا گیا رسول اللہ ﷺ نے ایک کاتب کو معاہدہ لکھنے کے لئے بلوایا اور معاہدے کی ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کی گئی سہیل نے کہا! اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے ہیں یہ رحمٰن کون ہے؟ تو پھر آپ ﷺ نے بسمك اللهم لکھوایا جیسا کے آپ ﷺ پہلے لکھوایا کرتے تھے پھر آپ ﷺ نے کاتب سے یہ کہا! لکھو یہ وہ فیصلہ ہے جو کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ سہیل نے کہا! اللہ کی قسم اگر ہم آپ ﷺ کو اللہ کا رسول جانتے تو پھر بیت اللہ سے کیوں روکتے؟ اور آپ ﷺ کے ساتھ قتال کیوں کرتے؟ اس جگہ آپ ﷺ محمد بن عبداللہ لکھیے اس پر رسول اللہ ﷺ نے کہا! اللہ کی قسم میں ضرور اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم مجھ کو جھٹلاتے ہو خیر محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو اس کے بعد معاہدے کی شرائط لکھی گئیں۔

۱۔ طرفین کے درمیان دس سال تک جنگ بند رہے گی اس مدت میں ان کے درمیان امن رہے گا اور کسی قسم کی ظاہری یا چوری چھپے کارروائی نہیں کی جائے گی

۲۔ محمد ﷺ اس سال واپس چلے جائیں اور آئیندہ سال عمرہ کے لئے آئیں وہ مکہ میں صرف تین دن قیام کریں گے اپنے ساتھ کوئی اسلحہ لے کر نہیں آئیں گے سوائے ایک تلوار کے جو کہ نیام کے اندر رہے گی۔ آپ ﷺ لوگوں کی مکہ آمد کے موقع پر ہم مکہ سے باہر چلے جائیں گے۔

۳۔ قبائل عرب کو یہ اختیار رہے کے جس کا جی چاہے قریش کے ساتھ معاہدہ کریں اور جس کا جی چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کریں۔

۴۔ جو شخص قریش کی جماعت کا اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ جائے تو آپ ﷺ اس کو قریش کے حوالے کر دیں گے لیکن جو شخص رسول اللہ ﷺ کی جماعت سے قریش کی طرف چلا جائے تو قریش اس کو واپس نہیں کریں گے۔

معاہدہ مکمل ہوا اور اس پر طرفین نے گواہ مقرر کئے اس معاہدہ کی شقوں پر مسلمان بہت دلبرداشتہ تھے خصوصاً حضرت عمرؓ بار بار رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اپنے جانوروں کی قربانیاں پیش کریں اور اپنے سر منڈوائیں لیکن تمام مسلمان اس وقت شدید غم کی کیفیات سے دوچار تھے رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا ذکر حضرت ام سلمٰیؓ سے کیا جسے سن کو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ مشورہ دیا کے آپ ﷺ اپنا جانور قربان کر لیں اور حجام کو بلوا کر

اپنے بال منڈوالیں پس رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور کسی سے بات کئے بغیر اپنے جانور کی قربانی کی اور حجام کو بلوا کر اپنے بال منڈوائے، جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو جیسے وہ سب ہوش میں آ گئے پھر انھوں نے بھی اپنے جانور قربان کئے اور بال منڈوائے۔

حضرت جابرؓ سے جب پوچھا گیا! یوم حدیبیہ کو آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو انھوں نے کہا! ہم ۱۵۰۰ افراد تھے۔ ۲۳

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے یوم حدیبیہ کو ۷۰ اونٹ نحر کئے تھے۔ ۲۴

حدیبیہ سے مدینہ واپسی پر رسول اللہ ﷺ پر سورہ الفتح کا نزول ہوا۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا۔

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی۔ ۲۵

یعنی ہم نے آپ کے لئے زندگی کی راہیں کھول دیں اور آپ پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کر دی۔

مفسرین اور علمائے کرام اس فتح مبین کو صرف صلح حدیبیہ کے تناظر میں ہی نہیں دیکھتے بلکہ اس سے مراد اللہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ پر اپنی بیش بہا نعمتوں کی تکمیل جس میں علوم و معارف، فہم و فراست، بلندی، اقتدار، نصرت، کامرانی، کامیابی، سرفرازی اور کشادگی شامل ہے یعنی اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے راستے کی مشکلات، آزمائشیں، پریشانیاں، دشمنوں کی چالیں اور رکاوٹوں کو نا صرف دور فرمایا بلکہ آپ ﷺ پر حقائق بھی منکشف فرمائے اور حق و باطل کا ایک فیصلہ کن انقلاب کا بپا ہو جانا اپنے اندر ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سورہ الفتح کے نزول کے بارے میں فرمایا کہ! یہ سورہ مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیاری ہے۔ ۲۶

رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو بلوا کر اس سورہ کو سنایا جس میں مسلمانوں کو اللہ تعالی نے ایک قریبی فتح کی بشارت دی۔

صلح حدیبیہ کے نتائج:

اس صلح کو مسلمان اپنی شکست اور کمزوری سمجھ رہے تھے لیکن یہ مسلمانوں کے حق میں فتح عظیم ثابت ہوئی بہت جلد ایک ایک کر کے اس صلح کے فوائد سامنے آنے لگے اس معاہدے میں مسلمانوں کو جس شرط سے سب سے زیادہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی وہ یہ کے اگر مسلمان مکہ سے بھاگ کر آئے تو ہم اس کو قریش کو لوٹا دیں لیکن اگر مدینہ سے کوئی مکہ جائے تو وہ اس مسلمانوں کو نہیں لوٹائیں گے لیکن کچھ دنوں کے بعد قریش مکہ پر یہ شرط الٹی پڑ گئی اور وہ خود

رسول اللہ ﷺ کے پاس اس شرط کو ساقط کرنے کے غرض سے آئے۔

اس صلح کا ایک اور فائدہ یہ ہوا کے پہلی بار قریش نے مسلمانوں اور مدینہ کو اسلامی ریاست کے طور پر اس کو تسلیم کیا پھر یہ کے مسلمانوں کے ساتھ جو اتحاد قائم کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے۔ مسلمان عرصہ دراز سے جنگوں میں گھرے ہوئے تھے کفار قریش کی جانب سے دس

سال کی جنگ بندی کے اعلان نے انھیں سکھ کا سانس لینے دیا اور مسلمانوں نے اس وقفہ میں اسلام کی جی جان سے تبلیغ واشاعت کی اور اسلام اس عرصہ میں بہت تیزی سے بڑھا اور مسلمانوں کو اپنی صفوں کی تنظیم کا موقع مل گیا جس کو انھوں نے مضبوط بنیادوں پر استوار کیا یہاں تک کے انھوں نے اپنی عسکری قوت کو بھی بے پناہ بڑھالیا اور اردگرد ان کے مدمقابل نہ رہے پھر بعد میں یہی معاہدہ مسلمانوں کے لئے فتح عظیم کا سبب بنا اس صلح کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے بیت اللہ کی زیارت کا حق تسلیم کرلیا گیا اور قریش نے یہ مان لیا کے مسلمان بے دین نہیں ہیں اس سے اہل عرب کے دل کی نفرت مسلمانوں کے خلاف کم ہوگئی کیونکہ جس قسم کا قریش مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کررہے تھے اس سے تو یہی ثابت ہوتا تھا کے مسلمان نہ جانے کون سے نئے دین کے پیروکار ہیں اس معاہدے سے قریش اور ان کے یہودی حلیفوں کے درمیان تفریق ہوگئی جو کے ہر وقت قبائل کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے تاہم اللہ تعالی نے مسلمانوں کو عزت، نصرت اور سربلندی عطا فرمائی۔

غزوہ خیبر:

غزوہ خیبر سن ۷ ھ میں ہوئی خیبر مدینہ کے شمال میں واقع ایک زرخیز علاقہ ہے جہاں کھجور کے باغات اور کھیت کھلیان بھی بکثرت تھے یہاں یہودیوں کا ایک مرکزی مقام تھا جہاں ان کے کئی مضبوط قلعے تھے جن میں سے بعض کے آثار تو اب بھی موجود ہیں ان قلعوں کی تعداد نو تھی۔ ۱۔النطاۃ۔ ۲۔الصعب بن معاذ۔ ۳۔ناعم۔ ۴۔الزبیر۔ ۵۔النزار ۶۔ابی۔ ۷۔القموص ۸۔الوطیع۔ ۹۔سلالم۔

ان قلعوں میں القموص کو خاص اہمیت حاصل تھی خیبر میں یہودیوں کی قدیم آبادی کے علاوہ قبیلہ بنونضیر (مدینہ سے جلاوطن کئے ہوئے یہودی) کے لوگ بھی آباد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا قصد سن ۷ ھ میں ماہ محرم میں کیا۔ اور وادی رجیع میں قیام کیا جو کہ خیبر اور وادی غطفان کے درمیان واقع تھی یہاں قیام کی اصل وجہ یہ تھی کے بنو غطفان کے یہودی، خیبر کے یہودیوں کی مدد نہ کرسکیں اگرچہ بنو غطفان پر مسلمانوں کا رعب بھی قائم تھا رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ خیبر پر چڑھائی کی اور خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرتے چلے گئے لیکن القموص کا قلعہ جو سب سے زیادہ مضبوط تھا اور اس قلعہ کا رئیس عرب کا مشہور پہلوان مرحب تھا فتح نہیں ہورہا تھا رسول اللہ ﷺ نے علم (جھنڈا) حضرت علیؓ کو دیتے ہوئے ان کے حق میں دعا فرمائی حضرت علیؓ جو کے فاتح خیبر ہیں انھوں نے اس قلعہ کو فتح کرتے ہوئے مرحب کو قتل کیا بعد ازاں مسلمانوں کو بکثرت مال غنیمت حاصل ہو دشمن کے کئی لوگ قیدی ہوئے جن میں صفیہؓ بنت حی ابن اخطب بھی تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے بعد میں نکاح بھی کیا خیبر کی فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو یہاں سے جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا لیکن خیبر کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کے ہمیں آپ ﷺ یہیں رہنے دیجئے ہم ان کھیت کھلیانوں میں کام کریں گے اور پیداوار کا نصف آپ ﷺ کو دیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! لیکن ہم جب تک چاہیں گے تمھیں یہاں رکھیں گے یہاں تک کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں انھیں تیما اور اریحا کی جانب جلاوطن کیا گیا اس جنگ میں ۹۳ یہودی جہنم واصل ہوئے جبکہ ۱۵ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔

خیبر کی فتح سے جزیرۃ العرب میں یہود کا عسکری نقطہ نظر سے یکسر خاتمہ ہوگیا اور ان کی کوئی اہمیت اور حیثیت باقی نہ رہی نیز مدینہ کے

شمالی علاقہ میں مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی دیگر قبائل کی غداری سے مسلمان محفوظ و مامون ہوئے نیز شمالی قبائل میں اسلام تیزی سے پھیلا پھر یہاں کی فتح سے مسلمانوں کی معاشی حالت مستحکم ہوئی اس فتح سے خیبر کے ایک قریبی قصبہ فدک پر بھی مسلمانوں کا رعب طاری ہوگیا اور اہل فدک نے خود ہی نصف پیداوار کی ادائے گی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مصالحت کی درخواست کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبول فرمایا خیبر سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وادی القریٰ کو بزور شمشیر فتح کیا اور مال غنیمت کو تقسیم کیا۔

فتح مکہ:

۱۷ رمضان سن ۸ ھ میں فتح مکہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رمضان کے مہینے میں مکہ کی جانب جنگ کے ارادے سے پیش قدمی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ۱۰،۰۰۰ کا لشکر تھا مکہ سے پہلے ایک وادی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رات قیام کیا اور لشکر کے مجاہدین کو دس، دس افراد کے ٹولے کی شکل میں میدان میں دور تک پھیلا دیا اور درمیان میں آگ کو روشن کرنے کا حکم دیا تا کہ دشمن مسلمانوں کی کثیر تعداد کا اندازہ لگالیں جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو وہ حواس باختہ ہوگیا ایک روایت میں ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ابوسفیان کے لئے امان طلب کی اور ابوسفیان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لے کر گئے جہاں ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہاتھ پر اسلام قبول کیا پھر حضرت عباسؓ، ابوسفیان کو ایک ایسی جگہ لے جا کر کھڑے ہوئے تا کہ وہ لشکر اسلام کو مکہ میں داخل ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دس، دس مجاہدین کے ایک گروہ کو ایک ساتھ داخل مکہ کر رہے تھے مجاہدین تکبیر پڑھتے ہوئے مکہ میں داخل ہو رہے تھے جس کی آواز سے مکہ کی پہاڑیاں گونج رہی تھیں کفار مکہ اور ان کے سردار ہیبت زدہ ہو کر اس منظر کو دیکھ رہے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اس، وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستہ کا پرچم زبیر بن عوامؓ نے اٹھایا تھا تھوڑی بہت جھڑپ ہوئی جس میں کفار کے ۱۴ جبکہ مسلمانوں کے ۱۲ افراد شہید ہوئے پھر کفار نے اپنے اندر مقابلے کی سکت نہ پائی اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے ابوسفیانؓ کے گھر پناہ لے لی وہ بھی امان میں ہے جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اپنا ہتھیار پھینک دیا، یا حرم میں پناہ لے لی وہ بھی امان میں ہے۔

بخاری کی ایک روایت ہے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں ۳۶۰ بت نصب تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی چھڑی سے ایک ایک بت کو گراتے جاتے اور یہ آیت تلاوت کرتے جاتے کے حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے کے لئے ہی تھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے زمانہ جاہلیت کے اپنے خاندان کے قتل اور سود کو بھی معاف فرما دیا اس موقع پر جو لوگ اسلام لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی بیعت فرمائی فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ۱۹ دن قیام کیا اور یہاں عتاب بن اسیدؓ کو گورنر مقرر کیا۔

غزوہ حنین:

فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین بھی سن (۸) ھ میں ہوئی اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد ۱۰،۰۰۰ جبکہ کفار کی تعداد ۳۰،۰۰۰ کے قریب

تھی لیکن مسلمانوں کو اپنی کثرت پر یہ گمان تھا کہ آج ہمیں کون شکست دے گا جنگ کی ابتداء میں کفار مسلمانوں پر چھا گئے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْــٴًـا وَّضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ۔

ترجمہ۔حنین کے دن جب تمھاری کثرت نے تمھیں گھمنڈ میں مبتلا کر دیا تو اس کثرت نے کسی چیز کو تم سے دور نہ کیا اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر لوٹے۔۲۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں دشمن کی جانب پھینکی جس کے بعد جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا وہ کنکر ایک ایک سپاہی کے پیچھے اس کا تعاقب کرتا رہا اور ان کے سر پر اس قدر زور سے برستا جیسے لوہے کی چادر پر ہتھوڑا برستا ہے۔یہ پتھر طائف تک ان لوگوں کے پیچھے گئے حتی کے ان کے گھروں تک ان کنکریوں نے پیچھا کیا۔

غزوہ تبوک:

غزوہ تبوک سن ۹ ھ میں ہوئی، تبوک ایک مقام ہے جو کے مدینہ اور شام کے درمیان واقع ہے اس غزوہ کو غزوہ فاضحہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں منافقین اور مشرکین کی بہت فضیحت اور رسوائی ہوئی نیز اس غزوہ کو جیش عسرت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں مجاہدین نے بھوک اور پیاس کی مشقت کو برداشت کیا۔اس غزوہ کا بنیادی سبب یہ تھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ! روم کا بادشاہ ہرقل نصرانی عربوں (رومیوں) کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ کا ارادہ رکھتا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا (رومن امپائر کو تاریخ میں سپر پاور کی حیثیت حاصل رہی ہے) اس غزوہ میں مسلمانوں کا ۳۰،۰۰۰ کا لشکر تھا جس میں حضرت عثمانؓ نے مال کثیر کو راہ خدا اور مجاہدین پر خرچ کیا جس پر خوش ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعائے خیر کی اس معرکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک میں حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تو حضرت علیؑ نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنا رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کے تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے کے موسیٰ کے لئے ہارون تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔۲۸؎

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پہنچے تو یہاں کا رئیس اور دیگر آس پاس کے قبائل کے رئیسوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کر لی کچھ لوگوں نے جزیہ دینے پر رضامندی ظاہر کی الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں ۲۰ دن مقیم رہے اور اس دوران نہ ہی رومی سامنے آئے اور نہ ہی دیگر قبائل عرب کے لوگ لڑنے کے لئے سامنے آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۱ ویں روز مدینہ واپسی کا قصد کیا واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک بن اخشمؓ اور معن بن عدی کو مسجد ضرار کو منہدم کرنے کا حکم دیا اس مسجد کو ۱۲ منافقین نے مل کر بنایا تھا۔

سورہ التوبہ میں اس واقعہ کا ذکر ہے کے منافقین اس مسجد میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے ہیں نیز ان میں تفرقہ ڈالنے

کے منصوبہ بھی بناتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ؕ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۔

ترجمہ۔جنھوں نے مسجد بنائی ہے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لیے، اور ان لوگوں کے گھات لگانے کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے لڑ چکے ہیں، اور البتہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھی، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں، تو اس میں کبھی کھڑا نہ ہو، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس کے قابل ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں پاک رہنے کو، اور اللہ پسند کرتا ہے پاک رہنے والوں کو۔[۲۹]

غزوہ تبوک آخری غزوہ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی۔غزوہ تبوک نتائج کے اعتبار سے اہم تھا کیونکہ رومی اپنی ہی سرزمین پر مسلمانوں کے روبرو آنے کی جراءت نہ کر سکے ان کی خاموشی دراصل ان کی شکست تھی نیز رومن امپائرز کا زبردست افواج کا رعب جو عربوں کے دلوں پر تھا وہ بھی کمزور پڑ گیا اس غزوہ میں جانے سے پیشتر عرب یہ سمجھ رہے تھے کے ان میں رومیوں سے مقابلے کی سکت نہیں لیکن صورت حال بالکل ہی برعکس ثابت ہوئی اب دنیا کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی یہ صورت تھی کے مسلمان خود رومیوں کے درمیان جا کر انھیں ڈرا دھمکا کر آ گئے اور اتنی بڑی فوج میں سے کسی کی جراءت نہ ہوسکی کے وہ ان کے مدمقابل آسکیں اسی وجہ سے تبوک سے واپسی پر عرب کے مختلف قبائل جوق در جوق وفود کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے گئے اور اسلام قبول کرتے گئے اسی لئے اس سال کو عام الوفود بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالی کے اسم مبارک الفَتَّاح کے ضمن میں صرف غزوات کا ذکر ہی مقصود نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کے اللہ تعالی نے کس طرح سے انفرادی اور اجتماعی سطح پر حق کو مضبوط کیا ہے تاہم بعض اوقات باطل قوتیں بھی غالب اور مسلمانوں پر مسلط نظر آتی ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کے اللہ مسلمانوں کو عروج عطا نہ کرے گا بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے کئی سو سالوں تک دنیا کے تین براعظموں پر پرچم اسلامی لہرایا تاہم عصر حاضر میں یہود و نصاریٰ دنیا پر حکمران اور اس کے سیاہ و سفید کے مالک بنے بیٹھے ہیں اگرچہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کے ۵۷ اسلامی ممالک کے وسائل و ذرائع اور ملکی دولت و معدنیات پر بھی انھی بیرونی آقاؤں کی عملداری ہے جو پوری دنیا پر اپنے مکمل اقتدار کے خواب دیکھ رہے ہیں۔قرائین سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ طاغوتی قوتیں اور مسلمان دشمن طاقتیں یکجا ہو کر اپنے ناپاک ارادوں میں بہت حد تک کامیاب بھی ہوئیں وہ ایک عرصہ سے اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے نا صرف خواب دیکھ رہی ہیں بلکہ مسلسل سازشوں میں بھی مصروف عمل ہیں۔بقول مولانا ظفر علی خان!

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

وہ وقت بھی دور نہیں جب پوری دنیا توحید کے نور سے روشن ہو جائے گی اور اس کائنات کی تخلیق کا اصل مقصد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دین اسلام کی تکمیل مکمل ہو جائے گی۔

ارشاد خداوندی:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے، اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔ ۳۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ تعالی نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کرلیا اور سنو! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھ کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔ ۳۱

حضرت مقداد بن اسودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اس زمین پر کوئی کچا گھر نہ بچے گا اور نہ ہی کوئی خیمہ بچے گا جہاں دین اسلام داخل نہ ہو جائے اس پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے کہا! یہ سننے کے بعد میرے ذہن میں سورہ انفال کی یہ آیت آ گئی!

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے۔ ۳۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا! جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو سب سے پہلے مجھ پر درود پڑھے اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اللھم وافتح لی ابواب رحمتك۔ ترجمہ۔ اے میرے رب! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔ ۳۳

حضرت ابوہریرہؓ جب بارش ہوتے دیکھتے تو فرماتے! مطرنا بنوء الفتح۔

ترجمہ۔ ہمیں بارش فتح والی آیت کی وجہ سے ملی اور پھر آپ یہ آیت تلاوت فرماتے!

مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا یُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

ترجمہ۔ اللہ لوگوں کے لیے جو رحمت کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ روک دے تو اس کے روکنے کے بعد اسے کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی غالب، حکمت والا ہے۔ ۳۴

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے جنگ جمل میں اپنے بیٹے محمد بن حنیفہ کو علم دیتے ہوئے فرمایا! پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں لیکن تم اپنی جگہ سے

نہ ہٹنا، اپنے دانتوں کو بھینچ لینا، اپنا سر اللہ کے قدموں میں رکھنا لیکن لشکر کی آخری صفوں پر نظر رکھنا دشمن کی طاقت اور ہیبت سے اپنی آنکھوں و بند کر لینا اور یہ یقین رکھنا کے مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ ۳۵

روحانی وظیفہ:

جو شخص یا فَتَّاحُ کا ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس اسم کی برکتوں سے اسے فتح اور نصرت عطا فرماتے ہیں۔

جو شخص بعد نماز فجر یا فَتَّاحُ کو ۷۰ مرتبہ سینے پر ہاتھ باندھ کر پڑھے گا اس کا قلب نور ایمان سے بھر جائے گا اور اس کی قسمت کھل جائے گی۔

حوالہ کتب:

۱۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۶۔

۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۹۔

۵۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۵۔

۶۔سورہ السجدہ۔آیت۔۲۹۔

۷۔سورہ القصص۔آیت۔۷۶۔

۸۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۔

۹۔سورہ الفتح۔آیت۔۱

۱۰۔النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو د النجدی۔ج۔۱۔ص۔۲۰۶۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۱۱۔النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو د النجدی۔ج۔۱۔ص۔۲۰۶۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۱۲۔طیبی شرح مشکوۃ۔شرف الدین حسین محمد الطیبی۔۔الدعواۃ۔باب اسماء اللہ تعالیٰ۔ج۔۵۔ص۔۲۸۔ادارۃ القرآن کراچی۔

۱۳۔طیبی شرح مشکوۃ۔شرف الدین حسین محمد الطیبی۔۔الدعواۃ۔باب اسماء اللہ تعالیٰ۔ج۔۵۔ص۔۲۸۔ادارۃ القرآن کراچی۔

۱۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۱۔

۱۵۔سورہ روم۔آیت۔۳۰۔

۱۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۳۔۱۲۴۔

۱۷۔سورہ انفال۔آیت۔۹۔۱۰۔

۱۸۔صحیح مسلم۔امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۴۔

۲۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۷۲۔

۲۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۹۔

۲۲۔سورہ فتح۔آیت۔۲۷۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۱،ص۔۳۱۵۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۵۔سورہ الفتح۔آیت۔۱۔
۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۷۔سورہ توبہ۔آیت۔۲۵۔
۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۹۔سورہ توبہ۔آیت۔۱۰۷۔۱۰۸۔
۳۰۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۳۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۲۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۹۔
۳۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۴۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۔موطا امام مالک۔امام مالک بن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۳۵۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۷۔رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز پنڈی۔

اَلعَلِیۡمُ

بہت وسیع علم والا

He who is all-Knowing.

اَنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۔(البقرہ۔۲۴۴)

ترجمہ۔اللہ سمیع (سننے والا) اور علیم (جاننے والا) ہے۔

عَلِیۡمٌ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے نمبر(۱۵۰ اور عدد ۶) ہے۔
عَلِیۡمٌ ۔(ع۔ل۔م) سے مشتق ہے۔
عَلِیۡمٌ ۔اسم عَلِیۡمٌ قرآن کریم میں (۱۵۷) مرتبہ آیا ہے۔
عَلِمٌ ۔سے مراد کسی چیز کو جاننا، پہچاننا اور اس کی حقیقت کا ادراک ہے۔[۱]
عَلِمٌ ۔سے مراد یقین حاصل کرنا محسوس کرنا اور محکم طور پر جاننا بھی ہے۔[۲]
جس شخص کو ادراک حقیقت ہو جائے اس کو عالم کہا جاتا ہے۔
عَالِمٌ ۔کی جمع عالمون ہے۔
عَلِیۡمٌ ۔کی جمع علماء ہے یعنی گہرا اور پختہ علم رکھنے والا۔
اس مادہ کے بنیادی معانی کسی چیز پر ایسے نشان کے ہیں جس سے وہ شے دیگر اشیاء سے متمیز ہو سکے۔[۳]
اہل عرب کے یہاں عَلِمٌ کا درجہ معرفت اور شعور سے بڑھ کر ہے۔[۴]
یہی وجہ ہے کے وہ اللہ کے لئے عَلِمٌ کا لفظ استعمال کرتے ہیں معرفت یا شعور کا نہیں۔
اللہ کے لئے عَلِیۡمٌ یا عَالِمٌ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے دوسری جانب عارف سے مراد وہ شخص جس و معرفت حاصل ہو اب یہ معرفت کسی بھی چیز کی ہو سکتی ہے یعنی کسی شے کے آثار و قرائین پر غور فکر کر کے انسان اس کا ادراک حاصل کرے لیکن عَلِمٌ کے ساتھ یہ صورت نہیں اس کی مثال میں یہ آیت پیش کی جا سکتی ہے!

كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ۔

ترجمہ۔اور کسی انسان کا حق نہیں کہ اس سے اللہ کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے کہ وہ اس کے حکم سے القا کرے جو چاہے، بے شک وہ بڑا عالیشان حکمت والا ہے، اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے قرآن نازل کیا، آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے اور لیکن ہم نے قرآن کو ایسا نور بنایا ہے کہ ہم اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں، اور بے شک آپ سیدھا راستہ بتاتے ہیں، اس اللہ کا راستہ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں ہیں، خبردار اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کرتے ہیں۔۵؎

کھیعص:

ک۔کے معنی کافی۔

ہ۔کے معنی ہادی اور حکیم۔

عین۔کے معنی۔عَلِیْمٌ۔

ص۔کے معنی صادق کے ہیں۔

علماء ہیں کے کھیعص اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔حضرت علیؑ کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔

فقہائے کرام نے اسم عَلِیْمٌ کی چار تعریفات بیان کی ہیں۔

ا۔ابن منظور لکھتے ہیں! ذات عَلِیْمٌ ہمیشہ سے ہر چیز کا علم رکھتی ہے اور ہمیشہ ہی ہر شے کے علم سے واقف رہے گی اس ذات پاک کا علم ہر شے ے ظاہر باطن اور اس کی تمام ترکلیات وجزئیات کو گھیرے ہوئے ہے۔۶؎

۲۔شیخ سعدی لکھتے ہیں! اَعَلِیْمٌ وہ ذات پاک ہے جو کل اشیائے کائنات کے ظاہری، باطنی، پوشیدہ، اعلانیہ، ممکن، ناممکن، آسمان و زمین، ماضی، حال، مستقبل اور ان سے متعلق کل امور سے واقف ہے۔۷؎

۳۔ابن جریر لکھتے ہیں! کل مخلوقات کے سینوں میں جو بھی موجود ہے ذات عَلِیْمٌ اس سے بخوبی واقف اور آگاہ ہے خواہ وہ کفر، ایمان، یقین، حق، باطل، یا یرو شر ہی کیوں نہ ہو اور اگر کوئی اپنے راز اللہ سے چھپانا چاہے گا تو بھی وہ ایسا نہ کر پائے گا۔۸؎

۴۔علامہ ابن قیم لکھتے ہیں! ذات عَلِیْمٌ وہ ذات پاک ہے جس کا علم کل کائنات اور اس میں موجود کل اشیاء کی تمام تر باریکیوں کو گھیرے ہوئے ہے اور اس میں قطعاً بھول چوک کا اندیشہ موجود نہیں۔۹؎

اسم عَلِیۡمٌ کا نظام کائنات میں کردار:

کائنات کے ہر ایک ذرے میں اللہ کے اسم عَلِیۡمٌ کی نفوذ پذیری موجود ہے اللہ نے اپنی الہامی کتب میں کائنات کے راز کھولے ہیں تاہم علوم کی جتنی اقسام بھی اب تک دریافت ہو چکیں اور ہوں گی بالفاظ دیگر تمام معلوم اور نا معلوم علوم قرآن کریم میں درج ہیں اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لِّكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہے جو کچھ دنوں کے بعد تمھیں معلوم ہو جائے گی۔ ۱۰؎

وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ۔

ترجمہ۔قسم ہے حکمت والے قرآن کی۔۱۱؎

وَاِنَّهٗ فِیْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ۔

ترجمہ۔اور یہ کتاب لوح محفوظ میں ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے۔ ۱۲؎

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۔

ترجمہ۔قسم ہے قرآن مجید کی۔ ۱۳؎

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ۔

ترجمہ۔ یہ کتاب ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں۔ ۱۴؎

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔البتہ ان لوگوں کے حالات میں عقلمندوں کے لیے عبرت ہے، کوئی بنائی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ اس کلام کے موافق ہے جو اس سے پہلے ہے اور ہر چیز کا بیان اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ ۱۵؎

وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والی ہے، اور وہ مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔ ۱۶؎

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ قرآن لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت ہے اور یقین کرنے والوں کے لیے رحمت ہے۔ ۱۷؎

عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔

ترجمہ۔(قرآن میں) عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔ ۱۸؎

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيَاتُه ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ۔

ترجمہ۔ اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بنا دیتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں، کیا عجمی کتاب اور عربی رسول، کہہ دو یہ ایمان داروں کے لیے ہدایت اور شفا ہے، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کان بہرے ہیں اور وہ قرآن ان کے حق میں نابینائی ہے، وہ لوگ (گویا کہ) دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔ ۱۹؎

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کے تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور آ چکا اور کھلی کتاب بھی۔ ۲۰؎

وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

ترجمہ۔ ہم نے قرآن کو نور قرار دیا ہے، ہم اس کے ذریعے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ ۲۱؎

وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ۲۲؎

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ ترجمہ۔ قرآن بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔ ۲۳؎

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ۔ ترجمہ۔ بے شک وہ عزت والا قرآن ہے۔ ۲۴؎

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔

ترجمہ۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں۔ ۲۵؎

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے قرآن میں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہر قسم کی مثال بار بار بیان کی ہے، پھر بھی اکثر لوگ انکار کیے بغیر نہ رہے۔ ۲۶؎

حضرت علیؑ نے فرمایا! قرآن میں تم سے پہلے والوں کی اور تمھارے بعد والوں کی خبر ہے اور جو کچھ تمھارے درمیان میں ہے اس کے لئے احکامات ہیں۔ اب تک کے دریافت شدہ علوم جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اس کا ایک اجمالی جائزہ درج ذیل ہے اس کو صرف اشارتاً پیش کیا جا رہا ہے۔

انسان۔ (بائیولوجی):

انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کیا اور اسے احسن تقوم یعنی اپنی بہترین تخلیق قرار دیتے ہوئے فرمایا!

وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ خود تمھاری جانوں میں نشانیاں ہیں تو یا تم نہیں دیکھتے؟۔ ۲۷؎

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔

ترجمہ۔اللہ نے تمھیں ایک جان سے پیدا فرمایا پھر اس کا جوڑا بنایا۔۲۸؎

انسانی نفسیات۔(سائیکولوجی):

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں نفس انسانی کی کمزوریوں پر بات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا۔

ترجمہ۔انسان تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔۲۹؎

وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا۔ترجمہ۔انسان بڑا ہی تنگ دل ہے۔۳۰؎

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ۔ترجمہ۔بے شک انسان مال کی محبت میں بہت سخت ہے۔۳۱؎

اِنَّهٗ لَیَئُوْسٌ كَفُوْرٌ۔ترجمہ۔بے شک انسان ناامید اور ناشکرا ہے۔۳۲؎

فرشتے:

فرشتے اللہ کی نوری مخلوقات ہیں جو اللہ کے ہر حکم کی بجا آوری کرتے ہیں اور ہر دم اطاعت وعبادت گزاری، اللہ کی حمد ثناء، تسبیح اور سجدہ بجالاتے ہیں اسی نوری مخلوق کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں!

اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ۔

ترجمہ۔فرشتے تیرے رب کے نزدیک مقرب ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح اور تحمید بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔۳۳؎

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ۔اور تو فرشتوں کو عرش کے گرد حلقہ باندھے دیکھے گا جو اپنے رب کی تسبیح میں مشغول ہوں گے، اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور سب کہیں گے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔۳۴؎

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ۔

ترجمہ۔کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس پر نگہبان (فرشتہ) نہ ہو۔۳۵؎

جنات:

جنات اللہ کی ناری مخلوقات ہیں جنھیں اللہ نے آگ سے پیدا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے جنات کو حضرت آدم علیہ السلام سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔

ترجمہ۔جنات کو خالص آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔۳۶؎

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ۔

ترجمہ۔اللہ چن لیتا ہے رسولوں کو فرشتوں اور انسانوں میں سے۔۳۷؎

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ۔ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تا کہ وہ ہماری عبادت کریں۔۳۸؎

حیوانات۔(زولوجی):

حیوانات کی بے شمار اقسام اس دنیا میں پائی جاتی ہیں انھی میں چرند پرند دو اور چار پیروں پر چلنے والے جانور بھی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔زمین اور آسمان میں اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور اس میں اس نے ہر قسم کے جانور پھیلا دئے ہیں۔۳۹؎

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ۔

ترجمہ۔جتنے حیوانات بھی زمین پر ہیں اور جتنے پرندے بھی اپنے دونوں پروں پر اڑتے پھرتے ہیں یہ سب تمھاری ہی طرح اللہ کی مخلوقات (امت) ہیں۔۴۰؎

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے تمام چلنے پھرنے والے جانوروں کو پانی سے پیدا کیا ان میں سے بعض اپنے پیٹ کے بل پر، بعض اپنی دو ٹانگوں اور بعض اپنی چار ٹانگوں پر چلتے ہیں،، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔۴۱؎

نباتات۔(بوٹنی):

نباتات اللہ کی مخلوقات ہیں جو زمین پر موجود تمام ذی روح کی زندگی کا ایک اہم سبب بھی ہیں یہ اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ۔

ترجمہ۔بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ اگائے، تمہارا

کام نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے، بلکہ یہ لوگ کج روی کر رہے ہیں۔ ۴۲؎

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی۔

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جو گٹھلی اور دانے کو چیرنے والا ہے۔ ۴۳؎

وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ۔

ترجمہ۔ (اللہ) نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دیئے ہیں۔ ۴۴؎

معدنیات۔(منرلز):

اللہ تعالیٰ نے زیر زمین بے شمار قیمتی معدنیات پیدا فرمائی ہیں جو بنی نوع انسان کی ترقی میں نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔

ترجمہ۔ ہم نے لوہا اتارا جس میں بنی نوع انسانیت کے لئے بہت فائدہ ہے۔ ۴۵؎

وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ۔

ترجمہ۔ لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ ۴۶؎

پٹرولیم، کوئلہ اور مٹی کا تیل:

دنیا میں آج تک جتنا پیٹرول، گیس، کوئلہ، یا مٹی کا تیل دریافت ہوا ہے وہ دراصل ہزاروں لاکھوں برس قبل زمین میں دفن ہونے والے نباتات اور جانوروں کے فضلے کی موجودہ شکل ہے کیروسین آئل کو مٹی کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ پیٹرولیم، کولتار اور کوئلے سے اخذ کیا جاتا ہے جب ہی اسے کوئلے کا تیل بھی کہا جاتا ہے یہ بطور ایندھن کے زمانہ قدیم سے اب تک کسی نہ کسی شکل میں استعمال ہو رہا ہے تاہم مختلف پینٹ بنانے، فرنیچر کی پالش اور رنگ وروغن کے کاموں میں اس کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح زمانہ قدیم میں فرن کے بے شمار جنگلات زلزلے کے باعث زیر زمین دب گئے اور ان پر ہزاروں لاکھوں برس بیت گئے تاہم زیر زمین ان فرن کے جنگلات اور لکڑی پر ئی کیمیکل ری ایکشنز ہوتے رہے اور انھوں نے کوئلے کی شل اختیار کر لی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحْوٰی۔

ترجمہ۔ (اللہ) نے نباتات اگائیں اور پھر انھیں سیاہ کوڑے (کچرے) میں تبدیل کر دیا۔ ۴۷؎

زمین۔(جیولوجی):

زمین اللہ کی مخلوق ہے اور اللہ نے زمین کی تخلیق کو خود قرآن میں بیان فرماتے ہوئے کہا!

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰھَا۔ ترجمہ۔ ہم نے ہی زمین کو پھیلایا ہے۔ ۴۸؎

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ ۴۹؎

ترجمہ۔آسمانوں کو بے ستون بنایا۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ۔

ترجمہ۔ہم نے تمھیں زمین سے پیدا کیا اور اسی میں سے تمھیں لوٹا کر لائیں گے اور اسی میں سے تمھیں دوبارہ نکال کر کھڑا کریں گے۔ ۵۰؎

پہاڑ:

پہاڑ بھی اللہ کی پر شکوہ مخلوق ہے اور یہ بھی بے مقصد پیدا نہیں کئے گئے۔ ماہرین کے مطابق! پہاڑ ایک طرح کی برقی لاٹھیاں ہیں جو عظیم زلزلوں سے زمین کو محفوظ رکھتی ہیں اگر زمین پر پہاڑ نہ ہوں تو زمین کی مسلسل حرکت اور بہاؤ انسان کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی آرام سے بیٹھنے نہ دیں یہی نہیں بلکہ کوئی شہر، عمارت، پل، سڑک، مکانات، بازار، دوکانیں بلند وبالا اور فلک بوس عمارتیں تو دور کی بات انسان ایک خیمہ بھی نہیں لگا سکے اسی طرح سے آتش فشاں پہاڑ دراصل دھاتیں بنانے کی قیمتی فیکٹریز ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا۔ترجمہ۔پہاڑ کو زمین کی میخیں بنایا ہے۔ ۵۱؎

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ۔

ترجمہ۔پہاڑوں کی بھی مختلف حصے ہیں سفید، سرخ اور پھر ان کی رنگتیں بھی مختلف ہیں جبکہ بعض گہرے سیاہ ہیں۔ ۵۲؎

پتھر۔(اسٹون):

پتھروں کی بھی کئی اقسام اللہ نے پیدا فرمائی ہے کچھ پتھر نہایت قیمتی ہوتے ہیں یہاں تک کے وہ شہنشاہوں کے تاج میں سجائے جاتے ہیں جبکہ کچھ پتھر پیروں میں روندے جاتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ۔

ترجمہ۔بعض پتھر تو ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں جبکہ بعض شق ہوجاتے ہیں اور اس میں سے تھوڑا بہت پانی بھی نکل جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو اللہ کے خوف سے نیچے لڑھک جاتے ہیں۔ ۵۳؎

علم ہیئت۔(آسٹروفزکس):

علم ہیئت یعنی آسمان، سورج، چاند، ستارے، سیارے اور کہکشاؤں کا علم اس پر قرآن نے بہت کلام کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا۔ترجمہ۔ہم نے تم پر سات مضبوط آسمان بنائے۔ ۵۴؎

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا۔

ترجمہ۔ہم نے آسمان کو مضبوط چھت بنایا۔۵۵؎

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ترجمہ۔قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔۵۶؎

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ۔

ترجمہ۔ہم نے ہی آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا۔ ۵۷؎

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ۔ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔۵۸؎

حساب۔(میتھیمیٹکس):

بے شک اس کائنات میں جس طرف نظر اٹھا کر دیکھی جائے وہ جگہ علم حساب سے خالی نہیں ہر مقام پر نہایت متوازن اور مربوط نظام حساب اپنی پوری قوت کے ساتھ ہمیں نظر آتا ہے چاہے زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ،سورج سے زمین اور چاند کا سورج کے درمیان فاصلہ ستاروں، چانداور سورج کی چال،ایک منٹ میں دل کی دھڑکن،نبض اور دوران خون کی رفتار،انسان کی عمر،اس کا رزق اس کی تقدیر،اس کا جینا اور مرنا ہر چیز میں باقاعدہ حساب کتاب موجود ہے حتیٰ کے انسانوں کی بنائی ہوئی اشیاء میں بھی ناپ تول کا لازمی عنصر پایا جاتا ہے مثلاً عمارت،گزرگاہیں،پل،سرنگ،لباس،فرنیچر،گاڑی،ہوائی جہاز،شپ،راکٹ،گھریلو استعمال کی اشیاء،مختلف کھانے وغیرہ یہاں تک کے اگر کھانے میں نمک کم یا زیادہ ہوجائے تو وہ کھانا بےلذت ہوجات ہے یعنی اس نہج پر بھی ہمیں حساب وکتاب نظر آتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے ہر شے کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔۵۹؎

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔

ترجمہ۔بے شک اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہے۔۶۰؎

کیمیا۔(کیمسٹری):

یہ کائنات مختلف کیمیکلز کے ایکشن اور ری ایکشن سے عبارت ہے تاہم کائنات کا کوئی مقام علم کیمیا سے خالی نہیں یہاں صرف ایک ادنیٰ سی مثال پیش خدمت ہے کے تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے جگر کے ایک خلیے کے اندر تقریباً ۵۰۰ مختلف کیمیائی تعاملات (Chemical Reactions) ہوتے ہیں جبکہ سائنسدان یہ کہتے ہیں!ابھی بہت سے تعاملات کا ہمیں علم ہی نہیں جو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے سے بھی کم وقت میں نہایت منظم انداز سے مکمل ہوجاتے ہیں۔

طبیعات۔(فزکس):

کائنات میں موجود تمام اشیاء ایٹم سے مل کر بنی ہیں جن میں انسان،حیوان،درخت،پودے،سورج،چاند،ستارے،پہاڑ،زمین،

مرئی اور غیر مرئی مخلوقات شامل ہیں ان سب اشیا میں موجود ایٹم اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں جو کسی طاقت ور ترین خوردبین سے بھی نظر نہیں آتے۔ ایک واحد ایٹم کا قطر ایک ملی میٹر کا دس لاکھواں حصہ ہے لیکن ہر ایٹم اپنے اندر نہایت مضبوط، مربوط، متوازن اور پیچیدہ نظام لئے ہوئے ہے ہر ایٹم کا ایک نیوکلیس ہے جو اس کے مرکز میں ہوتا ہے تاہم ہر نیوکلیس میں پروٹان اور نیوٹران ہوتے ہیں جن کی تعداد ایٹم کی خصوصیات کے عین مطابق ہوتی ہے تاہم نیوکلیس کے ارد گرد الیکٹرانز ہوتے ہیں جو اپنے محور کے گرد حرکت کرتے ہیں۔ پروفیسر فائن برگ کہتے ہیں کے مادہ کی بنیاد یعنی ایٹم کو اپنی بقاء کے لئے کسی ماورائی طاقت سے ہر وقت وابستگی کی انتہائی ضرورت ہوتی ہے تاہم ہر مسلمان جانتا ہے کے وہ ماورائی طاقت دراصل وجود باری تعالیٰ کی ہے جو اس نظام کائنات ے ہر ذرے کو سنبھالے ہوئے ہے اور زمین کی انتہائی گہری تہہ میں موجود کوئی ذرہ بھی اللہ کے علم سے باہر نہیں۔

کمپیوٹر سائنس:

اللہ تعالیٰ کے یہاں ایکسٹرا سپر ڈوپر کمپیوٹر سسٹم موجود ہے جس میں کائنات کے ایک ایک ذرے کا نظام اور اس کی تقدیر یعنی جینا، مرنا، رزق اور دیگر لوازمات کی ادنیٰ سے ادنیٰ تفصیلات بھی درج ہیں اور یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔

ترجمہ۔ (اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں چھپی ہے نہ ذرے سے بڑی اور نہ ہی اس سے چھوٹی ایسی کوئی چیز ہے جو اس کتاب المبین (کمپیوٹر) میں درج نہیں۔ ۶۱؎

حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب و کتاب قرار دیا ہے۔

وقت۔ (ٹائم، دن، مہینے، سال، اوقات اور کلینڈر):

وقت اللہ کی تخلیق ہے اور اللہ ہی نے دن، رات، سال، مہینے اور اوقات کا تعین فرمایا۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔

ترجمہ۔ جس دن سے آسمانوں اور زمین کو (اللہ) نے پیدا فرمایا اسی دن سے اللہ کے نزدیک مہینوں کا شمار لوح محفوظ پر بارہ (۱۲) ہے جس میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ ۶۲؎

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ۔

ترجمہ۔ اسی نے چاند کی چال کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔ ۶۳؎

وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔

ترجمہ۔اللہ نے تمھارے فائدے کے لئے چاند اور سورج کو مسخر کیا جو ہر وہ چلتے رہتے ہیں، بے شک اس میں لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں۔ ۶۴؎

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ۔

ترجمہ۔اور وہ ہے جو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ ۶۵؎

فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا۔

ترجمہ۔بے شک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔ ۶۶؎

سمندر۔(میرین سائنسز):

سمندر قدرت کی عظیم نشانی ہے یہ بھی اللہ کی مخلوق اور اللہ کا تابع وفرمانبردار ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمھارے بس میں کر دیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں۔ ۶۷؎

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔

ترجمہ۔اللہ نے سمندر کو تمھارے بس میں کر دیا تا کہ تم اس میں سے تازہ گوشت نکال کر کھاؤ، اور اسی سے زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو، اور تو اس میں جہازوں کو دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور تا کہ تم اُس کے فضل کو تلاش کرو اور تا کہ تم شکر۔ ۶۸؎

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا۔

۔(اللہ) نے دو سمندروں کو باہم ملا دیا ہے ایک میٹھا پیاس بجھانے والا جبکہ دوسرا کھاری اور کڑوا تاہم ان دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط روک پیدا کر دی گئی ہے۔ ۶۹؎

تاریخ۔(ہسٹری):

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں سب سے زیادہ تاریخ انسانی پر بات کی ہے یہ اللہ کا بنی نوع انسانیت پر احسان عظیم ہے کے انھوں نے یہ واقعات پیغمبروں کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے ورنہ انسانوں کے پاس تاریخ جاننے کا کوئی مستند ذریعہ نا تھا۔

امم سابقہ کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ۔

ترجمہ۔کتنے ہی پیغمبر ہیں جن کے قصے ہم تمھیں سناتے ہیں اور کتنے ہی پیغمبر ایسے ہیں جن کے قصے ہم نے بیان نہیں کئے۔ ۷۰؎

اَلَمۡ یَاۡتِہِمۡ نَبَاُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ وَقَوۡمِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَاَصۡحٰبِ مَدۡیَنَ وَالۡمُؤۡتَفِکٰتِ ؕ اَتَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَلٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ۔

ترجمہ۔کیا انھیں خبر نہیں ملی؟ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں یعنی نوح کی قوم، عاد و ثمود، ابراہیم کی قوم اور مدین کے لوگوں کی الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والے ان کے پیغمبران کے پاس کھلے معجزات لے کر آئے، سو اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔۷۱ے

لَقَدۡ کَانَ فِیۡ قَصَصِہِمۡ عِبۡرَۃٌ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔

ترجمہ۔ان لوگوں کے قصوں میں عبرت ہے اور یہ کوئی بنائی ہوئی باتیں نہیں۔۷۲ے

حدود اللہ۔(لاء اینڈ پنش منٹ):

اللہ تعالی نے جب دنیا اور انسانوں کو تخلیق فرمایا تو انھیں قاعدے اور قوانین کا پابند بھی بنایا تاہم اس دنیا اور آخرت کے لئے ایک مضبوط جزا اور سزا کا باقاعدہ قانون بھی اللہ نے وضع فرمایا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ فَلَا تَقۡرَبُوۡہَا۔

ترجمہ۔یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔۷۳ے

وَمَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوۡدَہٗ یُدۡخِلۡہُ نَارًا خَالِدًا فِیۡہَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ۔

ترجمہ۔جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا۔تو اللہ اسے آگ میں ڈالے گا۔۷۴ے

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَہُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ۔

ترجمہ۔چور خواہ مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔۷۵ے

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ۔

ترجمہ۔ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اس کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں پس انھیں قتل کر دو یا انھیں سولی پر چڑھا دو یا پھر ان کے ہاتھ پیر مخالف سمت سے کاٹ دو یا پھر انھیں ملک بدر کر دو یہ ذلت تو ان کے لئے دنیا کی ہے جبکہ آخرت میں ان کے لئے ایک بڑا عذاب بھی ہے۔۷۶ے

ارشادات خداوندی:

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔

ترجمہ۔زمین اور آسمان کی ہر چیز کا اسے علم ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے وہ دلوں کے حال کو بھی جانتا ہے۔۷۷ے

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

ترجمہ۔(اللہ) حاضر اور غائب ہر چیز کا جاننے والا ہے۔وہ زبردست اور دانا ہے۔۷۸ے

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۔ترجمہ۔وہ ہر شے کو جانتا ہے۔۷۹ے

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۔

ترجمہ۔کہہ دو انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ سب کچھ بنانا جانتا ہے۔۸۰ے

وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

ترجمہ۔اللہ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔۸۱ے

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

ترجمہ۔پروردگار علم میں ہر شے وسمائے ہوئے ہے۔۸۲ے

وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۔

ترجمہ۔میرے رب نے اپنے علم سے سب چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے،کیا تم سوچتے نہیں۔۸۳ے

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ۔ترجمہ۔ہم ہر شے کو جانتے ہیں۔۸۴ے

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۔

ترجمہ۔جان لو کے اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔۸۵ے

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔

ترجمہ۔بے شک تو ہی جاننے والا،حکمت والا ہے۔۸۶ے

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔۸۷ے

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔۸۸ے

وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۔ترجمہ۔وہی پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔۸۹ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

قرآن کریم کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے اور یہ بار بار پڑھنے کے باوجود پرانی نہ ہوگی۔۹۰؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! بلاشبہ قرآن کا ظاہر دلفریب وزیبا ہے اور اس کا باطن عمیق ہے اس کے عجائبات کبھی فنا نہیں ہوں گے، اور اس کی حیرت انگیز باتیں کبھی تمام نہیں ہوں گی اور اندھیروں کو صرف اسی کے ذریعے سے چھانٹا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالی نے جس طرح سے قرآن کے ذریعے لوگوں کی نصیحت کی اس طرح کسی اور چیز سے نہیں کی بلاشبہ یہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی اور اس کی پر امن راہ ہے۔ لوگوں پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب بنام قرآن صرف رسم الخط اور بنام اسلام صرف اس کا نام رہ جائے گا ۔قرآن میں تم سے پہلے والوں کی اور تمھارے بعد والوں کی خبر ہے اور جو کچھ تمھارے درمیان میں ہے اس کے لئے احکامات ہیں۔ جان لو کہ بلاشبہ قرآن ایسا ناصح ہے جو دھوکا نہیں دیتا ہے اور ایسا ہادی ہے جو گمراہ نہیں کرتا ہے ایسا بولنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا ہے، اور جو بھی اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ فائدہ یا کسی کمی کے ساتھ ہی اٹھتا ہے یعنی ہدایت میں اضافہ یا پھر اندھے پن میں کمی کے ساتھ اور یہ بھی جان لو کہ قرآن کے بعد کسی کے لئے فاقہ نہیں اور اس کے پہلے کسی کے لئے بے نیازی نہیں لہٰذا تم اپنی بیماریوں کے لئے اسے شفیع بنالو اور اپنی سختیوں کے لئے اسے مددگار بنالو یقیناً اس کے اندر سب سے بڑی بیماری کی دوا موجود ہے اور وہ سب سے بڑی بیماری کفر ہے لہٰذا اللہ سے اس کے ذریعے سے سوال کرو اور خدا کی بارگاہ کی طرف اس کی محبت کے ذریعے متوجہ بارگاہ خدا ہو اور اس کے ذریعے خلق خدا سے سوال نہ کرو۔

بے شک قرآن سے بہتر اللہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہونے کا کوئی اور ذریعہ نہیں اور یہ بھی جان لو کہ یہ روز قیامت شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول کرلی جائے گی اور اگر اس نے شکایت کردی تو اس کی شکایت کی بھی فوراً تصدیق کردی جائے گی۔

قرآن سیکھو یقیناً یہ دلوں کی دوا ہے۔

قرآن ثلث نازل ہوا ہے اس کا ایک تہائی ہمارے اور ہمارے دشمن کے بارے میں ہے پھر اس کا ایک اور تہائی سنن اور امثال ہیں جبکہ ایک اور تہائی فرائض اور احکامات ہیں۔

اہل قرآن خدا کے خواص ہیں۔۹۱؎

روحانی وظیفہ:

یَاعَلِیْمُ کثرت سے پڑھنے والوں کو معرفت الٰہی حاصل ہوجاتی ہے۔

ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یَاعَلِیْمُ پڑھنے سے قوت حافظہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

کثرت سے یَاعَلِیْمُ پڑھنے والے صاحب کشف ہوجاتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔ تاج العروس۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔ مصر۔ ۱۳۰۶ھ۔

۲۔ المفردات باالفاظ القرآن۔ علامہ راغب اصفہانی (متوفی ۔)۔ دارالشامیہ بیروت لبنان۔ ۱۴۱۶ھ۔

۳۔ لغات القرآن۔ شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔

۴۔ تاج العروس۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔ مصر۔ ۱۳۰۶ھ۔

۵۔ سورہ شوریٰ۔ آیت۔ ۵۱۔ ۵۳۔

۶۔ لسان العرب۔ امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۔)۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۳۰۸۔

۷۔ تیسر الکریم۔ ج۔ ۵۔ ص۔ ۲۹۹۔

۸۔ طبری۔ ج۔ ا۔ ص۔ ۱۷۵۔

۹۔ منہج الامام ابن قیم الجوزیہ۔ مولانا محمد اسلم شیخو پوری۔ صدف پبلیشرز کراچی۔

۱۰۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۶۷۔

۱۱۔ سورہ یٰسین۔ آیت۔ ۲۔

۱۲۔ سورہ الزخرف۔ آیت۔ ۴۔

۱۳۔ سورہ ق۔ آیت۔ ا۔

۱۴۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۔

۱۵۔ سورہ یوسف۔ آیت۔ ۱۱۱۔

۱۶۔ سورہ النحل۔ آیت ۸۹۔

۱۷۔ سورہ الجاثیہ۔ آیت۔ ۲۰۔

۱۸۔ سورہ یوسف۔ آیت۔ ۱۱۱۔

۱۹۔ سورہ حم السجدہ۔ آیت۔ ۴۴۔

۲۰۔ سورہ المائدہ۔ آیت۔ ۱۵۔

۲۱۔ سورہ الشوریٰ۔ آیت۔ ۵۲۔

۲۲۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۱۵۵۔

۲۳۔ سورہ حم السجدہ۔ آیت۔ ۴۔

۲۴۔ سورہ واقعہ۔ آیت۔ ۷۷۔

۲۵۔ سورہ کہف۔ آیت۔ ا۔

۲۶۔ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۸۹۔

۲۷۔ سورہ الذاریات۔ آیت۔ ۲۱۔

۲۸۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۸۹۔

۲۹۔سورہ کہف۔آیت۔۵۴۔

۳۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۰۔

۳۱۔سورہ العدیات۔آیت۔۸۔

۳۲۔سورہ ہود۔آیت۔۹۔

۳۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۰۶۔

۳۴۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔

۳۵۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔

۳۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۵۔

۳۷۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔

۳۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔

۳۹۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۲۹۔

۴۰۔سورہ انعام۔آیت۔۳۸۔

۴۱۔سورہ النور۔آیت۔۴۵۔

۴۲۔سورہ النمل۔آیت۔۶۰۔

۴۳۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔

۴۴۔سورہ رعد۔آیت۔۳۔

۴۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۵۔

۴۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۔

۴۷۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۴۔۵۔

۴۸۔سورہ ق۔آیت۔۷۔

۴۹۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔

۵۰۔سورہ طحہٰ۔آیت۔۵۵۔

۵۱۔سورہ النبا۔آیت۔۷۔

۵۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔

۵۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۷۔

۵۴۔سورہ النبا۔آیت۔۱۲۔

۵۵۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۶۔

۵۶۔سورہ البروج۔آیت۔۱۔

۵۷۔سورہ الصٰفٰت۔آیت۔۶۔

۵۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۷۔

۵۹۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔

۶۰۔سورہ طلاق۔آیت۔۳۔

۶۱۔سورہ سبا۔آیت۔۳۔

۶۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔

۶۳۔سورہ یونس۔آیت۔۵۔

۶۴۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۔

۶۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۶۔

۶۶۔سورہ النسا۔آیت۔۱۰۳۔

۶۷۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۲۔

۶۸۔سورہ النحل۔آیت۔۱۴۔

۶۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۳۔

۷۰۔سورہ النسا۔آیت۔۱۶۴۔

۷۱۔سورہ توبہ۔آیت۔۴۰۔

۷۲۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۱۱۔

۷۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۷۔

۷۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۴۔

۷۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۸۔

۷۶۔سورہ المائدہ۔۳۳۔

۷۷۔سورہ التغابن۔آیت۔۴۔

۷۸۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۸۔

۷۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۹۔

۸۰۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۹۔

۸۱۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔

۸۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۹۔

۸۳۔سورہ انعام۔آیت۔۸۰۔

۸۴۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۱۔

۸۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۴۔

۸۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۲۔

۸۷۔سورہ النحل۔آیت۔۷۰۔

۸۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۴۔

۸۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۱۔

۹۰۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۹۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلْقَابِضُ

روزی تنگ کرنے والا

He who Constricts.

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۔(رعد۔۲۶)

ترجمہ۔(اللہ) جس کا چاہتا ہے (رزق) تنگ کرتا ہے۔

اَلْقَابِضُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا نمبر (۹۰۳اور عدد ۳) ہے۔

اَلْقَابِضُ ۔(ق۔ب۔ض) ہے۔

اَلْقَبِضُ ۔کے معانی کھینچنے اور سکڑ لینے کے ہیں۔

ابن فارس نے اَلْقَبِضُ کے دو معانی بیان کئے ہیں۔

ا۔کسی چیز کو لے لینا۔

۲۔کسی چیز کا سکڑ اور سمٹ کر مجتمع ہو جانا۔

اَلْقَبِضُ ۔کی ضد 'بسط' ہے کیونکہ بسط کے معانی وسعت اور پھیلانے کے ہیں۔

اَلْقَبِضُ ۔کے معانی سمیٹ لینا یا سکیڑ لینا۔[۱]

اللہ تعالیٰ کا ایک اسم صفاتی اَلْقَابِضُ ہے جس کے معانی روزی کو تنگ کر دینے والا۔

قرآن میں یہ لفظ اَلْقَبِضُ ،قبضۃ ، قبضتہ ، قابض ، مقبوضہ ،قبضاً ،فقبضت ،قبضۃً اور ویقبض کے معانی میں کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے۔فقہاء کرام نے اسم اَلْقَابِضُ کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

ا۔ملا علی قادری لکھتے ہیں! اللہ تعالیٰ ہر چیز میں اَلْقَبِضُ اور بسط (یعنی تنگی اور کشادگی) فرماتے ہیں اب خواہ وہ اخلاق ،رزق ، اجسام یا ارواح ہوں تاہم جب اللہ تعالیٰ ان چیزوں میں تنگی فرما دیں تو کوئی طاقت اس میں وسعت پیدا نہیں کر سکتی اور جب اللہ تعالیٰ کشادگی پیدا فرما دیں تو کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی۔[۲]

۲۔اَلْقَابِضُ وہ ذات پاک ہے کے جو جب چاہے جس کا رزق قَبِضُ کر لے اور وہ جب چاہے کسی کو وسعت دے۔[۳]

۳۔اَلْقَابِضُ وہ ذات پاک ہے جو موت کے وقت ذی نفوس کی روح کو قبض کرتا ہے۔[۴]

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا۔

ترجمہ۔پھر جیسے جیسے سورج اٹھتا جاتا ہے ہم اس سائے کو رفتہ رفتہ اپنی طرف سمیٹتے (کھینچتے چلے) جاتے ہیں۔۵؎

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔

ترجمہ۔اور انھوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے،اس کی قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ قیامت کے دن پوری زمین اس کی مٹھی میں (سمٹی ہوئی) ہوگی اور آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوں گے۔۶؎

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي۔

ترجمہ۔(سامری نے جواب دیا!) میں نے وہ چیز دیکھی جو ان لوگوں کو نظر نہ آئی پس میں نے رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی اور اس کو ڈال دیا۔۷؎

وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۔

ترجمہ۔اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن بالقبض (یعنی مقبوضہ،قبضہ کی ہوئی یا ہاتھ میں لی ہوئی) پر معاملہ کرلو،اور اگر ایک تم میں سے دوسرے پر اعتبار کرے تو چاہیے کہ وہ شخص امانت ادا کردے جس پر اعتبار کیا گیا اور اپنے اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے،اور گواہی کو نہ چھپاؤ،اور جو شخص اسے چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گناہگار ہے،اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔۸؎

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ۔

ترجمہ۔کیا یہ لوگ اپنے اوپر اڑتے ہوئے پرندوں کو پر پھیلاتے اور سکیڑتے ہوئے نہیں دیکھتے؟ رحمن کے سوا کوئی نہیں جو انھیں تھامے ہوئے ہے۔۹؎

اسم اَلْقَابِضُ کا نظام کائنات میں کردار:

عربی زبان میں اکثر یہ کہا جاتا ہے قبض علیہ بیدہٖ یعنی اس نے اسے اپنے پورے پنجے سے پکڑ لیا یا اسے مکمل اپنی گرفت میں لے لیا۔اللہ تعالیٰ کا یہ اسم صفاتی اَلْقَابِضُ کائنات میں جابجا اپنی پوری طاقت اور توانائی کے ساتھ نا صرف موجود ہے بلکہ نہایت قوت کے ساتھ اثر پذیر بھی ہے۔اَلْقَابِضُ (روزی کو تنگ کرنے والا) روزی یا رزق وسیع ترین معانی میں مستعمل ہیں۔

علمائے کرام کی نظر میں رزق سے مراد صرف کھانا پینا،غذا یا روزی روزگار نہیں ہے بلکہ رزق ایک وسیع الجہت اصطلاح ہے جس میں انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہر شے مثلاً والدین کی شفقت،بہن بھائی،دوست احباب،اچھے پڑوسی،علم وعقل،فہم وفراست،امانت،

دیانت، فطانت، متانت، شمائل وفضائل، حسب ونسب، سعادت مند اور نیک اولاد، اچھا روزگار، گھر، کاروبار، عزت، دولت، شہرت، نیک نامی، اچھی صحت، اچھے رشتے دار، آنکھوں کا نور، سماعت، بصارت وبصیرت، فواد قلبی، عبادت کی توفیق، نیک عمل کی ہدایت ملازمین ومددگار، اچھی اور آرام دہ سواری اور آرام دہ زندگی کی گزربسر کے وہ تمام لوازمات وضرورت، آرام اور آرائش میں شامل ہوں ماہرین لغات کے مطابق! ہر وہ شے جو کسی بھی ذی حیات کی نشونما میں معاون اور مددگار رہو اس کو رزق کہا جاسکتا ہے۔ بارش کو بھی رزق کہا گیا کیونکہ اس کے برسنے سے زمین کی کھیتی لہلہاتی ہے آبی ذخائر میں اضافہ ہوتا ہے، قحط سالی کا خاتمہ ہوتا ہے انسان حیوان، چرند و پرند اور سبزہ اس بارش سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ ۱۰؎

مندرجہ بالا روزی ورزق کی فہرست سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کے اللہ تعالی جسے چاہتے ہیں بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں اس کا رزق کم کر لیتے ہیں۔ رزق کی کمی یا زیادتی سے بعض اوقات اللہ تعالی اپنے بندوں کے ایمان کو بھی آزماتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ زیادہ رزق دینے پر میرا یہ بندہ دوسروں پر کتنا خرچ کرتا ہے اور کم رزق پر وہ کتنا راضی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

جو بندہ اللہ کے دئے ہوئے کم رزق پر راضی ہوجاتا ہے اللہ تعالی آخرت میں اس کے کم اعمال پر راضی ہوجائیں گے۔ ۱۱؎

بندہ دنیا کی دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ ۱۔ کم رزق۔ ۲۔ جلد موت۔

جبکہ کم رزق کی وجہ سے وہ حساب سے بچ جائے گا اور جلد موت کی وجہ سے وہ کم گناہ کرے گا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے روزی کشادہ کردے اور (جس کے لئے چاہے) تنگ کردے، اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرتے ہو سو وہی اس کا عوض دیتا ہے، اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ ۱۲؎

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) اسے تنگ کرتا ہے۔ ۱۳؎

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۚ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا وہ آپ کے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں، ان کی روزی تو ہم نے ان کے درمیان دنیا کی زندگی میں تقسیم کی ہے، اور ہم نے بعض کے بعض پر درجے بلند کیے تا کہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر رکھے، اور آپ کے رب کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع

کرتے ہیں۔ ۱۴؎

ایسا محض آزمائش یا سزا کے طور پر ہو سکتا ہے تاہم یہ سوال بھی اہم ہے کے یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ آزمائش ہے یا سزا؟

حضرت علیؑ نے فرمایا! جس مصیبت (یعنی پریشانی، تنگی، دکھ، درد، بیماری، فقر و فاقہ، قرض یا مصائب و مشکلات) پر انسان اللہ کی جانب متوجہ ہوا اور اس سے اپنی حاجت روی کرے تو یہ مشکل آزمائش ہے اور جس پریشانی کے آنے پر وہ لوگوں کی جانب متوجہ ہو اور لوگوں سے اپنے دکھ درد کا اظہار کرتے ہوئے انھیں اپنا حاجت روا سمجھے وہ سزا ہے با الفاظ دیگر آزمائش انسان کو اللہ سے قریب جبکہ سزا انسان کو اللہ سے دور کر دیتی ہے۔

دنیا بھر میں اللہ کا صفاتی نظام اَلْقَابِضُ نہایت سرعت سے جاری اور ساری ہے مثلاً کہیں بھوک، بے روزگاری، دکھ، درد، قرض، فقر و فاقہ، غربت، افلاس، تنگ دستی، خشک سالی، خوف، ضروریات زندگی کو ترسنا اور ظالم و جابر حکمرانوں کا اپنی رعایا پر بے جا ظلم و ستم بھاری بھرم ٹیکسز اور کمر توڑ مہنگائی نے عوام الناس کا جینا دو بھر کر دیا ہے تاہم ہر انسان کی طرح ملک و ملت اور اقوام کا بھی اپنی زندگی کے کسی بھی دور میں ان مشکلات میں سے کسی ایک یا متعدد سے واسطہ پڑ سکتا ہے رزق کی کمی کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں اللہ کی نافرمانی، سرکشی، بغاوت، والدین کی نافرمانی، قطع رحمی، جھوٹ، غیبت، کنجوسی، کفران نعمت، فضول خرچی، نعمتوں کی ناقدری، کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کی زیادتی، شراب نوشی، جوا، زنا، چوری، سود، دھوکے بازی، کم تولنا اور سٹہ بازی وغیرہ شامل ہیں ان برائیوں کی وجہ سے بھی انسان کا رزق ساقط کر دیا جاتا ہے دوسری جانب بعض اہل علم حضرات جب اللہ کے راستے پر علم اور معرفت کی جستجو میں اپنی زندگی کو سرف کرتے ہیں تو انھیں علم اور دنیا و آخرت کی عزت اور بلندی تو عطا کر دی جاتی ہے لیکن اس کے بدلے میں ان کا رزق کم کر دیا جاتا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا! جس کی عقل بڑھ جاتی ہے اس کا نصیب گھٹ جاتا ہے اور جیسے بھی بکثرت عقل دی گئی، اللہ اس کا حساب اس کے رزق میں کر لیتا ہے۔ اگرچہ حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے وہ بدلتے رہتے ہیں لہٰذا انسان کو چاہئے کے وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس سے مدد اور رحم طلب کرے نیز خشیت الٰہی (یعنی اللہ کی ایسی محبت جس میں اللہ کی ناراضگی کا خوف بھی پنہاں ہو) اور توبہ استغفار کی کثرت کرے کیونکہ استغفار کی کثرت سے اللہ تعالیٰ نا صرف اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں بلکہ انھیں ایسی جگہ سے رزق عطا کیا جاتا ہے جہاں ان کا گمان بھی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لئے رزق صرف ایسی جگہوں پر قرار دیا ہے جہاں سے وہ گمان نہیں کر سکتے۔ ۱۵؎

ارشادات خداوندی:

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ۔

ترجمہ۔ اللہ جس کی چاہتا ہے روزی (رزق) کو کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے (رزق) تنگ کرتا ہے۔ ۱۶؎

اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ۔

ترجمہ۔ تیرا رب جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کرتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ ۱۷۔

اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَیَقۡدِرُ لَہٗ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۔

ترجمہ۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ ۱۸۔

لِیُنۡفِقۡ ذُوۡ سَعَۃٍ مِّنۡ سَعَتِہٖ وَمَنۡ قُدِرَ عَلَیۡہِ رِزۡقُہٗ فَلۡیُنۡفِقۡ مِمَّاۤ اٰتٰىہُ اللّٰہُ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىہَا سَیَجۡعَلُ اللّٰہُ بَعۡدَ عُسۡرٍ یُّسۡرًا ۔

ترجمہ۔ مقدور والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے، اور اگر تنگ دست ہو تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے، اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی قدر جو اسے دے رکھا ہے، عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا۔ ۱۹۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو پھر بھی وہ چاہے گا کے اسے تیسری وادی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا کوئی چیز اس کے منہ کو نہیں بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ ۲۰۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ مسلمان کامیاب ہو گیا جس کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس پر قانع کر دیا۔ ۲۱۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زیادہ ساز و سامان سے غنا حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ غنا تو یہ ہے کے جس کا دل غنی ہو۔ ۲۲۔

جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔ ۲۳۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! صدقہ کے ذریعے رزق کو طلب کرو۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جنھوں نے اپنے آپ کو تھکا ڈالا مگر پھر بھی روزگار ان پر تنگ ہی رہا اور کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جو طلب رزق میں میانہ رو رہے مگر تقدیر نے ان کا ساتھ دیا ہر انسان کا رزق اس کی موت کی طرح اس کا مقدر ہے۔ تم سب اللہ کے اہل وعیال ہو اور اللہ اپنے اہل وعیال کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔

کفران نعمت سے دور رہو ورنہ بلائیں تم پر نازل ہوئیں گی۔

جس نے فضول خرچی پر فخر کیا وہ افلاس کے ذریعے حقیر کر دیا جائے گا اور فضول خرچی مفلس کر دینے والی ساتھی ہے یہ فاقہ کا عنوان ہے۔ تنگ دستی اور فقیری سب سے بری موت ہے۔

فقیری زیرک آدمی کی زبان کو بھی دلائل کی قوت سے عاجز کر دیتی ہے جبکہ مفلس اپنے وطن میں بھی غریب الوطن اور اکیلا ہوتا ہے۔

ناداری دین میں نقص و کمی کا سبب ہوتی ہے عقل کے لئے تشویش و پریشانی جبکہ لوگوں کے لئے نفرت کا باعث ہے۔

دولت کے ہوتے ہوئے پردیس بھی اپنا وطن ہے جبکہ ناداری اور مفلسی میں اپنا وطن بھی پردیس ہے۔
آ گاہ ہو جاؤ کے فقر و فاقہ ایک مصیبت ہے اور فقر سخت جسمانی مرض ہے تاہم جسمانی امراض سے زیادہ دل کی سختی بیماری ہے۔
اپنی خوراک سے راضی رہنے سے زیادہ فقر و فاقہ کو دور کرنے والی کوئی دولت نہیں صبر و تحمل فقر و فاقہ سے محفوظ رکھنے والا ہے۔
پاکدامنی فقر کی زینت ہے جب دولت مند نیکی اور احسان میں بخل کرنے لگتا ہے تو فقیر اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے بدلے بیچ دیتا ہے۔
زنا اسباب فقر میں سے ہے۔
میں نے ان تمام باتوں کا جائزہ لیا جو کسی بھی باعزت اور باوقار انسان کو ذلیل ورسوا کر دیتی ہیں اور اس کی شوکت کو ختم کر دیتی ہیں لہٰذا میں نے فقر و فاقہ سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز نہیں دیکھی اللہ تعالی نے فقر و فاقہ کے تازیانے سے زیادہ تکلیف دہ کسی تازیانے سے بندوں کو نہیں مارا۔ ۲۴ے

روحانی وظیفہ:

جو شخص روٹی کے چار نوالوں پر یاقَابِضُ لکھ کر کھائے گا وہ بھوک، پیاس، زخم اور درد کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔
چالیس دن یاقَابِضُ کو روٹی پر لکھ کر کھانے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔
عقیدہ کی کمزوری (مثلاً جن، بھوت، پریت، جادو، ٹونہ یا بدعملیات) اگر وہم ہو یا ہر وقت انسان وسوسوں اور دشمن کے بے وجہ خوف میں مبتلا ہو تو ایسے میں ۱۱۱ مرتبہ یاقَابِضُ پڑھنے سے عقیدے کی کمزوری دور ہوتی ہے اور یہ عمل نہایت مجرب عمل ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔

۲۔مرقاۃ شرح مشکوۃ۔کتاب الاسمی۔الشیخ ملاعلی قادری (متوفی۔۱۰۱۴ھ)۔ج۔۵۔ص۔۸۱۔مکتبہ امدادیہ ملتان۔

۳۔مرقاۃ شرح مشکوۃ۔کتاب الاسمی۔الشیخ ملاعلی قادری (متوفی۔۱۰۱۴ھ)۔ج۔۵۔ص۔۸۱۔مکتبہ امدادیہ ملتان۔

۴۔طیبی شرح مشکوۃ۔شرف الدین حسین بن محمد الطیبی۔ج۔۵۔ص۔۲۹۔ادارۃ القرآن۔

۵۔سورہ الفرقان۔آیت۔۴۶۔

۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۷۔

۷۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۹۶۔

۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۳۔

۹۔سورہ الملک۔آیت۔۱۹۔

۱۰۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۱۱۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۲۔سورہ سبا۔آیت۔۳۹۔

۱۳۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۲۔

۱۴۔سورہ الزرف۔آیت۔۳۲۔

۱۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۱۶۔سورہ رعد۔آیت۔۲۶۔

۱۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۰۔

۱۸۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۲۔

۱۹۔سورہ لطلاق۔آیت۔۷۔

۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۳۹۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۴۸۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۴۶۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۳۔حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلْبَاسِطُ

روزی کشادہ کرنے والا

He who is the Expander.

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۔(اعراف ۔۱۵۶)

ترجمہ۔اللہ کی رحمت (وسعت) ہر شے کو اپنے اندر سما لیتی ہے۔

اَلْبَاسِطُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مادہ (ب ۔س ۔ط) ہے۔اس کا نمبر (۷۲ اور عدد ۹) ہے۔

بَسِطُ ۔کے معنی پھیلانا، وسعت دینا، توسیع کرنا اور نشر کرنا ہے۔ا؎

بسط ۔بمقابلہ قبض اور قدر کے ہیں، قدر کے معنی پیمانے سے ناپ کر یا تول کر دینا۔

بسط ۔سے مبسوط اور بساط بھی ہیں جس کے معانی وسیع اور پھیلی ہوئی ہے۔۔۔۔اَلْبَاسِطُ۔

اللہ تعالی کا اسم اَلْبَاسِطُ بھی بے پناہ وسعت اور توسیع کے ہم معانی ہے۔

اسم اَلْبَاسِطُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْبَاسِطُ کی صفات اور خصوصیات اس کائنات میں ہر جگہ موجود اور قائم ہیں مثلاً کائنات کی وسعت۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَّإِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ۔

ترجمہ۔ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت سے پیدا کیا اور ہم اس میں ہر آن توسیع کر رہے ہیں۔۲؎

یعنی معلوم کائنات بھی ہر آن توسیع پا رہی ہے اس کا رقبہ، سمت، دیگر اشیاء اور اس میں موجود مخلوقات ہر گزرتے لمحے وسعت پا رہے ہیں۔

مخلوقات کی بھی بے شمار اقسام ہیں مثلاً انسان، جنات فرشتوں کے علاوہ نباتات وحیوانات، شجر وحجر، سورج، چاند، ستارے، سیارے دریا، سمندر، پہاڑ، ہوا، بارش، آبی مخلوقات، مرئی اور غیر مرئی تمام مخلوقات وغیرہ۔جب کے سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے ہر سال کچھ نئی مخلوقات کا بھی اضافہ بھی دنیا میں ہوجاتا ہے جن کے بارے میں ہم پہلے کچھ نہ جانتے تھے مندرجہ بالا ہر ایک مخلوق اور اس کے

نظام حیات اور قیام اور توازن پر الگ الگ کئی کتابیں تصنیف کی جا سکتی ہیں لیکن پھر بھی صفت باسط پر بات نامکمل اور ادھوری ہی رہے گی رحمت و مغفرت کی وسعت بھی قابل ذکر ہے جس کا نزول اللہ کی تمام مخلوقات پر متواتر جاری وساری ہے ہر صنف سے تعلق رکھنے والی ہر ایک مخلوق کا مکمل ڈیٹا، ریکارڈ، اس کی کل تفصیلات جس میں اس کے DNA سے لے کر اس کا رزق اور قضاء وقدر سب شامل ہیں یہ سب کا سب ایک کتاب میں لکھا جا چکا جس کو ترتیب دینا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں انسان کی طرح ہر اعلیٰ وادنیٰ مخلوق بھی اپنے اندر مکمل کائنات لئے ہوئے ہے جس کی وسعتوں کا اندازہ لگانا انسان کے بس کی بات نہیں۔

اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

وَلَوْ اَنَّمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں، اور تمام سمندر سیاہی ہوں اور اس کے بعد ان میں سات سمندروں کا اور اضافہ ہو تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے بے شک اللہ بہت غالب، بے حد حکمت والا ہے۔ ۳؎

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول:

اگر گھاس کے ایک تنکے پر بھی غور وفکر کر لیا جائے تو (عقل انسانی اللہ کی صناعی پر) حیرت زدہ رہ جاتی ہے کیونکہ گھاس کا ایک ادنیٰ تنکا بھی اپنی نوعیت میں عقل انسانی کو حیران کر دینے کے لئے کافی ہے یعنی وہ تنکا، اس کے اجداد کا ریکارڈ، اس کی صفات، نظام حیات، DNA، ترتیب وتوازن، خصوصیات، قضاء وقدر، خاندان، عزیز رشتے دار، عمر، پیدائش، موت اور موت کے بعد کے عالم وغیرہ کے بارے میں انسان تحقیق کرتے کرتے اس دنیا سے چلا جائے گا لیکن بات ختم نہ ہوگی یعنی اللہ کے تخلیق کردہ ایک معمولی تنکے میں نا جانے کتنے جہان اور علوم وفنون پنہاں اور مستور ہیں تو پھر دیگر مخلوقات پر تحقیق تو انسان کی قوت وقدرت سے باہر ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۔

ترجمہ۔ اللہ کی رحمت (وسعت) ہر شے کو اپنے اندر سمالیتی ہے۔ ۴؎

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۔

ترجمہ۔ مشرق اور مغرب سب اللہ کا ہے۔ ۵؎

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۔

ترجمہ۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا جو ہمیشہ چلنے والے ہیں اور تمہارے لیے رات اور دن کو تابع کیا۔ ۶؎

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۔

ترجمہ۔ تم جس جانب منہ پھیرو اللہ کی ذات وجود ہے۔ ۷؎

اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡط۔

ترجمہ۔ بے شک وہ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ۸؎

وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا۔

ترجمہ۔ اللہ اپنے علم سے ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ۹؎

وَاِنۡ یَّتَفَرَّقَا یُغۡنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنۡ سَعَتِہٖ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیۡمًا۔

ترجمہ۔ اگر وہ دونوں (زوجین) جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنی وسعت سے بے نیاز کر دے گا بے شک اللہ بہت وسعت اور حکمت والا ہے۔ ۱۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

جنت کی وسعت کے حوالے سے ایک حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قابل غور ہے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ۱۰۰ درجات ہیں اور ہر دو درجات کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے اور فردوس جنت کا سب سے بلند درجہ ہے اور اسی سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ ۱۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! مومن دنیا کو صرف عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دنیا کی دلربائی کو غضبناک ہو کر سنتا ہے۔
عبرت حاصل کرنا ہدایت ہے اسے حاصل کرنے والا انسان آزمائش سے مستغنی ہو جاتا ہے، عبرت حاصل کرنا بہترین دانشمندی ہے اور افضل دور اندیشی اور پشت پناہی کا انتظام ہے جبکہ سب سے بڑی حماقت فریب خوری ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو پسند کرتا ہے تو اس کی نصیحت، عبرتوں کے ذریعہ کرتا ہے بصیرت سے عبرت حاصل ہوتی ہے جبکہ زمانہ کے نشیب وفراز میں عبرتیں ہیں۔ ۱۲؎

روحانی وظیفہ:

نماز چاشت کے بعد دس مرتبہ یابَاسِطُ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے چہرے پر پھیرنے سے اللہ تعالیٰ اس اسم کی برکت سے اس شخص کو غنی بنا دیتے ہیں اور ایسا شخص کبھی کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ فجر کے بعد ایسی جگہ بیٹھ کر ۶۳ بار یابَاسِطُ پڑھنا کے جہاں سے سورج نکلتا ہوا نظر آئے پھر ہاتھوں پر دم کر کے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیں عمل کی مدت ۴۰ روز ہے اس عمل کی برکتوں سے بدحالی اور افلاس کا خاتمہ ہو جائے گا لیکن اس عمل کی اجازت صرف ان لوگوں کو ہے جو خدانخواستہ بے حد مفلس ہوں اور انھیں کوئی راستہ نہ دکھائی دیتا ہو۔

حوالہ کتب:

۱۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔ مصر۔ ۱۳۰۶ھ۔

۲۔ سورہ الذاریات۔ آیت۔ ۴۷۔

۳۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۷۔

۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۶۔

۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۵۔

۶۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۳۔

۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۵۔

۸۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۵۴۔

۹۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔

۱۰۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۰۔

۱۱۔ترمذی۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۵۳۱۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْخَافِضُ

پست کرنے والا

He who diminishes or decreases.

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔(انعام ۔ ۴۵)

ترجمہ ۔(تمام) تعریفیں ہیں اللہ رب اللعالمین کے لئے (جس نے ان کی جڑ کاٹ کرر کھ دی)

اَلْخَافِضُ ۔عربی زبان کالفظ ہے۔جس کانمبر(۱۴۸۱ ہےاورعدد ۵) ہے۔

اَلْخَافِضُ ۔اللہ کااسم صفاتی ہےاس میں اللہ تعالی کی اس کی مخلوق کو پست کرنے کی طاقت کامنبع موجود ہے اگر چہ یہ اللہ تعالی کی صفت عظیم اور قانون قدرت ہے۔

اسم اَلْخَافِضُ کانظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالی کااسم صفاتی اَلْخَافِضُ کائنات میں ہرجگہ جلوہ گرہےاللہ تعالی کے قانون قدرت کے مطابق ہر شےکوعروج اورزوال سے ہم کنار ہونا ہے یہ قانون قدرت ہے کےاللہ تعالی جب کسی شےکو بلندی عطافرماتے ہیں تولازماً اسے پستی سے بھی گزارتے ہیں یہ نظام کائنات ہےجس سے انحراف ناممکن ہےاب چاہےوہ انسانوں کاعروج وزوال ہو یااقوام کایا پھر دیگر مخلوقات کااسی نظام سے سب کوگزرنا ہےیعنی تلاوت قرآن کریم سے ایمان والوں کاایمان بڑھتا ہےجبکہ کافروں کا کفر بڑھتا ہے کیونکہ ایمان والا اللہ کی آیات میں غوروفکر کرکےاس سےقریب ہوتا ہےاور بلاآخراپنے ایمان اورقرآن کی محبت کےسبب داخل جنت کردیا جاتا ہےیعنی اللہ تعالی اس قرآن کی محبت کےسبب انھیں دنیا اور آخرت میں سربلندی اورعزتوں سےہم کنارفرماتے ہیں دوسری جانب کفاراللہ کی آیات کامضحکہ اڑاتے ہیں جس کی وجہ سےان کے کفر میں اضافہ ہوتا ہےاوروہ داخل جہنم کئے جاتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کی پستی اور ذلت ان کامقدرٹھہرتی ہےیعنی اللہ کی صفت خافض یہاں پرجلوہ گرہوکرحق وباطل کےفرق کوواضح کرتے ہوئے بلندی اورپستی کا معیارقائم کرتی ہے۔

اسی حوالےسےارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ

جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۔

ترجمہ۔اللہ ہی نے بہترین کلام نازل کیا ہے یعنی کتاب باہم ملتی جلتی ہے (اس کی آیات) دہرائی جاتی ہیں جس سے خدا ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، پھران کی کھالیں نرم ہوجاتی ہیں اور دل یادالٰہی کی طرف راغب ہوتے ہیں، یہی اللہ کی ہدایت ہے اس کے ذریعے سے جسے چاہے راہ پر لے آتا ہے، اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں۔ا؎

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ۔

ترجمہ۔بے شک ان قصوں میں عقل مندوں کے لئے عبرت ہے۔۲؎

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ۔

ترجمہ۔جولوگ منکر ہوئے اوراللہ کی راہ سے روکتے رہے ہم ان پر عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے بسبب اس کے کہ وہ فساد کرتے تھے۔۳؎

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۔

ترجمہ۔اور جب (اللہ کا کلام) ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدوں میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کے ہمارا پروردگار پاک ہے بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا اور وہ روتے ہوئے منہ کے بل گر پڑتے ہیں اور (اللہ) ان کی اس عاجزی کو اور بڑھاتا ہے۔۴؎

اہل علم اور سائنسدان تو یہاں تک کہتے ہیں کے اگر ایک وائرس یا بیکٹر یا کی زیادہ سے زیادہ عمر صرف ایک لمحہ بھی اللہ کے یہاں متعین ہے یعنی کل عمر صرف ایک لمحہ تو وہ اسی لمحے کے ہزارویں حصے میں پیدا ہونے کے بعد جوانی، بڑھاپے اور موت سے ہم کنار ہوجائے گا اگر کسی جانور یا پودے کی زیادہ سے زیادہ عمر چھ سال ہے تو وہ اسی چھ سال میں اپنی زندگی کے تمام مراحل (پیدائش، نوجوانی، جوانی، بڑھاپا اور موت) سے گزر کر فنا ہوجائے گا۔

انسان، اقوام اور کائنات کی کل مخلوقات کی زندگی میں بلندی و پستی تو اپنی جگہ ہے لیکن وہ سب بتدریج اپنی فنا کی جانب بھی گامزن ہیں۔خود قرآن کریم اس حوالے سے کہتا ہے!

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ۔

ترجمہ۔اللہ نے تمھیں کمزوری سے پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد قوت دی۔۵؎

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۔

ترجمہ۔تم میں سے بعض مرجاتے ہیں اور بعض تم سے سے بڑی عمر (نکمی عمر) کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تاکہ سمجھنے اور بوجھنے کے بعد وہ کچھ نہ سمجھ سکیں۔۶؎

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

قَدِیْرٌ۔

ترجمہ۔تم میں سے کوئی بڑی عمر (نکمی عمر) کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ سمجھنے اور بوجھنے کے بعد وہ کچھ نہ سمجھیں۔۷؎

مندرجہ بالا آیات کریمہ میں انسان کی بڑی عمر یعنی نکمی عمر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کے جب انسان بڑھاپے کو پہنچتا ہے تو کچھ لوگ تو موت سے ہم کنار ہو جاتے ہیں لیکن کچھ عمر رسیدہ افراد اپنی سوجھ بوجھ کھو دیتے ہیں ان کے اعضاء اس قدر کمزور اور ناتواں ہو جاتے ہیں کے انھیں کوئی بات نہ سمجھ میں آتی ہے اور نا ہی وہ کوئی کام سرانجام دینے کے قابل رہتے ہیں حتیٰ کے کھانا، پینا، سوچنا، سمجھنا، یاد رکھنا، پہچاننا، بات کرنا اور چلنا پھرنا بھی ان کے لئے نہایت مشکل ہوجاتا ہے باالفاظ دیگر اللہ تعالی کا اسم صفاتی الخافض یہاں نفوذ پذیر ہوکر انسانی جسم اور اس کی صلاحیتوں کو پست اور ناتواں کر دیتا ہے۔مثل مشہور ہے کے بچہ اور بوڑھا برابر ہے یعنی جس طرح سے بچپن میں انسان بغیر سہارے کے چل پھر نہیں سکتا تھا اور اسے اپنے بڑوں کی مدد کی ہروقت ضرورت رہتی تھی بالکل اسی طرح سے بڑھاپے میں انسان کو اپنے بچوں کی مدد کی ضرورت رہتی ہے تاہم یہ کلیہ تمام اشیائے کائنات پر صادر ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! تراز و اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے وہ ایک قوم کو بلند اور دوسری کو پست کرتے ہیں۔۸؎

بقول اقبال!

زندگی اقوام کی بھی یونہی بے اعتبار رنگ ہائے رفتہ کے کچھ باقی نہیں رہا
اس زیاں خانے میں کوئی ملت درگوں وقار رہ نہیں سکتی ابد تک بار دوشِ روزگار۔۹؎

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے سب سے زیادہ تاریخ انسانی پر بات کی اور اقوام گزشتہ کے قصوں کو بار بار انسانوں کی نصیحت کے لئے بیان فرماتے ہوئے انھیں یہ بتایا! کس طرح سے اس عالم ناسوت میں عظیم الشان تہذیبوں نے جنم لیا جن میں طاقتور اور توانا لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے زیادہ علم والے تھے جبکہ مال و دولت اور ثروت رفعت سے انھیں مالا مال کیا پھر ان کی ہدایت اور رہنمائی کا انتظام بھی فرمایا لیکن وہ اپنی دولت اور طاقت کے گھمنڈ میں اللہ کی وحدانیت کا مسلسل انکار کرتے رہے یہاں تک کے ان کی مدت مہلت ختم ہوئی اور انھیں اس طرح سے پیوند خاک کر دیا گیا جیسے وہ یہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔

ترجمہ۔تم نے نہیں دیکھا تمھارے رب نے اونچے ستونوں والے عاد وارم کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ان کی مانند کوئی قوم دنیا کے میں پیدا نہیں کی گئی اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں اور میخوں والے فرعون کے ساتھ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دنیا میں بڑی سرکشی اور فساد پھیلایا آخر کار تمھارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا حقیقت یہ ہے کے تمھارا رب گھات لگائے بیٹھا ہے۔۱۰؎

اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَهۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ مَّکَّنّٰهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مَا لَمۡ نُمَکِّنۡ لَّکُمۡ وَ اَرۡسَلۡنَا السَّمَآءَ عَلَیۡهِمۡ مِّدۡرَارًا ۪ وَّ جَعَلۡنَا الۡاَنۡهٰرَ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهِمۡ فَاَهۡلَکۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ وَ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِیۡنَ۔

ترجمہ۔کیا انھوں نے دیکھا نہیں کے ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کا اپنے اپنے زمانے میں دوردورہ تھا؟ ان کو ہم نے زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمھیں بھی نہیں بخشا ان پر ہم نے آسمان سے خوب پانی برسایا اور ان کے نیچے نہریں بہادیں لیکن جب انھوں نے کفران نعمت کیا تو آخر کار ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انھیں تباہ و برباد کردیا اور ان کی جگہ دوسرے دور کی اقوام کو اٹھا دیا۔ ۱۱؎

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ؕ وَ اللّٰهُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ۔

ترجمہ۔کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جارہے ہیں۔ ۱۲؎

فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ؕ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

ترجمہ۔اس طرح سے ان لوگوں کی (یعنی پچھلی اقوام کی) جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنھوں نے ظلم کیا اور (تمام) تعریفیں ہیں اللہ رب اللعالمین کے لئے (جس نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی)۔ ۱۳؎

تاریخ انسانی کے ہر دور میں زمین پر انسانوں کی اصلاح کے لئے ہمیشہ ہی نوح ،موسیٰ ،عیسیٰ اور ابراہیم جیسے کردار موجود رہے جن کا مقابلہ اپنے دور کے قارون ،فرعون ،نمرود اور ہامان سے رہا۔

بقول اقبال!

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے		صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

تاریخ انسانوں کی اجتماعی زندگی کا خلاصہ ہے دوسری جانب تاریخ ایک عبرت انگیز سبق بھی ہے کیونکہ اللہ تعالی جب کسی قوم کو خیر ،علم وفضل ،دولت وثروت سے نوازتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ بندے اللہ کے اس احسان کو جانیں اور سمجھیں اور اللہ سے اپنے قرب اور تعلق میں اضافہ کرتے ہوئے اس کی عبادت کریں لیکن انسان بجائے اللہ کے احسانات کی شکر گزاری کے اللہ کی زمین پر اکڑ کے چلتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کے جیسے یہ تمام علم وفضل ،دولت وثروت اور نعمتیں اس کے اپنے ہی زور بازو سے حاصل ہوئیں لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ انسان تو اتنا بےبس پیدا کیا گیا کے اسے اپنی آتی جاتی سانسوں پر بھی اختیار نہیں چہ جائیکہ باقی باتیں تو خواب وخیال ہیں چنانچہ ایسی سرکش مخلوق کو اللہ تعالی ان کی مسلسل نافرمانیوں اور سرکشی کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں مقام عبرت بنا دیتے ہیں پھر اس قوم میں کوئی فرد بھی ایسا باقی نہیں بچتا جو اپنی کہانی یا علم کسی دوسری قوم کو منتقل کرسکے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ،جب کسی قوم پر عذاب کا فیصلہ کردیا جاتا ہے تو تین دن کے اندر اندر اس قوم کے ایک ایک فرد کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے

اور اللہ اس قوم کی نسل کو جاری نہیں رکھتا۔ ۱۴؎

اسی طرح سے انسان، جانور، پودے، پرندے، درخت الغرض اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر مخلوق عروج و زوال اور بلندی و پستی کے مراحل سے لازماً گزرتی ہے مثلاً انسان جب پیدا ہوتا ہے تو نہایت مزور اور ناتواں ہوتا ہے پھر وہ بتدریج جوان ہوتا ہے اور طاقت و توانائی حاصل کرتا ہے لیکن پھر اس کی طاقت و توانائی اور جوانی گھٹنا شروع ہوتی ہے اور وہ بوڑھا، کمزور اور نہایت ناتواں ہو جاتا ہے اور بلا آخر موت اس کو آلیتی ہے یہی حال کل مخلوقات کا ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۚ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔

ترجمہ۔ کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ۱۵؎

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ اس طرح سے ان لوگوں کی (یعنی پچھلی اقوام کی) جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنھوں نے ظلم کیا۔ اور (تمام) تعریفیں ہیں اللہ رب اللعالمین کے لئے (کے جس نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی)۔ ۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کا نام غضباء تھا اور وہ تمام سواریوں میں ہمیشہ سب سے آگے رہتی تھی اور کوئی بھی اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا ایک مرتبہ ایک عرابی جو کہ ایک اونٹ پر سوار تھا۔ وہ غضباء سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں کو اس بات پر بہت رنج ہوا اور انھوں نے افسوس سے کہا! غضباء پیچھے رہ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے کے جس چیز کو دنیا میں سر بلند کرتا ہے اس کو ایک بار سرنگوں بھی کرتا ہے۔ ۱۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ہر جبر کرنے والے کو ذلیل اور ہر متکبر کو بے عزت کرتا ہے۔

جو اپنی ہر پریشانی کو کھل کر ہر کسی سے بیان کرتا ہے وہ اپنی ذلت سے راضی ہو جاتا ہے۔

جو اللہ کی نافرمانی میں لذت محسوس کرتا ہے اللہ اس کو ذلت سونپ دیتا ہے۔

ذلت قرض کے ہمراہ ہے۔

ذلت کی ایک گھڑی کو زمانے بھر کی عزت بھی نہیں لوٹا سکتی اور جو ذلیل سے مدد چاہے گا وہ ذلیل ہوگا۔

جب اللہ کسی انسان کا برا چاہتا ہے تو اسے اسی کے سپرد کر دیتا ہے۔

ادب کا فقدان تمام برائیوں کا سبب ہے۔ ۱۸؎

روحانی وظیفہ:

سخت ترین دشمن کو کچلنے کے لئے یاخَافِضُ کا وظیفہ نہایت مجرب مانا جاتا ہے سات ہزار (۷،۰۰۰) مرتبہ یاخَافِضُ پڑھ کر تھوڑی سی مٹی پر پھونکیں پھر اس مٹی کو دشمن کے گھر کے دروازے پر پھینک دیں دشمن مغلوب ہو جائے گا۔

دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے تین روزے رکھے جائیں اور چوتھے روزے میں ایک ہی مجلس میں بیٹھ کر ۵۰۰ مرتبہ یاخَافِضُ پڑھ کر دعا کی جائے۔تو اس اسم کی برکتوں سے دشمن مغلوب ہو جائے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الزمر۔آیت۔۲۳۔

۲۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۱۱۔

۳۔سورہ النحل۔آیت۔۸۹۔

۴۔سورہ بنی اسرئیل۔آیت۔۱۰۹۔

۵۔سورہ الروم۔آیت۔۵۴۔

۶۔سورہ الحج۔آیت۔۵۔

۷۔سورہ النحل۔آیت۔۷۰۔

۸۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔

۹۔بانگ درا۔ص۔۱۵۱۔

۱۰۔سورہ الفجر۔آیت۔۱۴۔

۱۱۔سورہ انعام۔آیت۔۶۔

۱۲۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔

۱۳۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔

۱۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۵۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔

۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔

۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۲۸۷۲۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۱۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلرَّافِعُ
بلند کرنے والا

He who uplifts.

نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَآءُ۔(انعام۔۸۳)

ترجمہ۔ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبہ عطا کرتے ہیں۔

اَلرَّافِعُ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۳۵۱ ہے اور عدد ۹) ہے۔
اَلرَّافِعُ۔(ر۔ف۔ع) سے مشتق ہے،جس کے معنی بلند کرنے کے ہیں۔
امام راغب اصفہانی کہتے ہیں!اَلرَّافِعُ مادی اشیاء کو بلند کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے مثلاً کسی عمارت کو بلندی کی طرف تعمیر کرنا اور کبھی اَلرَّافِعُ کا استعمال شہرت،ناموری اور بلندی ذکر کے لئے کیا جاتا ہے۔[۱]
ارشاد خداوندی ہے!

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

ترجمہ۔ہم نے آپ کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کیا۔[۲]
قیامت تک جتنی رفعتوں اور بلندیوں کا اظہار جب، جہاں اور جسے حاصل ہوگا وہاں یہ اسم الٰہیہ اَلرَّافِعُ اپنی موجودگی اور نفوذ پذیری کے ساتھ ہمیں نظر آئے گا چاہے وہ اللہ کا کلام عظیم ہو یا اس کا عرش عظیم،سدرۃ المنتہیٰ ہو یا حجاب محمود،بیت المعمور ہو یا قلم و کرسی،کرہ الارض ہو یا اللہ کی پیدا کردہ حیران کن مخلوقات جن میں شامل فرشتے، جنات اور خود مسجود ملائکہ انسان جسے اللہ نے احسن تقوم کہہ کر اس کائنات میں مکرم فرمایا،اقوام کی سربلندی ہو یا افراد کی داستان عظمت،نت نئی حیران کن ایجادات ہوں یا عقل انسانی کو خیرہ کر دینے والی بلند و بالا عمارات،علم و حکمت کے کارنامے ہوں یا سیاروں اور ستاروں کی تسخیر،سمندر اور تحت الثریٰ کی گہرائی ہو یا آسمان کی بلندی اور رفعتوں کی پیمائش، جنت الفردوس کی وسعتیں ہوں یا اس کی نعمتوں کی تفصیل الغرض کے اللہ کا یہ اسم الٰہی اس کے حکم سے ہر اس بلند مقام پر اثر پذیر ہے جہاں عقل انسانی حیران اور ششدر ہے تاہم کائنات کے کسی بھی گوشے میں کوئی بھی ارفع منظر جب جب دیکھنے میں آئے گا لازماً اس کے در پردہ یہی اسم الٰہیہ کام کر رہا ہوگا۔

اسم اَلرَّافِعُ کا نظام کائنات میں کردار:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے تو واشگاف انداز سے قرآن یہ اعلان کررہا ہے!

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

ترجمہ۔ہم نے آپ کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کیا۔ ۳؎

اس آیت کی تفسیر کو بیان کرتے ہوئے امام تریدی اور امام رازی لکھتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی بلندی کا مطلب یہ ہے کے اللہ تعالی نے اپنے نام کی اضافت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی طرف فرمائی۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔یعنی۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اللہ کے رسول ہیں۔ ۴؎

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

ترجمہ۔اللہ تمھیں لوگوں ے شر سے بچانے والا ہے۔ ۵؎

نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَآءُ۔

ترجمہ۔ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبہ عطا کرتے ہیں۔ ۶؎

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔

ترجمہ۔بے شک بعد والی ساعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پہلی ساعت سے بہتر ہے۔ ۷؎

یعنی اللہ تعالی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف وعزت وعظمت وجاہت وجلالت وسعادت وکرامت وفضیلت ونعمت وبلندی وسرفرازی میں اضافہ فرمارہا ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنَاهَآ اِبْرَاهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۗ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهَارُوْنَ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ ۝ وَاِسْمَاعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۖ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔پھر ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی (وہی راہ راست جو) اس سے پہلے نوح کو دکھائی تھی اور اسی کی نسل سے ہم نے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو ہدایت بخشی۔اسی طرح سے ہم نیک لوگوں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں۔(اسی کی اولاد سے) زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، اور الیاس کو کامیاب کیا۔ہر ایک ان میں سے صالح تھا۔اسی

خاندان سے اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط کو راستہ دکھایا ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام عالمین پر فضیلت عطا کی۔ نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے کئی لوگوں کو ہم نے نوازا اور انھیں اپنی خدمت کے لئے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے۔ ۸؎

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ ھ) لکھتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا شہرہ زمین و آسمان میں ہر سو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، تشہد، جمعہ، عیدین، اذان، نماز اور حج کے خطبات میں کیا جاتا ہے تاہم درود ابراہیمی کے بغیر صلوۃ نامکمل ہے اسی طرح سے اللہ نے اپنی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو لازمی قرار دیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

مَّنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ ۹؎

ترجمہ۔ جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہی ابتر (مقطوع النسل) یعنی جڑ کٹا رہے گا۔ ۱۰؎

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُبَايِعُوۡنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ۔

ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا۔ ۱۱؎

فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡهُمۡ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمۡ ۚ وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کنکریاں نہیں پھینکیں بلکہ وہ کنکریاں اللہ نے ان پر پھینکیں۔ ۱۲؎

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر فائز فرمایا۔ ۱۳؎

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں! حضرت جبرائیل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالی نے اپنے ذکر کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو (متصل) فرمایا ہے۔ ۱۴؎

حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنی کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے کو کھول دیا اور بوجھ اتار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کر دیا جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی کیا جائے گا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (اپنا) خلیل بنایا۔ ۱۵؎

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

ترجمہ۔اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور علم سے دوں پھر تمہارے پاس پیغمبر آئے جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو اس پر ایمان لے آنا اور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا، انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا، اللہ نے فرمایا تو اب تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں، پھر جو کوئی اس کے بعد پھر جائے تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔١٦؎

اس آیت کے حوالے سے حضرت علیؓ فرماتے ہیں! اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا چاہے وہ حضرت آدم علیہ السلام ہوں یا ان کے عہد کے نبی ان سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق عہد لیا گیا یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے عہد میں مبعوث ہو جائیں تو وہ ضرور بہ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور ضرور بہ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کریں گے اور اپنی امت کو بھی یہ حکم دیں کے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔١٧؎

اسی عہد کو پورا کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی دعا فرمائی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا۔

ترجمہ۔اے ہمارے رب! اہل مکہ میں ان ہی میں سے عظیم رسول مبعوث فرما۔١٨؎

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بشارت دیتے ہوئے اپنی قوم سے فرمایا!

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ۔(عیسیٰ نے اپنی قوم سے کہا) میں اس عظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔١٩؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی بلندی کے حوالے سے قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

ترجمہ۔بے شک میں (اللہ) اور میرے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں، تو اے ایمان والو! تم بھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود وسلام بھیجو۔٢٠؎

امام بخاری نے صلوۃ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا!

ابوالعالیہ نے کہا کے اللہ تعالیٰ کے صلوۃ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثناء بیان فرماتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، ہم نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام تو معلوم ہے لیکن ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ کیسے پڑھیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم پڑھو!

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ، إِنَّكَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ، اللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ، وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ، إِنَّكَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ۔

۲۱؎

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا مخلوق کے ذمہ نہیں لگائی کیونکہ مخلوق کی مدح وثناء محدود ہے جن کی ابتداء اور انتہاء میں مقید ہو جاتی لہٰذا اللہ تعالی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد وثناء اور توصیف بیان فرمائی جو لامحدود، بے انتہاء اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

حضرت کعبؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر روز ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ پڑھتے ہیں اور پھر وہ آسمان کی جانب کوچ کر جاتے ہیں تاہم اگلے روز پھر نئے ستر ہزار فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ۲۲؎

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں اس وقت بھی اللہ کے نزدیک خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ لکھا ہوا تھا جب حضرت آدم مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ ۲۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے تمام نبیوں پر چھ اوصاف کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ ۱۔ مجھے جامع الکلام بنایا گیا۔ ۲۔ رعب سے میری مدد کی گئی۔ ۳۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا۔ ۴۔ تمام روئے زمین کو میرے لئے مادہ تیمم اور مسجد بنایا گیا۔ ۵۔ مجھے تمام مخلوقات کا رسول بنایا گیا۔ ۶۔ اور مجھ پر رسالت اور نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ ۲۴؎

عکرمہ کہتے ہیں! میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو یہ کہتے سنا! اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آسمانوں والوں اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے، لوگوں نے کہا! اے عبداللہ ابن عباسؓ! آسمان والوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کی کیا دلیل ہے؟

تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا! اس لئے کہ اللہ تعالی نے آسمان والوں کے لئے فرمایا! اور فرشتوں میں سے جس نے کہا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو ہم اس کو جہنم میں سزا دیں گے اور ہم اسی طرح سے ظالموں کو سزا دیتے ہیں اور اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرمایا! بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روشن فتح عطا فرمائی تا کہ اللہ تعالی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے اور پچھلے تمام ذنب یعنی (بہ ظاہر خلاف اولی) سب کام معاف کر دئے لوگوں نے کہا! اے عبداللہ بن عباسؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انبیاء پر کیا فضیلت ہے؟ تو عبداللہ بن عباسؓ نے کہا! اللہ تعالی نے انبیاء کے بارے میں فرمایا ہے! ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں مبعوث کیا ہے جبکہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا ہے سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے تمام انسانوں اور جنات کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ۲۵؎

جسمانی حسیات میں رفعت اور بلندی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر اعتبار سے رفعت و بلندی عطا فرمائی حتیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام حسیات جسمانی بھی باکمال تھیں ذیل میں اس کا اجمالی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

قوت باصرہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت باصرہ بھی اپنی انتہائے کمال پر تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب دیکھ لئے۔۲۶ے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنی صفوں کو قائم کرو اور مل کر کھڑے ہو کیونکہ میں تمھیں پس پشت سے بھی اسی طرح سے دیکھتا ہوں جس طرح سے سامنے دیکھتا ہوں۔۲۷ے

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھتے میں ان چیزوں کو سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے آسمان چرچرا رہا ہے اور اس کا چرچرانا برحق ہے آسمان میں چار انگل کے برابر بھی خالی جگہ نہیں جس میں کوئی فرشتہ سر جھکائے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو اور اگر تم ان چیزوں کو جان لیتے جنھیں میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے اور تم اپنے بستروں پر اپنی بیویوں سے لذت حاصل نہ کرتے اور تم جنگلوں میں نکل جاتے اور اللہ کو پکارتے اور البتہ میں یہ پسند کرتا کہ میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا۔۲۸ے

قوت سامعہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت سامعہ بھی تمام مخلوقات سے تیز تر تھیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آسمان چرچرتا ہے اور اسے چرچرانے کا حق ہے اور آسمان پر ہر قدم پر فرشتے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں۔۲۹ے

اس سے یہ معلوم ہوا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی چرچرانے کی آواز سنی نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھروں اور درختوں کے کلام کو بھی سنا اور سمجھا اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتوں اور جنات کے کلام کو بھی سنا اور سمجھا پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں مکہ میں ایک پتھر کو ضرور پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے قبل مجھ کو سلام عرض کرتا تھا میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔۳۰ے

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جب مکہ میں تھا تو ہم جس جانب بھی جاتے وہاں موجود پہاڑ یا درخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتے۔۳۱ے

قوت ذائقہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر میں ایک عورت نے زہر آلود لقمہ کھلایا تو اس لقمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ! مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔

قوت لامسہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنا لعاب دہن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زہر آلود ایڑی پر لگایا حضرت علیؓ کی دکھتی ہوئی آنکھ پر لگایا ،حضرت رافع بن خدیجؓ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر لگایا اور حضرت سلمی بن اکوعؓ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی میں لگایا تو انھیں شفا ہوگئی اور حضرت جابرؓ کی ہنڈیا میں ڈالا تو کم کھانا بہت ہوگیا۔حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کے حدیبیہ کے موقع پر بھی جب پانی ناکافی تھا اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک چھاگل رکھا گیا تھا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنا ہاتھ رکھا اور لوگوں نے اس پانی کو سیر ہو کر پیا بھی اور وضو بھی کیا۔حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی نکل رہا تھا، پوچھا گیا کے لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو بتایا گیا کہ (۱۵۰۰) لیکن اگر ان کی تعداد ایک لاکھ بھی ہوتی تو بھی یہ پانی ان کے لئے کافی تھا۔ ۳۲؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ ،عمرؓ اور عثمانؓ کو لے کر احد پر چڑھے تو احد کانپنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ ۳۳؎

قوت حافظہ:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت حافظہ بھی بہت تیز تھی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ۔

ترجمہ۔اب ہم آپ کو قرآن پڑھائیں گے تو آپ نہ بھولیں گے۔ ۳۴؎

قوت ذکاوت:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے علم کے ایک ہزار باب سکھائے اور میں نے ہر باب سے ایک ہزار باب مزید مستنبط کئے۔ ۳۵؎

جب ایک ولی کی قدرت اور ذکاوت کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت ذکاوت کا کیا عالم ہوگا۔

قوت محرکہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج پر جانا۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے ایک پہر مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت رکھی ہے اس لئے کے ہم اس کو اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں یقیناً اللہ ہی خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔ ۳۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس بات کے قائل ہیں کے رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اللہ کا دیدار کیا تھا۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! رسول اللہ ﷺ نے شب معراج کو بیداری میں اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔
محمد بن کعبؓ نے کہا! ہم نے سوال کیا! یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى۔

ترجمہ۔جھوٹ نہیں کہا تھا جو دیکھا تھا۔۳۷؎

معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جس برق رفتاری سے سفر فرمایا اس کا فہم اور بصیرت عقل انسانی سے ماوراء ہے کیونکہ انسان اس تیز رفتاری کی کیفیات کو سمجھنے سے قطعاً قاصر اور بے بس ہے یعنی پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں یہ سفر مکمل ہو گیا اب دنیا بھر کے تمام نامی گرامی سائنس دان اپنا سر دھنتے رہیں اور اس کلیے کو سمجھنے کے لئے دن رات ایک کر دیں کے آخر کار رسول اللہ ﷺ تیز رفتاری کے کس فارمولے سے واقف تھے؟

اجرام فلکی پر تصرف:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے اور وہ دونوں ٹکڑے اتنی دور تک چلے گئے کہ غار حرا (پہاڑ) ان دونوں کے درمیان حائل تھا۔۳۸؎

حضرت اسماء بنت عمیسؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی جا رہی تھی اور ان کا سر حضرت علیؓ کی گود میں تھا، حضرت علیؓ نے نماز عصر نہیں پڑھی، حتیٰ کے سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی! اے اللہ! بے شک علیؓ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں مشغول تھے تو ان پر سورج کو لوٹا دے۔ حضرت اسماءؓ نے کہا! میں نے دیکھا کے سورج غروب ہو چکا تھا لیکن وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا۔۳۹؎

مستجاب الدعوۃ:

رسول اللہ ﷺ مستجاب دعوۃ ہیں اس بات کا اعلان خود قرآن نے کرتے ہوئے فرمایا!

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِـيْمًا۔

ترجمہ۔اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے، اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا تو تیرے پاس آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً، یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔۴۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک توشہ دان دیا جس میں کہ کچھ کھجوریں تھیں آپ ﷺ نے اس کے لئے برکت کی

دعا فرمائی، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، مجھے جب بھی ضرورت محسوس ہوتی میں اس توشہ دان میں سے کھجوریں نکال کر کھا لیتا تھا ہوتے ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور، پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کا دور ختم ہوا لیکن کھجوریں ختم نہ ہوئیں حضرت عثمان غنیؓ تقریباً گیارہ سال خلیفہ رہے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ کی کھجوریں ختم نہ ہوئیں لیکن جس دن حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی تو افراتفری میں وہ توشہ دان کہیں گم ہو گیا حضرت ابو ہریرہؓ ایک شعر پڑھا کرتے تھے کہ لوگوں تمھیں تو ایک غم ہے لیکن مجھے دو غم ہیں ایک حضرت عثمانؓ کا اور دوسرا توشہ دان کا۔ ۴۱ے

ہجرت کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا، میں تجارت کرنا چاہتا ہوں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں، مجھے اللہ نے کاروبار میں اتنی برکت دی کہ اگر میں کسی جگہ سے پتھر بھی ہٹاتا تھا تو یہ گمان ہوتا تھا کے اب یہاں سے سونا برآمد ہو جائے گا، پھر چند ہی سالوں میں ان کا شمار مدینہ کے امیر ترین لوگوں میں ہونے لگا۔ ۴۲ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو اس وقت ان کی عمر ۱۳ سال تھی وہ تین برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں علم اور خیر کی دعا فرمائی اللہ تعالی نے انھیں دین میں اس قدر علم وحکمت عطا فرمایا کے وہ ترجمان القرآن کے نام سے مشہور ہوئے نا صرف یہ بلکہ بڑے بڑے جید صحابہ کرام ان سے آکر مسائل کا حل پوچھا کرتے الغرض قرآن کریم، حدیث، فقہ، تفسیر، سیرت، کلام، عقیدہ، عربی ادب اور اس کی نزاکتیں اور زمانے بھر کے علوم وفنون میں سے کوئی بھی فن ایسا نہیں جس میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سند کی حیثیت نہ رکھتے ہوں ان کے اقوال اور ارشادات اس دور کی ہر کتب میں موجود ہیں۔

فتح ونصرت کی پیشن گوئی:

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا! کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح عنایت فرمائیں گے صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو طلب کیا ان کو آشوب چشم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور ان کے لئے دعا کی پھر انھیں علم عنایت فرمایا اور ان سے کہا! جب تم میدان جنگ میں جاؤ تو سب سے پہلے انھیں دعوت دین دو اور انھیں یہ بتاؤ کے اللہ کے ان پر کیا حقوق ہیں خدا گواہ ہے کے اگر تمھارے ذریعے اللہ کسی ایک شخص کو بھی ھدایت دے دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ۴۳ے

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عنقریب تم مصر کو فتح کرو گے اور یہ وہ زمین ہے جس کو قیراط کا ذکر کیا گیا ہے تم وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا کیونکہ ان کا ذمہ اور رحم ہے (ذمہ سے مراد حرمت اور حق ہے اور رحم سے مراد یہ ہے کے حضرت ہاجرہ مصری خاتون تھیں)۔ ۴۴ے

مخالفین کے لئے کلام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حامیوں کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخالفین بھی اس بات کے قائل تھے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو بھی دعا مانگا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرماتے تھے جیسے ایک مرتبہ قریش کا مشہور سردار عتبہ بن ولید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کے غرض سے آیا وہ کفار کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی معاملہ کرنا چاہتا تھا جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ! چچا! کیا آپ کو جو بات کہنی تھی وہ آپ کہہ چکے؟ اس نے کہا کے ہاں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے جواب میں حم السجدہ کی یہ آیت تلاوت کی کہ! اگر یہ لوگ ماننے سے انکار کریں تو تم ان سے کہہ دو کے میں تمھیں اسی طرح کی کڑک سے ڈراتا ہوں جس سے وہ عاد وثمود کو تباہ کیا گیا تھا یہ سننا تھا کے عتبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا کے بھتیجے ایسا نہ کہو کیونکہ تم جو کہتے ہو وہ ہو جاتا ہے اپنی قوم کا برا نہ چاہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو خط لکھا تو اس نے وہ خط پھاڑ دیا اور اور خط لے جانے والے صحابی کو بھی دربار سے نکال دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب اس کی اطلاع موصول ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے اللہ! اس کو بھی اسی طرح سے ٹکڑے ٹکڑے کر دے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ بددعا بہت جلد پوری ہوگئی۔ خسرو پرویز کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا پھر بیٹا بھی کچھ عرصے کے بعد قتل ہوگیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات تک ایران کے حکمران پے در پے بدلتے رہے پھر بہت جلد مسلمانوں نے کسریٰ کی حکومت کو ختم کر دیا۔

حسب ونسب کی رفعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نسبی اعتبار سے بھی بلندی اور سرفرازی عطا فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو ہاشم سے تھا۔ اسی حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے!

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کا انتخاب کیا پھر اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور کنانہ کی نسل سے قریش کو چنا پھر قریش سے بنو ہاشم کا انتخاب کیا اور بنو ہاشم سے میرا انتخاب کیا۔ ؁۴۵

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا ! اللہ تعالیٰ نے جب خلق کی تخلیق فرمائی تو مجھے سب سے اچھے گروہ میں بنایا پھر ان کے بھی دو گروہوں میں سے زیادہ اچھے گروہ کے اندر مجھے رکھا پھر جب قبائل کو چنا تو مجھے سب سے اچھے قبیلے میں رکھا پھر جب اللہ نے گھرانوں کو چنا تو مجھے سب سے اچھے گھرانے میں پیدا فرمایا لہٰذا میں اپنی ذات کے اعتبار سے تم میں سب سے اچھا ہوں اور اپنے گھرانے کے اعتبار سے بھی سب سے اچھا ہوں۔ ؁۴۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو بعثتیں:

دو بعثتوں کا شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قبل کسی دوسرے پیغمبر کو حاصل نہ ہو سکا۔ یہ مقام رفعت و بلندی صرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حصے میں آئی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہلی بعثت تو عرب امیوں کی جانب تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دوسری بعثت ان لوگوں کی طرف ہے جو

کے ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تاہم ان دونوں بعثتوں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

ترجمہ۔وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انھی میں سے اٹھایا جو انھیں اس کی آیات سناتا ہے اور ان کی زندگی کو سنوارتا ہے اور اس کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے اور اس (رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں۔۴۷ے

مندرجہ بالا آیات میں ایک براہ راست بعثت کا ذکر ہے جس کی سعادت عربوں اور صحابہ کرام کو حاصل ہوئی جبکہ دوسری بعثت کا تعلق قیامت تک آنے والی بنی نوع انسانیت سے ہے تو اس اعتبار سے یہ شرف سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی دوسرے پیغمبر کو حاصل نہیں۔

ارشاد خداوندی:

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ۔

ترجمہ۔ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبہ عطا کرتے ہیں۔۴۸ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا! اللہ تعالی نے جب خلق کی تخلیق فرمائی تو مجھے سب سے اچھے گروہ میں بنایا پھر ان کے بھی دو گروہوں میں سے زیادہ اچھے گروہ کے اندر مجھے رکھا پھر جب قبائل کو چنا تو مجھے سب سے اچھے قبیلے میں رکھا پھر جب اللہ نے گھرانوں کو چنا تو مجھے سب سے اچھے گھرانے میں پیدا فرمایا لہٰذا میں اپنی ذات کے اعتبار سے تم میں سب سے اچھا ہوں اور اپنے گھرانے کے اعتبار سے بھی سب سے اچھا ہوں۔۴۹ے

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! مومن رفعت اور بلندی کو ناپسند کرتا ہے اور شہرت کو برا سمجھتا ہے۔۵۰ے

روحانی وظیفہ:

جو شخص دن اور رات میں یَارَّافِعُ کا ورد ۱۰۱ مرتبہ رے گا اللہ تعالی اس کو اس اسم کی برکتوں سے عزت، دولت، سر بلندی اور بے پناہ اہلیت عطا فرمائیں گے جو شخص سونے سے قبل یَارَّافِعُ ۱۰۰ مرتبہ پڑھے گا وہ دنیا میں ہر دلعزیز ہوگا اور تمام آفات و بلیات سے بھی محفوظ و مامون رہے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔المفردات بالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔ص۔۴۲۸۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۲۔سورہ الم نشرح۔آیت۔۴۔

۳۔سورہ الم نشرح۔آیت۔۴۔

۴۔سورہ فتح۔آیت۔۲۹۔

۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۶۷۔

۶۔سورہ انعام۔آیت۔۸۳۔

۷۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۴۔

۸۔سورہ انعام۔آیت۔۸۳۔۸۸۔

۹۔سورہ النسا۔آیت۔۸۰۔

۱۰۔سورہ الکوثر۔آیت۔۱۔۳۔

۱۱۔سورہ فتح۔آیت۔۱۰۔

۱۲۔سورہ انفال۔آیت۔۱۷۔

۱۳۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۲۰۔ص۔۹۴۔مطبوعہ انتشارات ناصر۔

۱۴۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔رقم الحدیث۔۲۹۰۶۸۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔

۱۵۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۳۴۴۶۔رقم الحدیث۔۱۹۳۹۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۱۔۸۲۔

۱۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۴۵۰۔رقم الحدیث۔۵۷۹۰۔ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۲۹۔

۱۹۔سورہ الصّف۔آیت۔۶۔

۲۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۶۔

۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۱۰۳۴۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۳۔شرح السنۃ۔امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۶۲۶۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
مسند احمد۔ج۔۴۔ص۔۱۲۷۔صحیح ابن حبان۔رقم الحدیث۔۲۰۹۳۔

۲۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ج۔۶۔ص۔۴۸۷۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔

(اس حدیث کو امام بزاز نے روایت کیا ہے اور اس کی سند عمدہ ہے)۔
۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۲۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۳۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۳۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص۔۴۱۴۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص۔۴۵۸۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۴۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۶۔
۳۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۳۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۔
۳۷۔سورہ النجم۔آیت۔۱۱۔
۳۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص،۵۳۸۔مطبوعہ دار الکتاب۔
۳۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۲۴۔رقم الحدیث۔۳۹۰۔مطبوعہ دار احیا التراث۔
۴۰۔سورہ النسا۔آیت۔۶۴۔
۴۱۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴۲۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص۔۴۷۶۔مطبوعہ دار الکتاب
۴۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب فضائل صحابہ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۴۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۴۷۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۲۔۳۔
۴۸۔سورہ انعام۔آیت۔۸۳۔
۴۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۵۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلْمُعِزُّ

عزت دینے والا

He who makes one glorious, gives dignity and treats one with respect.

وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ ۔(آل عمران ۔۲۶)

ترجمہ۔وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔

اَلْمُعِزُّ ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا (نمبر ۱۱۷ ہے اور عدد ۹ ہے)۔

اَلْمُعِزُّ ۔(ع۔ز۔ز) سے مشتق ہے۔

اَلْمُعِزُّ ۔کے معنی شدید،قوت،غلبہ،رفعت،حفاظت اور شدت کے ہیں۔۱؎

اَلْمُعِزُّ ۔اس کے ایک معانی انسان کے اندر ایسی قوت اور طاقت کا پیدا ہونا جو کے اسے مغلوب ہونے سے بچائے یا کسی کے اندر اتنی سختی اور شدت کا پیدا ہو جانا کے باوجود کوشش کے کوئی اسے دبا نہ سکے۔

صاحب کتاب الاشتقاق نے اَلْمُعِزُّ کے معنی صلابت اور شدت کے لکھے ہیں۔

تاج العروس نے لکھا ہے! اَلْمُعِزُّ کے معانی غالب آ جانا یا اپنی صلابت اور سختی سے مدمقابل کو زیر کر دینا۔

عربی زبان میں العزیزہ عقاب کو کہتے ہیں۔

عِزُّ ۔۔کے معنی قوی ہونا ہے۔

اَلْعِزُّ ۔۔کے مقابلے میں ذلۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

عزت ۔کا متضاد لفظ ذلت ہے۔

قرآن کریم میں 'العزیز' اللہ تعالی کے اسم الٰہی کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔۲؎

اسم اَلْمُعِزُّ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْمُعِزُّ کی کل کائنات میں عمل داری ہے اور ذات اَلْمُعِزُّ کو سارا غلبہ اور اختیار حاصل ہے اور دنیا اور کائنات کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو اللہ کے قاعدے قوانین اور اس کی ذات پر غالب آ سکے۔اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے وہ

ذلت سے ہمکنار کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ۔

ترجمہ۔وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ ۳ے

بے شک کائنات میں کئی چیزیں ایسی بھی ہیں جنھیں اللہ تعالی نے عزت وتوقیر سے نوازا۔

جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

معزز کلام الٰہی (قرآن کریم):

اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے جو مقدس، معتبر اور باعزت کلام ہے۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ۔

ترجمہ۔ص ہ قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی۔ ۴ے

حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔حٰم ہ قسم ہے، اس واضح کتاب کی کہ ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تا کہ تم لوگ اسے سمجھیں۔ ۵ے

حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ۔

ترجمہ۔حٰم ہ قسم ہے اس کتاب مبین کی ہم نے اسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے، بے شک ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔ ۶ے

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ۔ترجمہ۔ق ہ قسم ہے قرآن مجید کی۔ ۷ے

معزز بیت (خانہ کعبہ):

ایک حرمت والا گھر ہے جس کی زیارت ہزاروں برسوں سے کی جاتی ہے۔اس حوالے سے ارشا خداوندی ہے!

فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ۔بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی زیارت کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے اس کو خیر و برکت دی گئی۔اس کو تمام عالمین کے لئے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے۔۔۔۔۔جو اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن میں ہو جاتا ہے۔ ۸ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! بیت المعمور آسمان میں ہے اس کو الضراح (دور اور بلند) کہتے ہیں یہ بیت الحرام کی مثل ہے اور اس کی سیدھ میں ہے اگر وہ اوپر سے گرے تو کعبہ کے اوپر گرے گا، اس میں ہر روز ایسے ۷۰،۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں جنھوں

نے اس سے پہلے اس کو نہیں دیکھا اور اس کی آسمان میں ایسی حرمت ہے جیسی مکہ کی حرمت ہے۔ ۹؎

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج پر گئے اور جب وہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی وہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور اس میں ہر روز ۷۰،۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں وہ پھر دوبارہ وہاں نہیں آئیں گے۔ ۱۰؎

معزز آخری نبی مکرم حضرت محمد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے معزز نبی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں قرآن کریم میں کئی آیات مقدسہ موجود ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔

ترجمہ۔ہم نے آپ کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کیا۔ ۱۱؎

مَّنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

ترجمہ۔جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ ۱۲؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انقلاب زمانہ کے ساتھ ساتھ مجھے آدم کے بہترین خانوادوں میں منتقل کیا جاتا رہا اور آخر دور میں میرا وجود ہوا جس میں کہ میں مقدر تھا۔ ۱۳؎

عکرمہ کہتے ہیں! میں نے عبداللہ بن عباس ؓ کو یہ کہتے سنا کے اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آسمانوں والوں اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے۔

حضرت امامہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے مجھ کو دیکھا اس کے لئے ایک سعادت (سلام) ہے اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کے لئے سات سعادتیں (سلام) ہیں۔ ۱۴؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے ان میں سے ایک شخص کی یہ خواہش ہوگی کے کاش وہ اپنے سارے اہل وعیال اور مال کے بدلے میں میری زیارت کر لے۔ ۱۵؎

معزز اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے بے حد عزت وتکریم سے نوازا اور ان سے محبت اور عقیدت ایمان کا لازمی جز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمھیں نعمتیں عطا کرتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو اللہ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میری محبت کی وجہ سے۔ ۱۶؎

مسور بن مخرمہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اس لئے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ ۱۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو چیز فاطمہ کو بے قرار کرتی ہے وہ مجھے بے قرار کرتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فاطمہ الزہراؓ جنت کی خواتین کی سردار ہیں۔ ۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے بیان کیا! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کے تم میرے ساتھ اس درجہ میں رہو جیسے موسیٰ کے ساتھ ہارون تھے۔ ۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا! تم صورت اور سیرت میں مجھ سے زیادہ مشابہہ ہو۔ ۲۰؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! (اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں قرآن کی آیات کریمہ ہیں یہ لوگ رحمٰن کے خزآنے ہیں اگر بولتے ہیں تو سچ اور اگر یہ خاموش رہتے ہیں تو کوئی ان سے آگے بڑھنے کا حق نہیں رکھتا ہم اللہ کی نشانیاں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے ساتھی ہیں ان کے علوم کے خزآنے دار ہیں علم لدنی کے دروازے ہیں اور گھر میں صرف دروازے کے ہی ذریعے سے آیا جاتا ہے لہٰذا جو بھی گھر میں دروازے کے سوا کسی اور سے داخل ہوا تو وہ چور کہلائے گا۔ تمھارے اوپر آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت لازم ہے کیونکہ یہ تمھارے اوپر اللہ کا حق ہے اور اللہ کے اوپر تمھارا حق ہونے کا موجب بھی ہے کیا تم نے قول خدا نہیں سنا!

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ پر غور نہیں کیا۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا مگر (تم کو) قرابت کی محبت (تو چاہیئے) اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لئے اس میں ثواب بڑھائیں گے۔

یعنی۔ جس نے ہم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اختیار کی وہ بلاؤں کے لئے چمڑے کا لباس پہن لے۔ ۲۱؎

معزز پیغمبران کرام:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے مختلف پیغمبر اور انبیاء کرام دنیا میں بھیجے جو اللہ کے یہاں بہت معزز اور قابل تکریم ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ۔

ترجمہ۔ ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبہ عطا کرتے ہیں۔ ۲۲؎

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو (ان کے زمانے میں) تمام عالمین پر فضیلت دی۔ ۲۳؎

معزز فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام:

اللہ کے یہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بہت بلند مقام و مرتبہ ہے وہ اللہ کے یہاں معزز اور امین کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ۔

ترجمہ۔ بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا قول ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے قریب ذی رتبہ ہے وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے اور وہ امین ہے۔ ۲۴؎

إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ۔

ترجمہ۔اس کو ایک فرشتے نے تعلیم کی جو بڑا طاقت ور اور زبردست ہے۔ ۲۵؎

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ۔

ترجمہ۔ یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پر ایک امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ ۲۶؎

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ۔

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے! اسے رب کی طرف سے پاک فرشتے نے سچائی کے ساتھ اتارا ہے تاکہ ایمان والوں کے دل جما دے اور فرمانبرداروں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہے۔ ۲۷؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل کو اصل صورت میں دیکھا ہے اور ان کے چھ سو پر تھے اور ہر پر نے افق کو بھر لیا تھا اور ان سے موتی یاقوت اور جواہر جھڑ رہے تھے۔ ۲۸؎

معزز شہر۔(مکہ، فلسطین، وادی طویٰ):

شہر مکہ کے تقدس اور وہاں کے امن وسلامتی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ۔

ترجمہ۔ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ برکت والا ہے اور سارے عالمین کے لئے وہ ہدایت ہے۔ ۲۹؎

رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ۔

ترجمہ۔(ابراہیم نے کہا!) اے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ایسے میدان میں بسایا جہاں کھیتی نہیں۔ ۳۰؎

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ۔

ترجمہ۔ قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس پر امن شہر مکہ کی۔ ۳۱؎

اللہ تعالیٰ نے فلسطین کو قرآن کریم میں ارض مقدس کہا ہے فلسطین انبیاء کرام کی سرزمین بھی کہلاتی ہے یہ ارض مقدس دراصل سرزمین شام میں واقع ہے جس میں فلسطین اور بیت المقدس موجود ہیں جبکہ کچھ محققین ارض مقدس سے دمشق، فلسطین اور اردن کے علاقے

مراد لیتے ہیں بائبل میں بھی اس ارض مقدس کو فلسطین ہی بیان کیا گیا۔ یروشلم کا عربی نام 'القدس' اور 'بیت المقدس' ہے اسے فلسطینیوں کا گھر بھی کہا جاتا ہے یروشلم کے معنی 'امن' کے ہیں جبکہ عبرانی شلم کو 'خدا' کے معنی میں شمار کرتے ہیں اس کی مقدس حیثیت سے انکار ممکن نہیں کیونکہ یہ شہر مسلمان، یہودی اور عیسائی سبھی کے لئے مقدس حیثیت رکھتا ہے۔

وَاَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا يُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا‌ؕ وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ الۡحُسۡنٰى عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ بِمَا صَبَرُوۡا۔

ترجمہ۔ہم نے (بنی اسرائیل) کو وارث کر دیا جو اس زمین کے مشرق و مغرب میں کمزور سمجھے جاتے تھے، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے، اور تیرے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے باعث پورا ہو گیا۔ ۳۲؎

بائبل میں اس کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

فلسطین' میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں اور خداوند یہواہ نے وعدہ کیا تھا کہ! میں تمھیں فلسطین کی حکمرانی عطا کروں گا۔ ۳۳؎

اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى۔

ترجمہ۔ بے شک یہ مقدس وادی طویٰ ہے۔ ۳۴؎

فَلَمَّاۤ اَتٰٮهَا نُوۡدِىَ مِنۡ شَاطِیِٴ الۡوَادِ الۡاَيۡمَنِ فِى الۡبُقۡعَةِ الۡمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنۡ يّٰمُوۡسٰۤى اِنِّىۡۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔

ترجمہ۔ پھر جب وہ وہاں آیا تو اس مبارک قطعہ میں داہنے کنارے سے آواز آئی، اے موسیٰ! میں رب عالمین ہوں۔ ۳۵؎

اِذۡ نَادٰٮهُ رَبُّهٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى۔

ترجمہ۔ جب اس کے رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے میں اسے پکارا۔ ۳۶؎

امام ابن عساکر نے واثلہ بن الاسقع ؓ سے روایت کیا ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا! تم شام میں لازماً رہو وہ اللہ کے شہروں میں سب سے زیادہ فضیلت والا شہر ہے اس میں اللہ کے سب سے زیادہ نیک بندے رہتے ہیں اور جو وہاں نہ رہ سکے وہ اس کے دائیں جانب رہے اور جو وہاں عہد شکنی کرے اس کو نکالے کیونکہ اللہ نے مجھے شام اور اہل شام کی ضمانت دی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوایوب انصاری ؓ سے روایت کیا ہے، رعد، برق اور برکتیں شام کی طرف ہجرت کریں گی۔

امام ابن ابی شیبہ نے کعب سے روایت کیا ہے، کے تمام شہروں میں اللہ کا محبوب شہر شام ہے اور شام میں محبوب قدس ہے اور قدس میں محبوب نابلس پہاڑ ہے۔

امام احمد اور امام ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے شام اور یمن میں برکت دے مسلمانوں نے کہا! اور ہمارے نجد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگھ طلوع ہو گا۔ ۳۷؎

معزز مقامات۔(صفاء، مروہ اور مزدلفہ):

عازمین حج کے لئے صفاء، مروہ کی سعی اور مزدلفہ کی پہاڑی پر زیارت اور قیام کو حج کے ارکان میں شامل کیا گیا۔

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ۔

ترجمہ۔ بے شک صفاء اور مروہ اللہ کی (ٹھہرائی ہوئی) آداب گاہوں میں سے ایک ہیں۔ ۳۸ے

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ۔

ترجمہ۔ پھر جب تم عرفات سے لوٹو پس مشعر حرام (مزدلفہ) کے پاس ٹھہر کر اللہ کی یاد کرو۔ ۳۹ے

معزز مساجد۔(مسجد الحرام، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بیت المقدس):

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گھر میں نماز پڑھنے پر ایک نماز کا اجر ملتا ہے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے کا اجر گھر کے مقابلے میں ستائیس گنا زیادہ ہے جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا اجر پانچ سو (۵۰۰) گنا زیادہ مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا اجر پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) گنا زیادہ ہے اور میری مسجد (مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ایک نماز کا اجر پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) گنا زیادہ ہے جبکہ مسجد الحرام (بیت اللہ) میں ایک نماز کا اجر ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔ ۴۰ے

معزز پہاڑ:

اللہ تعالیٰ نے کئی پہاڑوں کو بھی خیر و برکت اور عزت عطا فرمائی یہاں تک کے قرآن کریم میں ان کی قسم بھی کھائی گئی۔

وَالطُّورِ ۔ترجمہ۔ طور پہاڑ کی قسم۔ ۴۱ے

وَطُورِ سِينِينَ۔

ترجمہ۔ طور سینین کی قسم۔ ۴۲ے

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ کے متعلق فرمایا! احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔ ۴۳ے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کو لے کر احد پر چڑھے تو احد کانپنے لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ ۴۴ے

معزز دریا:

کچھ دریاؤں کو بھی اللہ نے عزت عطا فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سیحان، جیحان فرات اور نیل جنت کے دریاؤں میں سے ہیں۔ ۴۵ے

معزز مہینہ:

اللہ تعالی نے کچھ مہینوں کو بھی حرمت عطا فرمائی ہے۔جس میں شامل۔

ا۔ذی قعدہ۔ ۲۔ذی الحجہ۔ ۳۔محرم۔ ۴۔رجب ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔

ترجمہ۔جس دن سے آسمانوں اورزمین کواس نے پیدا کیا اسی دن سے اللہ کے نزدیک مہینوں کا شمار لوح محفوظ میں بارہ ہے جس میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔۴۶

حضرت ابوبکر صدیقؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زمانہ اپنی اصل ہیئت پر گھوم کر آ چکا ہے جس ہیئت پر وہ اس دن تھا جب اللہ نے آسمانوں اورزمینوں کو پیدا کیا تھا سال میں ۱۲ مہینے ہیں اوران میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں تین مہینے مسلسل ہیں۔ا۔ذی قعدہ۔ ۲۔ذی الحجہ۔

۳۔محرم۔اورقبیلہ مضر کا رجب جو جمادی الآخر اور شعبان کے درمیان ہے۔۴۷

اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

ترجمہ۔ہم نے اسے (قرآن) وشب قدر میں اتارا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جانیں کے شب قدر کیا ہے؟ یہ شب ہزار مہینوں سے افضل ہے اس رات میں اللہ کے حکم سے روح (حضرت جبرائیل علیہ السلام) اور فرشتے اترتے ہیں یہ رات ہر امر پر امان ہے طلوع صبح تک۔۴۸

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔

ترجمہ۔رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔۴۹

حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ۔

ترجمہ۔حٰم ہ قسم ہے اس کتاب مبین کی ہم نے اسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔۵۰

رمضان کو اس حوالے سے بھی فضیلت حاصل ہے کے اس میں قرآن کریم کے ساتھ دیگر الہامی کتب کا نزول بھی ہوا جیسے:

ابن عساکر لکھتے ہیں! حضرت یعلی بن شدادؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں!

ا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف -------------------------------------- رمضان کی پہلی شب کو۔

۲۔حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات -------------------------------------- ۶ رمضان۔

۳۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل۔۔۱۸ رمضان کو۔

۴۔حضرت داود علیہ السلام پر زبور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۲ رمضان کو۔

۵۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن کریم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۲۴ یا ۲۷ رمضان کو۔ ۵۱؎

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! دنوں اور مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے۔ اور سب سے عزت والا مہینہ ذی الحجہ کا ہے۔ ۵۲؎

حضرت سلمانؓ بیان کرتے ہیں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا! اے لوگو! تمھارے پاس ایک عظیم اور مبارک مہینہ آپہنچا ہے اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ نے اس مہینے میں روزہ کو فرض کیا ہے اور اس کی رات میں قیام کو نفل کر دیا ہے جو شخص اس مہینے میں فرض ادا کرے تو وہ ایسا ہے جیسے کے دوسرے مہینوں میں ستر فرائض ادا کئے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اس مہینے میں چار خصائل کو جمع کرو۔

۱۔کلمہ شہادت۔ ۲۔استغفار کی کثرت۔ ۳۔اللہ سے جنت کا سوال۔ ۴۔اللہ سے دوزخ سے پناہ۔

اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پانی پلائے گا اور اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی حتیٰ کے وہ داخل جنت ہو جائے گا۔ ۵۳؎

معزز ایام:

اللہ تعالیٰ نے کچھ ایام کو بھی فضیلت اور عزت عطا فرمائی ہے جس میں یوم جمعہ، عیدالفطر، عیدالضحیٰ، یوم عرفہ، یوم عاشور وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید ہیں اور یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔ ۵۴؎

حضرت اوس بن اوسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تمھارے ایام میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدم کو پیدا کیا گیا اور اسی دن ان کی روح قبض کیا گئی اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پس اس دن تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے پوچھا! ہمارا وہ درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم تو بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے اجسام کو زمین کے کھانے پر حرام کیا ہے۔ ۵۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ذوالحجہ کے دس دنوں سے زیادہ کسی اور دن میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند نہیں ان میں ہر دن میں روزہ رکھنا ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اسی راتوں میں قیام کرنا لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔ ۵۶؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تمام ایام میں افضل 'یوم عرفہ' ہے۔ ۵۷؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کسی دن دوزخ سے اتنے بندوں کو آزاد نہیں کرتا جتنے یوم عرفہ کو کرتا ہے اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔۵۸؎

معزز اوقات:

کچھ معزز اوقات بھی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے۔

امام غزالی لکھتے ہیں! قبولیت دعا کے کچھ اوقات بھی ہیں مثلاً رات کے آخری حصے میں، فرض نمازوں کے بعد، یوم عرفہ، رمضان کے مہینے، روز جمعہ اور بارش کے وقت۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے، اذان اور اقامت کے درمیان دعا مسترد نہیں ہوتی۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں، سجدہ کے وقت بندہ اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے تو اسے چاہئے کے وہ اس وقت میں بہ کثرت دعا کرے۔

عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، سجدہ میں کی گئی دعا کی قبولیت متوقع ہے۔۵۹؎

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میدان عرفات میں قبلہ رخ ہو کر غروب آفتاب تک دعا فرمائی۔

معزز انسان (مومنین):

یوں تو اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو عزت عطا فرمائی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

ترجمہ۔ اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اللہ پر ایمان رکھو۔۶۰؎

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی ہے۔۶۱؎

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے۔۶۲؎

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ۔

ترجمہ۔ کیا تم دیکھتے نہیں کے اللہ نے زمین کی چیزوں کو تمھارے لئے مسخر کیا ہے۔۶۳؎

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۔

ترجمہ۔ اللہ کی نظر میں سب سے پسندیدہ انسان وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔۶۴؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کے جو میری ذات سے محبت کرنے والا

ہے ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے جن کی تحسین انبیاء اور اولیاء بھی کریں گے۔ ۶۵؎ ۔

حافظ ابن کثیر متوفی (۷۷۴ھ) نے سورہ البقرہ کی آیت ۔۲۵۱ کی تفسیر میں بیان کیا ہے کے حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت میں ۳۰ ابدال ہیں ان کی وجہ سے تم کو رزق دیا جاتا ہے ان ہی کی وجہ سے تم پر بارش برستی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے۔۶۶؎

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں ہمیشہ سات اشخاص ایسے رہیں گے جن کی برکت سے تمھاری مدد کی جائے گی اور جن کے وسیلہ سے تم پر بارشیں ہوں گی اور جن کی وجہ سے تم کو رزق دیا جائے گا حتی کے قیامت آجائے گی۔۶۷؎

حضرت جبرائیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مومن کی عزت یہ ہے کہ وہ لوگوں سے بے پرواہ ہو جائے۔۶۸؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی مسلمان کو خود کو ذلت میں ڈالنا جائز نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کے ذلت میں ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ اپنے آپ کو کسی ایسی مصیبت میں ڈال لے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔۶۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ امت مجموعی اعتبار سے بالحاظ کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہے۔۷۰؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن پڑھنے والے سے یہ کہا جائے گا کے جس طرح سے تم دنیا میں آہستہ آہستہ قرآن پڑھتے تھے اسی طرح سے تم آہستہ آہستہ قرآن پڑھتے چلے جاؤ اور جنت کے درجات میں اوپر کی جانب چڑھتے چلے جاؤ اور جس جگہ تم آخری آیت پڑھو گے وہی تمھاری آخری منزل ہوگی۔۷۱؎

معزز جہاد:

جہاد کی کئی اقسام ہیں جن میں شامل اللہ کے دشمنوں سے میدان جنگ میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے لڑنا، جہاد بالنفس یعنی (گناہوں سے بچنا اور عبادات اور اطاعت الٰہی کرنا) جہاد بالقلم (یعنی جہالت کے خلاف علمی جہاد) جہاد باللسان (یعنی حق کی تشریح اور باطل کو روکنا) وغیرہ۔

طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں! ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کے کون سا جہاد سب سے افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا۔۷۲؎

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نزدیک کون سے شہداء سب سے زیادہ مکرم ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ شخص جس نے کسی ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور حاکم نے اس کو شہید کر دیا۔۷۳؎

رحمت والی ہوائیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری بادصبا (مشرق سے چلنے والی ہوا) سے مدد کی گئی۔ ۷۴؎

ارشادات خداوندی:

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ۔

ترجمہ۔ وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ ۷۵؎

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی ہے۔ ۷۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن اللہ کے نزیک مقرب فرشتوں سے زیادہ معزز ہے ۷۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ ایک مومن صالح کی برکت سے اس کے پڑوس کے ۱۰۰ گھروں سے مصائب کو دور کردیتے ہیں۔ ۷۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! سب سے اشرف شے علم ہے اور اللہ کیونکہ خود عالم ہے لہٰذا وہ علماء کو پسند کرتا ہے۔

جو علم و حکمت میں معروف ہوتا ہے اس کی طرف پر وقار نگاہیں اٹھا کرتی ہیں۔

آسمان سے اترنے والی سب سے جلیل القدر شے توفیق ہے۔

توفیق رحمت ہے۔

توفیق اللہ تعالیٰ کی قوت جاذبہ میں سے ہے۔

نیکی کی جزا بہت جلدی مل جاتی ہے نیکی سے عمر طویل ہوتی ہے نیکی کرنے والے ہمیشہ فاجروں کے اعمال سے بے زار رہتے ہیں۔

نیکی کے ذریعے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ ۷۹؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص پیر یا جمعہ کے دن نماز مغرب کے بعد ۱۴۰ مرتبہ **یَامُعِزُّ** پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں میں معزز اور باوقار بنا دیں گے۔

یَامُعِزُّ کا ورد کرنے والا شخص خلق خدا میں عزت کی نظر سے دیکھا جائے گا اور اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں گھر کرے گی۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۷۔

۴۔سورہ ص۔آیت۔۱۔

۵۔سورہ الزخرف۔آیت۔۱۔۳۔

۶۔سورہ دخان۔آیت۔۱۔۳۔

۷۔سورہ ق۔آیت۔۱۔

۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔

۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔بیروت۔

۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار المصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۱۔سورہ نشرح۔آیت۔۴۔

۱۲۔سورہ النسا۔آیت۔۸۰۔

۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص۔۲۰۷۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۶۴۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت ۱۳۹۸ھ۔

۱۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۳۰۷۹۔مطبوعہ مکتبہ نزار المصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص۔۴۸۱۔مطبوعہ دار الکتاب۔

۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص۔۴۹۶۔مطبوعہ دار الکتاب۔

۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص۔۴۷۸۔مطبوعہ دار الکتاب۔

۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص۔۴۷۹۔مطبوعہ دار الکتاب۔

۲۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۲۲۔سورہ انعام۔آیت۔۸۳۔

۲۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔

۲۴۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۹۔۲۱۔

۲۵۔سورہ النجم۔آیت۔۴۔۵۔

۲۶۔سورہ الشعرا۔آیت۔۱۹۲۔۱۹۴۔

۲۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۰۲۔

۲۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۳۹۵۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت ۱۳۹۸ھ۔

۲۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۶۔
۳۰۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۷۔
۳۱۔سورہ التین۔آیت۔۱۔۳
۳۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۷۔
۳۳۔عہد نامہ قدیم وجدید(کتاب مقدس)۔کتاب استثناء۔باب۔۱۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی۔لاہور۔سن ندارد۔
۳۴۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۲۔
۳۵۔سورہ القصص۔آیت۔۳۰۔
۳۶۔سورہ النّٰزعٰت۔آیت۔۱۶۔
۳۷۔الدر منثور۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۵۲۸۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۳۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۸۔
۴۰۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی(متوفی ۷۴۲ھ)مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم۔
۴۱۔سورہ الطور۔آیت۔۱۔
۴۲۔سورہ التین۔آیت۔۲۔
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۴۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب المناقب۔ج۔۲۔ص۔۵۸۴۔مطبوعہ دار الکتاب
۴۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۲۸۳۹۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۴۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۵۵۵۰۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۸۔سورہ القدر۔آیت۔۱۔۵۔
۴۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۵۔
۵۰۔سورہ دخان۔آیت۔۱۔۳۔
۵۱۔مختصر تاریخ دمشق۔ابن عساکر۔ج۔۲۰۔ص۔۹۵۔مطبوعہ دار الفکر۔دمشق۔۱۴۰۴ھ۔
۵۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(متوفی ۴۵۸ھ)مطبوعہ داع الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۱ھ۔
۵۳۔صحیح ابن حبان
۵۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۰۴۷۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔
۵۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۵۸۷۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۵۷۔اتحاف سادۃ المتقین۔علامہ سید محمد بن محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی(متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۴۔ص۔۲۷۴۔مطبوعہ مطبع میمنہ

۵۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۱۳۴۸۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۱۳۴۸۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔
۶۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۰۔
۶۲۔سورہ التین۔آیت۔۴۔
۶۳۔سورہ الحج۔آیت۔۶۵۔
۶۴۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۳۔
۶۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۹۰۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۶۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۳۴۶۔داالفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ۔
۶۷۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا اعماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۳۴۶۔داالفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ۔
۶۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)مطبوعہ داع الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۱ھ۔
۶۹۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکرالہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۷۴۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔
۷۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۷۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۲۔سنن النسائی۔امامابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۸۶۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔
۷۳۔مسند البزاز۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکرالہیثمی (متوفی)۔
۷۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۹۰۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۷۔
۷۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۰۔
۷۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۷۸۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔رقم الحدیث۔۴۴۸۹۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۷۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلْمذِلُّ

ذلت دینے والا

He who lowers and puts one in abasement and degradation.

وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ۔(آل عمران۔۲۶)

ترجمہ۔وہ جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

اَلْمذِلُّ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۷۷۰اور عدد ۵ ہے)۔
اَلْمذِلُّ۔(ذ۔ل۔ل)سے مشتق ہے۔
اَلْمذِلُّ۔کے معنی ذلۃ اور ذلالۃ کے ہیں۔۔۔اَلْمذِلُّ۔
اَلْمذِلُّ۔کے ایک معنی کسی کی سختی اور منہ زوری کا ٹوٹ جانا اور اس کا مطیع وفرمانبردار ہو جانا۔ا؎
امام راغب اصفہانی کے مطابق!اَلْمذِلُّ سے مراد طبیعت کی وہ سختی اور تیزی جس میں جھکاؤ پیدا ہو جائے اور وہ شخص مغلوب ہو جائے۔۲؎
قرآن کریم میں تعز۔اَلْمذِلُّ کے مقابلے میں آیا ہے۔
عزت۔اور۔ذلت۔
اللہ تعالیٰ ا اسم الٰہی اَلْمذِلُّ ہے یعنی کائنات میں جہاں جہاں جو بھی اقوام،افراد،مما لک مقامات،واقعات،حادثات،ادارے اور اشخاص ذلت اور رسوائی کا شکار اور اس سے ہمکنار ہوے،ہو رہے ہیں یا ہوں گے وہاں یہ صفت الٰہیہ اَلْمذِلُّ موجود،مستور اور سرگرم ہوگی یعنی بے شک اللہ کے ہی قبضہ قدرت میں اس کائنات کا نظام ہے اور وہ جب جہاں اور جس کو چاہتا ہے ذلت،گمراہی اور رسوائی میں مبتلا کرتا ہے اور ایسا کرنا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اقوام گزشتہ کی کی سرکشی،غرور وتکبر اور خدائی کے دعوے داری کے نتیجے میں انھیں سخت ذلت ورسوائی سے ہمکنار کیا ا اور انھیں رہتی دنیا تک مقام عبرت بنا دیا۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ۔ترجمہ۔وہ جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔۳؎

اسم اَلْمذِلُّ کا نظام کائنات میں کردار:

دنیا کی اس معلوم تاریخ میں جگہ جگہ اسم اَلْمذِلُّ کی موجودگی بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ نظر آتی ہے۔ ذیل میں اس کا اجمالی جائزہ پیش یا جا رہا ہے۔

منحوس اقوام:

وہ اقوام جن کے غرور و تکبر کو اللہ تعالی نے توڑ کر رکھ دیا اور رہتی دنیا تک انھیں مقام عبرت بنا ڈالا۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا۔

ترجمہ۔ ہم اس سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور شان و شوکت میں ان سے بہت بڑھ کر تھیں۔ [۴]

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ [۵]

ترجمہ۔ کیا انھوں نے زمین میں سفر کر کے اپنی سے پہلی قوموں کا حال نہیں دیکھا؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں بھی زیادہ تھے اور انھوں نے زمین میں بہت یادگاریں چھوڑی تھیں سو ان کے کئے ہوئے کام ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ۔

ترجمہ۔ اے نبی مکرم! ہم آپ سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو اہل مکہ سے زیادہ طاقت ور تھے انھوں نے ہمارے ہلاک آفرین عذاب سے بچنے کے لئے بہت سے شہروں میں پناہ ڈھونڈنی چاہی لیکن ان کو کسی بھی جگہ ہمارے عذاب سے پناہ نہ مل سکی۔ [۶]

قوم ثمود (حضرت صالح علیہ السلام کی قوم):

قوم ثمود سے مراد حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے اللہ تعالی نے اس قوم کی ہدایت کے لئے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا لیکن قوم نے آپ سے معجزہ طلب کیا تاہم قوم کے مطالبہ پر ایک پتھر کی چٹان سے اونٹنی نکال کر اللہ تعالی نے حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت پر دلیل قائم کر دی حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ بتایا کے یہ اونٹنی جو کے اللہ کی ایک نشانی ہے اور تمھارے درمیان پانی کی تقسیم ہو گی ایک دن یہ اونٹنی کنویں کا سارا پانی پیئے گی اور ایک دن تم لوگ اس کنویں سے پانی پیو گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ۔

ترجمہ۔ آپ انھیں بتا دیجئے کے ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی تقسیم کیا ہوا ہے ہر ایک اپنے پانی کی باری پر حاضر ہو گا۔ [۷]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! جس دن ثمود پانی پیتے تھے اس دن اونٹنی بالکل پانی نہیں پیتی تھی اور ان کو اپنا دودھ پلاتی تھی اور وہ بہت عیش و آرام میں تھے اور جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ سارا پانی پی جاتی اور ان کی قوم کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی

نہیں بخشا ان کی قوم سے کہا گیا تھا کے اس اونٹنی کا احترام کریں مگر انھوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ کر اس کو قتل کر دیا!

فَنَادَوۡا صَاحِبَهُمۡ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِىۡ وَنُذُرِ۔

ترجمہ۔سو انھوں نے اپنے صاحب کو پکارا تو (اس نے اونٹنی کو پکڑ کر) اس کی کونچیں کاٹ دیں پس کیسا تھا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا ڈرانا۔۸؎

امام محمد بن اسحاق نے کہا! پس ایک شخص اونٹنی کے آنے کے راستے میں ایک درخت کی جڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا پھر تاک کر اس کی پنڈلی کے پٹھوں میں تیر مارا پھر تلوار سے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور اس اونٹنی کو ذبح کر دیا اور اس اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگ گیا اور وہیں غائب ہو گیا پھر جب حضرت صالح علیہ السلام آئے اور انھوں نے دیکھا کہ اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں ہیں اور اس کو ذبح کر دیا گیا ہے تو وہ رونے لگے اور کہا کے تم نے اللہ کی حدود کو توڑ دیا ہے۔پس میں تمھیں اللہ کے عذاب کی بشارت ہو حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی نافرمان قوم کو بتا دیا کے اب مہلت ختم ہو گئی لہٰذا تم تین دن اپنے گھروں میں گزار لو پھر تم کو عذاب الٰہی سے ہلاک کر دیا جائے گا چنانچہ تین دن کے بعد ان کو ایک زبردست کڑک نے آلیا اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جب بھی 'صائقہ' کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد مہلک عذاب کے ہی ہیں اس کے ایک معنی کڑک کے بھی ہیں جس وقت ان پر عذاب آیا وہ اس کو دیکھ رہے تھے لیکن اس کے سامنے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے تاہم جس وقت حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالی عذاب الٰہی سے ہلاک کر رہا تھا وہ قوم باوجود چاہنے کے بھی کسی سے مدد حاصل نہیں کر پائی۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَعَقَرُوۡهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوۡا فِىۡ دَارِكُمۡ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ‌ ذٰ لِكَ وَعۡدٌ غَيۡرُ مَكۡذُوۡبٍ۔

ترجمہ۔تب کہا کے برت لو اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے جھوٹا نہ ہو گا۔۹؎

وَفِىۡ ثَمُوۡدَ اِذۡ قِيۡلَ لَهُمۡ تَمَتَّعُوۡا حَتّٰى حِيۡنٍ فَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا مِنۡ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوۡا مُنۡتَصِرِيۡنَ۔

ترجمہ۔قوم ثمود میں بھی عبرت انگیز نشانیاں ہیں جب ان سے کہا گیا کے تم ایک عارضی مدت تک فائدہ اٹھا لو تو انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کو ایک ہولناک کڑک نے پکڑ لیا اور وہ دیکھ رہے تھے پس وہ نہ کھڑے ہو سکتے تھے اور نہ کسی سے مدد حاصل کر سکتے۔۱۰؎

قوم ثمود (حضرت صالح علیہ السلام کی قوم) پر عذاب کی کیفیت:

پہلے روز خوف سے سب کے چہرے زرد پڑ گئے، دوسرے روز ڈر اور شدید خوف سے سب کے چہرے سرخ ہو گئے اور تیسرے روز دہشت کا یہ عالم تھا کے ان سب کے چہرے سیاہ ہو گئے تین دن کے بعد بجلی کی چمک اور کڑک سے آل ثمود پر عذاب نازل ہوا سوائے حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کے پوری قوم ہلاک ہو گئی عذاب سے بچ جانے والے یہی لوگ

ثمود ثانیہ کہلاتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ۔

ترجمہ۔اور پکڑا ان ظالموں کو چنگھاڑ نے، پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے، جیسے کبھی بھی رہے نہ تھے ان میں سن لو! ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو! پھٹکار ہے ثمود پر۔۱۱؎

اَلْحَاۗقَّةُ مَا الْحَاۗقَّةُ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاۗقَّةُ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ۔

ترجمہ۔ہونی شدنی کیا ہے؟ وہ ہونی شدنی؟ اورتم کیا جانو کے وہ کیا ہے ہونی شدنی؟ ثمود اور عاد نے اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کو جھٹلا دیا، تو ثمود ایک سخت حادثہ سے ہلاک کئے گئے اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دئے گئے اللہ تعالی نے مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر عذاب مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو دیکھتے) کے وہ وہاں اس طرح بکھرے پڑے تھے جیسے کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں اب تمھیں ان میں سے کوئی باقی بچا نظر آتا ہے؟۔۱۲؎

فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ

ترجمہ۔پھر جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے صالح کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے نجات دی، بے شک تیرا رب وہی زوروالا زبردست ہے۔۱۳؎

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان پر ایک ہولناک آواز بھیجی تو وہ باڑ بنانے والے کی گھاس کی طرح چورا چورا ہو گئے۔۱۴؎

قرآن کریم نے قوم ثمود کو کھجور کے بوسیدہ تنوں سے تشبیہ دی ہے جو سوکھ کر جھڑ جاتی ہے اور جانوروں کی آمدورفت سے پامال ہو کر برادہ راہ بن جاتی ہے۔صبح کے سورج نے شہر میں ہر طرف تباہی اور بربادی دیکھی بڑے بڑے عالیشان محل کھنڈر بن گئے سرسبز باغوں کا نام ونشان تک نہیں تھا حجر کا پر رونق علاقہ ٹوٹ پھوٹ کر آثار قدیمہ کا منظر پیش کر رہا تھا قوم کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کر گئے جب عذاب کی وجہ سے آپ تباہ حال بستی سے گزرے اور انھوں نے جگہ جگہ بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھا تو نہایت افسوس کے ساتھ ہلاک شدگان کو مخاطب کر کے کہا!

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ۔

ترجمہ۔اے میری قوم! بلاشبہ میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تم کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہ رکھتے تھے۔۱۵؎

العلا اور الحجر:

عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے والے آل ثمود ڈیڑھ ہزار گھرانوں پر مشتمل تھے جبکہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ بچ جانے والوں کی تعداد ایک سو بیس بتائی جاتی ہے عبرت کے لئے ثمود کی عمارتوں میں سے کچھ اب بھی باقی ہیں مدینہ طیبہ اور تبوک کے درمیان حجاز کے مشہور مقام العلاء (جیسے عہد نبوی میں وادی القریٰ کہتے تھے) سے چند میل دور شمال کی طرف ثمود کی تباہی کے آثار موجود ہیں ۔ العلاء اب بھی سرسبز و شاداب وادی ہے جبکہ الحجر کے گرد و پیش تباہی اور نحوست کے آثار موجود ہیں ہر طرف ایسے پہاڑ ہیں جو سطح زمین پر دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو گئے ہیں یہ تقریباً ۴۰۰ میل لمبا اور ۱۰۰ میل چوڑا علاقہ ہے اسے ایک عظیم زلزلے نے ہلا کر رکھ دیا۔

تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ثمود کی تباہی ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے ہوئی جس کے لاوے کے نشانات اج بھی مدائن صالح کے مغرب میں موجود ہیں ۔ چنگھاڑ یا صور آواز کی ایسی لہر ہے جو انفرادی شعور کی سکت سے زیادہ ہے زیادہ کرخت آواز چنگھاڑ بن جاتی ہے چنگھاڑ آواز کی ایسی لہروں کا مجموعہ ہے جو زندگی میں کام کرنے والی لہروں کو درہم برہم کر دیتی ہے شعور بکھر جاتا ہے آدمی بھس کی طرح ہو جاتا ہے جب لہری نظام ٹوٹ جاتا ہے تو زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے، چنگھاڑ آواز کی ایسی لہر ہے جو سماعت کے سسٹم کو توڑ دیتی ہے سسٹم کا ٹوٹنا حواس کا ٹوٹنا ہے عام حالات میں دیکھا گیا ہے! 'دھماکہ' سے سماعت ختم ہو جاتی ہے کان کے پردے پھٹ جاتے ہیں ۔ وادی حجر اور دیگر ممنوعہ علاقوں میں نماز پڑھنے سے متعلق فقہاء کرام کی رائے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) نے کہا کے وادی الحجر میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالی کی ناراضگی اور اس کا عذاب نازل ہوا تھا یہاں کی مٹی میں تیمم کرنا بھی جائز نہیں اور نہ ہی یہاں کنویں سے وضو کرنا جائز ہے۔

فلسطین کے علاقہ رملہ کے قریب کچھ عرصہ قیام کے بعد حضرت صالح علیہ السلام مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا جبکہ حرم کعبہ کے اندر کعبہ کے مغربی سمت میں آپ مدفون ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جس شخص نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اس کا رنگ سرخ اور آنکھیں نیلی تھیں اس کا نام قدار بن سالف تھا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، جب ہم غزوہ تبوک میں مقام حجر میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے لوگو! معجزات کا سوال نہ کیا کرو کیونکہ یہ صالح علیہ السلام کی قوم تھی جس نے اپنے نبی سے سوال کیا تھا کے اللہ تعالی ان کے لئے اونٹنی بھیج دے تو اللہ تعالی نے ان کے لئے اونٹنی بھیج دی پس وہ اس راستہ سے آتی تھی اور اپنی باری پر ان کا تمام پانی پی جاتی تھی اور اس دن وہ اس اونٹنی سے اتنا دودھ دوھ لیتے تھے، جتنا وہ اس دن پانی پیتے تھے اور پھر وہ اسی راستے سے واپس چلی جاتی پھر حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں پھر اس قوم کو ایک ہولناک چیخ نے آ پکڑا اور اس آسمان کے نیچے ان میں سے کوئی نہیں بچا سوائے ایک شخص جو کہ اللہ کی حرم میں تھا لوگوں نے پوچھا کے یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا شخص تھا؟ تو

آپ ﷺ نے فرمایا! وہ ابورغال تھا جب وہ حرم سے نکلا تو اس پر بھی عذاب آ گیا جو اس کی قوم پر آیا تھا۔ ۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اصحاب الحجر سے متعلق فرمایا! اس قوم کے پاس سے سوائے روتے ہوئے نہ گزرنا اگر تم رونہ سکو تو پھر ان کے پاس سے نہ گزرنا ورنہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہوگا جیسا ان پر نازل ہوا تھا۔ ۱۷؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی سرزمین ہے مسلمانوں نے ان کے کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حکم دیا! جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دو اور جو آٹا گوندھا گیا ہے اس کو اونٹوں کو کھلا دو پھر انھیں یہ حکم دیا کے اس کنویں سے پانی نکالیں جس کنویں پر حضرت صالح کی اونٹنی آیا کرتی تھی۔ ۱۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا! یارسول اللہ ﷺ موجودہ بندر اور خنزیر کیا ان کی نسل سے ہیں جن کو مسخ کیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ جس قوم کو ہلاک کرتا ہے یا جس قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو اس کی نسل کو جاری نہیں کرتا اور بندر اور خنزیر تو ان سے پہلے بھی ہوتے تھے۔ ۱۹؎

قوم عاد (حضرت ہود علیہ السلام کی قوم):

عاد ایک شخص کا نام تھا جو کہ عمالیق سے تھا یہ کثیر الاولاد تھا اور یہ لوگ کئی قبائل میں منقسم تھے جو یمن کے احقاف (ٹیلوں، ریگستان) میں رہتے تھے یہ حضرت ہود علیہ سلام کی قوم تھی قوم عاد جہاں پر آباد تھی یہ علاقہ ایک طرف یمن اور حضرموت سے ملتا اور دوسری طرف اس کے عقب میں ربع الخالی کا صحرا ہے یورپی محققین کی تلاش کے نتیجے میں اس علاقہ میں بہت سے شہاب ثاقب دریافت ہوئے اور قرین قیاس ہے کے قوم عاد پر جب عذاب نازل ہوا تو سردیوں کا زمانہ تھا ایک بہت بڑا شہاب ثاقب اور اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے شہاب ثاقب قوم عاد کی رہائش سے کچھ فاصلہ پر گرے جس سے بہت زبردست زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے، گرد وغبار اٹھنے لگا گھروں میں سوئے ہوئے لوگ زلزلے کی آوازوں سے گھروں سے نکل کر میدان میں آ گئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِىۡ عَادٍ اِذۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الرِّيۡحَ الۡعَقِيۡمَ ‌ۚ مَا تَذَرُ مِنۡ شَىۡءٍ اَتَتۡ عَلَيۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ كَالرَّمِيۡمِ ۔

ترجمہ۔ قوم عاد میں بھی حیرت انگیز نشانیاں ہیں جب ہم نے ان پر رحمت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ ۲۰؎

اس آیت میں لفظ رَّمِيۡمِ استعمال ہوا ہے جب گھاس سوکھ کر چور چور ہو جائے تو اس کو رَّمِيۡمِ اور ھشیم کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! جو چیز بوسیدہ ہو کر ہلاک ہو جائے اس کو رَّمِيۡمِ کہتے ہیں۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں! جن پتھروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے اس کو رَّمِيۡمِ کہتے ہیں۔

قطرب نے کہا! رَّمِيۡمِ کے معنی راکھ ہے، جو ہڈی بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے اس کو بھی رَّمِيۡمِ کہتے ہیں لہٰذا اس آیت کے معنی

یہ ہوئے کے اس تند و تیز آندھی نے قوم عاد کے اجسام کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔

گرد بار: (Twister Tirnado)

گرد بار ہوا کو آندھی یا طوفان بھی کہتے ہیں اس میں گردش کرنے والی ہوا کی رفتار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جبکہ ایک سمت میں چلنے کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے یہ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کے مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں۔ پکے مکانات زمین بوس ہو جاتے ہیں بڑے بڑے ٹریلرز کو یہ ہوائیں میلوں دور پھینک دیتی ہیں حتیٰ کے جانور تک ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں اس طوفان میں بجری یا پتھر راکٹ کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر شے تباہ و برباد ہو جاتی ہے جاندار ملبے میں دب کر مر جاتے ہیں ان طوفانون کے ساتھ عام طور پر بارش بھی ہوتی ہے جس سے مٹی کیچڑ میں تبدیل ہو جاتی ہے بعض طوفان کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ آتے ہیں بجلی کی چمک اتنی شدید ہوتی ہے کے بڑے بڑے محلات اور درخت زمین بوس ہو جاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک طوفان میں تقریباً ۵۰ سے ۱۰۰ مرتبہ بجلی چمکتی ہے متوسط قسم کے طوفان باد و باراں میں دس ایٹم بم کے برابر طاقت ہوتی ہے جبکہ بجلی کے ایک فلیش میں میں اتنا کرنٹ ہوتا ہے کے چھوٹے شہر میں ایک سال کی بجلی کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں ایک فلیش میں تقریباً ۳۰،۰۰۰ (ایمپیئر کرنٹ) ہوتا ہے اور اس کا فلو ۶۰،۰۰۰ فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے جو کے سورج میں پیدا ہونے والی گرمی سے بھی زیادہ درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوا کی رفتار آواز سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًافَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًاوَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًا۔

ترجمہ۔ ان ہوؤاں کی قسم جو مسلسل بھیجی جاتی ہیں پھر ان ہواؤں کی قسم جو بہت تیز چلتی ہیں پھر ان ہواؤں کی قسم جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں پھر ان فرشتوں کی قسم جو حق و باطل کو جدا کرنے والے ہیں۔ ۲۱

شہاب ثاقب: (Leonid)

شہاب ثاقب جب زمین کی حدود اور فضاء میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی رفتار بہت زیادہ ہوتی ہے ہوا میں رگڑ کھانے کی وجہ سے یہ جلنے لگتے ہیں بہت چھوٹے شہاب ثاقب اکثر جل کر ہوا ہی میں ختم ہو جاتے ہیں اور زمین تک نہیں پہنچ پاتے ہیں البتہ بہت بڑے بڑے شہاب ثاقب زمین تک پہنچ جاتے ہیں جن کے گرنے سے شدید دھماکے ہوتے ہیں ان دھماکوں سے زلزلے کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے یہ شہاب ثاقب کئی دنوں کے بعد ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ شہاب ثاقب میں شدید حرارت کی وجہ سے ہوا گرم ہو کر جب اوپر اٹھی تو زمین پر ہوا کا دباؤ کم ہو گیا اور زمین میں خلاء بڑھ گیا یہ دباؤ اتنا کم تھا کہ ہوا بہت تیزی کے ساتھ جگہ کو پر کرنے کے لئے خلاء میں داخل ہو گئی چونکہ یہ واقعہ سردیوں کا تھا اس لئے سرد ہوائیں زیادہ چلیں اور شہاب ثاقب کو ٹھنڈا ہونے میں ایک ہفتہ سے زیادہ وقت لگا اس لئے سرد ہوا سات دن اور آٹھ راتوں تک چلتی رہی قوم عاد لے لوگ نہایت تندرست و توانا اور بڑے قد کاٹھ کے تھے ان طوفانی ہوؤں نے انھیں اٹھا اٹھا کر پٹخنا شروع کر دیا یہاں تک کے ان کی ہڈیاں کھجور کے بکھرے تنے کی مانند ہو گئیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ۔

ترجمہ۔قوم عاد میں بھی حیرت انگیز نشانیاں ہیں جب ہم نے ان پر رحمت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔۲۲؎

جو ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چلے اس کو صبا کہتے ہیں جبکہ جو ہوا مغرب سے مشرق کی جانب چلے اس کو دبور کہا جاتا ہے۔۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میری مدد صبا سے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا ہے۔۲۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مطلب یہ ہے کے قرآن کریم میں اکثر طور پر ریح کا لفظ ضرر پہنچانے والی آندھی کے لئے آیا ہے اور ریاح کا لفظ نفع پہنچانے والی اور برسانے والی ہواؤں کے لئے آیا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا کرتے تھے!

اے اللہ! تو اس آندھی کو ریاح بنا دے اور ریح نہ بنا۔۲۵؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسمان پر بادل آتے دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام کام چھوڑ کر اس کی جانب متوجہ ہو جاتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ! میں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اگر بادل چھٹ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالی کی حمد ثناء فرماتے اور کہتے کے اے اللہ! اس کو نفع پہنچانے والا پانی بنا دے۔۲۶؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے! اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر اور نہ ہی ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر اور اس سے پہلے ہمیں اپنی عافیت میں رکھ۔۲۷؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان پر منحوس دن میں تیز لگاتار چلنے والی آندھی بھیجی۔۲۸؎

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ۔

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کے تمھارے رب نے اونچی عمارتوں والے عاد ارم سے کیا سلوک کیا۔۲۹؎

بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کہ ان کے سر دھڑ سے الگ ہو جاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے

قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے، قوی ہیکل افراد تھے (قوم عاد نے کہا) ہم سے زیادہ بدنی قوت والا کون ہے؟

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ۔۳۰؎

ترجمہ۔پس قوم عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہا ہم سے طاقت میں کون زیادہ ہے، کیا انہوں نے دیکھا نہیں کے اللہ جس نے

انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے طاقت میں کہیں بڑھ کر ہے، وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے تھے حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے تھے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور وتکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالی نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

قوم لوط (حضرت لوط علیہ السلام کی قوم):

حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کو مصر کے بادشاہ ہیکسوس کی جانب سے دئے گئے تحائف میں سے کئی مال ومویشی اور غلام وکنزیں ہدیہ میں پیش کرتے ہوئے دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے سرزمین اردن کی جانب بھیجا جہاں حضرت لوط علیہ السلام نے دریائے اردن کے کنارے واقع دوشہر 'سدوم' اور 'عمورہ' کی جانب قیام فرمایا آپ نے یہاں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت فرمائی لیکن آپ کی قوم ایک انتہائی قبیح فعل ہم جنس پرستی یعنی (Homosex) کی شدت سے شکار تھی اور یہ قبیح فعل اسی قوم نے سب سے پہلے دنیا میں متعارف کروایا تاہم اس قوم پر بھی اللہ کی جانب سے عذاب کا فیصلہ طے ہوا۔اسی حوالے سے ارشادات خدواندی ہیں!

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍۭ بِالنُّذُرِ۔

ترجمہ۔لوط کی قوم نے عذاب سے ڈرانے والے رسولوں کی تکذیب کی۔۳۱؎

قَالُوٓا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ۔

ترجمہ۔(فرشتوں نے کہا!) بے شک ہمیں مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے۔۳۲؎

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ۔

ترجمہ۔تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں، وہ آپ کے رب کی طرف حد سے بڑھنے والوں کے لیے مقرر ہو چکے ہیں۔۳۳؎

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَّجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان پر پتھر برسائے ماسواء آل لوط کہ ہم نے انھیں سحری کے وقت بچالیا۔۳۴؎

ایک قول کے مطابق! وہ پتھر سفید اور کالی دھاری دار تھے جبکہ دوسرے قول کے مطابق! وہ کالی اور سرخ دھاری دار پتھر تھے اور ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا۔اس آیت میں حاصب کا لفظ ہے جس کے معنی وہ تیز ہوا جو کہ کنکریاں برساتی ہو یعنی پہلے ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا پھر ان پر تیز ہوا جن میں کنکریاں بھی شامل تھیں اس کی بارش کی گئی۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالُوٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ۔

ترجمہ۔فرشتوں نے کہا! بے شک ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ ہم ان پر مٹی سے بنے ہوئے پتھر برسائیں جو پتھر آپ کے رب کی طرف سے نشان زدہ تھے یہ ان کے لئے ہے جو حد سے گزرنے والے ہیں۔۳۵؎

ایک قول ہے کے وہ پتھر سیاہ یا سفید دھاری دار تھے جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق! وہ پتھر سیاہ اور سرخ دھاری دار تھے اور یہ

بھی کہا جاتا ہے کے وہ پتھر عذاب نازل کرنے کے لئے معروف تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کے ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس شخص کو جا کر وہ پتھر لگنا تھا اور اس سے اس کی موت واقع ہوتی تھی۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ۔

ترجمہ۔ بے شک انھوں نے لوط سے ان کے مہمانوں کو طلب کیا تو ہم نے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں پس میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزا چکھو۔ ۳۶؎

فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط کے پاس مہمان بن کر آئے تھے ان کی قوم کے اوباش لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کے ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دیں اور وہ دروازہ توڑ کر حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں جا گھسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کے اوپر اپنا پر مارا جس سے وہ سب اندھے ہو گئے ایک روایت ہے کے ان کی آنکھ کی جگہ سپاٹ ہو گئی اور آنکھوں کی جگہ کوئی گڑھا نہ رہا جبکہ دوسری روایت یہ ہے کے ان کی آنکھیں تو تھیں پر انھیں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا پھر اللہ تعالی نے انھیں عذاب کا مزہ چکھایا اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌ۔

ترجمہ۔ بے شک انھیں طے شدہ عذاب نے علی الصبح تباہ کر دیا۔ ۳۷؎

یہ وہ عذاب تھا جو دنیا میں ان پر مسلسل جاری رہا اور اس عذاب نے ان کی بستی کے نچلے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا تھا۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا، پس ان پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت آیا یا جس وقت وہ دوپہر کو سو رہے تھے جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ ہم ظالم تھے۔ ۳۸؎

یہاں باس کے معنی خوف، شدید اور جنگ میں شدت کے ہیں

علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے! باس کے معنی عذاب کے ہیں۔

اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا۔

ترجمہ۔ اللہ لڑائی میں بہت ہی سخت ہے اور سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے۔ ۳۹؎

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی قوم اس وقت تک عذاب سے ہلاک نہیں ہوئی جب تک کہ انھوں نے خود اس عذاب کا عذر بیان نہ کیا ہو۔

راوی کہتے ہیں! میں نے عبدالملک سے پوچھا! یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے؟ تو انھوں نے یہ آیت پڑھی!

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ بے شک ہم ہی ظالم تھے۔[۴۰]

اصحاب الرس:

جس طرح سے کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی بالکل اسی طرح سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کی تکذیب کی۔

الرس کے دو معنی ہیں۔ ا۔ زمین کا کوئی بھی گڑھا خواہ وہ قبر کا یا کنویں کا گڑھا ہی کیوں نہ ہو اس کو الرس کہا جاتا ہے۔

۲۔ وہ کنواں جس کو کسی چیز سے ڈھانکا نہ گیا ہو اور نہ ہی اس کے گرد منڈیر بنائی گئی ہو ایسا اندھا کنواں کے جس میں لوگوں کے گرنے کا اندیشہ ہو اس کو بھی الرس کہا جاتا ہے۔ اصحاب الرس سے متعلق چار اقوال ہیں۔

ا۔ ضحاک نے کہا! یہ وہ کنواں ہے جس میں صاحب یسین کو قتل کر کے ڈال دیا گیا تھا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! یہ آذربائی جان کے لوگوں کا کنواں ہے۔

۳۔ قتادہ اور زہیر نے کہا! اس سے مراد اہل یمامہ ہیں انھوں نے بہت کنویں بنائے تھے۔

۴۔ اس سے مراد اصحاب الخذود ہیں۔[۴۱] ارشاد خداوندی ہے!

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ۔

ترجمہ۔ اس سے پہلے نوح کی قوم نے اور اندھے کنویں والوں نے اور ثمود نے جھٹلایا تھا۔[۴۲]

اس آیت میں ثمود کا ذکر ہے، حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو قوم ثمود کہا جاتا ہے یہ عرب کے قدیم لوگ تھے۔

ایکہ والے:

قرآن کریم میں ایکہ والوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ۔

ترجمہ۔ ایکہ والوں اور تبع کی قوم نے ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔[۴۳]

ایکہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ جنگل اور گھنے درخت ہوں یعنی درختوں کا جھنڈ ہو بعض لوگوں نے یہ کہا کے یہ کسی خاص شہر کا نام ہے حضرت شعیب اصحاب ایکہ اور اہل مدین کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور دونوں ہی قوم پر عذاب الٰہی آیا اہل مدین ایک خوفناک چیخ سن کر ہلاک ہو گئے جبکہ اصحاب ایکہ جس جنگل میں تھے ان پر بادل کا عذاب آیا تھا اس آیت میں قوم تبع کا ذکر بھی کیا گیا ہے تبع عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔

قتادہ کہتے ہیں کے تبع کی قوم سے مراد قوم سبا ہے اور سبا میں حمیر نامی ایک قبیلہ تھا جو کے اپنے بادشاہ کو تبع کہا کرتے تھے جس طرح سے روم کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا ہے یا فارس کے بادشاہ کو کسری کہا جاتا ہے قوم سبا اپنے وقت کی ایک عظیم قوم تھی۔

حافظ ابن کثیر نے کہا! دو تبع تھے جن میں سے ایک پہلے کافر تھا اور بعد میں وہ مسلمان ہو گیا۔

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ نے بیان کیا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تبع کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ ۴۴ے

اصحاب حضرت عیسیٰ ابن مریم:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا تم تیس (۳۰) دن کے روزے رکھو پھر تم اللہ سے جو دعا بھی کرو گے اللہ اس کو قبول فرمائے گا چنانچہ حواریوں نے تیس دن کے روزے رکھے اور پھر انھوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم سے کہا!

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتار سکتا ہے؟ تو عیسیٰ نے کہا کے اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو؟۔ ۴۵ے

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

ترجمہ۔ انھوں نے کہا! ہم یہ چاہتے ہیں کے ہم اس خوان میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہمیں یہ معلوم ہو جائے کے آپ نے جو کچھ ہم سے کہا ہے وہ سچ ہے اور ہم اس پر گواہ ہوں۔ ۴۶ے

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ اس پر عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کے خدایا! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے ایک خوشی (عید) کا موقع ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو ہم کو رزق عطا فرما اور تو بہترین رزاق ہے۔ ۴۷ے

اس دعا کے بعد اوپر تلے دو بادلوں کے درمیان ایک دسترخوان نازل ہوا اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا! فرشتے اس دسترخوان کو اٹھائے ہوئے تھے اس میں سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں جیسے تمام لوگوں نے سیر ہو کر تناول کیا ۔حضرت سلمانؓ روایت کرتے ہیں! اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو وحی کی!

قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّىْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ اے عیسیٰ میں یہ خوان نازل کرنے والا ہوں مگر اس کے بعد اگر کسی نے کفر کیا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا جو عالمین میں کسی کو نہ دی ہوگی۔ ۴۸ے

حضرت عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تاہم حواریوں کو یہ خوف لاحق ہوا کے کہیں اس مائدہ کے نزول اللہ کی ناراضگی کی وجہ تو نہیں

اگر چہ حضرت عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم کے غرباء معذور، کوڑھیوں اور دیوانوں کو یہ رزق کھلاتے ہوئے فرمایا! اپنے رب کے رزق اپنے نبی کی دعا اور اپنے رب کی نشانی سے کھاؤ اور اس کی برکت تمھارے لئے ہوگی جبکہ اس کی نحوست دوسروں کے لئے۔

ایک روایت کے مطابق! تقریباً تیرہ سو مرد و عورت نے اس طعام کو جی بھر کے تناول کیا لیکن دسترخوان بالکل اسی طرح سے کھانے سے لبریز تھا پھر دسترخوان کو آسمان پر اٹھالیا گیا اور وہ سب اس کے سائے کو دیکھتے رہے یہاں تک کے وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تاہم جس فقیر، بیمار یا بھوکے نے اس دسترخوان سے کھانا کھایا وہ تادم حیات کھانے سے مستغنی، سیر اور صحت مند ہو گیا جب دوسری بار دسترخوان نازل ہوا تو امیر و غریب سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے تو حضرت عیسیٰ نے ان سب کی باریاں مقرر فرما دیں چنانچہ ایک دن بیچ کر کے مائدہ آسمان سے نازل ہوتا اور چالیس دن تک یہی معمول رہا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو وحی فرمائی کے اس طعام میں سے صرف اور صرف غرباء، مساکین، اپاہج اور نادار افراد ہی کھائیں گے یہ سن کر امراء اور اغنیاء ناراض ہوئے اور انھوں نے برائیوں کو پھیلانا شروع کر دیا اور اس مائدہ پر شک کیا تاہم ایک شخص نے حد سے بڑھتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا!

اے کلمۃ اللہ اور روح اللہ! کیا واقعی یہ مائدہ ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوتا ہے؟ اس پر حضرت عیسیٰ ابن مریم نے جواب دیا کے تمھارے لئے تباہی ہو تم ہلاک ہو جاؤ اور تم پر عذاب نازل ہوگا الا یہ کے تمھیں اللہ معاف فرمادے اور تم پر رحم فرمائے پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم نے اللہ سے دعا فرمائی!

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

ترجمہ۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو، تو بہت غالب اور بڑی حکمت والا ہے ۴۹؎

پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ان سرکشوں کو عذاب الٰہی کی وعید سنائی جس کے نتیجے میں ۳۳۳ افراد کو اللہ نے مسخ کر کے خنزیر بنا دیا وہ رات کو اپنی بیویوں کے ساتھ بے خوفی سے سوئے ہوئے تھے لیکن جب وہ صبح بیدار ہوئے خنزیر بن چکے تھے اور گھاس پر سے لید اور گندگی کو تلاش کر کے کھا رہے تھے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم اور ان مسخ شدہ افراد کے گھر والے انھیں دیکھ کر روتے حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ان میں سے ایک ایک شخص کو اس کے نام سے مخاطب کر کے فرمایا! اے فلاں بن فلاں کیا میں نے تمھیں اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرایا تھا؟ جس کو سن کر وہ اثبات میں سر ہلاتے تھے۔ ۵۰؎

اس واقعے کی تائید درج ذیل آیات میں اس طرح سے کی گئی ہے!

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ۔

ترجمہ۔ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے انھوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا یہ برا طرزِ عمل تھا جو انھوں نے ا

ختیار کیا۔۵۱؎

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔

ترجمہ۔ کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں ان میں سے کس کی بری جزا ہے، وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا اور بعضوں کو ان میں سے بندر بنایا اور بعضوں کو سور اور جنہوں نے شیطان کی بندگی کی، وہی لوگ درجہ میں بدتر ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں۔ ۵۲؎

اصحاب الفیل:

ابراہہ نامی ایک با اثر شخص حبشہ کی فوج میں موجود تھا جو کہ شاہ حبشہ کی موت کے بعد ان کا نائب یا جانشین مقرر ہوا یونانی مورخین اس کا نام 'ابرامس' اور سریانی مورخین اسے 'ابراھام' کہتے ہیں جبکہ حبشی تلفظ میں اسے 'ابراہہ' کہا گیا ابراہہ نامی یہ شخص رفتہ رفتہ یمن کا خود مختار بادشاہ بن گیا اس شخص کے دو مقاصد تھے۔ ۱۔ عرب میں عیسائیت کا پرچار۔ ۲۔ اور اس تجارت پر قابض ہونا جو بلاد مشرق اور رومی مقبوضات کے درمیان عربوں کے ذریعہ ہوتی تھی۔

ابراہہ نے پہلے مرحلے میں یمن کے دارالسلطنت صنعاء میں ایک عظیم الشان کلیساء تعمیر کروایا جس کا ذکر عرب مورخین نے بھی کیا پھر اس نے شاہ حبشہ کو ایک خط لکھا کے میں عربوں کا حج اس کلیساء میں موڑے بغیر نہیں رہوں گا چنانچہ وہ اس خطے سے خانہ کعبہ کی مرکزیت کو ختم کرنا چاہتا تھا تا ہم اپنے انھی مذموم عزائم کی خاطر وہ دن رات خانہ خدا کی مرکزیت کے خلاف سازشوں میں لگا رہتا اس کے ساتھ ہی اس نے یہ قسم بھی کھائی کے میں جب تک چین سے نہ بیٹھوں گا جب تک میں خانہ کعبہ کو ڈھانہ دوں۔ قرآن کریم اس حملہ آور گروہ کو 'اصحاب الفیل' کے نام سے بیان کرتا ہے 'فیل' عربی زبان میں ہاتھی کو کہتے ہیں اسی اعتبار سے ابراہہ کا عظیم الشان لشکر جس میں ہاتھی بھی تھے اور جس کی تعداد ۶۰،۰۰۰ کے قریب بیان کی جاتی ہے وہ مکہ کی جانب خانہ کعبہ کو ڈھانے کے غرض سے چلا اس لشکر یا فوج کو قرآن کریم میں 'اصحاب الفیل' کے نام سے سورہ الفیل میں بیان کیا جس میں ابراہہ کے مذموم عزائم کو اللہ نے خاک میں ملاتے ہوئے اس کا ذکر کیا۔ اس حوالے سے دو روایات بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی روایت محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں! ابراہہ کے لوگ اہل قریش کے کچھ جانور لوٹ کر لے آئے جس میں رسول اللہ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی تھے ابراہہ نے اپنے ایلچی کے ذریعے اہل مکہ کو یہ پیغام بھیجا کہ! میں تم لوگوں سے لڑنے نہیں بلکہ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آیا ہوں اگر تم لوگ مجھ سے نہیں لڑو گے تو میں تم لوگوں سے کوئی تعرض نہیں کروں گا ابراہہ کے ایلچی نے یہ پیغام مکہ کے سب سے بڑے سردار عبدالمطلب کو دیا تو انھوں نے جواب دیا کے ہم ابراہہ سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے یہ اللہ کا گھر ہے وہ چاہے گا تو خود اپنے گھر کی حفاظت فرمائے گا اس پر ایلچی نے کہا کے آپ میرے ساتھ ابراہہ کے پاس چلیں یہ سن کر حضرت عبدالمطلب ابراہہ سے ملنے کے لئے تیار ہو گئے جب آپ ابراہہ کے پاس پہنچے تو ابراہہ آپ کی شخصیت کے

رعب و دبدبے سے بے حد متاثر ہوا اور اس نے آپ کی بڑی پذیرائی کی پھر ابراہہ نے عبدالمطلب سے پوچھا کے آپ کیا چاہتے ہیں ؟ جس پر عبدالمطلب نے جواب دیا! آپ میرے دوسو اونٹ مجھے واپس لوٹا دیں عبدالمطلب کے منہ سے اونٹ کی بات سن کر ابراہہ حیران رہ گیا اس نے کہا! آپ کو دیکھ کر میں بے حد متاثر ہوا تھا لیکن آپ کی بات سن کر آپ کی قدر میری نظر میں کم ہو گئی کیونکہ میں اس گھر کو ڈھانے کے ارادے سے آیا ہوں جو کے آپ کے آباؤ اجداد کا مرجع ہے اس کے بارے میں تو آپ نے کوئی بات ہی نہیں کی؟ یہ سن کر عبدالمطلب نے کہا کے میں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے میں انھی کی بات کر رہا ہوں اب رہ گیا اس گھر کا معاملہ تو جو اس گھر کا مالک ہے وہ ہی اس کی حفاظت فرمائے گا، ابراہہ نے یہ سن کر کہا کے لیکن وہ مجھ سے اپنے گھر کو کبھی بھی نہ بچا پائے گا حضرت عبدالمطلب نے کہا کے آپ جانے اور وہ یہ کہہ کر حضرت عبدالمطلب، ابراہہ کے پاس سے اٹھ کر واپس آ گئے جبکہ ابراہہ نے ان کے اونٹ بھی انھیں لوٹا دئے۔ دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، وہ اس روایت میں اونٹوں کے مطالبے کا سرے سے ذکر ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کے عبدالمطلب خود ابراہہ کے پاس گئے اور اس سے کہا کے آپ کو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر آپ کو کوئی چیز مطلوب تھی تو آپ ہمیں کہلا بھیجتے ابراہہ نے کہا! میں خانہ کعبہ جو کے امن کا گھر ہے میں اس کا امن ختم کرنے اور اسے ڈھانے کے ارادے سے آیا ہوں اور میں اسے منہدم کئے بغیر ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا اس پر عبدالمطلب نے کہا کے آپ کو جو چیز چاہئے وہ ہم سے لے لیں لیکن اپنے ارادے سے باز رہیں لیکن ابراہہ نے انکار کرتے ہوئے اپنے لشکر کو عبدالمطلب سے آگے بڑھا لیا۔

مورخین بیان کرتے ہیں! یہ واقعہ ۵۷۱ء محرم الحرام کا ہے جب ابھی رسول اللہ ﷺ پیدا نہیں ہوئے تھے ابھی آپ ﷺ کی پیدائش میں تقریباً تین ماہ باقی تھے یعنی ماہ ربیع الاول میں آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی، مفسرین کی اکثریت کی یہ رائے ہے! اس واقعہ کے ۵۰ دن کے بعد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ہوئی جب ہی مورخین رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کو عام الفیل کہتے ہیں یعنی آپ ﷺ اس سال پیدا ہوئے جس سال ہاتھی والے مکہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ ابراہہ کا ۶۰،۰۰۰ کا عظیم الشان لشکر مکہ سے ایک وادی پہلے وادی محسر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ حضرت عبدالمطلب ابراہہ سے بات کرنے کے بعد خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور انھوں نے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر یہ دعا مانگی کے اے خانہ کعبہ کے رب! تو اپنے گھر کی حفاظت فرما اور اے میرے رب! میں ابراہہ سے تیرے سوا کسی سے مقابلے کی امید نہیں رکھتا ہوں اے میرے رب! ان سے اپنے حرم کی حفاظت فرما کیونکہ اس گھر کا دشمن تیرا دشمن ہے اپنی بستی کو تباہ ہونے سے بچا آپ یہ دعا مانگ کر پہاڑوں میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلے گئے اگلے روز ابراہہ نے اپنے سب سے زور آور اور قابل بھروسہ ہاتھی کو چاہا کے وہ مکہ کی جانب پیش قدمی کرے لیکن ہاتھی الٹے قدموں واپس لوٹنے لگا بہت کوششیں کی گئیں لیکن وہ مکہ کی جانب قدم اٹھانے سے گریزاں تھا چنانچہ سب تدابیر جب اکارت ہو گئیں تو اسے مارا پیٹا گیا لیکن وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا پھر اچانک آسمان پر چھوٹے چھوٹے پرندوں کے جھنڈ نمودار ہوئے جن کی چھوٹی سی چونچ میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں اور وہ ان کنکریوں کو اس لشکر پر پھینک رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کے جیسے آسمان سے سنگریزوں کی بارش شروع

ہوگئی اور وہ کنکری جس انسان یا جانور پر پڑتی اس کا جسم گلنا شروع ہو جاتا۔

محمد بن اسحاق اور عکرمہ روایت کرتے ہیں! کنکری کے پڑتے ہی وہ شخص یا جانور چیچک کے مرض میں مبتلا ہو جاتا اور اسے اس قدر سخت خارش ہوتی اور کھجاتے کھجاتے اس جسم سے خون اور پیپ جاری ہوتی اور تھوڑی ہی دیر میں جسم سے گوشت اور کھال بہہ کر گرنے لگتی اور ہڈیاں ظاہر ہو جاتیں چنانچہ بلاد عرب میں سب سے پہلے چیچک اسی سال دیکھی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں! کنکری کے جسم پر لگتے ہی گوشت، خون اور پیپ جسم سے بہنے لگتے اور تھوڑی ہی دیر میں جسم کے اندر کی ہڈیاں نمودار ہو جاتیں ابراہہ کے ساتھ بھی یہی ہوا اور اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہہ گیا افراتفری کے اس عالم میں ان لوگوں نے یمن کی جانب بھاگنا شروع کر دیا کچھ لوگ تو اسی وقت ہلاک ہو گئے کچھ راستے میں جبکہ ابراہہ بلاد خثعم پہنچ کر جہنم واصل ہوا یہ واقعہ مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان وادی محسر کے مقام پر پیش آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا! مزدلفہ پورے کا پورا ٹھہرنے کا مقام ہے لیکن وادی محسر میں نہ ٹھہرا جائے بلکہ اگر وہاں سے گزر رہو تو اپنی رفتار کو تیز کر دو۔ ۵۳ے

اس واقعے کو قرآن کریم میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ۔

ترجمہ۔ تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے ان کی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دئے جو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے پھر ان کا یہ حال کر دیا جیسے جانوروں کا کھایا ہوا بھوسا۔ ۵۴ے

منحوس افراد:

اللہ تعالیٰ نے ہی ایسے تمام افراد اور کردار کا ذکر قرآن کریم میں کیا جو کے ملعون، گناہ گار، مشرک اور خدائی کے دعوے دار تھے۔ ارشادات خداوندی ہیں!

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كَاذِبُوْنَ۔

ترجمہ۔ لوگو! کیا میں تم کو بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں؟ وہ ہر جعلساز اور بدکار پر اترتے ہیں جو سنی سنائی باتوں کو کان میں پھونکتے ہیں جبکہ ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ ۵۵ے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ اَلَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ اَلَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ۔

ترجمہ۔ تباہی ہے ہر اس شخص کے لئے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن کرے اور پیٹھ پیچھے برائیاں کرے جس نے مال جمع کیا اور گن

گن کرر کھا، وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے سدا رکھے گا، ہرگز نہیں، وہ ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا، اور آپ کو کیا معلوم حطمہ کیا ہے، وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں تک جا پہنچتی ہے، بے شک وہ ان پر چاروں طرف سے بند کر دی جائے گی، لمبے لمبے ستونوں میں۔۵۶؎

فرعون:

فرعون مصر کا ایک مطلق العنان بادشاہ تھا جو نہایت متکبر، ظالم اور خدائی کا دعوے دار تھا۔قرآن کریم میں فرعون کا ذکر کئی مقامات پر کیا گیا۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی۔

ترجمہ۔(فرعون نے کہا کہ) میں تمھارا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں۔۵۷؎

فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنَاهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا۔

ترجمہ۔فرعون نے رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت پکڑ میں پکڑا۔۵۸؎

فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خَاطِئِيْنَ۔

ترجمہ۔بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکری غلطی پر تھے۔۵۹؎

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ۔

ترجمہ۔وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا پھر انھیں آگ پر لے جائے گا اور برا گھاٹ ہے جس پر وہ اترے گا۔۶۰؎

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيَامَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ۔

ترجمہ۔اور دنیا میں اور قیامت میں ان کے (فرعونیوں) کے پیچھے لعنت لگا دی گئی برا انعام ہے جو انھیں ملا۔۶۱؎

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنَاهُمْ فِی الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غَافِلِيْنَ۔

ترجمہ۔پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا اور انھیں سمندر میں غرق کر دیا، اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔۶۲؎

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيَاتِنَا لَغَافِلُوْنَ۔

ترجمہ۔(فرعون) مفسدوں میں سے تھا تو آج ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد کے لوگوں کے لئے ایک نشانی بن جا۔۶۳؎

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سَابِقِيْنَ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ

الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔اور(ہم)نے قارون، ہامان اور فرعون کو پکڑا بے شک موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تھا تو انھوں نے ملک میں تکبر کیا اور وہ کہیں بھاگ کر نہ جا سکے تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ میں پکڑ لیا کوئی ان میں وہ تھا جس پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور ان میں سے کسی کو چنگھاڑ نے پکڑ لیا، اور کسی کو ان میں سے ہم ن ے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو ان میں سے ہم نے ڈبو دیا۔ ۶۴

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔

ترجمہ۔کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا، جو نسلِ ارم سے ستونوں والے تھے، کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا، اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا تھا اور فرعون میخوں والے سے (تیرے پروردگار نے کیسا سلوک کیا) یہ سب وہ ہیں جنھوں نے شہروں میں سر اٹھایا اور اس میں بہت فساد پھیلایا تو ان پر تیرے پروردگار نے عذاب کا کوڑا اچلایا بے شک تیرا پروردگار گھات میں ہے۔ ۶۵

منحوس آندھی:

اقوام گزشتہ پر بھی اللہ تعالی نے سخت آندھیاں بھیجیں جن کے سبب وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئیں تاہم آج بھی اللہ کے حکم سے دنیا بھر میں سخت آندھیاں بھیجی جاتی ہیں جو کہ افراد اور ان کی قیمتی املاک کو لمحوں کے ہزارویں حصے میں پیوند خاک کر دیتی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَا اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا اَبْصَارُهُمْ وَلَا اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔

ترجمہ۔یہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو برباد کر دے گی پھر وہ اس طرح سے ہوگئے کہ ان کے گھروں کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا ہم مجرموں کو اسی طرح سے سزا دیتے ہیں اور بے شک ہم نے ان کو ان چیزوں پر اقتدار عطا کیا تھا جن چیزوں پر تمھیں قدرت دی ہے اور ہم نے ان کے کان، آنکھیں اور دل بنائے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے دل ان کے کسی کام نہ آ سکے کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور اس عذاب نے ان کا احاطہ کر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ۶۶

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى ۖ وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ۔

ترجمہ۔سو ہم نے تند و تیز آندھی منحوس ایام میں بھیج دی تا کہ انھیں دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزا چکھا دیں، اور آخرت کا

عذاب تو اور بھی ذلت کا ہے اور ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ ٦٧

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر منحوس دن میں تیز لگاتار چلنے والی آندھی بھیجی۔ ٦٨

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ۔

ترجمہ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا! تمھارے رب نے اونچی عمارتوں والے عاد ارم سے کیا سلوک کیا۔ ٦٩

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ۔

ترجمہ۔ نے ان پر رحمت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ ٧٠

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری مدد صبا سے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ ٧١

جو ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چلے اس کو صبا کہتے ہیں جبکہ جو ہوا مغرب سے مشرق کی جانب چلے اس کو دبور کہا جاتا ہے۔ ٧٢

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ۔

ترجمہ۔ قوم عاد میں عبرت ہے جب ہم نے ان پر خیر و برکت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو خالی نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ ٧٣

(رَّمِيْمِ۔ ریزہ ریزہ کرنے والی) اس آیت میں رَّمِيْمِ کا ذکر موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! جو چیز بوسیدہ ہو کر ہلاک ہو جائے اس کو رَّمِيْمِ کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اکثر طور پر 'ریح' کا لفظ ضرر پہنچانے والی آندھی کے لئے آیا ہے اور 'ریاح' کا لفظ نفع پہنچانے والی اور برسانے والی ہواؤں کے لئے آیا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! تو اس آندھی کو ریاح بنا دے اور ریح نہ بنا۔ ٧٤

قوم عاد کو باد بور (مغرب سے چلنے والی ہوا) نے ہلاک کر دیا تھا۔ ٧٥

منحوس ایام:

اقوام گزشتہ پر کچھ ایام نحوست کے ساتھ اثر انداز ہوئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد تمام مسلمان اور اہل اسلام عافیت اور خیر و برکت کے حصار میں ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مٹی (زمین) پیدا کی اور اتوار کے دن اس میں پہاڑ نصب کئے اور پیر کے دن درخت پیدا کئے اور منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا کیا اور بدھ کے دن نور پیدا کیا اور

جمعرات کے دن زمین میں جانور پیدا کئے اور جمعہ کی آخری ساعت میں عصر اور مغرب کے درمیان آدم کو پیدا کیا۔۷۶

مسروق بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حضرت جبرائیل آئے اور انھوں نے کہا کے بدھ کا دن ہمیشہ منحوس ہوتا ہے۔ لیکن امام ابن جوزی اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں بدھ کا دن کفار، فساق، فجار اور مفسدین پر منحوس ہوتا ہے اور مسلمانوں اور نیک لوگوں پر منحوس نہیں ہوتا ہے کیونکہ ان ایام میں عاد پر آندھی چل رہی تھی اور ان کو ہلاک کر رہی تھی لیکن ان ہی ایام میں ہود علیہ السلام اور دیگر مومنین بھی موجود تھے لیکن ان صالحین کے لئے یہ آندھی ضرر کا سبب نہ بنی قوم عاد پر بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگاتار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کہ ان کے سر دھڑ سے الگ ہوجاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے قوی ہیکل افراد تھے۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوْا بِاٰيَاتِنَا يَجْحَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ پس قوم عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہا ہم سے طاقت میں کون زیادہ ہے، کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے طاقت میں کہیں بڑھ کر ہے، وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔۷۷

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے تھے حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے تھے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور وتکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالی نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ۔

ترجمہ۔ نے ان پر رحمت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔۷۸

منحوس جانور:

حضرت ثابت بن زید انصاریؓ سے روایت ہے! ایک سفر میں ایک مقام پر رکے وہاں گوہ (ایک جانور) بکثرت موجود تھے چنانچہ صحابہ کرام نے گوہ کو ذبح کر کے پکایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب گوہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا! بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو مسخ کر کے زمین پر چلنے والا جانور بنا دیا تھا میں (از خود) جانتا ہوں کے شاید یہ وہی جانور ہے۔۷۹

ایک دوسری روایت کو حضرت عبد الرحمان بن حسنہؓ بیان کرتے ہیں، ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے پھر ہم ایک ایسی جگہ ٹہرے جہاں بہت زیادہ گوہ تھیں چنانچہ ہم نے انھیں ذبح کیا اور پتیلیوں میں پایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا! بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہوگیا تھا مجھے ڈر ہے کے وہ یہی گوہ ہیں ان دیگچیوں کو الٹ دو تو ہم نے بھوکے ہونے کے باوجود دیگچیوں کو الٹ دیا۔۸۰

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، بنو اسرائیل کا ایک گروہ گم ہوگیا تھا یہ معلوم نہیں ہوا کے وہ کہاں ہے اور میرا گمان ہے کے وہ

(مسخ شدہ) چوہے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب چوہوں کے سامنے اونٹ کا دودھ رکھا جائے تو وہ نہیں پیتے ہیں اور جب ان کے سامنے بکری کا دودھ رکھا جائے تو وہ اسے پی لیتے ہیں تاہم ایک دوسری روایت کے مطابق! چوہا مسخ شدہ ہے۔۸۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کے جس نے سانپ کو قتل کیا گویا اس نے مشرک کو قتل کیا۔۸۲؎

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پانچ جانور فاسق ہیں جن کو حرم میں بھی قتل کر دیا جائے گا۔

۱۔چوہا۔ ۲۔بچھو۔ ۳۔چیل۔ ۴۔کوا۔ ۵۔باولا کتا۔ ۸۳؎

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر کتے اللہ کی مخلوق نہ ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دینے کا حکم دے دیتا پس تم ان میں سے سیاہ کتے کو قتل کر دو اور جن لوگوں نے کھیت، شکار اور مویشیوں کے بغیر کتا رکھا ہوا ہے ان کے اجر میں ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔ ۸۴؎

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے چھپکلیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور انھیں فوسیق کہا ہے۔ ۸۵؎

منحوس اعمال:

گناہ کبیرہ یا گناہ صغیرہ جنھیں اعمال فاسدہ یا اخلاق رزیلہ بھی کہا جاتا ہے ان کے بارے میں سخت احکامات قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں موجود ہیں اور ان سے بچنے کی ہدایات موجود ہیں جو کوئی بھی گناہ گار ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ اس کو اپنے کئے کی پوری سزا دی جائے گی گناہ کبیرہ اور صغیرہ میں شامل قتل، چوری، شراب نوشی، جوا، سود، دھوکہ، بہتان، زنا، غیبت، چغلی، جھوٹ، تکبر، خود پسندی، مال جمع کرنے کی ہوس، تمسخر اڑانا، عیب لگانا، برے ناموں سے پکارنا، اولاد کی غلط تربیت کرنا، ظن وگمان، اپنے شوہر پر الزام لگانے کی سزا، جادوٹونہ کرنے والے، فضول خرچی، جھوٹی عبادات، آباء پرستی شخصیت پرستی، سٹہ، الغرض دنیا میں موجود جو بھی برائی ہے اس کو کرنے والے کو پورے عدل وانصاف کے ساتھ سزا دی جائے گی اگرچہ معاشرے میں کمزور کردار کے افراد پائے جاتے ہیں جن کی نشاندہی قرآن وسنت میں موجود ہے جس کا ذیل میں اختصار سے جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مَنۡ كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُه ۔ترجمہ۔ جو کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے۔۸۶؎

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَخَذَ اللّٰهُ سَمۡعَكُمۡ وَاَبۡصَارَكُمۡ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ مَّنۡ اِلٰـهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَاۡتِيۡكُمۡ بِهٖ اُنْظُرۡ كَيۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰيٰتِ ثُمَّ هُمۡ يَصۡدِفُوۡنَ۔

ترجمہ۔ ان سے کہو کے دیکھو! اگر اللہ تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کوئی ایسا رب ہے جو تمہیں یہ چیزیں لا دے، دیکھ کہ ہم کیونکر طرح طرح کی نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ منہ موڑتے ہیں۔۸۷؎

ا۔شرک:

شرک کے لغوی معنی 'حصہ داری' اور ساجھے پن کے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں شرک کے معنی اللہ کی ذات اور صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا یا سمجھنا ہے تاہم شرک کرنے والے کو مشرک کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بار بار یہ بتایا ہے! اگر کوئی عبادت کے لائق ہے تو وہ صرف اللہ کی ذات ہے لہٰذا تمام انسانوں کو صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا چاہیۓ۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ۔

ترجمہ۔بے شک شرک ایک بہت بڑا گناہ ہے۔۸۸؂

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰ لِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَـرٰۤى اِثۡمًا عَظِيۡمًا ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک ٹھہرائے اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے، اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔۸۹؂

وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰى فِىۡ جَهَـنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ۔

ترجمہ۔اللہ کے ساتھ اور کسی کو معبود نہ بناو ورنہ تو ملزم مردود بنا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔۹۰؂

وَلَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ‌ؕ اِنِّىۡ لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۔

ترجمہ۔اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراو، بے شک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔۹۱؂

اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ وَمَاۡوٰهُ النَّارُ‌ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۔

ترجمہ۔جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔۹۲؂

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شرک کی سختی سے مذمت کی ہے۔

اسی حوالے سے چند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کے سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی جس نے تجھے پیدا کیا اور تو اس کا شریک ٹھہرائے۔۹۳؂

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اۓ معاذ! شرک سب سے بڑا گناہ عظیم ہے۔۹۴؂

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سات تباہ کن گناہ ہیں تم ان سے بچو ان میں سب سے پہلا عظیم گناہ شرک ہے۔۹۵؂

۲۔ قتل:

قتل کے حوالے سے بھی مرد و عورت دونوں کو ہی شریعت برابر کی سزا تجویز کرتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔

ترجمہ۔ جان کو جسے اللہ نے محترم کیا ہے ناحق قتل نہ کرو۔ ۹۶؎

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔

ترجمہ۔ اپنی اولاد کو محتاجی کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ان کو بھی روزی دیتے ہیں اور تم کو بھی روزی دیتے ہیں بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ۹۷؎

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـــًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـــًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا۔

ترجمہ۔ مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے، اور جو مسلمان کو غلطی سے قتل کرے تو ایک مسلمان کی گردن آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے مگر یہ کہ وہ خون بہا معاف کر دیں، پھر اگر وہ مسلمان مقتول کسی ایسی قوم میں تھا جس سے تمہاری دشمنی ہے تو ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے، اور اگر وہ مقتول مسلمان کسی ایسی قوم میں سے تھا جس سے تمہارا معاہدہ ہے تو اس کے وارثوں کو خون بہا دیا جائے گا اور ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہوگا، پھر جو غلام نہ پائے وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اللہ سے گناہ بخشوانے کے لیے، اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ ۹۸؎

۳۔ زنا:

غیر قانونی جنسی تعلق کا قائم ہونا یوں تو ہر سماج اور مذہب میں اس قسم کے ناجائز تعلقات کو نہایت حقارت سے دیکھا جاتا ہے لیکن اب دنیا کے کئی ممالک میں اس قسم کے تعلقات کو قانونی حیثیت بھی حاصل ہو چکی ہے لیکن شریعت اسلامیہ ہر قسم کی فحاشی اور بدکاری کی شدت سے مذمت کرتی ہے جبکہ از روئے شریعت زنا کا تعلق گناہ کبیرہ میں کیا جاتا ہے کیونکہ شریعت نے جب جائز اور حلال راستہ کھول رکھا ہے تو پھر ناجائز اور غیر قانونی راستے کی طرف جانے کی ضرورت کیا ہے؟ شریعت کی رو سے مرد ایک وقت میں چار نکاح کر سکتا ہے جبکہ خواتین کے پاس بھی خلع کا Option موجود ہے جسے وہ وقت ضرورت استعمال کر سکتی ہیں جبکہ خلع لینے کے لئے عورت کی اس مرد سے ناپسندیدگی ہی کافی ہے چنانچہ خلع لینے کے بعد عورت عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کرنے میں آزاد ہے اگرچہ وہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے متعدد نکاح ہی کیوں نہ کرے شرط صرف اتنی ہے کہ اس نے اسلامی قوانین کی خلاف ورزی نہ کی ہو جب مرد و عورت دونوں ہی اس معاملے میں آزاد ہیں تو پھر انھیں ناجائز راستے کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَآ اِنَّه كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا۔

ترجمہ۔زنا کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔۹۹؎

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔زنا کار عورت اور زنا کار مرد ان میں سے ہر ایک کے ۱۰۰ کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے مقابلے میں تم کو ان پر شفقت نہ آئے اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود رہنی چاہئے۔۱۰۰؎

(یہ سزا زانی کنوارے مرد اور عورت کے لئے ہے)۔

شادی شدہ زانی مرد و عورت کے لئے سزا کے احکامات نہایت سخت ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالّٰتِيْ يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا۔

ترجمہ۔تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کی مرتکب ہوں تم ان کے خلاف چار گواہ لے آؤ اور اگر وہ شہادت دے دیں تو پھر انھیں گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ انھیں موت آجائے یا پھر اللہ ان کے واسطہ کوئی راستہ قرار دے۔

(لیکن یہ اس قید کا فیصلہ شوہر نہیں بلکہ عدالت کرے گی)۔۱۰۱؎

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ۔

ترجمہ۔خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں۔۱۰۲؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوال:

جو زنا کرتا ہے اس کے گھر میں بھی زنا کیا جاتا ہے کیونکہ زنا ایک قرض ہے اور زنا فقر ہے۔

چار چیزیں جس گھر میں داخل ہوجائیں وہ اس گھر کو تباہ و برباد کر کے چھوڑتی ہیں۔

۱۔خیانت۔۲۔چوری۔۳۔شراب نوشی۔۴۔زنا۔

اللہ نے ترک زنا کو نسب کی حفاظت کے لئے واجب قرار دیا ہے جبکہ غیرت مند کبھی بھی زنا نہیں کرتا ہے۔

اللہ کو سب سے زیادہ نفرت بوڑھے زانی سے ہے۔۱۰۳؎

حضرت علیؑ نے ایک جگہ فرمایا! تمھیں اچھی طرح سے معلوم ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا پھر ان پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے گھر والوں کو اس کا وارث بھی بنایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چور کے ہاتھ کاٹے اور غیر شادی شدہ زانی کو ۱۰۰

کوڑے مارے تاہم مال غنیمت میں سے انھیں حصہ بھی دیا بعد ازاں مسلمان لڑکیوں سے ان کے نکاح بھی کروائے۔

۴۔ چوری:

شریعت اسلامی میں چوری بھی گناہ کبیرہ ہے اب چاہے اس کا ارتکاب مرد کرے یا عورت دونوں کی سزا شریعت نے متعین کر دی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔

ترجمہ۔ چور مرد اور چور عورت تم ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ بدلہ اس کا ہے جو انھوں نے کیا ہے اور یہ سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ ۱۰۴؎

مشہور واقعہ ہے کے عرب کی فاطمہ نامی ایک صاحب ثروت خاتون نے چوری کی اور ان پر جرم ثابت ہو گیا انھوں نے حضرت زید بن حارثؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ بولے بیٹے اور غلام تھے ان کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیغام بھیجوایا کے اگر میرے ہاتھ کاٹنے کی سزا کو جرمانے سے بدل دیا جائے تو میں بھاری جرمانہ بھی ادا کرنے کے لئے تیار ہوں جب ان کی یہ عرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت غضبناک ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخدا اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی یہ گناہ سرزد ہوتا تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا اور تم سے پچھلی امتیں اسی وجہ سے تباہ برباد ہوئیں کہ جب ان کے صاحب ثروت افراد سے کوئی جرم سرزد ہوتا تو وہ چھوٹ جاتے جبکہ غریب نا کردہ جرائم کی بھی سزا بھگتتا۔ ۱۰۵؎

۵۔ بہتان:

بہتان بھی ایک سخت گناہ کبیرہ ہے یعنی مسلمان پاکباز مرد و عورت کی عزت پر کوئی تہمت یا بہتان دھرنا شریعت میں نہایت ناگوار اور قابل مذمت ہے یہ معاملہ نہایت سنگین نوعیت کا ہے کیونکہ اکثر سماجی سطح پر گھر اور گھر سے باہر، مرد اور عورتیں دونوں ہی کسی تیسرے کی عزت کو نشانہ بناتے ہیں یعنی جس طرح کے موسم کا حال بیان کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے دوسروں کی عزت کو ہدف بنایا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔

ترجمہ۔ جو لوگ پاک دامن عورتوں کو تہمت لگائیں پھر اس پر چار گواہ نہ لا سکیں تو تم ان کے ۸۰ کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی کو قبول نہ کرو اور یہی بدکار ہیں۔ ۱۰۶؎

(شریعت اسلامیہ میں اسی کوڑے کی سزا کو حد قذف بھی کہا جاتا ہے)۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان دار اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا

عذاب تیار کیا گیا ہے۔۱۰۷؎

اس دنیا میں نہیں تو آخرت میں ضرور اس گناہ عظیم کی بابت پوچھ گچھ ہوگی کیونکہ عزت کا معاملہ اللہ کی نظر میں بھی نہایت اہم ترین اور سنگین ہے جب ہی اس پر چار گواہ طلب کئے گئے ہیں کیونکہ کوئی بھی گناہ کبیرہ عام طور پر چھپ کر کیا جاتا ہے لہٰذا اس کے پس پردہ حکمت الٰہیہ کو بھی سمجھنا چاہئے اگر کوئی شخص کسی گناہ میں ملوث ہے تو ذاتی حیثیت میں اس کی اصلاح کی جائے بجائے اس کے اس کو لوگوں میں ذلیل ورسوا کیا جائے اور اس کی عزت کو سرِ عام بدنام کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ستار العیوب بھی ہے یعنی وہ اپنے بندوں کے عیبوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے چنانچہ وہ اپنے بندوں سے بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی ایک دوسرے کے عیبوں کی پردہ پوشی کریں اور دنیا میں عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اجر عظیم کی بشارت دی ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے!

جس نے کسی مسلمان مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت دوزخ کے سب سے نچلے طبقے یعنی 'خبال' میں ڈالیں گے۔۱۰۸؎

۶۔ناپ تول:

ناپ تول میں کمی ایک نہایت غیر اخلاقی، غیر ذمہ دارانہ اور شاطرانہ عمل ہے جس میں گاہک سے پیسے تو پورے وصول کئے جاتے ہیں لیکن اس کو سودا کم دیا جاتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جب اس غیر اخلاقی سرگرمی میں ملوث ہوئی تو ان کی رہنمائی کے لئے پیغمبر بھیجے گئے تاکہ انھیں اس قبیح فعل سے روکا جاسکے لیکن ایک طویل ہدایت اور رہنمائی کے باوجود قوم شعیب نہایت ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی سے اپنے مذموم عزائم میں ملوث رہی اور انھوں نے حضرت شعیب کی ایک نہ سنی دین اسلام مادیت پرستی، زر پرستی اور دنیا کی ہوس کی سخت مذمت کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کے مال وزر کسی ایک جگہ منجمد ہو کر نہ رہ جائے بلکہ سماج میں اس کی ترسیل جاری رہے تاکہ امیر امیر تر اور غریب غریب تر نہ ہو جائے جب ہی دین اسلام تمام مسلمانوں کو زکوۃ، صدقات، خیرات، فدیہ اور فطرے کی جانب ترغیب دیتا ہے تاکہ انسان مال کو اپنے ہاتھ سے خرچ کرے اور مال کی محبت میں گرفتار نہ ہو تاہم دنیا بھر کے مردوں کی طرح قرآن کریم اپنے خطاب میں مسلمان خواتین کو بالخصوص اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والی خواتین کو بالعموم یہ ہدایت دے رہا ہے کے اپنے مالی معاملات کی درستگی کا بہت لحاظ رکھا جائے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔

ترجمہ۔ جب تم ناپو تو پورا ناپو اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر اور نجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔۱۰۹؎

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ پیمانہ کو پورا رکھو اور کم دینے والوں میں نہ ہو۔۱۱۰؎

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔

ترجمہ۔لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور نہ زمین میں فساد پھیلاتے پھرو۔۱۱۱؎

۷۔شراب نوشی:

شراب نوشی یا نشہ چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو اس کے نہایت مضر اثرات صحت انسانی پر مرتب ہوتے ہیں لیکن دنیا بھر میں مرد و زن کی ایک کثیر تعداد مختلف اقسام کے نشے کے عادی ہے اب یہ ایک الگ بحث ہے کے وہ یہ نشہ فیشن، عادت یا ضرورت کے تحت کرتے ہیں لیکن ہر صورت میں اس کے مضر رساں اثرات سے فرد کے ساتھ ساتھ اس کا پورا خاندان بھی شدت سے متاثر ہوتا ہے۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے دنیا کے ہر ملک، خطے، قبیلے اور قوم میں نشہ کسی نہ کسی صورت میں موجود رہا جو بدستور آج بھی مستعمل ہے جس کی روک تھام کے لئے ہر سطح پر دامے درمے قدمے سخنے کوششیں جاری ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ، ساتھ اس میں کمی کے بجائے اضافہ ہوا ہے۔اسلام اپنے پیروکاروں کو یہ ہدایت دیتا ہے کے وہ نشہ اور اس کی ہر قسم سے دور رہے کیونکہ مسلمان کے لئے دنیا ایک آزمائش کی جگہ ہے جہاں مختلف انواع کی مشکلات سے اس کا واسطہ اور سابقہ پڑتا ہے لیکن کمزور اور بزدل ذہنیت کے افراد ان مشکلات سے بچنے کے لئے نشے کا سہارا لیتے ہیں جس سے مشکلات تو خیر کیا کم یا ختم ہوں گی بلکہ ایک نئی بن بلائی مصیبت ان کا گھر دیکھ لیتی ہے لہٰذا بار بار مصائب و مشکلات میں صبر و صلوۃ سے مدد لینے کی تلقین کی گئی دوسری جانب انسان کے حالات بھی سدا ایک جیسے نہیں رہتے بلکہ کچھ ہی عرصہ میں اللہ تعالی حالات کو بدل دیتے ہیں لہٰذا وقت کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کے چاہے وہ اچھا ہو یا برا گزر ہی جاتا ہے۔

نشے اور شراب نوشی کی بری عادت سے دور رہنے کے لئے قرآنی احکامات ذیل میں بیان کئے جا رہے۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۔

ترجمہ۔مسلمانو! اس کے سوا کچھ نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور استخارے کے پانسے ناپاک شیطانی کام ہیں تو تم ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کے شراب اور جوئے میں تمھیں پھنسا کر رکھے اور تمھارے درمیان عداوت اور نفرت ڈالے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔۱۱۲؎

۸۔فواحشات:

فواحشات سے مراد بدکاری، فحاشی اور بے حیائی ہے اس ضمن میں اسلامی تعلیمات نہایت واضح اور دوٹوک ہیں کیونکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو سختی سے فواحشات کے قریب جانے سے بھی منع کرتا ہے چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین۔لیکن تاریخ انسانی میں فحاشی، بدکاری، بے حیائی اور بے راہ روی کی مثالیں ہر سماج میں موجود رہیں لیکن یہ بھی مقام حیرت ہے کہ! بسا اوقات ان فواحشات کی کھلم کھلا اجازت اور آزادی میں ملکی اور مذہبی قوانین بھی پیش پیش رہے جیسے کے پروہت، پنڈت، کلیساء کے پوپ اور دیگر اعلیٰ عہدے داران نے اپنے مذموم عزائم کی تسکین کے لئے اس کو مذہبی رنگ میں لوگوں پر حلال کر دیا۔لیکن اسلام نے ہر قسم کے کھلے اور چھپے

فواحشات پر سختی سے قدغن لگائی تا کہ ایک صالح سماج کی داغ بیل پڑ سکے جب ہی نکاح کو انبیاء کی سنت کہتے ہوئے یہ بھی کہا گیا کے جس نے نکاح کیا گویا اس نے اپنے آپ کو ایک محفوظ قلعے میں بند کرلیا۔اسی نظریے کے پیش نظر زنا ااور بدکاری کی شدید سزائیں مقرر کی گئیں ہیں جبکہ نکاح کی زیادہ سے زیادہ ترغیب دی گئی ہے یہاں تک کے کنیزوں اور غلاموں کے نکاح کی بھی بار بار ہدایت کی گئی ہے تا کہ سماج میں بدکاری پنپنے نہ پائے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

ترجمہ۔بے حیائی کے کام جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ ۱۱۳؎

اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ۔

ترجمہ۔شیطان تم سے تنگ دستی کا وعدہ کرتا ہے اور تمھیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ ۱۱۴؎

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔جو لوگ یہ چاہتے ہیں کے مسلمانوں میں بے حیائی کا چرچا ہو،تو انھیں دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب دیا جائے گا، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ۱۱۵؎

۹۔گناہ:

گناہ سے مراد اللہ کی نافرمانی ہے، ہر وہ کام گناہ کے زمرے میں داخل ہے جس سے خالق کائنات کی نافرمانی ظاہر ہوتی ہو اب چاہے یہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہر صورت میں ان سے اجتناب ضروری ہے لیکن انسان بشری اعتبار سے کمزور پیدا کیا گیا ہے اور اس سے جانے اور ان جانے میں گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالی نے اپنی رحمت خاص سے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے چنانچہ جب کوئی انسان اپنے گناہ پر نادم ہوتا ہے اور اللہ کے حضور سچے دل سے معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالی اپنی رحمت خاص سے اس کے تمام چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اب چاہے ان گناہوں کی کثرت آسمان پر موجود ستاروں جتنی ہو،صحرا میں موجود ریت کے ذرات جتنی ہو یا سمندر میں موجود لہروں جتنی ہو۔اللہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان،شفیق اور رحم فرمانے والا ہیں لیکن گناہوں سے نفرت اور کراہیت ہر مسلمان کے دل میں ضرور ہونی چاہئے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ۔

ترجمہ۔کھلے اور چھپے ہر گناہ کو چھوڑ دو بے شک جو لوگ گناہ کماتے ہیں ان کو اس کی سزا دی جائے گی جو وہ کماتے ہیں۔ ۱۱۶؎

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْآىٰ اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِئُوْنَ۔

ترجمہ۔پھر ان کا انجام جو برے کام کرتے ہیں برا ہی ہے کیونکہ انھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور اس کی ہنسی اڑائی۔ ۱۱۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سات مہلک گناہوں سے بچو!

۱۔شرک۔۲۔جادو۔۳۔ناحق قتل۔۴۔سود۔۵۔یتیم کا مال کھانا۔۶۔جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینا۔۷۔پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔۱۱۸؎

۱۰۔زوجین کا ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنا:

مسلمان پاکباز مرد یا عورت پر الزام یا بہتان لگان گناہ کبیرہ میں شمار کیا جاتا ہے تاہم ہمارے سماج میں ایسے بے شمار کمزور کردار کے مرد وخواتین پائی جاتی ہیں جو کے اپنے نیک اور پاکباز بیویوں یا شوہروں پر الزام تراشی کرتی ہیں یا ان کے کردار کو مشکوک انداز سے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے کردار کے حوالے سے ابہام پیدا ہو جاتا ہے اگر چہ ایسا ادوار گزشتہ میں بھی ہوتا تھا لیکن فی زمانہ یہ برائی سماج میں بہت زیادہ دیکھنے میں آرہی ہے جس کی کئی وجوہات میں سے سب سے بڑی وجہ قوت برداشت کا کم ہونا، بہت زیادہ توقعات کا قائم کر لینا اور مرد وخواتین کی شادی کے وقت ان کی رضامندی اور مرضی کا نہ ہونا سرفہرست ہے۔

ظہار:

ظہار کا مادہ ظہر سے نکلا ہے جس کے معنی شدت، غلبے، ظاہر اور پشت کے ہیں۔محرمات ابدیہ یعنی جن سے نکاح حرام ہے جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ اور ان کے جسم کا وہ حصہ جو دیکھنا جائز نہیں ہے اس حصہ کے ساتھ اپنی بیوی کو تشبیہ دینا جیسے تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یہ واضح اور صاف طور پر ظہار ہے گو کہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے لیکن کفارہ ادا کئے بغیر وہ اپنی بیوی کے ساتھ قربت نہیں کر سکتا اور ظہار کا کفارہ بھی ایلاء کے کفارے جیسا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًاؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ۔

ترجمہ۔تم میں سے جو لوگ اپنی عورتوں سے زبردستی کہہ رہے ہیں، وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنھوں نے انھیں جنم دیا اور وہ بے شک ایک بے ہودہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں بے شک اللہ درگزر کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔۱۱۹؎

اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَاۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَۚ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۔۱۲۰؎

ترجمہ۔بس اگر تم دونوں (ازدواج) اللہ کے حضور توبہ کرو کے بے شک تم دونوں کے قلوب مائل ہو جائیں گے (نیکی کی توفیق حاصل ہوگی) بس اگر تم دونوں اس کے اوپر زبردست بننے کی کوشش کرتی رہی تو بے شک اللہ جبرائیل اور صالح مومنین نبی کے دوست ہیں اور اس کے بعد مائکہ بھی مددگار ہیں۔

لعان:

اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام صاف الفاظ میں لگائے یا اولاد کے متعلق کہے کہ وہ اس کی نہیں ہے اور قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہو تو اس کو لعان کہتے ہیں حاکم شرعی پہلے ان دونوں کو موقع دے گا کے ان میں سے کوئی اپنے قصور کا اعتراف کرے یعنی یا تو مرد اپنا الزام واپس لے یا پھر عورت اپنے قصور کا اعتراف کرے اگر دونوں ہی اپنی بات پر اصرار کریں تو تب لعان کروایا جائے گا یعنی پہلے شوہر سے کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کے اس نے اپنی بیوی پر جو زنا کا لزام لگایا ہے وہ درست ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی لعنت اس پر ہو پھر بیوی سے یہ کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ شوہر نے جو زنا کا الزام اس پر لگایا ہے وہ غلط ہے پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَيَدْرَاُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ جو لوگ اپنی عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ نہیں ہیں سوائے ان کی اپنی ذات کے تو ان میں سے ایک کی گواہی ہے خدا کی قسم کے ساتھ چار بار کہے کے بے شک وہ سچوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹوں میں ہے تو اس پر لعنت ہو اور اس عورت سے یہ بات سزا کو ٹال دیتی ہے کے وہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کے ساتھ کہ بے شک وہ مرد جھوٹوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے یعنی مجھ پر اللہ کو غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچوں میں ہو اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ بات نہ ہوتی کے اللہ مہربان حکمت والا ہے تو کیا کچھ نہ ہو جاتا۔ ۱۲۱؎

وَيَدْرَاُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اور عورت کی سزا کو یہ بات دور کر دے گی کہ اللہ کو گواہ کر کے چار مرتبہ یہ کہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹا ہے، اور پانچویں مرتبہ کہے کہ بے شک اس پر اللہ کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہے۔ ۱۲۲؎

۱۱۔ جھوٹ:

جھوٹ ایک نہایت قبیح اخلاقی برائی ہے جس کی وجہ سے انسان کا سماجی وقار اور عزت بری طرح سے مجروح ہوتی ہے یہی نہیں بلکہ اس کی ہر بات کا اعتبار بھی ختم ہو جاتا ہے اسی لئے بار بار سچ گوئی کی تلقین کی گئی تا کہ شخصی وقار کے ساتھ ساتھ سماجی سطح پر بھی دروغ گوئی کے مضر اثرات سے بچا جا سکے اس ضمن میں مرد و زن دونوں کے درمیان ہی سخت مقابلہ جاری ہے اور دونوں ہی اس میدان میں کسی

سے پیچھے نہیں بالخصوص آج کے اس مادی دور میں مردوں کی طرح خواتین بھی بڑھ چڑھ کر اپنی بڑائی جتانے، لوگوں میں فخر اور غرور کے اظہار اور نام ونمود کی خاطر جھوٹ کا سہارا لیتی ہیں جبکہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد فیشن میں بھی جھوٹ بولتی ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کے اللہ نے انسان کی زبان اور دل ایک بنایا ہے تو انسان پر لازم ہے کہ وہ بات بھی مکمل یقین اور سچائی کے ساتھ ایک اور سیدھی سچی کرے اگر چہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کے سچ بولنا ہر فرد کے بس کی بات نہیں کیونکہ سچ صرف وہی شخص بولتا ہے جو نڈر اور بہادر ہو لہٰذا یہ سوال سب کے لئے اہم ہے کے آیا ہم کتنے بہادر ہیں؟ اور کس قدر سچ بولنے کی ہمت رکھتے ہیں؟

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّار۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ کسی ایسے کو ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا ناشکرا ہے۔ ۱۲۳؎

لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔

ترجمہ۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔ ۱۲۴؎

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔

ترجمہ۔ بتوں کی ناپاکی اور جھوٹی باتوں سے بچو۔ ۱۲۵؎

اسی حوالے سے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا! جھوٹے شخص کے پاس مروت نہیں ہوتی اور اللہ اس کو نسیان میں مبتلا کر کے اس کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کے اندر سے شرم رخصت ہوجاتی ہے اور وہ جھوٹ بولنے میں اس قدر معروف ہوجاتا ہے کے اس کا سچ بھی قابل قبول نہیں رہتا ہے۔

علم کی سب سے بڑی روکاوٹ جھوٹ ہے، تاہم دو چیزیں جھوٹ سے جدا نہیں ہوسکتی ہیں۔

۱۔ بہت زیادہ وعدے۔ ۲۔ حد درجہ عذر خواہی۔ ۱۲۶؎

۱۲۔ آباء پرستی:

آباء پرستی سے مراد اپنے آباؤ اجداد پر بے جا فخر کرتے ہوئے ان کے قائم کردہ غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر اسلامی رسم ورواج کی پابندی کرتے ہوئے غرور وفخر محسوس کرنا اس قسم کی آباء پرستی ہر دور میں ہی ہوتی رہی جس کی شدید مذمت اس وقت کے انبیاء اور رسل نے کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کفار اور مشرکین اپنے آباؤ اجداد کی بے جا تعریفیں بیان کرتے اور ایک اللہ کی عبادت سے صرف اس وجہ سے انکار کرتے کیونکہ ان کے آباؤ اجداد کئی خداؤں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی حوالے سے ارشاد خدوا ندی ہوا!

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا ہے تو وہ کہتے کے (نہیں) بلکہ ہم اس طریقہ کی پیروی کریں

گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ ۱۲۷؎

موجودہ دور میں بھی کئی خاندانی رسم و رواج جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں بڑے اہتمام سے ادا کی جاتی ہیں اور اپنے آباؤ اجداد پر بے جا فخر بھی کیا جاتا ہے مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر رسم مایوں اور رسم حنا، گانا بجانا، ناچنا، زبردستی جہیز وصول کرنا، نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی اپنی پسند کی شادی میں روکاوٹیں کھڑی کرتے ہوئے یہ کہنا کے شادیاں ہمارے خاندان اور نسل و نسب میں ہی ہوتی ہیں اندرون سندھ سادات کرام کا اپنی بیٹیوں کی خاندان میں بے جوڑ شادیاں کرنا اور یہ کہنا کے ہماری نسل یا نسب میں کسی دوسری نسل کا پیوند نہ لگے اور بسا اوقات لڑکیوں کی شادیاں قرآن سے کرنا وغیرہ شامل ہے۔

شریعت اسلامی ایسی تمام واہیات رسم و رواج کی شدت سے ممانیت کرتی ہے۔

۱۳۔ تکبر:

اسلام میں غرور و تکبر کو سخت ناپسند کیا گیا ہے کیونکہ یہ صفت ابلیسیت ہے اور اسی نے تکبر میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے آدم کو سجدے سے انکار کیا تھا روایت میں آتا ہے کہ جس نے تکبر کیا گویا اس نے اللہ کی چادر کو کھینچنے کی جسارت کی اور کائنات میں تکبر صرف اللہ کو زیب دیتا ہے لیکن اس اخلاقی بیماری میں بھی مرد و زن دونوں ہی مبتلا ہیں جس کی وجہ سے سماج میں کئی پیچیدہ نفسیاتی اور ذہنی امراض اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۔

ترجمہ۔ جو تکبر کرتے ہیں (اللہ) انھیں دکھ دینے والا عذاب دے گا۔ ۱۲۸؎

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اعراف والے پکاریں گے جنہیں وہ ان کی نشانی سے پہچانتے ہوں گے، کہیں گے تمہاری جماعت تمہارے کسی کام نہ آئی اور نہ وہ جو تم تکبر کیا کرتے تھے۔ ۱۲۹؎

اسی حوالے سے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم کے اقوال ہیں!

تکبر صرف پست اور گمنام لوگ ہی کرتے ہیں۔

جو تکبر کرتا ہے وہ علم حاصل نہیں کر سکتا ہے خود پسندی دولت کے اضافے کو روک دیتی ہے جبکہ بدترین تکبر انسان کا اپنے رشتے داروں اور اپنے ہی جیسے لوگوں سے تکبر کرنا ہے۔ ۱۳۰؎

۱۴۔ بخل:

بخل سے مراد اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری اور ان نعمتوں اور مال و اسباب کو جہاں خرچ کرنے کے شرعی احکامات ہیں ان سے روگردانی کرنا ہے بخل شیطان کی عادت اور اس کا وسوسہ ہے کیونکہ وہ بنی نوع انسان کو غربت اور افلاس سے ڈراتا ہے اور مال کو بچا کر

رکھنے کی ترغیب دیتا ہے دوسری جانب اللہ اپنے دئے ہوئے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور وسعت کی خوشخبری سناتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ۔

ترجمہ۔ ہر عیب کرنے والے، غیبت کرنے والے کی خرابی ہے جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ۱۳۱؎

هَاَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ۔

ترجمہ۔ خبردار تم وہ لوگ ہو کے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو بلائے جاتے ہو، تو کوئی تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے، اور جو بخل کرتا ہے سو وہ اپنی ہی ذات سے بخل کرتا ہے، اور اللہ بے پرواہ ہے اور تم ہی محتاج ہو، اور اگر تم نہ مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا، پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔ ۱۳۲؎

وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی۔

ترجمہ۔ (بخیل) کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا جب وہ (دوزخ) میں اوندھا پڑے گا۔ ۱۳۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوال:

کنجوسی تمام بدترین عیوب کی جامع ہوتی ہے اور کنجوس کی طرف فقیری بڑی تیزی سے بڑھتی ہے کیونکہ یہ اسی سے بھاگتا ہے۔

آپ نے اپنے بیٹے سے کہا! اے بیٹے! کنجوس کی دوستی سے بچو کیونکہ یہ تمھاری شدید حاجت کے وقت الگ ہو کر بیٹھ جائے گا جبکہ بہت سی بیماریاں بخل کی علامت ہوتی ہیں۔ اور کبھی کسی بخیل سے مشورہ نہ کرو کیونکہ وہ تم سے فضیلت کو الگ کر دے گا اور فقر کو تمھارے قریب کر دے گا۔ ۱۳۴؎

۱۵۔ فضول خرچی:

اللہ کی نعمت کو بلاوجہ ضائع کرنا اور حد درجہ اسراف اللہ کو سخت ناپسند ہے اسی وجہ سے فضول خرچ کو شیطان کا بھائی کہا گیا کیونکہ وہ اپنی ہوائے نفس میں اس قدر ڈوب چکا ہے کے اسے اپنے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا شریعت اسلامی ہر مسلمان مرد و زن کو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدردانی، ان کا شکرادا کرنا، اور ضرورت مندوں پر اس کو خرچ کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔

ترجمہ۔ بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں جبکہ شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ ۱۳۵؎

وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔

ترجمہ۔(اور تم) فضول خرچ نہ کرو کیونکہ (اللہ) فضول خرچ کو پسند نہیں کرتا۔[۱۳۶]

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول:

اسراف ہر چیز میں برا ہے سوائے نیکیوں میں جبکہ میانہ روی تھوڑے کو بڑھا دیتی ہے تاہم اسراف زیادہ کو بھی ختم کر دیتی ہے۔[۱۳۷]

۱۶۔جادو:

کمزور کردار کے مرد وزن لوگوں کو تکلیف وایذا پہنچانے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں جن میں جادو ٹونا بھی شامل ہے تاہم ہمارے سماج میں جادو ٹونے کو بڑھاوا دینے میں دینی تعلیمات کی کمی، جہالت اور توہم پرستی نے بھی اپنا کردار ادا کیا ہے دوسری جانب اس کے بڑھنے کی ایک نفسیاتی وجہ بھی ہے جس کی جانب توجہ دینا بھی از حد ضروری ہے اور وہ یہ کہ جادو ٹونے میں وہی خواتین وحضرات زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں جو اپنے مسائل کے ممکنہ حل سے تقریباً مایوس ہو چکے ہوں یعنی ان کو درپیش گھریلو، مالی، معاشی یا دیگر افراد خانہ کی جانب سے دی جانے والی اذیت، پریشانی اور تکالیف جب حد سے بڑھ جاتی ہیں اور وہ جب ان کا تذکرہ اپنے اہل خانہ، شوہر، بھائی یا باپ سے کریں تو اس جانب سے بھی بے رخی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا جائے چنانچہ ایسے افراد اپنی محدود Capacity میں از خود ان مسائل کو حل کرنے کے لئے کسی پیر یا جعلی عامل کے چکر میں پھنستے ہیں لہٰذا افراد خانہ بالخصوص گھر کے با اثر مرد حضرات کو لازمی ایک دوسرے کی بات کو توجہ سے سننا اور اس کے مناسب حل کی تجویز دینا چاہئے کیونکہ ابتداء میں تو یہ مسئلہ انھی کی جانب پیش کیا جاتا ہے لیکن لوگوں کی بے رخی کے سبب متاثرہ افراد اس انتہائی قدم کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

اس حوالے سے ارشادات خدوا ندی ہیں!

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ۔

ترجمہ۔جادوگر فلاح نہیں پاتے۔[۱۳۸]

وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ۔

ترجمہ۔(اللہ اپنی پناہ میں رکھنا) گرہوں میں پھونک مارنے والی عورتوں سے۔[۱۳۹]

وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

ترجمہ۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کے جس نے جادو کو خریدا اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہیں، اور وہ چیز بہت بری ہے جس کے بدلہ میں انہوں نے اپنے آپ کو بیچا، کاش وہ جانتے۔[۱۴۰]

وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ۔

ترجمہ۔(وہ) اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو ضرر (یا نقصان) نہیں پہنچا سکتے۔[۱۴۱]

حضرت امام احمد بن حنبل، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ! حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے ساحر کو قتل کر دیا جائے۔

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ساحر کی حد یہ ہے کے اس کو تلوار سے مار دیا جائے۔ ۱۴۲؎

۱۷۔ مال کی محبت:

بے شک انسان مال کی محبت میں شدید تر ہے روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کو مال کے فتنہ میں مبتلا کیا گیا اور قیامت سے قبل ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب لوگوں کو اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہ ہوگی کے آیا مال حلال یا حرام ذرائع سے کمایا گیا ہے اگر سماجی برائیوں کا مطالعہ کیا جائے تو ہر جرم کے پیچھے مال کی حرص و ہوس نظر آتی ہے چاہے وہ قتل، چوری، ڈکیتی، اغوا برائے تاوان، رشوت، سود، ناپ تول میں کمی، بے ایمانی، دھوکہ، جھوٹی قسم، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کرنا اور انھیں بیچنا ہی کیوں نہ ہو یہاں تک خود انسان اپنے آپ کو بھی پیسوں کی خاطر بیچ دیتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی پیدائش سے قبل تین چیزوں کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یعنی۔

۱۔اس کا دنیا میں آنے کا وقت۔ ۲۔اس کا دنیا سے جانے کا وقت۔ ۳۔اور اس کا رزق۔

جب اللہ کی طرف سے اس کی عمر اور رزق کا تعین کر دیا گیا جس میں کسی قسم کی کوئی کمی کی گنجائش نہیں اور نہ ہی اس کا رزق کوئی چھین سکتا ہے لیکن بدقسمتی سے انسان اپنے رب سے متعلق بے یقینی کا شکار ہے جس کی وجہ سے وہ تاعمر مال کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے تاہم قدرت کا یہ اصول ہے کہ جس طرح سے انسان کی موت اس کے پیچھے دوڑ رہی ہے بالکل اسی طرح سے اس کا مال بھی اس کے پیچھے دوڑتا ہے اور اس تک پہنچ کر ہی رہتا ہے بس وہ اس دنیا میں آکر صرف ایک کام کرتا ہے یعنی اللہ کے دئے ہوئے رزق کو یا تو وہ حلال کرتا ہے یا پھر حرام یہاں خواتین مخاطب ہیں اسی لئے انھیں بھی اپنے گھر کے مردوں اور شوہر کو اپنی بے جا فرمائشوں اور فضول خرچیوں سے پریشان نہیں کرنا چاہئے بلکہ رزق حلال کی جانب ان کی توجہ قائم رکھنا چاہئے کیونکہ خواتین کی بے جا فرمائشوں کی وجہ سے بھی مرد بے راہ روی اور رزق حرام کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔

ترجمہ۔ بہتاتیت کی حرص نے تمھیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبرستان تک جا پہنچے۔ ۱۴۳؎

كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ۔

ترجمہ۔تم ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ تباہ ہوا۔ ۱۴۴؎

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا۔

ترجمہ۔تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی ان کا مارنا بہت بڑی خطاء ہے۔ ۱۴۵؎

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رزق کا دروازہ عرش تک پھیلا، اور کھلا ہے اور اسباب معیشت بے حساب ہیں۔ ۱۴۶؎

حضرت کعب بن عیاضؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ ۱۴۷؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو پھر بھی وہ چاہے گا کے اسے تیسری وادی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا کوئی چیز اس کے منہ کو نہیں بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ ۱۴۸؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ مسلمان کامیاب ہو گیا جس کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس پر قانع کر دیا۔ ۱۴۹؎

ارشاد خداوندی:

وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ۔ ترجمہ۔ وہ جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ ۱۵۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نزدیک کون سے شہداء سب سے زیادہ مکرم ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ شخص جس نے کسی ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور حاکم نے اس کو شہید کر دیا۔ ۱۵۱؎

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کے دن کن لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے نبی کو قتل کیا یا نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کو قتل کیا پھر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی! بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور عدل وانصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوعبیدہ! بنی اسرائیل نے صبح کے اول وقت میں ۴۳ نبیوں کو قتل کیا تو نبی اسرائیل کے ۱۱۲ عبادت گزار علماء کھڑے ہوئے انھوں نے ان کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو بنی اسرائیل نے اس دن کے آخری حصے میں ان سب کو قتل کر دیا۔ ۱۵۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ تعالی ہر جبر کرنے والے کو ذلیل اور ہر متکبر کو بے عزت کرتا ہے۔

جو اپنی ہر پریشانی کو کھل کر ہر کسی سے بیان کرتا ہے وہ اپنی ذلت سے راضی ہو جاتا ہے۔

جو اللہ کی نافرمانی میں لذت محسوس کرتا ہے اللہ اس کو ذلت سونپ دیتا ہے۔
قرض زمین پر اللہ کی زنجیر ہے جب وہ کسی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اسے اس کی گردن میں ڈال دیتا ہے۔ ۱۵۳

روحانی وظیفہ:

جو شخص ۷۵ مرتبہ یامذِلُّ پڑھ کر سر بسجود ہو کر دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو حاسدین، ظالمین اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔
یامذِلُّ پڑھنے والے کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں نیز اگر کسی نے اس کا حق روک رکھا ہے تو وہ بھی ادا ہو جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۱۰۷۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۷۔
۴۔سورہ مریم۔آیت۔۷۴۔
۵۔سورہ المومن۔آیت۔۸۲۔
۶۔سورہ ق۔آیت۔۳۶۔
۷۔سورہ القمر۔آیت۔۲۸۔
۸۔سورہ القمر۔آیت۔۲۹۔۳۰۔
۹۔سورہ ہود۔ایت۔۶۵۔
۱۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۳۔۴۵۔
۱۱۔سورہ ہود۔آیت۔۶۷۔۶۸۔
۱۲۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۔۸۔
۱۳۔سورہ ہود۔آیت۔۶۶۔
۱۴۔سورہ القمر۔آیت۔۳۱۔
۱۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۹۔
۱۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔رقم الحدیث۔۱۴۱۶۰۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۴۰۷۰۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۳۷۹۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۲۶۲۳۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۲۱۔سورہ المرسلات۔آیت۔۱۔۴۔

۲۲۔سورہ المرسلات ۔۱۔
۲۳۔المفردات بالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی ۔)۔ج۔۲۔ص۔۳۶۱۔دار الشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۳۴۳۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۲۵۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)۔ص۔۱۷۵۔رقم الحدیث ۵۰۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۰ھ۔
۲۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۹۹۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۴۵۰۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔سورہ القمر۔آیت۔۱۹۔
۲۹۔سورہ الفجر۔آیت۔۶۔۷۔
۳۰۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۵۔
۳۱۔سورہ القمر۔آیت۔۳۳۔
۳۲۔سورہ ہود۔آیت۔۷۰۔
۳۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۳۴۔سورہ القمر۔ایت۔۳۴۔
۳۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۳۲۔۳۴۔
۳۶۔سورہ القمر۔آیت۔۳۷۔
۳۷۔سورہ القمر۔آیت۔۳۸۔
۳۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۔۵۔
۳۹۔سورہ النسا۔آیت۔۸۴۔
۴۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۔
۴۱۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔ج۔۵۔ص۔۳۴۴۔دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۴۲۔سورہ ق۔آیت۔۱۲۔
۴۳۔سورہ ق۔آیت۔۱۴۔
۴۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۴۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۱۲۔
۴۶۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۱۳۔
۴۷۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۱۴۔
۴۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۱۵۔
۴۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۱۸۔

۵۰۔مختصر تاریخ دمشق۔ج۔۲۰۔ص۔۱۰۶۔مطبوعہ دارالفکر دمشق۔۱۴۰۴ھ۔

۵۱۔سورہ المائدہ۔آیت۔۷۸۔

۵۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔۶۰۔

۵۳۔الجامع الصحیح مسلم۔ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ) کتاب فتن۔باب فتنہ دجال۔مکتبہ۔دارالسلام الریاض۔۲۰۰۰ء۔

۵۴۔سورہ الفیل۔آیت۔۱۔۵۔

۵۵۔سورہ الشعرا۔آیت۔۲۲۱۔

۵۶۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۱۔۹۔

۵۷۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۴۔

۵۸۔سورہ المزمل۔آیت۔۱۶۔

۵۹۔سورہ القصص۔آیت۔۸۔

۶۰۔سورہ ہود۔آیت۔۹۸۔

۶۱۔سورہ ہود۔آیت۔۹۹۔

۶۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۶۔

۶۳۔سورہ یونس۔آیت۔۹۲۔

۶۴۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۳۹۔۴۰۔

۶۵۔سورہ الفجر۔آیت۔۶۔۱۴۔

۶۶۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۵۔۲۶۔

۶۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۶۔

۶۸۔سورہ القمر۔آیت۔۱۹۔

۶۹۔سورہ الفجر۔آیت۔۶۔۷۔

۷۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔

۷۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۳۴۳۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۷۲۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔ج۔۲۔ص۔۳۶۱۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۷۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔

۷۴۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)۔ص۔۱۷۵۔رقم الحدیث ۵۰۲۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۰ھ۔

۷۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۹۰۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۷۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب المنافقین۔رقم الحدیث۔۲۷۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔

۷۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۵۔

۷۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۷۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۳۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۸۰۔مسند احمد۔معجم الکبیر۔امام طبرانی۔امام ابویعلی۔امام بزاز۔مجمع الزوائد۔ج۔۴۔ص۔۷۔۳۔مطبوعہ دارلکتاب العربی۔بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۸۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۸۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۸۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۸۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۱۴۹۱۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔ج۔۴۔رقم الحدیث۔۳۳۰۶۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۸۶۔سورہ روم۔آیت۔۴۴۔
۸۷۔سورہ انعام۔آیت۔۴۶۔
۸۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۳۔
۸۹۔سورہ النسا۔آیت۔۴۸۔
۹۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۹۔
۹۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۱۔
۹۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔۷۲۔
۹۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۹۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۹۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۹۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۱۔
۹۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۱۔
۹۸۔سورہ النسا۔آیت۔۹۲۔
۹۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۲۔
۱۰۰۔سورہ النور۔آیت۔۲۔
۱۰۱۔سورہ النسا۔آیت۔۱۵۔
۱۰۲۔سورہ النور۔آیت۔۲۶۔
۱۰۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۱۰۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۸۔
۱۰۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۱۰۶۔سورہ النور۔آیت ۔۴۔
۱۰۷۔سورہ النور۔آیت ۔ ۲۳۔
۱۰۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔
۱۰۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۵۔
۱۱۰۔سورہ الشعرا۔آیت۔۱۸۱۔
۱۱۱۔سورہ الشعرا۔آیت ۔۱۸۳۔
۱۱۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۱۔
۱۱۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۱۔
۱۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۸۔
۱۱۵۔سورہ النور۔آیت۔۱۹۔
۱۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۰۔
۱۱۷۔سورہ روم۔آیت۔۱۰۔
۱۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۱۹۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۔
۱۲۰۔سورہ تحریم۔آیت۔۴۔
۱۲۱۔سورہ النور۔آیت۔۶۔۱۰۔
۱۲۲۔سورہ النور۔آیت۔۸۔۹۔
۱۲۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۳۔
۱۲۴۔سورہ آل عمران۔۶۱۔
۱۲۵۔سورہ الحج۔آیت۔۳۰۔
۱۲۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۱۲۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۰۔
۱۲۸۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۲۔
۱۲۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۸۔
۱۳۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۱۳۱۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۱۔۳۔
۱۳۲۔سورہ محمد۔آیت۔۳۸۔
۱۳۳۔سورہ الیل۔آیت۔۱۱
۱۳۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۱۳۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۷۔
۱۳۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۱۔
۱۳۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۱۳۸۔سورہ یونس۔آیت۔۷۷۔
۱۳۹۔سورہ الفلق۔آیت۔۴۔
۱۴۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۲۔
۱۴۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۲۔
۱۴۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۱۴۶۰۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۳۔سورہ التکاثر۔آیت۔۱۔۲۔
۱۴۴۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۸۱۔
۱۴۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۱۔
۱۴۶۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المناوی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۷ھ۔
۱۴۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۳۶۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۲۴۳۹۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۴۸۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۵۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔
۱۵۱۔مسند بزاز۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی۔
۱۵۲۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۳۔رقم الحدیث۔۱۴۴۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱
۱۵۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلسَّمِیْعُ
سب کچھ سننے والا

He who hears everythings.

وَاِنَّ اللّٰہَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔(انفال۔۴۲)

ترجمہ۔بے شک اللہ سمیع (سننے والا) اور جاننے والا ہے۔

اَلسَّمِیْعُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا (نمبر ۱۸۰ اور عدد ۹ ہے)۔
اَلسَّمِیْعُ ۔(س۔م۔ع) سے مشتق ہے،جس کے معنی سننے کی قوت اور صلاحیت کے ہیں۔ا؎
اَلسَّمِیْعُ ۔کا ذکر قرآن کریم میں (۴۵) مرتبہ کیا گیا ہے۔
سَمِعٌ ۔کان کی اس قوت کا نام ہے جس سے انسان آوازوں کو سنتا اور محسوس کرتا ہے لہٰذا سننے والے کو سَمِیْعٌ کہا جاتا ہے۔
قرآن کریم نے حصول علم کے لئے سَمِعٌ ، بصر اور قلب کا ذکر کیا ہے سماعت اور بصارت ان حواس کی ترجمان ہیں جن کے ذریعے محسوس اشیاء کے متعلق معلومات انسانی ذہن تک پہنچتی ہیں بالفاظ دیگر یہ علم محسوسات کے ذرائع ہیں تاہم ان علمی محسوسات کے ذریعے سے جو معلومات قلب انسانی تک پہنچتی ہے قلب اس کے ذریعے سے تصورات و متعین کرتا ہے تاہم قرآن کریم علم محسوسات کو خاص اہمیت دیتے ہوئے یہ کہتا ہے کے جو لوگ سَمِعٌ ، بصر اور قلب سے کام نہیں لیتے وہ جہنمی ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔

ترجمہ۔یہ حقیقت ہے کے بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جنھیں ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیا ہے ان کے پاس دل ہیں مگر وہ اس سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھو گئے ہیں۔۲؎

اسم اَلسَّمِیۡعُ کا نظام کائنات میں کردار:

انسانی حواس کی تعداد گیارہ ہزار ہے لہٰذا کائنات میں جس قدر مخلوقات بھی پائی جاتی ہیں ان سب کو سماعتوں کا شعور اللہ کی صفت اَلسَّمِیۡعُ سے حاصل ہے خود اللہ تعالی کی سماعت کا ادراک و آگہی انسان کے بس کی بات نہیں تاہم کل کائنات کی ابتداء لفظ ُکن' جبکہ انتہاء ُصور' پھونکے جانے کی آواز سے ہوگی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ بِاَمۡرِہٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمۡ دَعۡوَۃً ٭ۖ مِّنَ الۡاَرۡضِ ٭ۖ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ۔

ترجمہ۔جونہی اس نے تمھیں زمین میں سے پکارا بس ایک ہی پکار میں اچانک تم نکل آ ؤ گے۔ ۳؎

قابل غور نکتہ آواز کی طاقت اوراس کی اثر پذیری کے کمال کا ہے کیونکہ اللہ نے جب کن کہا تو کائنات اوراس میں موجود تمام مخلوقات اسی انداز سے ظاہر ہوگئیں جو اللہ کے ارادے میں تھی لہٰذا یہ بات طے ہے کے سارا عالم اللہ کے پاک کلام کی آواز کی تجلی سے منور اور روشن ہے اللہ تعالی نے تمام نوع انسانی کو ان کی تخلیق کے اولین ادوار میں جب وہ اروح کی شکل میں آسمانوں میں قیام پذیر تھیں کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ!اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ ۔ ۴؎۔ترجمہ۔یعنی کیا میں تمھارا رب ہوں؟

کائنات میں روزِ الست انسانی سماعت سب سے پہلے متحرک ہوئی اورانسان نے سب سے پہلی آواز اللہ کی سنی لیکن دنیا میں آنے سے قبل بھی انسان جب ابھی جنین کی حالت میں تھا تو اس کی قوت سماعت حس بصارت سے پہلے پیدا کی گئی یعنی جنین میں حس سماعت پندرھویں ہفتے سے شروع ہوکر بیسویں ہفتے میں پختہ ہوتی ہے جبکہ پچیسویں ہفتے میں جنین مختلف آوازوں پر اپنے ردعمل کا اظہار بھی کرتا ہے اور دلچسپ امر یہ ہے کہ وہ اپنی ماں کی آواز سے بہت مانوس ہوتا ہے جسے وہ علیحدہ سے شناخت کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاللّٰہُ اَخۡرَجَکُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَیۡئًا ۙ وَّ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَۃَ ۙ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ۔

ترجمہ۔اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اس نے تمھیں کان دئے،آنکھیں دیں اور سوچنے کے لئے دل دئے تا کہ تم شکر گزار بنو۔ ۵؎

یہاں قابل غور امر یہ ہے کے آیت قرآن میں اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد میں انسانی سماعت کا ذکر بصارت سے پہلے کیا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کے انسان کی سماعتی قوت دیگر جانداروں کے مقابلے میں کمزور ہے کیونکہ کتے ، بلیاں اور لومڑیاں 60,000 ہرٹز تک کی آوازیں با آسانی سن لیتے ہیں اسی طرح سے چوہے، چمگادڑ، وہیل مچھلی اور ڈولفن 1,000,00 (ایک لاکھ) ہرٹز کی آوازیں سن لیتے ہیں ان جانداروں کے کان کی بناوٹ میں بھی واضح فرق پایا جاتا ہے جبکہ انسان آواز کو اس کی فریکوئینسی کی وجہ سے سن پاتے ہیں یعنی انسان کم سے کم 20،اور زیادہ سے زیادہ 20,000 ہرٹز کی آوازیں سن پاتے ہیں کیونکہ یہ وہ آوازیں ہیں جو کان کے پردے پر ارتعاش پیدا کرسکتی ہیں۔20 ہرٹز کی رینج سے کم یا 20,000 ہرٹز کی رینج سے زائد فریکوئنسی کی

آوازیں انسانی کان کے پردے پر ارتعاش پیدا نہیں کرتیں یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کے آواز کبھی فنا نہیں ہوتی بلکہ یہ فضا میں محفوظ رہتی ہے آواز ایک طاقت ورتوانائی ہے اگر چہ کائنات کی بنیاد بھی ایک آواز کن پر ہی قائم ہے جبکہ اس کا اختتام بھی صور کی چنگھاڑ پر ہوگا۔

انسانی سماعت:

انسانی سماعت شیرین بیانی، موسیقی کی مدھر تان اور آواز کی شیرینی سے بے حد متاثر ہوتی ہے چاہے وہ قرآن کریم کی قراءت ہو، حمد،نعت یا منقبت کے اشعار کو ترنم سے پڑھا جائے، محافل سماع کا انعقاد ہو یا پھر ٹھیٹھ راگ یا جدید وقدیم موسیقی کی محافل وغیرہ۔ شیرین آواز کے انسانی روح پر پڑنے والے پر کیف اور پرسوز اثرات کے ضمن میں رومی اپنی مثنوی میں بڑے دلنشین پیرائے میں بانسری کی تشبیہ بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں خلیفہ عبدالحکیم کے مطابق !رومی اپنی مثنوی کا آغاز ہی بانسری کی مدھ بھری آواز کی انسانی روح پر پڑنے والے اثرات سے کرتے ہیں کیونکہ بانسری کا مضمون ان کی تمام مثنوی اور تمام تصوف کا لب لباب ہے ان کی مثنوی کے ان ابتدائی اشعار کا تعلق باقی مثنوی سے بالکل ایسا ہی ہے جیسا کے سورہ الفاتحہ کو قرآن سے جس طرح سے تمام قرآن اور اسلام کا عطر سورہ الفاتحہ میں موجود ہے بالکل اسی طرح سے بانسری کے اشعار میں، جو کے مثنوی کی تمہید ہیں ان کا تمام تصوف اور فلسفہ ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے موسیقی کی نسبت انسانوں کا عام تجربہ یہ ہے کے وہ جس قدر درد انگیز اور سوز وگداز سے لبریز ہوگی اسی قدر وہ انسانی روح کو متاثر کرے گی جبکہ موسیقی سے متعلق مختلف اہل علم ،حکماء،صوفیاء اور ماہرین نفسیات کے الگ الگ نظریات ہیں ان میں سے کچھ اہل علم کا تو اس بات پر یقین کامل ہے کے ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعے سے انسان اپنی روحانی ماہیت بلکہ وہ ماہیت حیات جو کائنات میں غوطہ زن ہے کو استوار کر سکتا ہے اگر چہ اس قسم کا عرفان نہ تو حواس سے حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی عقل واستدلال سے بعض اوقات انسانی حواس اور معقولات محض سطح حیات پر ہی تیرتے رہ جاتے ہیں، یا یوں کہیے کے وہ ہستی کے حجاب ونقاب ہیں تاہم عارف کے لئے یہ پردے بھی ساز کے پردے بن جاتے ہیں لہٰذا موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطے سے روحانی عالم میں پہنچا دیتی ہے آگے چل کر رومی خود ہی حیرت سے یہ فرماتے ہیں !رباب کو دیکھو اس کے تار،لکڑی اور پوست سب ہی مادی ہیں لیکن جہاں مضراب نے اس میں ارتعاش پیدا کیا فوراً ہی روح انسانی اس سے متاثر ہونا شروع ہو جاتی ہے لیکن بانسری سے جو عارف رومی نے مضامین پیدا کئے ہیں وہ کسی اور ساز سے پیدا نہ ہو سکے ہندومت میں بھی بانسری سے روحانیت کے تعلق کو اہم حیثیت حاصل ہے جب ہی مختلف تصاویر میں کرشن چندر اکثر بانسری بجاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں رومی کے خیال میں بانسری کی لے میں موجود سوز وگداز سے ایک ایسی حسرت ٹپکتی ہے جو ناقابل بیان ہے وہ اس کی وضاحت میں یہ کہتے ہیں !تمام انسانی ارواح خداوند جلال کی ہستی مطلق سے سرزد ہوئی ہیں لہٰذا ہر انسانی روح اپنی اصل کی طرف عود یعنی وصال چاہتی ہے۔

موسیقی اپنی کیفیات کے اعتبار سے جامع اضداد ہے لہٰذا اس میں ہمیں غم انگیزی وغم گساری اور ذوق فراق ووصال کا ملال نظر آتا ہے تاہم روحانی موسیقی تقریباً ہر مذہب میں ہی جز وعبادت شمار کی جاتی ہے اسی وجہ سے موسیقی کو روح کی غذا کہا جاتا ہے اگر چہ تمام

اعمال کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے لہٰذا سماع کے جائز اور ناجائز ہونے پر بھی صوفیاء کے درمیان ایک عرصے تک مباحثہ جاری رہا لیکن بہترین جواب وہی ہے جو کہ رومی نے دیا کہ! 'سماع راست جائز اور سماع ناراست ناجائز' پھر سماع راست کے لئے بھی دو شرائط ہیں۔

۱۔ سننے والا جذبات عالیہ سے مزین ہو۔

۲۔ اور موسیقی انسانی اعلیٰ روحانی جذبات کو ترقی دے، دوسری جانب قرآن کریم کی خوش الحانی سے تلاوت بھی ایک خوبصورت اور دلنشین موسیقی ہے۔ ۶

کائنات میں جس قدر بھی سماعت کی طرزیں ہیں اب چاہے ان کا تعلق زمین پر موجود مرئی یا غیر مرئی مخلوقات کی سماعت سے ہو، فضاء بسیط میں تیرنے والے ستارے یا سیاروں اور ان میں رہنے والی مخلوقات سے ہو، آسمان میں موجود فرشتوں ے کلام سے ہو، جنات کی روزمرہ بول چال سے ہو یا شجر و حجر، سمندر، دریا، پہاڑ، سورج، چاند، ستارے اور کل چرند پرند سے ہو اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان میں سے بیشتر مخلوقات کی آواز کا شعور و آگہی بھی اشرف المخلوق ہونے کے دعوے دار کو نہیں تاہم کچھ آوازوں کو وہ سن تو سکتا ہے لیکن ان مخلوقات کی بولیوں کا اسے ادراک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کی نا صرف زبان سے واقف ہیں بلکہ ان کے دل و ذہن سے گزرنے والے تمام خیالات سے بھی واقف ہیں۔

ارشادات خداوندی:

وَاِنَّ اللّٰہَ لَسَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ ۷

وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ۔

ترجمہ۔ وہی سننے اور جاننے والا ہے۔ ۸

وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى۔

ترجمہ۔ اگر تو پکار کر بات کہے تو وہ پوشیدہ اور اس سے بھی زیادہ پوشیدہ کو جانتا ہے۔ ۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہوا جس نے پیدا کیا اور اپنی قوت اور طاقت سے کان اور آنکھیں بنائیں۔ ۱۰

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا! قرآن سناؤ تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ کو قرآن سناؤں؟ جبکہ یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں اوروں سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں چنانچہ میں سورہ النساء پڑھنے لگا پھر جب میں اس آیت پر آیا!

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا۔

ترجمہ۔ پھر کیا حال ہو گا جب بلائے جائیں گے ہر امت میں سے اس کے احوال کہنے والوں کو۔ ۱۱؎

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اب بس کرو تو جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

اسی طرح سے صحابہ کرام بھی جب قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے یا سنا کرتے تو ان پر بھی رقت طاری ہو جاتی لیکن وہ نہایت ادب، احترام، سکون اور خشیت کا مظاہرہ کرتے۔ ۱۲؎

روحانی وظیفہ:

دعاؤں کی قبولیت کے لئے جمعرات کو نماز چاشت ے بعد ۵۰۰ مرتبہ یَاسَمِیۡعُ پڑھنے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

اور اگر یَاسَمِیۡعُ کا عمل معمول کا حصہ بن جائے تو ایسا شخص مستجاب الدعوۃ ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ ۴ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۷۹۔

۳۔ سورہ روم۔ آیت۔ ۲۵۔

۴۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۷۲۔

۵۔ سورہ النحل۔ آیت۔ ۷۸۔

۶۔ تشبیہات رومی۔ خلیفہ عبدالحکیم۔ ص۔ ۲۱۔ ۴۲۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔ ۱۹۵۹ء۔

۷۔ سورہ انفال۔ آیت۔ ۴۲۔

۸۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۱۳۷۔ سورہ العنکبوت۔ آیت۔ ۵۔ ۶۔

۹۔ سورہ طٰحہ۔ آیت۔ ۷۔

۱۰۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۱۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۴۱۔

۱۲۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ امام ابوالفدا عماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ)۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۵۱۔ دالفکر بیروت۔ ۱۴۱۹ھ۔

اَلْبَصِيْرُ

سب کچھ دیکھنے والا

He who sees everything.

هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۔(انعام۔۵۰)

ترجمہ۔کیا اندھے اور دو آنکھوں والے برابر ہو سکتے ہیں؟

اَلْبَصِيْرُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۳۰۲ ہے اور عدد ۵ ہے)۔

اَلْبَصِيْرُ ۔(ب۔ص۔ر) سے مشتق ہے۔

اَلْبَصِيْرُ ۔کے معنی قوت بینائی کے ہیں جس میں روشنی اور چمک کا پہلو بھی نمایاں ہے۔۱؎

اَلْبَصِيْرُ ۔قرآن کریم میں(۴۲) مرتبہ آیا ہے۔

قرآن کریم میں بصر کے کئی معانی بیان کئے گئے ہیں جیسے کے بینا کے مقابلے میں اندھا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۔

ترجمہ۔تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر راہ راست نہیں دکھا سکتے ہو۔۲؎

وَتَرٰاهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔

ترجمہ۔بظاہر ایسا نظر آتا ہے کے وہ تم کو دیکھ رہے ہیں لیکن فی الواقع وہ کچھ بھی نہیں دیکھ رہے۔۳؎

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۚ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ان میں بہت سے لوگ ہیں جو تمھیں دیکھتے ہیں مگر کیا تم اندھوں کو راستہ بتاؤ گے؟ خواہ انھیں کچھ نہ نظر آتا ہو؟۴؎

اس سورہ میں ایسے لوگوں کے لئے لفظ عمیٰ (اندھے) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔۵؎

قرآن کریم میں مبصرہ کا ذکر ہوا ہے،اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا۔

ترجمہ۔دیکھ لو۔ثمود کو ہم نے اعلانیہ اونٹنی لا کر دی اور انھوں نے اس پر ظلم کیا۔۶؎

قرآن کریم میں بصیراً۔ گواہ اور شاہد کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمَّآ اَنۡ جَآءَ الۡبَشِيۡرُ اَلۡقٰهُ عَلٰى وَجۡهِهٖ فَارۡتَدَّ بَصِيۡرًا‌ ۚ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ‌ ۚ اِنِّىۡۤ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ

ترجمہ۔ پھر جب خوشخبری دینے والا آیا اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر ڈال دیا تو بینا ہو گیا، کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ ۷؎

قَدۡ جَآءَكُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ۚ فَمَنۡ اَبۡصَرَ فَلِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ عَمِىَ فَعَلَيۡهَا‌ ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِحَفِيۡظٍ ۔

تحقیق تمہارے ہاں تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں آ چکی ہیں، پھر جس نے دیکھ لیا تو خود ہی نفع اٹھایا، اور جو اندھا رہا سو اپنا نقصان کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ ۸؎

اسم اَلۡبَصِيۡرُ کا نظامِ کائنات میں کردار:

نظر کو کائناتی شعور بھی کہا جا سکتا ہے یہ جس مقام اور جس نقطہ میں جلوہ گر ہوتی ہے اس میں اس کی طرز ایک ہی ہوتی ہے یعنی انسان، جانور، پرندے، درخت پھول، پودے، چاند، سورج ستارے اور کل اشیاء کائنات پانی کو پانی اور لوہے کو لوہا ہی دیکھتے اور سمجھتے ہیں بالکل اسی طرح سے جس طرح سے پانی یا لوہا انسان، جانور، پرندے، درخت اور دیگر اشیاء کائنات کو اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو ان کی اصل حقیقت ہے یہی نہیں بلکہ کائنات میں پھیلے ہوئے تمام مناظر اسی قانون کے پابند ہیں کل کائنات اور اس میں موجود ہر ذرے میں ایک ہی نظر کام کر رہی ہے جس میں کہیں اور کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں اور ایسا ابتدائے آفرینش سے ہی ہو رہا ہے نظر زمانیت اور مکانیت کی نفی کرتی ہے یہ رنگ اور بے رنگ سے ماوراء ہے یہ نظر ازل سے ابد تک کسی لمحہ یا کسی ذرہ کی گہرائی میں ایک ہی صفت رکھتی ہے جو شعور کا مرکزی نقطہ یا کائنات کی اصل حقیقت ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ۔ ۹؎

ترجمہ۔ انسان کو علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

یہاں سکھانے سے مراد ودیعت کرنا یا لاشعور میں پیوست کرنا ہے موجودات میں جو کچھ بھی ہے اس کا سمجھنا اور جاننا انسان کے علاوہ کسی اور کے بس کی بات نہیں کیونکہ یہ خصوصی علم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تفویض کیا اور یہی خصوصی علم لاشعور کا علم بھی کہلاتا ہے کل اشیائے کائنات شعور رکھتی ہیں مثلاً انسان، جانور، پرندے اور درختوں کو جب پیاس لگتی ہے تو وہ اپنی پیاس پانی سے بجھاتے ہیں یعنی یہ طے ہوا کے شعوری اعتبار سے ان میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے کیونکہ کائنات میں ایک ہی شعور کام کر رہا ہے اور بصر سے مراد قوت بینائی ہے۔

ابن فارس نے لکھا ہے کے اس کے بنیادی معنی کسی چیز کو جان لینے کے ہیں۔

صاحب مصباح نے کہا! بصر اس روشنی کو کہتے ہیں جس سے آنکھ نظر آنے والی چیزوں کا ادراک حاصل کرتی ہے اس کے علاوہ بصر کے ایک معنی کسی چیز کے دل میں اتر جانے کے بھی ہیں لہٰذا یہ معنی حصول علم، قوت ادراک اور ذہانت و فطانت کے لئے بھی مستعمل ہیں۔

لفظ بصیرت وسیع معنوں میں مستعمل ہے جیسے کہ حجت، دلیل، یقین، ارادہ اور عبرت وغیرہ ۱۰؎

ارشادات خداوندی:

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا وَّنَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِىۡۤ اَعۡمٰى وَقَدۡ كُنۡتُ بَصِيۡرًا ۔

ترجمہ۔ جو میرے ذکر (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے وہ کہے گا پروردگار! دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ ۔۱۱؎

وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ ‌ۖ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا ۖ وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا ۖ وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ اُولٰۤـئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ۔

ترجمہ۔ ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں، اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں، اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں، وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔ ۱۲؎

ان آیات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نظر اور بصر کے فرق کی وضاحت کر دی جائے بصیرت سے مراد وحی الٰہی کی روشنی میں ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنا کیونکہ مومن صاحب بصیرت ہوتا ہے اور اسی بصیرت کے سبب وہ اشیاء کی حقیقت کو جان لیتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ اِنِّىۡ مَلَكٌ‌ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ‌ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ‌ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوۡنَ ۔

ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ان سے کہیے، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب کا علم رکھتا ہو اور نہ ہی میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے پھر ان سے پوچھو کے کیا اندھے اور دو آنکھوں والے برابر ہو سکتے ہیں؟ اور کیا تم غور نہیں کرتے؟ ۔۱۳؎

جہاں تک بصر اور بصیرت کا تعلق ہے تو یہ حس نہایت طاقتور حس تصور کی جاتی ہے اس کا تعلق آنکھ سے ہے جس کے پس پردہ نہایت حساس اور منظم بصارت نظام کام کرتا ہے لیکن انسان میں دیکھنے کی حد بھی محدود ہے جبکہ شہد کی مکھی ماورائے بنفشی شعاعیں جسے Ultra Voilet Rays بھی کہتے ہیں اس کو بھی با آسانی دیکھ لیتی ہیں اسی طرح سے انسان کے مقابلے میں شاہین کی آنکھ کسی بھی چیز کو آٹھ گنا بڑا دیکھتی ہے آسمان کی بلندیوں پر محو پرواز پرندے بھی اپنی قوی بصارت کے سبب زمین پر موجود بہت باریک دانے دنکے دیکھ لیتے ہیں۔

سائنسی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی کے انسانی حسیات دیگر جانداروں کے مقابلے میں محدود اور کمزور ہیں یہ ایک اٹل حقیقت

ہے کے حواس کو ۹۵ فیصد کائناتی ادراک بصارت کے ذریعے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔اہل روحانیت اور علمائے باطن کی نظر میں روز الست انسان کوسب سے پہلے نگاہ منتقل ہوئی تاہم انسان نگاہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

رومی کہتے ہیں!

انسان نگاہ ہے باقی سب فکشن ہے نگاہ یہ ہے کے انسان اس بات سے واقف ہے کہ میں مخلوق ہوں اور میرا بنانے والا اللہ ہے جب تک آدم کی نظر اللہ کی ربوبیت کے اوپر نہیں ٹہری تھی۔اس کی حیثیت صرف احساس کی تھی لیکن جب اس کی نگاہ اللہ تعالی پر ٹہر گئی تو اس کی حیثیت علم کی ہوگئی اور اس کے اندر سننے اور دیکھنے کے حواس پیدا ہو گئے۔دیکھنے کی بھی دو طرزیں ہیں۔

۱۔اشیاء کا ظاہر دیکھنا۔

۲۔اشیاء کا باطن دیکھنا یعنی (اشیاء کی حقیقت کا ادراک)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر ایک دعا مانگا کرتے تھے،اے اللہ!تو مجھے اشیاء کی حقیقت کا علم عطا فرما۔ ۱۴؎

روحانی نقطہ نظر سے باہر دیکھنا، دیکھنا نہیں انسان کی نگاہ پہلے کسی عکس کو لوٹا کر ذہن کی اسکرین پر نقش کرتی ہے اس کے بعد انسان اس چیز کو دیکھتا ہے ایک دیکھنا یہ کہ ہمارے سامنے کوئی چیز رکھی ہو اور ہم اس کو دیکھ رہے ہیں جبکہ دوسرا دیکھنا یہ ہے! سامنے رکھی ہوئی چیز کا عکس ہمارے لاشعور پر نقش ہو رہا ہے اور ہم اسے دیکھ رہے ہیں براہ راست طرز نگاہ یہ ہے کے ہم اپنی روح کے دیکھنے کو دیکھ رہے ہیں یہی وجہ ہے کے جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی آنکھ کی پتلی ساکت ہو جاتی ہے اور سب کچھ موجود ہونے کے باوجود مرنے والا دیکھنے سے قاصر رہتا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کے جس چیز کے اوپر عکس منتقل ہو رہا تھا اب اس عکس کا علم ہمیں موصول نہیں ہو رہا کیونکہ جسم سے روح نکل چکی ہے۔

ایک اندازے کے مطابق!ایک انسانی آنکھ میں ایک کھرب سے زائد روشنی قبول کرنے والے ریشے پائے جاتے ہیں یہ تعداد ان ستاروں کے برابر ہے جو ملکی وے نامی کہکشاں میں ہے روشنی جب کسی شے سے ٹکرا کر ہماری آنکھوں کی پتلی سے گزرتی ہوئی اس کے پردے یعنی Retina پر پڑتی ہے تو ہمیں وہ شے دکھائی دیتی ہے شے کی بیرونی ساخت کے ساتھ ساتھ ہمیں اس کے رنگ بھی دکھائی دیتے ہیں رنگ کے دیکھنے میں بھی تین چیزیں کارفرما ہیں۔

۱۔شے پر پڑنے والی شعاعیں۔۲۔شے کی ساخت۔۳۔انسانی آنکھوں کا پردہ۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔اس نے انسان کو ٹھیک کیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی اور تمھارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے لیکن تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ ۱۵؎

اس حوالے سے امام غزالی فرماتے ہیں!نظر کے معنی یہ ہیں کے جس شے پر تم نظر ڈالو اس شے کے اندر تمھیں اللہ نظر آجائے۔

اسی کلیہ کی وضاحت میں قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! ہم کیونکہ روشنی کے ذریعے دیکھتے، سنتے، سمجھتے اور چھوتے ہیں اور روشنی ہمیں حواس منتقل کرتی ہے بالفاظ دیگر جن حواس کے ذریعے ہمیں کسی شے کا علم حاصل ہوتا ہے وہ دراصل روشنی ہے اگر روشنی درمیان میں سے حذف ہوجائے تو ہمارے حواس بھی حذف ہوجائیں گے اس وقت نہ تو ہم خود اپنے مشاہدے میں ہوں گے اور نہ ہی کوئی دوسری شے ہمارے مشاہدے میں باقی رہے گی۔

مثال: اگر کوئی مصور سفید کاغذ پر رنگ بھر کے درمیان میں ایک کبوتر کی جگہ چھوڑ دے پھر وہ کاغذ دکھا کر پوچھا جائے کے یہ کیا ہے؟ تو یقیناً لوگ کہیں گے کے یہ ایک سفید کبوتر ہے بالکل اسی طرح سے اللہ تعالی کے نور نے کائنات کا احاطہ کیا ہوا ہے اور کائنات کا ہر ذرہ بصورت خلاء اللہ تعالی کے نور میں واقع ہے لیکن دیکھنے والوں کو خدا کا نور نظر نہیں آتا ہے بلکہ اس شے کا خلاء نظر آتا ہے جس کو وہ چاند، سورج، زمین، آسمان، انسان، اور جانور وغیرہ وغیرہ کہتا ہے۔۱۶؎

اس حوالے سے رومی کہتے ہیں! انبیاء انسانیت کاملہ کی چشم بصیرت اور ان کی آنکھ کی پتلی ہیں جس میں تمام افلاک سما جاتے ہیں اور انبیاء کرام کی بصیرت سے متعلق آنکھ کی پتلی سے بہتر تشبیہ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ انسان کے معنی آنکھ کی پتلی کے ہیں۔

محی الدین ابن عربی ’فصوص الحکم‘ میں ’فصل آدم‘ میں فرماتے ہیں!

آدم کو انسان اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خدا کی آنکھ کی پتلی ہے جس سے خدا اپنی تجلیات و مخلوقات کا مشاہدہ کرتا ہے۔۱۷؎

بقول شاعر!

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی ہے دیکھنا تو دیدہ دل وا کرے کوئی

آپ مزید کہتے ہیں! انسان کا ایک ظاہری جسم ہے مگر حقیقت میں وہ ایک روح ہے جو جسم کے ہر خلیے میں دور کر رہی ہے حتیٰ کے آنکھوں کی بصارت بھی روح کی مرہون منت ہے لیکن انسانی آنکھ تمام خارجی مظاہر کا نظارہ تو کرتی ہے لیکن وہ اپنی روح کو دیکھ نہیں سکتی جو بصارت کا سرچشمہ ہے۔۱۸؎

بقول شاعر!

ڈھونڈتا پھرتا ہوں خود اپنی بصارت کی حدود کھو گئی ہیں میری نظریں میری بینائی میں

روحانی وظیفہ:

جو شخص نماز جمعہ کو سنت اور فرض کے درمیان ۱۰۰ مرتبہ یَابَصِیْرُ کا ورد کرے گا اللہ تعالی اس ذکر کی برکت سے اسے عارف بنادے گا اور اس شخص کا دل نور ہدایت سے منور ہوجائے گا جو شخص نماز جمعہ کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یَابَصِیْرُ کا ورد کرے گا اللہ تعالی اس کے قلب و نگاہ میں نور پیدا فرمادے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔سورہ روم۔آیت ۔ ۵۳۔

۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۹۸۔

۴۔سورہ یونس۔آیت ۔ ۴۳۔

۵۔۷۔۴۔۱۶۔

۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۵۹۔

۷۔سورہ یوسف۔آیت۔۹۶۔

۸۔سورہ انعام۔آیت ۔۱۰۴۔

۹۔سورہ العلق۔آیت ۔۵۔

۱۰۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۱۱۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۲۵۔

۱۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۹۔

۱۳۔سورہ انعام۔آیت۔۵۰۔

۱۴۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۵۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔

۱۶۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔ص۔۷ ۱۳۔۱۹۷۔مکتبہ تاج الدین اولیاء کراچی۔سن ندارد۔

۱۷۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۵۶۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔

۱۸۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۶۲۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔

اَلْحَکَمُ
حاکم مطلق

He who judges and provides what is due.

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۔(المومن ۔ ۱۲)

ترجمہ۔ حکم صرف اللہ ہی کا ہے، جو عالی مرتبہ اور بڑائی والا ہے۔

اَلْحُکْمُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا نمبر(۶۸اور عدد ۵ ہے)۔

اَلْحُکْمُ ۔(ح۔ک۔م) سے مشتق ہے۔

اَلْحُکْمُ ۔معنی اس کائنات میں اللہ کی مکمل حاکمیت اور بادشاہت کا قیام۔ا؎

اَلْحُکْمُ ۔قرآن کریم میں (۱) مرتبہ آیا ہے۔

اَلْحُکْمَۃُ ۔عربی زبان میں الحکمۃ سے مراد گھوڑے کی لگام یعنی منہ زور گھوڑے کو اس کی لگام سے ذریعے سے قابو کرنا۔

حُاکُمْ ۔کے معنی فیصلہ کرنے والا یا جس کا حکم چلتا ہو اور لوگ اس کے حکم کے تابع ہوں اور اس کی تابعداری کی جائے۔۲؎

اَلْحُکْمُ ۔کے معنی ایسا شخص جو فیصلہ کرنے میں بالکل بااختیار ہو یعنی جس کے پاس قانون کے نفاذ کے کل اختیارات موجود ہوں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَاۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَاۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۔

ترجمہ۔ اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتے داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتے داروں میں سے مقرر کرو وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا۔۳؎

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۔

ترجمہ۔کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں؟ حالانکہ (اللہ) نے پوری تفصیل کے ساتھ تمھاری طرف کتاب نازل کردی ہے۔۴؎

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔

ترجمہ۔تمھارے رب کی بات سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے کوئی اس کے فرامین کو تبدیل نہیں کرسکتا۔۵؎

اَلْحُكْمَةُ ۔کے معنی فیصلے میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا۔یعنی فریقین اور معاملے کی حدود وقیود کا تعین کرتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کرنا۔اسی اعتبار سے حکیم اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو حکمت اور دانش کے ساتھ ہر چیز کو بالکل درست انداز سے اس کے اصل مقام پر تناسب اور توازن کے ساتھ رکھ دے یا قائم کردے یعنی نہایت بہترین انداز سے معاملات کو سرانجام دینا۔ابن فارس نے کہا کے حکمت کو حکمت اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ وہ جہالت اور نادانی کی باتوں کو روکے۔۶؎

اَلْحُكْمُ ۔کے ایک معنی کسی چیز کا کسی مقام پر جم جانا، رک جانا اور مستحکم ہوجانا ہے۔

اسی وجہ سے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شے کا ایک مقام متعین کرکے اس کو اس کی قائم کردہ حدود میں روکے رکھتی ہے اور اس کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۔

ترجمہ۔(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حکیم وعلیم ہستی کی جانب سے پارہے ہیں۔۷؎

تمام اختلافی امور میں درست فیصلے کو بھی حکیم کہا جاتا ہے اسی اعتبار سے اللہ ایک اسم اَلْحُكِيْمُ ہے کیونکہ وہ کائنات کو درست اور ٹھیک راستے پر چلاتا ہے اللہ تعالی نے ہر شے کو درست تناسب اور توازن کے ساتھ نا صرف پیدا کیا بلکہ اپنے قوانین کی لگام بھی ڈالی اللہ کی آیات محکم ہیں یعنی اپنی جگہ پر صاف، واضح اور اٹل۔

ابن حصار فرماتے ہیں کے اَلْحُكْمُ اللہ رب العزت کی ایک صفت ہے جو تمام اعلیٰ صفات اور اسمائے الحسنیٰ کے معانی کے لئے جامع ہے

اَلْحُكْمُ ۔کے معانی فیصلہ کرنے والا تاہم کل کائنات میں صرف اور صرف اسی عظیم ہستی کا حکم چلتا ہے۔۸؎

اسم اَلْحُكْمُ کا نظام کائنات میں کردار:

کل نظام کائنات میں ہر جگہ اللہ کا حکم اترتا ہے چاہے وہ سات زمینیں ہوں یا سات آسمان اور ان میں رہنے والی تمام مخلوقات اللہ کے احکامات کی پابند ہیں یہ کائنات اتنی وسیع ہے کے اس کی وسعت کا اندازہ عقل انسانی کے لئے ناممکن ہے۔

بے شمار کائناتی زمینیں اور ان پر بسنے والے انسان:

یہ دنیا صرف ایک عالم ہے اس جیسی نا جانے کتنی دنیائیں اور ہیں جن کا انسان کو شعور وادراک نہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں! آسمان کے ستاروں میں اسی طرح سے شہر آباد ہیں جس طرح سے کرہ ارض پر۔

حضرت امام جعفر صادقؑ اسی قول کی توثیق میں فرماتے ہیں! تمھارے اس پر جوش سورج اور چاند کے علاوہ بھی کئی سورج اور چاند نظام شمسی میں موجود ہیں جن میں کثیر مخلوق آباد ہے لیکن تمھیں ان کا شعور وادراک ہے کیونکہ تمھارا علم ابھی اس مقام پر نہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ ۹؎۔ ترجمہ۔ تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہیں۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ۔

ترجمہ۔ قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔ ۱۰؎

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلَآئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ۱۱؎

اس آیت کی تفسیر میں امام احمد رضا بریلوی اپنی تفسیر کنز الایمان میں لکھتے ہیں!

يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ۔ ترجمہ۔ ان زمینوں میں بھی وحی اترتی ہے۔ ۱۲؎

یعنی اللہ کا حکم وحی کی صورت میں ان زمینوں پر بھی اترتا ہے۔

کائناتی خاکہ:

کائناتی خاکہ درج ذیل ہے۔

ایک کتاب المبین۔

ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔

ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔

ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔

ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے۔

اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔

یہ محض قیاس آرائی ہے کے انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی ہے انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں وہاں بھی بھوک پیاس، خواب و بیداری، نفرت، محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر باالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔ ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے

اور ٹوٹتے ہیں اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ہر نظام میں الگ الگ ارض وسماوات، حیوانات، نباتات اور انس وجن ہیں۔ ۱۳؎

لوح محفوظ کتاب المبین کا ایک ورق ہے کتاب المبین عالم ارواح ہے جبکہ عالم ارواح وہ عالم ہے کے جب اللہ نے 'کن' کہا تو اس کا ظہور عمل میں آ گیا تاہم موت کے بعد کی زندگی دراصل اسی عالم ارواح کی جانب پیش قدمی ہے۔ ۱۴؎

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا! عالمین کی دو اقسام ہیں۔ ۱۔ عالم کبیر۔ ۲۔ عالم صغیر۔

۱۔ عالم کبیر آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ عالم کبیر ہے۔

۲۔ عالم صغیر اور انسان کے وجود میں بھی ایک دنیا بستی ہے جو عالم صغیر کہلاتی ہے۔

وھب بن منبہ سے مروی ہے! اٹھارہ ہزار عالمین ہیں اور دنیا ان میں سے ایک عالم ہے۔ ۱۵؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں! اللہ تعالی نے چالیس ہزار عالمین پیدا فرمائے جبکہ یہ دنیا شرق سے غرب تک ایک عالم ہے

مقاتل نے کہا! اسی ہزار! جن ایک عالم ہیں، اور انس ایک عالم ہے۔

ان کے سوا زمین کے چار زاوئے ہیں اور ہر زاوئے میں پندرہ سو عالمین ہیں۔ ۱۶؎

کتاب المبین:

کتاب المبین اور لوح محفوظ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔ (اللہ) کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جانتا ہے جو کچھ زمین میں اور دریا میں ہے، اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب المبین میں ہیں۔ ۱۷؎

وَمَا تَكُوْنُ فِىْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔ تم جس حال میں ہوتے ہو یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی کام کرتے ہو تو ہم وہاں موجود ہوتے ہیں جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو، اور تمہارے رب سے ذرہ بھر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر کتاب المبین میں ہے۔ ۱۸؎

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کے وہ کہاں رہتا ہے اور وہ کہاں سونپا جاتا ہے یہ سب کچھ کتاب المبین میں درج ہے۔ ۱۹؎

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔آسمان اور زمین کی کوئی پوشیدہ شے ایسی نہیں جو کتاب المبین میں نہ لکھی ہو۔ ۲۰؎

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔(اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہے اور نہ ہی زمین میں نہ ذرے سے بڑی اور نہ اس سے چھوٹی یہ سب ایک کتاب المبین میں درج ہے۔ ۲۱؎

معلوم ہوا کے اتنی وسیع کائنات میں اللہ کی مکمل بادشاہت، سرداری اور کل اجارہ داری قائم اور دائم ہے، یہی نہیں بلکہ بے شمار کائناتی زمینوں پر اللہ کا حکم اور وحی بھی اترتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمینوں کی قسم بھی انھی کی مانند ہیں ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے، (یہ بات تمھیں اس لئے بتائی جا رہی ہے) تا کہ تم یہ جان لو کے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔ ۲۲؎

حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں، مجھے یہ ڈر ہے کے اگر میں نے اس آیت کی تفسیر بیان کر دی تو تم میں سے اکثر کافر ہو جاؤ گے (یعنی یقین نہ کرو گے) تاہم جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو آپؓ نے فرمایا! ان میں سے ہر زمین میں نبی ہیں تمھارے نبی جیسے۔آدم ہیں تمھارے آدم جیسے، نوح ہیں تمھارے نوح جیسے، ابراہیم ہیں تمھارے ابراہیم جیسے، اور عیسیٰ ہیں تمھارے عیسیٰ جیسے۔ ۲۳؎

اس روایت کے کئی راوی ہیں جن میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، کتاب الاسماء والصفات میں بیہقی، ذہبی، ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو نقل یا ہے جبکہ علامہ آلوسی نے اس روایت کے حوالے سے بیان کیا ہے!

اس روایت کو صحیح ماننے میں عقلاً کوئی شے مانع نہیں جبکہ تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی مزید فرماتے ہیں!

ابن بابویہ نے امام جعفر صادقؑ سے کتاب توحید میں طویل حدیث روایت کرتے ہوئے فرمایا! شاید تو یہ گمان کرتا ہے کے اللہ نے تمھارے سوا کسی بشر کو پیدا نہیں کیا؟ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے دس لاکھ (۱۰،۰۰۰۰۰) آدم پیدا فرمائے اور تم ان آدم کے آخری آدم

کی اولاد ہو۔ ۲۴؎

اس بحث کوئی اہل علم حضرات نے اٹھاتے ہوئے اپنے معلوم علم کی بنیاد پر اس پر مباحثہ کیا ہے چنانچہ 'فتوحات مکیہ' میں شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے مشاہدات اور مکاشفات کو بیان کرتے ہوئے اور اپنے سفرحج کا حال لکھا ہے! سفرحج میں دوران طواف انھیں ایک ایسی جماعت نظر آئی (جس کی وضع قطع دوسروں سے کچھ مختلف تھی) انھی میں سے کسی شخص نے محی الدین ابن عربی سے یہ کہا! میں تمھارے اجداد میں سے ہوں تو اس پر محی الدین ابن عربی نے ان سے پوچھا! آپ کی وفات کو کتنا عرصہ گزر چکا؟ جس پر انھوں نے کہا! میری وفات کو تقریباً ۴۰،۰۰۰ سال گزر چکے یہ سن کر محی الدین ابن عربی کو بڑی حیرت ہوئی اور انھوں نے کہا! بوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کو تو ابھی ۷،۰۰۰ سال سے زائد وقت نہیں گزرا پھر بھلا آپ کی وفات کو ۴۰،۰۰۰ برس کیسے گزر سکتے ہیں؟ یہ سن کر اس شخص نے محی الدین ابن عربی سے کہا! تم کون سے آدم کی بات کر رہے ہو؟۔ ۲۵؎

کائنات میں دو مخلوقات مکلف ہیں۔

ا۔انسان۔ ۲۔جنات۔جبکہ (کائنات کے ہر سیارے اور حضیرے پر انسان، جنات اور فرشتے موجود ہیں)۔

ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰۤئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْر ۔

ترجمہ۔فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ ہی پیغام پہنچانے کے لیے چن لیتا ہے، بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ۲۶؎

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔

ترجمہ۔اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجے ہیں، تاکہ اللہ ان کے اعمال کا انہیں پورا عوض دے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ ۲۷؎

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔

ترجمہ۔ہم نے ہر نبی کے دشمن انسان اور دشمن جن بنائے ہیں۔ ۲۸؎

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْر ۔

ترجمہ۔ہر امت میں اللہ کے ڈرانے والے آئے ہیں۔ ۲۹؎

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔اور ہر امت کا ایک رسول ہے، پھر جب ان کے پاس ان کا رسول آیا تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا گیا اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ ۳۰؎

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

ترجمہ۔ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تا کہ انہیں سمجھا سکے، پھر اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ ۳۱ے

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَه۔

ترجمہ۔اللہ اپنی رسالت رکھنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔ ۳۲ے

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہر امت کا ایک رسول ہے، پھر جب ان کے پاس ان کا رسول آیا تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا گیا اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ ۳۳ے

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْر۔

ترجمہ۔فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ ہی پیغام پہنچانے کے لیے چن لیتا ہے، بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ۳۴ے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے رب العالمین جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے رحمت اللعالمین جیسی صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ۔تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہیں۔ ۳۵ے

وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ ۳۶ے

وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب لوگوں کے لئے بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔ ۳۷ے

ارشادات خداوندی:

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ۔

ترجمہ۔حکومت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں۔ ۳۸ے

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ۔

ترجمہ۔حکم (اللہ) کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ ۳۹ے

مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِه مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِه اَحَدًا۔

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں رکھتا۔ ۴۰ے

لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔

ترجمہ۔اس کا حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔۴۱

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ۔

ترجمہ۔حکم صرف اللہ ہی کا ہے جو عالی مرتبہ اور بڑائی والا ہے۔۴۲

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔

ترجمہ۔ہم تیرے رب کے حکم کے سوا نہیں اترتے ،اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے،اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔۴۳

أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ۔

ترجمہ۔اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا،اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے عالمین کا رب ہے۔۴۴

فِي بِضْعِ سِنِينَ لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔

ترجمہ۔چند ہی سال میں، پہلے اور پچھلے سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں،۔۴۵

إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔۴۶

وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ۔

ترجمہ۔وہ سب سے بہتر حاکم ہے۔۴۷

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ۔

ترجمہ۔کیا اللہ سب حاکموں پر حاکم نہیں؟۔۴۸

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ۔

ترجمہ۔تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہیں،تم بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برے کاموں سے روکتے رہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو،اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا، کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔۴۹

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ۔چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے،اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔۵۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ہانی بن یزیدؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کے ایک شخص کی کنیت ابوالحکم ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حکم کا کل اختیار تو اللہ کے پاس ہے پھر بھلا تم نے اپنی کنیت ابوالحکم کیوں رکھی؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا! تمھارے کتنے بیٹے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا، تین بیٹے ہیں جن کے نام۔ شریح، مسلم اور عبداللہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! ان میں سے بڑا کون ہے؟ تو اس شخص نے بتایا کے میرے بڑے بیٹے کا نام شریح ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اپنی کنیت ابوشریح رکھ لو۔ ۵۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! میں گواہی دیتا ہوں ے اللہ ایسا حکم ہے جو حق و باطل کو الگ الگ کرتا ہے۔ ۵۲؎

میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے خدا کو پہچانا یعنی انسان کئی تدابیر اختیار کرتا اور بہت کچھ سوچتا ہے لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ کی مرضی اور اس کا حکم ہے۔

انسان کا ایمان جتنا زیادہ ہوگا اس کا قضاء وقدر (اللہ کی مرضی اور اس ے احکامات) پر ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے اور عبرتیں اس پر آسان ہوتی چلی جاتیں ہیں اور جو قضاء وقدر (اللہ کی مرضی اس کے حکم) پر یقین رکھتا ہوگا وہ مصیبت پر بہت زیادہ آہ وزاری نہیں کرے گا تاہم جو تقدیر (اللہ کے احکامات) پر غضب ناک ہوتا ہے وہ پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے، تمھاری تقدیر میں جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے اس پر کوئی شے غالب نہیں آسکتی۔ ۵۳؎

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا! رب العزت! میں جان گیا کے جیسا تو چاہتا ہے ویسے ہی کرنے میں عافیت ہے اور مجھے حقیقی مسرت بھی اسی سے حاصل ہوتی ہے۔

روحانی وظیفہ:

جو شخص بکثرت اسم اَلْحَکَمُ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر کئی کائناتی رازعیاں کردیتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ ص۔ ۴۴۴۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ ص۔ ۴۴۴۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۳۵۔

۴۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۱۱۴۔

۵۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۱۱۵۔

۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۴۴۴۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۷۔سورہ النمل۔آیت۔۶۔

۸۔النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو د النجدی۔ج۔۱۔ص۔۲۴۶۔تفسیر سورہ القصص۔آیت۔۷۰۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۹۔سورہ الفاتحہ۔آیت۔۱۔

۱۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۷۔

۱۱۔سورہ النحل۔آیت۔۴۹۔

۱۲۔کنزالایمان۔احمد رضا بریلوی(متوفی)۔ص۔۴۳۴۔ناشر پیر بھائی کمپنی اردو بازار لاہور۔۱۹۹۰ء۔

۱۳۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۔۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔

۱۴۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۵۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۱۵۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی(متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۸۔ص۔۴۰۷۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۱۶۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی(متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۳۸۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو

۱۷۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔

۱۸۔سورہ یونس۔آیت۔۶۱۔

۱۹۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔

۲۰۔سورہ النمل۔آیت۔۷۵۔

۲۱۔سورہ سبا۔آیت۔۳۔

۲۲۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔

۲۳۔روح االمعانی فی التفسیر القرآن العظیم واسبع المنانی۔علامہ ابی الفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی۔ج۔۱۔ص۔۷۹۔

۲۴۔روح االمعانی فی التفسیر القرآن العظیم واسبع المنانی۔علامہ ابی الفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی۔ج۔۳۔ص۔۱۸۱۔ادارہ الطباء المنیر یہ المصریہ۔۱۳۵۳ھ۔

۲۵۔فتوحات مکیہ۔ابوعبداللہ محمد بن علی العربی(متوفی)۔ص۔۱۲۶۔مطبعہ دار الکتب۔مصر۔۱۳۳۹ھ۔

۲۶۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔

۲۷۔سورہ الاحقاف۔آیت۔۱۹۔

۲۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔

۲۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۴۔

۳۰۔سورہ یونس۔آیت۔۴۷۔

۳۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۔

۳۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۴۔

۳۳۔سورہ یونس۔آیت۔۴۷۔

۳۴۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔

۳۵۔سورہ لفاتحہ۔آیت۔۱۔

۳۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۷۔

۳۷۔سورہ سبا۔آیت۔۲۸۔

۳۸۔سورہ انعام۔آیت۔۶۲۔

۳۹۔سورہ انعام۔آیت۔۶۲۔

۴۰۔سورہ کہف۔آیت۔۲۶۔

۴۱۔سورہ القصص۔آیت۔۸۸۔

۴۲۔سورہ المومن۔آیت۔۱۲۔

۴۳۔سورہ مریم۔آیت۔۶۴۔

۴۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔

۴۵۔سورہ روم۔آیت۔۳۔۴۔

۴۶۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۔

۴۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۷۔

۴۸۔سورہ التین۔آیت۔۸۔

۴۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔

۵۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۴۔

۵۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۵۲۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۱۷۳۔رومیل ہاؤس پبلی کیشنز راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔

۵۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلْعَدْلُ

سراپا عدل وانصاف

The Just One.

اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔(النحل۔۹۰)

ترجمہ۔بے شک اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔

الْعَدْلِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۰۴اور عدد ۵)ہے۔

الْعَدْلِ ۔قرآن کریم میں (۲۲)مرتبہ آیا ہے۔

الْعَدْلِ ۔کے اصل معنی برابری کے ہیں۔

الْعَدْلِ ۔اونٹ کے دونوں طرف بوجھ لادے جانے والے بوجھ کو بھی کہا جاتا ہے جو وزن کے اعتبار سے بالکل برابر ہوں لہٰذا ہر ایک طرف کے وزن کو عربی میں الْعَدْلِ کہا جاتا ہے۔

یعنی اگر دونوں جانب کا وزن برابر نہ ہوگا تو اونٹ کی چال غیر متوازن ہو جائے گی۔

الْعَدْلِ المیزان۔کا مطلب میزان عدل کو قائم کرنا۔

فاعتدل ۔کا مطلب میزان بالکل برابر ہوگئی۔

عادله معادله۔کا مطلب ہم وزن اور برابر ہونے کے ہیں۔

عادل بین الشیئسین ۔کا مطلب دو چیزوں کو ہم وزن کرنا۔

عدله فی المحمل و عادله۔کا مطلب محمل میں کسی دوسرے کے ساتھ سوار ہونا اوراس کے ساتھ وزن میں برابر ہونا ہے۔

الْعَدْلِ ۔الْعَدْلِ ۔الْعَدِیلِ مثل۔نظیر۔ہم وزن۔

اعتدال۔کا مطلب کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے دو حالتوں کے درمیان ہونا یعنی توازن اور تناسب۔ا؎

فعدلك ۔قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰاكَ فَعَدَلَكَ۔ترجمہ۔اللہ نے (انسان) کو متناسب بنایا۔۲؎

عدل عن الطریق ۔کے معنی راستے سے ہٹ جانا۔

عدل الطریق ۔کے معنی راستہ ایک جانب کو مڑا یا جھکا۔ ۳؎

اسم الْعَدْلِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الْعَدْلِ اللہ کا ایک صفاتی نام ہے نظام کائنات میں اسم الْعَدْلِ ہر جانب موجود اور متحرک ہے اللہ تعالی پورے کائناتی نظام کے خالق اور مالک ہیں اور یہ پورا کائناتی نظام ایک مکمل سسٹم اور ضابطہ کے تحت چل رہا ہے ہے چونکہ اللہ تعالی کی صفت عَدْلِ ہے چنانچہ اس نظام کائنات میں بھی ہر جگہ صفت عَدْلِ اپنی پوری قوت کے ساتھ نفوذ پذیر ہے۔

مثلاً کل اشیائے کائنات کی تخلیق میں معین مقداروں (مخصوص فارمولہ) کا علم کام کر رہا ہے اب چاہے وہ انسان، جنات، فرشتے، حیوانات، جمادات یا نباتات ہوں ہر ذی نفس کی تخلیق میں ایک الگ لیکن مکمل سسٹم اور فارمولہ موجود اور متحرک ہے۔

الْعَدْلِ (برابری):

کائنات میں جابجا الْعَدْلِ یعنی برابری کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے جبکہ یہ برابری کسی شے کی تخلیق کا بنیادی فارمولہ بھی ہوسکتا ہے۔

ارشادات خداوندی ہیں!

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ ۴؎

وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا ۔ترجمہ۔ہم نے ہی نر اور مادہ پیدا کئے ہیں۔ ۵؎

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے کے کل کائنات میں ہر شے کا ایک جوڑا ہے چاہے وہ انسان، جنات، جانور، پرندے، پودے، درخت، دن، رات، سیاہ، سفید ستارے، سیارے، ہوا، فضاء، مشرقین، مغربین یہاں تک کے آیات قرآنی اور سورتیں بھی جوڑے کی شکل میں اللہ نے تخلیق فرمائی ہیں۔ذیل میں ایک مختصر تجزیہ پیش یا جارہا ہے۔

ا۔انسان کی پیدائش:

دنیا کے ہر انسان کی ابتداء اور تخلیق کروموسومز کے جوڑے کی شکل میں ہوئی یعنی ہر انسان میں تقریباً ۱۰۰ کھرب خلیات پائے جاتے ہیں اور ہر خلیہ کروموسومز کے ۲۳ جوڑوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی بچے کو ۲۳ کروموسومز ماں کی طرف سے اور ۲۳ کروموسومز باپ کی طرف سے وراثتاً منتقل ہوتے ہیں یہی کروموسومز نسل در نسل منتقل ہوتے چلے جاتے ہیں یوں تقریباً ہر انسان ۴۶،۰۰۰ کھرب DNA پائے جاتے ہیں۔ہر خلیے کو یہ معلوم ہوتا ہے کے اسے کس عضو کا حصہ بننا ہے ایک خلیہ سے (۱۰۰) ٹرلین خلیوں کی پیدائش اور ازخود ان کی مختلف حصوں میں تقسیم اور الگ الگ ذمہ داریاں ایک حیران کن عمل ہے جس کے لئے سائنسدانوں کے پاس کوئی تشریح نہیں ہے اور نہ ہی انھیں یہ معلوم ہے کے کس مرحلے پر ہدایات کی تقسیم ہوتی ہے اور یہ سب اتنے منظم انداز میں کیسے ممکن ہے ایک سائنسدان ہوٹمر ڈٹ فرتھ کا کہنا ہے کے یہ ازخود نظام ہے جو سائنسدانوں کو کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے پھر خلیات کا اپنا نظام بھی بے حد پیچیدہ ہے اور آگے چل کر ہدایات کی تقسیم کا نظام بھی اتنا ہی پیچیدہ ہے۔

۲۔جنات کا جوڑا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت آدم علیہ السلام سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے! انسانوں کو پیدا کرنے سے قبل اس دنیا میں جنات رہتے تھے۔

ابوالجن طارہ نوس:

انسانوں میں حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر اور اولین انسان ہیں بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد یعنی ابوالجن طارہ نوس ہیں قوم اجنہ میں بھی توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے یہاں بھی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں۔۶؎

مومن اور مشرک جنات:

عقائد کے اعتبار سے دنیا میں دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔

ا۔اللہ پر ایمان لانے والے یعنی (مسلم) ۲۔اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے یعنی (غیر مسلم) بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ میں بھی عقائد کے اعتبار سے دو طرح کے جنات پائے جاتے ہیں۔

ا۔اللہ پر ایمان لانے والے جنات (مسلم جنات)۔۲۔اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے جنات (غیر مسلم جنات)۔

جنات نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا اور ان پر ایمان لاتے ہوئے کفر و شرک سے توبہ کی لہٰذا جنات احکامات شرعیہ کے مکلف ہیں قوم اجنہ میں بھی مومن اور مشرک جنات دونوں ہیں وہ ہم انسانوں کی طرح روزہ، نماز اور حج و زکوٰۃ کی ادائے گی کرتے ہیں ۔۷؎ ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ۔ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ وہ ہماری عبادت کریں۔۸؎

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْاَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ۔

ترجمہ۔پھر اس دن (قیامت) انسانوں اور جنات سے ان کے گناہ کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔۹؎

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ۔

ترجمہ۔اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے شر پسند آدمیوں اور جنوں کو دشمن بنایا جو کہ ایک دوسرے کو طمع کی باتیں فریب دینے کے لیے سکھاتے ہیں، اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے، پس تو چھوڑ دے انہیں اور جو جھوٹ وہ بناتے ہیں۔۱۰؎

۳۔ درختوں کا نظام تولید، خاندان، اور ان کے جوڑے:

درختوں میں بھی افزائش نسل کا سلسلہ کامیابی سے جاری ہے تاہم درختوں میں بھی نر اور مادہ دونوں جنس پائی جاتی ہیں جبکہ ان کی Fertilization اور Polination بھی ہوتی ہے جب ہی ان کی افزائش ممکن ہے اگرچہ کچھ پھولوں کے اندر ہی Male,Female sex organs پائے جاتے ہیں کچھ درخت کی شاخیں اور کچھ درخت تنہا Male یا Female ہوتے ہیں تاہم یہ حیران کن نظام فطرت ہے جو عقل انسانی کو حیران کرنے کے لئے کافی ہے اگرچہ انسانوں اور دیگر جانداروں کی طرح سے درختوں اور پودوں کے جوڑے اور پھر ان جوڑوں سے ان کی اولاد، خاندان، عزیز و اقارب اور دوست احباب کا ہونا اللہ کی شان کریمی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى۔

ترجمہ۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اس میں طرح طرح کی مختلف سبزیاں نکالیں۔ ۱۱؎

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ۔

ترجمہ۔ اللہ نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے ہیں۔ ۱۲؎

سائنسی تحقیقات کے مطابق! کچھ درختوں، پھلوں، پودوں اور اناج میں کروموسومز کے جوڑے بھی پائے جاتے ہیں۔

ذیل میں مختلف پھلوں اور سبزیوں کے Diploid chromosomal number بیان کئے گئے ہیں یعنی Full set of chromosomes جو male and female سے حاصل کئے گئے ہیں تاہم اس کا haploid number بھی با آسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر Potato کا ٹوٹل کروموسومز نمبر 48 ہے تو اس کا haploid number 24 ہوگا یعنی 24 male کا اور 24 female کا یہی قانون کل انسان، حیوانات، پرندے، حشرات والارض اور بہت سے درخت اور پودوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

Plants.....................Number of choromosomes.

1. Potato.............................48
2. Oats.................................42
3. Wheat 42
4. Mango..............................40
5. Rice............................... 24

6. Tomato............................24
7. Sugercane.......................80
8. Pineapple.......... 50
9. Papaya.............................18
10. Onion.............................16
11. Guava............................22
12. Grapes...........................38

۴۔ حیوانات کا نظام تولید اور ان کے جوڑے:

یہ بات طے شدہ ہے کے دنیا میں میں جتنے بھی حیوانات، جانور، پرندے یا حشرات الارض پائے جاتے ہیں ان کی پیدائش میں بھی ان کے والدین کے Diploid numbers of chromosomes یعنی برابر کے کروموسومز سے ان کی پیدائش عمل میں آتی ہے اس کو ہم (equal number of chromosomes from each parents) کہہ سکتے ہیں یعنی حیوانات، پرندوں اور حشرات الارض کی پیدائش میں equal contribution of chromosomes کا فارمولہ لاگو ہوتا ہے تاہم اسٹار فش کے بارے میں محققین یہ کہتے ہیں کے اگر اس کے جسم کا کوئی حصہ ٹ کر الگ ہوجائے تو اس کٹے ہوئے حصے سے دوسری اسٹار فش بن جاتی ہے۔ ذیل میں چند حیوانات کے کروموسومز کا ذکر کیا جارہا ہے۔ جو Diploid numbers ہیں لیکن اگر اس کا haploid number معلوم کرنا ہے تو اس کا طریقہ نہایت آسان ہے مثلاً Cat کا haploid number 19 ہوگا دیگر حیوانات کا haploid number بھی اسی طرح سے معلوم کیا جاسکتا ہے لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ ہر دفعہ پیدا ہونے والے بچے کی عادات، مزاج، نفسیات، دماغی کیفیات اور اس کا DNA دوسرے بچے سے مختلف ہوگا جبکہ کروموسومز کا haploid and diploid number ایک جیسا ہوگا۔

Animals...Number of choromosomes.

1. Cat ....38.
2. Lion....................................38.
3. Dog ....78.
4. Elephant. ....58.
5. Kingfisher............................432.

۵۔مختلف کیمیائی عناصر کے جوڑوں سے بننے والی گیسیز اور ٹھوس اشیاء:

کائنات میں ہر شے جوڑے کی شکل میں موجود ہے اسی طرح سے مختلف گیسیز کے درمیان بھی کیمیکل ری ایکشنز ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں کوئی نئی شے یا گیس وجود میں آتی ہے ذیل میں چند گیسیز کے درمیان کیمیائی تعامل کو پیش کیا جا رہا ہے۔

1. Benzene. (C_6H_6).

بینزین کا کیمیکل فارمولہ کاربن کے ٦ مالیکیولوز اور ہائیڈروجن کے ٦ مالیکیولز ہیں ان سے مل کر بینزین بنتا ہے جو کے پولی مراور پولی سیٹرین کی تیاری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2. Hydrogen Peroxide. (H_2O_2).

ہائیڈروجن پرآکسائیڈ ایک گیس ہے جس کو Oxidizing agent بھی کہتے ہیں۔کپڑوں، بالوں، اسکن کی بلیچ میں یہ عنصر استعمال ہوتا ہے۔

3.Acetylene. (C_2H_2)

ایسی ٹائلین کا استعمال ویلڈنگ میں کیا جاتا ہے۔

4. Hcl. (hydrochloric acid).

ہائیڈروکلورک ایسڈ cleaning میں استعمال ہوتی ہے۔

5. HF. (hydro fluoric acid)

ہائیڈروفلورک ایسڈ شیشے پر ڈیزائن بنانے کے کام آتی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے اور اس روئیدگی سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے اوران کی جانوں سے بھی اوران چیزوں سے بھی جنھیں وہ نہیں جانتے۔ ١٣

٦۔قرآن کریم میں موجود سورتوں کے جوڑے:

امین اصلاحی فرماتے ہیں! قرآن کریم میں مکی اور مدنی سورتوں کے سات بڑے گروپس ہیں اور ہر گروپ کی ہر سورہ کا جوڑا اس کے ساتھ رہتا ہے اور جو دو سورتیں جوڑا جوڑا ہیں ان میں بعض اوقات ایک مضمون کا ایک پہلو ایک سورہ میں بیان ہوتا ہے اور دوسرا پہلو دوسری سورہ میں مکمل ہوتا ہے جبکہ بعض اوقات دعویٰ ایک سورہ میں اور دلیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے اور بعض اوقات ایک بات ایک سورہ میں اور اس کی تکمیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سورہ البقرہ کی تکمیل سورہ آل عمران ہے ایک میں نظام شریعت کے ظاہری پہلو پر زور دیا گیا ہے جبکہ دوسری میں اس کے داخلی پہلو پر بحث کی گئی ہے اس طرح سے یہ دونوں پہلو مل کر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں ہر سورہ کا ایک جوڑا ہے اور ان میں اسی طرح کی مناسبت پائی جاتی ہے یعنی ایک کے خلاء کو دوسری پر کرتی ہے ایک کے مخفی پہلو کو دوسری اجاگر کرتی ہے بڑی سورتوں میں سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران جوڑا ہیں جبکہ چھوٹی سورتوں میں معوذتین جوڑا ہیں۔ ١٤

امام حسن مجتبیٰ کا ارشاد:

حضرت امام حسن مجتبیٰ سے ایک شخص نے پوچھا! انسانی سر میں بالوں کی تعداد کتنی ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں کہا! انسانی سر میں بالوں کی تعداد تو الگ ہو سکتی ہے لیکن ایک بات طے ہے کے وہ بال جوڑے کی شکل میں ہوں گے،

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! وَمِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ ۱۵؎

اللہ کی زمین پر نظامِ عدل کا قیام:

اللہ نے انسان کو اشرف الخلوق بنایا اور اس کو دینی اور دنیاوی علوم سے سرفراز فرمایا اللہ تعالی کے نظام کائنات میں ہر جگہ صفت الْعَدْلِ کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جبکہ اللہ کا یہ فرمان ہے کہ! زمین پر لوگوں کے درمیان نظام عدل قائم کیا جائے شریعت کی اصطلاح میں حد اللہ کا حق ہے چنانچہ اللہ کی زمین پر حدود کا قیام حق اللہ میں شامل ہے بالالفاظ دیگر حد اللہ کی وہ مقرر کردی سزائیں ہیں جس میں ایک معمولی ذرے کے برابر بھی کمی یا بیشی نہیں کی جا سکتی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ اَوِ الۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ‌ ۚ اِنۡ يَّكُنۡ غَنِيًّا اَوۡ فَقِيۡرًا فَاللّٰهُ اَوۡلٰى بِهِمَا‌ فَلَا تَتَّبِعُوا الۡهَوٰٓى اَنۡ تَعۡدِلُوۡا‌ ۚ وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو (اور وقت آنے پر) اللہ کی طرف گواہی دو اگر چہ خود پر ہو یا اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں پر، اگر کوئی مالدار یا فقیر ہے تو اللہ ان کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے، سو تم انصاف کرنے میں دل کی خواہش کی پیروی نہ کرو، اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلا شبہ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ ۱۶؎

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ بِالۡحَـقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا يَوۡمَ الۡحِسَابِ۔

ترجمہ۔ اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس تجھے لوگوں کے درمیان حق فیصلے کرنے چاہئیں اور خواہش نفس کے پیچھے نہ لگنا چاہیے ورنہ راہ الٰہی سے بھٹک جائے گا، بے شک جو اللہ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے۔ ۱۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جس نے قرآن میں اپنی عقل سے کچھ کہا تو اگر اس نے ٹھیک بھی کہا تو اس نے خطا کی۔ ۱۸؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا! جو کوئی جان بوجھ کر قصداً مجھ پر جھوٹ باندھے اس کو چاہیے کے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں دیکھ لے۔ ۱۹؎

امام رازی تفسیر ابن کثیر میں یہ حدیث روایت کرتے ہیں!

قیامت کے دن ایک حاکم اللہ کے حضور پیش یا جائے گا اس حاکم نے اللہ کی قائم کردہ حد میں مجرم کو ایک کوڑا کم کی سزا تجویز کی اس سے استفسار کیا جائے گا کے تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ تو وہ ہے گا کے اے اللہ! مجھے آپ کے بندے پر رحم آ گیا تھا تو ارشاد ہوگا کے اچھا تو گو یا تم میرے بندوں پر مجھ سے زیادہ رحم کرنے والے ہو؟ پھر حکم ہوگا کے اس حاکم کو داخل جہنم کرو۔ اسی طرح سے ایک اور حاکم اللہ کے روبرو پیش ہوگا جس نے اللہ کے ذکر کردہ حدود میں مجرموں پر ایک کوڑے کا اضافہ کیا ہوگا اس سے پوچھا جائے گا کے تم نے ایک اضافی کوڑے کا حکم میرے بندوں پر کیوں دیا؟ وہ کہے گا کے اے اللہ! یہ اضافی کوڑا میں نے ان کی سزا میں اس لئے شامل کیا تا وہ بندے آپ کی نافرمانیوں سے باز رہ سکیں، اس سے کہا جائے گا کے اچھا تو کیا تو بندگان خدا کے معاملات میں تو مجھ سے زیادہ حکیم ہے؟ پھر حکم دیا جائے گا کے اسے بھی داخل جہنم کردو۔ ۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بذات خود بھی اللہ کی حدود میں کمی بیشی کا کوئی اختیار نہ رکھتے تھے۔

اسی حوالے سے قبیلہ بنو مخزوم کی فاطمہ بنت قیس نامی ایک صاحب ثروت خاتون نے جب چوری کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس یہ پیغام بھیجا کے میرے ہاتھ نا کاٹے جائیں بلکہ جتنا چاہیں جرمانہ طلب کر لیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں اس عورت کا یہ پیغام پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ غضبناک ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بخدا فاطمہ بنت محمد سے بھی اگر یہ جرم سرزد ہوتا تو میں ان کے بھی ہاتھ کو قلم کر دیتا۔ ۲۱؎

حضرت علیؑ نے فرمایا! کفر کے ساتھ حکومتیں چل سکتی ہیں لیکن ظلم کے ساتھ نہیں۔ ۲۲؎

یعنی اگر کوئی ملک دارالکفر ہے لیکن وہاں عدل وانصاف کا بول بالا ہے تو وہ حکومتیں کامیابی سے چل سکتی ہیں جس کی کئی مثالیں ہمارے سامنے ہیں مثلاً جاپان، چین، امریکہ، انگلینڈ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فرانس، جرمنی، ہالینڈ، نیدرلینڈ اور کینیڈا وغیرہ یعنی ان ممالک میں حکومت اور اکثریت غیر مسلموں کی ہے لیکن امیر وغریب کے لئے ایک جیسے قوانین ہیں اور جو بھی جرم کرے گا اس کو اس جرم کی پوری سزا دی جاتی ہے دوسری جانب کئی ایسے ممالک جو کے دارالسلام ہیں لیکن وہاں امیر وغریب کے لئے قوانین الگ ہیں تو ایسی صورت میں ایسے تمام ممالک شدید انتشار کا شکار ہیں کیونکہ عدل وانصاف کی عدم دستیابی کے باعث ملک کا بارسوخ طبقہ طرح طرح کے جرائم، کرپشن، منی لانڈرنگ، قتل وغارت گری، لوٹ مار، دھوکے، جھوٹ اور شدید خیانت کے مرتکب ہونے کے ساتھ قانون سے بالا آزادانہ گھومتے ہیں جبکہ غریب عوام کی حالت نہایت قابل رحم ہے۔ دوسری جانب سارے عدل وانصاف کی ذمہ داری صرف حکومت اور اعلی عدلیہ پر عائد نہیں ہوتی بلکہ معاشرے کا ہر فرد اپنی انفرادی حیثیت میں سماج اور اپنے گھریلو سطح پر عدل وانصاف قائم کرنے کا ذمہ دار ومجاز ہے اگر چہ گھریلو سطح پر بزرگوں اور والدین کی جانب سے عدل وانصاف کی عدم پاسداری کی وجہ سے گھریلو نظام بالخصوص اجتماعی خاندانی نظام بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے مثلاً بیٹیاں اگر گھریلو کام میں دلچسپی نہ لیں تو یہ کہا جاتا ہے کے وہ ابھی کم عمر ہیں لیکن اگر بہو کام میں دلچسپی نہ لے تو یہ کہا جاتا ہے کے ماں باپ نے تربیت اچھی نہیں کی اسی طرح سے اگر بیٹا اپنی بیوی کی گھریلو کام کاج میں مدد کرے تو یہ کہا جاتا ہے کے وہ بیوی کا غلام ہے لیکن اگر داماد اپنی بیوی کی گھریلو

کام کاج میں مدد کرے تو پھر یہ کہا جاتا ہے کے داماد تو نہایت فرمانبردار، نیک اور ہیرا ہے۔اسی طرح سے گھر میں بعض اوقات کسی ایک بھائی پر ساری ذمہ داری کا بوجھ لاد دیا جاتا ہے اور باقی دوسرے بھائی ان ذمہ داریوں سے بری الذمہ نظر آتے ہیں بعض گھرانوں میں کوئی بیٹی ان ذمہ داریوں کی زد میں آجاتیں مشاہدات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کے اس قسم کی بے اعتدالی اور عدم انصاف کی وجہ سے خاندانی نظام بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں دوسری جانب فریقین ایک دوسرے سے نفرت اور غم وغصے کے اظہار سے بھی دریغ نہیں کرتے تاہم بعض اوقات یہ خاندانی لڑائی جھگڑے شدید نوعیت کے مسائل مثلاً ڈپریشن، انگزائٹی اور خودکشی پر ختم ہوتے ہیں یعنی ظلم وستم کے ہوتے دنیاوی حکومتوں کے ساتھ ساتھ گھریلو حکومتوں کے تخت بھی الٹ جاتے ہیں۔

اسلامی سزائیں (حدود):

اسلامی سزاؤں کو حدود کہا جاتا ہے یعنی حدود وہ سزائیں ہیں جن کا قرآن کریم میں اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے تاہم یہ ساری سزائیں عدل وانصاف پر مبنی ہیں جبکہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں بے شمار سقم اور کمزوریاں پائی جاتی ہیں دوسری جانب اسلامی سزائیں (حدود) کم لوگوں کو ملتی ہیں لیکن ان سزاؤں کی دہشت سے پورا معاشرہ سدھرتا اور سہتا ہے دوسری جانب انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی سب سے بڑی کمزوری اور خرابی یہ ہے کے یہ سزائیں بے شمار لوگوں کو دی جاتی ہیں لیکن بجائے معاشرے میں سدھار کے مزید بگاڑ پیدا ہوتا ہے مثلاً جیل میں مجرم بجائے سدھرنے کے مزید بڑے جرائم کی تربیت لے کر جیل سے بری ہوتا ہے کیونکہ اس کی تربیت کے لئے وہاں اس سے بھی بڑے اور نامی گرامی جرائم پیشہ افراد موجود تھے جن کے درمیان رہ کر وہ مزید بڑا مجرم بن کر رہا ہوتا اسی کمزور نظام عدل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوا ہے!

فَاِنۡ لَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یَتَّبِعُوۡنَ اَہۡوَآءَہُمۡ ؕ وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ بِغَیۡرِ ہُدًی مِّنَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ۔

ترجمہ۔اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو خدائی ہدایت کے بغیر بس اپنی خواہش کی پیروی کرے؟ اللہ ایسے ظالموں کو ہر گز نہیں بخشتا [۲۳]۔

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کے دنیا کے تمام قوانین اپنے زمانے کے رسم ورواج اور اخلاق وعادات سے متاثر ہونے کے بعد ہی وجود میں آئے ہیں بجا طور پر اسلامی قوانین پر بھی عرب کے نمایاں تہذیبی اثرات مرتب ہوئے ہیں اور انبیاء کرام کیونکہ اپنی قوم اور امت کے مزاج شناس ہوتے ہیں لہٰذا وہ ان کی تعلیم وتربیت میں اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی طبیعت پر خطے کی جغرافیائی حالت، موسم، سماجی اور معاشرتی اقدار وروایات، مذہب، رسم ورواج اور ان کی اپنی تاریخ اثر انداز ہوتی ہے اس اعتبار سے عرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت بھی درج ذیل قوانین رائج تھے۔

۱۔ مدعی سے دعویٰ کے ثبوت کے لیے گواہ طلب کیے جاتے تھے اور اگر گواہ نہ ہوتے اور مدعی علیہ انکار کرتا تو مدعی کو قسم دی جاتی تھی۔

۲۔ جرائم میں سزا کا اصول انتقام تھا جو دیت یا نقصان کے معاوضہ کے طور پر بھی ہوسکتا تھا چور کا سیدھا ہاتھ کاٹا جاتا تھا جبکہ زانی کو

سنگسار کیا جاتا۔

سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن کے ایک قانونی مشیر ڈاکٹر رابرٹ کرین تھے جو بہت بڑے قانون دان اور ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر بھی تھے لیکن اسلامی قوانین کو جب انھوں نے اسٹڈی کیا تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کا نام فاروق عبدالحق رکھا گیا وہ اپنے اسلام قبول کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کے میں نے عرصہ دراز تک قانون کا مطالعہ کیا اور اس مضمون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اس کے علاوہ کئی ریسرچ پیپرز لکھے اور سیمینارز وغیرہ میں شریک رہا لیکن اتنے مطالعے کے باوجود بھی میں نے کبھی لفظ الْعَدْلِ نہ پڑھا اور نہ سنا لیکن اسلامی قوانین کو پڑھنے کے دوران بار بار لفظ الْعَدْلِ کو پڑھنے کا موقع ملا تاہم اس لفظ نے مجھے حیرت میں مبتلا کر دیا۔ اسلام اس قدر عدل و انصاف پر مبنی دین حق ہے چنانچہ میں نے اسلام قبول کیا بہت عرصہ بعد ایک یہودی پروفیسر جو ماہر قانون بھی تھا اس سے بحث کا موقع ملا یہودی پروفیسر مسلمانوں کو طعن و تشنیع کر رہا تھا جب اس کی اسلام سے دشنام طرازی بڑھنے لگی تو میں اسے خاموش کروانے کے لئے اس سے پوچھا کہ! کیا آپ کو امریکی آئین میں وراثت کے قانون کا حجم معلوم ہے؟ جواب میں اس نے کہا کے ہاں کیوں نہیں وہ تقریباً آٹھ جلدوں سے زیادہ ہے۔ فاروق عبدالحق نے کہا اگر میں آپ کو دس لائن پر مشتمل وراثت کا ایک ایسا قانون دکھاؤں تو کیا آپ کو یقین آئے گا؟ کے اسلام ایک سچا دین ہے؟ تاہم میں نے قرآن کریم میں موجود آیات وراثت نکال کر اس یہودی پروفیسر کو پیش کر دیں، وہ اسے دیکھ کر خاموش ہو گیا پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کے یہ حیرت انگیز قانون ہے تاہم کسی انسانی ذہن کے لئے یہ ممکن نہیں کے وہ اتنے گھمبیر اور پیچیدہ مسائل کا اتنی وسعت سے احاطہ کر سکے یہ دین اسلام کا ہی طرہ امتیاز ہے کے اس نے عدل و انصاف پر مبنی قانون وراثت کو نافذ کیا جبکہ وراثت کی تقسیم میں کسی پر ذرہ برابر ظلم کا شائبہ تک ممکن نہیں یہ انتہائی حیران کن ہے پھر اس یہودی پروفیسر نے جو کے ماہر قانون بھی تھا نے اسلام قبول کر لیا۔

ذیل میں اسلام کے قانون وراثت کا اجمالی تذکرہ پیش یا جا رہا ہے۔

اسلام کا قانون وراثت:

مذاہب قدیم ہوں یا عرب کا دور جاہلیت ہو وہاں عورتوں کو قطعاً جائیداد اور وراثت میں حصہ دینے کے بارے میں نہیں سوچا جاتا تھا۔ دولت و جائیداد پر صرف اور صرف مرد کا ہی اجارہ ہوتا تھا اور باپ کی جائیداد کی تقسیم کے موقع پر بھی خاندان کے مرد اس کو حاصل کر لیا کرتے تھے لیکن اسلام کی تعلیمات اور احکامات میں میراث کو ایک مستقل حکم کی حیثیت حاصل ہے مرد چاہے امیر ہو یا غریب ہو وہ صاحب جائیداد ہو یا معمولی ذریعہ معاش رکھتا ہو ہر صورت میں اس کی پوری ملکیت میں اس کے تمام افراد خانہ شریک ہوں گے یعنی ماں، بہن، بیوی، بیٹی، بیٹا، بھائی وغیرہ۔ پھر افراد خانہ کی کفالت کا ذمہ دار اور پابند بھی اللہ تعالی نے مرد کو ہی بنایا ہے جب کے عورت کو اسلام نے افراد خانہ کی کفالت کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ارشادات خداوندی ہیں!

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ

مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔

ترجمہ۔مردوں کا اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کر مریں ہیں اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ چھوڑ کر مریں ہیں مال تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں ٹھہرایا ہوا حصہ ہے۔ ۲۴

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔

ترجمہ۔جب (ترکہ کی) تقسیم کے وقت رشتہ دار (جن کا حصہ مقرر نہیں ہے) اور یتیم اور مسکین آ موجود ہوں تو اپنے طور پر ان کو اس میں سے کچھ دو اور ان سے معقول بات کہو۔ ۲۵

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔

ترجمہ۔ایسے لوگ ڈریں کے اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ مریں تو ان کو اس کے بارے میں اندیشہ ہو تو ان کو چاہئے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کہیں۔ ۲۶

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ۔

ترجمہ۔اللہ تم کو تمھاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کے ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔ ۲۷

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ۔

ترجمہ۔اگر لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لئے اس کا مال دو تہائی ہے جو وہ چھوڑ مرا ہے۔ ۲۸

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَه۔

ترجمہ۔اگر ایک ہی (لڑکی) ہو تو اس کے لئے آدھا مال ہے۔ ۲۹

وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّه وَلَدٌ وَّوَرِثَه اَبَوَاهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَه اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ۔

ترجمہ۔اگر اولاد ہو تو ماں، باپ میں ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے، اور میت کے ماں باپ کے لئے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ مرا ہے اگر اس کے اولاد ہے۔ ۳۰

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ۔

ترجمہ۔اگر اولاد نہ ہو تو ماں کا حصہ ایک تہائی ہوگا۔۔۔پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو تو اور اس کے وارث اس کے ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک تہائی ہے۔ ۳۱

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَه وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّه وَلَدٌ وَّوَرِثَه اَبَوَاهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ۔

ترجمہ۔بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے پھر اگر اس کے بھائی بھی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ ۳۲

لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا۔

ترجمہ۔ تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ تمھارے لئے ان میں سے کون نفع پہنچانے کے زیادہ قریب ہے یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا ہے بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ ۳۳؎

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ۔

ترجمہ۔ اگر اولاد نہ ہوتو شوہر کا نصف ہے تمھارے لئے اس مال میں سے آدھا جو تمھاری بیویاں چھوڑ مریں اگر ان کی اولاد نا ہوتو۔ ۳۴؎

فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْنَ بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍ۔

ترجمہ۔ اولاد ہوتو چوتھائی پھر اگر ان کی اولاد ہوتو تمھارے لئے اس کا چوتھائی ہے جو وہ چھوڑ مریں۔ ۳۵؎

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ۔

ترجمہ۔ اولاد نہ ہوتو بیوی کا چوتھائی حصہ ہے۔۔۔ ان کے لئے اس مال میں سے چوتھائی ہے جو تم چھوڑ مرو اگر تمھاری اولاد نہیں ہے۔ ۳۶؎

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ۔

ترجمہ۔ اولاد ہوتو بیوی کا آٹھواں حصہ ہے۔۔۔ اگر تمھاری اولاد ہے تو ان کے لئے اس مال میں سے آٹھواں حصہ ہے جو تم چھوڑ مرو۔ ۳۷؎

مندرجہ بالا قانون میراث سے یہ بات ثابت ہوگئی کے میراث میں عورت کا حصہ مرد کے حصے سے کم رکھا گیا ہے لیکن اسلام نے اسے کسی بھی مقام پر دوسروں کو دینے کا پابند نہیں بنایا پھر یہ کے عورت کو شادی کے بعد مہر کی صورت میں بھی تحفہ یا رقم ملتی ہے جو مرد اپنی بیوی کو دیتا ہے لیکن عورت کو کچھ دینے کا پابند نہیں بنایا گیا دیکھنے میں ایسا ضرور معلوم ہوتا ہے کے مرد کو زیادہ یا دگنا حصہ ملتا ہے لیکن مرد اپنے مال میں سے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینے کا بھی پابند ہے پھر سب سے بڑھ کر خاندان کی کفالت کی عظیم ذمہ داری بھی مرد کے کندھوں پر ہے لہٰذا خواتین کو اس پہلو کی جانب بھی توجہ کرنی چاہئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے میزان (ترازو) اور ناپ تول کے اوزان کو حکم الٰہی کے مطابق ایجاد کیا لیکن آپ نے اپنی قوم کے منکرین ومفسدین کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر ہجرت فرمائی اور موجودہ عراق کے شہر کوفہ سے مصر کی جانب ہجرت کرتے ہوئے دریائے نیل کے کنارے آباد ایک سرسبز وشاداب علاقے میں جا بسے جس کو انھوں نے 'بابلیون' کا نام دیا تاہم اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی علوم سے متصف فرمایا یہی نہیں بلکہ آپ سے منسوب کئی ایجادات بھی ہیں جن میں شامل قلم سازی، فن کتابت، علم ریاضی، علم نجوم، علم منطق، علم رمل، ہتھیار واوزار، اسلحہ سازی، کپڑے کو کاٹنے اور سینے کا علم اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انھیں Town Planning کے اصول اور اور علوم بھی منتقل کئے جبکہ آپ ۷۲ زبانوں پر مکمل دسترس رکھتے تھے یہی وجہ ہے کے

مندرجہ بالا تمام علوم اور ایجادات جو اللہ تعالی نے آپ کو عطا فرمائیں ان سے اہل مصر نے بہت استفادہ کیا تاہم کئی اہل علم اور مورخین نے تو یہاں تک دعویٰ پیش کر دیا ان تمام ایجادات کے اصل موجد اور معمار اہل مصر ہیں جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کے ان علوم وفنون اور ایجادات کے اصل موجد حضرت ادریس علیہ السلام تھے جن کے ذریعے یہ علوم اور ایجادات مصر میں آئیں پھر یہاں سے یہ فنون اور ایجادات دیگر ممالک اور اقوام تک پہنچے۔ ۳۸؎

ارشادات خداوندی:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ اَوِ الۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ‌ۚ اِنۡ يَّكُنۡ غَنِيًّا اَوۡ فَقِيۡرًا فَاللّٰهُ اَوۡلٰى بِهِمَا‌ فَلَا تَتَّبِعُوا الۡهَوٰٓى اَنۡ تَعۡدِلُوۡا‌ ۚ وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ کی رضا کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ خواہ یہ گواہی خود تمھارے، والدین، عزیز واقارب یا رشتہ داروں کے ہی خلاف کیوں نہ ہو لہٰذا تم خواہشات نفس کی خاطر انصاف کو نہ چھوڑنا، اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلوتہی کرو گے تو بلا شبہ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ ۳۹؎

اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔ ۴۰؎

وَاُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَيۡنَكُمۡ‌ ۔

ترجمہ۔مجھے حکم دیا گیا ہے کے میں تمھارے درمیان عدل کروں۔ ۴۱؎

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا‌ ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ‌ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ۔

ترجمہ۔اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو، پس اگر ایک ان میں دوسرے پر ظلم کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے، پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان دونوں میں انصاف سے صلح کرادو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ ۴۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

عادل حاکم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ ۴۳؎

اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل (برابری) قائم کرو۔ ۴۴؎

اپنی اولاد کے درمیان عدل (برابری) کرو چاہے بوسہ لینے میں ہو۔ ۴۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ ایسا عادل ہے کے جس نے عَدۡلِ کی راہ اختیار کی۔۴۶؎

عَدۡلِ اسلام کے ستونوں میں سے چار شعبوں میں بٹا ہوا ہے۔

ا۔عمیق فہم۔ ۲۔ گیرائی علم۔ ۳۔حسن قضاوت۔

۴۔اور استحکام حلم لہٰذا جو سمجھ گیا وہ علم کی گہرائیوں سے واقف ہو گیا اور احکام کے سرچشموں سے سیراب ہوا اور جو حلم اختیار کرتا ہے وہ اپنے کاموں میں کوتاہی نہیں کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے درمیان قابل ستائش بن کر رہتا ہے۔گمان پر بھروسہ کر کے فیصلہ کر دینا عَدۡلِ نہیں ہے۔

عَدۡل کرو اور ناحق شدت وظلم کی طرف میلان سے دور رہو کیونکہ شدت لوگوں کو ترک وطن پر اور ظلم انھیں تلوار کی طرف بلاتا ہے ۔امام عادل موسلادھار بارش سے بہتر ہوتا ہے یہی نہیں بلکہ وہ زمانے بھر کی سرسبزی وشادابی سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

عَدۡلِ ایک شکل اور ظلم کئی صورتوں والا ہوتا ہے اسی لئے ظلم کرنا آسان اور عَدۡلِ کرنا مشکل ہوتا ہے یہ دونوں تیراندازی میں صحیح اور غلط نشانے کی طرح ہیں یقیناً تیر کے صحیح نشانے پر بیٹھ جانے کے لئے بڑے زمانے اور ریاضتیں درکار ہیں جبکہ نشانہ خطاء ہو جانے کے لئے ان سب میں سے کسی کی ضرورت نہیں ہوتی۔سب سے افضل حاکم وہ ہے جس کی یاد عَدۡلِ کے ذریعے باقی رہے اور اس کے بعد آنے والا اسی سے مدد حاصل کرے۔رعایا کا دل اپنے مالک کے لئے ایک خزانے کی طرح ہوتا ہے لہٰذا اس میں جو بھی عَدۡلِ وظلم رکھے گا وہاں سے وہی پائے گا۔

عَدۡلِ ایمان میں سرفہرست ہے۔عادلانہ ترین روش یہ ہے کہ!تم لوگوں کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تمھارے ساتھ کریں۔

عَدۡلِ کے ذریعے برکتیں دوگنی ہو جاتی ہیں حکومتوں کا ثبات عدل سے ہے۔

عقل کی فراوانی انسان کو عدل بروئے کار لانے پر آمادہ کرتی ہے۔

عَدۡلِ میں وسعت ہے۔مظالم کی تلافی کرنے سے زیادہ کوئی عدل نہیں

جو اپنی سلطنت میں عدل سے کام لیتا ہے وہ مددگاروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔۴۷؎

روحانی وظیفہ:

ہر جمعہ کے دن (کسی بھی وقت) روٹی کے بیس ٹکڑوں پر اَلۡعَدۡلِ لکھ کر کھانے سے اللہ تعالی مخلوق کو اس شخص کے لئے مسخر کر دیتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۔سورہ الانفطار۔آیت۔۷۔
۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۵۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔
۶۔۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۷۔۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۲۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۹۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۹۔
۱۰۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔
۱۱۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۳۔
۱۲۔سورہ رعد۔آیت۔۳۔
۱۳۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔
۱۴۔تدبر قرآن۔شیخ امین احسن اصلاحی۔مطبوعہ فاران فاؤنڈیشن۔لاہور۔
۱۵۔سورہ الذارایت۔آیت۔۴۹۔
۱۶۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۵۔
۱۷۔سورہ ص۔آیت۔۲۶۔
۱۸۔سنن ابوداؤد۔ج۔سوم۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی۔۲۷۵ھ)۔کتاب العلم۔ص۔۱۱۸۔مطبوعہ دارالکتب
۱۹۔سنن ابوداؤد۔ج۔سوم۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی۔۲۷۵ھ)۔کتاب العلم۔ص۔۱۱۷۔مطبوعہ دارالکتب
۲۰۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا اعمادالدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ)۔دارالفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ۔سنن النسائی۔
۲۱۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۲۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۲۳۔سورہ القصص۔آیت۔۵۰۔
۲۴۔سورہ النسا۔آیت۔۷۔
۲۵۔سورہ النسا۔آیت۔۸۔
۲۶۔سورہ النسا۔آیت۔۹۔
۲۷۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۔
۲۸۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۔

۲۹۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۱۔
۳۰۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۱۔
۳۱۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۱۔
۳۲۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۱۔
۳۳۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۱۔
۳۴۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۲۔
۳۵۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۲۔
۳۶۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۲۔
۳۷۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۲۔
۳۸۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ج۔سوم۔ص۔ ۶۳۔شمس الدین عظیمی ۔پبلشر۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۔۲۰۰۳ء۔
۳۹۔سورہ النسا۔آیت ۔۱۳۵۔
۴۰۔سورہ النحل۔آیت ۔۹۰۔
۴۱۔سورہ الشوریٰ۔آیت ۔۱۵۔
۴۲۔سورہ الحجرات۔آیت ۔۹۔
۴۳۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔
۴۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۴۵۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔
۴۶۔النہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین ۔خطبہ۔۱۷۳۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔
۴۷۔تجلیات حکمت ۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَللَّطِیۡفُ

بڑا لطف کرم کرنے والا

He who knows the delicate meanings of everything.

He who creates things most subtly, which cannot be understood by people.

He who gives blessings to people in the most subtle ways.

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۔(انعام ۔۱۰۳)

ترجمہ۔وہ باریک بین (الطیف) اور خبیر ہے۔

اللَّطِیۡف۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۱۲۹اور عدد ۳) ہے۔

اللَّطِیۡف۔(ل۔ط۔ف) سے مشتق ہے،جس کے معانی نرمی اور مہربانی کے ہیں۔۱؎

اللَّطِیۡف۔قرآن کریم یہ میں اسم صفاتی (۷) مرتبہ آیا ہے۔

لطف۔یلطفك ے معنی چھوٹا اور باریک۔۲؎

اسم اللَّطِیۡف کے معنی اللہ رب العزت کائنات کے تمام خفیف اور دقیق امور سے واقف ہے۔

اللَّطِیۡفُ۔یعنی اللہ رب العزت اپنی مخلوق کی رہنمائی نہایت لطیف اور خفیف انداز سے کرتے ہیں اس رہنمائی میں نرمی اور مہربانی شامل ہوتی ہے۔۳؎

اللَّطِیۡفُ۔کے ایک معانی صاف اور شفاف کا ہونا ہے۔۴؎

اللَّطِیۡفُ من الکلام۔کے معنی بڑی لطیف اور دقیق بات کرنا۔

اللطائف۔سے مراد وہ امور اور باتیں جن کا ادراک شعور انسانی سے بالاتر ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔۵؎

ترجمہ۔ انسانی نگاہیں اللہ رب العزت کا احاطہ نہیں کر سکتیں لیکن وہ تمام نگاہوں کا احاطہ کرتا ہے اس لئے کے وہ لطیف الخبیر یعنی (باریک بین) ہے۔

علماء کرام اور مفسرین نے اسم اللَّطِیۡف کی پانچ تعریفات بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام خطابی لکھتے ہیں! اللَّطِیۡف وہ ذات بابرکت ہے جو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے اور انھیں ایسی جگہ سے اسباب مہیا کرتا ہے جہاں ان کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

۲۔ لَطِیۡف کا متضاد کثیف ہے، اس اعتبار سے لَّطِیۡف کے معنی غیر محسوس طریقے سے اسباب اور رزق کو مہیا کرنا۔ ۶؎

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لَّطِیۡف کا ترجمہ۔ مہربان لکھا ہے۔

حضرت عکرمہ نے اللَّطِیۡف کے معنی محسن کے بیان کئے ہیں۔

۴۔ اللَّطِیۡف وہ ذات بابرکت ہے جو نہایت مخفی اور غیر محسوس اشیاء کو بھی بخوبی جانتا ہے۔

۵۔ امام حلیمی لکھتے ہیں! اللَّطِیۡف وہ ذات پاک ہے جو اپنی تمام مخلوقات کی بھلائی اور آسانی چاہتی ہے اور اس کے لئے انھیں اسباب بھی مہیا کرتی ہے۔

اسم اللَّطِیۡف کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اللَّطِیۡف کی نفوذ پذیری نظام کائنات میں ہر مقام پر ہمہ وقت جاری وساری ہے۔

سب سے پہلے تو تمام انسانوں پر اللہ کا لطف وکرم کا مسلسل جاری رہنا اگر چہ تمام انسان خطا کار ہیں لیکن اللہ کی محبت، رحمت، نعمت اور لطف وکرم نے اپنی کل مخلوقات کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا۔

ترجمہ۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اور اللہ سب چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ۷؎

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ۔

ترجمہ۔ اللہ نے اپنے اوپر رحمت لازم کر لی ہے۔ ۸؎

جسمانی خلیات کی سطح پر لطف وکرم:

تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کے انسانی جسم میں پائے جانے والے خلیات کو لمحے کے ہزارویں حصے میں توانائی درکار ہوتی ہے اگر چہ خلیات کا نظام نہایت منظم اور پیچیدہ تصور کیا جاتا ہے دوسری جانب ہر خلیہ نہایت مستعد اور چوکنا ہے جس کو اس بات کا بخوبی علم ہے کے اسے کتنی توانائی کی مقدار درکار ہے۔

سائنسدانوں نے تحقیق سے یہ معلوم کیا ہے کے جگر کے ایک خلیے کے اندر تقریباً ۵۰۰ مختلف کیمیائی تعاملات یعنی Chemical Reactions ہوتے ہیں جبکہ کئی اقسام کے پیچیدہ کیمیائی تعاملات کا ابھی تک اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکا ہے جو

کے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے سے بھی کم وقت میں نہایت منظم انداز سے مکمل ہو جاتے ہیں اور اس انتہائی پیچیدہ نظام میں ایک ادنیٰ نوعیت کی غلطی کی بھی قطعاً گنجائش موجود نہیں جسم کے بیمار خلیات ایک خودکار نظام کے تحت اپنے آپ کو سکیڑ لیتے ہیں اور پھر بلا آخر ختم ہو جاتے ہیں جبکہ صحت مند خلیات ان مردہ خلیات کے ڈھیر کو جلد از جلد ضائع کر دیتے ہیں تاکہ انسانی صحت برقرار رہ سکے تاہم قابل ذکر امر یہ ہے کہ جسمانی نظام میں معاون اور دفاعی خلیات کو 'کوپفر' (Kuppfer) کہتے ہیں یہ مضرِ صحت خلیات کو بخوبی جانتے اور پہچانتے ہیں اور صرف دس سیکنڈ سے بھی کم وقت میں یہ مضرِ صحت جراثیم کو ختم کرنے کی مکمل اور حیرت انگیز صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان 'کوپفر' خلیات کی اعلیٰ کارکردگی کے باعث دوران خون میں بمشکل ایک فیصد سے بھی کم مضرِ صحت بیکٹر یاز کے شامل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

نظامِ تنفس کی انتہائی پیچیدہ سطح پر لطف و کرم:

خلیات کا نہایت پیچیدہ نظامِ عمل تنفس کی نگرانی پر بھی مامور ہے ان خلیات کی الگ الگ ذمہ داریاں ہوتی ہیں جن میں شامل آکسیجن کی ضروریات اور اس کی مقدار اور رفتار پر کنٹرول حاصل کرنا جبکہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جسم سے خارج کرنے والے خلیات بالکل الگ ہوتے ہیں اور انھیں اپنی ذمہ داریوں کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ خلیات کا یہ انتہائی منظم اور پیچیدہ نظام تمام انسانوں سمیت کل ذی ارواح میں موجود ہوتا ہے جو ان کی پیدائش سے موت تک نا صرف محبت اور نرمی سے ان کی حفاظت کرتا ہے بلکہ نہایت چستی اور مہارت سے اپنی ذمہ داریوں کو بھی انجام دیتا ہے جس میں ذرا سی بھی کوتاہی کی گنجائش ممکن نہیں

ارشاداتِ خداوندی:

لَّا تُدۡرِكُهُ ٱلۡأَبۡصَٰرُ وَهُوَ يُدۡرِكُ ٱلۡأَبۡصَٰرَۖ وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلۡخَبِيرُ ۔

ترجمہ۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے، اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔ ۹؎

أَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلۡخَبِيرُ ۔

ترجمہ۔ بھلا وہ نہیں جانتا جس نے (سب کو) پیدا کیا وہ بڑا باریک بین خبردار ہے۔ ۱۰؎

إِنَّ ٱللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ باریک بین (لطیف) اور برادار ہے۔ ۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! راست روی (سچائی)، خوش خلقی اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں (۲۵) حصہ ہے۔ ۱۲؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو کاموں میں آسان کام کو اختیار کرنے کا حکم دیا۔ ۱۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن بھولا بھالا اور شریف ہوتا ہے جبکہ فاجر فسادی اور کمینہ ہوتا

ہے۔ ۱۴؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن اپنی خوش اخلاقی کی وجہ سے روزے دار اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔ ۱۵؎

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن میزان میں خوش خلقی سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔ ۱۶؎

حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اس خدا کی قسم جس نے تمھاری ساعتوں کا احاطہ کیا ہوا ہے جو بھی کسی دل کو سرور بخشتا ہے اللہ اس کے لئے اسی سرور سے ایک لطف خلق کرتا ہے اور جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو یہ اس کی طرف اسی طرح سے جاری ہوتا ہے جیسے پانی اوپر سے نیچے کی طرف جاری ہوتا ہے یہاں تک کے وہ سرور اس مصیبت کو بھگا دیتا ہے جیسے دوسری جگہ کی اونٹنی کو بھگا دیا جاتا ہے۔ ۱۷؎

لطف یعنی نرمی۔ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو سجا دیتی ہے اور جس کی سخت گیری بڑھ جاتی ہے وہ ذلیل ہوجاتا ہے اور جہالت کی زبان سخت گیری ہے۔

علم میں سرفہرست نرمی ہے عقلمند کے لئے ضروری ہے کے وہ اپنے تمام امور کو نرمی اور ملائمت سے انجام دے نرمی جس چیز میں بھی ہوگی اس کو زینت بخشے گی

برکت نرمی کے ساتھ ہے جب تم کسی کو سزا دو تو نرمی اختیار کرو۔

سب سے افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ نرمی کرنا جانتا ہو سب سے بڑی نیکی نرمی ہے حلم کا ثمرہ ملائمت ہے۔

انسان کی نرم طبیعت اور سخاوت اس کو اس کے دشمنوں میں بھی محبوب بنا دیتی ہے۔

کتنی ہی ایسی مشکلات ہیں جنھیں نرمی آسان بنا دیتی ہے ہر دین کا ایک شیوہ ہوتا ہے اور اسلام کا شیوہ نرمی ہے۔

جو ملائمت اور نرمی کو بروے کار لاتا ہے اس کا رزق بڑھ جاتا ہے۔ ۱۸؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص ۳۳ مرتبہ یالَّطِیۡفُ پڑھے گا اس کے رزق میں برکت اور اضافہ ہوگا اور اس کے سب کام بخیر و خوبی انجام پائیں گے۔

بچیوں کی شادی اور اچھے رشتوں کے لئے یہ عمل مجرب ہے اول آخر تین مرتبہ درود شریف کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یالَّطِیۡفُ پڑھ کر بچوں کی شادی کے لئے دعا کی جائے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۳۔المفردات با الفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔دار الشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ انعام۔آیت۔۱۰۴۔

۶۔المعجم الوسیط۔ابراہیم مصطفیٰ (متوفی۔)۔ج۔۱۔ص۔۸۲۶۔المکتبہ العلمیہ تہران۔

۷۔سورہ النسا۔آیت۔۱۲۶۔

۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۔

۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۰۳۔

۱۰۔سورہ الملک۔آیت۔۱۴۔

۱۱۔سورہ الحج۔آیت۔۶۳۔

۱۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۱۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلْخَبِیْرُ
باخبر اور آگاہ

He who has knowledge of the most secret parts of everythings, and knows their inner meanings.

كِتَابٌ اُحْكِمَتْ اٰيَاتُه ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ (ھود۔۱)

ترجمہ۔ یہ (قرآن) حکیم اور خبیر کی طرف سے ہے۔

الخبیر۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا نمبر (۸۱۲ اور عدد ۲) ہے۔

الخبیر۔(خ۔ب۔ر) سے مشتق ہے۔

خبر۔کی جمع اخبار ہے۔ا

الخبیر۔۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۴۵) مرتبہ آیا ہے۔

خبر۔اور نبا میں فرق ہے کیونکہ نباء کسی بڑے واقعے سے متعلق اطلاع کو کہتے ہیں۔

خبر۔عام واقعات سے متعلق ہوتی ہے جیسے کے لفظ نبی بھی نبا سے نکلا ہے جس کے معنی غیب کی خبریں دین ے والا چنانچہ انبیاء کرام اللہ کے حکم سے اپنی امت کو غیب کی خبروں سے آگاہ کرتے ہیں۔

الخبیر۔کے معنی خبر کو جاننے والا، خبر رکھنے والا یا خبر دینے والا۔

قرآن کریم میں الخبیر صفت الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمام معاملات سے باخبر ہے۔

خبر۔اس واقفیت کو کہتے ہیں جو تجربے کی بنیاد پر حاصل کی گئی ہو۔۲

ابن فارس نے خبر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کے اس کے بنیادی معنی علم کے ہیں۔۳

امام غزالی نے الخبیر کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے! الخبیر وہ ذات پاک ہے جو کہ تمام پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں سے آگاہ اور باخبر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کائنات کے کل معاملات، اس کے کل اور جز سے بخوبی واقف اور آگاہ ہیں اور ذرہ برابر بھی کوئی شے اللہ سے اوجھل نہیں۔

اسم الخبیر کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الخبیر کی اس کل کائنات میں ہر جگہ موجودگی اور نفوذ پذیری ہے اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو بذریعہ قرآن کریم کئی غیب کی خبروں سے آگاہ کیا اور اپنے بے شمار پیغامات کو انسانوں تک پہنچانے کے لئے انبیاء اور رسولوں کا انتخاب بھی کیا اس اعتبار سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے اللہ کے غیبی پیغامات کو بنی نوع انسانیت کے ساتھ نا صرف شیئر کیا بلکہ انھیں آنے والے خطرات سے آگاہ اور ہوشیار بھی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود کئی غیبی خبروں کو بہ اذن الٰہی قیامت تک آنے والے لوگوں تک پہنچایا اور انھیں خبردار کیا۔

ذیل میں نظام کائنات میں اسم الخبیر کی نفوذ پذیری کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

روز الست ارواح انسانی کے سامنے اعلان ربوبیت:

کائنات کی پہلی اور ابتدائی اور معلوم اہم ترین خبر یہ بھی ہے کے اللہ تعالی نے روز الست تمام ارواح انسانی کو مخاطب کر کے فرمایا!

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمھارا رب ہوں؟ جس کے جواب میں تمام ارواح انسانی نے ہم آواز ہو کر کہا! قَالُوْا بَلٰى۔

ترجمہ۔ بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔ ۴؎

یعنی کل بنی نوع انسانیت نے اللہ کے وجود کی نا صرف شہادت اور گواہی پیش کی بلکہ دل کے یقین کے ساتھ زبان سے اقرار بھی کیا یعنی اللہ رب العزت نے تمام ارواح کے سامنے سب سے پہلے اپنا تعارف کروایا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی خبر:

اب تک کی دوسری اور اہم ترین خبر جو خود بذریعہ قرآن کریم ہم تک پہنچی ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی خبر تھی جو اللہ تعالی نے سب سے پہلے فرشتوں سے بیان کی۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۖ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کے میں زمین میں اپنا ایک نائب پیدا کرنے والا ہوں، فرشتوں نے کہا کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو فساد پھیلائے اور خون بہائے حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں، فرمایا میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ ۵؎

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔

ترجمہ۔ جب پروردگار نے ملائکہ سے یہ کہا کے میں کھنکھناتی ہوئی سڑی مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔ ۶؎

قیامت کی خبر:

إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ۔

ترجمہ۔ بے شک قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، لیکن اکثر لوگ یقین نہیں کرتے۔ ۷؎

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا۔ ترجمہ۔ بے شک فیصلے کا دن مقرر ہے۔ ۸؎

وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ترجمہ۔ قیامت کا آنا تو آنکھ جھپکنے کی طرح ہے یا یہ اس سے بھی زیادہ قریب، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۹؎

لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا۔

ترجمہ۔ (قیامت) تم پر اچانک ہی آئے گی۔ ۱۰؎

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ۔

ترجمہ۔ قیامت تو صرف ایک چنگھاڑ ہے جس کے ہوتے ہی سب ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے۔ ۱۱؎

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۔ فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ۔

ترجمہ۔ وہ تو بس ایک ڈانٹ ہے۔ جس کے ہوتے ہی وہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔ ۱۲؎

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ مسلمانوں اور یہودیوں اور صابیوں اور عیسائیوں اور مجوسیوں اور مشرکوں میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا، بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ ۱۳؎

قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ کے جتنے نیک بندے ہوں گے وہ اٹھا لئے جائیں گے جبکہ قیامت کا زلزلہ اور سختی صرف بدترین اشرار پر قائم ہوگی۔

ارشادات خداوندی:

إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ۔

ترجمہ۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دیتے، اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے، اور تمہیں خبر رکھنے والے کی طرح کوئی نہیں بتائے گا۔ ۱۴؎

لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔

ترجمہ۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے، اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔ ۱۵؎

يَا بُنَيَّ إِنَّهَآ إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۔

ترجمہ۔(لقمان نے کہا) بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو یا زمین کے اندر ہو تب بھی اللہ اس کو حاضر کر دے گا، بے شک اللہ بڑا باریک بین باخبر ہے۔ ۱۶؎

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۔

ترجمہ۔وہ اپنے بندوں پر زبردست اور حکمت والا باخبر ہے۔ ۱۷؎

كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۔

ترجمہ۔یہ (قرآن) حکمت والے خبردار کی طرف سے ہے۔ ۱۸؎

إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ ان باتوں سے باخبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔ ۱۹؎

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔ ۲۰؎

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ ۲۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی امت کو بے شمار خبروں سے پیشگی مطلع فرمایا جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی بشارت اور دجال کے قتل سے متعلق خبریں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے اور حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں اور یہ کے وہ (عنقریب) اترنے والے ہیں پس جب تم انھیں دیکھو تو پہچان لینا۔وہ ایک میانہ قد کے انسان ہیں ان کی رنگت سرخی مائل سفید ہے اور وہ دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے جیسے ان میں سے پانی ٹپکنے والا ہے حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے، صلیب کو پاش پاش کر دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے جبکہ اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹا دے گا اور وہ دجال کو ہلاک کر دیں گے وہ زمین میں چالیس برس تک ٹھہریں گے پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ ۲۲؎

اللہ کی زمین پر مکمل دین اسلام کے نفاذ کی خبر:

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے

اس کے تمام مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کرلیا اور سنو! میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھ کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔ ۲۳؎

حضرت مقداد بن اسودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اس زمین پر کوئی کچا گھر نہ بچے گا اور نہ ہی کوئی خیمہ بچے گا جہاں دین اسلام داخل نہ ہوجائے اس پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے کہا کے یہ سننے کے بعد میرے ذہن میں سورہ انفال کی یہ آیت آگئی کے اے ایمان لانے والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لئے ہوجائے۔ ۲۴؎

قیامت سے قبل دس نشانیوں کی خبر:

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت اس وقت تک ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک اس سے قبل دس نشانیاں ظاہر نہ ہوجائیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دس نشانیوں کا ذکر فرمایا!

۱۔ دھواں۔

۲۔ دجال۔

۳۔ دابۃ الارض۔

۴۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

۵۔ عیسیٰ ابن مریم کا ظہور۔

۶۔ یاجوج اور ماجوج۔

۷۔ تین بڑے خسف (یعنی زمین کا تین مقامات پر دھنس جانا۔ پہلا مشرق میں)۔

۸۔ دوسرا مغرب میں زمین کا دھنس جانا۔

۹۔ تیسرا جزیرہ العرب میں زمین کا دھنس جانا۔

۱۰۔ اور سب سے آخر میں ایک زبردست آگ جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہنکاتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔ ۲۵؎

پہلی نشانی (دھواں):

انھی نشانیوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيمٌ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ۔

ترجمہ۔ سو تو اس دن کا انتظار کر جب آسمان کھلم کھلا دھواں لائے جو لوگوں پر چھا جائے یہ دردناک عذاب ہے پھر وہ کہیں گے کے اے ہمارے پروردگار تو ہم پر سے اس عذاب کو ٹال دے اور ہم ایمان لے آئے۔ ۲۶؎

دوسری نشانی (دجال):

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

دجال میری امت میں نکلے گا پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا جو اس کو قتل کریں گے۔ ۲۷؎

تیسری نشانی (دابۃ الارض):

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے وہ ان سے یہ کہے گا کے لوگ ہماری (اللہ) کی آیات پر یقین نہیں لاتے تھے۔ ۲۸؎

چوتھی نشانی (سورج کا مغرب سے طلوع ہونا):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے، جب یہ نشان ظاہر ہو جائے تو زمین پر جتنے لوگ ہوں گے سب ایمان لائیں گے لیکن اس وقت کا ایمان محض بے سود ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرا رب آئے یا تیرے رب کی کوئی نشانی آئے، جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان کام نہ آئے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا ہو، کہہ دو کہ انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ ۲۹؎

پانچویں نشانی (عیسیٰ ابن مریم کا ظہور):

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔

ترجمہ۔ بے شک وہ (عیسیٰ ابن مریم) قیامت کی نشانی ہیں۔ ۳۰؎

چھٹی نشانی (یاجوج اور ماجوج):

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ جب یاجوج اور ماجوج کھول دئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے پل پڑیں۔ ۳۱؎

ساتویں، آٹھویں اور نویں نشانی (تین بڑے خسف):

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا۔

ترجمہ۔ جب زمین خوب زور سے ہلائی جائے گی۔ ۳۲؎

دسویں نشانی (یمن کی آگ:

ایک زبردست آگ جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہنکاتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔ ۳۳

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! میری جان کی قسم مستقبل میں ایسے فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے جن کی آگ میں مومن ہلاک ہوں گے اور غیر مسلم ان سے بچے رہیں گے۔ یقیناً جس نے اللہ سے امید لگائی تو وہ اپنی آرزوں تک پہنچ جائے گا اور جس نے غیر اللہ سے امید لگائی تو اس کی امیدیں خاک میں مل جائیں گی۔ ۳۴

روحانی وظیفہ:

جو شخص خواہشات نفسانی اور بری عادتوں میں گرفتار ہو اس کو چاہیئے کے وہ اسم الخَبِیرُ کا بکثرت ورد کرے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۵۷۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۵۷۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۵۷۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۲۔
۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۰۔
۶۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۸۔
۷۔سورہ المومن۔آیت۔۵۹۔
۸۔سورہ النبا۔آیت۔۱۷۔
۹۔سورہ النحل۔آیت۔۷۷۔
۱۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۷۔
۱۱۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۳۔
۱۲۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۴۔
۱۳۔سورہ الحج۔آیت۔۱۷۔
۱۴۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۴۔
۱۵۔سورہ انعام۔آیت۔۱۰۳۔
۱۶۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۶۔
۱۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۸۔

۱۸۔سورہ ہود۔آیت۔۱۔

۱۹۔سورہ النور۔آیت۔۳۰۔

۲۰۔سورہ النسا۔آیت۔۳۵۔

۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۳۔

۲۲۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔
دار احیاء التراث العربی بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۲۳۔۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۴۔سورہ انفال۔آیت۔۳۹۔

۲۵۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔

۲۶۔سورہ دخان۔آیت۔۱۶۔

۲۷۔۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۸۔سورہ نمل۔آیت۔۸۲۔

۲۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۸۔بخاری۔

۳۰۔سورہ الزخرف۔آیت۔۶۱۔

۳۱۔سورہ الانبیا۔آیت۔۹۶۔

۳۲۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۴۔

۳۳۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔

۳۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْحَلِيْمُ

بڑا بردبار

He who is clement.

وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔(تغابن ۔۱۷)

ترجمہ۔اللہ بڑا قدردان اور حَلِيْمٌ (بردبار) ہے۔

حَلِيْمٌ ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا نمبر(۸۸اور عدد ۷) ہے۔

حَلِيْمٌ ۔(ح۔ل۔م) سے مشتق ہے۔۱؎

حَلِيْمٌ ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۱۱) مرتبہ آیا ہے۔

الحلِمُ ۔سے مراد متانت، وقار، سکون، عقل وتدبر اور ضبط نفس کے معانی میں مستعمل ہوتے ہیں۔

الحلِمُ ۔ایسی خصوصیت کو کہتے ہیں کے باوجود غم وغصے کے اس کے اظہار سے گریز کرتے ہوئے مکمل ضبط کا مظاہرہ کیا جائے۔۲؎

الحلِمُ ۔کے معانی بیان کرتے ہوئے ابن فارس نے لکھا ہے کے جلدی نہ کرنا یا جلدی غصے میں آکر نہ بھڑکنا۔

حَلِيْمٌ ۔اللہ تعالی کی ایک صفت عظیم ہے جس کے معنی ہیں کے اللہ تعالی اپنی سرکش مخلوقات کے رویے پر بھی پروقار رہتے ہیں۔

فقہائے کرام اور مفسرین نے حَلِيْمٌ کی پانچ تعریفات بیان کی ہیں۔جو درج ذیل ہیں۔

۱۔حافظ ابن جریر فرماتے ہیں! حَلِيْمٌ وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندوں پر نہایت نرم اور مہربان ہے اور وہ ان کے گناہوں پر عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا۔۳؎

۲۔امام خطابی فرماتے ہیں! حَلِيْمٌ وہ ذات پاک ہے جو اتنا مہربان، نرمی برتنے والا اور معاف فرمانے والا ہے کے بندوں کے گناہ، سرکشی اور ان کی جاہلانہ باتیں بھی اس کو غصہ نہیں دلاتی ہیں۔۴؎

۳۔حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں! حَلِيْمٌ وہ ذات پاک ہے جو کے اپنے بندوں کے حق سے انکار پر بھی بردباری (نرمی) کا مظاہرہ کرتا ہے اور انھیں مہلت عطا کرتا ہے تا کہ وہ سدھر جائیں۔۵؎

۴۔شیخ سعدی فرماتے ہیں! حَلِيْمٌ وہ ذات پاک ہے جو کے اپنی مخلوقات پر ظاہری اور باطنی نعمتوں کی فروانی فرماتا ہے ان کے گناہوں، لغزشوں اور کمزوریوں سے سرف نظر فرماتا ہے وہ بے حد مہربان اور نرمی برتنے والی ذات ہے وہ چاہتا ہے کے بندوں کو

مہلت ملے تا کہ وہ اپنے برے رویے پر پشیمان ہو کر اللہ کے حضور معافی طلب کریں اور اپنی سمت کو درست کریں۔

۵۔امام حلیمی فرماتے ہیں! حَلِیۡمٌ وہ ذات مبارک ہے جو اپنے بندوں کے گناہوں، لغزشوں اور نافرمانیوں کے باوجود ان سے اپنی نعمتوں کو نہیں روکتا اور بندوں پر اللہ کا لطف و کرم اور مہربانی متواتر جاری رہتی ہے۔

اسم حَلِیۡمٌ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم حَلِیۡمٌ کی نظام کائنات میں ہر جگہ نفوذ پذیری پائی جاتی ہے یعنی اللہ کی ذات پاک اپنے بندوں پر بے حد مہربان اور شفیق ہے اللہ کی صفت حَلِیۡمٌ اپنے بندوں کے گناہوں، نافرمانیوں، کج بحثی، سرکشی اور تمام ظاہری و باطنی کمزوریوں کے نا صرف انھیں چھوٹ دیتا ہے بلکہ انھیں معاف بھی فرماتا ہے اس بات کا اندازہ اس حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لگایا جاسکتا ہے کے صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کے وہ کون سی بات ہے جو اللہ کو بہت بری لگتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی شخص یہ کہے کے فلاں اللہ کا بیٹا ہے یا فلاں اللہ کی بیوی ہے یہ بات اللہ کو اس قدر ناپسند ہے کے اللہ چاہے تو اسی وقت اس شخص کے سر پر آسمان گرا دے یا پھر زمین پھٹ جائے اور کہنے والا اس میں سما جائے۔۶؎

معلوم ہوا کے باوجود قدرت کے اللہ تعالی شرک کرنے والوں کو بھی مہلت عطا فرماتے ہیں جبکہ قرآن کریم میں اللہ کی وحدانیت پر کئی آیات صراحت کے ساتھ موجود ہیں:

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنۡ يَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ۔

ترجمہ۔اللہ کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔۷؎

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا لَّقَدۡ جِئۡتُمۡ شَيۡـئًا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِنۡهُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ هَدًّا اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ يَّتَّخِذَ وَلَدًا۔

ترجمہ۔(کافروں نے کہا!) رحمن نے اپنا بیٹا بنا لیا بے شک تم نے یہ بہت سنگین بات کہی قریب ہے کے اس سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمینیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور پہاڑ لرزتے ہوئے گر جائیں کیونکہ انھوں نے رحمن کے لئے بیٹے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ رحمن کی شان کے لائق نہیں کہ وہ اپنے لئے بیٹے بنائے۔۸؎

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓـئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا۔

ترجمہ۔مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔۹؎

قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ۔

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک وہ ہی

بہت بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔ ۱۰؎

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔

ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر جمے رہے پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یہی بہشتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے بدلے ان کاموں کے جو وہ کیا کرتے تھے۔ ۱۱؎

وَعَدَ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ۔

ترجمہ۔ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور رہنے کے باغوں میں ستھرے گھروں کا اور اللہ کی رضا مندی اس سے بھی بڑی چیز ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ ۱۲؎

ارشادات خداوندی:

وَاللّٰہُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ۔

ترجمہ۔ اللہ بڑا قدردان اور حلیم (بردبار) ہے۔ ۱۳؎

وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیۡم۔

ترجمہ۔ اللہ بے پرواہ اور حلیم (بردبار) ہے۔ ۱۴؎

سُبۡحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا کَبِیۡرًا۔

ترجمہ۔ وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے وہ بہت ہی بلند ہے۔ ۱۵؎

وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ بڑے علیم اور حلم والا ہے۔ ۱۶؎

وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَلِیۡمٌ ۔ترجمہ۔ اللہ جاننے والا اور حلیم (بردبار) ہے۔ ۱۷؎

وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَلِیۡمٌ حَلِیۡمٌ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ جاننے والا اور حلیم (بردبار) ہے۔ ۱۸؎

اِنَّ اِبۡرٰہِیۡمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیۡمٌ۔

ترجمہ۔ بے شک ابراہیم نرم دل اور حلیم (بردبار) ہے۔ ۱۹؎

اِنَّ اِبۡرٰہِیۡمَ لَحَلِیۡمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیۡبٌ۔

ترجمہ۔ بے شک ابراہیم حلیم (بردبار) نرم دل اور اللہ کی جانب رجوع کرنے والا ہے۔ ۲۰؎

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔
ترجمہ۔ہم نے ابراہیم کو ایک حلیم (بردبار) بیٹے کی بشارت دی۔۲۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود حلیم الطبع تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ کی سختیوں اور بدسلوکی کا نہایت استقامت اور حلیمی سے مقابلہ کیا اور بلا آخر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حلیمی الطبع کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سخت دشمن اور مخالفین بھی اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انسانوں کو بھی نرمی کے ساتھ معاملات کا حکم دیا۔حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کے میں نے دس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی اس وقت میں ایک کم سن بچہ تھا اگر چہ میں اپنے آقا کی مرضی کے مطابق ہر کام انجام نہ دیتا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی مجھ پر اف نہ کیا اور نہ ہی مجھ سے یہ کہا کے تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور ایسا کیوں نہ کیا؟۔۲۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کاموں کو متانت اور اطمینان سے انجام دینا اللہ کی طرف سے ہے جبکہ جلد بازی شیطان کی وجہ سے ہے۔۲۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو چیزیں اللہ کو بہت محبوب ہیں۔
۱۔حلیمی (غصہ سے مغلوب نہ ہونا)۔۲۔جلد بازی نہ کرنا۔۲۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اچھی سیرت، متانت اور وقار سے کام کرنا اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں (۲۴) حصہ ہے۔۲۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے! ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کے وہ کچھ نصیحت فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! غصہ نہ کیا کرو ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔۲۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں کو دین سیکھاؤ، انھیں خوشخبریاں سناؤ اور دشواریاں پیدا نہ کرو اور جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کے وہ خاموشی اختیار کرے۔۲۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں! اے ابن آدم جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا میں تیرے اعمال چاہے وہ جیسے بھی ہوں میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور مجھے تیرے گناہوں کی کوئی فکر نہیں۔۲۹؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! حلم ان متقیوں کی علامتوں میں سے ایک نشانی ہے کے تم ان کے پاس ایک دینی قوت، علم کی چاہت اور علم میں حلم کا مشاہدہ کرو گے۔
تم اپنی اخلاقی کمزوریوں کو اپنے حلم کے ذریعے پوشیدہ رکھو اور اپنی خواہشات سے عقل کے ذریعے لڑو۔

اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے کے تمھارے پاس بکثرت مال وزر ہو بلکہ اس میں تمھارے لئے بھلائی ہے کہ تمھارا علم بڑھ جائے اور تمھارا حلم زیادہ ہو جائے۔

بردبار کی بردباری کا سب سے پہلا عوض یہ ہے کہ لوگ جاہل کے مقابل اس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

حلم یعنی (بردباری) خاندان ہے۔حلم جیسی کوئی عزت نہیں۔

جس نے بردباری اختیار کی وہ کبھی اپنے کاموں میں کوتاہی نہیں کرے گا اور لوگوں کے درمیان نیک نام ہو کر زندگی بسر کرے گا۔

حلیم کی پہچان صرف غصے کے عالم میں ہوتی ہے حلم بافضیلت روش ہے۔

جس نے اپنے دشمن کے مقابلے میں حلم کا مظاہرہ کیا اس نے اپنے دشمن پر کامیابی حاصل کر لی۔

آپ سے کسی نے کہا کہ مجھے حلم سیکھائیے؟ تو آپؑ نے فرمایا کے حلم ذلت ہے لہٰذا اگر طاقت ہو تو اس ذلت پر صبر کرو۔

شدید غصے میں حلم کا مظاہرہ کرنا جابر کے غصے سے محفوظ رکھتا ہے۔

حلم مومن کے امور کے لئے ایک بہترین نظام ہے حلم ایک نور ہے جس کا جوہر عقل ہے۔

حلم کمال عقل ہے بہترین خصلت حلم وعفت ہے۔

بلاشبہ سب سے افضل وہ شخص ہے جس نے توانائی کے باوجود بردباری اختیار کی غیبت سے دور رہا اور قوت کے ہوتے ہوئے انصاف کیا تمھارا استحکام تمھارے ادب کے ذریعے ہے لہٰذا اس کو حلم سے زینت بخشو۔

حلیم صرف وہی ہے جس کو جب اذیت دی جائے تو وہ اس پر صبر کرے اور اگر اس پر ظلم ہو تو وہ اسے بخش دے۔

اگر کبھی تم پر غصہ غالب آجائے تو تم اس پر حلم اور وقار سے غلبہ حاصل کرو۔

جب اللہ کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو اس کو سکون اور حلم کے ذریعے مزین کرتا ہے۔

اگر تم نے کسی احمق کے مقابلے میں حلم اختیار کیا تو گو یا تم نے اس کو رنجیدہ کیا پس اپنے حلم کے ذریعے اسے مزید غمزدہ کرتے رہو۔

حسن حلم کثرت علم کی دلیل ہے تمھارے لئے حلم لازم ہے کیونکہ یہ ایک پسندیدہ روش ہے۔

کمال علم، حلم ہے جبکہ کمال حلم غصہ کو پی جانا ہے ایسی عقل کا کوئی فائدہ نہیں۔

جس کے ساتھ حلم نہ ہو اور ایسے اخلاق میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہے جو حلم سے مزین نہ ہو۔علم کا بہترین مددگار حلم ہے۔

نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو سجا دیتی ہے۔

جس کی سخت گیری بڑھ جاتی ہے وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

جہالت کی زبان سخت گیری ہے۔

علم میں سرفہرست نرمی ہے۔

عقلمند کے لئے ضروری ہے کے وہ اپنے تمام امور کو نرمی اور ملائمت سے انجام دے۔

نرمی جس چیز میں بھی ہوگی اس کو زینت بخشے گی۔
برکت نرمی کے ساتھ ہے۔
جب تم کسی کو سزا دو تو نرمی اختیار کرو۔
سب سے افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ نرمی کرنا جانتا ہو۔
سب سے بڑی نیکی نرمی ہے۔
حلم کا ثمرہ ملائمت ہے۔
انسان کی نرم طبیعت اور سخاوت اس اس کے دشمنوں میں بھی محبوب بنا دیتی ہے۔
کتنی ہی ایسی مشکلات ہیں جنھیں نرمی آسان بنا دیتی ہے۔
ہر دین کا ایک شیوہ ہوتا ہے اور اسلام کا شیوہ نرمی ہے۔
جو ملائمت اور نرمی کو بروے کار لاتا ہے اس کا رزق بڑھ جاتا ہے۔۳۰

روحانی وظیفہ:

اسم الحَلِیۡمُ کو لکھ کر پانی سے دھو کر اس پانی کو جس چیز پر بھی جھڑکا جائے گا ان شاء اللہ اس چیز میں خیر و برکت ہوگی اور وہ چیز ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔المفردات با الفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔دار الشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۳۔الجامع البیان۔امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۲۷۔مطبوعہ دار المعرفہ۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۴۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۲۷۴۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۵۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابو الفدا عماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۳۔ص۔۷۳۔تفسیر سورہ فاطر۔آیت۔۴۔دا الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ۔

۶۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۷۔سورہ مریم۔آیت۔۳۵۔

۸۔سورہ مریم۔آیت۔۸۸۔۹۲۔

۹۔سورہ الفرقان۔آیت۔۷۰۔

۱۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔

۱۱۔سورہ الاحقاف۔آیت۔۱۴۔

۱۲۔سورہ توبہ۔آیت۔۷۲۔
۱۳۔سورہ تغابن۔آیت۔۱۷۔
۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۳۔
۱۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۳۔
۱۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۱۔
۱۷۔سورہ النسا۔آیت۔۱۲۔
۱۸۔سورہ الحج۔آیت۔۵۹۔
۱۹۔سورہ توبہ۔آیت۔۱۱۴۔
۲۰۔سورہ ہود۔آیت۔۷۵۔
۲۱۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۰۱۔
۲۲۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۲۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلعظِیۡمُ

بڑا بزرگ

He who is magnificent.

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔(التوبہ۔۱۲۹)

ترجمہ۔وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

الْعَظِيْمِ ۔عربی زبان کالفظ ہے جس کا نمبر(۱۰۲۰اور عدد ۳) ہے۔

الْعَظِيْمِ ۔(ع۔ظ۔م) سے مشتق ہے۔ا؎

الْعَظِيْمِ ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۹) مرتبہ آیا ہے۔

عظم ۔عربی زبان میں ہڈی کو کہتے ہیں۔ہڈی انسانی جسم میں بنیادی حیثیت کی حامل ہوتی ہے اور پورے جسم کی عمارت ہڈیوں کے ڈھانچے پر ہی استوار ہوتی ہے۔

عظم الفدان ۔سے مراد کسان کے ہل کی وہ چوڑی لکڑی جس کو ہل چلانے میں بنیادی حیثیت حاصل ہو۔

عظمات القوم ۔سے مراد قوم کے سردار جو کے اپنی قوم میں ایک مرکزی حیثیت کے مالک ہوتے ہیں وہ اپنی قوم کے لئے فیصلے کرتے ہیں۔

عظم الطریق ۔سے مراد کشادہ راستہ۔

عظمہ ۔غرور وتکبر کے معانی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے نیز اس کے معانی بڑائی،عزت اور حرمت کے بھی ہیں۔

العظیمیہ ۔سے مراد کوئی سخت درپیش مسئلہ یا حادثہ کے ہیں۔

ابن فارس کے مطابق! عظم سے مراد بڑا اور قوی کے ہیں۔۲؎

قرآن کریم میں عظم کی جمع عظام اوراعظم کے معانی میں ہڈی کے لئے متعدد مقامات پر آئی ہے۔

قرآن کریم کے لئے قرآن الْعَظِيْمِ ۔کا نام بھی آیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ۔

ترجمہ۔ہم نے تمہیں سات آیتیں دیں جو (نماز میں) دہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظمت والا دیا۔ ۳؎

الْعَظِيْمِ ۔اللہ کا ایک صفاتی نام ہے اور اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔

ترجمہ۔وہ بلند مرتبہ اور الْعَظِيْمِ ۔(عظمت والا) ہے۔ ۴؎

فقہائے کرام اور مفسرین کرام نے اسم الْعَظِيْمِ کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ الْعَظِيْمِ وہ ذات بابرکت ہے جس کی عظمت کا ادراک عقل انسانی کی حدود سے بالاتر ہے۔

۲۔علامہ حلیمی لکھتے ہیں کے الْعَظِيْمِ وہ ذات بابرکت ہے جس کا کوئی مدمقابل نہ ہو۔

۳۔ الْعَظِيْمِ وہ ذات پاک ہے جس کی عظمت اور وجہ تعظیم اسی کی وجہ سے ہے اور اس کی عظمتوں کی حدود اور مقدار کو سمجھنا عقل انسانی سے ماوراء ہے۔

اسم الْعَظِيْمِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الْعَظِيْمِ کی وضاحت اور تشریحات عقل انسانی سے ماوراء اور مستور ہے انسان چاہے بھی تو اسم الْعَظِيْمِ پر کلام نہیں کرسکتا انسان بس اتنا کرسکتا ہے کے وہ اللہ کی بنائی ہوئی اس حیرت انگیز کائنات اور اشیاء ائنات کا مطالعہ کرتا رہے اور اپنے رب کی حمد وثناء میں رطب اللسان رہے یہی انسان کا منصب اور دنیا میں آنے کا مقصد ہے۔

عرش الْعَظِيْمِ ،رب الْعَظِيْمِ کی تخلیق ہے اس سے متعلق احادیث اور آثار وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ!اللہ تبارک تعالی نے عرش کو اپنے نور سے پیدا کیا جبکہ کرسی عرش سے ملی ہوئی ہے پانی کرسی کے نیچے اور ہوا اوپر ہے عرش الْعَظِيْمِ کو فرشتوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے عرش کے گرد چار دریا ہیں ان دریاؤں میں فرشتے کھڑے اللہ کی حمد ثناء اور تسبیح بیان کررہے ہیں جبکہ عرش بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ ۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے عرش کی مقدار کا اندازہ لگانا، ناممکنات میں سے ہے۔ ۶؎

کائنات کی ہر شے اللہ کی عظمت کی گواہی دے رہی ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔

ترجمہ۔وہ مالک ہے عرش الْعَظِيْمِ کا۔ ۷؎

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔

ترجمہ۔وہ عرش الْعَظِيْمِ کا مالک ہے۔ ۸؎

مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۔

ترجمہ۔(نوح نے اپنی قوم سے کہا!) تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے لئے سی وقار کی توقع نہیں رکھتے ؟۔۹؎

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں!

انسان نے اللہ کی عظمت کو پہچانا ہی نہیں جیسا کے اس کو پہچاننے کا حق تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے چینی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ. لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۔۱۰؎

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ بہت بڑا اور بردبار (گناہ پر فوراً پکڑ نہیں کرتا) ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ آسمانوں اور زمینوں کے اور معزز عرش کا رب ہے۔

میزان پر بھاری کلمات سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ ۔۱۱؎

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں! جو شخص صبح و شام سات مرتبہ اس دعا کو سچے دل سے مانگے گا اللہ تعالی اس شخص کی دنیا اور آخرت کے تمام غموں سے نجات دلائیں گے حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ- عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔

ترجمہ۔ مجھے اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔۱۲؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی بلندی یا ٹیلے پر چڑھتے تو فرماتے!

اۓ اللہ! ہر بلندی سے زیادہ بلندی تیرے لئے ہے اور ہر حمد سے بالا حمد تیرے لئے ہے۔۱۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تم اللہ کی عظمت کو محدود نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔۱۴؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص بکثرت اسم الْعَظِيمِ کا ذکر کرے گا۔اللہ تعالی اس کو عزت اور بزرگی سے سرفراز فرمائیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۷۔

۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۵۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی۔۳۹۶ھ)۔رقم الحدیث۔۱۹۲۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
المستدرک۔امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۴ھ)۔۔ج۔۲۔ص۔۲۸۲۔مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔
۶۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ)۔رقم الحدیث ۱۹۸۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
المستدرک۔امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔ج۔۲۔ص۔۲۸۲۔مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔
۷۔سورہ النمل۔آیت۔۲۶۔
۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۹۔
۹۔سورہ نوح۔آیت۔۱۳۔
۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۱۱۔صحیح بخاری۔امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۰۶۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۴۔نہج البلاغہ۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلْغَفُوْرُ

بہت بخشنے والا

He who forgives all.

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْم ۔(مائدہ۔۹)

ترجمہ۔اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے کہ ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے

اَلْغَفُّور ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۲۸۶اور عدد ۸) ہے۔

اَلْغَفُّور ۔(غ۔ف۔ر) سے مشتق ہے۔

غُفِرَ ۔کے معانی چھپا لینا یا محفوظ کر لینے کے ہیں۔۱؎

اَلْغَفُّور ۔قرآن کریم میں (۹۱) مرتبہ آیا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں !غُفِرَ سے مراد ایک ایسا لبادہ جس میں غلاظت اور گندگی سے محفوظ رکھنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو۔۲؎

غُفِرَ ۔کے ایک معانی پردہ ڈالنے کے بھی ہیں۔

غُفِرَ المتاع فی الوعاء ۔سے مراد سامان کو کسی برتن میں ڈال کر چھپا لینا (یعنی اس کو محفوظ کر لینا)۔

اَلْمَغْفِرَ اَلْغِفَارَ ۔سے مراد آہنی حلقوں سے بنی ایک ایسی جالی جو خود کے نیچے پہنی جائے جس کے پہننے سے انسان حملہ آور کے حملے سے محفوظ رہے۔

اَلْمَغْفِرَۃِ ۔کے معانی ڈھانپ لینا یعنی سرکش اور گناہ گاروں کی توبہ قبول کر کے انھیں اپنی رحمت میں چھپا لینا۔

اَلْمَغْفِرَۃِ اور استغفار بھی اسی معانی میں مستعمل ہوتا ہے۔۳؎

قرآن کریم میں اَلْمَغْفِرَۃِ کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلَی الْجَنَّۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ بِاِذْنِہٖ۔

ترجمہ۔اللہ اپنے اذن سے تمھیں جنت اور اَلْمَغْفِرَۃِ کی طرف بلاتا ہے۔۴؎

غُفۡرَان ۔ارشادِ خداوندی ہے!

غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ۔

ترجمہ۔(اے ہمارے پروردگار)! ہم تجھ سے گناہوں کی الۡمَغۡفِرَةِ کے طالب ہیں۔ ۵؎

غَافِرَ ۔ارشادِ خداوندی ہے!

وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡغَافِرِيۡنَ۔

ترجمہ۔سب سے بڑھ کر معاف فرمانے والے آپ ہیں۔ ۶؎

الۡغَفُوۡر ۔ارشادِ خداوندی ہے!

اِنَّ رَبَّكَ مِنۡ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۔

ترجمہ۔تیرا رب درگزر اور رحم فرمانے والا ہے۔ ۷؎

غَفَّار ۔ارشادِ خداوندی ہے!

وَاِنِّىۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰى۔

ترجمہ۔جو لوگ توبہ کرلیں، ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور سیدھا راستہ چلتے رہیں تو میں بہت درگزر کرنے والا ہوں۔ ۸؎

مندرجہ بالا الفاظ ہم معانی ہیں۔

اسۡتَغۡفَارُ ۔سے مراد اللہ سے اس کی حفاظت طلب کرنا۔اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۔

پھر تم لوٹ کر آؤ جہاں سے لوگ لوٹ کر آتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگو، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ ۹؎

وَاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ۔

ترجمہ۔تم اپنے رب سے معافی مانگو۔ ۱۰؎

وَمَا كَانَ اسۡتِغۡفَارُ اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ اِلَّا عَنۡ مَّوۡعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ ۔

ترجمہ۔ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے اسۡتِغۡفَار کی دعا کرنا ایک وعدہ کے سبب سے تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے۔ ۱۱؎

سورہ البقرہ میں الۡمَغۡفِرَةِ بمقابلہ فقر آیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے!

اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ وَيَاۡمُرُكُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمۡ مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَفَضۡلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۔

ترجمہ۔شیطان تمھیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے مگر اللہ تمھیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے۔ ۱۲؎

اللہ تعالی اپنے بندوں کو احتیاج اور افلاس سے محفوظ رکھتا ہے۔

فقہاء کرام نے اسم الْغَفُّور کی دو تعریفات بیان کی ہیں۔

امام حلیمی فرماتے ہیں! الْغَفُّور وہ ذات پاک ہے جو اپنے گناہ گار بندوں کی بہت زیادہ پردہ پوشی کرتی ہے تاہم اس کی معافی اس کی پکڑ سے زیادہ ہے۔ ۱۳؎

۲۔ حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں! العفو، الْغَفُّور اور غَفَّار وہ ذات پاک ہے جو ہمیشہ سے معاف کرنے والی صفت سے جانی جاتی ہے وہ بخشنے اور درگزر کی صفات سے متصف ہے اور ہر کوئی اس کی معافی اور بخشش کا طلب گار اور محتاج ہے تاہم اللہ تعالی کی بخشش اور معافی عام ہے اور جو شخص بخشش کے اسباب کو پورا کرے گا وہ یقیناً اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوگا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔

ترجمہ۔ بے شک میں بڑا بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے۔ ۱۴؎

اسم الْغَفُّور کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الْغَفُّور کی نظام کائنات میں ہر جگہ نفوذ پذیری موجود ہے اللہ تعالی اپنے گناہ گار بندوں کو بہت زیادہ بخشنے والا اور ان پر بے حد مہربان ہے کل کائنات میں اللہ کی حکم عدولی تو صرف اور صرف سرکش انسان اور جنات ہی کرتے ہیں ورگرنہ باقی مخلوقات تو اللہ کی مطیع اور فرمانبردار ہے وہ نا صرف صبح شام اللہ کی حمد وثناء کرتے ہیں بلکہ اس کو سجدہ بھی کرتے ہیں ہر مخلوق اپنی تسبیح کو جانتی ہے لیکن انسان اپنی کم علمی کی بنا پر دیگر مخلوقات کی تسبیحات سے ناواقف ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ! وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ.

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم بالکل گناہ نہ کرو تو اللہ تمھارا وجود ختم کر دے گا اور ایسے لوگ پیدا فرما دے گا جو گناہ کریں اور پھر استغفار کریں اور پھر اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائیں۔ ۱۵؎

یعنی انسان گناہ کریں گے تو صفت الْغَفُّوریت متحرک ہوگی جب دنیا میں کوئی گناہ گار ہی نہ ہوگا تو پھر صفت الْغَفُّوریت کی عمل داری کہاں ہوگی؟ لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ انسان اپنے گناہوں پر جری ہو کر اللہ کی نافرمانیوں پر اتر جائے بلکہ انسان کو اللہ سے نیک کاموں کی توفیق اور گناہوں سے بچنے کی اللہ سے مدد اور اس کی پناہ طلب کرنی چاہئے تمام انسان خطاء کار ہیں لیکن بہترین خطا کار وہ ہیں جو گناہوں کے بعد فوراً توبہ استغفار کر لیں ورگرنہ انسانوں کے گناہ تو اتنے ہیں کے اگر اللہ ان پر غضب ناک ہو جائے تو دنیا میں ایک گھاس کا ہرا تنکا بھی نظر نہ آئے لین اللہ تعالی اپنی مخلوقات کو توبہ کی مہلت عطا فرماتے ہیں نیز بچوں، کمزوروں اور جانوروں کی وجہ سے آسمان سے بارش برستی ہے نہیں تو انسانوں کے اعمال تو ایسے ہیں جو کے اللہ کو غضب ناک کرتے ہیں اور دنیا ہی

وہ مقام ہے جہاں سب سے زیادہ اللہ کی حکم عدولی کی جاتی ہے۔

اللہ کی صفت غفوریت، اس کی بے حد مہربانیاں، عفو اور درگزر کائنات میں ہر مقام پر مسلسل جاری اور متحرک ہیں اپنے بندوں پر اللہ کا سب سے بڑا احسان عظیم یہ ہے کے اس نے اپنے بندوں پر توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے اگر یہ دروازہ نہ کھلا ہوتا تو پھر تمام بنی نوع انسانیت کس حال میں ہوتی اس کا تصور بھی محال ہے؟

اقبال کا تصور گناہ:

اقبال کی دلچسپی کے خاص موضوعات میں سے ایک گناہ بھی ہے اقبال کے ذہن میں یہ صوفیانہ خیال بھی موجود تھا کے گناہ کے بغیر خدا تک نہیں پہنچا جا سکتا کیونکہ گناہ گار جب اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوتا ہے تو اس کے ضمیر کی کشمکش اللہ کی رحمت کو جوش میں لاتی ہے تاہم گناہ پر شرمندہ ہو کر انسان اس تڑپ سے واقف ہو جاتا ہے جس سے زاہد اور عابد اپنی ہزار سالہ عبادت سے بھی حاصل اور واقف نہیں ہو پاتے پھر سب سے اہم بات یہ کہ اگر گناہ کی کوئی اہمیت یا افادیت نہ ہوتی تو پھر اللہ کی اس کائنات میں گناہ کا وجود بھی نہ ہوتا۔۱۶ے

بقول امیر مینائی!

بے گناہوں میں چلا زاہد جو اس کو ڈھونڈ مغفرت بولی ادھر آ میں گناہ گاروں میں ہوں

ارشادات خداوندی:

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۔

ترجمہ۔ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس درجات، مغفرت اور رزق کریم ہے۔۱۷ے

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۙ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۔

ترجمہ۔اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے کہ ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے۔۱۸ے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۔

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے تو ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔۱۹ے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔

ترجمہ۔اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔۲۰ے

فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ۔

ترجمہ۔اسی کی طرف جھکے رہو اور اس سے معافی مانگو۔۲۱ے

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

ترجمہ۔اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے بھی۔ ۲۲؎

وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔

ترجمہ۔اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ۲۳؎

وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَہٗ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا۔

ترجمہ۔جو کوئی برا فعل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشوائے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔ ۲۴؎

وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمۡ وَہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ۔

ترجمہ۔اللہ ان کو عذاب دینے والا نہیں جبکہ وہ معافی مانگتے ہوں۔ ۲۵؎

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا وَّیُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا۔

ترجمہ۔اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا تمھیں مال اور اولاد سے نوازے گا تمھارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمھارے لئے نہریں جاری کرے گا۔ ۲۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے!

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِیۡ ذَنۡبِیۡ کُلَّہٗ: دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ، وَأَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ، وَعَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ۔

ترجمہ۔اے اللہ! تو میرے تمام چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، ظاہر پوشیدہ گناہوں کو معاف فرما دے۔ ۲۷؎

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک میں ضرور اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اس شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کے اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے دور رکھو پھر اس سے کہا جائے گا کے تو نے فلاں فلاں دن یہ کام کیے تھے؟ وہ کہے گا ہاں اور اس کا انکار نہیں کر سکے گا اور اس بات سے ڈر رہا ہوگا کے کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دئے جائیں پھر اس سے کہا جائے گا کے تمھارے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے تب وہ شخص یہ کہے گا کے اے میرے رب! میں نے تو اور بھی بہت سارے کام کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا پھر میں نے دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہنسے حتیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ ۲۸؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا۔

ترجمہ۔مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان

ہے۔۲۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔۳۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب وہ اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور اپنے کئے پر غمگین ہوتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔۳۱؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا ہے جبکہ افضل الدعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔۳۲؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے درخت پر لاٹھی ماری تو سوکھے پتے زمین پر گرنے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اللہ أکبر کہنے سے بندے کے گناہ اسی طرح سے جھڑتے ہیں جس طرح سے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔۳۳؎

حضرت بلال بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کہا! أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیَّ الْقَیُّوْمَ وَأَتُوْبُ۔ اس کی مغفرت کر دی جائے گی خواہ وہ میدان جہاد سے پیٹھ موڑ کر ہی کیوں نہ بھاگا ہو۔۳۴؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے! اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جو نیک کام کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور وہ جب کوئی برا کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔۳۵؎

حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو بھی مسلمان فرض نماز کا وقت پائے پھر اچھی طرح وضو کرے اور اس نماز کو ظاہری آداب اور خشوع کے ساتھ پڑھے تو وہ نماز اس نماز سے پہلے کئے ہوئے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے جب تک کے اس نے کبیرہ گناہ نہ کیا ہو اور یہ مغفرت ہر زمانہ میں ہوتی رہے گی۔۳۶؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب بندہ گناہ کا اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔۳۷؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعے کی نماز ان کے درمیان میں ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جاتی ہیں جب تک گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔۳۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! بدترین گناہ وہ ہے جسے اس کا کرنے والا ہلکا سمجھے۔

ترکِ گناہ، طلبِ توبہ سے زیادہ آسان ہے۔

مجھے ایسے گناہ کی پرواہ نہیں ہے جس کے کرنے کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کے میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اللہ سے عافیت مانگ لوں۔

حرص وحسد اور تکبر گناہوں میں ڈوب جانے کے باعث ہوتے ہیں۔

دنیا میں صرف دو ہی طرح کے لوگوں کو بھلائی حاصل ہوتی ہے۔

ا۔جس نے گناہ کیا اور توبہ کر لی۔

۲۔جس نے نیک کاموں میں جلدی کی۔

بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ مظلوموں، ستم رسیدہ اور پریشان حال افراد کے لئے آسانی اور انھیں آرام پہنچایا جائے۔

گناہ کے علاوہ دوسری کسی چیز میں زیادہ سرزنش نہ کرو۔

کتنے ہی ایسے ہیں جو کے برابر گناہ کرتے رہتے ہیں لیکن انھیں آخری عمر میں توبہ کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے گناہوں سے مایوس نہ ہو جبکہ توبہ کا در کھلا ہوا ہو۔اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے پر امید نہ رہو اور اپنے گناہوں کے علاوہ کسی اور سے خوف زدہ نہ رہو اعتراف کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا۔کم بولنا عیبوں کو چھپا دیتی ہے اور گناہوں کو کم کر دیتی ہے۔

آنسو صرف قساوت قلب کی جہ سے خشک ہو جاتے ہیں اور قساوت قلبی صرف گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔گناہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔

ا۔بخش دیا جانے والا گناہ۔

۲۔نہ بخشا جانے والا گناہ۔

۳۔اور وہ گناہ کے جس کے بخشے جانے کی امید ہو، اور عذاب پانے کا خوف لاحق ہو۔

ا۔بخش دئے جانے والے گناہ وہ ہوتے ہیں کے جن پر اللہ تعالی نے انھیں دنیا میں ہی سزا دے دی ہو اور اللہ اس سے بہت بڑا ہے کے وہ ایک ہی گناہ کے لئے دو دفعہ سزا دے۔

۲۔پھر وہ گناہ جو نا قابل بخشش ہوں۔وہ بندوں کا ایک دوسروں کے اوپر ظلم وستم ہے۔

۳۔تیسرا گناہ وہ ہے جیسے اللہ نے مخلوقات سے پوشیدہ رکھ کر اس گناہ گار کو توفیق توبہ عطا کر دی ہو اور اس گناہ گار کے شب وروز امید و خوف کے عالم میں گزرتے ہیں اور ہم بھی اس گناہ گار کے لئے اس کی مغفرت کے امیدوار اور عتاب سے خائف ہیں۔

لوگوں کی گناہوں کے ذریعے ہونے والی اموات زیادہ ہوتی ہیں بہ نسبت قضاء وقدر کے باعث ہونے والی اموات کے۔۳۹؎

روحانی وظیفہ:

اسم اَلْغَفُّوْر کا بکثرت ذکر کرنے والے انسان کو اللہ تعالی دردسر، بخار اور مایوسی سے محفوظ و مامون رکھتے ہیں اور اللہ کی مغفرت اسے حاصل ہو جاتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی(متوفی۔)۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۱۔

۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۵۔

۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۵۔

۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۳۔

۸۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۸۲۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۹۔

۱۰۔سورہ ہود۔آیت۔۳۔

۱۱۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۴۔

۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۸۔

۱۳۔المنہاج۔ج۔ا۔ص۔۱۰۲۔

۱۴۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۸۲۔

۱۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۶۔دمادم رواں ہے یم زندگی۔سہیل شفیق۔ص۔۱۱۳۔اقبال اکیڈمی لاہور۔

۱۷۔سورہ انفال۔آیت۔۴۔

۱۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۔

۱۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۷۔

۲۰۔سورہ الحدید۔۲۸۔

۲۱۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۶۔

۲۲۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔

۲۳۔سورہ مزمل۔آیت۔۲۰۔

۲۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۰۔

۲۵۔سورہ انفال۔آیت۔۳۳۔

۲۶۔سورہ نوح۔آیت۔۱۰۔۱۲۔

۲۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الایمان۔رقم الحدیث۔۱۴۔۳مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۰۔
۳۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۴۲۵۰۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۳۱۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۷۵۲۱۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۳۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۳۸۳۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۵۹۹۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۵۱۷۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔رقم الحدیث۔۳۰۲۰۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۳۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۲۰۶۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۲۷۷۰۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۳۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۵۴۹۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلشَّکُوْرُ

قدردان

He who is greatful and gives rewards for deeds done for him.

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔(بقرہ۔۱۵۲)

ترجمہ۔پس تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو۔میری ناشکری نا کرو۔

الشَکورُ ۔عربی زبان الفظ ہے،اس کا نمبر(۵۲۶اور عدد ۴)ہے۔
الشَکورُ ۔کے معنی بہت قدردان قدر شناس، جوہر شناس اور بزرگ و مربی کے ہیں۔
الشَکورُ ۔(ش۔ک۔ر) سے مشتق ہے۔۱؎
الشَکورُ ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۵) مرتبہ آیا ہے۔
شَکَر ۔کے معانی بھر جانا اور اظہار کرنا۔۲؎
شَکَر ۔کے ایک معانی بھرا ہونا، مقدار میں کثیر ہونا۔۳؎
شکرت الناقہ۔کے معانی اونٹی کے تھن کا دودھ سے بھر جانا۔۴؎
شکرت الشجرۃ ۔سے مراد درخت کے تنے پر ٹہنیوں کا نکل جانا۔
شکر قلان ۔سے مراد کسی شخص نے دل کھول کر سخاوت کا مظاہرہ کرنا۔
شَکَر ۔کے ایک معانی اطاعت، ادائے فرائض، احسان مندی اور پورا بدلہ دینے کے ہیں۔
شَکَر ۔کے ایک معانی زیادتی اور ظہور پذیر ہونے کے ہیں۔
اللہ کی طرف سے شَکَر کے معانی پورا پورا بدلہ دینا یا تھوڑے عمل کا بڑھا کر اجر دینا۔
فرس الشَکورُ ۔سے مراد ایسا تندرست و توانا گھوڑا جس کی اچھی جسمانی صحت کی وجہ سے تھوڑا چارا بھی اسے کافی ہو۔۵؎
مفسرین اور علماء کرام نے اسم الشَکورُ کی درج ذیل تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ذات الشَکُورُ وہ عظیم ذات ہے جو اپنے بندوں کے تھوڑے سے عمل پر بھی انھیں زیادہ اجر دیتا ہے۔

۲۔ذات الشَکُورُ اپنے بندوں کی چھوٹی چھوٹی نیکیوں کا بھی بھر پور معاوضہ ادا کرتا ہے۔۶؎

۳۔الشَکُورُ۔ایک ایسا قدردان ہے جو بندوں کی نافرمانیوں پر فوراً ان کی پکڑ نہیں کرتا بلکہ انھیں مواقع دیتا ہے اس کے علاوہ ان کے چھوٹے بڑے اعمال صالح کو ان کے استحقاق سے بڑھ کر انھیں عطا کرتا ہے۔۷؎

اسم الشَکُورُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الشکور کی نظام کائنات میں ہر مقام پر نفوذ پذیری پائی جاتی ہے مثلاً اللہ تعالی نے کمزور بنی نوع انسانیت کے لئے بے حد آسانیاں بہم پہنچائی ہیں اس کی اچھی نیت پر اس کو اجر ملتا ہے، اس کے چھوٹے بڑے نیک اعمال اللہ کی نظر میں قابل قدر ہوتے ہیں، وہ ذکر الٰہی سے اللہ کا مقرب بنتا ہے، اللہ تعالی نے والدین جیسی عظیم نعمت اسے عطا فرمائی، اس کے بہن بھائی، عزیز و اقارب، دوست احباب، اچھے پڑوسی، اچھی جسمانی، دماغی، روحانی، ذہنی اور نفسیاتی صحت، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت، عقل و شعور، علم و فہم، روزگار اور اس کی بہترین ہدایت کے لئے قرآن کریم اور سنت و احادیث کے ضخیم ذخائر موجود ہیں۔

اللہ تعالی انسان کو چھوٹی چھوٹی نیکیوں پر بھی معاف فرمادیتے ہیں اور اس کی مغفرت کا سامان فرماتے ہیں یہاں تک کے کسی مسلمان سے مسکرا کے ملنا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹانا، سلام میں پہل، کسی مریض کی عیادت، جنازے میں شرکت یا والدین کے چہروں کو محبت سے ایک نظر دیکھنے پر بھی اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔اللہ کی رحمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کے اگر اللہ چاہے تو انسان ے گناہوں کو وہ نیکیوں میں بدل سکتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۔

ترجمہ۔مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔۸؎

انسان کی کمزوریوں، کوتاہیوں، بیماریوں، ضعف اور اس کے مزاج کی سہل پسندی کے پیش نظر عبادات میں بھی نرمی رکھی گئی مثلاً نماز اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو وہ بیٹھ کر یا پھر لیٹ کر پڑھ لے، روزے، حج، زکوۃ اور دیگر امور میں بھی اس کے لئے آسانیاں کی گئی۔

تیمم:

اگر وضو یا غسل کا پانی دستیاب نہیں ہے یا کسی بیماری ی وجہ سے پانی نقصان دہ ہے تو تیمم کے احکامات موجود ہیں اور انسان تیمم کے ذریعے پاکی اور طہارت حاصل کر سکتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡكَعۡبَيۡنِ‌ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا‌ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ

اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ ؕ مَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰـكِنۡ يُّرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھوتو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھولو اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو، اور اگر تم ناپاک ہوتو نہالو، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے جائے ضرور (رفع حاجت) سے آیا ہو یا عورتوں کے پاس گئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤتو پاک مٹی سے تیمم کرلو اور اسے اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کرے تاکہ تم شکر کرو۔ ۹؎

نماز قصر:

وَاِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ فَلَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَقۡصُرُوۡا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ۔

ترجمہ۔جب تم ملک میں سفر کروتو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم نماز میں سے کچھ کم کردو یعنی (چار رکعت کے بجائے دو رکعت)۔ ۱۰؎

حضرت یعلی بن امیہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا! اللہ تعالی نے فرمایا ہے!

اِنۡ خِفۡتُمۡ اَنۡ يَّفۡتِنَكُمُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ اِنَّ الۡـكٰفِرِيۡنَ كَانُوۡا لَـكُمۡ عَدُوًّا مُّبِيۡنًا ۔

ترجمہ۔اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے، بے شک کافر تمہارے صریح دشمن ہیں۔ ۱۱؎

لیکن اب سفر میں لوگ کفار کے حملوں سے مامون ہیں، حضرت عمرؓ نے کہا کے جس چیز سے تم کو تعجب ہوا مجھے بھی اس چیز سے تعجب ہوا تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سے متعلق سوال کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (قصر) صدقہ ہے یعنی یہ اللہ نے تم پر صدقہ کیا ہے لہٰذا تم اس صدقہ کو قبول کرلو۔ ۱۲؎

اس حدیث سے معلوم ہوا کے سفر میں قصر کرنا واجب ہے اور دانستہ پوری نماز پڑھنے والا گناہ گار ہوگا موجودہ دور میں ۶۱ میل ۶۴۰ گز (یعنی ۹۸ کلومیٹر سے زائد پر) نماز قصر کی جائے گی۔اللہ کی دی ہوئی رخصت پر عمل کرنا واجب ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے تمھارے لئے جو رخصت دی ہے اس رخصت پر عمل کرنا تم پر واجب ہے۔ ۱۳؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اللہ کی دی ہوئی رخصت کو قبول نہیں کیا اس کو میدان عرفات کے پہاڑوں کے برابر گناہ ہوگا۔ ۱۴؎

یعنی اللہ تعالی نے اپنے کمزور بندوں کے لئے بے حد آسانیاں پیدا فرمائیں ہیں تاکہ انھیں عبادت میں آسانی ہو سکے اور وہ دلجمعی اور خشوع وخضوع کے ساتھ عبادات کو بجالاتے ہوئے اللہ کی شکر گزاری کریں۔

ارشادات خداوندی:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔

ترجمہ۔پس تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو۔میری ناشکری نا کرو۔ ۱۵؎

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ۔تم اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ ۱۶؎

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ۔اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ ۱۷؎

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

ترجمہ۔ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کرتے رہو،اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر کرتا ہے،اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔ ۱۸؎

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ۔

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اس کے والدین کے حق میں تاکید کی ہے،کے میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرو۔ ۱۹؎

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ۔

ترجمہ۔اپنے پروردگار کی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ ۲۰؎

وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔

ترجمہ۔اللہ شکر ادا کرنے والوں کو اس کی جزا دے گا۔ ۲۱؎

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔

ترجمہ۔اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تم کو ضرور زیادہ دوں گا،اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔ ۲۲؎

وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ۔

ترجمہ۔جو شکر ادا کرے گا وہ اپنے لئے ہی شکر ادا کرے گا۔ ۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت حکم بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!تم نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا تو تم نے اللہ کی نعمت کا شکر ادا کر دیا اور اللہ تعالیٰ تمھاری نعمت میں زیادتی کرے گا۔ ۲۴؎

حضرت اسود بن سریعؓ بیان کرتے ہیں،اللہ تعالیٰ کو اپنی ثناء اور تعریف میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے زیادہ کوئی کلمہ پسند نہیں ہے کیونکہ

اللہ تعالی نے خود اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے اپنی ثناء کی ہے۔ ۲۵؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نعمت خواہ کتنی ہی پرانی ہو جائے جب بھی بندہ اس نعمت پر اللہ کی حمد کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور مصیبت خواہ کتنی ہی پرانی ہو جائے جب بھی بندہ اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتا ہے تو اللہ تعالی اس کو نیا ثواب اور اجر عطا فرماتا ہے نعمت پر شکر کرنے سے نعمت کی مسئولیت کم ہو جاتی ہے جبکہ مصیبت پر صبر کرنے سے اس کے ثمرات کی حفاظت ہوتی ہے۔ ۲۶؎

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں، اللہ کا کوئی بندہ یا بندی اگر اسلام میں بوڑھے ہو جائیں تو اللہ ان کو عذاب دینے سے حیاء فرماتا ہے۔ ۲۷؎

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو بوڑھا شخص صحیح عمل کرتا ہو اور پابندی سے سنت پر عمل پیرا ہو تو اللہ تعالی کو اس سے حیاء آتی ہے کہ وہ کوئی سوال کرے اور اللہ اس کو نہ دے۔ ۲۸؎

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کے حال پر تعجب ہوتا ہے کہ اس کے ہر حال میں خیر ہے۔ اور یہ صفت مومن کے سواء اور کسی میں نہیں اگر اس کو راحت پہنچتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جو اس کے لئے خیر کا سبب ہے جبکہ اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے جس پر بھی اس کو خیر ملتی ہے۔ ۲۹؎

مغیرہ بن عامرؓ نے کہا! شکر نصف ایمان ہے اور صبر نصف ایمان ہے جبکہ یقین مکمل ایمان ہے۔ ۳۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس کلام کی ابتداء 'الحمد للہ' سے نہ کی جائے وہ نا تمام رہے گا۔ ۳۱؎

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھاتے یا پیتے تو دعا کرتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔ ۳۲؎

حضرت معاذ بن انسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کھانا کھا کر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھ کو بغیر کوشش اور طاقت کے یہ رزق عطا فرمایا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ ۳۳؎

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی اپنا پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ ۳۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ ۳۵؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی بلندی یا ٹیلے پر چڑھتے تو فرماتے! اے اللہ! ہر بلندی سے زیادہ بلندی تیرے لئے ہے اور ہر حمد سے بالا حمد تیرے لئے ہے۔ ۳۶؎

حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پاکیزگی نصف ایمان ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میزان کو بھر دیتا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتے ہیں۔ ۳۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہتے ہو تو تم اللہ کا شکر ادا کرتے ہو اور وہ تم کو زیادہ نعمت دے گا۔ ۳۸

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، آمین رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کی اپنے بندوں پر مہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں کی آفات و بلیات کو آمین سے دور فرماتا ہے جیسے کسی لفافے پر مہر لگا دی جائے تو اس مہر کی وجہ سے اس میں فاسد اور ناپسندیدہ چیزیں داخل نہیں ہو سکتی۔ ۳۹

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! کچھ لوگ اللہ کی عبادت بطور شکر ادا کرتے ہیں یہی آزاد لوگوں کی عبادت ہے۔

اللہ جب کسی بندے پر نعمتیں نازل کرتا ہے اور وہ بندہ اس نعمت کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کا شکریہ زبان سے جاری ہونے سے پہلے ہی اس میں اضافہ کر دیتا ہے۔

اگر تمھارے ہاتھ شکر کے لئے چھوٹے ہوں تو اپنی زبان کو شکر کے لئے طویل کرو۔

شکر نعمتوں کو بڑھاتا ہے جس کا شکر زیادہ ہو جاتا ہے اس کی نیکیاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔

جو بھی لوگوں سے بے نیازی کا اظہار کرتا ہے اللہ اسے دولت مند و بے نیاز کر دیتا ہے۔ ۴۰

روحانی وظیفہ:

روزآنہ ہر نماز کے بعد ۱۴ مرتبہ یَاشَکُوْرُ پڑھنے سے مالی تنگی، مشکلات اور دکھ درد کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے ختم کر دیتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔القاموس المحیط۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔دار احیا التراث العربی بیروت۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۶۔مجموعہ رسائل۔حجۃ الاسلام امام ابو حامد بن محمد بن محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔ج۔۱۔ص۔۳۱۷۔مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔

۷۔القرآن العظیم (تفسیر ماجدی)۔مولانا عبدالماجد دریا آبادی (متوفی ۱۳۹۷ھ)۔ج۔۲۔ص۔۸۷۸۔صدق فاونڈیشن لکھنو

۸۔سورہ المومنون۔آیت۔۷۰۔

۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔٦۔
۱۰۔سورہ النسا۔آیت۔۱۰۱۔
۱۱۔سورہ النسا۔آیت۔۱۰۱۔
۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۲۔
۱٦۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۲۔
۱۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔
۱۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۲۔
۱۹۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۴۔
۲۰۔سورہ سبا۔آیت۔۱۵۔
۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۴۔
۲۲۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۷۔
۲۳۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۲۔
۲۴۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۹۰۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۲۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲٦۔نوادر الانوار الاصول۔ج۔۲۔ص۔۲۰۳۔مطبوعہ دار الجبل۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۲۷۔کنز العمال۔علامہ علی تقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔
۲۸۔الجامع الاحادیث الکبیر۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۰۹۔مطبوعہ دار الکفر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۲۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۰۔موسوعہ الرسائل ابن ابی الدنیا۔ج۔۳۔ص۔۳۰۔موسۃ الثقافیہ البیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۳۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۳۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۳٦۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۳۸۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۴۶۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۳۹۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۴۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

الْعَلِيُّ

بہت بلند و برتر

He who is most high.

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۔(نحل ۔٦٠)

ترجمہ۔اللہ کی مثال اعلی ہے۔

الْعُلٰی۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا نمبر(١١١٠اور عدد ٢) ہے۔

الْعُلٰی۔(ع۔ل۔و) سے مشتق ہے،جس کے معنی رفعت اور بلندی کے ہیں۔١ے

الْعُلٰی۔قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی (٨) مرتبہ آیا ہے۔

الْعُلٰی۔کی ضد اسفل ہے۔

الْاَعْلٰی۔کے معانی سے بلند کر دیا۔

تعلٰی۔وہ بلند ہوا۔

الْعُلَاء۔سے مراد شرف اور بلندی۔

استعلٰی۔کے معانی بلند ہونا۔

ما علوا۔جس چیز پر بھی وہ غالب آ جائیں۔

علو۔کے معانی سرکشی کے ہیں لیکن جب یہ لفظ اللہ کے لئے استعمال ہوگا تو اس کے معانی عظمت اور بلندی کے ہوں گے۔

عال۔العالی یا عالیہ سے مراد اونچائی یا عظمت کے ہیں۔

الْاَعْلٰی۔سے مراد عالی مرتبہ۔

علا۔سے مراد غلبہ حاصل کرنا۔

علیون علیین۔سے مراد بلندیوں پر مزید بلندی حاصل کرنا۔

اسی طرح سے علیین وہ بلند مقام جبکہ اس کی ضد سجین ہے جس کے معانی پستی یا انسانی نشو نما کے جکڑنے کے ہیں۔

الْعُلٰی۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معانی سب بلندوں سے بلند ترین،عظمت اور بزرگی والا جس کے شرف اور عزت کی کوئی

مثال نہ ہو۔ ۲؎

مفسرین کرام اور اہل علم حضرات نے اسم اَلْعَلِی کی درج ذیل پانچ تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔امام غزالی لکھتے ہیں! اَلْعَلِی وہ ذات پاک ہے جس کے رتبے سے بلند کوئی رتبہ نہیں۔ ۳؎

۲۔ابن جریر لکھتے ہیں! اَلْعَلِی وہ ذات پاک ہے جو نہایت بلند اور اپنی مخلوق پر مکمل قادر ہے۔ ۴؎

۳۔اَلْعَلِی وہ ذات عالی مرتب ہے جس کی مثل کوئی نہیں۔ پاک ہے وہ ذات۔ ۵؎

۴۔امام خطابی لکھتے ہیں! اَلْعَلِی کا مطلب اَلعلی القاھر یعنی بلند اور غالب۔ ۶؎

۵۔علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں! اللہ تعالی خود قرآن کریم میں فرماتے ہیں کے اَلْعَلِی الکبیر یعنی وہ بلند ہے اور بڑائی والا۔

اَلْعَلِی العظیم یعنی وہ بلند اور بڑے مرتبے والا ہے۔

الکبیر التعال یعنی وہ ہیبت عظمت، بزرگی والا ہے اور نہایت بلند تر ہے۔ یعنی تمام غلبہ، اقتدار، بزرگی اور پاکیزگی سب کی سب اس ذات کے لئے ہے۔ ۷؎

اسم اَلْعَلِی کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْعَلِی کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے تاہم انسان کی عقل وفہم اس صفت عظیم کے ادراک سے قطعاً قاصر اور مجبور ہے کیونکہ اللہ کی عظمت، بلندی، بزرگی اور غلبے کی آگہی انسانوں کو نہیں لہٰذا وہ اس صفت عظیم کے اندر کام کرنے والے میکینزم سے بھی واقف نہیں لیکن اپنی کم علمی سے انسان اتنا ضرور سمجھ سکتا ہے کے اس عظیم کائنات کو پیدا کرنے والا، اس کے نظام کو کنٹرول کرنے والا اور اس کائنات کی تمام مخلوقات جس میں مرئی اور غیر مرئی سب شامل ہیں ان کے نظام کو سنبھالنے والی ذات کس قدر بلند درجہ اور عظیم الشان ہوگی۔ ایک ادنیٰ سی مثال کے ذریعے اس برتر اسم پاک کو کمزور اور کم عقل انسان کسی کم تر درجے میں سمجھنے کی کوشش کرسکتا ہے مثلاً انسان کی دماغی صلاحیتوں پر اگر بات کی جائے تو کئی حیرت انگیز حقائق سامنے آتے ہیں جبکہ سائنسدان خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کے اس انسانی دماغ پر تحقیق ابھی ابتدائی مراحل میں ہے زیر نظر ایک انسانی عضو (دماغ) پر بحث کرنے کا مقصد صرف اور صرف اتنا ہے کے اایک عظیم الشان ہستی نے دنیا میں کتنے انسانی دماغ تخلیق فرمائے اور وہ سب کے سب اللہ کے اختیار اور کنٹرول میں ہیں دوسری جانب مکمل انسان اور اس اسسٹم اور پھر دیگر مخلوقات کا نظام زندگی یہ سب نہایت حیران کن ہے اور انسان جب ان کا مطالعہ کرتا ہے تو بے اختیار یہ کہہ اٹھتا ہے کے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى تمام تعریفیں اس رب بزرگ و برتر کے لئے ہیں۔

انسانی دماغ:

انسانی دماغ ایک انتہائی پیچیدہ عضو ہے اب تک دماغ پر کی جانے والی تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کے انسانی دماغ کے کئی پوشیدہ اسرار ہیں جنھیں سائنسدان ابھی تک سمجھنے سے قاصر ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق! ایک انسانی دماغ میں ۱۰۰ بلین کے لگ

بھگ نیورانز پائے جاتے ہیں جبکہ ہر نیوران میں دس دس ہزار تک رابطے (Connections) ہوتے ہیں تاہم تو انسانی دماغ کی ساخت اور پیچیدگی حیران کن ہے دوسری جانب اس کی کارکردگی اور وظائف اس سے بھی زیادہ پریشان کن ہیں کیونکہ ایک نارمل انسانی دماغ میں اندازاً ۱۰ سے ۱۲ بلین نیورانز، ۱۲۰ بلین گال Ghal(Gale) اور تقریباً ۱۱۰ ارب خلیات پائے جاتے ہیں جبکہ نیورانز اور خلیات کے باہمی رابطوں کی تعداد ایک اندازے کے مطابق! کھربوں سے متجاوز ہے دماغ کی ساخت چونکہ انتہائی پیچیدہ اور نازک ہے لہٰذا قدرت نے اسے بیرونی خطرات اور چوٹ سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک سخت کھوپڑی میں محفوظ کیا ہے ایک انسانی کھوپڑی آٹھ ہڈیوں سے جبکہ پورا کاسہ سر جسے Skull کہتے ہیں وہ کل بائیس (۲۲) ہڈیوں سے مل کر بنا ہے جس میں سے ۱۴ ہڈیاں انسانی چہرے کی بناوٹ میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں ان ہڈیوں پر چہرے کے پٹھے نہایت خوبصورتی سے اور ایک مخصوص تناسب کے ساتھ قائم ہیں جس کی وجہ سے ہم مختلف تاثرات کا اظہار با آسانی کر سکتے ہیں ایک مرد کے دماغ کا وزن ۴۶ اونس جبکہ ایک عورت کے دماغ کا وزن ۴۴ اونس ہوتا ہے بے حد ذہین لوگوں کا دماغ ۶۴ اونس تک ہو سکتا ہے۔

گزشتہ ادوار میں ماہرین کا یہ خیال تھا کے اگر دماغ کا سائز بڑا ہوگا تو وہ شخص زیادہ ذہین ہوگا لیکن موجودہ تحقیق نے ان نظریے کو غلط ثابت کر دیا سائنسدانوں کے مطابق! دماغ کے وزن اور حرام مغز کے وزن کے درمیان پائی جانے والی نسبت ہی دراصل ذہانت کو ثابت کرتی ہے انسانی دماغ کا وزن اس کے حرام مغز کے وزن سے اوسطاً ۵۰ گنا زیادہ ہوتا ہے دماغ کا وزن حرام مغز کے وزن سے جتنا زیادہ ہوگا فرد اتنا ہی ذہین تصور کیا جائے گا لیکن اگر صرف دماغ کا وزن ہی ذہانت کی علامت ہوتا تو دنیا میں پائی جانے والی کئی عظیم الجثہ مخلوقات انسانوں سے زیادہ ذہین ہوتیں۔

ماہرین کے مطابق! اگر انسانی دماغ کی صلاحیتوں کے برابر کوئی کمپیوٹر بنالیا جائے تو اس کا سائز ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ جتنا ہوگا اس کی بلندی ۱۲۵۰ فٹ کے برابر اور اس کو چلانے کے لئے ایک ارب بجلی درکار ہوگی یہی نہیں بلکہ ایک انسانی دماغ ایک دن میں اتنی برقی تحریکات پیدا کرتا ہے جتنی پوری دنیا کے ٹیلی فون ایک دن میں پیدا کرتے ہیں یہ اللہ تعالی کی ایک عظیم الشان نشانی ہے جس کا وزن محض تین پونڈ ہے اگرچہ اعضاء انسانی کو اپنے دن بھر کے اعمال کو بہتر انداز سے انجام دینے کے لئے ازخود بجلی بھی Generate کرنی پڑتی ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق ایک انسانی دماغ کو ایک سیکنڈ میں تقریباً ایک لاکھ سے زائد مختلف اور پیچیدہ کیمیاوی ردعمل کے بے شمار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور اسے ایسا کرنے کے لئے بے پناہ طاقت اور توانائی کی ضرورت ہوتی ہے تحقیق سے سے یہ بھی ثابت ہوا کے ایک ذہین ترین انسان اپنی پوری زندگی میں صرف ۵۔۱۰ فیصد تک دماغ استعمال کرتا ہے بقیہ ۹۰۔۹۵ فیصد تک دماغ سرے سے استعمال ہی نہیں ہوتا۔ مشہور زمانہ سائنسدان آئن اسٹائین کو دنیا کے ذہین ترین انسان ہونے کا شرف حاصل ہے، مرنے کے بعد جب آئین اسٹائین کے دماغ کو لیبارٹری میں محفوظ کرلیا گیا اور آج تک محققین سرتوڑ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں وہ کسی طرح سے یہ معلوم کرلیں کے آخر آئین اسٹائین کے دماغ میں وہ کونسی ایسی صلاحیت تھی جو کے اسے دوسرے انسانوں سے منفرد اور Genius ثابت کرتی ہے۔

محققین کا یہ بھی خیال ہے کے آئین اسٹائین کے دماغ میں Data Processing کی صلاحیتیں عام انسانوں سے زیادہ تھیں یعنی شاید وہ نتائج کو بہتر انداز سے مرتب کرتا تھا۔قرآن کریم انسان کو ان ۹۰ فیصد خوابیدہ صلاحیتوں کے ادراک کا شعور دیتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَقُلْنَا يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ہم نے آدم سے کہا کے تم اور تمھاری بیوی' دونوں جنت میں رہو اور یہاں جو چاہے فراغت سے کھاؤ مگر اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ تمھارا شمار ظالموں میں ہوگا۔۸ ؎

مندرجہ بالا آیت میں تفکر سے یہ نکتہ واضح ہوا کے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو جنت میں ہر طرح کی آزادی حاصل تھی وہ اپنی مرضی کھا پی اور گھوم پھر سکتے تھے یہ بات تو واضح نہیں ہوئی کہ ان دونوں کا جنت میں قیام کتنا تھا؟ لیکن جتنا عرصہ بھی وہاں قیام تھا وہ دونوں خوش اور مطمئن تھے(خوشی،اطمینان،سکون،راحت اور فرحت کی کیفیات ہی دراصل جنت کی کیفیات ہیں) لیکن جب وہ اس درخت کے قریب گئے۔اوران سے نافرمانی کا ارتکاب ہوا تو ان سے جنت چھین لی گئی اور انھیں زمین پر بھیج دیا گیا (جہاں وہ مضطرب اور پریشان ہو گئے) جب ان سے نافرمانی سرزد ہوئی تو اس وقت ان کے اندر دو دماغ بن گئے۔

ا۔ایسا دماغ جو حواس کی پابندیوں سے آزاد تھا۔ ۲۔ایسا دماغ جو حواس کی پابندیوں میں قید تھا۔

اس نکتے کی وضاحت میں شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! ہر انسان کے اوپر دو دماغوں کا غلبہ ہوتا ہے۔

ا۔ایک دماغ فرمانبرداری کا دماغ ہے۔(جیسے آپ جنت کا دماغ بھی کہہ سکتے ہیں) اس کے ذریعے آدم جنت میں رہتے تھے۔

۲۔دوسرا دماغ نافرمانی اور کٹ حجتی کا دماغ ہے۔

ا۔جنت کا دماغ:(یقین اور فرمانبرداری کا دماغ):

قرآن کریم حکمت کو خیر کثیر سے تعبیر کرتا ہے اور تمام انسانوں کو بار بار تفکر،تدبر،جستجو اور تحقیق کی جانب متوجہ کرتا ہے تا کہ وہ حصول بصیرت کے بعد نائب حق بن سکیں۔

رومی اس نکتے کی وضاحت میں کہتے ہیں کے عقل کا انسان کے ساتھ ایک عجیب رشتہ ہے پہلے انسان طالب حکمت ہوتا ہے پھر وہ ترقی کرتے کرتے خود منبع حکمت بن جاتا ہے اس کے حافظے کی لوح حقائق ازلہ کی لوح محفوظ بن جاتی ہے انسان کی روح، روح القدس سے فیضیاب ہوتی ہے کیونکہ انسان کی رفتار ارتقاء یہ ہے کے ابتداً عقل اس کی معلم ہوتی ہے لیکن آخر کار انسان معلم بن جاتا ہے اور عقل اس کی شاگرد تا ہم حقیقت وجدان کی جانب سفر کرتے ہوئے ایک مقام پر استدلال اور عقل ناکام و نامراد ہو جاتی ہیں۔

رومی مزید کہتے ہیں! جیسے خشکی کی سواری پانی میں کام نہیں دے سکتی بالکل اسی طرح سے جہاں بحر توحید آجائے وہاں وجدانی بصیرت عقل استدلالی سے الگ ہو جاتی ہے کیونکہ عقل ساحل تک پہنچا کر انسان کو خیر باد کہہ دیتی ہے جیسے کے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے

معراج پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کے اب اس سے آگے کا سفر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود طے کیجئے کیونکہ مجھے اگلے مقام پر جراءت پرواز نہیں۔ ۹

یقین اور فرمانبرداری والا دماغ نور ازلی سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اپنے حقیقی منصب کی جانب محوِ سفر رہتا ہے۔

۲۔ نافرمانی کا دماغ: (شیطان کے وسوسوں کی آماجگاہ جہاں شک پروان چڑھتا ہے):

فی زمانہ لوگوں کی کثیر تعداد اسی نافرمانی والے دماغ کے زیر تسلط ہے جس میں شک وشبہ، نافرمانی، بے یقینی اور اسفل جذبات کی بھر مار ہے۔ ۱۰

آپ مزید کہتے ہیں! دن کے وقت انسان کا دماغ بے دریغ استعمال ہوتا ہے اور وجدانی دماغ استعمال نہیں ہوتا لہٰذا انسان کائنات کے حقیقی علم سے ناواقف ہی رہتا ہے اور جب یہ بھول چوک والا دماغ دن بھر کے کام کر کے تھک جاتا ہے تو بے سدھ اور بے خبر ہو کر ایسا سوتا ہے کے اسے وجدانی دماغ کی کارگزاریوں کی خبر ہی نہیں رہتی لیکن اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے وجدانی دماغ (بائیں دماغ) سے رابطہ قائم کرے اور اپنے شعور میں اتنی سکت پیدا کرے کہ وہ لاشعوری اور وجدانی دماغ کی کارگزاریوں سے واقف رہے اس صورت میں دماغ آدھے یونٹ کے طور پر نہیں بلکہ پورے یونٹ کے طور پر کام کرے گا جس کے نتیجے میں دنیاوی معاملات میں غلطیوں، پریشانیوں اور پیچیدہ بیماریوں کے امکانات میں حیرت انگیز کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ۱۱

رومی اس نکتے کی وضاحت میں کہتے ہیں! ابلیس لاکھوں برس تک خدا کی عبادت میں مصروف رہا لیکن آدم سے حسد نے اس کو مادہ پرست بنا دیا وہ آدم کی ظاہری شکل وصورت پر ہی قیاس کرتے ہوئے اسے محض مٹی کا ایک پتلا سمجھتا رہا لیکن وہ انسان کامل کے ممکنات کو نہ دیکھ سکا اور نہ ہی اس کی نگاہ اس کے اصل معنی تک پہنچ سکی جس کی وجہ سے وہ روحانیت کی مٹھاس سے محروم رہا چنانچہ تمام حس اور مادہ پرست انسان اسی ابلیس کی ذریت ہیں۔ ۱۲

رومی مزید کہتے ہیں کے بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اسی نافرمانی کے دماغ نے انسان کو انسان کا شکاری بنا دیا کیونکہ الفاظ اور نام بھی بڑے بڑے جال ہیں جس کے ذریعے سے لوگوں کو بڑے پیمانے پر فریب دیا جاتا ہے کوئی پیر و مرشد، مجدد یا پھر جھوٹا نبی بن گیا اگرچہ ان کے پاس سوائے لفظوں کے اور کچھ بھی نہیں۔ ۱۳

دو دماغ:

جدید سائنسی تحقیقات بھی نہایت حیران کن ہیں جب سائنسدانوں نے یہ انکشاف کیا کہ ہر انسانی سر میں دو دماغ موجود ہوتے ہیں۔

۱۔ ایک سیدھی طرف کا دماغ۔ ۲۔ دوسرا الٹی طرف کا دماغ۔

یہ دونوں دماغ آپس میں مختلف اور پیچیدہ عصبی ریشوں یعنی Corpuscallosum سے ملے ہوتے ہیں یہ دونوں ہی دماغ اپنی ایک علیحدہ شناخت بھی رکھتے ہیں دماغ کے عقب میں واقع Corpuscallosum کو ہم دو پروسیسرز کے درمیان ایک نیٹ ورک کنکشن بھی سمجھ سکتے ہیں کارکردگی کے اعتبار سے یہ دونوں ہی پروسیسرز انتہائی تیز رفتار طاقتور اور کئی پیچیدہ اور منفرد افعال کو نہایت

سرعت کے ساتھ انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سیدھے طرف کا دماغ الٹے حصے کو اور الٹے طرف کا دماغ انسان کے سیدھے حصے کو کنٹرول کرتا ہے۔ امریکہ کے ماہر عصبیات ڈاکٹر راجرا سپیری وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے انسانی سر میں دو دماغوں کا انکشاف کیا۔ ان کی اسی تحقیق پر انھیں ۱۹۸۱ء میں طب کا نوبل انعام بھی دیا گیا واقعہ کچھ یوں ہے کے ایک دماغی مریض جس کو شدید قسم کے دورے پڑتے تھے۔ ماہرین اور خود ڈاکٹر راجرا سپیری نے یہ تجویز کیا کے اس کے سر میں موجود دماغ کے کچھ حصے کو نکال دیا جائے ورنہ یہ پاگل ہو جائے گا لہٰذا اس کے سر میں سے دماغ کے ایک پورے حصے کو نکال دیا گیا یہ حصہ Corpuscallosum تھا۔
جیسے بذریعہ آپریشن دماغ سے نکال دیا گیا سرجری کے چند ہفتوں کے بعد مریض نارمل ہو گیا اور روزمرہ کے معمولات انجام دینے لگا لیکن ایک عجیب مسئلہ جو اس کو درپیش ہوا وہ یہ تھا کہ وہ اکثر چیزوں کو پہچان تو لیتا لیکن اسے یہ معلوم کرنے میں ناکامی کا سامنا ہوتا کہ آخر یہ کس کام آتی ہے؟ تاہم اسی قسم کے مختلف تجربات سے یہ انکشاف ہوا کہ خیالات کے مختلف عمل ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں جو سیدھے یا الٹے دماغ میں جنم لے رہے ہیں ان تجربات سے ایک بات اور واضح ہوئی کہ دماغ کے دونوں ہی حصے مختلف عمل سوچ اور شعبوں میں اپنی ایک انفرادی حیثیت رکھتے ہیں اس دریافت سے دنیائے عصبی سائنس میں ایک ہلچل مچ گئی یہی وہ تحقیق تھی کہ جس پر ڈاکٹر راجر کو نوبل پرائز دیا گیا۔
اسی نوعیت کا ایک اور کیس ڈاکٹرز کے لئے حیران کن تھا جب ایک بچے کو اسپتال میں داخل کیا گیا وہ مرگی کے شدید دوروں سے متاثر تھا تمام ماہرین نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے دماغ کے سیدھے حصے کو سرجری کے ذریعے سے نکالنا پڑے گا ورنہ اس کی جان کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ڈاکٹرز اس حقیقت سے بھی واقف تھے کے آپریشن کے بعد دماغ کا وہ حصہ جو اب علیحدہ کر دیا گیا ہے ایک مواد Cerebrospina سے بھر جائے گا۔ جب سرجری کے بعد بچے کو ہوش آیا تو اس کے تمام کاموں میں بے قاعدگی شروع ہو گئی کیونکہ دماغ کا سیدھا حصہ اب اس کے سر میں موجود نہ تھا لہٰذا احکامات کو موصول کرنے میں جسم کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن بچہ حیرت انگیز طور پر ایک سال کے اندر اندر معمولات زندگی کی طرف لوٹ آیا اور وہ نہایت کامیابی سے روزمرہ کے معمولات کو انجام دینے لگا یعنی اسے محض ایک سال کے قلیل عرصے میں اپنے الٹے طرف کے دماغ کو تیار کرنا پڑا کے وہ بھی سیدھے طرف کے دماغی حصے کے کام کو انجام دے جو کے اب اس کے سر میں موجود نہیں تھا۔ سائنسی دنیا میں یہ ایک اہم پیش رفت تھی سائنسدانوں کے نزدیک اگر کسی انسان کے دماغ میں صرف ایک حصہ ہو تو زیادہ بہتر ہوتا ہے کیونکہ اگر دونوں طرف کے حصوں کا آپس میں تال میل بگڑ جائے تو کئی مہلک امراض اور پیچیدگیاں لاحق ہو سکتی ہیں جن میں الزاہمیر، مرگی، نقص کلام یا Dysleia اور کئی قسم کے نفسیاتی اور دماغی امراض شامل ہیں۔ دماغ کی سیدھی طرف کا حصہ تخلیقی دماغ کہلاتا ہے جس کی بے شمار خصوصیات ہیں جن میں شامل یقین کی قوت مذہب پر یقین اور اعتماد، اشیاء کی جزئیات کا ادراک، جستجو، جاننا، سیکھنا، وسعت پذیری، قوت مشاہدہ، جوش و خروش اور خطرات کو مول لینا ہے جبکہ الٹی طرف کے دماغی حصے میں عقلی موشگافیاں، علم ریاضی، علم منطق، علم فلسفہ، زبان و بیان کی صلاحیتیں، ماضی، تاریخی علوم، سائنسی علوم، معلومات حکمت اور تنظیمی قوتیں وغیرہ شامل ہیں لیکن وقت گزرنے

کے ساتھ ساتھ انسان اپنے دماغ کے سیدھے حصے کا استعمال کم سے کم کرتا چلا جاتا ہے اور دماغ کا الٹا حصہ زیادہ سرگرم اور ایکٹو ہوجاتا ہے بالغ ہونے کے بعد دماغ کے سیدھے حصے کا استعمال صرف اور صرف دو فیصد رہ جاتا ہے۔

۱۸۳۶ء میں فرانس میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ڈاکٹر مارک ڈیکس نے پہلی بار یہ انکشاف کیا کہ قوت گویائی سلب ہونے کا ایک سبب انسانی دماغ کے بائیں نصف حصے سے ہوتا ہے اگر اس حصے کو کوئی چوٹ یا صدمہ پہنچے تو پھر انسان کی بولنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔

عام طور پر انسانی دماغ کے دونوں حصے مل کر کام کرتے ہیں لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا ہے کیونکہ کبھی کبھی سیدھے اور الٹی طرف کے دماغ کسی ایک نظریے پر متفق نہیں ہوتے جس کے نتیجے میں ان دونوں کے درمیان ایک جنگ کی کیفیت شروع ہوجاتی ہے اور بسا اوقات یہ کشمکش شدت اختیار کر جاتی ہے جس کے نتیجے میں کئی ذہنی الجھنیں، مسائل اور بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں ماہرین کے مطابق! عام طور پر ایسی جنگوں میں دماغ کا الٹا ہی حصہ جیتتا ہے نیز یہ حیرت انگیز انکشاف بھی ماہرین کی جانب سے کیا گیا کے انسانوں کی کثیر تعداد ایسی بھی ہے جن میں پائے جانے والے دونوں دماغوں کی عمر بھر لڑائی رہتی ہے دنیا میں پائے جانے والے بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جن کے ان دونوں دماغوں میں مکمل استعداد اور ہم آہنگی یا Understanding پائی جائے اور ایسے ہی لوگ زبردست اسکالرز، کامیاب سائنسدان، محقق، مدرس، قانون دان، موسیقار، مصور، شاعر، ادیب اور قابل ترین انسان بنتے ہیں اور محیرالعقول کارنامے انجام دیتے ہیں اگر ان دونوں دماغوں میں ہم آہنگی پیدا کو ردی جائے تو انسان ذہنی طور پر مطمئین اور پرسکون ہوجاتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ اپنی مختصر سی عمر میں اگر چاہے تو بڑے بڑے معرکے بھی سر کر سکتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کے جو افراد اپنے دونوں ہاتھوں سے یکساں، ایک ساتھ اور پوری قوت سے کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ایسے افراد کے دماغ کے دونوں حصے یکساں طور پر غالب ہوتے ہیں جبکہ اصطلاحاً انھیں ایمبی ڈیکسٹرواس Ambidextrous کہا جاتا ہے۔ [۱۴]

دماغ کے حصے: Section of Brain

انسانی دماغ کو مجموعی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ بالائی دماغ Fore Brain۔

۲۔ وسطی دماغ۔Mid Brain۔

۳۔ زیریں (عقبی) دماغ۔Hind Brain۔

۱۔ بالائی دماغ: Fore Brain

یہ دماغ کا سب سے اہم، بڑا اور منفرد حصہ ہے۔ ۱۹۹۳ء میں فلیڈ مین نے جب دماغ کی ساخت پر کام کیا تو اس نے یہ بتایا کے اس حصے میں پایا جانے والا Cerebrum کئی موٹی تہوں والا ارتعاش پیدا کرنے والا بل کھاتا ہوا ریشہ ہے جو بے شمار تہوں پر مشتمل ہے اگر ان تہوں کو کھول کر بکھیرا جائے تو یہ تقریباً ۲ مربع فٹ جگہ گھیرے گا ان تہوں کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی فرد کی ذہانت بھی اسی

اعتبار سے زیادہ ہوگی۔انسانی دماغ کا یہ حصہ ۹ بلین نیورانز سے مل کر بنتا ہے Cerebrum ایک انتہائی پیچیدہ عضو ہے جو کسی بھی انسان کی شعوری افعال، بیرونی دنیا سے حسی تعلقات، یاداشت، حرکی مہارتیں، استدلالی اور تخیلاتی قوتیں نیز قوت فکر وفیصلہ وزبان و بیان کی بے شمار صلاحیتوں سے آراستہ ہے Cerebrum میں مختلف Lobes پائے جاتے ہیں جو انسانی جسم کی مختلف حرکات وسکنات کو کنٹرول کرتے ہیں مثلاً Frontal Lobe جو کے پیشانی کے مقام پر ہوتا ہے یہ پیروں اور چہرے کی حرکات وسکنات اور بولنے کی صلاحیت کو کنٹرول اور منظم کرتا ہے۔Pariental Lobe دماغ کے پچھلے حصے میں پایا جاتا ہے جو کے انسانی جلد کے لمس، دباؤ اور درجہ حرارت کو کنٹرول کرتا ہے Occipital Lobe بصارت اور ادراک کو کنٹرول کرتی ہے اگر اس میں نقائص پیدا ہو جائیں تو انسان بینائی سے محروم ہو جاتا ہے Temporal Lobe اس کی وجہ سے حس سماعت، حس شامہ اور حس ذائقہ کے حواس کو کنٹرول کیا جاتا ہے Cerebrum کے دونوں اطراف Thalamus بھی پایا جاتا ہے ذمہ داریوں کے اعتبار سے اسے انسانی دماغ کا ٹریفک پولیس بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ دماغ کو جو بھی حسی پیغامات اور سگنلز موصول ہوتے ہیں انھیں Thalamus ہی اگلے مراکز کی جانب بھیجتا ہے جیسے سننا، دیکھنا، محسوس کرنا اور سونگھنا وغیرہ تو ان تمام سگنلز اور احساسات کو دماغ کا یہی حصہ اگلے درست مقام تک منتقل کرتا ہے یہی حصہ غیر ارادی حرکات کو کنٹرول بھی کرتا ہے اور توجہ کا مرکز بھی ہے اس کے ساتھ ہی انسانی موڈ مثلاً افسردگی، پریشانی، اداسی، بے آرامی، درد اور نیند کو بھی انسانی دماغ کا یہی حصہ کنٹرول کرتا ہے اس کے نچلے حصے میں HypoThalamus پایا جاتا ہے اس کا سائز مٹر کے دانے کے برابر جبکہ سائز تقریباً ۴ گرام تک ہوتا ہے اس میں بے شمار نیورانز پائے جاتے ہیں جو کے دل کی دھڑکن، بلڈ پریشر، جسم کا اندرونی اور بیرونی درجہ حرارت، بھوک، پیاس، نیند، جنسی عمل، جارحیت اور دیگر ہیجانات کو کنٹرول کرتا ہے۔

۲۔وسطی دماغ: Mid Brain

دماغ کے اس حصے میں کچھ ایسے سگنلز پائے جاتے ہیں جو کے بصارت، آنکھوں کی حرکات، آواز، اس کی شدت اور اتار چڑھاؤ کو بھی کنٹرول کرتے ہیں۔Mid Brain بے شمار حسی سگنلز کو وصول کر کے Cerebrum کے متعلقہ حصوں کو بھیجتا ہے۔

۳۔عقبی (زیریں) دماغ: Hind Brain

دماغ کا یہ حصہ پچھلے سر کے نچلی جانب یعنی گردن کی طرف ہوتا ہے اسے قدیمی دماغ بھی کہا جاتا ہے۔

اس دماغ کے بھی تین حصے ہوتے ہیں۔

۱۔حرام مغز۔Spinal Cord۔

۲۔چھوٹا دماغ۔Cerebellum۔

۳۔پونز۔Pons۔

۱۔حرام مغز کو Medulla بھی کہا جاتا ہے یہ ایک ڈیڑھ انچ کی لمبی محرابی شکل کی نالی ہے جو کے Cerebrum کے بالکل نیچے

انسانی کھوپڑی میں واقع ہے جو دماغ اور حرام مغز کو آپس میں ملاتی ہے یہ بالائی دماغ اور حرام مغز کے درمیان واسطے کا کام کرتی ہے لہٰذا اس کی اہمیت سے انکار بھی ممکن نہیں کیونکہ یہ کئی اہم امور انتہائی ذمہ داری سے سرانجام دیتی ہے دماغ کا یہ حصہ کئی غیر ارادی حرکات جن میں دل کی دھڑکن، بلڈ پریشر، نبض کی رفتار، غذا نگلنے کی صلاحیت، کھانسنا، چھینکنا اور قے کرنے وغیرہ کو کنٹرول کرتا ہے جسم کے توازن کو درست طریقے سے برقرار رکھنا اس کے علاوہ نینداور آرام کی حالت میں بلڈ پریشر کو اعتدال میں رکھنا اس عضو کی ذمہ داری ہے۔

۲۔چھوٹے دماغ کو Cerebellum بھی کہا جاتا ہے یہ حرام مغز کے بالکل اوپر پایا جاتا ہے اس میں موجود بے شمار نیورانز کے ذریعے دماغ کے مختلف حصوں سے رابطہ استوار کیا جاتا ہے یہ حصہ اندازاً دماغ کے بارہ مختلف حسی اور حرکی جوڑوں کا آپس میں متوازن اور منظم تعلق قائم کرتا ہے۔۔Cerebellum انسانی جسم کے Muscles and Nervous system کی منظم کارکردگی کو کنٹرول کرتا ہے۔

۳۔Pons یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پل کے ہیں چونکہ یہ نیورانز کی گزرگاہ بھی ہے جس کی لمبائی اندازاً ڈھائی سینٹی میٹر ہے اس کی ذمہ داریوں میں شامل اعصاب اور جسم کے دائیں بائیں حصوں کے درمیان ربط پیدا کرنا ہے نیز نینداور خواب دیکھنے کے اعمال اس کے ماتحت ہیں یہ حصہ سر کی پوزیشن کو بھی منظم رکھتا ہے اور نظام سماعت کے پیچیدہ حصوں کی کارکردگی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

دماغ اور ذہن میں فرق:

انسانی دماغ گوشت پوست، رگ وریشے، خلیات اور دیگر عصبیات سے مل کر بنا ہے انسانی ذہن ایک ان دیکھی توانائی کا نام ہے ذہن اور دماغ کے باہمی عمل کو نیوروسائنس کے ماہرین نے کافی حد تک مانا ہے لیکن اب بھی بہت سے ایسے حقائق پوشیدہ اور مستور ہیں جنھیں میٹافزکس اور پیراسایکالوجی کے ماہرین کی رہنمائی میں تحقیق کی ازسرنو آغاز کی ضرورت ہے ذہن دماغ اور جسم کا آپس کا تعلق صدیوں سے ماہرین اور سائنسدانوں کے لئے ایک معمہ بنا ہوا ہے مختلف محققین اور فلاسفرز نے اس ضمن میں اپنے اپنے خیالات کو بھی پیش کیا ہے انھوں نے انسانی ذہن، دماغ اور جسم کو ایک دوسرے سے مربوط قرار دیا ہے ان ہی اہم فلسفیوں میں ڈسکارٹ بھی ہیں۔ذہن وجسم دونوں اپنی اپنی جگہ ایک مکمل اور مربوط نظام رکھتے ہیں۔

ڈسکارٹ نے ذہن اور دماغ کو علیحدہ علیحدہ تصور کرنے کے ساتھ ہی ان دونوں میں ایک باہمی ربط قائم کرنے والی انرجی اور توانائی کو Natur کا نام دیا ہے۔قدیم دور میں اس قدرتی توانائی کے ذریعے امراض کا علاج کیا جاتا تھا۔

امریکہ کے ایک سائنسدان پروفیسر آئین اسٹیونسن کا یہ کہنا ہے! ہم اپنے دماغ کو ہی ذہن خیال کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ انسانی ذہن گوشت پوست کے دماغ سے آزاد ایک غیر مادی حیثیت رکھتا ہے۔

سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق! ذہن ایک نہ نظر آنے والی ایجنسی ہے جس نے ہر شعبے کا احاطہ کیا ہوا ہے جسم کی ہر حرکت اس کے

تابع ہے اور یہ کائنات سے توانائی حاصل کرتا ہے توانائی کا حصول اور اخراج اگر درست طریقے سے ہوگا تو فرد اپنے ذہن کی مدد سے اپنے حواس کو مزید فعال بنا کر اپنے لاشعوری صلاحیتوں میں بے پناہ اضافہ کر سکتا ہے۔

حضرت قلندر بابا اولیاءاس کی وضاحت میں فرماتے ہیں! جب ذہن میں کوئی کوئی خیال آتا ہے تو اس کا کوئی نہ کوئی کائناتی سبب بھی ضرور ہوتا ہے خیال کا آنا اس بات کی دلیل ہے کے ذہن کے پردے پر کوئی حرکت ہوئی ہے جبکہ یہ حرکت ذہن کی ذاتی حرکت نہیں ہوسکتی اس کا تعلق کائنات کے ان تاروں سے ہے جو کائنات کے نظام کو ایک خاص ترتیب میں حرکت دے رہے ہیں مثلاً جب کوئی تیز ہوا کا جھونکا آتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کے کرہ ہوائی میں کوئی تغیر واقع ہوا ہے۔ اسی طرح سے جب انسان کے ذہن میں کوئی ایسی چیز وارد ہوتی ہے تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کے انسان کے لاشعور میں کوئی حرکت واقع ہوئی ہے جس کا سمجھنا خود ذہن انسانی کی تلاش پر ہے آپ کے مطابق! ذہن نسمہ (روح) کا ہی دوسرا نام ہے۔ ۱۵

ڈاکٹر W.A.Tiller یہ کہتے ہیں! ہم اپنے ذہن کی توانائی کو استعمال کر کے وقت میں سفر کر سکتے ہیں۔ ماہرین کا یہ ماننا ہے! جب انسان اپنے ذہن کو کسی اہم مسئلے کی طرف پوری یکسوئی اور توجہ کے ساتھ لگاتا ہے تو اس عمل میں بے شمار توانائی خرچ ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان کا دماغ تھک جاتا ہے بالکل اسی طرح سے جس طرح جب کوئی سخت عضلاتی ورزش کے بعد تھکتا ہے۔ انسانی دماغ کیونکہ دو نصف حصوں میں منقسم ہے جس میں سے ہر نصف حصہ آدھے جسم کو کنٹرول کرتا ہے یعنی سیدھا حصہ الٹے جسمانی حصے کو اور الٹا دماغی حصہ سیدھے جسمانی حصوں کو کنٹرول کرتا ہے دماغ کے مختلف حصوں کی یہ ذمہ داری ہے کے وہ مختلف جسمانی اعضاء کو کنٹرول کریں اور ان کے پیغامات کو وصول کر کے اس پر اپنے احکامات صادر کریں۔

ایک انسانی دماغ میں اندازاً ۱۰۔ ۱۲ بلین نیورانز ہوتے ہیں جو ساری زندگی انتہائی تندہی سے اپنے کام سرانجام دیتے ہیں جبکہ نوعیت کے اعتبار سے دماغ کی یہ ساری سرگرمی پوری دنیا کے ٹیلی کمیونیکشن کے نظام سے کہیں زیادہ بروقت، مستعد اور اسمارٹ ہے۔

یاداشت کی لائبریری:

انسانی جسم میں خلیات کی ٹوٹ پھوٹ کا عمل ہر وقت جاری رہتا ہے انسانی جسم کا ہر عضو نو سال کے بعد از خود نیا بن جاتا ہے لیکن انسانی دماغ میں قطعاً کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کے ہر انسان اپنے ماضی کے واقعات کو اچھی طرح سے یاد رکھتا ہے ہر انسان میں پیدائشی اور اکتسابی دونوں ہی حافظے موجود ہوتے ہیں۔

۱۔ پیدائشی حافظہ: Inborn Memory

یہ حافظے کی وہ قسم ہے جس میں شامل افراد کی انفرادی زندگی کا ریکارڈ، کائناتی ریکارڈ اور نوعی ریکارڈ موجود ہوتا ہے۔

۲۔ اکتسابی حافظہ: Learned Memory

یہ حافظہ بھی درحقیقت پیدائشی حافظے کا ہی مرہونِ منت ہوتا ہے، اس میں انسان بالواسطہ طریقہ سے اپنی مادی زندگی میں رونما ہونے والے واقعات پر توجہ مرکوز کر کے اپنے حافظے کو متحرک کر لیتا ہے حالانکہ وہ تمام معلومات اور اطلاعات پہلے سے ہی انسانی حافظے

میں موجود ہوتی ہیں لیکن چونکہ یہ تمام اطلاعات لاشعور میں ہوتی ہیں لہٰذا انسان اس سے براہ راست طریقے سے واقف نہیں ہوتا۔
حضرت قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں! انسان بالطبع مصور، کاتب، درزی، لوہار، بڑھئی، فلسفی، طبیب وغیری وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے مگر اسے کسی خاص فن میں ایک خاص قسم کی مشق کرنی پڑتی ہے فی الواقع وہ تمام صلاحیتیں اور نقوش اس کے ذہن میں موجود تھے صرف اس نے انھیں بیدار کیا جبکہ استاد نے جتنا کام کیا وہ محض مختلف صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں اس کی ایک مدد تھی۔۱۶
انسانی دماغ پر کام کرنے والے سائنسدانوں کا یہ کہنا ہے کے اگر انسانی دماغ کو دنیا کے عجائبات میں شمار کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ دنیا کی تمام بڑی بڑی ایجادات یہاں تک کے سپر کمپیوٹرز تک انسانی دماغ کے آگے محض بچوں کے کھلونے ہیں۔
ماہرین کے مطابق! اگر انسان چاہے تو وہ ۸۰۰ یاداشتیں فی سیکنڈ کی رفتار سے اپنے دماغ میں محفوظ کر سکتا ہے اور وہ ایسا مسلسل بغیر کسی وقفے کے ۷۵ سالوں تک کر سکتا ہے۔ ماہرین یہ بھی کہتے ہیں کے اگر انسانی دماغ کی صلاحیتوں کے برابر کوئی کمپوٹر بنایا جائے تو اس کا سائز ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ کے برابر یعنی بلندی ۱۲۵۰ فٹ کے برابر ہوگی جبکہ اس کو چلانے کے لئے ایک ارب واٹ بجلی بھی درکار ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان نشانی کا وزن محض ۳ پونڈ ہے اگر چہ تمام انسانی اعضاء خودکار جنریٹرز بھی ہیں وہ اپنی ضرورت کے مطابق بجلی بھی خود بناتے ہیں جدید تحقیق کے مطابق! انسانی دماغ ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ کیمیاوی ردعمل کے مختلف مراحل سے گزرتا ہے اور اسے ایسا کرنے کے لئے بے پناہ قوت اور طاقت کی ضرورت ہوتی ہے یہی نہیں بلکہ ماہرین کے مطابق! ایک انسانی دماغ پورے دن میں اتنی زیادہ برقی تحریک پیدا کرتا ہے جتنی پوری دنیا کے ٹیلی فون ایک دن میں پیدا کرتے ہیں۔
محققین کے مطابق! کسی بھی بات کی وضاحت یا اس کو سمجھانے کے لئے بے پناہ معلومات کی ضرورت ہوتی ہے اگر چہ معلومات کو ناپنے کا ابھی تک حتمی طریقہ دریافت نہیں ہوا لیکن پھر بھی ماہرین کے مطابق! معلومات کے کسی بھی ایک جز کو Bit کہا جاتا ہے سادہ سے سوال یا جواب میں ایک Bit جبکہ پیچیدہ سوالات اور ان کے جوابات کے لئے ایک سے زائد Bit کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح سے ایک درمیانی کتاب کو پڑھنے میں اندازاً ایک کروڑ
(10 7 Bit)) کی ضرورت ہوتی ہے، ٹی وی کے ایک گھنٹے کے پروگرام کو دیکھنے کے لئے اندازاً (10 12 Bit) جبکہ پوری دنیا میں موجود لائبریریز اور ان میں موجود کتب اور تصاویری معلومات میں تقریباً (10 17 Bit or 10 16 10)) پائی جاتی ہیں۔ سائنسدانوں کے مطابق! کسی اور سیارے پر جہاں زندگی ہم سے کروڑوں سال پہلے شروع ہوئی تھی شاید ان کی معلومات کا ذخیرہ (10 30 Bit or 10 20 10) ہو کیونکہ ان کی معلومات کا ذخیرہ ہمارے مقابلے میں کہیں زیادہ اور مختلف ہے
۔سائنسدانوں کے مطابق! کائنات کی کھوج لگانے میں سب سے پہلا اور اہم قدم درست سوال کا کرنا ہے اور ایسے ہی اربوں کھربوں سوالات کے جوابات سے ہم کائناتی اسرار اور اس کی پیچیدگیوں کو جانتے اور سمجھتے ہیں۔

عقلِ انسانی:

عقلِ انسانی ایک نادیدہ شے ہے جیسے محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن اسے دیکھا یا چھوا نہیں جا سکتا تاہم اس کی حدود کا تعین بھی ناممکنات

میں سے ہے کسی بھی انسان کی قدر و قیمت اور کائنات میں اس کی حیثیت کو سمجھنے کے لئے اس کی عقل کو ہی معیار بنایا جاتا ہے اور اسی بنیاد پر اس کی توقیر و تعظیم کا مقام متعین کا جاتا ہے۔عقل انسانی کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے، ایک دن انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے کس چیز کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے؟ تو اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عقل کے ساتھ۔حضرت ابو بکرؓ نے دوبارہ سوال کیا! بھلا ہم عقل کو کس طرح سے اختیار کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر چہ عقل کی کوئی انتہاء نہیں لیکن جس شخص نے اللہ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا تو وہ عاقل ہے پھر یہ کے وہ شخص راہ خدا میں کوشش کرے، اللہ کی عبادت کرے اور مصیبت پر صبر کرے تو گو یا وہ صحیح راستے پر گامزن ہے۔۱۷؎

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے عقل کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔

۱۔اللہ کی معرفت۔ ۲۔اللہ کی اطاعت۔ ۳۔اور اللہ کے حکم پر صبر لہٰذا جس شخص میں عقل کے یہ تینوں حصے موجود ہوں گے وہ کامل العقل کہلائے گا۔۱۸؎

۳۔حضرت ابوذر غفاریؓ کے ایک سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے میں یہ لکھا ہے عقل مند پر واجب ہے کے وہ اپنے زمانے کی بصیرت رکھتا ہو۔۱۹؎

۴۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اۓ اللہ! تو مجھے میرے کانوں اور آنکھوں اور عقل سے فائدہ دے۔۲۰؎

۵۔حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آدمی کی کمائی میں عقل سے بڑی کوئی چیز نہیں یہ عقل انسان کو ہدایت کی راہ دکھاتی ہے اور ہلاکت سے روکتی ہے بندے کا ایمان اور اس کا دین اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کے اس کی عقل کامل نہ ہو۔۲۱؎

۶۔حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! ہر شے کی ایک سواری ہے اور انسان کی سواری عقل ہے تم میں وہ بہتر ہے جس کی عقل زیادہ ہو۔۲۲؎

ارشادات خداوندی:

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ۔

ترجمہ۔فیصلہ بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے۔۲۳؎

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔

ترجمہ۔اللہ ہی بالادست اور بزرگ ہے۔۲۴؎

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔

ترجمہ۔بس وہی بزرگ و برتر ہے۔۲۵؎

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔

ترجمہ۔اللہ کی بات بلند تر ہے،اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔۲۶؎

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى۔

ترجمہ۔اللہ کی مثال اعلیٰ ہے۔۲۷؎

فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَق۔

ترجمہ۔اللہ سب سے بلند تر ہے۔۲۸؎

اِنَّه عَلِيٌّ حَكِيمٌ۔

ترجمہ۔وہ بلند مرتبہ حکمت والا ہے۔۲۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبدالرحمن بن قرط ؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!معراج کے موقع پر آسمانوں میں جو تسبیحات پڑھی جارہی تھیں وہ یہ تھیں

سبْحَانَ الْعَلِيِّ الاعلی سبحانہ و تعالیٰ عنی پاک ہے وہ ذات جو بلند اور سب سے برتر ہے اور وہ پاک اور عالی شان ہے۔۳۰؎

امام حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں،رسول اللہ اپنی دعا اس تسبیح سے شروع فرماتے!۔سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى الاعلی الوھاب۔

ترجمہ میرا رب سب عیبوں سے پاک ہے وہ بلند اور سب سے برتر ہے اور سب سے زیادہ دینے والا ہے۔۳۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

حضرت علیؓ کا نام بھی اللہ کے اسی صفاتی اسم پر رکھا گیا اور بے شک آپ بھی اسم بہ مسمی تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے حد عروج وکمال، علم وشعور اور دین میں بلندیوں سے آراستہ فرمایا یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں فرمایا! میں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علم کا شہر اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔۳۲؎

اہل تصوف کا اس بات پر اجماع ہے کے سالک کو علم لدنی میں کمال حاصل ہی نہیں ہوسکتا جب تک کے وہ درعلی سے علم کی خیرات حاصل نہ کرلے تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے جو بلند ترین اور تعریف وتوصیف کے لائق ہے۔۳۳؎

روحانی وظیفہ:

کثرت سے اسم الْعَلِيِّ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس شخص کے رتبے میں بلندی،سرفرازی،خوشحالی اور کامرانی لکھ دیتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔مجموعہ رسائل۔حجۃ الاسلام امام ابوحامد بن محمد بن محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔ج۔۱۔ص۔۳۱۹۔مطبوعہ دارالاشاعت۔کراچی۔

۴۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو دالنجدی۔ج۔۱۔ص۔۳۲۲۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۵۔القرآن العظیم (تفسیر ماجدی)۔مولانا عبدالماجد دریا آبادی (متوفی ۱۳۹۷ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۰۷۔صدق فاونڈیشن لکھنو۔

۶۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمو دالنجدی۔ج۔۱۔ص۔۳۲۳۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۷۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا عمادالدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)۔داالفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ۔

۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۵۔

۹۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۵۹۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔

۱۰۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۸۱۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔

۱۱۔صدائے جرس۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۵۔طباعت واشاعت۔مراقبہ ہال ملتان۔۲۰۰۳ء۔

۱۲۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۱۵۷۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔

۱۳۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۵۷۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔

۱۴۔روزنامہ ایکسپریس۔سنڈے اسپیشل۔کراچی۔

۱۵۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔ص۔۲۲۲۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔

۱۶۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔ص۔۸۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔

۱۷۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۱۸۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۱۹۔کنز۔ابوالحسن علی ابن ابی ذرالفصیح (متوفی۔۱۳۱۰ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۲۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔

۲۲۔الاحیاء۔الحافظ زین الدین عبدالرحیم العراقی (متوفی۔۸۰۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۳۔سورہ المومن۔آیت۔۱۲۔

۲۴۔سورہ الحج۔آیت۔۶۲۔

۲۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔

۲۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۴۰۔

۲۷۔سورہ النحل۔آیت۔۶۰۔

۲۸۔سورہ طحہ۔آیت۔۱۱۴۔

۲۹۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۱۔
۳۰۔تفسیر قرطبی۔ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری۔ج۔۲۔ص۔۲۱۲۔مطبوعہ دارالکفر بیروت۔
۳۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ حاکم النیشاپوری (متوفی۔)۔ج۔ا۔ص۔۶۸۲۔مطبوعہ دارالحرمین۔
۳۲۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (متفق علیہ)۔
۳۳۔نہج البلاغہ۔مرتب۔تصدق حسین۔خطبہ۔۱۷۲۔رومیل ہاؤس پبلی کیشنز راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔

اَلْکَبِیْرُ

بہت بڑا

He who is Most Great.

وَ کَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔(بنی اسرائیل ۔۱۱۱)

ترجمہ۔اس کی بڑائی بیان کرو،کمال درجے کی بڑائی۔

الْکَبِیر ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۲۳۲ ہے اور عدد ۷) ہے۔

الْکَبِیر ۔(ک ۔ب ۔ر) سے مشتق ہے۔

الْکَبِر ۔سے مراد بڑا ہونا کے ہیں ۔۱؎

الْکَبِیر ۔قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی (٦) مقامات پر آیا ہے۔

الْکَبِر ۔عربی میں بڑے کو جبکہ صغر چھوٹے کو کہتے ہیں۔ کبر کی ضد صغر ہے۔

الْکَبِر ۔کے ایک معانی بلند مرتبہ کے بھی ہیں۔

الْکَبِر ۔معمر کو بھی کہتے ہیں۔

الْکَبِر ۔سے مراد کسی بھی شے کا بڑا حصہ ہے۔

الْکِبْرِیَآءُ ۔کا ایک مطلب حاکمیت اعلیٰ کے بھی ہیں یعنی کل کائنات میں Sovereignty صرف اور صرف اللہ کی ہے۔۲؎

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے واضح الفاظ میں فرمایا!

وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ۔

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین میں ساری بڑائی اسی کے لئے ہے۔۳؎

الْکَبِیر ۔کے ایک معنی سردار معلم یا استاد کے بھی ہیں۔

الْمتکبِر ۔اللہ کی ایک صفت عظیم ہے۔

الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ۔

ترجمہ۔العزیز الجبار المتکبر۔ ۴؎

کبار۔سے مراد بہت بڑا۔

وَ كَبِّرۡهُ تَكۡبِيۡرًا ۔

ترجمہ۔اس کی بڑائی بیان کرو کمال درجے کی بڑائی۔ ۵؎

وَلَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ۔

ترجمہ۔اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑی چیز ہے۔ ۶؎

اسم الۡكَبِيۡرِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الۡكَبِيۡرِ کی نفوذ پذیری بھی کل کائنات میں ہمہ وقت موجود و متحرک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم وعظیم ہے جس کی بادشاہت اور حاکمیت کائنات کے کل نظام میں جاری وساری ہے حتیٰ کے اس کے اذن کے بغیر درخت سے ایک پتا بھی زمین پر نہیں گر سکتا ہے وہ زمین کی اتھاہ گہرائی میں رائی کے دانے سے زیادہ چھوٹے بیج سے واقف ہے وہ انسان کے دل و ذہن میں آنے والے ہر خیال سے آگاہ ہے کائنات میں موجود ہر وجود نا صرف اس کی گواہی دے رہا ہے بلکہ اس کی عظمت و بلندی کی ثناخوانی بھی کر رہا ہے۔

اسی حوالے سے خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! زمین میں بہت سی جڑی بوٹیاں ایسی بھی ہیں جن کے بیج خشخاش سے بھی بیس گنا چھوٹے ہوتے ہیں لیکن قدرت نے ان نہایت چھوٹے بیجوں میں بھی دو گرہیں قائم کی ہوئی ہیں ایک گرہ میں جڑ جبکہ دوسری گرہ میں تنے، پھل، پھول اور بیج کا پروگرام موجود ہوتا ہے قابل غور نکتہ یہ ہے کے اتنے کم وسعت رکھنے والے نہایت معمولی بیج میں اس قدر حیرت انگیز پروگرام کام کر رہا ہے تو انسان جو کے اللہ کا نائب ہے اس میں کتنے خزانے کام کر رہے ہوں گے۔ ۷؎

خواجہ شمس الدین عظیمی مزید فرماتے ہیں! عالم رنگ و بو میں جتنی بھی مخلوقات ہیں وہ سب آپس میں ایک برادری ہیں جس میں کہکشانی سیارے، ان میں بسنے والی مختلف انواع اور ان انواع میں شامل الگ الگ افراد سب کے اندر ایک ہی ون دور کر رہا ہے جبکہ ان سب کی پیدائش ایک ہی فارمولے کے تحت عمل میں آرہی ہے یعنی سمندر، پہاڑ، آفتاب و نجوم سب انسان کے بھائی ہیں۔ ۸؎

حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! کائنات ایک ماورا الماورا اور ایک لامحدود تشخص ہے یہ لامحدود مرکزیت ذات مطلق ہے انبیا کرام اپنی ذات سے دست بردار ہو کر اس لامحدود ہستی کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے انھوں نے ہر شے کو اس ذات اکبر کی معرفت سے پہچانا اور خود ذات اکبر کے ارادے کے مظہر بن گئے۔ ۹؎

الۡكَبِيۡرِ۔وہ ذات پاک ہے جس نے اس کل کائناتی نظام کو نا صرف سنبھالا ہوا ہے بلکہ ہر کائناتی نظام کے اندر بے شمار نظامات اور ہر ذی نفس کے اندر کام کرنے والے کئی نظامات پر بھی اس کی مکمل حکمرانی اور اجارہ داری قائم ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَللّٰهَ هُوَ الۡعَلِيُّ الۡكَبِيۡرُ۔

ترجمہ۔اللہ عالی شان ہے وہ سب سے بڑا ہے۔۱۰

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

ترجمہ۔کہہ دیجئے کے تمام خوبیاں اسی اللہ کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے۔اس کی خوب بڑائیاں بیان کیجئے۔۱۱

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ۔

ترجمہ۔وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے جو سب سے بڑا اور عالی شان ہے۔۱۲

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین میں ساری بڑائی اسی کے لئے ہے۔۱۳

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔

ترجمہ۔اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو۔۱۴

وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

ترجمہ۔اس کی بڑائی بیان کرو۔کمال درجے کی بڑائی۔۱۵

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

ترجمہ۔اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑی چیز ہے۔۱۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، بنی عبدالمطلب میں جب کوئی بچہ بولنے کے قابل ہوتا تو اس کو یہ آیت!

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ترجمہ۔اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو۔۱۷ سکھائی جاتی۔۱۸

حدیث قدسی ہے کے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا! کِبْرِیَآئی میری چادر اور عظمت میرا تہہ بند ہے لہٰذا اگر کسی نے ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے کشمکش کی تو میں اسے اٹھا کر آگ میں پھینک دوں گا۔۱۹

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے درخت پر لاٹھی ماری تو سوکھے پتے زمین پر گرنے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک!

سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ کہنے سے بندے کے گناہ اسی طرح سے جھڑتے ہیں جس طرح سے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۲۰

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تم اللہ کی عظمت کو محدود نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔۲۱؎

روحانی وظیفہ:

روزآنہ ۱۰۰ مرتبہ یا کَبِیرُ پڑھنے سے عزت اور سر بلندی حاصل ہوتی ہے۔

ہر نماز کے بعد ۷ مرتبہ یا کَبِیرُ پڑھ لینے سے زہریلے جانور کا زہر اثر نہیں کرے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۳۷۔

۴۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۱۔

۶۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۵۔

۷۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۵۲۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۸۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۴۵۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۹۔صدائے جرس۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۰۱۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔

۱۰۔سورہ الحج۔آیت۔۶۲۔

۱۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۱۔

۱۲۔سورہ رعد۔آیت۔۹۔

۱۳۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۳۷۔

۱۴۔سورہ المدثر۔آیت۔۳۔

۱۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۱۔

۱۶۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۵۔

۱۷۔سورہ المدثر۔آیت۔۳۔

۱۸۔تفسیر مظہری۔قاضی محمد ثناءاللہ پانی پتی۔ج۔۵۔ص۔۵۰۴۔مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

۱۹۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دار ارقم۔بیروت۔

۲۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔

۲۱۔نہج البلاغہ۔حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلْحَفِيْظُ

سب کا محافظ یا سب کی حفاظت کرنے والا

He who preserves all things in detail, and for a time preserves them from misfortune and calamity.

انَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظ ۔(ھود۔ ۵۷)

ترجمہ۔میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

حَفِیْظ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۹۹۸ ہے اور عدد ۸) ہے۔

حَفِیْظٌ ۔(ح۔ف۔ظ) سے مشتق ہے۔ ا

حَفِیْظٌ ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۳) مرتبہ آیا ہے۔

حَفْظه ۔کے معنی نگہبان۔

حَفَاْظًا ۔کے معنی حفاظت کرنے والا یا بچانے والا۔

حَفِیْظٌ ۔وہ جو حفاظت اور نگہبانی کرنے والا ہو۔

حَافِظٌ ۔جو کے حفاظت کرنے والا ہو جیسے کے قرآن کریم کے حفاظ ہوتے ہیں اس کا مطلب قرآن کریم کو انھوں نے اپنے حافظے میں محفوظ کرلیا۔

حَفِیْظٌ ۔ایسے شخص کے لئے کہا جاتا ہے جو کے نگہبانی کے فرائض انجام دے۔

نصر نے کہا! الحافِظٌه سیدھے اور واضح راستے کو کہتے ہیں۔ ۲

اسم مبارک حَفِیْظٌ کی علماء کرام نے تین تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔امام زجاجی فرماتے ہیں! حَفِیْظٌ ،حَافِظٌه کے ہم معنی ہے۔ ۳

۲۔حَافِظٌ وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندوں کو ہلاکت سے بچائے۔

۳۔علامہ ابن قیم فرماتے ہیں! اللہ تعالی اپنی تمام مخلوقات کا حافظ ہے یعنی ان پر نگہبان ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔

حَفِظٌ ۔امانت کے معانی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کے حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر سے کہا!

قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ۔

ترجمہ۔مجھ کو ملک کے خزانوں پر مقرر رد یجئے کیونکہ میں امانت دار (نگہبان)اور خوب جاننے والا بھی ہوں ۔ ۴ ؎

اسم حَفِیۡظٌ کا نظام کائنات میں کردار:

نظام کائنات میں اسم حَفِیۡظٌ کی مکمل نفوذ پذیری پائی جاتی ہے اللہ تعالی اپنے بندوں سمیت کل مخلوقات کی حفاظت فرماتے ہیں۔

حفاظت قرآن کریم:

گزشتہ الہامی کتابوں میں تحریفات اور تبدیلیاں کی جا چکی ہیں اور اب وہ کتب اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہیں لیکن قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے خود لی ہے چنانچہ آج ساڑھے چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود یہ کتاب اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۔ ۵ ؎

ترجمہ۔ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

صلوۃ اور بالخصوص صلوۃ وسطیٰ کی حفاظت کا حکم:

تمام صلوۃ اور بالخصوص صلوۃ وسطیٰ کی حفاظت کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

حَافِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِيۡنَ ۔ ۶ ؎

ترجمہ۔نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ کے آگے اس طرح سے کھڑے رہو جس طرح سے فرمانبردار غلام کھڑے رہتے ہیں۔

قعقاع بن حکیم حضرت عائشہؓ کے آزاد کردہ غلام ابو یونس سے روایت کرتے ہیں! ام المومنین حضرت عائشہؓ نے انھیں حکم دیا کے وہ مصحف لکھیں تاہم جب وہ اس آیت ۔حَافِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِيۡنَ ۔ پر پہنچے تو حضرت عائشہؓ نے ان سے لکھوایا افِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى وصلاۃ العصر وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِيۡنَ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا۔ ۷ ؎

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَوٰتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ۔ ۸ ؎

ترجمہ۔کامیاب ہو گئے وہ مومنین جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی نفل نماز کی اس قدر حفاظت نہیں کرتے تھے جتنی فجر سے پہلے دو رکعت نماز کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ ۹ ؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فجر کی دو رکعت نماز دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ ۱۰؎

قسموں کی حفاظت:

اللہ تعالیٰ اس بات کو بہت پسند کرتے ہیں کے انسان اپنی قسموں اور وعدوں کی حفاظت کرے جبکہ قرآن میں یہاں تک کہہ دیا گیا کہ !تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں قسموں کی حفاظت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَیۡمَانِکُمۡ اِذَا حَلَفۡتُمۡ ؕ وَ احۡفَظُوۡۤا ۔ ۱۱؎

ترجمہ۔اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔

انسانوں کی حفاظت کے لئے نگہبان فرشتے:

فرشتوں کو بھی اللہ نے انسانوں سمیت کل مخلوقات کی نگہبانی کے فرائض سونپیں ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنۡ کُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَیۡہَا حَافِظٌ ۔

ترجمہ۔کوئی نفس ایسا نہیں ہے کے جس پر نگہبان فرشتے نہ ہوں۔ ۱۲؎

وَ اِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۔

ترجمہ۔بے شک تم پر نگہبان کراماً کاتبین ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔ ۱۳؎

وَ یُرۡسِلُ عَلَیۡکُمۡ حَفَظَۃً ۔

ترجمہ۔اللہ تم پر نگہداشت کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے۔ ۱۴؎

اِذۡ یَتَلَقَّی الۡمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ وَ جَآءَتۡ سَکۡرَۃُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنۡتَ مِنۡہُ تَحِیۡدُ وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ ؕ ذٰلِکَ یَوۡمُ الۡوَعِیۡدِ وَ جَآءَتۡ کُلُّ نَفۡسٍ مَّعَہَا سَآئِقٌ وَّ شَہِیۡدٌ لَقَدۡ کُنۡتَ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مِّنۡ ہٰذَا فَکَشَفۡنَا عَنۡکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الۡیَوۡمَ حَدِیۡدٌ ۔

ترجمہ۔جب دو لینے والے آس پاس بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا کہ اس کے پاس ایک نگہبان نہ ہو اور موت کی سختی آ پہنچی جس کا آنا برحق ہے یہ وہ ہے کے جس سے تو بدکتا ہے اور صور پھونکا جائے گا اور یہی وعید کا دن ہوگا اور ہر شخص اس طرح سے آئے گا کے اس کے ساتھ ایک فرشتہ اسے لانے والا اور ایک گواہ ہوگا، بے شک تو اس دن سے غفلت میں رہا پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ دور کر دیا پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے۔ ۱۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی مخلوقات میں فرشتوں سے زیادہ کثیر کوئی نہیں اور زمین پر کوئی چیز ایسی نہیں اگتی ہے کے جس پر ایک موکل فرشتہ نہ ہو۔ ۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ فرشتے

ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں۔ ۱۷؎

مندرجہ بالا ارشادات خداوندی کو پڑھنے سے یہ اندازہ ہوا کے کوئی ذی نفس ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگہبان فرشتہ نہ ہو یعنی یہ ثابت ہوا کے کائنات میں پائی جانے والی ہر جاندار اور ذی شعور مخلوق کے اوپر فرشتے نگہبان موجود ہیں وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے کئے گئے اعمال کو مرتب کرتے ہیں انسانوں پر نگہبان فرشتوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے لیکن یہ بات طے ہے کے وہ انسانوں کی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں اکثر روایات میں ان نگہبان فرشتوں کی تعداد ۲۰، کہیں ۳۶۰ اور کہیں ۲۰،۰۰۰ بتائی جاتی ہے لیکن اہل روحانیت کے مطابق! ہر انسان کے اوپر ۲۰،۰۰۰ نگہبان فرشتے مقرر ہیں جو کے انسانوں کی ہمہ وقت حفاظت پر مامور ہیں اس کے ساتھ ہی وہ ان کے اعمال کو بھی مرتب کرنے میں مصروف رہتے ہیں آج کی معروف اصطلاح میں ہم انسان کو اللہ تعالی کا بنایا ہوا ایک کمپوٹر کہہ سکتے ہیں جس میں ۲۰،۰۰۰ غیر مرئی نوری ارکان بطور چپ (chip) کے مصروف عمل ہیں اور اگر ایک چپ یا ایک کنکشن بھی کام نہ کرے تو پورے نظام میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ۔

ترجمہ۔ اس کے پہرے دار تو آگے اور پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے امر سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ ۱۸؎

اکثر شدید قسم کے حادثات میں انسان بال بال بچ جاتا ہے یا پھر وہ بہت اونچائی سے گرا لیکن اس کو ذرا سی خراش تک نہیں آئی خصوصاً چھوٹے بچوں کے ساتھ اس قسم کے واقعات تواتر کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن وہ شدید چوٹ یا زخم سے محفوظ رہتے ہیں۔

تاہم کل کائنات کے جملہ امور کی انجام دہی میں ان فرشتوں کی عمل داری شامل ہے۔ جیسا کے ارشاد خداوندی ہے!

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرۡوًا فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا فَالۡجٰرِيٰتِ يُسۡرًا فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا۔

ترجمہ۔ ان ہواؤں کی قسم جو سمندروں سے بخارات کو جدا کرتی ہیں پھر ان ہواؤں کی قسم جو ان بوجھل بخارات کو اپنے اندر لے لیتی ہیں پھر ان ہواؤں کی قسم جو ان بادلوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے چلتی ہیں پھر اب فرشتوں کی قسم جو در پردہ ان تمام امور کو سرانجام دینے والے ہیں۔ ۱۹؎

هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًا۔

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ وہ تمھیں کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لائے اور وہ مومنوں پر مہربان ہے۔ ۲۰؎

حضرت امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نیکیاں لکھنے والا فرشتہ انسان کے دائیں (سیدھے) جانب ہوتا ہے اور برائیاں لکھنے والا فرشتہ انسان کے بائیں (الٹے) جانب ہوتا ہے اور نیکیاں لکھنے والا فرشتہ برائیاں لکھنے والے فرشتے پر امین ہوتا ہے پس جب انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو سیدھے ہاتھ والا فرشتہ اس کو دس گنا کر کے لکھ لیتا ہے اور جب انسان کوئی برائی کرتا ہے تو الٹے ہاتھ والا فرشتہ اس کو کہتا ہے کے اس کو دس گھنٹوں تک مہلت دو۔ شاید کے یہ اللہ کی تسبیح کرلے یا توبہ کرلے۔ ۲۱؎

پھلوں، سبزیوں اور خشک میوہ جات کی حفاظت:

پھلوں، سبزیوں اور خشک میوہ جات کو اللہ تعالی نے نہایت نفیس اور خوبصورت پیکنگ میں پیک کیا ہے مثلاً انار کے رس بھرے نازک دانوں کو مضبوط لیکن اس کے دانوں سے ہم آہنگ چھلکوں میں محفوظ کر دیا اسی طرح سے خربوزہ، تربوز، کیلے، سیب، کینو، پیاز، آلو، لیموں ٹینڈے، لوکی، ترئی، لوبیا، مٹر اور گوار کی پھلی کی حفاظت کا انتظام کیا گیا نیز بادام، آخروٹ، پستے، چلغوزے اور کو مضبوط چھلکوں میں محفوظ کر دیا گیا تاہم جب تک یہ پھل اور سبزیاں اپنے قدرتی خول میں بند ہیں کافی عرصہ تک قابل استعمال حالت میں رہتی ہیں لیکن جیسے ہی انھیں خول یا چھلکوں سے نکالا جاتا ہے ان پر فضاء کی دیگر گیسیز اور عوامل اثر انداز ہونے لگتے ہیں اور ان غذائی اشیاء میں تخریبی عمل شروع ہو جاتا ہے یعنی یہ خراب ہونے لگتی ہیں۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ رَبِّیۡ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ حَفِیۡظٌ ۔۲۲؎

ترجمہ۔ میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

وَرَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ حَفِیۡظٌ ۔۲۳؎

ترجمہ۔ تیرا رب ہر شے پر نگران ہے۔

وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهُ حَفِیۡظٌ عَلَیۡهِمۡ ۖ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡهِمۡ بِوَكِیۡلٍ ۔۲۴؎

ترجمہ۔ جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے دوسرے سرپرست بنا لئے اللہ ان پر نگران ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص صبح کے اول وقت میں چار رکعات کی حفاظت کرے گا وہ حَفِیۡظٌ ہے۔۲۵؎

حَفِیۡظٌ:

قاسم نے کہا! جو اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور کام میں مشغول نہ ہو تو وہ حَفِیۡظٌ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! جو شخص اپنے گناہوں کو یاد رکھتا ہو حتی کے وہ شخص اپنے ان گناہوں سے توبہ کرلے وہ حَفِیۡظٌ ہے تاہم قتادہ نے کہا کے جو شخص اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور ان کے حقوق کی حفاظت کرتا ہو وہ حَفِیۡظٌ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بنو آدم میں سے جو شخص بھی پیدا ہوتا ہے اس کی پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے تو شیطان کے چھونے سے وہ چیخ مار کر روتا ہے ماسوا مریم اور اس کے بیٹے کے پھر اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ آیت پڑھی!

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔

ترجمہ۔ جب عمران کی بیوی نے عرض کیا! اے میرے رب! جو میرے پیٹ میں ہے اس کی میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے (خاص تیرے لئے دیگر ذمہ داریوں سے) آزاد کیا ہوا سو تو میری طرف سے (اس نذر کو) قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ ۲۶؎

اللہ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی وقت پیدائش شیطان کے چھونے سے ان کی حفاظت فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا جاتا ہے صحابہ نے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ساتھ بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے میری مدد اور (حفاظت) فرمائی اور وہ شیطان مسلمان ہو گیا تاہم وہ مجھے بھلائی کے سوا کوئی اور مشورہ نہیں دیتا۔ ۲۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو ان مصائب سے تمھاری حفاظت کرتے ہیں جو تمھارے لئے مقدر نہیں کئے گئے ہیں اور جب تقدیر آ جاتی ہے تو مصائب کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت بہت مضبوط ڈھال ہے۔ ۲۸؎

روحانی وظیفہ:

بکثرت اسم یَاحَفِیْظُ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس شخص کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت فرماتے ہیں اور ہر قسم کے نقصانات اور ضرر سے اس کو محفوظ فرماتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ ص۔ ۵۲۶۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔

۳۔ (المنہاج۔ ج۔ ا۔ ص۔ ۲۰۴)

۴۔ سورہ یوسف۔ آیت۔ ۵۵۔

۵۔ سورہ الحجر۔ آیت۔ ۹۔

۶۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۳۸۔

۷۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۸۔ سورہ المومنون۔ آیت۔ ۹۔

۹۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔ دار ارقم بیروت۔

۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۱۔سورہ المائدہ۔آیت۔۸۹۔
۱۲۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔
۱۳۔سورہ الانفطار۔آیت۔۱۰۔۱۲۔
۱۴۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۱۵۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔۲۲۔
۱۶۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۱۷۔کشف الاستار عن الزوائد البزار۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔۱۴۰۴ھ۔
۱۸۔سورہ رعد۔آیت۔۱۱۔
۱۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۱۔۴۔
۲۰۔سورہ احزاب۔۴۳۔
۲۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیا
۲۲۔سورہ ہود۔آیت۔۵۷۔
۲۳۔سورہ سبا۔آیت۔۲۱۔
۲۴۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۶۔
۲۵۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔ج۔۵۔ص۔۳۵۴۔دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔
۲۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۵۔(صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔
(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت)۔
۲۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۸۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔رقم الحدیث۔۱۵۳۷۱۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

اَلْمُقِيْتُ

سب کو روزی اور توانائی دینے والا

He who Sustains.

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا‌ؕ كُلٌّ فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ

زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے، وہ اس کے ٹھہرنے اور اس سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے (ھود۔٦)

مُّقِیۡتً۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۵۵۰ اور عدد ۱) ہے۔

اسم مُّقِیۡتً (ق۔و۔ت) سے مشتق ہے جس کی جمع اقوات ہے۔ ا

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَبٰرَكَ فِيۡهَا وَقَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا۔

ترجمہ۔ (اللہ نے) ہر ایک کی طلب اور حاجت کے مطابق ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔

مُّقِیۡتً۔ قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۱) مرتبہ آیا ہے۔

علمائے کرام نے اسم مُّقِیۡتً کی دو تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ مُّقِیۡتً جسمانی اور روحانی روزی کا پیدا کرنے والا ہے اور اس روزی کو وہ اپنی مخلوقات تک پہنچانے کا ذمہ دار بھی ہے۔ ۳

۲۔ امام زجاجی فرماتے ہیں! مُّقِیۡتً کا مطلب کسی چیز پر مکمل قدرت رکھنا۔ ۴

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ مُّقِيۡتًا ۔ ۵

ترجمہ۔ اللہ ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہے۔

مفسرین کرام نے اس آیت کے تین مطالب ذکر کئے ہیں۔

۱۔ اللہ ہر شے کا محافظ اور نگران ہے۔

۲۔ اللہ ہر شے کو تدبیر کے ساتھ قائم رکھتا ہے۔

۳۔اللہ ہر شے پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

علامہ ابن جریر اللہ کی صفت مُّقِیۡتً کے حوالے سے لکھتے ہیں !اس کا مطلب تقدیر ہے۔

یعنی لغت میں بھی مُّقِیۡتً کے درج ذیل تین معانی تحریر کئے گئے ہیں۔

۱۔قادرومقتدر۔ ۲۔حاضرنگران۔ ۳۔روزی تقسیم کرنے والا۔۶

اسم مُّقِیۡتً کا نظام کائنات میں کردار:

اسم مُّقِیۡتً کی نفوذ پذیری تمام کائنات میں متواتر جاری وساری ہے کیونکہ اللہ کی یہ صفت اپنی تمام مخلوقات کو نا صرف روزی دیتی ہے بلکہ انھیں طاقت اور توانائی بھی مہیا کرتی ہے کل کائنات میں مختلف اقسام کی مخلوقات پائی جاتی ہیں جن میں شامل انسان، جنات، فرشتے، جانور، پرندے، حشرات الارض، جمادات ونباتات، چاند، سورج، ستارے، زمین، آسمان، دریا، سمندر، پہاڑ اور ان میں بسنے والی لاتعداد مرئی اور غیر مرئی مخلوقات ہیں تاہم ان کا شمار انسان کی استعداد سے باہر ہے وہ چاہے بھی تو اللہ کی کثیر مخلوقات کو گن نہیں سکتا دوسری جانب ہر مخلوق کی ساخت الگ ہونے کی وجہ سے اس کی غذائی ضرورت بھی دوسری مخلوق سے الگ ہے کسی مخلوق کے لئے وہ شے یا گیس زندگی ہے تو دوسری مخلوق کے لئے وہی شے یا گیس موت کا پیغام۔جیسے تمام انسان، جانور، پرندے اور حشرات الارض درختوں کی خارج شدہ آکسیجن پر زندہ ہیں تاہم دوسری جانب انسان، جانور اور پرندوں کی خارج شدہ کاربن ڈائی آکسائیڈ پر درختوں کی زندگی کا دارومدار ہے یعنی دونوں مخلوقات کی زندگی کا دارومدار ایک دوسرے کی خارج شدہ زہریلی گیسز پر ہے اسی طرح سے آبی مخلوقات کی ضروریات، خاکی، نوری یا ناری مخلوقات کی ضروریات سے یکسر مختلف ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلۡ اَئِنَّکُمۡ لَتَکۡفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ تَجۡعَلُوۡنَ لَہٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِکَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَجَعَلَ فِیۡہَا رَوَاسِیَ مِنۡ فَوۡقِہَا وَ بٰرَکَ فِیۡہَا وَ قَدَّرَ فِیۡہَاۤ اَقۡوَاتَہَا فِیۡۤ اَرۡبَعَۃِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیۡنَ۔

ترجمہ۔(اللہ) سارے عالمین کا رب ہے اس نے زمین کو وجود میں لانے کے بعد اس کے اوپر پہاڑ جمادئے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لئے ہر ایک کی طلب اور حاجت کے مطابق ٹھیک ٹھیک انداز سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا اور یہ سب کام چار دن میں ہو گیا۔۷

کائنات کی ہر شے شعور رکھتی ہے اس میں زندگی موجود ہے وہ اپنے رب کو جانتی اور پہچانتی ہے صبح وشام اپنے رب کی عبادت، تسبیح اور سجدہ کرتی ہے یعنی ثابت ہوا کے زندگی کا دارومدار سانس پر ہے اور ہر زندہ شے اپنی بقاء کے لئے غذا بھی حاصل کرتی ہے جیسے!

انسان۔۔۔پھل، سبزی، دال، اناج اور گوشت کھاتے ہیں۔

کچھ جانور۔۔۔سبزی خور ہیں جیسے کے گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، دنبہ، مرغی وغیرہ۔

کچھ جانور۔۔۔گوشت خور ہیں جیسے کے شیر، کتا، بلی، لومڑی، گیدڑ وغیرہ۔

خنزیر۔۔۔۔انسانوں اور جانوروں کے فضلے سے اپنا پیٹ بھرتا ہے۔

مچھلیاں۔۔۔۔سمندری کی چھوٹی مچھلیاں بڑی مچھلیوں کی غذا ہیں۔

درخت۔۔۔پانی اور سورج کی روشنی سے اپنی غذائی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

زمین۔۔۔۔زمین کی غذا مردار، انسان، جانوروں، درختوں اور چرند پرند کے مردہ بوسیدہ اور بدبودار اجسام ہیں یہ زمین کا بنی نوع انسان پر احسان عظیم ہے کے دنیا کی بدبودار غلاظت کو وہ اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔

جنات کی غذا۔۔۔۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) لکھتے ہیں! امام بیہقی کی روایت ہے کے جنات نے رسول اللہ ﷺ سے خوراک کا سوال کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! تمھارے لئے ہر ہڈی میں خوراک ہے۔ ۸؎

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کے جنات گوشت نہیں کھاتے بلکہ ہڈی کو شوق سے تناول کرتے ہیں اور ان کے لئے ہڈی کی ایسی ہی حیثیت ہے جیسی انسانوں کے لئے گوشت کی یہی نہیں بلکہ ہمارے جانوروں کا فضلہ جس میں گوبر، لید اور مینگنی وغیرہ شامل ہے وہ جنات کے جانوروں کے چارے کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے لئے فضلہ سبز گھاس بن جاتی ہے اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کے حلوائی کی دوکان سے رات گئے یہ جنات مٹھائیاں لے کر جاتے ہیں اگرچہ جنات کی خوارک کا بڑا حصہ فاسفورک ایسڈ پر بھی مشتمل ہے لہٰذا جنات کی غذا میں کوئلہ بھی شامل ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ۔

ترجمہ۔کوئی چیز ایسی نہیں جس کے ہمارے پاس خزآنے بھرے ہوئے نہ ہوں مگر ہم ایک اندازے سے انھیں اتارتے ہیں۔ ۹؎

اِنَّا كُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰهُ بِقَدَرٍ۔

ترجمہ۔ہم نے سب چیزوں کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ۱۰؎

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا‌ؕ كُلٌّ فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ۔

ترجمہ۔زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے وہ اس کے ٹھہرنے اور اس کے سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے یہ سب ایک روشن کتاب میں ہے۔ ۱۱؎

وَفِى السَّمَآءِ رِزۡقُكُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ۔

ترجمہ۔آسمان میں تمھارا رزق ہے۔ ۱۲؎

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الۡقُوَّةِ الۡمَتِيۡنُ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ ہی سب سے بڑا رزق دینے والا اور سب سے زبردست قوت والا ہے۔ ۱۳؎

وَعِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ‌ ؕ وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ‌ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا

حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔اوراسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا،اور جانتا ہے جو کچھ زمین میں اور دریا میں ہے،اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں۔ ۱۴؎

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے ہر چیز اندازے سے بنائی ہے۔ ۱۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رزق کا دروازہ عرش تک پھیلا اور کھلا ہے اور اسباب معیشت بے حساب ہیں۔ ۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!وہ مسلمان کامیاب ہو گیا جس کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس پر قانع کر دیا۔ ۱۷؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا!تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے تمام مخلوق جس کا کنبہ ہے وہ ہی اپنی ساری مخلوقات کے رزق کا ذمہ دار ہے اسی نے سب کی روزی کو مقرر کر رکھا ہے وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا دست سوال کے بڑھنے پر۔ ۱۸؎

ہر انسان کے مقدر میں جو کچھ کم یا زیادہ ہوتا ہے وہ ہر روز انسان پر بارش کے قطروں کی طرح آسمان سے امر الہی کی شکل میں نازل ہوتا ہے اللہ تعالی نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب و کتاب قرار دیا ہے۔

جب حضرت علیؓ سے قضاء وقدر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا!یہ ایک اندھیرا راستہ ہے اس پر نہ چلو یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں داخل نہ ہو اور یہ اللہ کا ایک راز ہے اسے اپنے اوپر لازم نہ کرو انسان کا ایمان جتنا زیادہ ہوگا اس کا قضاء وقدر پر ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے عبرتیں اس پر آسان ہوتی چلی جاتیں ہیں اور جو قضاء وقدر پر یقین رکھتا ہے وہ مصیبت پر بہت زیادہ آہ وزاری نہیں کرے گا پھر جو تقدیر کی باتوں پر غضب ناک ہوتا ہے وہ پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے،تمھاری تقدیر میں جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے اس پر کوئی شے غالب نہیں آسکتی۔

روحانی وظیفہ:

اگر نافرمان بچوں کو یا مُقِیۡتُ پانی پر دم کر کے پلایا جائے تو وہ بچے اللہ کے حکم سے فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔

روزے دار کو اگر روزہ برداشت کرنا مشکل ہو تو اس کو چاہئے کے مٹی پر اسم یا مُقِیۡتُ لکھ کر اس مٹی کو سونگھے اس طرح سے اس کو طاقت اور توانائی محسوس ہوگی۔

مسافر کو اگر دوران سفر پیاس کی شدت کا سامنا ہو تو یا مُقِیتُ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پینے سے افاقہ ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۰۔
۳۔طیبی شرح مشکوۃ۔شرف الدین حسین بن محمد الطیبی۔ج۔۵۔ص۔۳۹۔ادارۃ القرآن کراچی۔
۴۔النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۱۸۳۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۵۔سورہ النسا۔آیت۔۸۵۔
۶۔النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۳۵۹۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۹۔۱۰۔
۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۱۔
۱۰۔سورہ القمر۔آیت۔۴۹۔
۱۱۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔
۱۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۲۔
۱۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۸۔
۱۴۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۱۵۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔
۱۶۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۷ھ۔
۱۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۸۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۸۹۔ص۔۲۵۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ۔

اَلْحَسِيْبُ

سب کے لئے کفایت کرنے والا یا حساب رکھنے والا یا گننے والا

He who knows in detail the account of things people do throughout their lives.

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۔(النساء۔۸۶)

ترجمہ۔اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

حَسِيْبٌ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۸۰اور عدد ۸) ہے۔

حَسِيْبٌ۔(ح۔س۔ب) سے مشتق ہے جس کے معانی حساب کرنے والا یا وہ خود ہی گننے کے لئے کافی ہے۔[۱]

حَسِيْبٌ۔قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی (۳) مقامات پر آیا ہے۔

حسب، یحسب، حسبانا وحسابا۔۔ یہ تمام الفاظ کسی بھی شے کو گننے یا شمار کرنے کے معانی میں مستعمل ہیں۔

حَسِيْبٌ۔، يَحْسِبٌ، محسبة وحسبانا۔ یہ تمام الفاظ خیال کرنا اور گمان کرنے کے ہم معانی ہیں حسب سے مراد جو اکیلا ہی کافی ہو یا کفایت کرنے والا یعنی اس کے بعد پھر کسی کی ضرورت باقی نہ رہے۔

حَاسِبٌ۔عربی زبان میں حساب کرنے والے کو کہتے ہیں۔

حَسْبَان۔حساب کی جمع ہے یعنی گننا یا شمار کرنا۔

حسبك درهم۔تمھیں ایک درھم کافی ہے۔[۲]

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ترجمہ۔اللہ ہمارے لئے کافی ہے یا اللہ کا قانون ہمارے لئے کافی ہے۔

حَسِيْبٌ۔عربی زبان میں حساب کرنے والے یا نگرانی کرنے والے کو بھی کہتے ہیں۔

اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۔[۳]

ترجمہ۔پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لئے تو خود ہی کافی ہے۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔[۴] ترجمہ۔اس دن معاف کر دیجئے گا جب حساب قائم ہو۔

فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ‌ۚ وَجَعَلَ الَّيۡلَ سَكَنًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ حُسۡبَانًا ۔۵

ترجمہ۔اسی نے سورج اور چاند کے طلوع اور غروب کا حساب مقرر یا ہے۔

وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۔۶

ترجمہ۔اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔

حَسِیۡبٌ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معانی سب کی کفایت کرنے والا، حساب رکھنے والا یا شمار کرنے والا جس کے لئے وہ اکیلا ہی کافی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ۔۷

ترجمہ۔بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

مفسرین اور علماء کرام نے اسم مبارک حَسِیۡبٌ کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔شیخ سعدی لکھتے ہیں! ذات حَسِیۡبٌ اپنے بندوں کے تمام اعمال کا حساب رکھنے کے لئے کافی ہے نیز وہ معاملہ فہم ہے لہٰذا اپنے علم اور حکمت سے وہ اپنے بندوں کے معاملات پر بھی نظر رکھے ہوئے ہے۔

۲۔اللہ اپنے بندوں کے کل معاملات کا کفیل ہے اور ان کی حاجت روی فرمانے والا ہے۔۸

۳۔امام غزالی فرماتے ہیں! جو شخص اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

اسم حَسِیۡبٌ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم حَسِیۡبٌ کی کل کائنات میں ہر جگہ عمل داری اور نفوذ پذیری نہایت سرعت اور تیزی سے پائی جاتی ہے۔

اللہ کے کائناتی سسٹم میں کئی نہایت طاقتور، تیز رفتار اور خودکار کمپیوٹرز نصب ہیں جو نہایت باریک بینی سے چیزوں کو نا صرف ریکارڈ کرتے ہیں بلکہ انھیں مانیٹر بھی کرتے ہیں۔ایسے نادیدہ، خودکار اور تیز رفتار کمپیوٹرز ہر مخلوق کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں جنھیں فرشتے آپریٹ کرتے ہیں یہ ایسا حیران کن نظام ہے جس کے فارمولے تک انسان کی رسائی قیامت تک ناممکن ہے کیونکہ اس خودکار سسٹم میں جہاں انسانوں کے اعمال ریکارڈ ہو رہے ہیں وہیں ان کی نیتوں کا حساب کتاب بھی محفوظ کیا جا رہا ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ہیں! اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔۹

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے جبکہ کافر کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے جب کوئی مسلمان کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ فرشتوں کو یہ حکم دیتے ہیں کے اس شخص کی نیک نیتی پر ثواب لکھو یہاں تک کے وہ شخص اپنے کئے ہوئے ارادے پر عمل کر لیتا ہے لیکن اگر کوئی شخص کوئی بری نیت یا گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس نیت یا ارادے کو نہیں لکھا جاتا جب تک وہ شخص عملاً وہ گناہ کر نہ لے۔۱۰

انسانوں کے لئے یہ ناممکن ہے کے وہ چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ریکارڈ کرے چہ جائیکہ نیتوں کا ریکارڈ اور جاننا تو ناممکنات میں سے

ہے کیونکہ نیتوں کا حال تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔۱۱؎

یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ۔

ترجمہ۔وہ آنکھوں کی خیانت اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے اس کو جانتا ہے۔۱۲؎

ان آیات اور احادیث مبارکہ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے اللہ کے نظام کائنات میں کئی سپر فاسٹ کمپیوٹرز آویزاں اور کل مخلوقات کے ساتھ متصل ہیں جو ان کی ایک ایک حرکت اور نیتوں کے حال کو ریکارڈ کر رہے ہیں پھر یہ سارا اعمال نامہ روز قیامت اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نہایت سرعت اور تیزی سے لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے اور اللہ اکیلے ہی کافی ہیں کیونکہ اللہ کی صفت حَسِیۡبٌ کل کائناتی نظام میں اپنی پوری قوت کے ساتھ ہمہ وقت متحرک ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا۔۱۳؎

ترجمہ۔حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے۔

وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا۔۱۴؎

ترجمہ۔حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ حَسِیۡبًا۔۱۵؎

ترجمہ۔اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسۡبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔۱۶؎

ترجمہ۔اے نبی! آپ کے لئے اور تمام مومنین کے لئے تو اللہ کافی ہے۔

حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ۔۱۷؎

ترجمہ۔ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

وَاللّٰہُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ۔۱۸؎

ترجمہ۔اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ۔۱۹؎

ترجمہ۔بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ۔۲۰؎ ترجمہ۔بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔۲۱ یعنی وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے! اے اللہ میرا حشر مساکین کے ساتھ فرما کیونکہ مساکین دولت مندوں سے ۴۰ برس قبل داخل جنت کر دئے جائیں گے۔ ۲۲

روحانی وظیفہ:

کوئی شخص اگر کسی بھی خوف میں مبتلا ہو تو اسے چاہئے کے وہ جمعرات سے ۷۰ مرتبہ حَسْبِىَ اللّٰهُ حَسِيْبٌ آٹھ دن تک صبح شام پڑھے ان شاء اللہ ہر شر اور خوف سے اللہ اسے محفوظ و مامون رکھے گا۔

روزآنہ رات کو سوتے وقت ۷۰ مرتبہ یا حَسِيْبُ پڑھنے سے دشمنوں، چوروں اور ہمسایوں کے شر سے اللہ اس شخص کو محفوظ رکھتا ہے

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اٹھتے بیٹھتے پڑھنے سے ہر مشکل سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

حوالہ کتب:

لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۴۔

۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۱۔

۵۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔

۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۱۲۔

۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۱۔

سورہ المومن۔آیت۔۱۷۔

۸۔النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۹۔صحیح بخاری۔امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب۔

۱۰۔مفہوم حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۴۔

۱۲۔سورہ المومن۔آیت۔۱۹۔

۱۳۔سورہ النسا۔آیت۔۶۔

۱۴۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۹۔

۱۵۔سورہ النسا۔آیت۔۸۶۔

۱۶۔سورہ انفال۔آیت۔ ۶۴۔

۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔ ۱۷۳۔

۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۰۲۔سورہ النور۔آیت۔۳۹۔

۱۹۔سورہ اال عمران۔آیت۔۱۹۔

۲۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۱۔

۲۱۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔

۲۲۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اَلْجَلِیْلُ

بڑے اور بلند مرتبے والا

He who has wealth, dominion and holiness.

وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔(رحمن ۔۲۷)

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) آپ کے پروردگار کی بزرگی اور عزت والی ذات ہی باقی رہے گی

اَلْجَلِیْلِ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کے نمبر(۷۳ اور عدد ۱) ہے۔

اَلْجَلِیْلِ۔(ج۔ل۔ل) سے مشتق ہے۔

اَلْجَلِیْلِ۔بڑے رتبے والا۔

جل الرجل یجل جلالہ وجلالا ۔بزرگ،معمر یا سن رسیدہ۔

اَلْجَلِیْلِ القدر ۔باعزت،محترم،عظیم المرتبت۔

اَلْجَلِیْلِ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے۔جس کے معانی بزرگی،عظمت والا، رتبے اور اونچے مرتبے والے کے ہیں۔[۱]

علماء کرام اور مفسرین کرام نے اسم اَلْجَلِیْلِ کی دو تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔اَلْجَلِیْلِ وہ ذات پاک ہے جس کی شان،عزت،عظمت،قدرت، بڑائی اور بلندی سب سے زیادہ ہو۔[۲]

۲۔اَلْجَلِیْلِ وہ ذات پاک ہے جو بزرگی اور بڑائی کی تمام صفات سے متصف ہو وہ کامل اور اکمل ہو۔[۳]

اسم اَلْجَلِیْلِ کا نظام کائنات میں کردار:

نظام کائنات میں اسم اَلْجَلِیْلِ کی نفوذ پذیری ہر مقام پر عیاں اور ہویدا ہے اللہ تعالیٰ ہر دن ایک نئی شان اور تجلی کے ساتھ کائنات دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ۔

ترجمہ۔وہ ہر دن ایک نئی شان میں ہے۔[۴]

اللہ کی عظمت و بلندی کی آ گہی بھی کسی ذی شعور کے بس میں نہیں نا ہی انسان اللہ کی نعمتوں کو شمار کر سکتا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَوْ اَنَّمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔

ترجمہ۔اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی اور پھر سات سمندر اور بھی آ جائیں تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔۵؎

انسان اس قدر بے بس ہے کے وہ ایک گھاس کے تنکے کی اصل حقیقت سے بھی بے خبر ہے وہ نہیں جانتا ہے اس تنکے کے آباؤ اجداد کون تھے اس تنکے میں اللہ نے کیا خیر اور کس بیماری کا علاج رکھا ہے یہ تنکا کس طرح سے اللہ کی عبادت کرتا ہے اور کس طرح سے صبح وشام اللہ کو سجدہ کرتا ہے اس تنکے کی تسبیح کیا ہے؟ اگلے ہزار سال کے بعد یہ تنکا زمین پر کس حال میں ہوگا؟ وغیرہ اس جیسے بے شمار سوالات ہیں جن کے جوابات انسان دینے سے قاصر ہے۔

انسان کی اوقات تو یہ ہے کے وہ مٹی کے ایک ادنیٰ ذرے کی اصل سے بھی ناواقف ہے آیا یہ ذرہ ہزاروں برس کی مسافت طے کر کے ہم تک پہنچا اور اگلے ہزاروں برس کے بعد یہ ذرہ سفر کر کے کس مقام پر ہوگا؟

ارشادات خداوندی:

وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۔۶؎

ترجمہ۔(اے نبی ﷺ!) آپ کے پروردگار کی بزرگی اور عزت والی ذات ہی باقی رہے گی۔

تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۔۷؎

ترجمہ۔(اے نبی ﷺ!) آپ کے پروردگار کا نام بزرگی، عزت اور برکت والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات:

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا اور قریب ہی ایک شخص نماز کے بعد اس طرح سے دعا مانگ رہا تھا!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

الحنان المنان۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

یاذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ۔ یاحی یاقیوم

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص نے اللہ تعالی کے بڑے بڑے اسماء کے ساتھ دعا مانگی ہے یہ ایسے بڑے اسماء ہیں کے جب ان کے ذریعے کوئی دعا مانگی جائے تو اللہ اسے قبول فرماتا ہے اور جب ان کے ذریعے سے کوئی سوال کیا جائے تو اللہ اس سوال کو پورا فرماتا ہے۔ ۸ے

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ کی صفات کو دریافت کرنے والو دیکھو جن صفات کا تمھیں قرآن نے پتا دیا ہے ان میں سے تم اس کی پیروی کرو اور اسی کے نور سے کسب ضیاء کو حاصل کرتے رہو۔ ۹ے

روحانی وظیفہ:

جو شخص بکثرت اسم یاجَلِیۡلِ کا ورد کرے گا اللہ تعالی اسے عزتوں اور عظمتوں سے نوازے گا۔

جو شخص ہر نماز ے بعد بکثرت یاجَلِیۡلِ پڑھے گا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت طاری ہوجائے گی۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔شان الدعاء۔لابی سلیمان حمد بن محمد خطابی الحافظ۔دار المامون التراث۔

۳۔مرقاۃ

۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۹۔

۵۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۷۔

۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۷۔

۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۸۔

۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمنا حمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۹۔نہج البلاغہ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ ۸۹۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلْكَرِيْمُ

بہت کرم کرنے والا

He who is generous.

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔(المومنون۔۱۱۶)

ترجمہ۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ مالک ہے عرش کریم کا۔

الْكَرِيْمِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۲۷۰اور عدد ۹) ہے۔

الْكَرِيْمِ ۔(ک۔ر۔م) سے مشتق ہے۔ا

الْكَرِيْمِ ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۳) مرتبہ آیا ہے۔

الا کرام والْكَرِيْمِ ۔کسی کو اس طرح سے فائدہ یا نفع پہنچایا جائے کے اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو اور نفع بھی بلند اور مشرف ہو اس نفع میں ہر قسم کی بھلائی، نیکی، خیر اور فضیلتیں پنہاں ہوں۔

الْكَرِيْمِ ۔کے ایک معانی آزاد، شریف، نجیب، سخی، نرم خو، مخلص، وسیع القلب، وسیع النظر، وسیع الذہن، وسیع الظرف اور خلیق ہو نیز ان صفات سے آراستہ شخص احکامات خداوندی کی خلاف ورزی سے گریزاں ہو اور اس کے قلب میں خشیت الٰہی ہو۔

الْكَرِيْمِ ۔سے مراد سخاوت کے بھی ہیں۔

الْكَرِيْمِ ۔کے ایک معانی عمدہ حسب نسب رکھنے والا ایسا انسان جس کے رگ وریشے میں خاندانی شرافت رچی بسی ہو اور وہ بے شمار پسندیدہ صفات سے آراستہ ہو۔

الْكَرِيْمِ ۔عربی زبان میں الکریم ایسے گھوڑے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو راہ خدا میں اللہ کے دشمنوں سے جہاد میں حصہ لے

الْكَرِيْمِ ۔عربی زبان میں الکریم ایسے اونٹ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جس پر دور سے پانی لاد کر لایا جائے۔

الْكَرِيْمِ ۔اس کے ایک معانی پسندیدہ اور منتخب کے بھی ہیں۔

الْكَرِيْمِ ۔اچھی اور کثیر بارش کے لئے بھی مستعمل ہے۔

کرم السحاب تکریما۔ سے مراد بادل خوب اچھی طرح سے برسے۔

ارض مکرمہ۔ سے مراد ایسی زمین جس میں کھاد ڈالی گئی ہو اور وہ زرخیز زمین میں بدل گئی مکہ مکرمہ ایسا شہر جو باعظمت وعزت ہو

قرآن کریم ۔قرآن کو بھی خود اللہ نے کریم کہا ہے جس کی کرامت اور بزرگی سے لوگوں کو ہدایت حاصل ہو اور لوگوں کی عاقبت سنور جائے۔

الْکَرِمِ ۔کی ضد کمینگی ہے کیونکہ عربوں میں کمینگی کی بدترین خصلت پائی جاتی تھی وہ اپنے دشمنوں کو ذلیل و رسوا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نا جانے دیتے تاہم ایسے سماج میں رسول اللہ ﷺ کا اسلام کا پیغام پہنچاتے ہوئے یہ کہنا کے اپنے دشمنوں کو معاف کر دو اور ان سے بدلہ نہ لو حیران کن تھا یعنی قوم کی عزت، جان اور مال کی گرانقدر حفاظت کا انتظام اور اجتماعی طور پر رفاہ عامہ کے لئے خرچ کرنا یا کوئی بھی نیکی کا کام جس سے سب کو فائدہ ہو کرم کہلاتا ہے کیونکہ کریم بغیر کسی ذاتی منفعت کے نہایت خلوص نیت سے لوگوں کے کام آتا ہے۔[۲]

اسم الْکَرِیْمِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الْکَرِیْمِ کی نظام کائنات میں ہر جگہ نفوذ پذیری اور عمل داری قائم و دائم ہے۔

الْکَرِیْمِ اللہ کا ایک صفاتی اسم مبارک ہے جس کی علماء کرام نے درج ذیل (۱۶) تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔ذات الْکَرِیْمِ بغیر کسی عوض کے عطا کرتا ہے۔

۲۔ذات الْکَرِیْمِ بغیر کسی سبب کے عنایت کرتا ہے۔

۳۔ذات الْکَرِیْمِ اسباب اور وسائل کا محتاج نہیں۔

۴۔ذات الْکَرِیْمِ اپنے سب بندوں کو نوازتا ہے چاہے بندہ اس کا فرمانبردار ہو یا نافرمان۔

۵۔ذات الْکَرِیْمِ جو احسانات کو جتاتا نہیں۔

۶۔ذات الْکَرِیْمِ جو دیتا بھی خود ہے اور تعریف بھی خود ہی کرتا ہے۔

۷۔ذات الْکَرِیْمِ کی نعمتیں سب کے لئے عام ہیں۔

۸۔ذات الْکَرِیْمِ اپنے ان بندوں کو بھی نوازتا ہے جو اس کا انکار اور اس سے کفر کرتے ہیں۔

۹۔ذات الْکَرِیْمِ اپنے بندوں کو ان کی طلب سے پہلے ہی عطا کرتا ہے۔

۱۰۔ذات الْکَرِیْمِ اپنے ناشکرے بندوں کو بھی نوازتا ہے۔

۱۱۔ذات الْکَرِیْمِ سزا پر قدرت کے باوجود اپنے بندوں کو معاف کرتا اور ان پر نظر کرم فرماتا ہے

۱۲۔ذات الْکَرِیْمِ اپنے کئے ہوئے وعدے پورے کرتا ہے۔

۱۳۔ذات الْکَرِیْمِ کے سامنے اس کی مخلوق اپنی تمام حاجات پیش کرتی ہیں۔

۱۴۔ذات الْکَرِیْمِ اپنے بندوں کو عافیت اور پناہ دیتا ہے وہ اپنے بندوں کو بے آسرا نہیں چھوڑتا۔

۱۵۔ذات الْکَرِیْمِ کی ایک صفت اگرچہ غیض وغضب کی بھی ہے لیکن اس کا رحم و کرم اس کے غضب پر حاوی ہے۔

۱۶۔ذات الْكَرِيْمِ کے یہاں عدل وانصاف کا نظام قائم ہے اور وہ اپنی مخلوق سے عدل وانصاف کا معاملہ فرماتا ہے۔

قرآن کریم:

اللہ نے قرآن کے لئے کریم کا لفظ استعمال کیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّهُ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۔۳؎

ترجمہ۔بے شک یہ عزت اور (بزرگی والا) قرآن کریم ہے۔

یعنی اس عظیم الشان قرآن کریم میں حکمت، نصیحت، نجات، عزت، ہدایت، بشارت، رحمت، بزرگی، نور، شفا اور حق و باطل میں فرق موجود ہے یہ ایک مبارک کلام ہے جو اپنے پڑھنے اور سمجھنے والوں کے لئے راہ نجات کا سامان مہیا کرتا ہے اس کلام کا پڑھنے والا اپنے اللہ کا مقرب اور دوست بن جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم:

امیر المومنین حضرت علیؓ یا کریم کا ورد بکثرت دل میں کیا کرتے چنانچہ وہ اس اسم مبارک کے عامل ہو گئے اور اسی نسبت سے انھیں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الْكَرِيْمِ کہا جانے لگا جبکہ دیگر صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ تعالی عنہ کہا جاتا ہے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم ایک انگھوٹھی پہنا کرتے جس پر اللہ کا صفاتی اسم مبارک یا کریم لکھا ہوا تھا۔

تکریم انسانیت:

تکریم انسانیت کا Fundamental Right اللہ نے ہر انسان کو عطا فرمایا انسان دیگر مخلوقات میں قابل عزت اور اشرف ہے اور یہ عزت، شرف اور بزرگی اس کو علم کی بنیاد پر حاصل ہوئی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۔

ترجمہ۔ہم ہی نے بنی آدم کو فضیلت دی اور ان کو بحر و بر میں اٹھائے پھرے اور ان کو عمدہ عمدہ چیزوں سے رزق دیا اور ان کو ہم نے بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔۴؎

اللہ تعالی کا یہ خطاب کل بنی نوع انسانیت سے ہے جس میں مرد و عورت دونوں ہی شامل ہیں واضح رہے انسان کو اللہ تعالی نے روئے زمین پر ایک بڑی ذمہ داری دے کر بھیجا ہے مفسرین لکھتے ہیں کے خلیفہ مالک نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی کی ملک میں اللہ کے تفویض کردہ اختیارات کو اس کے ایک نائب کی حیثیت سے استعمال کرتا ہے پھر اس کے اختیارات ذاتی بھی نہیں ہوتے بلکہ اصل مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں لہذا نائب اپنی من مانی یا حکم عدولی نہیں کرسکتا اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ بات بغاوت یا غداری کے زمرے میں شامل ہوگی اللہ تعالی نے جن اسماء الہیہ کا علم حضرت آدم کو عطا کیا انھی اسماء کے علم کو روحانیت کی اصطلاح میں علم لدنی کہتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا۔

ترجمہ۔اس نے آدم کو تمام نام بتا دئے۔۵؎

یعنی جب اللہ تعالی نے علم کی تقسیم کی تو سب سے پہلے اپنی صفاتی ناموں کا تعارف کرایا تاہم ان ہی ناموں کو اسمائے صفاتی کہا جاتا ہے اور یہی نام وہ علم ہیں جو اللہ تعالی کے علم کے عکاس ہیں اگر چہ صفت کی تعریف میں یہ بتانا ضروری ہے کے اللہ تعالی کی ہر صفت کے ساتھ قدرت اور رحمت کی صفات بھی جمع ہیں جیسے بصیر، سمیع، رزاق، ربانیت کے ساتھ قدرت اور رحمت شامل ہے بالفاظ دیگر اللہ کی کوئی صفت قدرت اور رحمت کے بغیر نہیں جیسے کے صفت بصیر میں اللہ تعالی کو کائنات میں کامل قدرت اور کامل خالقیت حاصل ہے کیونکہ اللہ کے تمام اسم ایک تجلی (نور) ہیں پھر اس تجلی کے ساتھ دو مزید تجلیات کا اضافہ گو یا ہر اسم تین تجلیات کا مجموعہ ہے۔

۱۔ایک تجلی صفت اسم کی۔

۲۔دوسری تجلی صفت قدرت کی۔

۳۔اور تیسری تجلی صفت رحمت

اسی حوالے سے ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے!

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالی نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔۶؎

اللہ کو اپنے بندوں کی عزت اور وقار اس قدر عزیز ہے کے اللہ نے اپنے بندوں سے بارہا فرمایا کے جو بھی مانگنا ہے وہ صرف اور صرف اللہ سے مانگو کسی غیر کے آگے ہاتھ پھیلا کر اپنی عزت وتکریم کو کم یا ختم نہ کرو جب ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر نمک ختم ہو جائے یا تمھارے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو تم اللہ سے ہی مانگو۔

اسی طرح سے انسان جب اللہ کے قاعدے،قوانین اور عبادت کا پابند ہو جاتا ہے تو پھر ایسے پسندیدہ انسان کے لئے اللہ فرماتے!

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔۷؎

ترجمہ۔تم میں اللہ کے یہاں وہی شخص زیادہ عزت کا مستحق ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی (پرہیز گار) ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خطبہ حج کے موقع پر فرمایا! کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں مگر صرف تقویٰ کی بنیاد پر۔

کریم روزی:

پاک حلال طیب روزی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ۔۸؎۔ترجمہ۔بہترین (پاکیزہ) رزق۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو رزق کریم کے حصول کی بار بار تاکید کرتا ہے رزق کریم کی بھی دو اقسام ہیں۔

۱۔رزق کو حلال ذریعے سے کمانا۔

۲۔ پاکیزہ اور حلال طیب غذاؤں کو کھانا۔

کسی بھی صالح معاشرے میں یہ دونوں ہی اجزاء اہم ترین ہیں کیونکہ انسانی صحت کا دارومدار اور سماجی سطح پر رزق حلال کا حصول یہ دونوں ہی محرکات کسی بھی سماج کو سدھارنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں اسلام کا پیغام مختصر اور جامع ہے لیکن اس پیغام میں نہایت گہری حکمتیں پوشیدہ اور مستور ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔

ترجمہ۔اے لوگو! جو زمین میں ہے اس میں سے حلال طیب کھاؤ۔اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔۹؎

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ۔

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے زمین میں روزی کے ذرائع (پیدا) کئے ہیں۔۱۰؎

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔

ترجمہ۔اس میں سے کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔۱۱؎

ارشادات خداوندی:

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۔ترجمہ۔وہ مالک ہے عرش کریم کا۔۱۲؎

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۔ترجمہ۔بے شک میرا رب غنی اور کریم ہے۔۱۳؎

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۔

ترجمہ۔اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا۔۱۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

حضرت سلیمانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک تمھارا رب حیادار کریم ہے جب بندہ اس کی طرف دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹانے سے حیا فرماتا ہے۔۱۵؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! کریم النفس لوگوں کی روش سخاوت ہے اور انسان کی سخاوت اسے دشمنوں میں بھی محبوب بنا دیتی ہے جبکہ اس کا بخل اس کو اس کی اولاد میں بھی قابل نفرت بنا دیتا ہے۔

سخاوت کے ذریعے لوگ سردار بن جاتے ہیں اور سب سے بڑی سخاوت لوگوں تک ان کا حق پہنچا دینا ہے۔

اچھا اخلاق کریم النسب ہونے کی دلیل ہے۔اچھا اخلاق دین کا بہترین حصہ ہے۔۱۶؎

کرم رحم سے زیادہ مہربان ہے۔

بہترین اخلاق اظہار کرم ہے۔

الْكَرِيْمِ کبھی بھی اپنی نیکی کی قیمت وصول نہیں کرتا ہے۔

اپنے آپ کو کرم، خساروں اور سختیوں کو برداشت کرنے کا عادی بناؤ کیونکہ اس سے تمھارا نفس شریف ہو جائے گا۔

تمھاری آخرت سنور جائے گی اور تعریف کرنے والے بڑھ جائیں گے۔

الْكَرِيْمِ جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے اور جو اس کو دھمکی دیتا ہے تو وہ اس کو معاف کر دیتا ہے اور جب تم اس کے محتاج ہو جاتے ہو تو وہ تمھاری حاجت روای کرتا ہے۔

الْكَرِيْمِ وہ ہے جو اپنی عزت کو اپنے مال کے ذریعے بچاتا ہے جبکہ بدترین وہ ہے جو اپنا مال اپنی ناموس کے ذریعے بچاتا ہے۔

بہترین کرم بغیر بدلے کے عطا کرنا ہے۔

الْكَرِيْمِ وہ ہے جو اپنے احسان کے ذریعے پہچانا جائے۔ ۱۷

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم یَا كَرِيْمِ کا روزرات کو ورد کرے اللہ اس کو علماء اور صلحاء میں عزت نصیب فرمائیں گے۔

دینی اور دنیاوی عزت و کرامت کے حصول کے لئے اسم الْكَرِيْمِ کا ورد مجرب ہے۔

حضرت علیؓ اس ورد کے عامل تھے اسی وجہ سے انھیں حضرت علی کرم اللہ وجہ الْكَرِيْمِ کہا جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۷۷۔

۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۰۔

۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۱۔

۶۔صحیح بخاری۔امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۲۲۷۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ا

۷۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۳۔

۸۔سورہ انفال۔آیت۔۴۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔

۱۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۰۔

۱۱۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔

۱۲۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۱۶۔

۱۳۔سورہ النمل۔آیت۔۴۰۔
۱۴۔سورہ الانفطار۔آیت۔۶۔
۱۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ج۔ا۔ص۔۲۰۹۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

الرَّقِیْبُ
بڑا نگہبان

He who observes all creatures, and every action is under His control.

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۔(احزاب ۔ ۵۲)

ترجمہ۔اللہ ہر چیز پر رقیب (نگران) ہے۔

رَّقِیْبً ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۱۲ ۳ اور عدد ۶) ہے۔ ا؎

رَّقِیْبً ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۳) مرتبہ آیا ہے۔

رقب، یرقب ۔کے معانی حفاظت ونگہداشت کرنا۔انتظار کرنا۔رَّقِیْبً

ارتقب الشی ۔کسی چیز کا انتظار کرنا۔

ارتقب المکان۔ بلند ہونا یا کسی اونچی جگہ پر چڑھنا۔

مراقبہ۔اوپر کی جانب چڑھنا۔

الرقبہ۔تحفظ

الرقبہ۔عربی زبان میں گردن کو بھی کہتے ہیں۔

رقبہ۔اس کی گردن میں رسی ڈال دی جائے یعنی اس کو تابع وفرمانبردار کرلیا جائے۔

الرقبہ۔عربی زبان میں غلام کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

الرقبہ کی جمع رقاب اس سے مراد کئی غلام۔

رَّقِیْبً ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معنی کسی کی دیکھ بھال کے لئے ہمہ وقت موجود رہنے کے ہیں۔ ۲؎

علمائے کرام نے اس کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

ا۔علامہ ابن حصار بیان کرتے ہیں! ذات رَّقِیْبً اپنی کل مخلوقات کی تمام چھوٹی بڑی مصیبتوں سے ان کی حفاظت فرماتا ہے اور انھیں اپنی حفاظت کے گھیرے میں محصور رکھتا ہے۔

۲۔شیخ سعدی لکھتے ہیں!ذات رَّقِیۡبً دلوں سے گزرنے والے خیالات سے بھی واقف ہے وہ اپنی ساری مخلوقات کے اعمال پر نگران اوران سے باخبر ہے اوران کے نظامات زندگی کو احسن طریقے سے چلاتا ہے۔

۳۔علامہ جوہری بیان کرتے ہیں!ذات رَّقِیۡبًا اپنی مخلوقات کی حفاظت اوران کی نگرانی کرتی ہے۔

اسم رَّقِیۡبًا نظام کائنات میں کردار:

نظام کائنات میں اسم رَّقِیۡبً کی ہر مقام پر مکمل نفوذ پذیری پائی جاتی ہے یعنی اللہ اپنی کل مخلوق کی ہمہ وقت نگرانی اور دیکھ بھال فرمارہے ہیں اور کوئی شے یا کوئی عمل بھی اللہ کی نظر سے اوجھل نہیں یہاں تک کے اللہ تو انسانوں کی شہ رگ سے زیادہ ان کے قریب ہے

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں!

مراقبہ۔ایک قلبی عمل ہے جو لفظ رَّقِیۡبً سے ماخوذ ہے،رَّقِیۡبًا اسماء الٰہی ہے جس کے معانی نگہبان اور پاسبان یعنی مراقبے کے ذریعے اپنے ذہن کی اس طرح سے نگہبانی کی جائے کے وہ معکوس خیالات ، پریشان افکار سے قطعی لاتعلق اور الگ ہو کر صرف اور صرف اللہ،اس کی صفات اور نشانیوں کی جانب متوجہ ہو جائے۔

رَّقِیۡبً۔کے ایک معانی منتظر کے بھی ہیں یعنی مراقبہ کے ذریعے انسان اپنے ظاہری حواس کو ایک مرکز پر جمع کر کے اپنی روح یا باطن کی طرف نہایت یکسوئی کے ساتھ متوجہ ہو جائے تا کہ اس پر روحانی دنیا کے معانی اور اسرار روشن ہو سکیں۔

مومن ہمیشہ خوف و مراقبہ کی حالت میں رہتا ہے وہ اپنے نیک اعمال کو چھوٹا جانتا ہے جبکہ اپنے چھوٹے گناہوں سے بھی ڈرتا رہتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ۔

ترجمہ۔(اللہ) تمھارے نفسوں کے اندر ہے تم دیکھتے کیوں نہیں؟۔۳؎

سَنُرِیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۔

ترجمہ۔ہم عنقریب انھیں آفاق اور انفس میں اپنی نشانیوں کا مشاہدہ کروائیں گے۔۴؎

ارشادات خداوندی:

فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ۔۵؎۔ترجمہ۔آپ ان پر نگران تھے۔

وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ رَّقِیۡبًا ۔۶؎۔ترجمہ۔اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ۔۷؎۔ترجمہ۔یقین جانو اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے کہا! تم جب بھی عبادت کیا کرو تو تصورِ احسان کے ساتھ عبادت کیا کرو صحابہ کرام نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تصورِ احسان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اس طرح سے عبادت کرو کہ جیسے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ تصور قائم نہیں ہوتا تو پھر یہ سوچو کے اللہ تو تمھیں دیکھ ہی رہا ہے۔ ۸

بہترین عبادت یہ ہے کے تم ہر وقت اس تصور میں رہو کے اللہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ ۹

روحانی وظیفہ:

جو شخص روز آنہ اپنے مال و منال اور اہل و عیال پر اسم یَارَّقِیبُ پڑھ کر دم کرے اللہ اس کو اور اس کے مال و منال اور اہل و عیال کو تمام آفات و بلیات سے اپنی حفاظت میں رکھے گا۔

حفاظت حمل کے لئے اسم یَارَّقِیبُ کا عمل مجرب ہے۔

اولاد اور مال و دولت کی حفاظت کے لئے بھی اسم یَارَّقِیبُ کا عمل مجرب ہے۔

اگر کوئی ناسور زخم ہو جائے تو اس پر (۳۰۰) مرتبہ یَارَّقِیبُ کو پڑھ کر دم کرنے سے وہ زخم بھر جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۱۔

۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۵۳۔

۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۱۷۔

۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۲۔

۷۔سورہ النسا۔آیت۔۱۔

۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۹۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اَلۡمُجِیۡبُ
دعائیں سننے اور قبول کرنے والا

He who observes all creatures, and every action is under His control.

اِنَّ رَبِّیۡ قَرِیۡبٌ مُّجِیۡبٌ۔(ھود۔٦١)

ترجمہ۔میرا رب قریب اور مجیب (دعاؤں کو سننے والا) ہے۔

مجِیۡبٌ۔عربی زبان کالفظ ہے جس کانمبر (۵۵ اور عدد ۱) ہے۔

مُّجِیۡبٌ۔(ج۔و۔ب) سے مشتق ہے۔

جوب۔کے اصل معنی قطع کرنے، پھاڑنے یا سوراخ کرنے کے بھی ہیں یعنی قوم ثمود نے پہاڑ کی چٹانوں کو تراش کر اپنے گھر بنائے۔ا؎

مُّجِیۡبٌ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۲) مرتبہ آیا ہے۔

الجوبہ۔گھر کے پچھلے حصے کا گڑھا جس میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہو۔

الجوب۔عربی زبان میں ڈھال کو بھی کہتے ہیں۔

اجاب۔یجیب۔اجابا۔اجابہ۔سے مراد جواب دینا۔

مُّجِیۡبٌ۔جواب دینے والا۔۲؎

علماء کرام نے اسم مُّجِیۡبٌ کی تعریف بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے!

مُّجِیۡبٌ۔وہ ذات پاک ہے جو دعاؤں کا سننے والا اور انھیں قبول کرنے والا ہے۔

اللہ کا اسم مُّجِیۡبٌ ہے جو کے اپنے بندوں کی دعاؤں اور حاجات کو نا صرف سنتا ہے بلکہ انھیں قبول بھی کرتا ہے۔

اسم مُّجِیۡبٌ کا نظام کائنات میں کردار:

کائنات میں ہمہ وقت اسم مُّجِیۡبٌ کی نفوذ پذیری جاری وساری ہے اللہ تعالی اپنے بندوں کی دعاؤں اور ان کی حاجات کو نا صرف سنتا ہے بلکہ ان کا جواب بھی انھیں عنایت فرماتا ہے اللہ کو یہ پسند ہے کے اس کے بندے اس سے سوال کریں کیونکہ کل کائنات کے

خزآنوں کا اختیار اللہ رب العزت کے پاس ہے تاہم انسان مانگتے مانگتے تھک سکتا ہے لیکن اللہ دیتے دیتے نہیں تھکتا ہے اور اگر وہ کل کائنات کی حاجات کو پورا بھی کر دے تو اس کے خزآنے میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی جیسے سمندر کے پانی میں اگر سوئی کو ڈوبو یا جائے تو سوئی کی نوک پر جتنا پانی آیا لیکن اللہ کے خزآنوں میں قطعاً کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی۔

تمام انبیاء کرام نے بھی اللہ تعالی سے اپنے والدین کے حق میں دعائیں پیش کیں۔

رَّبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ۔

ترجمہ۔حضرت نوح علیہ السلام کی دعا، اےمیرے رب مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے۔ ۳؎

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ۔

ترجمہ۔حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا، اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے۔ ۴؎

قبولیت دعا کے اوقات:

دعاؤں کی قبولیت کے بھی کچھ اوقات ہیں جن میں اللہ تعالی اپنے بندوں کی طلب کردہ دعاؤں اور حاجات کو رد نہیں کرتا۔

بیت اللہ پر پڑنے والی پہلی نظر کے وقت مانگی گئی ہر دعا مستجاب ہوتی ہے۔

روضہ رسول ﷺ پر مانگی جانے والی دعائیں۔

انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے وسیلے سے مانگی جانے والی دعائیں۔

بارش کے وقت مانگی جانے والی دعائیں۔

اذان کے وقت مانگی جانے والی دعائیں۔

عیدین کے موقع پر مانگی جانے والی دعائیں۔

جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعائیں قبول ومنظور ہوتی ہیں اور روایت میں آتا ہے کہ! وہ قبولیت کی گھڑی عصر اور مغرب کے درمیان ہے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق! اذان مغرب سے قبل۔

فرض نمازوں کے بعد مانگی جانے والی دعائیں۔

تہجد کے وقت مانگی جانے والی دعائیں۔

والدین کے لئے مغفرت کی دعائیں۔

نیا چاند دیکھ کر دعا مانگنا۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ رَبِّیۡ قَرِیۡبٌ مُّجِیۡبٌ۔ ۵؎ ترجمہ۔میرا رب قریب اور دعاؤں کو سننے والا ہے۔

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۔۶؎

ترجمہ۔اور ہمیں نوح نے پکارا تو (دیکھ لو کہ) ہم کیسے اچھے دعا قبول کرنے والے ہیں۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔۷؎

ترجمہ۔میں ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔۸؎

ترجمہ۔تمھارا رب کہتا ہے! مجھے پکارو میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے ہر ایک نبی نے اس دعا کو دنیا میں خرچ کر دیا اور میں نے اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچا رکھا ہے یہ انشاء اللہ میری امت کہ ہر اس فرد کو حاصل ہو گی جو شرک سے پاک ہوگا۔۹؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دعا ہی اصل عبادت ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔۱۰؎

ترجمہ۔تمھارا رب یہ کہتا ہے! مجھے پکارو میں تمھاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دعا عبادت کا مغز ہے۔۱۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔۱۲؎

حضرت سلیمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قضاء کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی ہے سوائے دعا کے۔۱۳؎

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان جب اللہ سے دعا مانگتا ہے تو اللہ یا تو اسے وہ چیز دے دیتا ہے یا پھر اسی درجے کی کسی بلا کو ٹال دیتا ہے۔۱۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اللہ کی نظر میں دعا سے زیادہ قابل قدر کوئی شے نہیں ۱۵؎

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ اللہ اسے پسند کرتا ہے کے اس سے مانگا جائے۔۱۶؎

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دعا ہر حال میں نافع ہے ان بلاؤں کے معاملے میں بھی جو نازل ہو چکیں اور ان بلاؤں کے بارے میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئیں تو اے بندگان خدا! تم اللہ سے دعا ضرور مانگا کرو۔۱۷؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر شخص کو اپنی حاجات اللہ سے مانگنی چاہئے چاہے اس کی جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے۔۱۸؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، میں بدھ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دعا کرتا ہوں اور میری دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ۱۹؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ ایسا نہیں ہے کہ کسی کے لئے ابواب شکر تو کھول دے مگر زیادتی و اضافہ کے دروازوں کو بند کر دے اور نہ ایسا ہے کے ابواب دعا تو وا کرے مگر باب اجابت بند کر دے بلاؤں کی موجوں کو دعا کے ذریعے ہٹاؤ۔

اگر تمھاری اللہ کے پاس کوئی حاجت ہے تو اپنا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ پڑھ کر شروع کرو اور پھر اپنی حاجت بیان کرو بلاشبہ اللہ اس چیز سے بزرگ و برتر ہے کہ اس سے دو سوال کئے جائیں۔ ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ۔ اور۔ ۲۔ اپنی حاجت۔ اور وہ ان میں سے ایک کو قبول کر لے اور دوسرے کو رد کر دے۔ ضرورت سے زیادہ کا سوال نہ کرو اور مل جانے سے زیادہ طلب نہ کرو۔

اللہ سے سوال کرنے میں اصرار کرو تو تم پر ابواب رحمت کھول دئے جائیں گے۔

صبح کے وقت مومن کے آنسوؤں سے ڈرو کیونکہ یہ اپنے رلانے والوں کو برباد کر دیتے ہیں اور ان آنسو کے ذریعے جس کے لئے دعا کرتے ہیں اس پر اللہ غضب کی آتشیں دریا کو خاموش کر دیتے ہیں۔

قبولیت دعا میں تاخیر ہرگز تمھیں مایوس نہ کرے کیونکہ عطیات سوال کی مقدار میں ہوتے ہیں یعنی جتنا زیادہ سوال ہوگا اتنا ہی عطیہ عطا ہوگا اور کبھی اس لئے بھی اجابت دعا میں تاخیر ہو جاتی ہے تا کہ سوال میں طوالت اور عطیات میں اضافہ ہو جائے۔

بہترین دعا وہ ہے جو پاکیزہ دل اور متقی قلب سے نکلے مناجات میں سبب نجات ہے دعا اولیاء کا اسلحہ ہے اللہ کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ دعا مانگنے والا ہو اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ! تم نے کسی چیز کا سوال کیا اور وہ تمھیں نہ ملے بلکہ اس سے زیادہ بہتر چیز تم کو مل جائے۔ اللہ سے عفو، عافیت اور نیک توفیق کا سوال کرو۔ ۲۰؎

حضرت امام علی رضاؑ فرماتے ہیں! اپنے اوپر انبیا کے ہتھیار کو لازم کر لو، ان سے پوچھا گیا کے حضرت انبیا کے ہتھیار کون سے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا! دعا، دعا سنان سے زیادہ تیز اور لوہے کی بھال سے زیادہ تیر بہ ہدف ہے۔ ۲۱؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص بکثرت یا مُجِیْبُ کا ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کے تمام حاجات کو قبول کروانے کے لئے ۲۰۰ مرتبہ مُجِیْبُ کا ورد کریں۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ سورہ نوح۔ آیت۔ ۲۸۔

۴۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۱۔

۵۔سورہ ہود۔آیت۔۶۱۔

۶۔سورہ الصافات۔آیت۔۷۵۔

۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۶۔

۸۔سورہ المومن۔آیت۔۶۰۔

۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۰۔سورہ المومن۔آیت۔۶۰۔

۱۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۱۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۲۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۲۱۔اصول الکافی۔ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی(متوفی)۔مطبوعہ داراحیاالتراث۔بیروت۔

اَلْوَاسِعُ

وسعت والا

he who has limitless capacity and abundance.

اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔(البقرہ۔۱۱۵)

ترجمہ۔ بے شک اللہ واسع (وسعت) اور علم والا ہے۔

وَاسِعٌ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے، یہ عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر (۱۳۷ اور عدد ۲) ہے۔

وَاسِعٌ۔(و۔س۔ع) سے مشتق ہے۔

وَاسِعٌ۔کے لغوی معنی وسعت اور قدرت کے ہیں۔ ۱؎

وَاسِعٌ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۹) مرتبہ آیا ہے۔

وسع۔یسع۔سعۃ۔کے معانی قدرت، طاقت اور مکمل خودمختاری کے ہیں۔

وَاسِعٌ۔وَاسِیعٌ۔کے معانی فراخ اور کشادگی کے ہیں۔

وَاسِعٌ۔کے ایک معانی کشادگی، اور فارغ البالی کے بھی ہیں۔

الوَاسِاعٌ۔سے مراد وہ گھوڑا جو بہت تیز رفتار اور اونچی اڑان اڑتا ہو۔

وَاسِعٌ۔وسعت اور قدرت کی ضد تنگی اور بدحالی کے ہیں۔ ۲؎

الواسعاوَاسِعٌ۔سے مراد استعداد سے بڑھ کر قدرت اور طاقت کا مظاہرہ کرنا۔ ۳؎

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ۔

ترجمہ۔اللہ اپنے بندوں پر اتنا ہی بوجھ ڈالتا ہے جس کو وہ سہنے کی سکت رکھتا ہے۔

المواسِعٌ۔صاحب اختیار اور وسعت والا۔

مفسرین کرام اور علماء کرام نے اسم وَاسِعٌ کی درج ذیل چھ تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔امام خطابی لکھتے ہیں! ذات وَاسِعٌ غنی ہے۔اس کی سخاوت اپنے بندوں اور کل مخلوقات کے لئے کافی ہے۔ ۴؎

۲۔امام حلیمی لکھتے ہیں! ذات وَاسِعٌ کے قدرت میں کل اشیاء کائنات ہیں اور اس کی رحمت نے سب کا احاطہ کر رکھا ہے۔۵؎

۳۔حضرت ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ اس آیت اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیمٌ کی وضاحت میں لکھتے ہیں!

ذات وَاسِعٌ ایسی سخی ذات ہے جو ہر سائل کے ہر سوال کو پورا کرنے کی مکمل استعداد رکھتی ہے۔۶؎

۴۔ابن جریر لکھتے ہیں! ذات وَاسِعٌ اللہ کی سخاوت، فضل و کرم، رحمت اور محبت اس کی مخلوق کے لئے نہایت وسیع ہے۔

۵۔شیخ سعدی لکھتے ہیں! ذات وَاسِعٌ بڑی شان، بزرگی والی ذات پاک ہے جس کی بادشاہت اور اقتدار و اختیار میں کل کائنات ہے وہ نہایت فضل والا اور سخی ہے۔۷؎

۶۔امام قرطبی لکھتے ہیں! ذات وَاسِعٌ وہ ذات کریم و رحیم ہے جو اپنے بندوں پر دین کے معاملے میں بھی آسانی کو پسند فرماتا ہے یعنی بندے جس چیز کی طاقت نہیں رکھتے یا انھیں عبادات میں مشکلات درپیش ہیں تو اللہ ان کے لئے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔۸؎

اسم وَاسِعٌ کا نظام کائنات میں کردار:

کائنات میں اسم وَاسِعٌ کی ہر جگہ اور مقام پر نفوذ پذیری قائم و دائم ہے۔ مثلاً!

۱۔اللہ کے عرش اور کرسی کی وسعت:

اللہ کی کرسی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ۔

ترجمہ۔اس کی کرسی زمین اور آسمان پر پھیلی ہوئی ہے۔۹؎

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کرسی کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوذرؓ! سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلے میں اس طرح سے ہیں جیسے کسی جنگل میں انگوٹھی کا چھلہ پڑا ہو، اور عرش کی فضیلت کرسی پر اس طرح سے ہے جیسے جنگل کی فضیلت اس انگوٹھی کے چھلے پر ہے۔۱۰؎

ابو مالک روایت کرتے ہیں! کرسی عرش کے نیچے ہے۔۱۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے! اگر سات آسمانوں اور سات زمینوں کو بچھا دیا جائے تب بھی وہ کرسی کے مقابلے میں اس طرح سے ہیں جیسے ایک انگوٹھی کسی وسیع میدان میں ہو۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے! اللہ کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے اور وہ اس طرح سے چرچراتی ہے جیسے نیا پالان سواروں کے بوجھ سے چرچراتا ہے۔۱۲؎

کل کائنات میں صرف اور صرف اللہ کی سلطنت قائم و دائم ہے یعنی سارے آسمانوں اور تمام زمینوں میں اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ ان کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا اس کا علم ہر شے پر محیط ہے اور اس کی قدرت ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ رب عظیم ہے۔

۲۔اللہ کی رحمت کی وسعت:

اللہ کی رحمت، محبت، نعمت، برکت اور بے شمار وسعت کی آ گہی وادراک تو بے بساط بشر کی دسترس سے باہر ہے لیکن پھر بھی اپنی نہایت کم علمی کے سبب وہ کہیں نہ کہیں کسی درجے میں اللہ کی ان نعمتوں کے اظہار کی کوشش تو کرتا ہے مثلاً سائنسدانوں کے مطابق! انسان کی انگلی کی نوک پر اندازاً ۱۰ ارو‌ڑ ایٹمز موجود ہوتے ہیں تاہم پورے جسم میں اس کی تعداد کیا ہوگی؟ یہ فیگرز حیران کن ہیں لیکن ایک انسان کو ایٹمز کی اتنی بڑی تعداد کی درست کارکردگی کے لئے اللہ کی مسلسل رحمت درکار ہے اور اگر یہ مسلسل رحمت لمحے کے ہزارویں حصے میں بھی منقطع ہوجائے تو انسانی جسم کسی خوفناک دھماکے سے پھٹ جائے۔

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَرَحۡمَتِىۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَىۡءٍ ؕ ۔

ترجمہ۔میری رحمت کی وسعت ہر شے کو اپنے اندر سما لیتی ہے۔ ۱۳۱ ؎

خلیہ (Cell) انسانی جسم کی سب سے چھوٹی اکائی ہے تاہم انسانی جسم بے شمار خلیات کا مجموعہ اور مرکب ہے۔سائنسدانوں کے مطابق! ایک اوسط انسان کے جسم میں تقریباً ایک ہزار کھرب یعنی 100 Trillion Cells پائے جاتے ہیں یہ خلیات روز بنتے اور روز ختم ہوجاتے ہیں اور یہ سلسلہ انسان کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک مسلسل جاری رہتا ہے یعنی اگر انسانی خون کی سطح پر دیکھا جائے تو تقریباً دس لاکھ سرخ خلیات ہر سیکنڈ میں جنم لیتے ہیں تاہم ان خلیات کا اپنا ای مضبوط، مربوط، منظم، مستحکم اور متوازن نظام ہے لیکن قابل ذکر اور حیران بات یہ ہے کہ جسم کے ہر خلیے و نا صرف اپنی ذمہ داری کا مکمل احساس ہے بلکہ وہ لمحے کے ہزارویں سیکنڈ میں بھی کسی ادنیٰ سی غلطی کے مرتکب نہیں ہوتے۔

سائنسدانوں کے مطابق! انسانی جسم میں تقریباً ۲۰۰ مختلف اقسام کے خلیات پائے جاتے ہیں جن کی شکل وصورت، حجم اور وزن اور ذمہ داریوں میں فرق پایا جاتا ہے مثلاً اعصابی خلیات کی لمبائی ایک میٹر ہوتی ہے تاہم ان کی شکل وصورت خون کے خلیات سے الگ اور مختلف ہوتی ہے انسانی جسم میں پائے جانے والے تمام خلیات کو لمحے کے ہزارویں حصے میں توانائی درکار ہوتی ہے۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کے جگر کے ایک خلیے کے اندر تقریباً ۵۰۰ مختلف کیمیائی تعاملات (Chemical Reactions) ہوتے ہیں جبکہ کئی قسم کے کیمیائی تعاملات کا ابھی اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکا ہے جو ایک سیکنڈ کے ہزارہویں حصے سے بھی کم وقت میں نہایت منظم انداز سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتی ہیں تاہم جگر میں موجود اربوں خلیات عمر بھر انسان کی زندگی اور صحت کو قائم رکھنے میں مصروف رہتے ہیں خلیات کے مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کے انسانی جسم میں پائے جانے والے بعض خلیات اگر خود بیمار یا زخمی ہوجائیں اور اب ان کی جسم کو ضرورت نہ رہے تو وہ از خود اپنے آپ کو ختم کر لیتے ہیں کیونکہ تادیر انسانی جسم میں ان کی موجودگی انسانوں کے لئے مختلف امراض اور بعض اوقات اموات کا سبب بھی ہوسکتی ہے دوسری جانب انسانی جسم کے صحت مند خلیات بھی ان مردہ خلیات کے ڈھیر وجلد از جلد ضائع کر دیتے ہیں تاکہ انسانی صحت برقرار رہ سکے تاہم اللہ تعالی اپنی بے شمار نعمتوں اور رحمتوں کے

حوالے سے سے خود بنی نوع انسانیت سے سوال کرتے ہیں!

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔

ترجمہ۔اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟۔ ۱۴؎

۳۔زمین وآسمان کی وسعت:

سات زمینیں:

سات زمینوں کے حوالے سے رشادِ خداوندی ہے!

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ۔

ترجمہ۔وہ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور اتنی ہی زمینوں کو پیدا کیا۔ ۱۵؎

علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد الحنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ) لکھتے ہیں! جمہور کا مختار یہ ہے!

یہ سات زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر منطبق ہیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اور زمین کی موٹائی بھی ۵۰۰ سال کی مسافت ہے اور آسمانوں کی مسافت اور ان کی موٹائی بھی اسی طرح ہے اور ہر زمین میں اللہ کی مخلوق رہتی ہے یا فرشتے اور جن رہتے ہیں۔الماوردی نے کہا! اس بناء پر اسلام کی تبلیغ صرف اوپر والی زمین کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے اس وقت ان کے سروں پر سے ایک بادل گزرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا! کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ بادل ہے اور یہ زمین کے کونے ہیں اللہ تعالی اس بادل کو اس قوم کی طرف بھیج رہا ہے جو شکر نہیں کرتی اور نہ ہی اس کو پکارتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! کیا تم جانتے ہو تمھارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ پہلا آسمان ہے یہ محفوظ چھت ہے اور موج مکفوف ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو کے تمھارے درمیان اور اس آسمان کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ صحابہ کرام نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارے درمیان اور اس آسمان کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کے اوپر دو آسمان ہیں اور ان کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے حتی کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آسمانوں کو گنا اور ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! کیا تم جانتے ہو کے اس کے اوپر کیا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا! اس کے اوپر عرش ہے اور اس کے اور آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا! کیا تم جانتے ہو کے تمھارے نیچے کیا ہے؟ تو صحابہ نے کہا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

یہ زمین ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ نے کہا! اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا! اس کے نیچے ایک اور زمین ہے اور ان دو زمینوں کے درمیان ۵۰۰ سالوں کی مسافت ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم کسی شخص کو زمین سے باندھ کر سب سے نچلی زمین تک لٹکا دو تو وہ اللہ پر گرے گا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی!

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۔۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۔۱۷؎

کی تفسیر میں روایت کیا ہے! یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہیں اور نوح کے مثل نوح ہیں اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔۱۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے! آسمان میں معارج (سیڑھیاں) ہیں کیونکہ فرشتے ان پر چڑھتے ہیں اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ۔

ترجمہ۔فرشتے اور جبرائیل اس کی طرف چڑھتے ہیں۔۱۹؎

۴۔رزق کی وسعت:

تمام مخلوقات کو رزق پہنچانے کی ذمہ داری اللہ کی ہے نظام کائنات میں ہر ذی نفس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے جیسے وہ جانتا ہے کے وہ اسے کہاں پہنچایا جائے گا رزق کا سلسلہ تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی شرع ہو جاتا ہے یعنی ایک معمولی اور نا قابل تذکرہ نطفہ ماں کے وجود میں پل کر ایک انسان کا روپ دھارتا ہے پھر دنیا میں آنے کے بعد سے موت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہتا ہے تاہم مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔

ترجمہ۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن نہ سکو گے۔۲۰؎

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے وہ اس کے ٹھہرنے اور اس کے سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے اور یہ سب ایک روشن کتاب میں ہے۔۲۱؎

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔

ترجمہ۔آسمان میں تمھارا رزق ہے۔۲۲؎

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی سب سے بڑا رزق دینے والا اور سب سے زبردست قوت والا ہے۔ ۲۳؎

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! رزق کا دروازہ عرش تک پھیلا اور کھلا ہے اور اسباب معیشت بے حساب ہیں۔ ۲۴؎

۵۔ جنت کی وسعت:

جنت کی وسعت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ کوئی شخص نہیں جانتا کے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا نعمتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ ۲۵؎

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ۱۰۰ درجے ہیں اور اس کے کسی ایک درجے میں تمام جہان سما سکتے ہیں۔ ۲۶؎

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ۱۰۰ درجات ہیں ہر دو درجوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے اور فردوس جنت کا سب سے بلند درجہ ہے اور اسی سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ ۲۷؎

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل جنت کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں سے ۸۰ صفیں اس امت کی ہوں گی جبکہ بقیہ ۴۰ صفیں باقی امتوں کی ہوں گی۔ ۲۸؎

جنت کے سات نام:

۱۔ دارالسلام۔ ۲۔ دارالجلال۔ ۳۔ جنت عدن۔ ۴۔ جنت الماوی۔ ۵۔ جنت الخلد۔ ۶۔ جنت الفردوس۔ ۷۔ جنت النعیم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافروں کی جنت ہے۔ ۲۹؎

حکیم بن معاویہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک پانی کا دریا ہے ایک شھد کا دریا ہے ایک دودھ کا دریا ہے اور ایک شراب کا دریا ہے پھر ان سے اور بھی کئی دریا نکلتے ہیں۔ ۳۰؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سیحان، جیجان، فرات اور نیل جنت کے دریاؤں میں سے ہیں۔ ۳۱؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل جنت میں سب سے کم درجہ اس شخص کا ہوگا جو ایک ہزار سال کی مسافت سے اپنی جنتوں، اپنی بیویوں اپنی نعمتوں، اپنے خادموں اور اپنی باندیوں کو دیکھے گا اور اللہ کے نزدیک اہل جنت میں سب سے زیادہ مکرم شخص وہ ہوگا جو اللہ کے چہرے کا دیدار صبح و شام کرے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔

ترجمہ۔ کے اس دن بعض چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔ ۳۲؎

۶۔ کمزور مخلوق پر عبادات میں وسعت اور آسانیاں:

اللہ تعالیٰ اپنی کمزور مخلوق یعنی انسان کی کوتاہیوں، سستی کاہلی اور ضعف سے بہ خوبی واقف اور آگاہ ہے جب ہی وہ انسانوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے!

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔

ترجمہ۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے وہ تم پر سختی نہیں چاہتا۔ ۳۳

بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ۔

ترجمہ۔ یہ (دیت) کا حکم تمھارے رب کی طرف سے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے اس کی رحمت ہے۔ ۳۴

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔

ترجمہ۔ اللہ چاہتا ہے کے تمھارے بوجھ کو ہلکا کرے اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ ۳۵

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

ترجمہ۔ اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ۳۶

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

ترجمہ۔ ہم کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ ۳۷

بنی نوع انسانیت کی بشری کمزوریوں کے پیش نظر اللہ نے فرض عبادات میں بھی بے آسانیاں رکھ دی ہیں مثلاً!

صلوۃ:

۱۔ بیمار شخص بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز ادا کر سکتا ہے۔

حضرت عمران بن حصینؓ نے بیان کیا، مجھے بواسیر کا مرض لاحق تھا اسی لئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو۔

۲۔ اگر نیند کی وجہ سے نماز کا وقت نکل گیا ہو تو اٹھ کر فوراً اس وقت کی نماز ادا کر لے وہ نماز اسی وقت میں ادا سمجھی جائے گی کیونکہ نیند ایک ایسی کیفیت ہے جس پر انسان کو اختیار نہیں ایک خاتون نے اپنے شوہر کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے ہوئے کہا! میرے شوہر فجر کی نماز وقت پر ادا نہیں کرتے جس پر شوہر نے یہ عذر پیش کیا کے دیر تک سونا میرا خاندانی عیب ہے اور میں چاہتے ہوئے بھی اپنی اس کمزوری سے جان نہیں چھڑا سکا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اچھا جب آنکھ کھلے تو نماز ادا کر لیا کرو۔ ۳۸

۳۔ مسافر سفر میں چار فرض کے بجائے دو فرض ادا کر سکتا ہے۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ۔

ترجمہ۔ جب تم ملک میں سفر کرو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم نماز میں سے کچھ کم کر دو یعنی (چار رکعت کے بجائے دو رکعت)۔ ۳۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تم پر حضر میں چار رکعتیں، سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت فرض فرمائی۔ ۴۰؎

سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا! (قصر) صدقہ ہے یعنی یہ اللہ نے تم پر صدقہ کیا ہے لہٰذا تم اس صدقہ کو قبول کر لو۔ ۴۱؎

۴۔ پیدل، سواری پر بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے یا دوران ڈیوٹی یا دوران ٹریننگ یا پر خطر لمحات میں کھڑے، بیٹھے یا چلتے ہوئے بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ فَرِجَالًا اَوۡ رُكۡبَانًا‌ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنۡتُمۡ ۔

ترجمہ۔ اگر خطرے کا موقع ہو تو پیدل یا سواری پر جس طرح سے چاہو نماز ادا کر سکتے ہو۔ ۴۲؎

۵۔ دو نمازیں ملا کر بھی پڑھی جاسکتی ہے مثلاً جنگ، خطرے یا بے حد مصروفیت کے موقع پر دو نمازوں کو ملا کر پڑھ سکتے ہیں جیسے حج کے موقع پر عازمین حج میدان عرفات میں مسجد نمرہ میں ظہر، عصر جبکہ مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھتے ہیں۔ غزوہ احزاب میں جہاد کی مصروفیت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دیگر صحابہ کرام نے عصر اور مغرب کی نمازوں کو ملا کر ادا کیا تھا۔ ۴۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سفر کے دوران مغرب اور عشاء اور ظہر و عصر کی نمازوں کو جمع فرمالیا کرتے تھے۔ ۴۴؎

۶۔ عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد نماز وتر پڑھنا افضل ہے لیکن اگر تھکن یا نیند کا غلبہ زیادہ ہو اور اٹھنا مشکل ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ! تم میں سے جس کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری پہر نہ اٹھ سکے گا تو اسے چاہئے وہ سونے سے قبل اپنی وتر کی نماز ادا کرلے لیکن اگر وہ یہ سمجھتا ہے کے وہ اٹھ جائے گا تو پھر اسے نماز وتر رات کے آخری حصے میں ہی ادا کرنی چاہئے کیونکہ آخری شب کی قراءت اللہ کے روبرو ہوتی ہے اور وہی افضل ہے۔ ۴۵؎

تیمم:

وضو یا غسل کے لئے اگر پانی دستیاب نہیں ہے تو پاک مٹی سے بھی تیمم کر کے نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡـكَعۡبَيۡنِ‌ ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا‌ ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ‌ ؕ مَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰـكِنۡ يُّرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۔

ترجمہ۔ اگر تم ناپاک ہو تو خوب پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا مسافر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مقاربت کی ہو اور پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد یعنی (تیمم) کرو بس اس سے اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں پر مسح کرو اللہ تم پر تنگی

کرنا نہیں چاہتا لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کرے تا کہ تم شکر گزار بنو۔۴۶؎

عمران بن حسین خزاعیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا! ایک شخص الگ کھڑا ہوا ہے وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم نماز کیوں نہیں پڑھ رہے؟ تو اس نے جواب دیا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے غسل کی حاجت ہے جبکہ پانی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پاک مٹی سے تیمم کر لو تمھارے لئے یہی کافی ہے۔۴۷؎

روزہ:

۱۔اگر کوئی بیمار ہے یا مسافر ہے تو وہ بعد میں روزے کی گنتی مکمل کر سکتا ہے۔

۲۔بھول کے کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

۳۔جن لوگوں پر روزہ دشوار یا مشکل ہے یعنی وہ بیمار، کمزور یا ضعیف ہیں تو وہ روزے کا فدیہ دے دیں تاہم ایک روزے کا فدیہ کسی ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ‌ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ‌ؕ وَعَلَى الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ ‌ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ‌ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ۔گنتی کے چند روز، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر لے، اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا، پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے، اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔۴۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔۴۹؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے تمھارے لئے جو رخصت دی ہے اس رخصت پر عمل کرنا تم پر واجب ہے۔۵۰؎

زکوۃ:

۱۔زکوۃ مسلمان، مرد وعورت، عاقل، بالغ، آزاد اور صاحب نصاب پر سال کے مکمل ہونے پر فرض ہے لیکن اگر وہ یکمشت زکوۃ نہیں نکال سکتا ہے تو اپنی آسانی سے تھوڑی تھوڑی کر کے بھی زکوۃ نکال سکتا ہے۔

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تمھارا بہترین دینی عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو۔۵۱؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایک شخص فیصلہ کرنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا۔۵۲؎

حج:

۱۔حج بھی عاقل، بالغ، صاحب حیثیت، مسلمان مرد وعورت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے لیکن اگر کوئی بیمار ہے اور وہاں تک کا سفر

طے نہیں کر سکتا ہے تو شریعت اس کی یہ معذوری قبول کرتی ہے اسی طرح سے خواتین کے ساتھ اگر محرم نہیں ہے تو ایسی خواتین بھی شرعی معذور تصور کی جائیں گی۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔

ترجمہ۔اللہ کے لئے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج فرض ہے جو اس تک راہ طے کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ ۵۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کیا یا ان کا کوئی قرض ادا کیا تو وہ قیامت کے دن ابرار یعنی (نیکی کرنے والوں) کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ ۵۴؎

۷۔علم کی وسعت:

علماء، صوفیاء اور اہل کشف کے مطابق! دنیا میں موجود علوم کی تعداد ۸۱،۰۰۰ (اکیاسی ہزار) ہیں۔ ۵۵؎

علوم کی وسعتوں کا اندازہ لگانا اس لئے بھی ناممکن ہے کیونکہ کسی بھی علم کی بے شمار شاخیں ہیں پھر ان شاخوں کی بھی بے شمار شاخیں ہیں تاہم قرآن کریم میں اللہ تعالی نے تمام کائناتی علوم بیان فرمادئے ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۔

ترجمہ۔ہم نے ان کو قرآن پہنچایا اور علم کی ہر تفصیل بھی اس میں موجود ہے یہ اہل ایمان کے حق میں ہدایت اور رحمت ہے۔ ۵۶؎

وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ۔

ترجمہ۔قسم ہے قلم کی اور اہل قلم کی۔ ۵۷؎

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ۔

ترجمہ۔یہ قرآن عظیم ہے جو لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے۔ ۵۸؎

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ۔

ترجمہ۔وہ جس کو چاہتا ہے علم وحکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی اس کو بڑی نعمت ملی۔ ۵۹؎

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔

ترجمہ۔اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ ۶۰؎

وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۚ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمِنْ هَٰؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ۔

ترجمہ۔اسی طرح ہم نے تیری طرف کتاب نازل کی ہے، پھر جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ تو اس پر ایمان لائے ہیں، اور ان میں سے بھی کچھ لوگ اس پر ایمان لائے ہیں، اور ہماری آیتوں کا کافر ہی انکار کیا کرتے ہیں۔ ۶۱؎

اگرچہ انسانوں کی رسائی کچھ علوم تک تو ہوئی ہے لیکن بے شمار علوم اب بھی نامعلوم ہیں۔

علم سے مراد ترسیل معلومات ہرگز نہیں بلکہ علم سے مراد وہ عقل وشعور ہے جو عبد کو اس کے معبود کی جانب متوجہ کر دے۔
اہل علم حضرات کے مطابق ! بحر انوار القاء سے ۱۱۸ نہریں نکلتی ہیں یہ سب کی سب علوم کی نہریں ہیں ان میں سے چار نہروں کا تعلق عالم الغیب الشہود سے ہے ان چاروں نہروں کا براہ راست تعلق اللہ تعالی سے ہے جبکہ بقیہ ۱۱۴ نہریں دیگر علوم سے متعلق ہیں جیسا کے ہم سب یہ جانتے ہیں کے حروف مقطعات کی تعداد ۱۴ ہے جن سے ۲۹ سورتوں کا آغاز ہوا تا ہم حضرت آدم علیہ السلام کو جو علوم اسماء سیکھائے گئے ان علوم کا تعلق ان ہی حروف مقطعات سے ہے۔ ۶۲؎ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

ترجمہ۔(اللہ) حاضر اور غائب ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہ زبردست اور دانا ہے۔ ۶۳؎

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔

ترجمہ۔ وہ ہر شے کو جانتا ہے۔ ۶۴؎

وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ۔

ترجمہ۔ بے شک وہ ہر مخلوق کو جانتا ہے۔ ۶۵؎

وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔

ترجمہ۔ اللہ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔ ۶۶؎

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

ترجمہ۔ تمہارا معبود وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے علم میں سب چیز سما گئی ہے۔ ۶۷؎

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ ہم ہر شے کو جانتے ہیں۔ ۶۸؎

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔ جان لو کے اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔ ۶۹؎

۸۔ وسعت اور مغفرت:

اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے وہ ان کے تمام لغزشوں اور گناہوں کو مٹاتا رہتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ۔

ترجمہ۔ تیرے رب کا دامن مغفرت نہایت وسیع ہے۔ ۷۰؎

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

ترجمہ۔آپ کہیے! اے میرے بندوں! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ بے شک وہی بے حد مغفرت کرنے والا ہے اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ ۷۱؎

حضرت ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والے توبہ کریں اور دن میں اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والے توبہ کریں (وہ یونہی کرتا رہے گا) حتیٰ کے سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ ۷۲؎

جب یہ آیت (وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰٓ) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔ ۷۳؎

جس اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰٓ۔

ترجمہ۔اے محمدؐ! ہم عنقریب آپ کو راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔ ۷۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو گمشدہ سواری کے مل جانے سے جتنی خوشی ہوتی ہے اللہ کو تمھاری توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ ۷۵؎

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک میں ضرور اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اس شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا، اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے دور رکھو پھر اس سے کہا جائے گا کے تو نے فلاں فلاں دن یہ کام کیے تھے؟ وہ کہے گا ہاں! اور اس کا انکار نہیں کر سکے گا اور اس بات سے ڈر رہا ہوگا کے کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دئے جائیں پھر اس سے کہا جائے گا کے تمھارے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے تب وہ شخص یہ کہے گا! اے میرے رب! میں نے تو اور بھی بہت سارے کام کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا پھر میں نے دیکھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہنسے حتیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جہنم پر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب وہ خزاں رسیدہ پتے کی مانند ہو جائے گی اور اس کے تمام دروازے کھل جائیں گے اور اس میں کوئی بھی نہ ہوگا۔ ۷۶؎

ارشاداتِ خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۔ ۷۷؎ ترجمہ بے اللہ وسعت اور علم والا ہے۔

واللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۔ ۷۸؎ ترجمہ بے شک اللہ وسعت اور جاننے والا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيۡمًا ۔ ۷۹؎ ترجمہ اللہ اپنی وسیع قدرت سے ہر ایک دوسرے کو محتاجی سے بے نیاز کر دے گا۔

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الۡمَغۡفِرَةِ ۔ ۸۰؎ ترجمہ تیرے رب کا دامن مغفرت نہایت وسیع ہے۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ۔ ۔۸۱ ؎ ترجمہ میری رحمت کی وسعت ہر شے کو اپنے اندر سما لیتی ہے۔

وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ ۸۲ ؎ ترجمہ میرے رب کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ۔ ۸۳ ؎ ترجمہ اللہ کی کرسی زمین اور آسمان میں پھیلی ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وضو کے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اللھم اغفر لی ذنبی ووسع لی فی داری وبارك لی فیما رزقتنی۔ ۸۴ ؎۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! اےعلیؓ کیا میں تمھیں ۵،۰۰۰ بکریاں دوں یا پھر ایسے کلمات سیکھا دوں جن سے تمھیں دین و دنیا میں بھلائیاں حاصل ہوں؟ میں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵،۰۰۰ بکریاں تو بہت ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو وہ کلمات سیکھا دیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا! اس طرح سے دعا مانگ لیا کرو۔

اللھم اغفر لی ذنبی ووسع لی خلقی وطیب لی کسبی قنعنی بما رزقنی ولا تذھب قلبی الی شیء صرفة عنی۔ ۸۵ ؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص بکثرت یَاوَاسِعُ کا ورد کرتا ہے اللہ تعالی اس کو غنی کر دیتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔دار الشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۴۔شان الدعاء۔لابی سلیمان حمد بن محمد خطابی الحافظ۔ص۔۷۲۔دار المامون التراث.

۵۔الاالمقصد الاسمیٰ۔

۶۔مجاز القرآن۔ج۔۱۔ص۔۵۱۔

۷۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۴۰۲۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۸۔النھج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔الشیخ محمد الحمود النجدی۔ج۔۱۔ص۔۴۰۷۔مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔

۱۰۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔

۱۱۔الدرمنشور۔ج۔۲۔ص۔۱۳۳۔۲۱۳۔مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران۔
۱۲۔الاحادیث المختارہ۔ج۔۱۔ص۔۲۲۸۔مطبوعہ مکتبہ النھضۃ الحسیثۃ مکہ مکرمہ۔۱۴۱۰ھ۔
۱۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۶۔
۱۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۳۔
۱۵۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۶۔(سورہ الحدید۔آیت۔۳)۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۱۸۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۸۹۱۹۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ۔
۱۹۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۔
۲۰۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۴۔سورہ النحل۔آیت۔۱۸۔
۲۱۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔
۲۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۲۔
۲۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۸۔
۲۴۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۷ھ۔
۲۵۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۷۔
۲۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۲۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۳۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۵۔
۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۸۔
۳۵۔سورہ النسا۔آیت۔۲۸۔
۳۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۶۔
۳۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۲۔سورہ المومنون۔آیت۔۶۲۔
۳۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔سورہ النسا۔آیت۔۱۰۱۔

۴۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۴۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۴۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۹۔
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۴۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۴۶۔سورہ المائدہ۔آیت۔۶۔
۴۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۴۔
۴۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۵۱۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۵۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔
۵۴۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ)۔رقم الحدیث۔۲۵۷۴۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۵۵۔فقیر رنگ۔سید سرفراز ائے شاہ۔ص۔۱۲۳۔جہانگیر بکس لاہور۔۲۰۱۱ء۔
۵۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۲۔
۵۷۔سورہ قلم۔آیت۔۱۔
۵۸۔سورہ البروج۔آیت۔۲۱۔۲۲۔
۵۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۹۔
۶۰۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۸۔
۶۱۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۳۔
۶۲۔فقیر رنگ۔سید سرفراز ائے شاہ۔ص۔۲۹۔جہانگیر بکس لاہور۔۲۰۱۱ء۔
۶۳۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۸۔
۶۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۹۔
۶۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۹۔
۶۶۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۶۷۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۹۸۔
۶۸۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۱۔

۶۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۴۔
۷۰۔سورہ النجم۔آیت۔۳۲۔
۷۱۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۷۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۷۳۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۲۰۔ص۔۸۵۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔
۷۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۷۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۶۔سیرۃ النبی۔ج۔۴۔ص۴۰۹۔دارالاشاعت، کراچی۔۱۹۸۵ء۔
۷۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۵۔
۷۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۷۔۲۶۱۔۲۶۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۷۳۔
سورہ المائدہ۔آیت۔۵۴۔سورہ النور۔آیت۔۳۲۔
۷۹۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۰۔
۸۰۔سورہ النجم۔آیت۔۳۲۔
۸۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۶۔
۸۲۔سورہ انعام۔آیت۔۸۰۔
۸۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۸۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۸۵۔کنز العمال۔علامہ علی تقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۶۱۶۳۔مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔

اَلْحَكِيْمُ

بڑی حکمتوں والا

He who has wisdom in all orders and actions.

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۔(یوسف۔ ۸۳)

ترجمہ۔ بے شک وہی جاننے والا اور اَلْحَكِيْمُ (حکمت والا) ہے۔

اَلْحَكِيْمُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۷۸ اور عدد ۷) ہے۔

اَلْحَكِيْمُ ۔(ح۔ک۔م) سے مشتق ہے۔ا۔

اَلْحِكْمَة ۔ کے معنی فیصلے میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا یعنی فریقین اور معاملے کی حدود وقیود کا تعین کرتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کرنا۔

اسی اعتبار سے اَلْحَكِيْمُ اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو حکمت اور دانش کے ساتھ ہر چیز کو بالکل درست انداز سے اس کے اصل مقام پر تناسب اور توازن کے ساتھ رکھ دے یا قائم کردے یعنی نہایت بہترین انداز سے معاملات کو سرانجام دینا۔

ابن فارس نے کہا! حکمت کو حکمت اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ وہ جہالت اور نادانی کی باتوں کو روکے۔

اَلْحَكَمُ ۔ کے ایک معنی کسی چیز کا کسی مقام پر جم جانا، رک جانا اور مستحکم ہوجانا ہے اسی وجہ سے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شے کا ایک مقام متعین کر کے اس کو اس کی قائم کردہ حدود میں روکے رکھتی ہے اور اس کو آگے بڑھنے نہیں دیتی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۔

ترجمہ۔(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حکیم وعلیم ہستی کی جانب سے پا رہے ہیں۔ ۲۔

تمام اختلافی امور میں درست فیصلے کو بھی حکیم کہا جاتا ہے اسی اعتبار سے اللہ ایک اسم اَلْحَكِيْمُ ہے کیونکہ وہ کائنات کو درست اور ٹھیک راستے پر چلاتا ہے قرآن کریم کو قرآن حکیم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی آیات حکمت اور معرفت سے لبریز ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۔ ۳؎ ترجمہ۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔

تِلْكَ اٰيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيْمِ ۔ ۴؎ ترجمہ۔ یہ حکمت والے قرآن کی آیات ہیں۔

تِلْكَ اٰيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيْمِ ۔ ۵؎ ترجمہ۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔

اسم الْحَكِيْمُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الْحَكِيْمُ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں جاری ہے کائنات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے یہاں کوئی شے بھی حکمت اور معرفت سے خالی نہیں اگر اشیاء کائنات پر تفکر اور تدبر کیا جائے تو ہر شے حیران کن اور عقل کو خیرہ کر دینے کے لئے کافی ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے کے اگر میں ایک تنکے پر تفکر کروں تو مجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسی قول پر اگر تفکر کر لیا جائے تو انسان کو اپنی کم مائے گی اور کم عقلی کا بھرپور ادراک حاصل ہو جائے گا مثلاً۔

۱۔ اس تنکے کا گزشتہ خاندان اور آباؤ اجداد کون تھے؟

۲۔ اس کا وقت پیدائش؟

۳۔ اس کی غذا اور اس غذا کا اس تک پہنچنے کے انتظامات؟

۴۔ اس کی تسبیحات کیا ہیں؟

۵۔ وہ کس طرح سے اللہ کی حمد وثناء، عبادات اور صبح وشام اللہ کو کس طرح سے سجدہ کرتا ہے؟

۶۔ اس کی تقدیر کیا ہے؟

۷۔ اس تنکے میں اللہ نے کیا کیا شفایابی کی صلاحیتیں پوشیدہ رکھی ہیں؟

۸۔ اس تنکے کی موت کس طرح سے واقع ہوگی؟

۹۔ وہ تنکا کیا کسی انسان یا جانور کی غذا بنے گا یا پھر مٹی میں ہی مل جائے گا؟

۱۰۔ اس کی آل اولاد کون ہیں اور کتنی ہیں؟

۱۱۔ آج سے ہزار سال کے بعد وہ اس دنیا میں کس حال میں ہوگا؟

۱۲۔ قیامت سے قبل وہ دنیا کے کس حصے اور مقام میں کس حالت میں ہوگا؟

الغرض کے بے شمار سوالات ہیں جو کہ تشنہ جواب ہیں یہ بات تو صرف ایک تنکے کی ہے لیکن ابھی پوری کائنات اور اس میں موجود مخلوقات باقی ہیں اللہ رب العزت کے علم میں اس کی کل مخلوقات، ان کی موت وحیات، ان کی تسبیحات وعبادات، ان کی اچھی بری تقدیر اور ان میں موجود خیر وشر کی صفات ہیں۔

كِتَابٌ اُحْكِمَتْ اٰيَاتُه ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۔

ترجمہ۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کی آیتیں حکیم خبردار کی طرف سے مستحکم کردی گئی ہیں پھر مفصل بیان کی گئی ہیں۔ ۶؎

یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں کائنات اور اشیاء کائنات کی بالکل درست ترتیب، تناسب اور توازن موجود ہے اور ایک مکمل قانون اور وحی کردہ ضابطہ کے تحت کل مخلوقات اور اشیاء ان پر مسلسل عمل پیرا ہیں اللہ تعالیٰ نے نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کے ذریعے بنی نوع انسانیت پر علم و حکمت کے دروازے کھولے تاکہ انسان فلاح اور ہدایت حاصل کر سکے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔

ترجمہ۔(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔۷؎

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔

ترجمہ۔ہم نے تمھیں سات ایسی آیات دے رکھی ہیں جو بار بار دہرائے جانے کے لائق ہیں اور تمھیں قرآن عظیم عطا یا ہے۔۸؎

۱۔طوال۔۔۔۔جو پہلی سات سورتیں ہیں انھیں طوال کہا جاتا ہے یعنی لمبی سورتیں جن میں شامل

(۱۔البقرہ۔۲۔آل عمران۔۳۔النساء۔۴۔المائدہ۔۵۔انعام۔۶۔اعراف۔۷۔انفال و توبہ)۔

۲۔مئین۔۔۔۔۔یہ وہ سورتیں ہیں جن میں ۱۰۰ سے زائد آیات ہیں۔

۳۔مثانی۔۔۔۔۔یہ وہ سورتیں ہیں جن میں ۱۰۰ سے کم آیات آتی ہیں۔

۴۔مفصل۔۔۔۔یہ وہ سورتیں ہیں جو کہ سورہ الحجرات کے بعد آخر تک جتنی بھی ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں عطا کی گئی ہیں مئین مجھے زبور کے مقابلے میں عطا کی گئی ہے اور انجیل کی جگہ مجھے مثانی عطا کی گئی ہیں جبکہ مفصل سورتیں مجھے بطور فضیلت اضافی طور پر دی گئی ہیں۔۹؎

ارشادات خداوندی:

إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔۱۰؎ ترجمہ۔بے شک وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔۱۱؎ ترجمہ۔بے شک تو ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔۱۲؎ ترجمہ۔اور وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔۱۳؎ ترجمہ۔اللہ جاننے والا اور حمت والا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔۱۴؎ ترجمہ۔بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔۱۵؎ ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ۔۱۶؎ ترجمہ۔بے شک تیرا رب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ۔۱۷؎ ترجمہ۔بے شک وہی حکمت والا اور جاننے والا ہے۔

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ۔۱۸؎ ترجمہ۔وہی حکمت والا اور جاننے والا ہے۔

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۔۔١٩ے

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جا رہا ہے۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۔

ترجمہ۔(اللہ) جس کو چاہتا ہے سمجھ دے دیتا ہے، اور جسے سمجھ دی گئی تو اسے بڑی خوبی ملی، اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔٢٠ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے تاہم مومن کو علم وحکمت جہاں سے بھی ملے وہ اسے حاصل کر لے کیونکہ وہ اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔٢١ے

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! علم تو حاکم ہے جبکہ مال محکوم ہے۔

علم ایسی سلطنت ہے جو اسے پا جاتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کرتا ہے اور جو اس سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کا نشانہ بن جاتا ہے۔

جب انسان کا علم بڑھ جاتا ہے تو اس کا اپنے رب سے ادب ولحاظ اور خوف بھی بڑھ جاتا ہے۔٢٢ے

روحانی وظیفہ:

جو شخص بکثرت یَاحَكِيمُ کا ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو علم وحکمت سے نوازتا ہے۔

اگر کسی شخص کا کوئی کام پورا نہ ہوتا ہو تو اسے چاہئے کے وہ یَاحَكِيمُ کا ورد کثرت سے کرے۔

اللہ تعالیٰ اس کا وہ کام پورا کر دیں گے۔

حوالہ کتب:

١۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ١۴٠۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔١٩٩٨ء۔

٢۔سورہ النمل۔آیت۔٦۔

٣۔سورہ یٰسین۔آیت۔٢۔

۴۔سورہ یونس۔آیت۔١۔

۵۔سورہ لقمان۔آیت۔٢۔

٦۔سورہ ہود۔آیت۔١۔

٧۔سورہ البقرہ۔آیت۔١۵١۔

۸۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۷۔
۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۰۔سورہ یوسف۔آیت۔۸۳۔
۱۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۲۔
۱۲۔سورہ تحریم۔آیت۔۲۔
۱۳۔سورہ النسا۔۲۶۔
۱۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۸۔
۱۵۔سورہ یوسف۔آیت۔۶۔
۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۸۳۔
۱۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۹۔
۱۸۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۴۔
۱۹۔سورہ النمل۔آیت۔۶۔
۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۹۔
۲۱۔مفہوم حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۲۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْوَدُوْدُ

بڑا محبت کرنے والا

He who loves those who do good and bestows on them. His compassion. He who is the only one who should be loved and whose friendship is to be earned.

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۔(البروج۔ ۱۴)

ترجمہ۔اللہ بخشنے والا اور اَلْوَدُوْدُ (محبت) کرنے والا ہے۔

اَلْوَدُوْدُ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا نمبر(۲۰اور عدد ۲) ہے۔

اَلْوَدُوْدُ۔(و۔د۔د) سے مشتق ہے۔۱؎

اَلْوَدُوْدُ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے۔

اَلْوَدُ۔اَلْوَدُوْدُ سے مراد دوستی اور محبت کے ہیں۔

اَلْوَدُ۔سے مراد کسی چیز سے محبت کرنا اور اس کا ہو جانا۔۲؎

اَلْمَوَدَۃ۔محبت کو کہتے ہیں۔

یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ۔۳؎

ترجمہ۔ان میں سے ہر ایک کی یہی تمنا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔۴؎

ترجمہ۔یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اعمال صالحا کئے۔عنقریب رحمن ان کے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا۔

اَلْوَدُوْدُ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معانی ہیں اللہ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرنے والا ہے۔

عربی زبان میں محبت کے لئے حب کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

اسم اَلْوَدُوْدُ کا نظام کائنات میں کردار:

نظام کائنات میں اسم اَلْوَدُوْدُ کی نفوذ پذیری ہر جگہ موجود ہے اللہ تعالی بذات خود اپنی کل مخلوقات سے بے حد محبت فرماتے ہیں۔
روایت ہے کے مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔اور اللہ اپنے کنبے سے بے حد محبت کرتا ہے۔ ۵؎

حب ذات باری تعالی کی ایک ایسی صفت ہے جو روح کو ذات کی جانب متواتر اور مسلسل کھینچتی ہے، محبت کی معرفت لامحدود ہے جبکہ لامحدودیت صفت باری تعالی بھی ہے۔روح کے اندر ذات کی اسی کشش کے ادراک اور احساس کا نام محبت ہے جو اس کائنات کی سب سے بڑی اور اٹل حقیقت ہے جیسے بجا طور پر روح کائنات بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ کائنات کی رگ و پے میں مسلسل جاری وساری ہے یہاں کی ساری کاری گری و حرکات و سکنات و عوامل اسی کے مرہون منت ہیں یہ ایک عطیہ خداوندی اور نعمت ازلی ہے کیونکہ یہی اصل زندگی ہے اس قوی جذبے سے انسان کا تعلق روز الست سے قائم اور استوار ہے کے جب خالق کائنات نے بنی نوع انسان کو پکارا اور کہا الست بربکم جواب میں تمام انسانوں نے بیک وقت کہا قالو بلی تو دراصل تعارف، عرفان ذات، آگہی، پہچان یا معرفت کی ابتداء تو اسی دن سے ہی ہو گئی۔

بقول ابو محمد روسیم! معرفت کو اللہ تعالی نے سب سے پہلے تمام انسانوں پر فرض کیا۔حدیث قدسی ہے کے میں چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے یہ چاہا کے میں پہچانا جاؤں تو میں نے انسان کو پیدا کیا۔ یہ پہچان اور معرفت دراصل جذبہ محبت ہی ہے جو خالق اپنی مخلوق سے کرتے ہیں محبت اللہ کی صفت ہے تاہم زبان و قلم دونوں ہی اللہ کی تعریف سے عاجز و قاصر ہیں عقل سے بھی اس کی تشریح ممکن نہیں کیونکہ محبت کی تعریف صرف اور صرف محبت ہی بیان کر سکتی ہے۔جیسے چاند کی دلیل خود چاند ہے عربی زبان میں محبت اور عشق کے لئے لفظ 'حب' کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ابن فارس نے کہا کے 'الحب' اور 'المحبۃ' کے معنی کسی کو لازم پکڑنے کے ہیں اس مادہ کے بنیادی معنی لزوم اور ثبات کے ہیں یعنی کسی شے کو لازمی پکڑ لینا اور مستحکم طور پر رہنا۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں! محبت کے معنی اس چیز کو چاہنا جیسے اچھا اور مفید پایا جائے اس کے تین پہلو ہیں۔

۱۔جنس مخالف یعنی مرد اور عورت کی محبت۔

۲۔مفید اور نفع بخش مادی اشیاء اور چیزوں کو چاہنا۔

۳۔فضل و شرف یعنی معنوی امور سے محبت رکھنا۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں! کبھی محبت کے معنی ارادہ کے بھی کئے جاتے ہیں لیکن محبت میں ارادہ سے زیادہ زور قوت پایا جاتا ہے۔ ۶؎

قرآن کریم میں 'حب' کا لفظ 'کرہ' کے مقابلے میں آیا ہے جہاں اس کے معنی پسندیدگی کے ہیں۔

حب کے معنی کسی چیز پر ثابت قدمی سے جمے رہنا ہے لہٰذا خدا کے ساتھ انسان کی محبت کے معنی انتہائی ثابت قدمی، استقامت اور

خلوص نیت سے احکامات خداوندی کی اطاعت کرنا رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث پاک کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کے بے شک پرہیز گار اللہ سے تعلق جوڑتا ہے جس کے نتیجے میں خدا اسے اپنا بنالیتا ہے جو شخص اللہ کی جانب ایک بالشت آگے بڑھتا ہے تو خدا اس کی جانب ایک بازو (نیزہ) آگے بڑھتا ہے اللہ کی رحمتیں اور مہربانیاں ہمہ وقت اس کی مخلوق پر آسمان سے برس رہی ہیں لیکن ان مہربانیوں سے وہی لوگ محروم ہیں جن کے دل گناہ گار ہیں اگر انسانی قلوب پر شیاطین کا بسیرا نہ ہوتا تو انسان آسمانی بادشاہت کی نشانیاں ضرور بہ ضرور دیکھ لیتا چنانچہ انسان کی فضیلت رحمانی صفات وکمالات میں پوشیدہ ہیں جبکہ یہی اس کی تکمیل بھی ہے جس کے سبب وہ خدا کے یہاں مستحق اکرام ٹھہرتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا جن کو اللہ چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں، مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کافروں پر زبردست، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے، اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔۷؎

جب انسان قوانین الٰہی کا خلوص دل سے پابند ہو جاتا ہے تو قرآن کریم کی رو سے رب کائنات اور انسان کے باہمی تعلقات میں محبت، رفاقت، استواری اور استحکام پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ اپنے ایسے بندوں کا خود ولی و کارساز بن جاتا ہے جبکہ دوسری جانب جب انسان حکم الٰہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور بغیر کسی حجت کے تمام احکامات کو بروئے کار لاتا ہے تو وہ خود بھی اللہ کا ولی یعنی دوست بن جاتا ہے قرآن کریم میں ان کیفیات کا جابجا متعدد آیات میں اظہار کیا گیا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

ترجمہ۔اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔۸؎

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔

ترجمہ۔اور جو اللہ کے دوست ہیں اور جو ایمان لائے اور جنھوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں دنیا اور آخرت دونوں ہی زندگیوں میں ان کے لئے بشارت ہی بشارت ہے اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔۹؎

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالی نے واضح الفاظ میں فرمادیا کے ایمان لانے والے اور تقوی اختیار کرنے والے اللہ کے دوست یعنی ولی ہیں لہٰذا یہ حجت تو یہیں تمام ہوئی جو ہمارے یہاں عام طور پر اولیاء اللہ کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے کہ وہ کوئی مخصوص گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد ہوتے ہیں جبکہ قرآن کریم نے یہ واضح کردیا کے ہر مومن ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہوتا ہے جیسے دنیا اور

آخرت کی بے شمار کرم نوازیوں، کامیابیوں، کامرانیوں اور نعمتوں سے نوازا جائے گا ایسے افراد کے لئے اللہ تعالیٰ نے حزب اللہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے، اور وہ انہیں جنت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے، یہی حزب اللہ ہے، بے شک حزب اللہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔ ۱۰؎

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ ھ) لکھتے ہیں! ابن عرفہ کہتے ہیں! اہل عرب کے نزدیک کسی شے کے ارادہ اور اس کے قصد کو محبت کہتے ہیں۔ سہل نے کہا! اللہ سے محبت کی علامت قرآن کریم سے محبت ہے اور قرآن کریم سے محبت کی علامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی علامت سنت سے محبت کرنا ہے اور ان سب سے محبت کا مطلب آخرت سے محبت ہے۔ ۱۱؎

محبت مجازی سے متعلق ارشاد خداوندی:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔

اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھاری ہی جنس سے تمھاری بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کر سکو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ ۱۲؎

مندرجہ بالا آیت میں لفظ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا استعمال کیا گیا ہے ان دونوں الفاظ کے باہمی معانی لغات القران میں انسان کی ذات، اس کی شخصیت یا اس کے وجود سے اس کے جوڑے کی تکمیل، قرار یا وجود پانے سے ہے جبکہ عربی زبان میں 'زوج' کی جمع ازواج ہے جس کے معنی دو چیزوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مطابق اور مقابل ہونا جس کی مثال کائنات میں موجود ہر نوع، قسم اور صنف یعنی (Species) میں پائی جاتی ہے جس طرح سے دن اور رات کو 'زوجان' کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی زوج ہے مزید براں اس کے کثیر معانی میں ساتھی، شوہر، بیوی، دوست، ہم مشرب، باہمی رفیق کے بھی ہیں جو آپس میں ایک

دوسرے کے ہم رنگ اور ہم آہنگ بھی ہوں عام طور پر ازواج سے مراد شوہر اور بیوی کے لئے جاتے ہیں جن میں سے ہر ایک سے دوسرے کی تکمیل ہوتی ہے جبکہ اس رشتے کی گہرائی کو سمجھ لینے کے لئے اتنا کافی ہے کے قرآن کریم میں ایک مقام پر 'تزوجہ النوم' (یعنی نیند کا آنکھوں میں گھل مل جانا) کی اصطلاح استعمال کیا جانا جبکہ ایک اور مقام پر اللہ تعالی فرماتے ہیں!

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔

ترجمہ۔اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں، اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو، بے شک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔[۱۳]

مندرجہ بالا آیت میں پہلے انسان (آدم) کے وجود سے دوسرے انسان (حوا) کی پیدائش اور پھر آگے چل کر ان دونوں کے ازدواجی تعلق کی بات کی گئی ہے تلمود میں بتایا گیا کے حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تنہائی محسوس کرتے تھے ایک دن جب وہ گہری نیند سو گئے تو ان کی دائیں جانب کی تیرہویں پسلی سے حضرت حوا علیہ السلام کو پیدا کیا گیا لیکن عام مفسرین کے مطابق! قرآن کریم حضرت حوا کی پیدائش کی تفصیلی کیفیت کو بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا کہ! ہم نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔

علماء باطن اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کے قانون قدرت تو یہ ہے کے کائنات کی ہر شے کے دو رخ ہیں۔

۱۔ظاہری رخ۔ ۲۔باطنی رخ۔

لہٰذا انسان بھی دو ظاہری اور باطنی رخوں کا مجموعہ ہے یعنی مرد کے باطنی وجود میں مغلوب متضاد رخ عورت کا ہے جبکہ عورت کے باطنی وجود میں مغلوب متضاد رخ مرد کا پوشیدہ اور مستور ہے اگر آدم کے اندر حوا موجود نہ ہوتیں تو کبھی ظاہر نہ ہوتیں اور اسی طرح سے مریم کے وجود میں اگر عیسیٰ مستور نہ ہوتے تو وہ بھی کبھی ظاہر نہ ہوتے لہٰذا اس کائنات میں اسی قانون یعنی ظاہری اور باطنی متضاد رخوں کی وجہ سے افزائش نسل اور جنسی کشش کا سلسلہ رواں دواں ہے کیونکہ ہر مغلوب رخ کو غالب رخ کی طلب اور جستجو ہے یہاں اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے انسان سمیت کل انواع واصناف کی مخلوقات کو بھی ہر حال میں اپنی تکمیل چاہیے اگرچہ اس موضوع پر ہر دور میں طبع آزمائی کی گئی اسی قانون قدرت کو حکیم جالینیوس اپنے شاگردوں سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کے خوب سمجھ لو کہ جب بھی دو انسان آپس میں ملتے ہیں تو ان میں لازماً کوئی نہ کوئی قدر ضرور مشترک ہوتی ہے جس طرح سے کوئی پرندہ کبھی بھی کسی دوسری جنس کے پرندوں کے غول کے ساتھ نہیں اڑتا ہے پھر حکیم جالینیوس نے مزید کہا کے ایک بار میں نے صحرا میں کوئے اور کلنگ کو بڑی محبت اور شوق سے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے دیکھا جیسے دونوں ایک دوسرے کی جنس کے فرد ہوں؟ میں بہت دیر تک سوچتا رہا کے آخر ان میں کون سی قدر مشترک ہے؟ اور بھلا یہ دونوں ایک ساتھ کیوں کر بیٹھے ہیں؟ میں حیرت میں گم یہ سوچتا ہوا جب ان کے نزدیک

پہنچا تو میں نے یہ دیکھا کے دونوں ہی پرندے لنگڑے تھے۔

ارشادات خداوندی:

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ۔ ۱۴؎ ترجمہ۔اللہ بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔

وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ۔نیکی کرو اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ۱۵؎

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ۱۶؎

فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ متقین یعنی (پرہیزگاروں) سے محبت کرتا ہے۔ ۱۷؎

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ۔

ترجمہ۔اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ۱۸؎

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ۱۹؎

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ۲۰؎

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں۔ ۲۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ فرماتے ہیں! جو میری ذات سے محبت کرنے والے ہیں ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے جس کی تحسین انبیاء اور اولیاء بھی کریں گے۔ ۲۲؎

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر تمام لوگ اس پر عمل کریں تو وہ آیت انھیں کافی ہوگی صحابہ کرام نے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کون سی آیت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہے۔ ۲۳؎

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص سب سے منقطع ہو کر اللہ کی جانب متوجہ ہو اللہ اس کی ہر مہم میں اس کے لئے کافی ہے اور اس کو وہاں سے رزق دے گا کے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوگا اور جو شخص سب سے منقطع

ہو کر دنیا کی طرف متوجہ ہوگا، اللہ اس کو دنیا کے سپرد کر دے گا۔ ۲۴؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ سے محبت و دوستی کرنا رشتہ داری کے اتحاد سے زیادہ مضبوط تر ہے۔

محبت لوگوں کی روح کے درمیان الفت برقرار کرنے کے لئے دلوں کو ایک دوسرے سے نزدیک کرتی ہے۔

محبت کے بارے میں زبان بتا دیتی ہے اور اس کا پتا مشاہدہ کے ذریعے ہو جاتا ہے۔

جو دوستی اور محبت کی ابتداء کرتا ہے وہ احسان کرتا ہے۔

جب محبت مستحکم ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے کی پشت پناہی کرنا واجب ہو جاتی ہے۔

تنگ دستی اور اور مصیبت کے وقت محبت کا حسن ظاہر ہوتا ہے۔ ۲۵؎

روحانی وظیفہ:

زوجین کے درمیان محبت کے لئے اسم اَلْوَدُوْدُ کو ۱۰۰۰ مرتبہ پڑھ کر کھانے پر دم کر کے کھانے سے آپ کی محبت بڑھتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ المفردات بالفاظ القرآن۔ علامہ راغب اصفہانی (متوفی ۔)۔ دار الشامیہ بیروت لبنان۔ ۱۴۱۶ھ۔

۳۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۹۶۔

۴۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۹۶۔

۵۔ مفہوم حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۶۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ ص۔ ۴۶۴۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔

۷۔ سورہ المائدہ۔ آیت۔ ۵۳۔

۸۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۵۷۔

۹۔ سورہ یونس۔ آیت۔ ۶۳۔ ۶۴۔

۱۰۔ سورہ المجادلہ۔ آیت۔ ۲۲۔

۱۱۔ الجامع الاحکام القرآن۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ ج۔ ۴۔ ص۔ ۶۱۔ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو۔

۱۲۔ سورہ روم۔ آیت۔ ۲۱۔

۱۳۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۱۔

۱۴۔ سورہ البروج۔ آیت۔ ۱۴۔

۱۵۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۱۹۵۔

۱۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۲۔

۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۷۶۔

۱۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۶۔

۱۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۹۔

۲۰۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۲۔

۲۱۔سورہ الصّف۔آیت۔۴۔

۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔

۲۳۔سورہ الطلاق۔آیت۔۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ۔(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔

۲۴۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۸۹۱۳ مطبوعہ مکتبہ نزار

۲۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

اَلْمَجِیدُ
بڑا بزرگ

He who is most Glorious.

اِنَّہ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔(ہود۔ ۷۳)

ترجمہ۔ بے شک اللہ قابل تعریف اور بڑی شان و بزرگی والا (المجید) ہے

مَّجِیْدٌ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۵۷ اور عدد ۳) ہے۔

مَّجِیْدٌ۔(م۔ج۔د) سے مشتق ہے۔ ا؎

المَّجِدُّ۔ کے ایک معنی کثرت کے ہیں۔

المَّجِدُّ دراصل المجدات الابل سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کے اونٹ کسی بہت بڑی وسیع اور سرسبز چراگاہ تک پہنچ جائے جہاں سرسبز چارہ کثیر مقدار میں موجود ہو۔اور اونٹ کی تسلی سے شکم سیری ہو جائے۔

امجد نافلان۔ سے مراد عمدہ مہمان نوازی کرنا اور پیش کی گئی چیزوں کا بکثرت ہونا اور بچ جانا۔

المَّجِدُّ۔ سے مراد بلند ترین یا شرف و عزت کے ہیں۔

اہل لغت نے مَّجِدُّ اور شرف کو ہم معانی قرار دیا ہے تاہم اس کے ایک معنی آبائی شرف، عزت، عظمت اور شرافت و نجابت کے بھی ہیں۔

قرآن کے لئے بھی قرآن مَّجِیْدٌ آیا ہے یعنی عزت اور بزرگی والا کلام۔اللہ تعالی کا ایک اسم صفاتی مَّجِیْدٌ ہے۔ ۲؎

اسم مَّجِیْدٌ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم مَّجِیْدٌ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں جاری و ساری ہے اللہ تعالی کی ذات بابرکت وہ عظیم الشان اور بزرگ تر ذات ہے جس کے کل اسماء نظام کائنات کو نہ صرف سنبھالے ہوئے ہیں بلکہ ان اسماء کی روشنیاں وہاں مسلسل اور متواتر عمل پیرا بھی ہیں بسا اوقات ایک نظام میں کئی دیگر نظام بھی کام کرتے ہیں تاہم ایک نظام میں کئی اسماء الہیہ بھی اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ عمل پذیر ہوتے ہیں اللہ کی بزرگی کا اظہار کائنات کی ہر شے پر تفکر سے حاصل ہوتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۔ ۳؎ ۔ترجمہ۔قسم ہے بزرگ و برتر قرآن کی۔

زیر نظر آیت میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی بلندی اور بزرگی کی جانب اشارہ فرما رہے ہیں۔

قرآن مَّجِیْدٌ کا اسلوب:

قرآن مَّجِیْدٌ کے اسلوب کے حوالے سے مفسرین کی اکثریت نے بے بہا نکات بیان کئے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔التفات۔ ۲۔تصریف آیات۔ ۳۔حذف۔ ۴۔ایجاز۔

۵۔تفصیل بعد الاجمال۔ ۶۔عود علی البداء۔ ۷۔تمثیلات۔ ۸۔تقابل۔ ۹۔قسم۔ ۱۰۔جملہ معترضہ۔

۱۔التفات:

قرآن مَّجِیْدٌ میں جابجا التفات کے ذریعے خطاب کیا گیا ہے ان آیات میں جہاں التفات کے اسلوب سے کام لیا گیا ہے بیک وقت ایک سے زائد لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے مثلاً سورہ عبس میں بیک وقت اظہار محبت بھی ہے اور اظہار عتاب بھی۔

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے!

عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰی اَوْ یَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی۔

ترجمہ۔ تیوری چڑھائی اور روگردانی کی، اس لئے کہ نابینا آ گیا اس کے بعد اگلا جملہ جس میں اظہار محبت اور شفقت کا ہے کے تمھیں کیا معلوم شاید کے وہ تزکیہ کے لئے آیا ہو یا وہ یاددہانی حاصل کر لے اور نصیحت سے فائدہ اٹھا لے۔

اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو مختلف اسلوب اختیار کئے ہیں حالانکہ دونوں میں اللہ تعالیٰ نے مخاطب رسول اللہ ﷺ ہی کو کیا ہے جبکہ بلاغت کی ایک قسم یہ بھی ہے کے کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معنی ادا کر دئے جائیں اس کو بلاغت کی ایک شان ہے

۲۔تصریف آیات:

قرآن مَّجِیْدٌ کا ایک اسلوب تصریف آیات بھی ہے جس سے قرآن کریم کا ہر قاری مانوس ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ! کذلک نصرف الایات یعنی اس طرح سے ہم ان آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تا کہ لوگ سمجھیں یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کے تصریف کے معنی تکرار نہیں ہے اور ویسے بھی قرآن کریم میں تکرار نہیں ہے تصریف آیات سے مراد ایک ہی مضمون کو پھیر پھیر کر نئے انداز سے بیان کرنا بظاہر سطحی طور پر شاید کہ پڑھنے والے کو اس میں تکرار محسوس ہوتی ہو لیکن درحقیقت وہ تکرار نہیں ہے پھر تصریف آیا ت میں ایک بات نہایت قابل توجہ ہے اور وہ یہ کے تصریف آیات قصص اور واقعات میں زیادہ ہیں احکامات میں کم ہیں اور عقائد میں اس سے بھی کم ہیں کیونکہ عقائد اور احکامات میں تصریف کی زیادہ ضرورت پیش نہیں آتی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کے قانون ایک مرتبہ دے دیا گیا اور لوگوں نے اس کو سمجھ لیا لہٰذا اس پر اب صرف اور صرف عملدرآمد کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے لیکن وہ چیزیں جو اسلامی معاشرہ کے مزاج کی تشکیل کرتی ہیں یا جن سے معاشرہ کی عمومی ہیئت کا تعین کیا جاتا ہے مثلاً اخلاق و کردار اور عبادات وغیرہ تو اس کا بیان بار بار اور مختلف انداز سے کیا گیا ہے اس کے باوجود تصریف آیات کی زیادہ مثالیں قصص اور واقعات میں ملتی ہیں جس کا اصل مقصد حصول عبرت اور کردار کی تشکیل ہے تصریف آیات کی ایک شکل ترجیعات ہے۔

ترجیع سے مراد قرآن کریم کے ایک ہی لفظ یا ایک ہی عبارت کو بار بار دہرانے کے ہیں جیسے کے سورہ الرحمن میں اللہ تعالیٰ بار بار فرماتے ہیں! فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔[۴]

ترجمہ۔تم ہماری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

اب یہ آیت ایک خاص انداز سے وقتاً فوقتاً دہرائی گئی ہے لیکن ہر جگہ اس آیت کا سیاق وسباق اور مفہوم الگ ہے بعض مترجمین نے الاء کا ترجمہ نعمت سے کیا ہے لیکن اس سورہ میں ہر جگہ الاء کا مطلب نعمت نہیں ہے الاء کا صحیح اور جامع ترجمہ اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب شان ہے گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب شان اور اس کی حکمت اور مصلحت کا ذکر کیا جارہا ہے اس لئے ہر آیت اپنے سیاق وسباق میں الاء کا ایک الگ مفہوم لئے ہوئے ہے اس طرح کی ترجیعات سورہ رحمن کے علاوہ سورہ المرسلات اور سورہ شعراء میں بھی ہیں بعض اوقات ان کا استعمال غنائیت اور خوبصورتی کے لئے بھی ہے۔

۳۔حذف:

قرآن مجید میں پایا جانے والا حذف کا اسلوب دراصل ایجاز اور جامعیت کی ہی ایک شکل ہے اس کے معنی ہیں جہاں کچھ کہے بغیر ہی کام چل جائے مثلاً ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے!

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ۔

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے انھیں بھوک اور خوف کا لباس چکھایا۔

اب اذاق (چکھایا) کا لفظ بھوک کے ساتھ تو مناسبت رکھتا ہے لیکن لباس کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا ہے اگر چہ یہاں مناسبت اور عدم مناسبت پوری طرح سے واضح بھی ہے اس لئے یہاں کچھ الفاظ حذف کر لئے گئے ہیں لیکن اصل عبارت یوں ہونی چاہئے تھی!

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ طعم الْجُوْعِ و البسها لِبَاسَ وَالْخَوْفِ۔

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے انھیں بھوک کا مزا چکھایا اور انھیں خوف کا لباس پہنایا۔

لیکن اختصار اور جامعیت کی خاطر وہ الفاظ حذف کر لئے گئے کہ جن کے حذف کر لینے سے قاری کے ذہن کو اس کے مفہوم کو سمجھنے میں کسی قسم کی مشکل پیش نہیں آتی ہے۔

۴۔ایجاز:

قرآن مجید کا ایک اسلوب ایجاز کا بھی ہے یعنی ایک چیز کو تھوڑے اور مختصر ترین الفاظ میں اس طرح سے بیان کردیا جائے کے پڑھنے والا جتنا غور کرنا چاہے اس کے نئے نئے مطالب اس کے سامنے آتے ہی چلے جاتے ہیں۔

جیسے کے قرآن مجید میں ایک جگہ عیسائی عقیدہ کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے! وہ عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا اور مریم کو ان کی بیوی مانتے ہیں یقیناً یہ عقیدہ توحید کے خلاف بات ہے۔اب قرآن نے اس کے لمبے چوڑے دلائل پیش نہیں کئے بلکہ صرف ایک مختصر سی آیت میں صرف اتنا کہہ کر خاموش ہوگیا!

كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۔۵؎۔ترجمہ۔وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

اب یہ انتہائی غور طلب آیت ہے جس میں اس غلط عقیدے کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی گئی کے جس کو کھانے کی ضرورت ہوگی وہ زمین اور آسمان کی ہر چیز کا محتاج ہوگا یعنی جس بات کی وضاحت میں گھنٹوں صرف ہو سکتے تھے وہ انتہائی مختصر آیت میں بیان کر دی گئی اس کو قرآن کریم کا ایجاز کہا جاتا ہے یعنی جامع اور مختصر اور مکی سورتوں میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جیسے چھوٹی چھوٹی آیات میں معنی کے سمندر موجزن ہیں۔

۵۔تفصیل بعد الاجمال:

تفصیل بعد الاجمال سے مراد پہلے ایک بات کو اشارے میں بیان کیا گیا پھر اس کی تفصیل بیان کر دی گئی یعنی سورہ کے ابتداء میں عام طور پر اجمال آتا ہے جو سورہ کی اٹھان کی ایک شان ہے پھر رفتہ رفتہ اس کی تفصیل بھی سامنے آجاتی ہے۔ارشاد خداوندی ہے!

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۔۶؎

ترجمہ۔یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر انہیں حکمت والے، خبر دار کی طرف سے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۶۔عود علی البداء:

عود علی البداء سے مراد ابتداء میں جو مضمون بیان ہوا تھا آخر میں بات اسی مضمون پر ختم کی جائے جبکہ درمیان میں جگہ جگہ موضوع کی مناسبت اور حالات نزول کی ضرورت سے دیگر مضامین بھی آتے رہتے ہیں لیکن اصل مضمون نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا ہے ویسے تو اس اسلوب کی مثالیں ہر سورہ میں ہی موجود ہیں لیکن مختصر سورتوں میں اس کی مثال بکثرت پائی جاتی ہے۔

۷۔تمثیلات:

قرآن مجیدؐ کے اسلوب میں جو ایک اور قابل ذکر چیز ہے اسے تمثیل کہتے ہیں قرآن مجیدؐ کے علاوہ دیگر الہامی کتب میں بھی تمثیل کا استعمال بکثرت ہوا ہے قرآن مجیدؐ میں اس کے دو فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔تذکیر (یعنی یاد دہانی اور نصیحت)۔۲۔تفکر (یعنی غور و فکر)۔

۸۔تقابل:

تقابل نہ صرف اسالیب قرآن مجیدؐ میں بلکہ ہر بلیغ کلام کے اسلوب میں ایک اہم اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

دو متضاد اور متعارض چیزوں کو آمنے سامنے رکھ کر بیان کرنا تقابل کہلاتا ہے اس سے نہ صرف بات واضح ہوجاتی ہے بلکہ مخاطب کے ذہن میں پوری طرح سے راسخ بھی ہوجاتی ہے اگرچہ قرآن کریم کے سرسری مطالعہ سے ہی اس کی کئی مثالیں سامنے آجاتی ہیں مثلاً زمین و آسمان، حق و باطل، خیر و شر، فرعون و موسیٰ، کفر و ایمان وغیرہ اور اس کے علاوہ بے شمار چیزیں قرآن کریم کے اسالیب میں تقابل ایک اہم حیثیت کا حامل ہے اس سے کلام میں نہ صرف حسن پیدا ہوتا ہے بلکہ اصل موضوع پوری طرح سے واضح بھی ہوجاتا ہے۔

۹۔قسم:

قرآن مجیدؐ میں جا بجا قسمیں بھی کھائی گئیں ہیں یہ بھی بلاغت قرآنی کا ایک پہلو ہے جس سے کہیں استدلال اور کہیں استشہاد مراد ہے یہ قرآن مجیدؐ کے چند اسالیب تھے کے جن کی طرف انتہائی اختصار سے اشارے کئے گئے ان اسالیب میں کم وبیش ہر ایک نمونہ کلام عرب میں ملتا ہے گویا کلام عرب میں حسن وخوبی اور فصاحت وبلاغت کے جو اسالیب اپنائے جاتے ہیں وہ سب کے سب بدرجہ اتم قرآن مجیدؐ میں موجود ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالی نے جن چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

وَالصَّآفَّاتِ صَفًّافَالزّٰجِرَاتِ زَجۡرًا فَالتّٰلِيَاتِ ذِكۡرًا اِنَّ اِلٰهَكُمۡ لَوَاحِدٌ۔

۱۔قطار در قطار صف باندھنے والوں کی قسم، پھر ان کی قسم جو ڈانٹنے پھٹکارنے والے ہیں، پھر ان کی قسم جو کلام نصیحت سنانے والے ہیں، تمھارا معبود حقیقی صرف ایک ہی ہے۔ ۷؎

۲۔صٓ وَالۡقُرۡاٰنِ ذِي الذِّكۡرِ۔

ترجمہ۔ص ہ، قسم ہے، نصیحت بھرے قرآن کی۔ ۸؎

۳۔حٰمٓ وَالۡكِتَابِ الۡمُبِيۡنِ اِنَّا جَعَلۡنَاهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔

ترجمہ۔حٰم، قسم ہے، اس واضح کتاب کی کہ ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم لوگ اسے سمجھیں۔ ۹؎

۴۔حٰمٓ وَالۡكِتَابِ الۡمُبِيۡنِ اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاهُ فِيۡ لَيۡلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ۔

ترجمہ۔حٰم، قسم ہے اس کتاب مبین کی ہم نے اسے ایک بڑی خیر وبرکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ ۱۰؎

۵۔قٓ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ۔

ترجمہ۔ق، قسم ہے قُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ کی۔ ۱۱؎

۶۔وَالذّٰرِيَاتِ ذَرۡوًا فَالۡحَامِلَاتِ وِقۡرًا فَالۡجَارِيَاتِ يُسۡرًا فَالۡمُقَسِّمَاتِ اَمۡرًا۔

ترجمہ۔گرد و غبار اڑانے والی ہواؤں کی قسم، پھر بادلوں کی صورت میں پانی کا بوجھ اٹھانے والی ہواؤں کی قسم، پھر آسانیوں سے چلنے والی کشتیوں کی قسم، پھر رزق کی تقسیم کرنے والے فرشتوں کی قسم۔ ۱۲؎

۷۔وَالطُّوۡرِ وَكِتَابٍ مَّسۡطُوۡرٍ فِيۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ وَالۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ وَالسَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ۔

ترجمہ۔ پہاڑ طور کی قسم، اس کتاب کی قسم جو لکھی ہوئی ہے، جو باریک کھال کے کھلے ہوئے ورق میں ہے، بیت المعمور کی قسم، بلند چھت کی قسم اور بھڑکائے ہوئے سمندر کی قسم۔ ۱۳؎

۸۔وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى۔

ترجمہ۔روشن ستارے کی قسم، جب وہ زمین کی طرف اترا۔ ۱۴؎

۹۔نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُوۡنَ۔ترجمہ۔ن، قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جیسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔ ۱۵؎

۱۰۔لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔

ترجمہ۔نہیں میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور نہیں میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔۱۶؎

۱۱۔وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًافَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًافَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا ۔

ترجمہ۔قسم ہے ان ہواؤں کی جو پے در پے بھیجی جاتی ہیں پھر وہ طوفانی رفتار سے چلتی ہیں اور بادلوں کو اٹھا کر پھیلاتی پھر ان کو پھاڑ کر جدا کرتی پھر دلوں میں خدا کی یاد ڈالتی ہیں۔۱۷؎

۱۲۔وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًاوَالسَّابِحَاتِ سَبْحًافَالسَّابِقَاتِ سَبْقًافَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا ۔

ترجمہ۔ان (فرشتوں) کی قسم جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کو کھینچتے ہیں ہ اوران کی قسم جو نہایت نرمی سے مومن کی جان کے بند کھولتے ہیں،اوران کی قسم جو زمین وآسمان کے درمیان تیرتے پھرتے ہیں،پھران کی قسم جو پوری قوت سے آگے بڑھتے ہیں،پھران کی قسم جو نظام کائنات کی تدبیر کرنے والے ہیں۔۱۸؎

۱۳۔فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔

ترجمہ۔قسم کھاتا ہوں پلٹنے والے اور چھپ جانے والے تاروں کی اور رات کی کے جب وہ رخصت ہوئی اور صبح کی جبکہ اس نے سانس لی یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغام بر کا قول ہے جو بڑی توانائی رکھتا ہے۔۱۹؎

۱۴۔وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ۔

ترجمہ۔قسم ہے مضبوط قلعوں والے آسمان کی اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور دیکھنے والے کی اور دیکھے جانے والی چیز کی۔۲۰؎

۱۵۔وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ۔

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی۔۲۱؎

۱۶۔وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۔

ترجمہ۔قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی قسم جب وہ گزرے۔۲۲؎

۱۷۔لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔

ترجمہ۔نہیں میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور حال یہ ہے کے (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس شہر میں تم کو حلال کرلیا گیا ہے اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اس اولاد کی جو اس سے پیدا ہوئی۔۲۳؎

۱۸۔وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلَاهَا وَالنَّهَارِ اِذَا جَلَّاهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشَاهَا وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنَاهَا وَالْاَرْضِ وَمَا طَحَاهَا وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا۔

ترجمہ۔سورج اوراس کی دھوپ کی قسم اور چاند کی قسم جبکہ وہ اس کے پیچھے آتا ہے اوردن کی قسم جبکہ وہ سورج کو نمایاں کردیتا ہے اوررات کی قسم جبکہ وہ سورج کو ڈھانپ لیتی ہے سورج کی قسم اوراس کی روشنی کی قسم اور چاند کی قسم جب وہ اس کے پیچھے آئے اور دن کی قسم جب وہ اس کو نمایاں کرے اوررات کی قسم جب وہ اس کو چھپائے اورآسمان کی قسم جس نے اس کو بنایا اورزمین کی قسم جس نے اس کو پھیلایا اورنفس کی قسم جس نے اس کو درست بنایا۔[۲۴]

(ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے)۔

۱۹۔وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ۔

ترجمہ۔رات کی قسم جب وہ چھپالے اوردن کی قسم جب وہ روشن ہواوراس ذات کی قسم جس نے نراور مادہ کو پیدا کیا۔[۲۵]

۲۰۔وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ۔

ترجمہ۔چاشت کے وقت کی قسم اوررات کی قسم جب وہ پھیل جائے [۲۶]

(چاشت کا وقت وہ ہوتا ہے جب دن نکل آئے اوردھوپ چڑھ جائے)۔

۲۱۔وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ۔

ترجمہ۔قسم ہے انجیراورزیتون کی اورطورسینا کی اوراس پرامن شہر مکہ کی۔[۲۷]

۲۲۔وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا۔

ترجمہ۔ان گھوڑوں کی قسم جو بہت تیز دوڑتے ہیں ہانپتے ہوئے ہ پتھر پرسم مارکر چنگاریاں اڑاتے ہیں ہ پھر صبح کے وقت دشمن پر حملہ کرتے ہیں پھراس وقت وہ گردوغباراڑاتے ہیں ہ پھر دشمن کی فوج میں گھس جاتے ہیں۔[۲۸]

۲۳۔وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ۔

ترجمہ۔زمانے کی قسم!انسان بڑے خسارے میں ہے۔[۲۹]

قرآن مجیدؐ کے ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی جانب منتقلی نہایت لطیف اورغیرمحسوس انداز سے ہوئی ہے اگرقدیم جاہلی ادب یا قصائد کا جائزہ لیں تو یہ معلوم ہوگا کے ان کے یہاں ابتدائی مضمون کوتشبیب کہتے ہیں تشبیب سے شاعراصل مقصد کی طرف گریز کرتا ہے اوریہ گریز جتنا زیادہ لطیف ہوگا وہ کلام یا قصیدہ اتنا ہی معیاری تصورکیا جائے گا قرآن کریم میں جہاں جہاں ایک مضمون سے دوسرے کی جانب گریز کیا گیا ہے وہ اتنا لطیف اورغیرمحسوس ہے کہ بعض اوقات تو یہ معلوم ہی نہیں ہو پاتا ہے کے دوسرا مضمون کب شروع ہوا۔امین اصلاحی نے اپنی تفسیر تدبرقرآن میں اس نکتے کی وضاحت کی ہے کے قرآن کریم کی ہرسورہ کا ایک دوسرا جوڑا بھی ہے سوائے سورہ الفاتحہ کے پھرانھوں نے قرآن سے ہی استدلال کیا۔

وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔

ترجمہ۔ہم نے ہرچیز سے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔[۳۰]

اس آیت پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کے واقعی کائنات میں اللہ تعالی نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے بالکل اسی طرح سے قرآن مجید کی بھی سورتوں کے بھی جوڑے ہیں جیسے کے سورہ البقرہ اور آل عمران کا جوڑا ہے اگر چہ سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کے مضامین میں اتنی مشابہت ہے کے صاف پتا چلتا ہے کے دونوں سورتیں ایک دوسرے کا جوڑا ہیں۔

حضرت ابوامامہ باہلی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گی اور زہراوین (سورہ البقرہ اور آل عمران) کو پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز بادلوں کی طرح آئیں گی یا پرندوں کی جماعتوں کی طرح آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجت پیش کریں گی اور سورہ البقرہ کو پڑھا کرو کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت ہے جبکہ اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور جادو کرنے والے اس کو پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ۳۱؎

سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کا ایک نام سورہ الزہراء بھی ہے۔ ۳۲؎

زہراء کے معنی ہیں صاف اور روشن، چمک دار اور روشن کرنے والی چیز سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران میں جو نور اور ہدایت ہے اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو زہراء فرمایا ہے نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہود و نصاری کو جو شبہات تھے اور ان سے متعلق جو غلط عقائد ان میں پائے جاتے تھے اس سورہ سے اس کا ازالہ ہو جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے برگزیدہ بندے اور معزز نبی ہونا واضح ہو جاتا ہے تو چونکہ سورہ آل عمران ان کے مقام اور عظمت کو منکشف کرتی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو زہراء فرمایا ہے سورہ آل عمران کا ایک نام سورہ الکنز بھی ہے۔ (کنز کے معنی خزآنہ کے ہیں)۔

امام درامی روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں! سورہ آل عمران فقیر کا کیا خوب کنز (خزآنہ) ہے وہ اس کو رات کے آخری حصے میں پڑھتا ہے۔ ۳۳؎

اس سورہ کو کنز اس لئے بھی فرمایا گیا کیونکہ اس میں عیسائیت کے اسرار کا خزآنہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے جو مباحثہ فرمایا تھا اس سے متعلق اس میں زیادہ آیات ہیں۔ اس کا نام سورہ طیبہ بھی ہے۔ حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں!

امام سعید بن منصور نے ابوعطاف سے روایت کیا ہے! تورات میں آل عمران کا نام طیبہ ہے۔ ۳۴؎

نیز اس سورہ میں طیبین کے تمام اوصاف کو جمع کر کے ذکر فرمایا گیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلصَّابِرِيْنَ وَالصَّادِقِيْنَ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ۔

ترجمہ۔ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، اللہ کی اطاعت کرنے والے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور رات کے آخری حصے میں استغفار کرنے والے۔ ۳۵؎

دراصل سورہ البقرہ میں یہودیوں پر تبصرہ ہوا ہے اور سورہ آل عمران میں عیسائیوں پر تبصرہ ہوا ہے سورہ البقرہ میں احکامات زیادہ ہیں جبکہ سورہ آل عمران میں اخلاقی ہدایات زیادہ ہیں بقرہ میں وہ چیزیں بتائی گئیں جو کے یہودیوں کے دین سے انحراف کا سبب بنیں تا کہ مسلمان ان سے بچیں اور آل عمران میں وہ ان باتوں کا ذکر کیا گیا جو عیسائیوں کے انحراف کا سبب بنیں تا کہ مسلمان ان سے بھی

گریز کریں کیونکہ یہی دو بڑی اقوام ہیں کہ جن سے آگے چل کر مسلمانوں کا واسطہ پڑنے والا ہے اسی طرح سے سورہ الفلق اور سورہ الناس کا جوڑا سورہ الضحیٰ اور سورہ الم نشرح کا جوڑا پھر سورہ اعراف اور سورہ انعام کا جوڑا جو امور سورہ انعام میں اجمالاً بیان کئے گئے ہیں وہ سورہ اعراف میں بہ منزلہ شرح بیان کئے گئے ہیں۔

امین اصلاحی فرماتے ہیں! قرآن مجیدؒ میں مکی اور مدنی سورتوں کے سات بڑے گروپس ہیں جن میں سے ہر گروپ ایک یا ایک سے زائد مکی سورتوں سے شروع ہوتا ہے اور ایک یا ایک سے زائد مدنی سورتوں پر تمام ہوتا ہے ہر گروپ میں پہلے مکی سورتیں ہیں اس کے بعد مدنی سورتیں ہیں۔ اور ہر گروپ کا ایک بنیادی مضمون ہے جیسے!

ا۔ کہیں شریعت۔ ۲۔ کہیں ملت ابراہیمی کی تاریخ۔ ۳۔ کہیں نبوت۔ ۴۔ کہیں نبوت پر اعتراضات۔ ۵۔ کہیں اقوام سابقہ کے عروج وزوال کا تذکرہ۔ ۶۔ قیامت اور آخرت۔ ۷۔ کہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے وغیرہ پھر ہر گروپ کا ایک بنیادی موضوع بھی ہے جبکہ ہر گروپ کی ہر سورہ کا جوڑا اس کے ساتھ رہتا ہے اور جو دو سورتیں جوڑا جوڑا ہیں ان میں بعض اوقات ایک مضمون کا ایک پہلو ایک سورہ میں بیان ہوتا ہے اور دوسرا پہلو دوسری سورہ میں مکمل ہوتا ہے جبکہ بعض اوقات دعویٰ ایک سورہ میں اور دلیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے اور بعض اوقات ایک بات ایک سورہ میں اور اس کی تکمیل دوسری سورہ میں ہوتی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سورہ البقرہ کی تکمیل سورہ آل عمران ہے ایک میں نظام شریعت کے ظاہری پہلو پر زور دیا گیا ہے جبکہ دوسری میں اس کے داخلی پہلو پر بحث کی گئی ہے اس طرح سے یہ دونوں پہلو مل کر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ فقہاء کے نزدیک سورہ رعد اور سورہ یوسف میں کچھ مناسبت پائی جاتی ہے۔

ا۔ دونوں مکی ہیں۔ ۲۔ ان دونوں میں انبیاء اور ان کی اقوام کے حالات وواقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ۳۔ منکرین پر عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۴۔ ان دونوں سورتوں میں اللہ تعالی نے توحید پر دلائل قائم کئے ہیں۔ ۵۔ ان دونوں میں ہی آسمان وزمین کے عجائبات کا ذکر موجود ہے۔ ۶۔ سورہ یوسف کا اختتام قرآن کریم کے ذکر پر ہوا اور سورہ رعد کی ابتداء قرآن کریم کے ذکر سے ہوئی جبکہ سورہ رعد کے اختتام میں اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی شہادت دی ہے۔

ا۔ پہلا گروپ۔۔۔ سورہ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے اور سورہ المائدہ پر ختم ہوتا ہے۔ (فاتحہ، البقرہ، آل عمران، النساء، المائدہ)۔

۲۔ دوسرا گروپ۔۔۔۔ انعام سے شروع ہوتا ہے اور اعراف پر ختم ہوتا ہے۔ (انعام، اعراف)۔

۳۔ تیسرا گروپ۔۔۔۔ اس میں پہلی ۱۴ سورتیں یونس سے مومنون مکی ہیں جبکہ آخر میں سورہ نور ہے جو کہ مدنی ہے اس گروپ کی دو سورتیں رعد اور حج کو بعض لوگوں نے مدنیات میں شمار کیا ہے لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے (یونس، ہود، یوسف، رعد، ابراہیم، الحجر، النحل، بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، الانبیاء، الحج، المومنون)۔

۴۔ چوتھا گروپ۔۔۔۔ یہ گروپ فرقان سے شروع ہوتا ہے اور احزاب پر ختم ہوتا ہے اس میں ۸ مکی سورتیں ہیں جبکہ آخری سورہ احزاب مدنی سورہ ہے (فرقان، الشعراء، النمل، القصص، العنکبوت، الروم۔ لقمٰن، السجدہ، الاحزاب)۔

۵۔ پانچواں گروپ۔۔۔۔۔یہ گروپ سورہ سبا سے شروع ہو کر سورہ حجرات پر ختم ہوتا ہے جبکہ اس میں ۱۳ سورتیں مکی اور آخری تین سورتیں مدنی ہیں۔

(سبا، فاطر، یسٰین، الصفت ص، الزمر، المومن حم السجدہ، الشوری، الزخرف، الدخان، الجاثیہ الاحقاف محمد، الفتح، الحجرات)۔

۶۔ چھٹا گروپ۔۔۔۔۔یہ سورہ ق سے شروع ہو کر سورہ تحریم پر ختم ہوتا ہے اس میں پہلی سات سورتیں مکی ہیں جبکہ آخری دس مدنی سورتیں ہیں۔

(ق، الذریات، الطور، النجم، القمر، الرحمن، الواقعہ، الحدید، المجادلہ، الحشر، الممتحنہ، الصّف، الجمعہ، المنافقون، التغابن، الطلاق، التحریم)۔

۷۔ساتواں گروپ۔۔۔۔یہ گروپ سورہ الملک سے شروع ہو کر سورہ الناس پر ختم ہوا۔(الملک، القلم، الحاقۃ، المعارج، نوح، الجن، المزمل، المدثر، القیٰمہ، الدھر، المرسلٰت، النباء، النزعٰت، عبس، التکویر، الانفطار، المطففین، الانشاق، البروج، الطارق، الاعلی، الغاشیہ، الفجر البلد، الشمّس، الیل، الضحی، الم نشرح، التین، العلق، القدر، البینہ، الزلزال، العدیٰت، القارعہ، التکاثر، العصر، الھمزۃ، الفیل، قریش، الماعون، الکوثر، الکفرون، النصر، الھب، الاخلاص، الفلق، الناس) یہی وہ ترتیب ہے کہ جس پر رسول اللہ ﷺ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں قرآن کریم کا مذاکرہ کروایا کرتے اسی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت عثمان غنیؓ نے مصحف کی نقول تیار کروا کر تمام ممالک اسلامیہ میں بھجوائیں۔

مذکورہ بالا ساتوں گروپس میں موجود آیات کا اگر بار بار مطالعہ کیا جائے تو اس میں پوشیدہ کئی حکمتیں کھل جاتی ہیں۔

۱۔ ہر سورہ کا ایک خاص عمود ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس سورہ کے تمام اجزاء کلام ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں پھر اسی طرح سے ہر سورہ کا ایک جامع عمود بھی ہوتا ہے اور اس گروپ کی تمام سورتیں اسی جامع عمود کے کسی خاص پہلو کی حامل ہوتی ہیں۔

۲۔ ہر گروپ میں موجود مدنی سورتیں اپنے گروپ کے مجموعی مزاج سے ہم آہنگ اور ہم رنگ ہوتی ہیں اور ان کو اپنے گروپ کی مکی سورتوں سے وہی مناسبت ہوتی ہے جو کہ کسی درخت کی جڑ اور اس کی شاخوں کو ایک دوسرے سے مناسبت ہوتی ہے۔

۳۔ ہر سورہ کا ایک جوڑا ہے اور ان میں اسی طرح کی مناسبت پائی جاتی ہے یعنی ایک کے خلاء کو دوسری پر کرتی ہے ایک کے مخفی پہلو کو دوسری اجاگر کرتی ہے بڑی سورتوں میں سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران جوڑا ہیں جبکہ چھوٹی سورتوں میں معوذتین جوڑا ہیں۔

۴۔ سورہ فاتحہ اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ سورہ درحقیقت پورے قرآن کے لئے بمنزلہ دیباچہ ہے اس سورہ کا ایک نام کافیہ بھی ہے یعنی یہ خود مکتفی ہے اور اپنے ساتھ کسی دوسری سورہ کے ملنے کی محتاج نہیں ہے۔

۵۔ جب ہر گروپ پر تفکر اور تدبر کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کے ہر ایک گروپ کے اندر اسلامی دعوت کے تمام ادوار ابتداء سے لے کر انتہاء تک نمایاں ہوئے ہیں البتہ نمایاں ہونے کا پہلو ہر ایک کے اندر مختلف ہے۔ ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِہًا مَّثَانِیَ۔ ۳۶؎

ترجمہ۔ اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزاء ہم رنگ ہیں جس میں بار ہا مضامین دہرائے گئے ہیں

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ۔

ترجمہ۔ ہم نے تمھیں سات ایسی آیات دے رکھی ہیں جو کہ بار بار دہارئے جانے کے لائق ہیں۔ ۳۷؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّہٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔ ۳۸؎ ترجمہ۔ بے شک اللہ قابل تعریف اور بڑی شان و بزرگی والا ہے۔

وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ۔ ۳۹؎ ترجمہ۔ قسم ہے بزرگ و برتر قرآن کی۔

بَلۡ ھُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ۔ ۴۰؎ ترجمہ۔ بلکہ وہ تو بزرگ قرآن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

امیر المومنین حضرت علیؑ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے قرآن مجیدؐ پڑھا اور اس کو حفظ کرلیا تو اللہ تعالی اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کو اس کے گھر کے ان دس افراد کے لئے شفاعت کرنے والا بنائے گا جو سب کے سب جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ ۴۱؎

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن مجیدؐ پڑھنے والے سے یہ کہا جائے گا کے جس طرح سے تم دنیا میں آہستہ آہستہ قرآن پڑھتے تھے اسی طرح سے تم آہستہ آہستہ قرآن پڑھتے چلے جاؤ اور جنت کے درجات میں اوپر کی جانب چڑھتے چلے جاؤ اور جس جگہ تم آخری آیت پڑھو گے وہی تمھاری آخری منزل ہو گی۔ ۴۲؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص (حضرت کلثوم بن ہدمؓ) نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سورہ اخلاص سے محبت کرتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس سورہ کی محبت تم کو جنت میں لے کر جائے گی۔ ۴۳؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! بلاشبہ قرآن مجیدؐ کا ظاہر دلفریب وزیبا ہے اور اس کا باطن عمیق ہے اس کے عجائبات کبھی فنا نہیں ہوں گے اور اس کی حیرت انگیز باتیں کبھی تمام نہیں ہوں گی اور اندھیروں کو صرف اسی کے ذریعے سے چھانٹا جا سکتا ہے اللہ تعالی نے جس طرح سے قرآن مجیدؐ کے ذریعے لوگوں کی نصیحت کی اس طرح کسی اور چیز سے نہیں کی بلاشبہ یہ قرآن مجیدؐ اللہ کی مضبوط رسی اور اس کی پر امن راہ ہے۔

لوگوں پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب بنام قرآن مجیدؐ صرف رسم الخط اور بنام اسلام صرف اس کا نام رہ جائے گا۔

قرآن مجیدؐ میں تم سے پہلے والوں کی اور تمھارے بعد والوں کی خبر ہے اور جو کچھ تمھارے درمیان میں ہے اس کے لئے احکامات ہیں۔

جان لو کہ بلاشبہ قرآن مَجِیْدٌ ایسا ناصح ہے جو دھوکا نہیں دیتا اور ایسا ہادی ہے جو گمراہ نہیں کرتا ہے۔ایسا بولنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا اور جو بھی اس کے پاس بیٹھتا وہ فائدہ یا کسی کمی کے ساتھ ہی اٹھتا ہے یعنی ہدایت میں اضافہ یا پھر اندھے پن میں کمی کے ساتھ اور یہ بھی جان لو کہ قرآن کے بعد کسی کے لئے فاقہ نہیں اور اس کے پہلے کسی کے لئے بے نیازی نہیں لہٰذا تم اپنی بیماریوں کے لئے اسے شفیع بنا لو اور اپنی سختیوں کے لئے اسے مددگار بنا لو یقیناً اس کے اندر سب سے بڑی بیماری کی دوا موجود ہے اور وہ سب سے بڑی بیماری کفر ہے لہٰذا اللہ سے قرآن کے ذریعے سوال کرو اور خدا کی بارگاہ کی طرف اس کی محبت کے ذریعے متوجہ بارگاہ خدا ہو۔

قرآن مَجِیْدٌ کے ذریعے خلق خدا سے سوال نہ کرو۔

بلاشبہ قرآن مَجِیْدٌ سے بہتر اللہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہونے کا کوئی اور ذریعہ نہیں اور یہ بھی جان لو کہ یہ روز قیامت شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول کر لی جائے گی اور اگر اس نے شکایت کر دی۔تو اس کی شکایت کی بھی فوراً تصدیق کر دی جائے گی۔

قرآن مَجِیْدٌ سیکھو یقیناً یہ دلوں کی دوا ہے۔

قرآن مَجِیْدٌ ثلث نازل ہوا ہے اس کا ایک تہائی ہمارے اور ہمارے دشمن کے بارے میں ہے پھر اس کا ایک اور تہائی سنن اور امثال ہیں جبکہ ایک اور تہائی فرائض اور احکامات ہیں۔

اہل قرآن خدا کے خواص ہیں۔ ۴۴

روحانی وظیفہ:

اسم مَجِیْدٌ کا باقاعدگی سے ورد کرنے والے شخص کو اللہ تعالی عزت اور وقار سے نوازتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ ق۔آیت۔۱۔

۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۳۔

۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۷۵۔

۶۔القرآن۔

۷۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۔۴۔

۸۔سورہ ص۔۱۔

۹۔سورہ الزخرف۔آیت۔۱۔۳۔

۱۰۔سورہ دخان۔آیت۔۱۔۳۔

۱۱۔سورہ ق۔آیت۔۱۔

۱۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۱۔۴۔

۱۳۔سورہ الطور۔آیت۔۱۔۵۔

۱۴۔سورہ النجم۔آیت۔۱۔

۱۵۔سورہ قلم۔آیت۔۱۔۲۔

۱۶۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۱۔۲۔

۱۷۔سورہ المرسلات۔آیت۔۱۔۵۔

۱۸۔سورہ النٰزعٰت۔آیت۔۱۔۷۔

۱۹۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۵۔۱۹۔

۲۰۔سورہ البروج۔آیت۔۱۔۳۔

۲۱۔سورہ طارق۔آیت۔۱۔۲۔

۲۲۔سورہ الفجر۔آیت۔۱۔۴۔

۲۳۔سورہ البلد۔آیت۔۱۔۳۔

۲۴۔سورہ الشمّس۔آیت۔۱۔۷۔

۲۵۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۔۳۔

۲۶۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔

۲۷۔سورہ التین۔آیت۔۱۔۳۔

۲۸۔سورہ العٰدیٰت۔آیت۔۱۔۵۔

۲۹۔سورہ العصر۔آیت۔۱۔۲۔

۳۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔

۳۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۳۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۳۳۔سنن دارمی۔ج۔۲۔ص۔۳۲۵۔

۳۴۔الدر منثور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۲۔ص۔۲۔مطبوعہ مکتبہ آیت اللہ العظیمی ایران۔دار احیا التراث العربی۔بیروت۔

۳۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۷۔

۳۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۲۳۔

۳۷۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۷۔

۳۸۔سورہ ہود۔آیت۔۷۳۔

۳۹۔سورہ ق۔آیت۔۱

۴۰۔سورہ البروج۔آیت۔۲۱۔

۴۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۴۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۴۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلۡبَاعِثُ

مردوں کو زندہ کرنے والا یا قبر سے اٹھانے والا

He who gives to all creatures on the judgment day.

كَذٰلِكَ يُحۡيِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰى۔(البقرہ۔۲۵۹)

ترجمہ۔اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا۔

البَاعَثُ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا (نمبر ۵۷۲ اور عدد ۵ ہے)۔

البَاعَثُ۔(ب۔ع۔ث) سے مشتق ہے۔ا؎

بعَثُ۔کے بنیادی معنی کسی شے کی راہ میں حائل مشکلات کو دور کرنا جس کی وجہ سے نقل وحرکت میں آسانی ہو جائے۔

بعث الناقه۔سے مراد اونٹنی کی رسی کو کھول کر اسے آزاد چھوڑ دینا۔

بعَثُ۔کسی کو بھیجنا۔

الباعَیثُ۔رات کو بار بار جاگنا۔

البَاعَثُ۔کے معنی جذبہ محرکہ یا (Cause or Motive)۔

البَاعَثُ۔اللہ کا اسم مبارک ہے،جس کے معانی مردوں کو زندہ کرنے والا یا قبر سے اٹھانے والا۔۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَقُلۡنَا اضۡرِبُوۡهُ بِبَعۡضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحۡيِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰى وَيُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔

ترجمہ۔پھر ہم نے کہا اس مردہ پر اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو،اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا،اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔۳؎

اسم البَاعَثُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم البَاعَثُ کا نظام کائنات میں نہایت اثر ورسوخ اور نفوذ پذیری پائی جاتی ہے اللہ تعالی کے اختیار میں ہے کے وہ اپنی مخلوقات کو جب چاہے موت یا زندگی سے ہم کنار فرمائے قرآن کریم میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں ان ہی میں سے ایک کو پیش کر رہے ہیں۔

حیات و ممات:

ایک دفعہ کسی بستی سے حضرت عزیر علیہ السلام کا گزر ہوا بستی ویران تھی جس کو دیکھ کر انھیں یہ خیال آیا کہ بھلا یہ بستی دوبارہ کیسے آباد ہوگی؟ پھر حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے گدھے کو ایک درخت سے باندھا کھانا اپنے سرہانے رکھا اور درخت سے ٹیک لگا کر آپ سو گئے آپ سو سال تک سوتے رہے پھر آپ کو سو سال کے بعد بیدار کیا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے پوچھا کے عزیر کتنی دیر سوئے؟ آپ نے جواب دیا کے ایک دن یا اس سے کچھ کم تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے نہیں تم سو سال تک سوتے رہے ذرا اپنے گدھے اور کھانے کی طرف دیکھو گدھا مر چکا تھا جس کی ہڈیاں تک بکھر چکی تھیں جبکہ کھانا بالکل ہی تازہ تھا پھر جب آپ نے بستی کی طرف نظر کی تو آپ کی حیرت کی انتہا نہ رہی پوری بستی آباد اور بارونق شہر میں بدل چکی تھی آپ نے جب اللہ کی یہ قدرت کاملہ دیکھی تو آپ سجدے میں گر پڑے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَاۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَاۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًاؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ۔ کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو ایک شہر پر گزرا اور وہ (شہر) اپنی چھتوں پر گرا ہوا تھا، کہا اسے اللہ مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ پھر اللہ نے اسے سو برس تک مار ڈالا پھر اسے اٹھایا، کہا تو یہاں کتنی دیر رہا، کہا ایک دن یا اس سے کچھ کم رہا، فرمایا بلکہ تو سو برس رہا ہے اب تو اپنا کھانا اور پینا دیکھ وہ تو سڑا نہیں، اور اپنے گدھے کو دیکھ اور ہم نے تجھے لوگوں کے واسطے نمونہ چاہا ہے، اور ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم انہیں کس طرح ابھار کر جوڑ دیتے ہیں پھر ان پر گوشت پہناتے ہیں، پھر اس پر یہ حال ظاہر ہوا تو کہا میں یقین کرتا ہوں کے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ [۴]

مثال:

جب انسان سوتا ہے تو وہ زمانیت میں سفر کرتا ہے اور جب وہ بیدار ہوتا ہے تو وہ مکانیت میں سفر کرتا ہے چونکہ سوتے ہوئے زمانیت کی پیمائش نہیں ہو سکتی جبکہ مکانیت میں زمانیت اس کے ساتھ سفر کرتی ہے حضرت عزیر علیہ السلام جب سو گئے تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق! ان کے حواس زمانیت میں پیوست ہو گئے جبکہ ان کا گدھا عام حالات کے مطابق جب اس میں آکسیجن گئی تو اس آکسیجن کو کاربن نے جلایا نہیں جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی ان کھانا اس لئے خراب نہیں ہوا کیونکہ کھانے کے مالیکیولز پر وہ گیسیز اثر انداز ہو رہی تھیں جو کے انھیں تا دیر تازہ رکھتی ہیں جیسے کے ایک بڑے کمرے میں چھوٹا سا فرج۔ [۵]

مثال:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بارے میں جب استفسار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

کیا تمھیں اس پر یقین نہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کے یقین تو ہے لیکن پھر بھی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کے یہ کس طرح سے ہوگا؟
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔

ترجمہ۔ یاد کر جب ابراھیم نے کہا اے میرے پروردگار! مجھ کو دکھا کہ تو مردے کو کس طرح زندہ کرے گا، فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں لاتے؟ کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہوجائے، فرمایا تو چار جانور اڑنے والے پکڑ پھر انہیں اپنے ساتھ مانوس کرلے پھر (انہیں ذبح کرنے کے بعد) ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دے پھر ان کو بلا تیرے پاس جلدی سے آئیں گے، اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔۶؎

ارشادات خداوندی:

ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔۷؎

ترجمہ۔ پھر ہم نے تمہیں تمہاری موت کے بعد زندہ کر اٹھایا تا کہ تم شکر کرو۔

فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ۔۸؎

ترجمہ۔ پھر اللہ نے اسے سو برس تک مار ڈالا پھر اسے اٹھایا، کہا تو یہاں کتنی دیر رہا، کہا ایک دن یا اس سے کچھ کم رہا، فرمایا بلکہ تو سو برس رہا ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔

ترجمہ۔ تم اللہ کا کیونکر انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے پھر تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔۹؎

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔

ترجمہ۔ پھر ہم نے کہا اس مردہ پر اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو، اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا، اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تم سمجھو۔۱۰؎

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۔

ترجمہ۔ (اللہ) تو زندہ کو مردے میں سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ میں سے نکالتا ہے۔۱۱؎

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ کہہ دو اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مارتا ہے، ھر وہی تم سب کو قیامت میں جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر

آدمی نہیں جانتے۔ ۱۲؎

يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ‌ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔

ترجمہ۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱۳؎

قُلۡ يُحۡيِيۡهَا الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ‌ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيۡمُ ۔

ترجمہ۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے!) ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہ ہی زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی دفعہ پیدا کیا۔ ۱۴؎

وَنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ فَصَعِقَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰهُ‌ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيۡهِ اُخۡرٰى فَاِذَا هُمۡ قِيَامٌ يَّنۡظُرُوۡنَ ۔

ترجمہ۔ صور پھونکا جائے گا۔ تو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے وہ سب فنا ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ تو وہ اچانک دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔ ۱۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو بار صور پھونکا جائے گا اور ان دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا! اے ابو ہریرہؓ! ۴۰ دن؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا! ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ ۱۶؎

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دم کی ہڈی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ رائی کے دانے کی طرح ہے وہ پشت کی جڑ میں ایک باریک ہڈی ہے اور وہ دم کی ہڈی ہے جو چوپایوں میں دم کے سر کی جگہ ہوتی ہے اس ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی۔ ۱۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کے جسم میں ایک ہڈی ہے جس کو مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی ہڈی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! 'عجب الذنب' (دم کی ہڈی کا سرا)۔ ۱۸؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا! جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، نہ کہ دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ زندگی کے لئے انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے اور ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے۔ ۱۹؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم الباعث کا کثرت سے ورد کرتا ہے اس کے دل میں خشیت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔

۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔

۵۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔

۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۶۔

۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۔

۱۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔

۱۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۷۔

۱۲۔سورہ جاثیہ۔آیت۔۲۶۔

۱۳۔سورہ حدید۔آیت۔۲۔

۱۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۹۔

۱۵۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔

۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۷۔فتح الباری۔ج۔۸۔ص۔۵۵۳۔۵۵۲۔مطبوعہ دار لنشر الکتب الاسلامیہ۔لاہور۔۱۴۰۱ھ۔

۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۱۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلشَّھِیۡدُ
حاظر و ناظر

He who is present every where and observes all things.

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَھِیۡدٌ۔(الحج۔۱۷)

ترجمہ۔بے شک ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔

شَھِیۡدٌ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا نمبر(۳۱۹ اور عدد ۴ ہے)۔
شَھِیۡدٌ۔(ش۔ھ۔د) سے مشتق ہے۔
شَھِیۡدٌ،شَھِدٌ یا شَھادۃ۔کے معانی میں بولا اور سمجھا جاتا ہے یعنی بصارت اور بصیرت کی بنیاد پر ٹھیک ٹھیک حقائق کو بیان کرنا یا گواہی دینا۔
شَھادۃ۔دینے والے کو شَاھد یا شَھِیۡدٌ کہا جاتا ہے۔
مشاھدہ۔اہل لغات کے نزدیک مشاہدہ سے مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے۔[۱]
شَھِیۡدٌ۔راہ خدا میں جام شہادت نوش کرنے والوں کو بھی شَھِیۡدٌ کہا جاتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ۔

ترجمہ۔جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمھیں شعور نہیں ہے۔[۲]

یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں تم انھیں مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں اور انھیں روزی دی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں کی زیارت کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھاٹی میں داخل ہوتے تو بلند آواز سے فرماتے تھے کے اسلام وعلیکم کیونکہ تم نے صبر کیا پس آخرت کا گھر ہی اچھا ہے پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ اسی طرح سے ہر سال کیا کرتے تھے، ان کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت عثمان غنی ؓ بھی اسی طرح سے ہر سال کیا کرتے تھے۔[۳]

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شَھِیۡدٌ کو قتل کئے جانے سے صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم کو

چوٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ ۴؎

سہل بن حنیفؓ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے صدق دل سے اللہ سے شَہادۃ کی دعا کی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کا مرتبہ عنایت فرمائے گا چاہے وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ مرے۔ ۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص مر گیا اور اس نے جہاد نہیں کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی کوئی خواہش تھی تو وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرا۔ ۶؎

فقہاء کہتے ہیں! اگر کسی شخص پر کسی فعل کا کرنا دشوار ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس فعل کی نیت کر لے جب وہ اس فعل پر قادر ہو گا تو وہ اس فعل کو کر لے گا اور اس شخص کی وہ نیت اس فعل کی قائم مقام تصور کی جاتی رہے گی جیسے کہ کسی شخص نے کسی عبادت کی نیت کی اور وہ اس عبادت کو کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ اس ملامت کا حق دار نہیں ہے جس نے اس عبادت کی نیت ہی نہ کی ہو جبکہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ جس شخص نے کوئی عبادت شروع کی اور اس کو مکمل کرنے سے پہلے ہی وہ انتقال کر گیا تو اس شخص کو اس عبادت کا اجر ملے گا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۚ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

ترجمہ۔ جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف ہجرت کے لئے نکلے پھر اسے راستے میں موت آجائے تو بے شک اس کا اجر اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو گیا۔ ۷؎

حضرت جابر بن عتیکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ سے پوچھا! تم لوگ کس چیز کو شَہادۃ شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام نے کہا! اللہ کی راہ میں قتل ہونے کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قتل فی سبیل اللہ کے سوا شَہادۃ کی سات اور قسمیں بھی ہیں جن میں۔ ۱۔ طاعون سے مرنے والا۔ ۲۔ نمونیہ سے مرنے والا۔ ۳۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا۔ ۴۔ جل کر مرنے والا۔
۵۔ کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا۔ ۶۔ حاملہ۔ ۷۔ دردزہ میں مبتلا عورت۔ ۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شَہِیدٌ ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شَہِیدٌ ہے جو دین کی حفاظت اور اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شَہِیدٌ ہے۔ ۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا وہ بھی شَہِیدٌ ہے اور اللہ اس کو قبر کے فتنے سے محفوظ رکھے گا اور اس کو صبح و شام وہاں رزق دیا جائے گا۔ ۱۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے مر گیا اس کو فتنہ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا اور اس کو قیامت کی وحشت سے مامون رکھا جائے گا اور اس کو صبح و شام جنت سے رزق دیا جائے گا اور قیامت تک اس کے صحیفہ اعمال میں سرحد کی حفاظت کرنے کا اجر لکھا جاتا رہے گا۔ ۱۱؎

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام شَہِیۡدٌ ہے یعنی اللہ کی نگاہ سے کوئی شے اوجھل نہیں۔

اسم شَہِیۡدٌ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم شَہِیۡدٌ کا نظام کائنات سے نہایت گہرا تعلق ہے کیونکہ تمام اشیاء کائنات جن میں شامل جاندار، غیر جاندار، مرئی اور غیر مرئی مخلوقات، انسان، جنات، فرشتے، عرش، سدرۃ المنتہیٰ، حجاب محمود، بیت المعمور، کرہ ارض، لاتعداد ستارے، سیارے اور ان میں موجود پہاڑ، دریا، سمندر، آتش فشاں، درخت، پھول پودے اور تمام آبی اور غیر آبی مخلوقات سب کی سب اللہ کی نگاہوں میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے گزرنے والے خیالات سے بھی واقف ہے اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کا کفیل، رزاق، خالق، مالک اور پالنے والا ہے وہ انھیں موت اور حیات دیتا ہے یہی نہیں بلکہ ان سب کی تقدیر اللہ کے یہاں طے شدہ ہے جس پر اللہ کی گہری نظر ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ۔

ترجمہ۔ ہر وہ کام جس کو انھوں نے کیا ہے نوشتوں میں ہے ہر چھوٹا بڑا کام لکھا ہوا ہے۔ ۱۲؎

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔

ترجمہ۔ کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور نہ ہی کوئی دانا زمین کی تاریکیوں میں ہوتا ہے اور نہ ہی کو خشک وتر مگر وہ کتاب المبین میں مرقوم ہے۔ ۱۳؎

يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ۔

ترجمہ۔ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔ ۱۴؎

مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ۔

ترجمہ۔ ہر مصیبت جو زمین پر تم پر تمھاری جانوں آتی ہے وہ ایک روشن کتاب میں لکھی ہوئی ہے اس سے پہلے کہ ہم اس اس مصیبت کو پیدا کریں بے شک یہ اللہ پر بہت ہی آسان ہے یہ اس لئے ہے کہ جو چیز تمھارے پاس سے جاتی رہے تم اس پر غم نہ کرو اور جو کچھ اللہ نے تمھیں دیا ہے اس پر اترایا نہ کرو۔ ۱۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قلم خشک ہو گئے ہیں۔ ۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علم پر قلم خشک ہو چکا ہے۔ ۱۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم جن چیزوں سے ملاقات کرنے والے ہو ان سے متعلق قلم لکھ کر خشک ہو چکا۔ ۱۸؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ۔ ۱۹؎ ترجمہ۔ بے شک ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔

شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ اُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۔

ترجمہ۔ اللہ نے اور فرشتوں نے اور علم والوں نے گواہی دی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی انصاف کا حاکم ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں زبردست حکمت والا ہے۔ ۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) اس آیت کی شان نزول کے حوالے سے لکھتے ہیں! شام کے دو عالم مدینہ منورہ آئے تو ایک نے دوسرے سے کہا! یہ شہر اس نبی کے شہر سے بہت مشابہہ ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی کتاب میں لکھی ہوئی نعت سے پہچان لیا ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ کر کہا! کیا آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا! ہاں تو انھوں نے پھر پوچھا! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احمد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں انھوں نے کہا! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک شَہادۃ سے متعلق سوال کرتے ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کا صحیح جواب دے دیا تو ہم ایمان لے آئیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم مجھ سے سوال کرو تو انھوں نے کہا! یہ بتائے کے اللہ کی کتاب میں سب سے بڑی شَہادۃ کون سی ہے؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی!

شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ اُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۔

ترجمہ۔ اللہ نے اور فرشتوں نے اور علم والوں نے گواہی دی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی انصاف کا حاکم ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں زبردست حکمت والا ہے۔ ۲۱؎

روحانی وظیفہ:

جس شخص کی بیوی یا اولاد نافرمان ہو وہ صبح کے وقت ان کی پیشانی پر ۲۱ مرتبہ یاشَہِیۡدُ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ وہ فرمانبردار ہو جائیں گے۔

اسم مبارک یاشَہِیۡدُ کو صبح کے وقت آسمان کی طرف منہ کر کے ۲۱ مرتبہ پڑھنے سے اولاد نیک اور سعادت مند ہوتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۷۳۔

۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۵۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔
۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔
۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۶۔
۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۔
۱۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔
۱۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۷۔
۱۲۔سورہ جاثیہ۔آیت۔۲۶۔
۱۳۔سورہ حدید۔آیت۔۲۔
۱۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۹۔
۱۵۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔
۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۷۔فتح الباری۔ج۔۸۔ص۔۵۵۳۔۵۵۲۔مطبوعہ دارلنشر الکتب الاسلامیہ۔لاہور۔۱۴۰۱ھ۔
۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْحَقُّ

برحق و برقرار

He whose existence has no change.

ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔(یونس۔۱۰۳)

ترجمہ۔ہم اپنے رسولوں اور مومنین کو بچا لیتے ہیں یہی ہمارا طریقہ ہے اور ہم پر یہ حق ہے کے مومنین کو بچالیں۔

الحَقّ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا نمبر(۱۰۸اور عدد ۹)ہے۔

الحَقّ۔(ح۔ق۔ق)سے مشتق ہے۔۱

الحَقّ۔کے معنی کسی چیز کا اس طرح سے موجود، واقع یا ثابت ہونا کے اس کے وقوع سے انکار ناممکن ہو۔

الحَقّ۔کے ایک معانی کسی شے کا ٹھوس شکل یعنی(Concrete Form)میں سامنے آنا۔

الحَقّ۔کے ایک معنی ثابت یا(Estqblish)ہونا ہے۔

عربی لغات کے ماہرین کی یہ رائے ہے کے جن الفاظ میں حاء اور قاف اکھٹے آجائیں ان میں اثبات کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔

الحَقّ۔کے معنی استحکام اور ثبات کے ہیں۔۲

عند حق لقاحها۔سے مراد اونٹی کا حمل ثابت ہو چکا۔

رجل حاق الرجل۔سے مراد اس شخص کی مردانگی نا قابل انکار ہے۔

محقق۔اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو نہایت مضبوطی سے بنا گیا ہو۔۳

الحَقّ۔عربی زبان میں اس اونٹ کو کہتے ہیں جو تین سال پورے کر کے چوتھے سال میں لگ گیا ہو۔

الحَقّ۔کے ایک معانی ٹھوس اور تعمیری واقعہ جو اپنی جگہ محکم اور ثابت ہو۔حق کی ضد یح ہے یعنی اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ۔۴

ترجمہ۔(اللہ)باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے فرمانوں سے حق کر دکھاتا ہے۔

رمی فاحق الرمیه۔سے مراد اس نے تیر چلایا اور جانور مر گیا۔یعنی یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی کے تیر نشانے پر لگا۔

الحق من الفرس۔عربی زبان میں اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنا پچھلا پیر ٹھیک اس جگہ پر رکھے جہاں اس کا اگلا پیر تھا۔۵

الحَقَّ ۔ کے معانی کسی ٹھوس واقعے، یا بات کا حقیقت کا روپ دھارنا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ۔ ۶؎

ترجمہ۔جس دن کافرین اور (مجرمین) کو آگ کے سامنے لایا جائے گا اس وقت ان سے یہ پوچھا جائے گا کے کیا یہ حق نہیں؟

بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ۔ ۷؎

ترجمہ۔(فرشتوں نے ابراہیم سے کہا کہ!) ہم تمھیں برحق بشارت دے رہے ہیں۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۚ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔

ترجمہ۔اور اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور اس کے آگے سب سجدہ میں گر پڑے، اور کہا اے باپ میرے اس پہلے خواب کی یہ تعبیر ہے، اسے میرے رب نے سچ کر دکھایا، اور اس نے مجھ پر احسان کیا جب مجھے قید خانے سے نکالا اور تمہیں گاؤں سے لے آیا اس کے بعد کہ شیطان مجھ میں اور میرے بھائیوں میں جھگڑا ڈال چکا، بے شک میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے مہربانی فرماتا ہے، بے شک وہی جاننے والا حکمت والا ہے۔ ۸؎

اسم الحَقَّ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الحَقَّ کا نظام کائنات میں ہر جگہ نفوذ پذیری اور اختیار قائم ہے۔

الحَقَّ ۔ سے مراد وہ قوت، طاقت اور قانون قدرت ہے جو ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو یعنی اپنی اصل کے ساتھ اپنی جگہ پر بھی ہو اور بدلتے ہوئے حالات سے مطابقت اور موافقت کی بھی مکمل صلاحیت سے مزین ہو ایک ایسا منظم قانون جو کے ہر اعتبار سے قابل قبول اور قابل عمل ہو۔

امام راغب اصفہانی نے اس حوالے سے پرانے زمانے کے دروازے کی ایک مثال پیش کی ہے کے پہلے زمانے میں دروازے میں قبضے کی جگہ ایک گلی کی طرح کی ایک لکڑی ہوتی تھی جو کے دروازے کے ساکٹ میں اس طرح فٹ ہوتی کے ایک جانب وہ اپنی جگہ موجود اور قائم بھی رہتی اور دوسری جانب وہ دروازے کے ساتھ گھومتی بھی رہتی۔

امام راغب اصفہانی نے حق کی کیفیت کو اسی دروازے کی اس گلی سے سمجھا۔

اللہ تعالی کی ایک صفت الحَقَّ ہے یعنی ذات الحق حکمت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اشیاء کو حق کے ساتھ تخلیق کرتی ہے۔

یعنی اللہ تعالی نے حق اور باطل کے فرق کو واضح کر دیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ایک جماعت کو ہدایت دی اور ایک جماعت پر گمراہی ثابت ہو چکی، انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔ ۹؎

یعنی حق اور باطل کی قوتیں تو حضرت آدم کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی سرگرم ہو چکی تھیں اور جن کا زور قیامت تک جاری رہے گا اسی حق اور باطل کی پہچان کے لئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو یہ بتا سکیں کے انسان کے خاکی وجود میں اللہ نے خیر اور شر دونوں قوتوں کو رکھ دیا تاہم شر کی قوتوں کو کنٹرول اور خیر کی قوتوں کو عام کرنا ہی منصب انسانیت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد ہے! تم میں جو کوئی برائی ہوتی دیکھے تو اس کو چاہیئے کے وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اس کو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو اس کو اپنے دل میں برا جانے (یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے)۔ ۱۰؎

اللہ تعالی نے تمام اشیائے کائنات کو حق کے ساتھ تخلیق فرمایا اور یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے انکار ممکن نہیں تاہم قیامت کے قائم ہوتے ہی تمام اشیائے کائنات بھی اللہ کے حکم سے فنا ہو جائیں گی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ‎ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ۔

ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اپنے رب کے فرمان کی تعمیل کرے گا اور اس کے لئے حَقَّ یہی ہے کے وہ اپنے رب کا حکم مانے۔ ۱۱؎

معلوم ہوا کے کل کائنات میں اللہ کا یہ اسم الہیہ ہمہ وقت جاری اور ساری ہے اور ہر شے اس اسم پاک الحَقّ کے زیر اثر ہے۔

ارشادات خداوندی:

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ایک جماعت کو ہدایت دی اور ایک جماعت پر گمراہی ثابت ہو چکی، انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔ ۱۲؎

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا۔

ترجمہ۔جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولت مندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں۔ ۱۳؎

بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ۔

ترجمہ۔بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا جب کہ وہ ان کے پاس آیا پس وہ ایک الجھی ہوئی بات میں پڑے ہوئے ہیں۔ ۱۴؎

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ۔

ترجمہ۔ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرا عذاب آموجود ہوا۔۱۵؎

ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔۱۶؎

ترجمہ۔پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں، اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ ایمان والوں کو بچالیں۔

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ۔

موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ میں کائنات کے مال کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور میرا منصب یہی ہے کہ میں اللہ کا نام لے کر کوئی بات حق کے سوا نہ کہوں۔۱۷؎

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ۔

ترجمہ۔جب آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اپنے رب کے فرمان کی تعمیل کرے گا اور اس کے لئے حق یہی ہے کہ وہ اپنے رب کا حکم مانے۔۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا! کون سا جہاد سب سے افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا۔۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے حق ظاہر ہونے کے بعد اس کو بیان کرنے سے اور کسی بڑی بات کا ذکر کرنے سے باز نہ رہے کیونکہ نہ لوگوں کا دباؤ موت کو قریب کرتا ہے اور نہ ہی رزق کو دور کرتا ہے۔۲۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے صحابہ نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے سو جو اہل سعادت میں سے ہیں ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی! پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔۲۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جس نے حق سے مقابلہ کیا یا اس سے عناد رکھا حق اسے پچھاڑ دے گا۔

حق اور باطل کبھی اکٹھا نہیں ہوسکتے۔حق کا تھوڑا حصہ بھی باطل کے زیادہ بڑے حصے کو دفعہ کر دیتا ہے۔

حق کا ضائع کرنا نافرمانی ہے۔[۲۲]

روحانی وظیفہ:

اگر کسی شخص کا کوئی سامان گم ہو گیا ہو تو اسے چاہئے کے وہ اسم الحَقُّ کا ورد کرے ان شاء اللہ اسے اس کی کھوئی ہوئی چیز مل جائے گی۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔القاموس المحیط۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی(متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت۔

۴۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۲۴۔

۵۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی(متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۸۔ص۔۲۰۷۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۶۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۴۔

۷۔سورہ الحجر۔آیت۔۵۵۔

۸۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۰۰۔

۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۰۔

۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۱۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۔۲۔

۱۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۰۔

۱۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۶۔

۱۴۔سورہ ق۔آیت۔۵۔

۱۵۔سورہ ص۔آیت۔۱۴۔

۱۶۔سورہ یونس۔آیت۔۱۰۳۔

۱۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۵۔

۱۸۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۔۲۔

۱۹۔سنن النسائی۔امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی(متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دار المعرفہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۲۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۲۱۔سورہ اللیل۔آیت۔۵۔۱۰۔(صحیح بخاری۔امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۲۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ

اَلْوَ کِیْلُ

بڑا کارساز

He who provides a means to solve all problems in the best way.

وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَ کِیْلًا ۔(النسا۔ ۱۳۲)

ترجمہ۔اللہ حمایت کے لئے کافی ہے۔

وَ کِیْل۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۶۶اور عدد ۳) ہے۔ وَ کِیْل

وَ کِیْل۔(و۔ک۔ل) سے مشتق ہے۔ا؎

وَکِل۔کے معنی معاملہ کسی کے سپرد کر دیا۔۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔کہہ دو تمہاری جان موت کا وہ فرشتہ قبض کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔۳؎

الو کِیْل۔کے معنی کارساز یا نگران کے ہیں۔۴؎

الو کِیْل۔عربی زبان میں وکیل اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے شخص کے کام کا نگران ہو۔۵؎

وَ کِیْل۔سے ہی ایک لفظ کفیل بھی نکلا ہے جس کے معنی کسی بات کا ذمہ دار ہے۔۶؎

وَ کِیْل۔اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ اپنی کل مخلوقات کا نگران اور کارساز ہے۔۷؎

اسم وَ کِیْل کا نظام کائنات میں کردار:

اسم وَ کِیْل کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ہر کام سے نا صرف واقف ہیں بلکہ اس کی نگرانی بھی فرما رہے ہیں اسی طرح سے اللہ تعالیٰ انسانوں کی کل ضروریات اور احتیاجات کے لئے کافی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے جب نوع انسانی کو تخلیق فرمایا تو اس کو بحر وبر میں عزت واکرام عطا فرمایا لہٰذا ایک قابل احترام تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ اس نوع انسانی سے یہ توقع رکھتے ہیں کے وہ خود بھی اپنا اکرام کرے یعنی نوع انسانی اللہ کی ایک احسن تخلیق ہے چنانچہ کل نوع انسانی کو اللہ کے آگے

ہی سر بہ سجود ہونا چاہیئے دوسری جانب نوع انسانی کے کسی فرد کو یہ بھی زیب نہیں دیتا کے وہ اپنی ضروریات اور احتیاجات کو کسی غیر کے سامنے بیان کر کے اپنے منصب انسانی سے گرنے کی کوشش کرے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کسی مسلمان کو خود کو ذلت میں ڈالنا جائز نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا ذلت میں ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ اپنے آپ کو کسی ایسی مصیبت میں ڈال لے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔۸؎

اگر تمھاری جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس کا ذکر تم اللہ ہی سے کرو۔۹؎

اگر تمھارا نمک ختم ہو جائے تو اللہ ہی سے طلب کرو۔۱۰؎

ان احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نوع انسانی بالخصوص مسلمانوں سے مخاطب ہو کر انھیں ان کے عزت و وقار کا احساس دلایا جا رہا ہے کیونکہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے انسان کی عزت اور وقار کو شدید دھچکا لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ ناپسند ہے کے اس کی بہترین تخلیق کے وقار پر کوئی حرف آئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہایت محبت سے تخلیق فرمایا ہے لہٰذا وہ ہی ان کا کفیل اور وکیل ہے اور اپنی کل مخلوقات کی کل حاجات کو پورا کرنے کا ذمہ دار اللہ ہی کی ذات ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔۱۱؎

ترجمہ۔اللہ کافی ہے حمایت کرنے والا۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا۔

ترجمہ۔اللہ تمھارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ تمھارا کافی کارساز اور وافی مددگار ہے۔۱۲؎

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔۱۳؎

ترجمہ۔اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اللہ کے بھروسے پر کام کرتے ہیں۔

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔۱۴؎

ترجمہ۔(شیطان) ان لوگوں پر مسلط نہیں ہوسکتا جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ۔۱۵؎

ترجمہ۔ان سے کہہ دو کے تم ان پر حوالدار نہیں بنائے گئے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔۱۶؎۔ترجمہ۔اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔۱۷؎ ترجمہ۔اللہ کارساز کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے صبح وشام کو سات مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ تو اس کے دنیا اور آخرت کے اہم کاموں میں اللہ کافی ہوگا۔۱۸ے

روحانی وظیفہ:

جو شخص کسی بھی آسمانی آفت کے وقت بکثرت اسم الوکیل کا ورد کرے گا اللہ تعالی اس کو ہر آفت اور پریشانی سے محفوظ رکھے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۱۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۶۔لمفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔دار الشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۸۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۷۴۔مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔

۹۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۰۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۱۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۲۔

۱۲۔سورہ النسا۔آیت۔۴۵۔

۱۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۹۔

۱۴۔سورہ النحل۔آیت۔۹۹۔

۱۵۔سورہ انعام۔آیت۔۶۶۔

۱۶۔سورہ النسا۔آیت۔۱۶۶۔

۱۷۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۱۔

۱۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اَلۡقَوِیُّ

بڑی طاقت اور قوت والا

He who Most Strong.

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ۔(ھود۔٦٦)

ترجمہ۔ بے شک تیرا رب قوی (قوت والا) اور غالب ہے۔

الۡقَوِیُّ۔ اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کا نمبر (١١٦ اور عدد ٨) ہے۔

الۡقَوِیُّ۔ (ق۔و۔ی) سے مشتق ہے۔ ١؎

الۡقُوَّۃَ۔ عربی زبان میں رسی کے بٹ کو کہتے ہیں یعنی ایک موٹی رسی کئی باریک رسیوں سے مل کر بٹ کر بنتی ہے۔

الۡقُوَّۃَ۔ کی جمع الۡقَوِیُّ ہے۔

الۡقُوَّۃَ۔ کے معنی قدرت اور طاقت کے ہیں۔

الۡقُوَّۃَ۔ کی ضد ضعف ہے۔

الۡقَوِیُّ۔ کے معنی طاقت، قوت، قدرت، غلبہ اور اقتدار کے ہیں۔

فرس مقو۔ کے معنی طاقت ور گھوڑا۔ ٢؎

الۡقَوِیُّ۔ اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معنی ہر قسم کی طاقت اور قوت کا تنہا مالک اللہ کی ذات اقدس ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے۔

اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰهِ جَمِیۡعًا۔ ٣؎

ترجمہ۔ بے شک سب قوت اللہ کے لئے ہی ہے۔

اسم الۡقَوِیُّ کا نظام کائنات میں کردار:

کل کائنات میں اسم الۡقَوِیُّ کی نفوذ پذیری قائم و دائم ہے یعنی اللہ کا نظام کائنات، قوانین خداوندی، کل مخلوقات کی تقدیر، رزق، موت وحیات اور ایک نظام زندگی کے اندر موجود کئی نظام مسلسل اور متواتر جاری و ساری ہیں کائنات اور زمین و آسمان کی تخلیق کی کیفیات کو قرآن نے بیان کرتے ہوئے کہا!

کائنات کی تخلیق میں قوت کا اظہار:

وَالسَّمَآءَ بَنَيۡنٰهَا بِاَيۡٮدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ۔

ترجمہ۔ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت سے پیدا کیا اور ہم اس میں ہر آن توسیع کر رہے ہیں۔ ۴؎

بگ بینگ تھیوری کے مطابق !اربوں کھربوں سال قبل یہ کائنات نہایت گرم اور کثیف تھی پھر ایک عظیم دھما کہ جس کو وہ سائنسی زبان میں Big Bang theory کہتے ہیں اس کے نتیجے میں یہ دنیا یا یہ کرہ ارض وجود میں آیا۔

ماہرین کے مطابق !یہ دھما کہ آج سے اندازاً 13.7 ارب سال قبل پیش آیا اور اس وقت سے آج تک یہ کائنات مسلسل ٹھنڈا ہونے اور وسعت کے عمل سے گزر رہی ہے۔

اس تھیوری کی بنیاد ۱۹۱۵ء میں البرٹ آئین اسٹائین کے پیش کردہ عمومی نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) کی ریاضتی مساواتوں پر ہے جبکہ ۱۹۲۲ء میں روسی طبیعات دان الیگزینڈر فرائیڈ مین نے ان مساواتوں کا ایک مجموعہ مہیا کیا جس نے بگ بینگ تھیوری پر زیادہ تر حالیہ تھیوریٹیکل کام کے لئے ایک فریم ورک فراہم کیا پھر اسی نظریے کو بعد میں آنے والے دو سائنسدان مارٹن رائیل اور ایلن سینڈیج نے بھی پیش کیا ان کے مطابق !کائنات ابتداء میں ایک نہایت کثیف اور دھویں دار مقام سے پھٹ کر وجود میں آئی ہے لہٰذا سائنسدان اس مقام کو اکائی یا Singularity کا نام دیتے ہیں شروع شروع میں یہ اکائی نہایت گرم تھی جس کا اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے بقول ماہرین کے 'ایک سیکنڈ کے سوویں حصے میں یہ اکائی ایک ابتدائی آگ کے گولے کی مانند پھیلتی چلی گئی اور اس کا درجہ حرارت تقریباً ایک سو ارب ڈگری کیلون (Kelvin) تھا۔ ۵؎

پھر بتدریج یہ آتشی گولا ٹھنڈا ہونا شروع ہوا یہی نہیں بلکہ اس کا پھیلاؤ بھی شروع ہوا یعنی آسمان اور زمین ایک زوردار دھماکے سے علیحدہ ہو گئے اس مثال کو اس آیت کے ذریعے بھی سمجھا جا سکتا ہے:

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ۔

ترجمہ۔کہہ دو! میں پناہ مانگتا ہوں الۡفَلَقِ کے رب کی۔ ۶؎

لغات القرآن میں فَانۡفَلَقَ کے معنی کسی چیز کا پھٹ جانا جبکہ الۡفَلَقِ کے معنی صبح کا واضح ہو جانا ہے۔ ۷؎

عربی زبان میں الۡفَلَقِ کے کئی معانی ہیں جبکہ اس کے بنیادی معنی اچانک پھاڑے جانے یا پھر ایک شدید دھماکے کے نتیجے میں الگ ہو جانے کے بھی ہیں اب یہاں ماہرین کا Big Bang theory کا یہ نظریہ ہے کے یہ عظیم کائنات ایک زبردست دھماکے سے وجود میں آئی جبکہ یہ آیت اس نظریے کو Suport کر رہی ہے مشہور سائنسدان آئین اسٹائین کا شہرہ آفاق نظریہ یعنی 'نظریہ اضافیت' (Theory of Relativity) اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے کے مادہ اور توانائی ایک موقع پر ایک ہی چیز تھیں۔ ۸؎

جدید سائنسی تحقیقات اور بگ بینگ تھیوری نے نا صرف انسانی سوجھ بوجھ کو بڑھایا بلکہ کائنات کی جزئیات اور کلیات تک رسائی کو بھی

ممکن بنایا چنانچہ اس نظریے کے تناظر میں ایک انتہائی شدید دھماکے نے زمین و آسمان کی بنیاد اوران کی پیدائش میں ایک اہم کردار ادا کیا جبکہ یہی دھماکہ کہکشاؤں اور ستاروں کے مادی ڈھانچوں کے وجود کا بھی اصل سبب بنا لہٰذا حالیہ تحقیق کے مطابق !اس عظیم دھماکے نے اپنا پہلا مرحلہ ایک سیکنڈ کے ایک اربویں حصے کے اندر اندر مکمل کیا جبکہ اس وقت کہکشاں اور ستاروں کو بنانے والا مادہ بھی بے حد گرم، پگھلا ہوا اور ایک ساتھ جڑا ہوا آمیزہ تھا لہٰذا اس کے الگ ہونے کا عمل ایک سیکنڈ کے ابتدائی ہزار ہویں حصے میں مکمل ہوا۔۹؎

ماہرین ارضیات اور فلکیات کے ان قائم کردہ نظریات کی روشنی میں ہم سورہ الفلق کا مطالعہ اس طرح سے کریں گے!

میں پناہ مانگتا ہوں (بگ بینگ والی تخلیق کے) رب سے اور اس کی پیدا کی گئی اشیاء کے شر سے چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نا ہوگا کے کن اور الْفَلَقِ دونوں کے اسرار کائنات کے عظیم دھماکے میں ہی مضمر ہیں۔

امریکی ماہر فلکیات ایڈون ہبل نے ۱۹۲۹ء نے تحقیق کے بعد یہ نظریہ پیش کیا کے دور کی کہکشاؤں میں ہمہ گیر طور پر سرخ ہٹاؤ واقع ہوا ہے لہٰذا ہبل کی اس دریافت نے اس نظرئے کو بہت معتبریت بخشی یعنی یہ بات ثابت ہوگئی کے کہکشائیں ایک دوسرے سے دور جارہی ہیں ہبل نے جانا کے زیادہ دور کی کہکشاں متناسب تیزی سے دور جارہی ہیں لہٰذا کائنات اس کے نتیجے میں مسلسل وسعت پارہی ہے لیکن آج بھی سائنسدان اپنی بے بسی کا اقرار کرتے ہوئے یہ مانتے ہیں کے ان کے پاس کائنات کی ابتدا سے متعلق درست معلومات کا فقدان ہے اگر چہ بگ بینگ تھیوری سے یہ وضاحت ہوتی ہے کے کائنات کی ابتداء یا پھر فوراً بعد کیا ہوا تھا لہٰذا سائنسدان کائنات کو بگ بینگ 10.43 سیکنڈ بعد تک جاننے کے قابل ہو گئے ہیں کیونکہ اس لمحے سے پہلے کے وقت کے لئے کشش ثقل کی کلاسیکی تھیوری موزوں نہیں رہی لہٰذا سائنس ایک ایسی تھیوری کی تلاش میں ہے جو کشش ثقل اور کوانٹم مکینیکس کو آپس میں مدغم کردے لیکن تا حال اس میں کامیابی نہ ہوسکی دوسری جانب کئی سائنسدانوں کو یہ امید ہے کہ! سٹرانگ تھیوری جسے (ایم تھیوری) بھی کہتے ہیں کشش ثقل اور کوانٹم مکینکس کو اکٹھا کردے گی اور وقت میں پیچھے کی جانب سفر آسان ہوجائے گا لیکن فی الحال کائنات میں پیچھے کی جانب سفر کرنا ناممکن نظر آتا ہے نیز بگ بینگ تھیوری اس امر کی وضاحت سے بھی معذور ہے کے آخر بگ بینگ سے پہلے کیا تھا؟ تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ خود وقت کا آغاز بھی بگ بینگ سے ہی ہوا ہو، لہٰذا پہلے کی بات کرنا بے معنی ہے اگر چہ پہلے سے بھی پہلے تک کی کھوج کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا جس کے سرے تک شاید کبھی نہ پہنچ سکیں لیکن بگ بینگ تھیوری کے مطابق! کائنات اپنے اولین مائیکرو سیکنڈز میں بہت تیزی سے پھیلی۔۱۰؎

مختلف افراد اور اقوام کی قوت:

اسی طرح سے اللہ نے زمین پر بے شمار اقوام کو قوت، طاقت اور اقتدار عطا فرمایا لیکن ان میں بے شمار افراد ایسے بھی تھے جو کے اللہ کے نافرمان اور سخت سرکش تھے تاہم ان کی سرکشی کے نتیجے میں اللہ نے ان سے انھیں دیا ہوا اقتدار نہ صرف چھین لیا بلکہ انھیں سخت رسوائی میں بھی مبتلا کرتے ہوئے قیامت تک کے لئے نشان عبرت بنا دیا۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ ثُمَّ انۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ۔

ترجمہ۔ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ! جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ ۱۱؎

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّ اَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَ عَمَرُوۡہَاۤ اَکۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡہَا وَ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ۔

ترجمہ۔ کیا انہوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلوں کا کیسا انجام ہوا، وہ ان سے بھی بڑھ کر قوت والے تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا تھا اور ان لوگوں سے بہت زیادہ آباد کیا تھا اور ان کے پاس ان کے رسول معجزات لے کر بھی آئے تھے، پھر اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ ۱۲؎

مومن اور مسلمان کی فردی قوت:

اللہ تعالی نے مومنین اور مسلمین کی تکریم فرماتے ہوئے ان کے کمزور بشری وجود کو دشمن کے مقابلے میں قوت، طاقت اور اقتدار سے ہم کنار فرمایا مومنین اپنی متاع حیات کو اللہ اور اسلام کی سربلندی کی خاطر میدان جنگ میں لٹانے سے گریز نہیں کرتے چنانچہ مومنین کے جذبہ ایمانی کی قدر و منزلت فرماتے ہوئے اللہ نے مومنین کی قلیل تعداد کو بھی دشمن پر حاوی رہنے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا مومنین کی قلیل تعداد یقیناً کافرین پر فتح پالے گی بشرطیکہ وہ صبر استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جذبہ ایمانی سے دشمنوں پر یلغار کریں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلَی الۡقِتَالِ ؕ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ یَغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ ۚ وَ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَۃٌ یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفًا مِّنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاَنَّہُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَفۡقَہُوۡنَ۔

ترجمہ۔ اگر تم میں سے بیس اشخاص ثابت قدم ہوں تو وہ دو سو (کفار) پر غالب ہوں گے اور اگر سو اشخاص (ثابت قدم) ہوں تو وہ ایک ہزار کفار پر (غالب) ہوں گے کیونکہ (کفار) کچھ سمجھ نہیں رکھتے۔ ۱۳؎

زیر نظر آیت میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کی قوت کو بیان فرمایا ہے یعنی اگر دشمنوں اور کفار کی تعداد مسلمانوں سے کئی گنا بھی زیادہ ہو تو اس موقع پر مسلمانوں کو گھبرانے کے بجائے نہایت صبر و سکون اور شجاعت اور بہادری سے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر لینا چاہئے تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں یعنی مسلمانوں کی قلیل تعداد نے دشمنوں کی کثیر تعداد کو شکست فاش دے کر کامیابی کے جھنڈے لہرادئے یعنی مسلمان اور مومن اپنے جذبہ ایمانی اور اللہ کی نصرت سے فتح سے ہمکنار ہوتا ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا۔ ۱۴؎ ترجمہ۔ بے شک سب قوت اللہ کے لئے ہی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ۔ ۱۵؎

ترجمہ۔ بے شک اللہ قوت والا اور سخت عذاب والا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۔ ۱۶؎

ترجمہ۔ بے شک تیرا رب قوت والا اور غالب ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ ۱۷؎

ترجمہ۔ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا۔ ۱۸؎

ترجمہ۔ اللہ قوت والا اور غالب ہے۔

اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ ۱۹؎

ترجمہ۔ بے شک وہ قوی ہے سخت عذاب والا۔

وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۔ ۲۰؎

ترجمہ۔ اور وہی قوت والا ہے اور غالب ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔ ۲۱؎

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی روزی دینے والا اور مضبوط قوت والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ ۲۲؎

ترجمہ۔ بے شک اللہ قوت والا۔ زبردست ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ترجمہ۔ بے شک گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کی توفیق اللہ کی طرف سے ہے۔ ۲۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تقوی کا سبب دین کی قوت ہے۔ ۲۴؎

روحانی وظیفہ:

اسم الْقَوِيُّ کو بکثرت پڑھنے والا شخص دشمنوں سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۵۔

۴۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۷۔

۵۔۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ڈاکٹر نور بلوک باقی (ترکی) مترجم۔سید محمد فیروز شاہ ص۔۱۱۷۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی۔۱۹۹۶ء۔

۶۔سورہ الفلق۔آیت۔۱۔

۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۱۳۰۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۸۔۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ڈاکٹر نور بلوک باقی (ترکی) مترجم۔سید محمد فیروز شاہ۔ص۔۱۸۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی۔۱۹۹۶ء۔

۹۔۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ڈاکٹر نور بلوک باقی (ترکی) مترجم۔سید محمد فیروز شاہ۔ص۔۲۲۹۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی۔۱۹۹۶ء۔

۱۰۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔جلد۔۱۔ص۔۷۶۴۔الفیصل پبلیشرز۔۲۰۰۵ء۔

۱۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۔

۱۲۔سورہ روم۔آیت۔۹۔

۱۳۔سورہ انفال۔آیت۔۶۵۔

۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۵۔

۱۵۔سورہ انفال۔آیت۔۵۲۔

۱۶۔سورہ ہود۔آیت۔۶۶۔

۱۷۔سورہ الحج۔آیت۔۷۴۔

۱۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۵۔

۱۹۔سورہ المومن۔آیت۔۲۲۔

۲۰۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۹۔

۲۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۸۔

۲۲۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۵۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۵۸۔

۲۳۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمَتِیْنُ

بڑی طاقت اور قوت والا

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ۔(الذاریات۔۵۸)

ترجمہ۔بے شک اللہ ہی روزی دینے والا،اور مضبوط قوت والا ہے۔

الْمَتِیْنُ۔عربی زبان کا لفظ ہے اس کا نمبر(۵۰۰اور عدد ۵)ہے۔الْمَتِیْنُ

الْمَتِیْنُ۔(م۔ت۔ن)سے مشتق ہے۔۱؎

الْمَتِنُ۔عربی زبان میں سخت،مضبوط اور ہموار زمین کو کہتے ہیں۔

الْمَتِنُ۔یمَتِنُ۔سے مراد وہ سخت اور مضبوط ہوا۔

الْمَتِیْنُ۔مضبوط پشت کی تلوار کو بھی کہتے ہیں۔

الْمَتَانُ۔سے مراد شدت،قوت،سختی اور مضبوطی کے ہیں۔

الْمَتِیْنُ۔عربی زبان میں ایسی ہستی کو کہتے ہیں جو اپنی ذات میں محکم اور مضبوط ہو۔

الْمَتِیْنُ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معنی اللہ کی گرفت مضبوط اور محکم ہے جبکہ اس کا قانون ہی کل کائنات میں رواں دواں اور جاری وساری ہے۔۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ۔۳؎

ترجمہ۔بے شک اللہ ہی روزی دینے والا اور مضبوط قوت والا ہے۔

اسم الْمَتِیْنُ کا نظام کائنات میں کردار:

نظام کائنات میں اسم الْمَتِیْنُ کی نفوذ پذیری جاری وساری ہے اللہ کی پکڑ اور تدبیر سے کوئی نہیں بچ سکتا اللہ تعالی بہترین تدبیر ساز ہے اللہ تعالی دشمنوں کو اس طرح سے گھیرتا ہے کے ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا کے وہ کس طرح سے اللہ کی تدبیر میں جکڑے جا چکے ہیں۔

وَاُمْلِیْ لَھُمْ ۚ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ۔۴؎ ترجمہ۔میری تدبیر نہایت محکم،مضبوط اور شدید ہے اور اس کا کوئی توڑ نہیں۔

اِنَّ كَيۡدِىۡ مَتِيۡنٌ ۔۵؎ ترجمہ۔میری تدبیر نہایت محکم،مضبوط اور شدید ہے جس کا کوئی توڑ نہیں۔

كَيۡدِىۡ مَتِيۡن كَيۡدِ۔ کے معنی خفیہ تدبیر۔

الۡمَتِيۡنُ۔ کے معنی مضبوط۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ۔جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہم ان کو بتدریج تباہی کی طرف اس طرح لے جائیں گے کے ان کو پتا بھی نہیں چلے گا۔۶؎

اللہ تعالی کفار کو ڈھیل دیتا ہے تاہم کفار اس ڈھیل کو اپنی کامیابی تصور کرتے ہوئے مزید اسلام مخالف سازشوں،تدابیر اور سرکشی میں تیز ہوجاتے ہیں لیکن دراصل وہ اپنی تباہی کے دھانے پر ہوتے ہیں یعنی کفار اور ظالموں کی رگ کٹ جائے گی کیونکہ اللہ کی تدبیر مستحکم بنیادوں پر استوار ہے جو کبھی ناکام نہیں ہوتی۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَكَمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا فَجَآءَهَا بَاۡسُنَا بَيَاتًا اَوۡ هُمۡ قَآئِلُوۡنَ فَمَا كَانَ دَعۡوٰٮهُمۡ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ۔

ترجمہ۔ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا پس ان پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت آیا یا جس وقت وہ دوپہر کو سو رہے تھے جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ ہم ظالم تھے۔۷؎

عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّكُفَّ بَاۡسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا‌ ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاۡسًا وَّاَشَدُّ تَـنۡكِيۡلًا ۔

ترجمہ۔اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔۸؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الۡقُوَّةِ الۡمَتِيۡنُ۔۹؎

ترجمہ۔بے شک اللہ ہی روزی دینے والا اور مضبوط قوت والا ہے۔

اِنَّ كَيۡدِىۡ مَتِيۡنٌ ۔۱۰؎ ترجمہ۔میری تدبیر نہایت محکم،مضبوط اور شدید ہے اور اس کا کوئی توڑ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی قوم اس وقت تک عذاب سے ہلاک نہیں ہوئی جب تک انھوں نے خود اس عذاب کا عذر بیان نہیں کیا راوی کہتے ہیں! میں نے پوچھا! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَكَمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا فَجَآءَهَا بَاۡسُنَا بَيَاتًا اَوۡ هُمۡ قَآئِلُوۡنَ فَمَا كَانَ دَعۡوٰٮهُمۡ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ۔

ترجمہ۔ ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا پس ان پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت آیا یا جس وقت وہ دوپہر کو سو رہے تھے جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کے ہم ظالم تھے۔ ۱۱ے

روحانی وظیفہ:

اسم الْمَتِیْنُ کا کثرت سے ورد کرنے والا شخص مصائب اور مشکلات سے محفوظ رہتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ سورہ الذاریات۔ آیت۔ ۵۸۔

۴۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۸۳۔

۵۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۸۳۔

۶۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۸۲۔

۷۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۴۔ ۵۔

۸۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۸۴۔

۹۔ سورہ الذاریات۔ آیت۔ ۵۸۔

۱۰۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۸۳۔

۱۱۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۵۔

اَلْوَلِیُّ

مددگار اور حمایتی

He who is the Friend of His righteous servants.

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ۔(شوریٰ۔۲۸)

ترجمہ۔وہی کارساز حمد کے لائق ہے۔

اَلْوَلِیُّ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۴۶ اور عدد ۱) ہے۔

اَلْوَلِیُّ ۔(و۔ل۔ی) سے مشتق ہے۔[۱]

اَلْوَلِیُّ ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی (۹۰) مرتبہ آیا ہے۔

اَلْوَلِیُّ ۔کے معنی کسی سے قریب اور نزدیک ہونا ہے۔

اَلْوَلِیُّ ۔دوست اور مددگار کو کہتے ہیں۔

اَلْوَلِیُّ ۔کی جمع اولیاء ہے۔

اَلْوَلِیُّ ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معنی دوست اور مددگار کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست اور مددگار ہے۔[۲]

اسم اَلْوَلِیُّ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْوَلِیُّ کا نظام کائنات میں مکمل عمل دخل پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ مومنین کا حمایتی، دوست اور مددگار ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد شفیق، مہربان، ان کا نگران اور نگہبان ہے چنانچہ جب انسان اللہ کی اطاعت خلوص دل سے کرتا ہے تو ایسے انسان کو اللہ کی دوستی رفاقت اور معرفت حاصل ہوجاتی ہے جو شخص اللہ کی رضا میں راضی ہوجائے اور اسی کی ذات پر اس کا توکل قائم ہوجائے تو پھر ایسے انسان کی فتح ونصرت اور مددغیب سے ہونے لگتی ہے جب انسان قوانین الٰہی کا خلوص دل سے پابند ہوجاتا ہے تو قرآن کریم کی رو سے رب کائنات اور انسان کے باہمی تعلقات میں محبت، رفاقت، استواری اور استحکام پیدا ہوجاتا ہے اور اللہ اپنے ایسے بندوں کا خود ولی وکارساز بن جاتا ہے جبکہ دوسری جانب جب انسان حکم الٰہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور بغیر کسی حجت کے تمام احکامات کو بروئے کار لاتا ہے تو وہ خود بھی اللہ کا ولی یعنی دوست بن جاتا ہے قرآن کریم میں ان کیفیات کا جا بجا متعدد آیات میں اظہار کیا گیا ہے یعنی اللہ کا اپنے دوستوں سے یہ وعدہ ہے!

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ ۳؎

ترجمہ۔ جو اللہ کے دوست ہیں جو ایمان لائے اور انھوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم ہے۔ اللہ کے دوستوں کے لئے دنیا اور آخرت کی بڑی کامیاں اور بشارتیں ہی بشارتیں ہیں یعنی دنیا اور آخرت ہی دونوں ہی زندگیوں میں وہ کامیاب اور مطمین ہوں گے اولیاء اللہ کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے کہ وہ کوئی مخصوص گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد ہوتے ہیں جبکہ قرآن کریم نے یہ واضح کر دیا کے ہر مومن ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہوتا ہے جیسے دنیا اور آخرت کی بے شمار کرم نوازیوں، کامیابیوں کامرانیوں اور نعمتوں سے نوازا جائے گا ایسے افراد کے لئے اللہ تعالی نے حزب اللہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۚ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم کبھی یہ نہیں پاؤ گے کے جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ بیٹے، بھائی یا اہل خانہ ہوں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے انھیں ایک روح عطا کر کے انھیں قوت بخشی ہے (اللہ) انھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے کیونکہ یہ حزب اللہ (اللہ کے گروہ کے لوگ) ہیں اور خبر دار رہو کے حزب اللہ (اللہ کے گروہ کے لوگ) ہی فلاح پانے والے ہیں۔ ۴؎

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔

ترجمہ۔ ایمان والوں (مومنوں) کا حامی و ناصر (یعنی دوست، ولی، کارساز صرف اور صرف) اللہ ہی ہے۔ ۵؎

ارشادات خداوندی:

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ۔ ۶؎ ترجمہ۔ وہی دوست اور قابل تعریف ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ ۷؎ ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی ولی ہے اور نہ کوئی نصیر۔

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۔ ۸؎ ترجمہ۔ اللہ کے سوا نہ کوئی ولی ہے اور نہ ہی نصیر۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ۔ ۹؎

ترجمہ۔ مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا۔ ۱۰؎ ترجمہ۔ اللہ کافی ہے ولی اور اللہ کافی ہے نصیر۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا۔

ترجمہ۔کیا وجہ ہے کے تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں، اور ہمارے لیے اپنے ہاں سے کوئی حمایتی کردے اور ہمارے لیے اپنے ہاں سے کوئی مددگار بنادے۔اا؎

لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا۔

ترجمہ۔جو کوئی برا عمل کرے گا وہ اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی ولی پائے گا اور نہ ہی نصیر۔۱۲؎

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا۔

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے (اللہ) انہیں ان کا پورا ثواب دے گا اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے گا، اور جن لوگوں نے انکار کیا اور تکبر کیا انہیں درد دینے والا عذاب دے گا اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار نہیں پائیں گے۔۱۳؎

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔

ترجمہ۔تمہارا دوست تو اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان دار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔۱۴؎

لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔

ترجمہ۔اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔۱۵؎

لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

ترجمہ۔مومنین کے لئے اپنے رب کے یہاں سلامتی کا گھر ہے اور وہی ان کا ولی ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔۱۶؎

أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ۔

ترجمہ۔تو ہی ہمارا ولی ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔۱۷؎

إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ۔

ترجمہ۔بے شک میرا حمایتی اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی، اور وہ نیکوکاروں کی حمایت کرتا ہے۔۱۸؎

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ۔

ترجمہ۔ جو اللہ کے ولی ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم۔ ۱۹؎

وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ اَوۡلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے پھر کہیں سے مدد نہ پاؤ گے۔ ۲۰؎

اَنۡتَ وَلِىّٖ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ۔

ترجمہ۔ تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا ولی ہے۔ ۲۱؎

مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا وَاقٍ ۔

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ کے سوا نہ کوئی ولی ہوگا اور نہ بچانے والا۔ ۲۲؎

وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ۔

ترجمہ۔ زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا تمھارا نہ کوئی ولی ہے اور نہ نصیر۔ ۲۳؎

نَحۡنُ اَوۡلِيَآؤُكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ۔

ترجمہ۔ ہم دنیا اور آخرت میں تمھارے ولی ہیں۔ ۲۴؎

حضرت زکریا کی دعا:

وَاِنِّىۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِىَ مِنۡ وَّرَآءِىۡ وَكَانَتِ امۡرَاَتِىۡ عَاقِرًا فَهَبۡ لِىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا۔

ترجمہ۔ بے شک میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو اپنے ہاں سے ایک وارث عطا کر۔ ۲۵؎

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيۡعُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اُولٰٓـئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۔

ترجمہ۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا، بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ ۲۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو دنیا سے بچاتا ہے۔ ۲۷؎

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو اللہ کی ملاقات سے محبت رکھے گا اللہ بھی اس کی ملاقات سے

محبت رکھتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ ۲۸؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! تمام کاموں میں سرفہرست اللہ کی معرفت (دوستی) ہے جبکہ اس کا ستون اطاعت الٰہی ہے۔ ۲۹؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم اَلْوَلِیُّ کا بکثرت ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو درجہ ولایت پر فائز فرما دیتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ یونس۔آیت۔۶۲۔

۴۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۲۔

۵۔سورہ محمد۔آیت۔۱۱۔

۶۔سورہ لشوریٰ۔آیت۔۲۸۔

۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۷۔

۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۲۰۔

۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۸۔

۱۰۔سورہ النسا۔آیت۔۴۵۔

۱۱۔سورہ النسا۔آیت۔۷۵۔

۱۲۔سورہ النسا۔آیت۔۱۲۳۔

۱۳۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۳۔

۱۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۵۔

۱۵۔سورہ انعام۔آیت۔۵۱۔

۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۷۔

۱۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۵۔

۱۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۹۶۔

۱۹۔سورہ یونس۔آیت۔۶۲۔

۲۰۔سورہ ہود۔آیت۔۱۱۳۔

۲۱۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۰۱۔

۲۲۔سورہ رعد۔آیت۔۳۷۔

۲۳۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۲۔

۲۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۳۱۔

۲۵۔سورہ مریم۔آیت۔۵۔

۲۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۷۔

۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْحَمِیْدُ
لائقِ تعریف

He who is the only one to be praised and glorified and thanked by all creatures.

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (فاتحہ۔۱)

ترجمہ۔ تمام تعریفیں اس کے لئے جو عالمین کا رب ہے۔

اَلْحَمِیْدُ۔ اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کا نمبر (۶۲ اور عدد ۸) ہے۔

اَلْحَمِیْدُ۔ (ح۔م۔د) سے مشتق ہے۔ ا ۔

اَلْحَمِیْدُ۔ کا لفظ اَلْحَمْدُ کا مفعول ہے۔ ۲ ۔

قرآن کریم میں اسم صفاتی اَلْحَمْدُ اور اَلْحَمِیْدُ (۷۰) مرتبہ دوسری صفات کے ساتھ آیا ہے۔

اَلْحَمِیْدُ۔ ایک ایسی قابل تعریف ہستی جو کے نادر اور شاہکار ہو اور جس کی صناعی کو دیکھ کر انسان بے ساختہ اس کی تحسین و ستائش یعنی Appreciation کرے۔ ۳ ۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ۔

ترجمہ۔ کیا تو رحمن کی آفرینش میں کوئی نقص دیکھتا ہے؟۔ ۴ ۔

اَلْحَمِیْدُ اللہ کا اسم صفاتی ہے یعنی تمام تعریفوں کا سزاوار ذات با کمال ہے جو واقعی مدح و ثناء کے لائق ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۔

ترجمہ۔ کہہ دو اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے اور اگرچہ اس کی مدد کے لیے ہم ایسا ہی اور سمندر لائیں۔ ۵ ۔

اسم اَلْحَمِیْدُ کا نظام کائنات میں کردار:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ:

ارشاد خداوندی ہے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ۶؎ ترجمہ۔ تمام تعریفیں اس کے لئے جو عالمین کا رب ہے۔

یعنی اس رب کے لئے تمام تعریفیں ہیں جو عالمین کا رب ہے اب عالمین کی وسعت کا ادراک فہم انسانی سے بالاتر ہے نجانے کتنی کہکشائیں، کتنے ستارے اور سیارے اور ان میں بسنے والی بے شمار مخلوقات جن کا خالق، مالک، رازق اللہ کی ذات بابرکات ہے اور اصل تعریف و توصیف کا سزاوار بھی وہی ہے۔

کائنات کی وسعت کے بارے میں حضرت قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں!

ایک کتاب المبین۔

ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔

ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔

ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔

ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔

یہ محض قیاس آرائی ہے کہ انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی ہے انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں وہاں بھی بھوک پیاس، خواب و بیداری، نفرت، محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر بالالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔

ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے اور ٹوٹتے ہیں اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ہر نظام میں الگ الگ ارض و سماوات، حیوانات، نباتات اور انس و جن ہیں۔ ۷؎

لہٰذا ایک سپر اسمارٹ کمپیوٹر سے بھی کتاب المبین کی زمینوں اور کہشانی نظام کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا حضرت قلندر بابا اولیاء مزید فرماتے ہماری زمین ی طرح بے شمار اور بھی زمینیں کائنات میں موجود ہیں جہاں آبادیاں قائم اور وہاں بھی انسان اور دیگر مخلوقات موجود ہیں نیز وہاں بھی انسانوں کو زندگی گزارنے کے تمام اسباب و وسائل مہیا ہیں۔ ۸؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلَآئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ۔

ترجمہ۔اللہ کے لئے ہر چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور ہر قسم کے جاندار اور فرشتے سب سجدہ کرتے ہیں۔۹؎

امام احمد رضا بریلوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں! ان بے شمار زمینوں میں بھی وحی اترتی ہے۔۱۰؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا۔

ترجمہ۔ ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔۱۱؎

روحانی علوم کے ماہرین کے مطابق! ہمیں جو سیارے نظر آتے ہیں ان میں کھربوں مخلوقات آباد ہیں البتہ ان کی حرکات وسکنات اور شکل وصورت میں مقداروں کا فرق ہے۔ یہ مخلوقات مختلف گیسیز، دھات، لکڑی، کرسٹل اور لوہے کی ہو سکتی ہیں۔

حضرت قلندر بابا اولیاء مزید فرماتے ہیں!

کائنات کا سارا یکجائی پروگرام لوح محفوظ پر منقوش ہے جو خالق کائنات کی تجلی سے بے شمار زمینوں پر ڈسپلے ہو رہا ہے تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار نواع اور انسانی شماریات سے زیادہ ان انواع کے افراد کائنات کے کل پرزے ہیں یہ کائناتی مشین ایک دائرے میں چل رہی ہے جس کی حرکت جزلاتجزیٰ سے شروع ہوتی ہے اور ماوریٰ ہستی ی طرف لوٹ جاتی ہے تاہم زمین وآسمان، درخت، پہاڑ، چرند پرند، حشرات الارض، فرشتے، جنات اور انسان اس عظیم الشان نظام کے اجزاء ہیں جن کے اشتراک سے حرکت کا منظم سلسلہ جاری وساری ہے البتہ انسان وہ فرد واحد ہے جو نظام کائنات کے میکنزم سے واقف ہے۔۱۲؎

کائناتی زمین اور اس میں پائی جانے والی مخلوقات کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَسْاَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔

ترجمہ۔آسمان اور زمین میں جتنے لوگ بھی ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں۔۱۳؎

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمینوں کی قسمیں بھی اسی کی مانند ان کے درمیان حکم نازل ہوتا ہے (یہ بات تمھیں اس لئے بتائی جا رہی ہے) تاکہ تم جان لو کے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔۱۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے لکھا!

وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔۱۵؎

تفسیر۔ یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے، آدم کی مثل آدم، نوح کے مثل نوح، ابراہیم کی مثل ابراہیم اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں! ابن بابویہ نے امام جعفر صادقؑ سے کتاب التوحید میں طویل حدیث سے روایت کیا ہے!

شاید تجھے یہ گمان ہے کے اللہ نے تمھارے سوا کسی بشر کو پیدا نہیں فرمایا؟ کیوں نہیں اللہ کی قسم اللہ نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے اور تم ان آدم کے آخری آدم کی اولاد ہو۔ ۱۶؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَالَّتِیٓ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِیۡهَا مِنۡ رُّوۡحِنَا وَجَعَلۡنٰهَا وَابۡنَهَآ اٰیَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔

ترجمہ۔ وہ عورت جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اسے اور اس کے بیٹے کو جہان کے لیے نشانی بنایا۔ ۱۷؎

اس آیت میں لفظ تمام جہانوں کا استعمال کیا گیا ہے جو قابل غور امر ہے۔

فتوحات مکیہ میں شیخ محی الدین ابن عربی حج کے موقع پر اپنے مشاہدات اور مکاشفات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

طواف کعبہ کے دوران انھیں ایک اور جماعت بھی طواف کرتی نظر آئی تاہم اس جماعت کے ایک فرد نے محی الدین ابن عربی سے یہ کہا! میں تمھارے اجداد میں سے ہوں ابن عربی نے ان سے پوچھا! آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا؟ تو انھوں نے کہا کے میری وفات کو چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) سال بیت گئے یہ سن کر محی الدین ابن عربی کو حیرت ہوئی انھوں نے کہا! ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کو تو ابھی صرف سات ہزار (۷،۰۰۰) سال سے زائد نہیں گزرے پھر آپ کی وفات کو چالیس ہزار برس کیسے گزر سکتے ہیں؟ اس پر اس شخص نے محی الدین ابن عربی سے پوچھا! تم کون سے آدم کی بات کر رہے ہو؟۔ ۱۸؎

اسی حوالے سے حضرت علیؑ کا قول اپنے اندر نہایت گہرے معنی رکھتا ہے!

آسمان کے ستاروں میں اسی طرح سے شہر آباد ہیں جس طرح سے کرہ ارض پر آباد ہیں۔

اسی نظریے کی توثیق میں امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں!

تمھارے اس پر جوش سورج اور چاند کےن علاوہ بھی کئی سورج اور چاند نظام شمسی میں موجود ہیں جن میں کثیر مخلوقات آباد ہیں نا تمھیں ان کا ادراک ہے اور نہ ہی وہ تمھارے بارے میں جانتی ہیں جب تک کے تمھارا علم اس مقام پر نہ پہنچ جائے۔

اسی حوالے سے علماء، صوفیاء اور اہل کشف لکھتے ہیں!

اس کائنات میں ۷۰،۰۰۰ (ستر ہزار) عالمین پائے جاتے ہیں جہاں انسانوں کی کثیر آبادیاں پائی جاتی ہیں۔ ۱۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق! اللہ نے ہر زمین پر بنی نوع انسانیت کے لئے پیغمبر بھیجے۔

وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ۔ ۲۰؎

تفسیر۔ یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے، آدم کی مثل آدم، نوح کے مثل نوح، ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ وَیُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ۔

ترجمہ۔اے جنات اور انسان کے گروہ! کیا تمھاری جنس میں تمھارے پاس رسول نہیں آئے؟ کہ وہ تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے اور تمھیں اس دن کے آنے سے ڈراتے۔۲۱؎

اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ۔

ترجمہ۔اللہ اپنی رسالت رکھنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔۲۲؎

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ۔

ترجمہ۔فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ ہی پیغام پہنچانے کے لیے چن لیتا ہے، بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔۲۳؎

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے جن کے دو دو تین تین اور چار چار بازو ہیں اور وہ پیدائش میں جو چاہتا زیادہ کردیتا ہے۔۲۴؎

وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوۡلُہُمۡ قُضِیَ بَیۡنَہُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ۔

ترجمہ۔ہر امت کا ایک رسول ہے، پھر جب ان کے پاس ان کا رسول آیا تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا گیا اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔۲۵؎

وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ ۔

ترجمہ۔ہر امت میں اللہ کے ڈرانے والے آئے ہیں۔۲۶؎

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو، پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی، پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔۲۷؎

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَہُمۡ ۔

ترجمہ۔ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اسی قوم کی بولی بولتا ہوا بھیجا تاکہ وہ رسول ان سے بیان کرے۔۲۸؎

آسمانی راستوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡحُبُکِ ۔۲۹؎ ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔

عربی زبان میں الۡحُبُکِ سے مراد راستوں کے ہیں یعنی زیر نظر آیت میں اللہ نے آسمانی لہر دار اور بل کھاتے ہوئے راستوں کی قسم کھائی ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۔

ترجمہ۔قسم ہے بارش برسانے والے آسمان کی۔ ۳۰؎

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ستاروں کی منزلوں کی قسم اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ ۳۱؎

وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا۔

ترجمہ۔آسمان کھول دیا جائے گا حتیٰ کے وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا۔ ۳۲؎

حضرت علیؑ نے آسمانی راستوں کے حوالے سے فرمایا!

اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو میں زمین کے راستوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ ۳۳؎

امام غزالی لکھتے ہیں! آسمانوں میں موجود ستاروں اور سیاروں میں جانے کے لئے راستے بنے ہوئے ہیں جہاں ایک ستارے کے افراد دوسرے ستارے کے افراد سے ملتے جلتے اور آتے جاتے ہیں۔ ۳۴؎

پھر قرآن میں اللہ نے اپنے لئے رب المشرقین اور رب المغربین کی اصطلاح بھی اپنائی ہے دنیا میں تو ایک ہی مغرب اور مشرق ہے لیکن کائناتی دنیاؤں میں بے شمار مشارق اور مغارب ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِنَّا لَقَادِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ۔

ترجمہ۔مالک مشرقین اور مغربین کی قسم ہم اتنی قدرت اور طاقت رکھتے ہیں کے ان لوگوں سے بہتر اور لوگ بدل لائیں گے اور ہم اس سے عاجز نہیں۔ ۳۵؎

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ۔ ۳۶؎

ترجمہ۔(اللہ) تمام مشرقین اور مغربین کا رب ہے۔

اسم صفاتی اَلْحَمِیْدُ نظام کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے تمام کائنات اللہ کی حمد ثناء بیان بھی کرتی ہے اور اپنے رب کو جانتی اور پہچانتی بھی ہے سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے۔کل اشیاء کائنات ہر لمحہ اللہ کی پاکی اور حمد وثناء بیان کرتی ہے صبح اور شام اس کو سجدہ کرتے ہیں اس کی ربوبیت اور تعریف وتمجید میں ہر وقت رطب للسان رہتے ہیں سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے جو اس سے روگردانی کرتے ہیں ورنہ کائنات کی تمام مخلوقات انسان سے زیادہ اللہ کی شکر گزار اور اس کی عارف ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ۔

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ اور درخت اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ ۳۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رشاد ہے! انسان سے زیادہ ہر شے اللہ کی مطیع ہے۔ ۳۸

ارشادات خداوندی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ۳۹ ترجمہ۔تمام تعریفیں اس کے لئے جو عالمین کا رب ہے۔

وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ۴۰ ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے جو تمام عالمین کا رب ہے

وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ۔

ترجمہ۔یہ قرآن رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا اتارا ہوا ہے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب پر ایک امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ ۴۱

وَاٰخِرُ دَعْوَاھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ۴۲

ترجمہ۔جنتیوں کا آخری قول یہی ہوگا کے سب تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہیں۔

وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ۴۳ ترجمہ۔کہا جائے گا کے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۔

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور اندھیروں اور روشنی کو بنایا۔ ۴۴

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا۔ ۴۵

ترجمہ۔جنتی یہ کہیں گے کے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں (سیدھی) راہ دکھائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ۔

ترجمہ۔اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اتنی بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحاق بخشے، بے شک میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے۔ ۴۶

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ ۴۷

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں لیکن اکثر اس بات کو نہیں جانتے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ دیجئے کے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے نہ اولاد اختیار کی اور نہ اس کی سلطنت میں کوئی اس کا شریک ہوا اور نہ ذلت سے بچانے والا اس کے لئے کوئی دوست ہے، اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو۔ ۴۸

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا۔

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں کوئی کمی یا کجی نہیں رکھی۔ ۴۹

فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔اے نوح! جب تو اور تیرے ساتھ کشتی میں بیٹھ جائیں تو کہہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں کے (پنجے) سے نجات دی۔۵۰؎

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے جن کے دو دو تین تین اور چار چار بازو ہیں اور وہ پیدائش میں جو چاہتا زیادہ کر دیتا ہے۔۵۱؎

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ۔

ترجمہ۔جنتی یہ کہیں گے کے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے غم دور کیا بے شک وہ ہمارا رب ہے اور بہت بخشنے والا ہے۔۵۲؎

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے، اور اسی کی حکومت ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔۵۳؎

وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ۔

ترجمہ۔اسی کے لئے تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں۔۵۴؎

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ۔اسی کے لئے بادشاہی ہے اسی کے لئے تعریف ہے۔۵۵؎

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ۔

ترجمہ۔جان لو کے اللہ بے پرواہ اور قابل تعریف ہے۔۵۶؎

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا۔

ترجمہ۔ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اس مین ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرے لیکن تم ان کی پاکی بیان کرنے کو نہیں سمجھتے۔۵۷؎

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کی ہے ہراس شے نے جو زمین اور آسمانوں میں ہے وہی زبردست دانا ہے۔۵۸؎

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

ترجمہ۔اللہ ہی کی تسبیح کی ہے ہراس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی غالب حمت والا ہے۔۵۹؎

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۔

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کی ہے ہراس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ ہی غالب اور حکیم ہے۔۶۰؎

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے وہ بادشاہ ہے قدوس ہے زبردست اور حکیم ہے۔۶۱؎

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔

ترجمہ۔اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کی بادشاہی ہے اسی کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اسی نے تو تمہیں پیدا کیا ہے پھر کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی مومن، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔۶۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسود بن سریع ؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو اپنی ثناء اور تعریف میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے زیادہ کوئی کلمہ پسند نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے اپنی ثناء کی ہے۔۶۳؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس کلام کی ابتداء اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے نہ کی جائے وہ نا تمام رہے گا۔۶۴؎

حضرت ابوسعید ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھاتے یا پیتے تو دعا کرتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔۶۵؎

حضرت معاذ بن انس ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کھانا کھا کر کہا کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے لئے ہیں جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھ کو بغیر کوشش اور طاقت کے یہ رزق عطا فرمایا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔۶۶؎

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی اپنا پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے۔۶۷؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے۔۶۸؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب کسی بلندی یا ٹیلے پر چڑھتے تو فرماتے! اے اللہ! ہر بلندی سے زیادہ بلندی تیرے لئے ہے اور ہر حمد سے بالا حمد تیرے لئے ہے۔ ۶۹؎

حضرت حکم بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہا تو تم نے اللہ کی نعمت کا شکر ادا کر دیا اور اللہ تعالیٰ تمھاری نعمت میں زیادتی کرے گا۔ ۷۰؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے آپ ﷺ نے درخت پر لاٹھی ماری تو سوکھے پتے زمین پر گرنے لگے پھر آپ ﷺ نے فرمایا!

بے شک!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے سے بندے کے گناہ اسی طرح سے جھڑتے ہیں جس طرح سے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ ۷۱؎

میزان پر بھاری کلمات۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم ۔ ۷۲؎

وضو نصف ایمان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میزان کو بھر لیتا ہے۔ ۷۳؎

حدیث ہے کے جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی طرف وحی فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کے دیکھو میرے بندے کی طرف کے وہ اپنی عیادت کرنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ اگر وہ اللہ کی حمد و ثناء اور کلمہ خیر کہتا ہے تو اس کے لئے دعا کرو اور اگر وہ شکایت اور برے کلمات کہتا ہے تو پھر اس طرح نہ کرنا۔ ۷۴؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، میں عرض کیا کے یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا! تم سے جس قدر ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور تم جو برا کام کرو اس کے بعد توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ کرو اور کھلم کھلا گناہ کی توبہ کھلم کھلا کرو۔ ۷۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس وقت بھی میری حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔ ۷۶؎

حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کی مدح تک لوگوں کی رسائی نہیں جس کی نعمتوں کو گننے والے گن ہی نہیں سکتے اور نہ ہی کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ بلند پرواز ہمتیں اس کو پا سکتی ہیں عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ ۷۷؎

ذکر الٰہی خدا کا نور ہے عافیت کے دس جز ہیں جن میں سے ذکر الٰہی کے علاوہ نو اجزاء خاموشی میں ہیں اور ایک جز بے وقوفوں کی صحبت سے پرہیز میں ہے ہر وہ بات جو ذکر الٰہی سے خالی ہو وہ لغو ہے۔ ۷۸؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم اَلْحَمِیْدُ کو بکثرت پڑھے گا خلق خدا میں اس و عزت، محبت اور ستائش حاصل ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ الملک۔آیت۔۳۔

۵۔سورہ کہف۔آیت۔۱۰۹۔

۶۔سورہ الفاتحہ۔آیت۔۱۔

۷۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۔۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔

۸۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۰۰۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔

۹۔سورہ النحل۔آیت۔۴۹۔

۱۰۔کنز ایمان۔احمد رضا بریلوی۔ص۔۴۳۴۔ناشر۔پیر بھائی کمپنی اردو بازار لاہور۔۱۹۹۰۔

۱۱۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔

۱۲۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۳۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۹۰ء۔

۱۱۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۹۔

۱۴۔سورہ لطلاق۔آیت۔۱۲۔

۱۵۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔((روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم واسبع المنانی۔

علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی(متوفی۔)۔جز۔اول۔ص۔۹۔۷۔ادارہ الطباعہ المغیر یہ المصر یہ۔۱۳۵۳ھ۔

۱۶۔روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم واسبع المنانی۔علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی(متوفی۔)۔جز۔اول۔ص۔۱۸۱۔ادارہ الطباعہ المغیر یہ المصر یہ۔۱۳۵۳ھ۔

۱۷۔سورہ الانبیا۔آیت۔۹۱۔

۱۸۔فتوحات مکیہ۔الشیخ ابوعبداللہ محمد بن علی العربی(متوفی۔)۔ص۔۱۲۶۔مطبع دارالکتب مصر۔۱۳۳۹ھ۔

۱۹۔فقیر رنگ۔سید سرفراز ائے شاہ۔ص۔۱۱۸۔جہانگیر بکس لاہور۔۲۰۱۱ء۔

۲۰۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔

۲۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۰۔

۲۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۴۔

۲۳۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔

۲۴۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔

۲۵۔سورہ یونس۔آیت۔۴۷۔

۲۶۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۴۔۲۵۔

۲۷۔سورہ النحل۔آیت۔۳۶۔

۲۸۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۔

۲۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۷۔

۳۰۔سورہ طارق۔آیت۔۱۱۔

۳۱۔سورہ واقعہ۔آیت۔۷۵۔۷۶۔

۳۲۔سورہ النبا۔آیت۔۱۹۔

۳۳۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔متر۔جم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ لاہور۔ص۔۵۰۴۔خطبہ نمبر۔۱۸۷۔

۳۴۔الحکمۃ فی المخلوقات اللہ۔امام غزالی۔مترجم۔مولوی محمد علی لطفی۔ص۔۲۲۔مکتبہ۔۳۰ نیو کراچی اہوسنگ سوسائٹی کراچی۔۱۹۶۰ء۔

۳۵۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۰۔۴۱۔

۳۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۷۔

۳۷۔سورہ الحج۔آیت۔۱۸۔

۳۸۔کنز العمال۔علامہ علی تقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔

۳۹۔سورہ الفاتحہ۔آیت۔۱۔

۴۰۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔

۴۱۔سورہ الشعرا۔آیت۔۱۹۲۔۱۹۳۔

۴۲۔سورہ یونس۔آیت۔۱۰۔

۴۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔

۴۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۔

۴۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۳۔

۴۶۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۹۔

۴۷۔سورہ النحل۔آیت۔۷۵۔

۴۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۱۔

۴۹۔سورہ کہف۔آیت۔۱۔

۵۰۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۸۔

۵۱۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔

۵۲۔سورہ الزمر۔آیت۔ ۴۷۔

۵۳۔سورہ القصص۔آیت۔۷۰۔

۵۴۔سورہ روم۔آیت۔۱۸۔

۵۵۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۔

۵۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۷۔

۵۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۴۴۔

۵۸۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۔

۵۹۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۔

۶۰۔سورہ کہف۔آیت۔۱۔

۶۱۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۱۔

۶۲۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۔۲۔

۶۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۶۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۶۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۶۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۶۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۶۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۶۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۷۰۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۱۔ص۔۹۰۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۷۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۷۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۷۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۷۴۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۷۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۲۰۔رقم الحدیث۔۱۵۹۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔بیروت۔

۷۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔رقم الحدیث۔ ۴۴۹۴۔مطبوعہ داع الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۱ھ۔

۷۷۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۱۔ص۔۲۹۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔

۷۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمُحْصِیُ

اپنے علم اور شمار میں رکھنے والا یا گھیرنے والا

He who knows the number of all things although they cannot be counted, and nows each of them.

لَّقَدْ اَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۔(مریم۔ ۹۴)

ترجمہ۔ بے شک وہ سب پر محیط ہے، اور اس نے ان کو شمار کر رکھا ہے۔

اَلْمُحْصِیُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا نمبر (۱۴۸ اور عدد ۴) ہے۔

اَلْمُحْصِیُ ۔(ح۔ص۔ی) سے مشتق ہے۔اؔ

اَلْمُحْصِیُ ۔کے معانی گننے کے ہیں۔

اَلْحِصِیُ ۔عربی زبان میں چھوٹی چھوٹی کنکریوں یا سنگریزوں کو کہتے ہیں کیونکہ اہل عرب ابتداء میں چیزوں کو گننے کے لئے کنکریوں کی مدد لیا کرتے تھے۔

اَلْحِصِیُ ۔سے ہی ایک لفظ احصاء بھی ہے۔

احصاء ۔سے مراد گنتی کرنے کے بعد کسی چیز کو حاصل کر لینا اور اس کو اپنے احاطے میں لے لینا۔

اَلْمُحْصِیُ ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی جس کے معانی شمار کرنے والا خوب یاد رکھنے والا اور گن گن کر رکھنے والا۔ ۲ؔ

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا۔ ۳ؔ ترجمہ۔ہم نے ہر ایک چیز کو گن گن کر لکھ رکھا ہے۔

اسم اَلْمُحْصِیُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْمُحْصِیُ کی نظام کائنات میں نہایت عمیق نفوذ پذیری پائی جاتی ہے یعنی اللہ کے علم میں کائنات کی کل جزئیات اور کلیات ہیں جن سے وہ اچھی طرح سے باخبر ہے انسان چونکہ اشرف المخلوق اور مکلف ہے لہٰذا اس کے اعمال و کردار پر بھی اللہ کی گہری نظر ہے کیونکہ انسانوں کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے اور ان پیغمبروں کی بعثت کا اصل مقصد انسانوں کی

ہدایت اور اصلاح تھی چنانچہ ہدایت اور رہنمائی کے اس قدر اہتمام کے بعد ضروری ہے کہ بنی نوع انسانیت اللہ کے بتائے ہوئے پیغامات پر نہ صرف عمل کرے بلکہ دنیا اور آخرت میں سر بلند اور کامیاب بھی ہو سکے۔

غور طلب نکتہ یہ ہے کے انسانوں کی کثیر تعداد جو انسانی شماریات تو ایک طرف دنیا کے سپر ڈو پر کمپیوٹرز پر بھی ان کے ریکارڈ کو بنانا ناممکنات میں سے ہے چہ جائیکہ ان کے ہر چھوٹے بڑے اعمال کا ریکارڈ اور حساب کتاب بالکل ٹھیک اندازے سے گننا یا لکھنا عقل انسانی کو حیران اور ششدر کرنے کے لئے کافی ہے اسم اَلْمُحْصِیْ انسانی اعمال کے ریکارڈز کو گننے، لکھنے، ناپنے، شمار کرنے اور خوب یاد رکھنے پر مامور اسم مبارک ہے۔

اللہ کے اسم صفاتی اَلْمُحْصِیْ کے آگے دنیا کے سپر فاسٹ کمپیوٹرز بھی ناکارہ اور ہیچ ہیں اللہ تعالی اپنے بندوں کے جو بے شمار کائناتی دنیاؤں میں آباد ہیں کے تمام اعمال کو ان کی نیتوں کے ساتھ نا صرف لکھ، گن، ناپ اور شمار کر رہے ہیں بلکہ یہ سب Data ایک نہایت عظیم اور تیز رفتار کمپیوٹر میں Save بھی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا۔

ترجمہ۔ہم نے ہر آدمی کا نامۂ اعمال اس کی گردن کے ساتھ لگا دیا ہے، اور قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال نکال کر سامنے کر دیں گے، اپنا نامہ اعمال پڑھ لے، آج اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے۔ ۴؎

یعنی انسان کے سامنے ایک فلم کی طرح اس کے اعمال کا ریکارڈ پیش کر دیا جائے گا جس کا وہ انکار نہیں کر پائے گا۔

دوسرا انتہائی اہم نکتہ یہ ہے کے اعمال تو ایک جانب لکھے جا رہے ہیں دوسری جانب انسان کی نیت کو دیکھتے ہوئے جزا اور سزا کا فیصلہ بھی کیا جا رہا ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور بے شک انسان وہی کچھ پائے گا جو اس نے نیت کی ہوگی۔ ۵؎

ابو کشبہ انماری ؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس امت کی مثال چار لوگوں جیسی ہے۔

۱۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ اپنے مال اور علم کے مطابق اپنے مال میں تصرف کرتے ہوئے اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔

۲۔ ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے علم تو دیا ہے لیکن مال نہیں دیا تو وہ یہ کہتا ہے کے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو اللہ کی راہ میں (پہلے والے شخص) کی طرح خرچ کرتا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔

۳۔ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے مال تو عطا کیا ہے لیکن علم عطا نہیں کیا اور وہ اپنے مال کو غلط راستے پر ناحق خرچ کرتا ہے۔

۴۔ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے نہ ہی علم دیا اور نہ ہی مال دیا لیکن وہ یہ کہتا ہے:
اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو (تیسرے شخص) کی طرح ناحق خرچ کرتا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔۶؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔۷؎
رومی لکھتے ہیں! انسان کی اصل ہستی اس کی سوچ اور نیت ہے باقی جسم تو ہڈیوں اور گوشت سے مرکب ہے۔
روز قیامت اللہ تعالی کا نظام عدل وانصاف قائم ہوگا میزان رکھ دی جائے گی جس میں انسانوں کے اعمال تولے جائیں گے۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

ترجمہ۔جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہے وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔۸؎

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنۡ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفۡهَا وَيُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡهُ اَجۡرًا عَظِيۡمًا۔

ترجمہ۔بے شک اللہ کسی کا ایک ذرہ برابر بھی حق نہیں رکھتا، اور اگر نیکی ہو تو اس کو دگنا کر دیتا ہے اور اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتا ہے۔۹؎

انسانوں کے اعمال کا درست حساب کتاب رکھنے کے لئے اللہ تعالی کے اس نظام میں فرشتے بھی موجود ہیں جو انسانوں کے اعمال کو ریکارڈ اور مرتب کرتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰفِظِيۡنَ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ۔

ترجمہ۔بے شک تم پر نگہبان ہیں اور وہ کراماً کاتبین ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔۱۰؎

وَهُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ وَيُرۡسِلُ عَلَيۡكُمۡ حَفَظَةً حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ تَوَفَّتۡهُ رُسُلُنَا وَهُمۡ لَا يُفَرِّطُوۡنَ۔

ترجمہ۔اللہ تم پر نگہداشت کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے، یہاں تک کے جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اسے قبضہ میں لے لیتے اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔۱۱؎

اِذۡ يَتَلَقَّى الۡمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيۡدٌ مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ وَنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ ذٰلِكَ يَوۡمُ الۡوَعِيۡدِ وَجَآءَتۡ كُلُّ نَفۡسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيۡدٌ لَقَدۡ كُنۡتَ فِىۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا فَكَشَفۡنَا عَنۡكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الۡيَوۡمَ حَدِيۡدٌ۔

ترجمہ۔جب کہ ضبط کرنے والے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ضبط کرتے جاتے ہیں، وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے، اور موت کی بے ہوشی تو ضرور آ کر رہے گی، یہی ہے وہ جس سے تو گریز کرتا تھا، اور صور میں پھونکا

جائے گا، وعدہ عذاب کا دن یہی ہے، اور ہر ایک شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا ہوگا، بے شک تو اس دن سے غفلت میں رہا پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ دور کر دیا پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے۔ ۱۲؎

روز قیامت جب لوگوں کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا تو یہ کام اللہ کے لئے نہایت سرعت، آسان اور تیز رفتار ہوگا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ۔

ترجمہ۔ ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے جیسے پلک کا جھپکنا۔ ۱۳؎

وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا۔

ترجمہ۔ اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔ ۱۴؎

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کسی پر رائی کے دانے کے ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرے گا۔ ۱۵؎

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا۔

ترجمہ۔ آپ کا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔ ۱۶؎

ارشادات خداوندی:

هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا۔ ۱۷؎

ترجمہ۔ اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرمین اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کتاب ہے جس میں ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اس میں درج نہیں جو کچھ انھوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا برابر ظلم نہیں کرے گا۔

لَّقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا۔ ۱۸؎

ترجمہ۔ وہ سب پر محیط ہے اور اس نے ان کو شمار کر رکھا ہے۔ سب روز قیامت فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ ۱۹؎

ترجمہ۔ ہم یقیناً ایک دن مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں اور جو کچھ افعال انھوں نے کئے ہیں وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں اور جو کچھ آثار انھوں نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی ہم ثبت کر رہے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ ۲۰؎

ترجمہ۔ اس دن یہ ذلت کا عذاب ہوگا جب اللہ ان سب کو پھر سے زندہ کر کے اٹھائے گا اور انھیں بتا دے گا وہ کیا کچھ کر کے آئے ہیں وہ سب کچھ بھول گئے مگر اللہ نے ان کا سب کیا دھرا گن گن کر محفوظ کر رکھا ہے اور اللہ ایک ایک چیز پر شاہد ہے۔

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۔ ۲۱؎

ترجمہ۔ تاکہ وہ (رسول) یہ جان لیں کے انھوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچادئے اور وہ (اللہ) ان کے پورے ماحول کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور ایک ایک چیز کو اس نے گن رکھا ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا۔ ۲۲؎۔ ترجمہ ہم نے ہر ایک چیز کو گن گن کر لکھ رکھا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۔ ۲۳؎ بے شک تمھارا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر نماز کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے! **اللھم حاسبنی حسابا یسیرا** ۔

ترجمہ۔ اللہ میرے اعمال کا آسان حساب لیجئے گا۔

حضرت عائشہؓ نے پوچھا! آسان حساب سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آسان حساب کا مطلب یہ ہے کے انسان اپنے اعمال نامہ کو دیکھ لے اور اللہ اس سے درگزر فرمائے اور عائشہ! حقیقت تو یہ ہے کہ! اس دن جس شخص کا حساب کھل گیا سمجھ لو وہ برباد ہو گیا۔ ۲۴؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا اور لاشریک ہے وہ دلوں کی نیتوں اور انسان کے اندر کے بھید کو بھی جانتا ہے وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ ہر شے پر چھایا ہوا ہے ہر شے پر اس کا زور چلتا ہے۔ ۲۵؎

اللہ تعالی نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب و کتاب قرار دیا ہے۔ ۲۶؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص ہر روز ۱۰۰ مرتبہ یا مُحْصِیُ کا ورد کرے گا وہ روز قیامت حساب کتاب کی سختی سے محفوظ و مامون رہے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔
۳۔ سورہ النبا۔ آیت۔ ۲۹۔
۴۔ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۱۳۔ ۱۴۔
۵۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔ دار ارقم بیروت۔

سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۸۔سورہ الزلزال۔آیت۔۷۔۸۔
۹۔سورہ النسا۔آیت۔۴۰۔
۱۰۔سورہ النفطار۔آیت۔۱۰۔۱۲۔
۱۱۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۱۲۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔۲۲۔
۱۳۔سورہ القمر۔آیت۔۵۰۔
۱۴۔سورہ النسا۔آیت۔۸۴۔
۱۵۔سورہ النسا۔آیت۔۴۰۔
۱۶۔سورہ کہف۔آیت۔۴۹۔
۱۷۔سورہ کہف۔آیت۔۴۹۔
۱۸۔سورہ مریم۔آیت۔۹۴۔
۱۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۱۲۔
۲۰۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۶۔
۲۱۔سورہ جن۔آیت۔۲۸۔
۲۲۔سورہ النبا۔آیت۔۲۹۔
۲۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۶۵۔
۲۴۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دارارقم۔بیروت۔
۲۵۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۶۸۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز۔راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔
۲۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمُبْدِیُ
پہلی بار پیدا کرنے والا

He who has created for the first time all beings from nothing and without any model.

فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ۔(العنکبوت۔۲۰)

ترجمہ۔دیکھو اللہ نے کس طرح پہلی بار آفرینش شروع کی۔

اَلْمُبْدِیُ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پہلی بار پیدا کرنے والا۔اس اسم کا نمبر(۵۶اور عدد ۲ ہے)۔

اَلْمُبْدِیُ۔(ب۔د۔ا) سے مشتق ہے۔۱؎

کل کائنات اور اس میں موجود ہر طرح کی مخلوقات کا خالق اور مالک اللہ ہی کی ذات ہے جو کچھ اس کے علم و ارادے میں تھا جب اس نے 'کن' کہا تو وہ شے تخلیق پا گئی۔

اَلْبَدِیُ۔کا مطلب سردار اول۔۲؎

اسم اَلْمُبْدِیُ کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالیٰ نے ہی سب سے پہلے خلق کی ابتداء کی اور جو شے بھی تخلیق کی وہ کیا خوب تخلیق کی یعنی عقل انسانی حیران و ششدر ہے ہر شے اور مخلوق کا ایک مکمل اور بے عیب Mechanism (یعنی تکنیکی پہلو) ہے جو اس کے سسٹم کو نہایت کامیابی سے چلا رہا ہے ہر مخلوق کی خاص ساخت، شناخت، شکل وصورت، عادات و مزاج مخصوص DNA، اس کی زندگی، موت، تقدیر، سانس لینے کے دورانیے، غذائی عادات، دکھ سکھ، بیماری اور صحت الغرض تمام اشیاء کائنات اسی نظام کے تحت قائم و دائم ہیں لہٰذا جہاں جہاں یہ نظام جاری و ساری ہے وہاں اللہ کی کئی صفات الٰہیہ کے ساتھ ساتھ 'المبدیٰ' بھی پوری قوت کے ساتھ نفوذ پذیر ہوگی۔

ارشادات خداوندی:

فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰہُ۔

ترجمہ۔دیکھو اللہ نے کس طرح پہلی بار آفرینش شروع کی۔۳؎

اَوَلَمۡ یَرَوۡا کَیۡفَ یُبۡدِئُ اللّٰہُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ۔

ترجمہ۔کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح پہلی دفعہ مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا، بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔ ۴؎

اَوَلَا یَذۡکُرُ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰہُ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ یَکُ شَیۡئًا۔

ترجمہ۔کیا انسان کو یاد نہیں کے ہم پہلے اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا؟۔ ۵؎

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ۔

ترجمہ۔آسمان وزمین کا وہی موجد ہے اور جب وہ کسی کام کی ٹھان لیتا ہے تو اس کے لئے فرماتا ہے کہ 'کن' تو وہ ہوجاتا ہے۔ ۶؎

اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ۔

ترجمہ۔اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ ۷؎

لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَکۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ۔بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش لوگوں کی پیدائش سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ۸؎

لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ۔

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے۔ ۹؎

وَرَبُّکَ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخۡتَارُ۔ترجمہ۔اور تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ ۱۰؎

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ۔

ترجمہ۔جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی، اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔ ۱۱؎

کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِیۡدُہٗ۔

ترجمہ۔جس طرح سے ہم نے ابتداء میں تمھاری آفرینش کی ہے۔ ۱۲؎

کَمَا بَدَاَکُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ۔

ترجمہ۔جس طرح سے اللہ نے تمھیں ابتداء میں پیدا کیا ہے۔ ۱۳؎

وَہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ وَیَوۡمَ یَقُوۡلُ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ؕ قَوۡلُہُ الۡحَقُّ۔

ترجمہ۔اللہ نے زمین وآسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور جس دن وہ کہتا ہے کہ 'کن' تو وہ ہوجاتا ہے۔ ۱۴؎

یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔

ترجمہ۔مخلوق کی بناوٹ میں جو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱۵؎

اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔

ترجمہ۔وہی اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔١٦؎

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۔

ترجمہ۔کہہ دو کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوقات کو پیدا کرے پھر اسے دوبارہ زندہ کرے، کہہ دو اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا، سو تم کہاں پھرے جاتے ہو۔١٧؎

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ۔

ترجمہ۔ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے پس کیوں تم تصدیق نہیں کرتے۔١٨؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے ہفتہ کے دن مٹی (زمین) پیدا کی، اتوار کے دن اس میں پہاڑ نصب کئے، پیر کے دن درخت پیدا کئے، منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا کیا، بدھ کے دن نور پیدا کیا، جمعرات کے دن زمین میں جانور پیدا کئے اور جمعہ کی آخری ساعت میں عصر اور مغرب کے درمیان آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔١٩؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ نے سب سے پہلے خلق کی ابتداء فرمائی بغیر کسی گزشتہ تجربے کے اس نے بے جوڑ چیزوں میں توازن وہم آہنگی پیدا کی ہر شے کو جداگانہ طبیعت ومزاج کا حامل بنایا اور ان طبیعتوں کے لئے مناسب صورتیں ضروری قرار دیں وہ ذات پاک ان کے وجود میں آنے سے پہلے انھیں جانتا تھا اور ان سب کی حدود ونہایت پر احاطہ کے ساتھ ساتھ ان کے نفوس اور اعضاء کو بھی جانتا اور پہچانتا تھا پھر اس نے شادہ فضاء، وسیع اطراف واکناف اور خلاء کی وسعتیں خلق کیں۔٢٠؎

روحانی وظیفہ:

حفاظت حمل کے لئے یَامُبْدِیُ کا ورد بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

١۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ١٤٠٥ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔١٩٩٨ء۔

٢۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ١٤٠٥ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔١٩٩٨ء۔

٣۔سورہ العنکبوت۔آیت۔٢٠۔

٤۔سورہ العنکبوت۔آیت۔١٩۔

٥۔سورہ مریم۔آیت۔٦٧۔

۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔
۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۷۔
۸۔سورہ المومن۔آیت۔۵۷۔
۹۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۴۹۔
۱۰۔سورہ القصص۔آیت۔۶۸۔
۱۱۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۱۲۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۴۔
۱۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۹۔
۱۴۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۱۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۱۶۔سورہ یونس۔آیت۔۴۔
۱۷۔سورہ یونس۔آیت۔۳۴۔
۱۸۔سورہ الانبیا۔آیت۔۶۴۔
۱۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۰۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ اول۔ص۔۹۲۔رومیل ہاؤس آف پبلی کیشنز۔۲۰۱۶ء۔

اَلْمُعِيْدُ

دوبارہ پیدا کرنے والا

He who restores all beings.

قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُه۔(یونس۔ ۳۴)

ترجمہ۔ کہہ دو اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا۔

اَلْمُعِيْدُ۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی دوبارہ پیدا کرنے کے ہیں۔ اس کا نمبر (۱۲۴ اور عدد ۷ ہے)۔
اَلْمُعِيْدُ۔ (ع۔و۔د) سے مشتق ہے جس کے معانی لوٹنا یا لوٹانا کے ہیں۔ ا؎
اَلْمُعِيْدُ۔ کے معنی دوبارہ لوٹانا۔ ۲؎
اللہ کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں یہ بات اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں وضاحت اور تواتر کے ساتھ کئی بار بیان کر چکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مصروف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی آیات کفار مکہ کے سامنے تلاوت کرتے اور انھیں یہ بتاتے کے یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے اور روز آخرت تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور حساب وکتاب کے بعد داخل جنت یا جہنم کئے جائیں گے اس پر کفار مکہ نے یہ کہا کہ! بھلا ہم دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے؟ جبکہ ہمارے باپ دادا تو مٹی ہو چکے اور اب وہ دوبارہ کیسے زندہ کئے جائیں گے؟ کفار کے انھی سوالات کے جواب میں کئی آیات کا نزول ہوا جو کے درج ذیل ہیں۔

اسم اَلْمُعِيْدُ کا نظام کائنات میں کردار:

انسان کی موت چاہے کسی بھی طرح سے واقع ہو چاہے اس کا جسم زمین کھا جائے یا وہ سمندر میں ڈوب کر مچھلیوں کی غذا بن جائے یا خونخوار جانور اس کو چیر پھاڑ کر کھا جائیں یا وہ جل کر راکھ بن جائے یا کسی بم بلاسٹ میں اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اس کے جسم کے اعضاء متعدد قبروں میں دفن ہو جائیں الغرض انسان کا جسم مٹی ہو جائے، لوہا ہو جائے یا پتھر اللہ تعالیٰ کے لئے اسے روز محشر دوبارہ زندہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔

روز محشر اسم اَلْمُعِيْدُ کی تجلیات:

یہ اللہ کی شان کریمی ہے کے وہ جس چیز کا چاہے اعادہ کرلے تا ہم کائنات میں جب بھی کہیں اعادہ کرنے کی صورت حال پیدا ہو تو

اس کا مطلب یہ ہے کے اللہ کی صفت اَلْمُعِیْدُ اس جگہ پر نفوذ پذیر ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَکُمْ وَنُنْشِئَکُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ ۳ ؎

ترجمہ۔ہم اس بات سے عاجز نہیں کے تمھیں تمھاری مثل سے بدل دیں اور تمھیں اس جہان میں پیدا کریں جسے تم نہیں جانتے۔

یہ کیفیت روز قیامت میں مردہ انسانی اجسام کے ساتھ تو ہو گی لیکن جنت میں جانے سے قبل بھی اسم اَلْمُعِیْدُ تمام انسانوں پر نفوذ پذیر ہوگا اور جنت میں جانے والے تمام انسان نو جوان اور خوبصورت ہو جائیں گے اس ضمن میں سب سے اہم بات تو یہ ہے کے جنت میں مرد و عورت کو بہترین جوانی کے ایام دئے جائیں گے پھر وہاں سب مرد و عورت کے جوڑے ہوں گے استثنائی حالات کے لئے استثنائی ضابطے ہوں گے مثلاً اگر کسی جنتی خاتون کے دنیا میں ایک سے زائد شوہر ہوں گے تو اسے جنت میں یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ جس شوہر کے ساتھ چاہے رہ سکتی ہے جنت میں رہنے والے کا جوڑا اس کے لئے کائنات کا سب سے زیادہ حسین ترین جوڑا ہو گا جس سے اس کو مکمل لطف و اطمینان میسر ہو گا اور وہ کبھی بھی اپنے جوڑے سے اکتاہٹ محسوس نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی دوسرے جوڑے کے لئے رشک و حسد محسوس کریں گے ہر جوڑے کی ہر ملاقات ایسی ہو گی جیسے دو کنوارے افراد پہلی مرتبہ آپس میں ملتے ہوں لفظ حور احوار کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ایسی حسین و جمیل خاتون جس کی ترکیب مثالی حد تک متوازن ہو قرآن میں یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ایک تو اس معنی میں کے ہر جنتی عورت کو حور کی تمام صفات دی جائیں گی اور وہ نسوانی حسن جمال، شرم و حیاء اور کشش کا مرقع ہو گی۔

۲۔پھر جنت میں اہل ایمان مردوں کے ساتھ ان کے جوڑے بنا دئے جائیں گے۔

اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ۔

ترجمہ۔جنتی مرد اور ان کی بیویاں (جنت میں) گھنے سایوں میں ہوں گے اور مسندوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ ۴ ؎

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ۔

ترجمہ۔ان کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوبصورت آنکھوں والی (عورتیں ہوں گی گویا کہ شتر مرغ کے محفوظ انڈے)۔ ۵ ؎

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ۔

ترجمہ۔ان کے پاس شرمیلی کم سن بیویاں ہوں گی۔ ۶ ؎

مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔

ترجمہ۔تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں، اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔ ۷ ؎

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ۔

ترجمہ۔ جنت کی ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنھیں ان جنتوں سے پہلے نا تو کسی انسان نے اور نہ ہی کسی جن نے چھوا ہوگا (یعنی ان خواتین کو نئے سرے سے کنوارا پیدا کیا جائے گا)۔ ۸؂

حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔

ترجمہ۔ خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں اور تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟۔ ۹؂

وَحُورٌ عِينٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ۔

ترجمہ۔ ان کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی ایسی خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے گئے موتی۔ ۱۰؂

حضرت ام سلمیٰؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی، وَحُورٌ عِينٌ ۔ ۱۱؂ بڑی آنکھوں والی حور سے متعلق بتائیے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! حور کے معنی ہیں سفید اور عین کے معنی ہیں موٹی آنکھوں والی یعنی ان کی پلکیں گرگس کے پر کی مانند ہوں گی پھر انھوں نے عرض کیا کے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم 'كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ'۔ ۱۲؂

گویا وہ یاقوت اور مونگے کی مثل ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ اس طرح صاف وشفاف ہوں گی جس طرح سیپی میں موتی جس کو کسی نے نہ چھوا ہو پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم 'عُرُبًا أَتْرَابًا'۔ ۱۳؂

کے بارے میں بتائیے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! محبت کرنے والیاں ہم عمر پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں بڑھاپے میں فوت ہوگئیں اللہ تعالیٰ نے انھیں بوڑھی ہونے کے بعد دوبارہ کنواری اور دوشیزہ بنا دے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عربا کے معنی ہیں عشق ومحبت کرنے والیاں اور اترابا کے معنی ہم عمر، حضرت ام سلمیٰؓ بیان کرتی ہیں، میں نے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا پھر بڑی آنکھوں والی حوریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دنیا کی عورتیں زیادہ افضل ہیں بڑی آنکھوں والی حوروں کے بالکل اسی طرح سے جس طرح سے ابری، استر سے زیادہ افضل ہوتی ہے تو حضرت ام سلمیٰؓ نے پوچھا! وہ کس طرح سے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ اللہ کے لئے ان کے نماز اور روزوں کی وجہ سے اور اللہ ان کے چہروں کو ایسا نور پہنائے گا اور ان کے جسموں کو ایسا ریشم کا لباس پہنائے گا کے جس کا رنگ سبز ہوگا جبکہ نور کی وجہ سے ان کا چہرہ سفید ہوگا۔

إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان عورتوں کو خاص طرز سے پیدا کیا ہے سو ہم نے ان کو کنواری بنایا اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں اور آپس میں ہم عمر۔ ۱۴؂

أُدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ۔

ترجمہ۔ سلامتی اور بے خوفی کے ساتھ جنتوں میں داخل ہو جاؤ اور ہم ان کے سینوں سے تمام رنجشوں کو کھینچ لیں گے وہ آپس میں بھائی

بھائی ہو کر ایک دوسرے کے سامنے مسندوں پر بیٹھے ہوں گے انھیں وہاں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔۱۵؎

انسان کا نسب و نکاح:

یہ حقیقت بھی قرآن کریم اور حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کے مومن کا نسب اور نکاح بھی جنت میں منتقل ہوگا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اوران کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں، اوران کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے، کہیں گے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے، پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا، جب اہل جنت جنت میں داخل ہوجائیں گے تو ان میں سے ایک شخص اپنے ماں، باپ اور اپنی بیوی اور اولاد کے متعلق سوال کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کے انھوں نے وہ درجہ نہیں پایا جو تمھیں حاصل ہے پس وہ کہے گا! اے میرے رب! میں نے اپنے لئے بھی عمل کیا ہے اور ان کے لئے بھی عمل کیا ہے پھر یہ حکم دیا جائے گا کے ان کو اس کے درجے کے ساتھ ملا دیا جائے۔۱۷؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک مومنین اوران کی اولاد جنت میں ہے اور مشرکین اور ان کی اولاد جہنم میں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ۔

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت) میں ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے، ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔۱۸؎

ارشادات خداوندی:

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ۔

ترجمہ۔ ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنا پیدا ہونا بھول گیا، کہنے لگا بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے۔۱۹؎

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ۔

ترجمہ۔ کہہ دو انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ سب کچھ بنانا جانتا ہے۔

ترجمہ۔وہ ہر پیدائش کو خوب جاننے والا ہے۔ ۲۰؎

كَمَا بَدَاَ كُمْ تَعُوْدُوْنَ۔ترجمہ۔اسی طرح سے ہم تمھیں لوٹائیں گے۔ ۲۱؎

كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ۔ترجمہ۔ہم تمھارا اعادہ کریں گے۔ ۲۲؎

قُلِ اللّٰهُ يَبْدَاُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ترجمہ۔(اللہ) ان کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ ۲۳؎

اِنَّهٗ يَبْدَاُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ترجمہ۔وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ ۲۴؎

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ۔

ترجمہ۔تو کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ وہ اپنے از سرِ نو پیدا ہونے کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ ۲۵؎

وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ۔

ترجمہ۔ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے۔جیسے پلک کا جھپکنا۔ ۲۶؎

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْــًٔا۔

ترجمہ۔کیا انسان کو یاد نہیں ہے کہ اس سے پہلے ہم نے اسے بنایا تھا اور وہ کوئی چیز بھی نہ تھا۔ ۲۷؎

اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

ترجمہ۔جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ! کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتی ہے۔ ۲۸؎

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔کیا انہوں نے نہیں دیکھا جو اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے میں نہیں تھکا اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کردے، کیوں نہیں وہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ۲۹؎

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

ترجمہ۔اگر تو عجیب بات چاہے تو ان کا یہ کہنا عجب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہوگئے تو کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے، یہی وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوگئے، اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے، اور یہی دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ۳۰؎

بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ۔

ترجمہ۔ہم تو تمھاری انگلیوں کے پور پور کو درست بنانے پر قدرت رکھتے ہیں بھلا تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کے ہم تمھیں دوبارہ پیدا نہ کرسکیں گے ۳۱؎

اَللّٰهُ يَبْدَاُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔اللہ ہی مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اسے بار بار پیدا کرتا رہتا ہے پھر تم سب اسی کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔ ۳۲؎

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

ترجمہ۔کیا انہوں نے نہیں دیکھا جو اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے میں نہیں تھکا اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے، کیوں نہیں وہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ۳۳؎

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سے استفسار:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ سے استفسار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کیا تمھیں اس پر یقین نہیں ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ یقین تو ہے لیکن پھر بھی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کس طرح سے ہوگا؟ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰي وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِىْ ۭ قَالَ فَخُــذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔

ترجمہ۔یاد کر جب ابراھیم نے کہا اے میرے پروردگار! مجھ کو دکھا کہ تو مردے کو کس طرح زندہ کرے گا، فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں لاتے؟ کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے، فرمایا تو چار جانور اڑنے والے پکڑ پھر انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لے پھر (انہیں ذبح کرنے کے بعد) ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دے پھر ان کو بلا تیرے پاس جلدی سے آئیں گے، اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ ۳۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوبار صور پھونکا جائے گا اور ان دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا! اے ابو ہریرہؓ! ۴۰ دن؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا، ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ ۳۵؎

ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۔

ترجمہ۔اللہ نے تمھیں زمین سے ایک طرح کا اگانا اگایا پھر وہ اسی میں تمھیں لوٹا دے گا اور ایک بار پھر تمھیں نکالے گا۔ ۳۶؎

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دم کی ہڈی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے وہ رائی کے دانے کی طرح ہے وہ پشت کی جڑ میں ایک باریک ہڈی ہے اور وہ دم کی ہڈی ہے جو چوپایوں میں دم کے سر کی جگہ ہوتی ہے اس ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی۔ ۳۷

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کے جسم میں ایک ہڈی ہے جس کو مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی ہڈی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عجب الذنب (دم کی ہڈی کا سرا)۔ ۳۸

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم اللہ کا کیونکر انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے پھر تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ ۳۹

محمود بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے۔

۱۔ موت کو۔ ۲۔ مال کی کمی کو جبکہ موت فتنہ سے بہتر ہے اور مال کی کمی کی وجہ سے حساب بھی کم ہوگا۔ ۴۰

روحانی وظیفہ:

اگر کوئی شخص گمشدہ ہو جائے تو جب رات میں سب گھر والے سو جائیں تو کوئی ایک شخص گھر کے چاروں کونوں پر ستر ستر مرتبہ یا مُعِیْدُ پڑھ کر دم کر دے انشاء اللہ گمشدہ شخص سات دنوں میں لوٹ آئے گا۔

اگر کوئی شخص نیسان یا بھول چوک کی بیماری میں مبتلا ہے تو وہ یا مُعِیْدُ بکثرت پڑھے۔ اس سے اس کو افاقہ ہوگا۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ سورہ الواقعہ۔ آیت۔ ۶۱۔

۴۔ سورہ یٰسین۔ آیت۔ ۵۶۔

۵۔ سورہ الصفت۔ آیت۔ ۴۸۔ ۴۹۔

۶۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۵۲۔

۷۔ سورہ طور۔ آیت۔ ۲۰۔

۸۔ سورہ رحمن۔ آیت۔ ۵۶۔

۹۔ سورہ رحمن۔ آیت۔ ۷۲۔

۱۰۔ سورہ واقعہ۔ آیت۔ ۲۲۔ ۲۳۔

۱۱۔ سورہ واقعہ۔ آیت۔ ۲۲۔

۱۲۔ سورہ رحمن۔ آیت۔ ۵۸۔

۱۳۔سورہ واقعہ۔آیت۔۷۔۳۔
۱۴۔سورہ واقعہ۔آیت۔۳۵۔۳۷۔
۱۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۶۔۴۸۔
۱۶۔سورہ رعد۔آیت۔۲۴۔۲۳۔
۱۷۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۰۔رقم الحدیث۔۱۲۲۴۸۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔بیروت۔
۱۸۔سورہ الطور۔آیت۔۲۱۔
۱۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۷۔
۲۰۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۹۔
۲۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۹۔
۲۲۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۴۔
۲۳۔سورہ یونس۔آیت۔۳۴۔
۲۴۔سورہ یونس۔آیت۔۴۔
۲۵۔سورہ ق۔آیت۔۱۵۔
۲۶۔سورہ قمر۔آیت۔۵۰۔
۲۷۔سورہ مریم۔آیت۔۶۷۔
۲۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۲۔
۲۹۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔
۳۰۔سورہ رعد۔آیت۔۵۔
۳۱۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۴۔
۳۲۔سورہ روم۔آیت۔۱۱۔
۳۳۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔
۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔
۳۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۶۔سورہ نوح۔آیت۔۱۸۔
۳۷۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔ج۔۸۔ص۔۵۵۳۔۵۵۲۔مطبوعہ دارلنشر الکتب الاسلامیہ۔
۳۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۹۔سورہ بقرہ۔آیت۔۲۸۔
۴۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۴۲۷۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

اَلْمُحْيِیُ
زندگی دینے والا

He who gives life and health.

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔(البقرہ۔ ۷۳)
ترجمہ۔اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا، اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اَلْمُحْيِی ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۶۸ اور عدد ۵) ہے۔

اَلْمُحْيِی ۔(ح۔ی۔ی) سے مشتق ہے، جس کے معنی زندگی دینے والا۔ ا؎

اَلْمُحْيِی ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معانی ہیں کل مخلوقات کو زندگی دینے والا یعنی کائنات میں زندگی کی جتنی بھی طرزیں موجود ہیں ان طرزوں کے قیام میں اسم اَلْمُحْيِی موجود و مستور ہے اسی اسم صفاتی کی وجہ سے تمام زندہ، ذی ارواح میں زندگی کی رمق اور حرارت موجود ہے۔ ۲؎

اسم اَلْمُحْيِی کا نظام زندگی میں کردار:

اسم اَلْمُحْيِی کی نفوذ پذیری کل کائنات اور اشیاء کائنات میں جاری و ساری اور باقی ہے۔کائنات کی ہر شے شعور رکھتی ہے وہ زندہ ہے، سانس لیتی ہے، صبح شام اللہ کی عبادت اور سجدہ کرتی ہے لیکن انسان کو اس کا شعور اس لئے نہیں ہے کیونکہ اس کا علم ابھی اس مقام پر نہیں۔

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۔ ۳؎ ترجمہ۔قسم ہے صبح کی جب اس نے سانس لیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جہنم نے اپنے رب کے حضور شکایت کی اور کہا کے میرے رب! میرے ہی بعض حصوں نے بعض کو کھالیا ہے تو پھر اللہ تعالی نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں لہٰذا تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جب محسوس کرتے ہو تو یہ (اسی جہنم کے سانس لینے کا نتیجہ ہیں)۔ ۴؎

اسی طرح سے بلند و بالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشونما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔ ۵؎
یعنی کائنات اور اشیاء کائنات میں زندگی کی حرکت، حرارت، شعور، سانس اور رمق پائی جاتی ہے۔ اب چاہے وہ انسان، جنات، فرشتے، حیوانات، حشرات الارض، پہاڑ، دریا، سمندر، سورج، چاند، ستارے، سیارے اور ان میں پائی جانے والی بے شمار مخلوقات ہی کیوں نہ ہوں، چاند اگر شعور نہ رکھتا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے سے دو ٹکڑے کیسے ہو جاتا؟
اور اگر سورج ادراک و آگہی سے عاری ہوتا تو پھر رسولاللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر دوبارہ کیسے طلوع ہوتا؟ تاہم کائنات میں ہر جگہ اسم

اَلْمُحْیِی ضیا پاشیاں جاری وساری ہیں۔

ارشادات خداوندی:

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔ ۶؎

ترجمہ۔ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا، اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو سنتے ہیں۔

وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ۔ ۷؎

ترجمہ۔ ہم نے اس سے ایک مردہ بستی کو زندہ کیا، دوبارہ نکلنا اس طرح ہے۔۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم اللہ کا کیونکر انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے پھر تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ ۸؎

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ ۹؎

ترجمہ۔ اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمھیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ۔ ۱۰؎

ترجمہ۔ (اے اللہ) تو زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے

وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ۔ ۱۱؎

ترجمہ۔ اللہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ۱۲؎

ترجمہ۔ وہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ۔۱۳؎

ترجمہ۔بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۔۱۴؎

۔ترجمہ۔وہ وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔

كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ اٰيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۔۱۵؎

ترجمہ۔اسی طرح سے اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل حاصل کرو۔

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۔۱۶؎

ترجمہ۔اَللّٰهُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (زندہ اور جاوید ہستی) ہے جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۔۱۷؎

ترجمہ۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ ۔۱۸؎

ترجمہ۔بے شک آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مالک اور مددگار نہیں ہے۔

وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۔۱۹؎

ترجمہ۔لوگوں کے سر اس اَلْحَيِّ الْقَيُّومِ کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو رزین عقیلیؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالی مخلوقات کو دوبارہ کس طرح سے زندہ کرے گا؟ جبکہ ان کے جسم تو گل سڑ کر بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم کبھی قحط اور خشک سالی کے زمانے میں جنگلات یا کھیتوں سے گزرے ہو؟ وہاں سبزے کا نام و نشان تک نہیں ہوتا ہے اور ساری زمین خشک و بنجر ہو جاتی ہے لیکن جب وہاں بارش برستی ہے تو پورا علاقہ سرسبز ہو جاتا ہے میں نے عرض کی، ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی ہوتا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پس مخلوقات میں قدرت الٰہی کی یہی نشانی ہے اللہ مردوں کو اسی طرح سے زندہ کرے گا۔۲۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوبار صور پھونکا جائے گا اور ان دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا! اے ابو ہریرہؓ! ۴۰ دن؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا، پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا، ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ ۲۱؎

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ یہ دم کی ہڈی کیسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! وہ رائی کے دانے کی طرح ہے وہ پشت کی جڑ میں ایک باریک ہڈی ہے اور وہ دم کی ہڈی ہے جو چوپایوں میں دم کے سر کی جگہ ہوتی ہے اس ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی۔ ۲۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انسان کے جسم میں ایک ہڈی ہے جس کو مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سی ہڈی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! عجب الذنب (دم کی ہڈی کا سرا)۔ ۲۳؎

روز قیامت دوبارہ زندہ ہونے اور اللہ کے روبرو پیش ہونے کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۔

ترجمہ۔ جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج چلے آو گے۔ ۲۴؎

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۔

ترجمہ۔ صور پھونکا جائے گا پس وہ اس وقت اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیز تیز چلنے لگیں گے۔ ۲۵؎

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۔

ترجمہ۔ جس دن وہ اپنی قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کہ وہ کسی مطلوب کی طرف تیز تیز جا رہے ہیں۔ ۲۶؎

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ انھوں نے کہا کے جب ہڈیاں بوسیدہ ہو کر گل جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا؟ آپ ﷺ کہیے کہ! ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر پیدائش کو خوب جاننے والا ہے۔ ۲۷؎

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۔

ترجمہ۔ تو کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ وہ اپنے از سر نو پیدا ہونے کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ ۲۸؎

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ۔

ترجمہ۔ ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے جیسے پلک کا جھپکنا۔ ۲۹؎

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔

ترجمہ۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس چیز سے فرماتا ہے! کن (ہو جا) تو وہ ہو جاتی ہے۔ ۳۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تمام حمد وثناء رب العزت کے لئے جس نے کشادہ فضاء، وسیع اطراف واکناف اور خلاء کی وسعتیں خلق کیں اس نے ساتوں آسمان پیدا کئے۔ ۳۱

روحانی وظیفہ:

اگر کوئی شخص سخت زیر بار ہو تو یا مُحْیِی کے ورد سے اس کے بوجھ کو اللہ دور فرما دیتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۸۔

۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۵۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۶۔سورہ النحل۔آیت۔۶۵۔

۷۔سورہ ق۔آیت۔۱۱۔

۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔

۱۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔

۱۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۶۔

۱۲۔سورہ یونس۔آیت۔۵۶۔

۱۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۳۔

۱۴۔سورہ الحج۔آیت۔۶۶۔

۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔

۱۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۔

۱۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔

۱۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۶۔

۱۹۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۱۱۔

۲۰۔مشکوٰۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دارارقم۔بیروت۔

۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۲۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔ج۔۸۔ص۔۵۵۲۔مطبوعہ دارالنشر الکتب الاسلامیہ۔لاہور۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۴۔سورہ النبا۔آیت۔۱۸۔
۲۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔
۲۶۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۳۔
۲۷۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۸۔۷۹۔
۲۸۔سورہ ق۔آیت۔۱۵۔
۲۹۔سورہ القمر۔آیت۔۵۰۔
۳۰۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۲۔
۳۱۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔اول۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔

اَلْمُمِيْتُ

موت دینے والا

He who Creates death.

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۔(اعراف۔۳۴)

ترجمہ۔ ہر امت کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

اَلْمُمِيْتُ۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی موت دینے والا۔
اَلْمُمِيْتُ۔(م۔و۔ت) سے مشتق ہے۔ [۱]
ممات ۔ کی ضد حیات ہے۔
موت ۔ کا لفظ اصطلاحاً سکون کے لئے بھی بولا جاتا ہے یعنی حرکت اور ارتقاء کا رک جانا اور پرسکون کیفیت کا وارد ہو جانا۔
اَلْمُمِيْتُ۔ اللہ کا اسم صفاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر ذی نفس کو موت کے مرحلے سے ضرور گزرے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ [۲]
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ [۳] ترجمہ۔ جو مخلوق زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے۔

اسم اَلْمُمِيْتُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْمُمِيْتُ کا نظام کائنات میں نہایت اہم کردار ہے کیونکہ قرآن خود کہتا ہے!
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ [۴] ترجمہ۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔
موت کا آنا ایک اٹل حقیقت ہے چنانچہ کائنات کے ہر ذی نفس جس میں روح موجود ہے اس کو موت کے مرحلے سے لازماً گزرنا ہے تاہم مومنین اور مشرکین کی موت کی کیفیات میں فرق ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے ہر انسان کی موت کی کیفیات دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں کیونکہ جب ہر انسان، اس کی زندگی کے تجربات اور مشاہدات، وقت پیدائش اور اس کے زندگی کے حالات و واقعات الگ ہیں تو پھر سب کو موت ایک جیسی کیسے آسکتی ہے؟ یقینی طور پر ہر شخص کے لئے موت کا آنا اس کے لئے زندگی کا ایک انوکھا تجربہ ہے جس تجربے سے وہ اس سے قبل کبھی نہیں گزرا۔
اہل علم اور صوفیاء اپنی کتب میں لکھتے ہیں!

حقیقت تو یہ ہے کے روح قبض ہونے کی کیفیت میں بے حد سرور پایا جاتا ہے اس سرور کو مثال سے بیان کرنا ناممکن ہے اس کیفیت میں ہلکی ہلکی سنسناہٹ ہوتی ہے جبکہ انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ! وہ آہستہ آہستہ فضاء میں اوپر کی جانب اٹھ رہا ہے اور اس کے چاروں جانب گہرا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ ۵؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا۔

ترجمہ۔ قسم ہے فرشتوں کی جو نہایت نرمی سے مومنین کی جان کے بند کھولتے ہیں۔ ٦؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے، اے پاکیزہ روح! تو اس حال میں ہے کہ تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو۔ تو اللہ کی خوشی اور اس کرامت کی طرف نکل اور جب وہ روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے ۷؎

کفار، مشرکین، منکرین اور منافقین کی موت کی کیفیات کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا۔

ترجمہ۔ ان فرشتوں کی قسم جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کھینچتے ہیں۔ ۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا، ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا ہے اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے۔

مقاتل نے کہا! ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہو اور اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا۔ ۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے ۱۰؎

بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے، اے خبیث روح! اس حال میں کہ تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس

ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۱۱؎

انسانی جسم میں خلیات کا نظام:

اسم اَلْمُمِیْتُ کی کائنات میں اس قدر گہرائی تک نفوذ پذیری ہے جس کا تصور بھی عقل انسانی سے باہر ہے مثلاً اگر انسانی جسم میں خلیات کے نظام اور ان کی موت اور زندگی کا ہی مطالعہ کرلیا جائے تو عقل انسانی حیران اور ششدر رہ جاتی ہے۔

سائنسدانوں کے مطابق! خلیات جنھیں انگریزی زبان میں cell کہا جاتا ہے وہ زندگی کی سب سے چھوٹی اکائی تصور کیا جاتا ہے تمام جاندار خلیات سے مرکب ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے انسانی جسم مختلف خلیات کا مجموعہ اور مرکب ہے۔ سائنسدانوں کے مطابق! ایک اوسط قدوقامت کے انسان میں تقریباً ایک ہزار کھرب یعنی 100 Trillion cells پائے جاتے ہیں یہ خلیات روز بنتے اور روزانہ ختم ہوجاتے ہیں جبکہ ان کی جگہ نئے خلیات جنم لے لیتے ہیں اور یہ سلسلہ انسان کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک بدستور جاری رہتا ہے انسانی جسم میں اندازاً ۲۰۰ اقسام کے مختلف شکل وصورت کے خلیات پائے جاتے ہیں جنھیں قدرت نے مختلف ذمہ اریاں سونپی ہیں تاہم ان کا حجم، وزن، شکل وصورت اور ذمہ داریوں میں فرق پایا جاتا ہے۔

انسانی خون میں نہایت باریک ذرات پائے جاتے ہیں جنھیں تھرامبوسائٹس (Thrombo Cytes) کہا جاتا ہے ان کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں یہ گول اور بیضوی شکل کے انتہائی چھوٹے ذرات ہوتے ہیں جن کی تعداد انسانی جسم میں اندازاً ۲۵ کھرب کے قریب ہوتی ہے لیکن ان کی زندگی کا دورانیہ محض چار دن ہے اور چار دن کے بعد انسانی جسم کی ہڈیوں میں پایا جانے والا گودا انھیں دوبارہ بنالیتا ہے انسانی جسم میں تھرامبوسائٹس کا کام خون کی نالیوں کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت یا کسی بھی اندرونی چوٹ کو بروقت مدد پہنچانا ہے تاہم کسی بھی چوٹ یا زخم لگنے کی صورت میں تھرامبوسائٹس کی تعداد کروڑوں تک پہنچ جاتی ہے اور یہ فوری طور پر جسم کی چوٹ یا زخم کو امداد فراہم کرتے ہیں تاہم متاثرہ جگہ پر پہنچنے کے بعد یہ اپنے حجم کو ۲۰ گنا تک بڑھا لیتے ہیں اور اپنے اندر سے ایک چپچپا مادہ خارج کرتے ہیں جس کی وجہ سے متاثرہ حصہ جلد ٹھیک ہونے لگتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق! ہر سیکنڈ خون کے ۱۰،۰۰۰۰۰ (دس لاکھ) سرخ خلیات ختم ہوتے ہیں اور اگلے ہی لمحے اتنی ہی کثیر تعداد میں نئے خلیے پیدا ہوجاتے ہیں یعنی اسم اَلْمُمِیْتُ کی نفوذ پذیری اس سطح پر بھی نظر آتی ہے تاہم بے شمار جاندار تو ایسے بھی ہیں جو محض چند سیکنڈ یا منٹ کے لئے ہی پیدا ہوتے اور مرجاتے ہیں یعنی اس سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں وہ پیدا ہوئے، جوان ہوئے اور بوڑھے ہوکر مرگئے یعنی اس سیکنڈ میں انھوں نے نہایت تیزی اور سرعت کے ساتھ اپنی زندگی کے تمام مراحل طے کرتے ہوئے موت کو گلے لگالیا جانداروں میں خلیات کی سطح پر کئی اسماء الحسنیٰ انھیں سنبھالے ہوئے ہیں یہاں ہمیں اسم الحی القیوم، المحیی اور اَلْمُمِیْتُ صفات نظر آرہی ہیں جبکہ ابھی پوری کائنات ابھی باقی ہے صرف خلیات کی سطح پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ انکشافات حیران کن ہیں۔

ارشادات خداوندی:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ ۱۲؎۔ ترجمہ۔ جو مخلوق زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَل۔ ۱۳؎۔ ترجمہ۔ ہر امت کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ۔ ۱۴؎

ترجمہ۔ پھر جب ان کا وقت آجاتا ہے تو نہ ایک گھڑی پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے جاتے ہیں۔

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ ۱۵؎

ترجمہ۔ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کے وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ۔ ۱۶؎

ترجمہ۔ موت کی بے ہوشی برحق ہے یہ وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا۔

ترجمہ۔ اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے۔ ۱۷؎

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ۔

ترجمہ۔ اللہ کے اذن کے بغیر کسی نفس کے لئے مرنا ممکن نہیں۔ ۱۸؎

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ۔

ترجمہ۔ اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ۱۹؎

وَكَم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا إِلَّا أَن قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ۔

ترجمہ۔ ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا پس ان پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت آیا یا جس وقت وہ دو پہر کو سو رہے تھے جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ ہم ظالم تھے۔ ۲۰؎

وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا۔

ترجمہ۔ اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔ ۲۱؎

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ ۲۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا کہ! میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس

وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔ ۲۳؎

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے۔ ۲۴؎

مومن اپنی روح کو نکلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہی مرتے وقت انسان کی نگاہیں کھلی ہوئی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہوئی ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے۔

آپ مزید کہتے ہیں! مومنوں کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے اس میں وہ اپنی ان ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں ۲۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے۔ صحابہ نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے سو جو اہل سعادت میں سے ہیں ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی!

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى۔

ترجمہ۔ پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔ ۲۶؎

امیر المومنین حضرت علیؓ نے امام حسنؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا! جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ دنیا کے لئے تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ زندگی کے لئے جیسے آخرت کا یقین ہو وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا ہے اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہو، کیونکہ اس معاملہ میں صرف کوشش ہی تمھاری معاون ہوسکتی ہے انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے اور ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے سب سے قریب ترین اور سچی چیز انسان

کی موت ہے۔۲۷

روحانی وظیفہ:

کسی دشمن پر اگر غلبہ حاصل کرنا ہو تو اسم اَلْمُمِیْتُ کا بکثرت ورد موثر ثابت ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۶۔

۴۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۵۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۵۷۔

۵۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۰۴۔جہانگیر بکس لاہور۔۲۰۱۱ء۔

۶۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۔۳۔

۷۔شرح الصدور۔ص۔۶۴۔دارالفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ۔

۸۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔

۹۔الکشف والخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔

ج۔۱۰۔ص۔۱۲۲۔داراحیاء التراث العربی بیروت۔۱۴۲۲ھ۔

۱۰۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۹۱۱۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۱۔شرح الصدور۔ص۔۶۴۔دارالفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ۔

۱۲۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۶۔

۱۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔

۱۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔سورہ النمل۔آیت۔۶۱۔

۱۵۔سوہ لقمان۔آیت۔۳۳۔

۱۶۔سورہ ق۔آیت۔۱۹۔

۱۷۔سورہ الزمر۔آیت۔۴۲۔

۱۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۵۔

۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۱۔

۲۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۔۵۔

۲۱۔سورہ النسا۔آیت۔۸۴۔

۲۲۔سورہ ق۔آیت۔۴۲۔

۲۳۔شعب الایمان ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داع الکتاب لعلمیہ بیروت ۔۱۴۰۱ھ۔

۲۴۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔۱۴۴۱ھ۔

۲۵۔الکشف والخفاء ومزیل الالباس ۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۳۳۔دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۲۶۔سورہ اللیل ۔آیت ۔۵۔(صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔۱۴۱۲ھ۔

۲۷۔تجلیات حکمت ۔مرتب ۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔

اَلْحَیُّ

ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا

.He is all-.knowing and His strength is sufficient for everything.

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔(البقرہ۔۲۵۵)

ترجمہ۔اَللّٰہُ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (زندہ اور جاوید ہستی) ہے جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔

اَلْحَیُّ ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا نمبر (۱۸اور عدد ۹) ہے۔

اَلْحَیُّ ۔کے معنی ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا۔

اَلْحَیُّ ۔(ح۔ی۔ی) سے مشتق ہے۔اے

اَلْحَیُّ ۔حیاۃ۔حیوۃ۔یحی۔اور احیاء کے معانی میں مستعمل ہے جس کے معنی زندگی یا زندگی بخشنا ہے۔

اَلْحَیُّ ۔کے ایک معنی اپنی حیات میں کسی کا محتاج نہ ہونا،ایسی ہستی جس پر کبھی موت وارد نہ ہوگی۔

ماہرین حیاتیات کے مطابق!جب کسی زندہ شے کو چھوا جاتا ہے تو اس کی جانب سے ایک فطری ردعمل یعنی اپنے آپ کو سمیٹنے کا مظاہرہ کیا جاتا ہے یعنی ہر زندہ شے کے اندر قدرتاً جذبہ تحفظ یعنی(Preservation of self) موجود ہوتا ہے تاہم اسی جذبے کے پیش نظر وہ شے سکڑتی اور سمٹتی ہے دوسری جانب مردہ شے کو اگر چھوا جائے تو وہ اسی حالت میں برقرار رہتی ہے۔

اہل عرب کے یہاں اسی لفظ سے حیاء (یعنی شرم) بھی مراد لی گئی ہے کیونکہ حیاء میں بھی انسان سمٹنے کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اَلْحَیُّ ۔سے مراد کائنات میں دوڑ کرنے والی زندگی اور حیات کی رمق ہے۔

اسے ہم سانس کی آمد و رفت بھی کہہ سکتے ہیں۔۲ے

امام راغب اصفہانی نے حیٰوۃ (حیات) کے معنی تحریر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے!

حیات کے متعدد معانی ہیں۔۳ے

نباتات میں جو قوت نشونما ہے وہ بھی حیات ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی زمین کے مردہ ہونے کے بعد اس کو زندہ کرتا ہے، ہم نے تو تمہارے لیے کھول کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں تا کہ تم سمجھو۔ ۴ے

کل حیوانات میں بھی احساس، حرکت اور قوت حیات پائی جاتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا یَسۡتَوِی الۡاَحۡیَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ۔

ترجمہ۔ اور زندہ اور مردہ برابر نہیں۔ ۵ے

انسان میں بھی عمل وعقل کی قوت کو قوت حیات کہا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا یَسۡتَوِی الۡاَحۡیَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُسۡمِعُ مَنۡ یَّشَآءُ۔

ترجمہ۔ کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کو روشنی دی جس سے وہ چلتا ہے۔ ۶ے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ اور رسول کا حکم مانو جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے۔ ۷ے

اَلۡحَیُّ۔ اللہ تعالی کا اسم اعظم ہے یعنی اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اسم اَلۡحَیُّ کا نظام کائنات میں کردار:

کائنات میں زندگی کی جتنی بھی طرزیں موجود ہیں وہ اسی اسم اعظم اَلۡحَیُّ سے مسلسل زندگی، قوت، توانائی، احساس، حرکت اور قوت حیات حاصل کر رہی ہیں۔

اب چاہے ان کا تعلق انسان، جنات، فرشتے، جمادات، نباتات، حیوانات، حجرات یا کسی بھی ذی روح اشیاء کائنات سے ہو یہاں تک اقوام عالم کی تہذیبوں میں بھی زندگی اور موت کا عمل جاری رہتا ہے تہذیبیں بھی انسانوں کی طرح جنم لیتی ہیں، پھلتی پھولتی، ترقی کرتی ہیں، ان کی بھی اچھی یا بری تقدیریں ہوتی ہیں، ان کے دوست، دشمن، پڑوسی، خیر خواہ بدخواہ، عادات، مزاج، نفسیات زبان، رنگ ونسل، مذاہب، مسالک، بلندی، پستی، کامیابی، ناکامی اور عروج وزوال ہیں جبکہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر اور انبیاء بھیجے تا کہ یہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکیں یعنی حکم خداوندی سے ان میں بھی زندگی کی رمق دوڑتی رہتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُہُمۡ لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ۔

ترجمہ۔ ہر قوم کے لئے ایک مدت مہلت مقرر ہے، پھر جب وہ معیاد ختم ہوگی تو وقت نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں گے اور نہ آگے بڑھیں

گے۔۸؎

جس طرح انسانوں کی نسلیں اور خاندان ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے ایک نئی تہذیب کسی گزشتہ تہذیب کے بطن سے جنم لیتی ہے دنیا کی تمام تہذیبیں ایک بڑے کل کی اکائیاں ہیں جبکہ اس بڑے کل کو ہم تاریخ انسانی کے نام سے جانتے ہیں یعنی تہذیبوں کو ہم انسانی زندگی کے مراحل بھی کہہ سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۔

ترجمہ۔ ہر (بستی) کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی ہے۔۹؎

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨالَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۔

ترجمہ۔ نہایت بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔۱۰؎

سانس لینا:

کائنات میں پائے جانے والے تمام ذی نفوس کی زندگی کا دارومدار سانس پر ہے انسان کی طرح دیگر مخلوقات بھی سانس لیتے ہیں جن میں شامل جانور، پرندے، حشرات الارض، زمین آسمان، درخت، پہاڑ، دریا، سمندر، صبح و شام حتیٰ کے جنت اور جہنم کے بھی سانس کے دورانیے مخصوص، مختلف، متعین اور مقرر ہیں لیکن ان میں سے اکثر کے سانس کے دورانیے کے بارے میں عام طور پر انسان بے خبر ہی رہتا ہے، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۔۱۱؎۔ ترجمہ۔ قسم ہے صبح کی جب اس نے سانس لیا۔

ارشادات خداوندی:

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا، اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو سنتے ہیں۔۱۲؎

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۔

ترجمہ۔ بندوں کے لیے روزی، اور ہم نے اس سے ایک مردہ بستی کو زندہ کیا، دوبارہ نکلنا اس طرح ہے۔۱۳؎

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔

ترجمہ۔ تم اللہ کا کیونکر انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے پھر تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔۱۴؎

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا، اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ ۱۵؎

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۔ ۱۶؎

ترجمہ۔(اے اللہ) تو زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ۔ ۱۷؎ ترجمہ۔اللہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ۱۸؎

ترجمہ۔وہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُوْنَ۔ ۱۹؎

ترجمہ۔بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ۔ ۲۰؎

ترجمہ۔وہ وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا، بے شک انسان البتہ بڑا ہی ناشکرا ہے۔

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ ۲۱؎

ترجمہ۔اسی طرح سے اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تم عقل حاصل کرو۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ ۲۲؎

ترجمہ۔اَللّٰهُ الْحَيُّ الْقَيُّوْم (زندہ اور جاوید ہستی) ہے جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ۔ ۲۳؎

ترجمہ۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ ۲۴؎

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی سلطنت ہے، وہی زندگی دیتا ہے اور مارتا ہے، اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا۔ ۲۵؎

ترجمہ۔لوگوں کے سر اس اَلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

نماز کو ٹھنڈے اوقات میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے سے پیدا ہوتی ہے۔ ۲۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جہنم نے اپنے رب کے حضور شکایت کی اور کہا! میرے رب

میرے ہی بعض حصوں نے بعض کو کھالیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں لہٰذا تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جب محسوس کرتے ہو تو یہ (اسی جہنم کے سانس لینے کا نتیجہ ہیں)۔۲۷؎
حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بخار کو زم زم کے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو کیونکہ بخار جہنم کی سانس کے اثر سے ہوتا ہے اسی لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔۲۸؎
اسی طرح سے بلند و بالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشونما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔۲۹؎

قرآن کریم کا واقعہ:

ایک دفعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا گزر ایک بستی پر سے ہوا آپ نے دیکھا کے بستی اجڑی ہوئی اور ویران ہے، یہ دیکھ کر آپ کو یہ خیال آیا کے بھلا یہ بستی دوبارہ کس طرح سے آباد ہوگی؟ پھر حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے گدھے کو ایک درخت سے باندھا، کھانا اپنے سرہانے رکھا اور درخت سے ٹیک لگا کر سو گئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایسی نیند وارد کی کے آپ سو سال تک سوتے رہے جب آپ سو سال کے بعد بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے پوچھا کے عزیر کتنی دیر سوئے؟ تو انھوں نے جواب دیا کے ایک دن یا اس سے کم اللہ تعالیٰ نے فرمایا! نہیں تم سو سال تک سوتے رہے ہو ذرا تم اپنے گدھے اور کھانے کی طرف دیکھو جب آپ نے گدھے کی جانب دیکھا تو وہ مر چکا تھا یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں بھی بکھر چکی تھیں جبکہ کھانا بالکل تازہ تھا۔ جب آپ نے بستی کی جانب نظر کی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کے وہ بستی ایک بارونق شہر میں بدل چکی ہے جب آپ نے اللہ کی یہ قدرت کاملہ دیکھی تو آپ سجدے میں گر گئے۔

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہوا!

اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۔

ترجمہ۔ کیا تم نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا جس کا گزر ایک بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھیں (یہ دیکھ کر عزیر نے کہا!) یہ آبادی جو ہلاک ہو چکی ہے اسے اللہ تعالیٰ دوبارہ زندگی کیسے بخشیں گے؟ اس پر اللہ نے (عزیر) کی روح قبض کر لی اور وہ سو سال تک مردہ حالت میں پڑا رہا پھر اللہ نے اس کو دوبارہ زندگی بخشی اور اس کے پوچھا! بتاؤ تم کتنی مدت تک سوتے رہے؟ اس نے

کہا! ایک دن یا اس سے کچھ کم۔ فرمایا! نہیں بلکہ تم سو سال تک سوتے رہے ذرا اپنے کھانے کو دیکھو اس میں کوئی تغیر نہیں آیا اور پھر تم اپنے گدھے کی طرف دیکھو (وہ گل سڑ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا ہے) اور یہ ہم نے اس لئے کیا کہ ہم تمھیں لوگوں کے لئے نشانی بنانا چاہتے ہیں تم دیکھو کہ ہڈیوں کے اس پنجر پر ہم کس طرح سے گوشت چڑھاتے ہیں جب اس کو ہماری قدرت کا مشاہدہ ہو گیا تو اس نے کہا! میں یقین کرتا ہوں کے بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ ۳۰؎

حکمت:

وقت کا تعلق حرکت سے ہے اگر کسی شے کی حرکت کو اس کی موجودہ حرکت سے سو گنا کم کر دیا جائے تو اس حرکت کی نسبت ٹائم گزرنے کی رفتار سو گنا کم ہو جائے گی۔ انسان ایک منٹ میں ۲۰ مرتبہ سانس لیتے ہیں اگر ایک منٹ میں ایک سانس لیا جائے تو ۲۰ سانس لینے کے لیے ۲۰ منٹ درکار ہوں گے لہٰذا ایک منٹ میں ایک مرتبہ سانس لینے سے وقت ۲۰ گنا کم ہو جائے گا حضرت عزیر علیہ السلام نے بھی ایک سو سال میں تقریباً اتنے ہی سانس لئے جتنے ایک دن میں لئے جاتے ہیں پھر جب ان سے پوچھا گیا! آپ کتنا عرصہ سوئے؟ تو انھوں نے کہا! ایک دن یا پھر اس سے بھی کم ایک دن میں ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں ۲۴ گھنٹوں میں ایک انسان اندازاً ۲۴۹۲۰ (چوبیس ہزار نو سو بیس) مرتبہ سانس لیتا ہے اس اعتبار سے اس نے سو سالوں میں تقریبا (نو ارب) سانس لئے یعنی وقت کی رفتار نو ارب گنا تیز ہو گئی اسی طرح سے کھانے کے مالیکیولز کی حرکت بھی اتنی کم ہو گئی کہ وقت ٹھہر گیا اور کھانا خراب نہیں ہوا، رہا گدھے کا معاملہ تو اس کے لئے وقت ایسے ہی گزرا جیسے کہ اور چیزوں پر گزرتا ہے اور وہ سو سال میں مرکھپ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا زمان و مکان (Time and Space) کے قانون کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے اہرام میں وقت ٹھہر جاتا ہے یا اس کے گزرنے کی رفتار انتہائی کم ہو جاتی ہے یعنی وہاں مالیکیولز کی حرکت صفر ہو جاتی ہے اسی وجہ سے وہاں رکھی اشیاء پر اگر ہزاروں سال بھی گزر جائیں تو وہ اشیاء خراب نہیں ہوتیں اگر اہرام میں مراقبہ کیا جائے تو مراقب Time and Space سے آزاد ہو کر لاشعور کے قریب ہو جاتے ہیں۔ Micro Wave Frequency مائیکرو ویو اون میں جب فریز کیا ہوا کھانا رکھا جاتا ہے تو کھانے کے مالیکیولز یا سالمے مائیکرو ویو فریکیونسی پر حرکت کرتے ہیں یہ حرکت اتنی تیز ہوتی ہے کہ اگر چولہے پر کھانا گرم ہونے میں ۱۰ منٹ لگتے ہیں تو مائیکرو ویو اون میں یہی کھانا ایک منٹ میں گرم ہو جاتا ہے یعنی رفتار کی تیزی کی وجہ سے دس منٹ کا وقفہ ایک منٹ میں تبدیل ہو جاتا ہے یہاں سوال یہ ہے:

۱۔ حضرت عزیر علیہ السلام جب سو سال تک سوتے رہے لیکن وہ اپنے حساب سے ایک دن یا اس سے بھی کم سوئے۔

۲۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا مر گیا اور اس کے جسم پر وہ تمام اثرات قائم ہو گئے جو کسی بھی مردہ جسم پر ہوتے ہیں۔

۳۔ کھانا سڑے بغیر سو سالوں تک بالکل تازہ ہی رہا اگرچہ یہ تینوں واقعات ایک ہی قطعہ زمین پر پیش آئے لیکن یہ کس طرح سے ہوا؟

آکسیجن زندگی نہیں ہے:

زندگی کا دارومدار آکسیجن پر ہے لیکن یہ بات سو فیصد درست نہیں کیونکہ ایک گھر میں اگر دس افراد رہتے ہیں اور ان میں سے اگر کسی کی موت واقع ہو جائے یعنی اگر یہ مان لیا جائے کہ مرنے والے کی زندگی کا انحصار آکسیجن پر تھا تو پھر باقی موجود نو افراد کیسے زندہ ہیں؟

زندگی کا انحصار آکسیجن کے جلنے پر ہے جبکہ آکسیجن کا جلنا تابع ہے کاربن ڈائی آکسائیڈ کے۔ آکسیجن جب ناک یا حلق کی نالیوں کے ذریعے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے تو پھیپھڑوں کے اندر کا نظام اس آکسیجن کو جلاتا ہے اور نتیجے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ زندگی بن جاتی ہے یعنی ثابت ہوا کہ آکسیجن پر زندگی کا انحصار نہیں بلکہ آکسیجن زندگی کے لئے محض ایک ایندھن ہے تمام آسمانی کتابوں کے مطابق کائنات کا ہر ذرہ شعور رکھتا ہے یعنی وہ عقل وفہم سے معمور ہے وہ اپنی زندگی کی حفاظت کرتا ہے جبکہ دوسروں کی زندگی میں جو اس کی ذمہ داریاں ہیں وہ بھی پوری کرتا ہے اگرچہ کرہ ارض پر پائی جانے والی بے شمار مخلوقات جن میں شامل سورج، چاند، ستارے، سیارے، جانور اور درخت یہ سب اپنے رب کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہیں سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے جن کو روز قیامت اللہ تعالی ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے جہنم میں گھسیٹیں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔

ترجمہ۔ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں۔ ۳۱؎

حضرت سلیمان بن بریدہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ہر شے انسان سے زیادہ اللہ کی مطیع (فرمانبردار) ہے۔ ۳۲؎

یہ قانون قدرت ہے کے انسان کا شعور اور لاشعور دونوں ہی مسلسل تبدیل ہوتے رہتے ہیں جب وہ شعور میں ہوتا ہے تو اپنے اوپر زمان ومکان کی گرفت کو محسوس کرتا ہے اس کے برعکس جب وہ لاشعور میں ہوتا ہے تو اس پر سے زمان ومکان کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے بالفاظ دیگر وہ اس گرفت سے آزاد ہو جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔

ترجمہ۔رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ ۳۳؎

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۔ترجمہ۔اللہ دن اور رات کو پھرا تا رہتا ہے۔ ۳۴؎

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا۔

ترجمہ۔وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو اوڑھنا اور نیند کو راحت بنا دیا اور دن چلنے پھرنے کے لیے بنایا۔ ۳۵؎

جب انسان سوتا ہے تو زمانیت میں سفر کرتا ہے اور جب وہ بیدار ہوتا ہے تو وہ مکانیت میں سفر کرتا ہے سوتے ہوئے زمانیت کی پیمائش ممکن نہیں ہے جبکہ مکانیت میں زمانیت اس کے ساتھ محو سفر ہوتی ہے۔حضرت عزیر علیہ السلام جب سو گئے تو اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ان کے حواس زمانیت میں پیوست ہو گئے۔لیکن ان کا گدھا عام حالات کے مطابق مر گیا یا اس کی آکسیجن کو کاربن نے جلا دیا اور اس کی موت واقع ہو گئی اور ان کا کھانا اس لئے خراب نہیں ہوا کیونکہ کھانے کے مالیکیولز پر وہ گیسیز اثر انداز ہو رہی تھیں جو کہ انھیں تا دیر تازہ رکھتی ہیں جیسے کے ایک بڑے کمرے میں فرج یا ڈیپ فریزر۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! لوگ ابھی سوئے ہوئے ہیں جب مریں گے تو جاگ جائیں گے۔۳۶

روحانی وظیفہ:

لاعلاج مریض کو اگر روز آنہ یاحیُّ ۳۰۰۰مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلایا جائے تو مریض کو آرام آجاتا ہے۔
عام مرض میں یاحیُّ گیارہ مرتبہ چینی کے برتن پر گلاب اور مشک سے لکھ کر ۲۱ روز پلانے سے مرض میں افاقہ ہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔ص۔۴۲۸۔دار الشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۴۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۷۔
۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۲۔
۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۲۔
۷۔سورہ انفال۔آیت۔۲۴۔
۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔
۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۔
۱۰۔سورہ الملک۔آیت۔۱۔۲۔
۱۱۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۸۔
۱۲۔سورہ النحل۔آیت۔۶۵۔
۱۳۔سورہ ق۔آیت۔۱۱۔
۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۔
۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔

۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔

۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۶۔

۱۸۔سورہ یونس۔آیت۔۵۶۔

۱۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۳۳۔

۲۰۔سورہ الحج۔آیت۔۶۶۔

۲۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔

۲۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۔

۲۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔

۲۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۶۔

۲۵۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۱۱۱۔

۲۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۹۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔

۳۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۹۔

۳۲۔المعجم الصغیر۔امام ابوالقاسم بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ۔

۳۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۔

۳۴۔سورہ النور۔آیت۔۴۴۔

۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۵۔

۳۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْقَيُّوْمُ

سب کو قائم رکھنے والا اور سنبھالنے والا

He who holds the entire universe.

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۔(طٰہٰ ۔۱۱۱)

ترجمہ۔لوگوں کے سراس لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔

الْقَيُّوْمِ ۔عربی زبان الفظ ہے جس کے نمبر(۱۵۶اور عدد ۳) ہے۔

الْقَيُّوْمِ ۔(ق۔و۔م) سے مشتق ہے۔ا؎

الْقَيُّوْمِ ۔سے مراد از خود قائم رہنے والا ، یا جو خود سے قائم ہے دوسروں کو قائم رکھنے والا ،کل کائنات وقائم ودائم رکھنے والا اس کائنات کے انتظامات اور اس کی تدبیر کرنے والا۔

قام یاقیاماً ۔عربی زبان میں قام یاقیاماً سے مراد کھڑے ہونا،متوازن ہونا کسی معاملے کا اعتدال اور توازن پر قائم ہونا یا کسی کام کو ہمیشہ کرتے رہنا ہے۔

قام یاقیام ۔سے مراد ٹھہر جانا یا بارونق ہونا بھی ہے۔

قام الرجل المراۃ وقام علیھا ۔سے مراد مرد نے عورت کی کفالت کی اور اس کی ضروریات کو پورا کیا یا اس کی ضروریات کا کفیل اور ذمہ دار ہونا۔

قوام ۔عربی زبان میں قوام سے مراد سامان یا رزق مہیا کرنا کیونکہ رزق کی مسلسل بہم رسانی سے ہی معاشرتی زندگی میں توازن قائم رہتا ہے۔

قوم ۔مردوں اور عورتوں کی جماعت ۔۲؎

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ۔۳؎

ترجمہ۔یعنی تقسیم کی رو سے مرد عورتوں کے کفیل ہیں اس سے مراد حاکم یا داروغہ نہیں۔

قوم الشیء ۔سے مراد کسی چیز کو صحیح ، برابر، درست یا ہموار کرنا۔

قامۃ۔انسان کا متوازن ڈیل ڈول۔

استقام الامر۔کسی معاملے کا معتدل اور متوازن ہونا۔

دین قیم ۔سے مراد ایسا دین جو مکمل متوازن اور متناسب ہو۔

الْقَيُّومِ ۔یہ اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معنی اپنی کل مخلوقات کے تمام معاملات کو بہترین تدبیر سے manage کرنا،ان کی پیدائش اور انھیں روزی بہم پہنچانا۔

الْقَيُّومِ ۔اللہ اپنی مخلوقات کے رہن سہن، روزی، روٹی اور کل معاملات کا مکمل کفیل نگران اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا ہے قیوم کے معنی قائم بالذات کے بھی ہیں یعنی جو اپنے قیام کے لئے کسی کا محتاج نہ ہو لیکن دوسری جانب اس کے بغیر کسی شے کے قیام کا تصور بھی محال اور ناممکن ہو۔ ۴؎

اسم الْقَيُّومِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الْقَيُّومِ کی نظام کائنات میں نہایت گہرائی میں نفوذ پذیری پائی جاتی ہے اگر چہ کائنات کے ہر ذرے میں اسم القیوم اپنے مکمل نظام کے ساتھ جاری اور ساری ہے لیکن یہاں اختصار کے ساتھ نباتاتی نظام کی افادیت اور اس کے قیام پر بحث کی جائے گی۔
زمین پر موجود تمام ذی نفوس اور ان کی حیات کی بقاء پر اگر تفکر کیا جائے تو اس کے پیچھے معصوم درخت، پودے اور جنگلات نظر آئیں گے جبکہ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کے زمین پر سے اگر درخت اور پودے ناپید و نابود ہو جائیں تو کسی ذی روح کے زندہ رہنے کا قطعاً کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چنانچہ انسان، جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑوں کی زندگی کے قیام اور دوائم کے پیچھے یہ بے ضرر درخت اور پودے ہیں تا ہم درخت ہم سب کے بہترین دوست اور محسن ہیں لہٰذا کسی بھی انسان کے دنیا میں آنے کے فوراً بعد اس کا ان درختوں کے ساتھ براہ راست تعلق قائم ہو جاتا ہے لیکن اس سے بھی پہلے جب انسان ابھی جنین تھا اس وقت بھی اس کی سانس کی آمدورفت اور زندگی کی ڈور کو یہی درخت تھامے ہوئے تھے اور انسان کی زندگی کا انحصار اور دارومدار انھی درختوں سے خارج شدہ آکسیجن گیس پر تھا چنانچہ پیدائش سے لے کر موت تک اور بعض اوقات مرنے کے بعد بھی یہ درخت اس کے محسن اور رفیق ہیں۔

کاربن خیز دور:

زمین پر ۲۸۰۔۳۴۷ سال قبل اتھلے سمندروں، وسیع دلدلوں اور ڈھلوانی زمین پر مشتمل ایک نم آلود اور گرم آب و ہوا کا ایک کاربن خیز دور یعنی Carboniferous Period بھی تھا چنانچہ اس دور میں زمین پر کوئلے کے کئی جنگلات پیدا ہوئے جبکہ پوری زمین ایک مرطوب فضاء کی چادر میں ملفوف تھی جہاں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بہت زیادہ تھی تا ہم زمین پر موجود جنگلات میں دیو قامت لٹھ کائی (Club Mmsses)، فرن اور سرس کے بے شمار گاچھ (Horsetails) تھے جبکہ کہیں کہیں ان درختوں کی اونچائی ایک سو فٹ سے بھی زائد تھی اگر چہ لاکھوں برس تک زمین پر یہی موسم قائم رہا لیکن پھر زمین پر برفانی دور شروع ہوا تا ہم برف کی تہوں میں یہ تمام اشجار دب گئے اور ان پر برسوں مختلف کیمیکل ری ایکشنز بھی ہوتے رہے۔ ۵؎

الجی(Algee):

پودے کی ایک انتہائی سادہ قسم ہے جو سب سے زیادہ سورج کی روشنی کو Photosynthesis کے ذریعے جذب کر کے آکسیجن کی بڑی مقدار کا اخراج کرتے ہیں ان کی بے شمار اقسام دنیا کے ہر خطے میں یعنی زمین سے لے کر سمندر کی سطح سے لے کر تہہ تک میں پائی جاتی ہے اس کے علاوہ یہ بکثرت جنگلات اور درختوں پر بھی پروان چڑھتی ہیں جبکہ صرف سوئی کی نوک پر یہ ہزار سے زائد سما سکتی ہے۔

کائی(Moss):

کائی بھی پودے کی ایک قسم ہے جو دنیا کے تمام خطوں میں تقریباً ہر جگہ پائی بکثرت جاتی ہے جس میں زمین، پہاڑ، پتھر، جنگل، درختوں کی چھال اور جوہڑ شامل ہیں کائی کی اب تک ۸،۰۰۰ سے زائد اقسام دریافت کی جا چکی ہے گو کہ ان میں جڑیں نہیں ہوتیں لیکن ان کے جنسی تولیدی اعضاء زرخیزی کے عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اگر انھیں نمی میسر ہو تو یہ تیزی سے نشونما کے مراحل طے کرتے ہیں۔

فرن(Fern):

فرن کو بھی کرہ ارض کا قدیم ترین پودا کہا جاتا ہے جو دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اس کی اب تک ۱۵،۰۰۰ سے زائد اقسام کا اندازہ لگایا گیا ہے فرن کی افزائش بھی قدرت کا ایک شاہکار ہے کیونکہ اس درخت میں Male, Female organs نہیں پائے جاتے اور نہ ہی اس کی جڑ، بیج اور پھول ہوتے ہیں لیکن اس کے پتوں کی نچلی سطح پر موجود Spores جو ابتداء میں ہرے رنگ کے لیکن بعد ازاں بھورے رنگ کے خشک ہو کر جب زمین پر کثیر تعداد میں گرتے ہیں تو انھی Spores سے فرن کا نیا درخت پیدا ہوتا یعنی بالالفاظ دیگر فرن درختوں کی ان اقسام سے تعلق رکھتا ہے جو کہ Vascular Plant کہلاتے ہیں۔

ماہرین ارضیات نے اس قدیم پودے کی باقیات اور فوسلز کو ڈیونی عہد کے چٹانوں سے حاصل کیا ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق! یہ پودا تقریباً ۳۰ کروڑ سال قبل نباتات کی غالب شکل میں دنیا میں موجود تھا۔

درخت و اشجار عقل و شعور رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں:

کائنات میں جتنے بھی ذی روح ہیں وہ سب کے سب عقل و شعور اور حسیات رکھتے ہیں جبکہ ان کے یہاں بھی نظام تولید، خاندان، اولادیں، عزیز و اقارب، خوشی غمی، اظہار خیال، محبت، نفرت، عمر، موت زندگی، دکھ، بیماری، بھوک پیاس اور اچھی یا بری تقدیر ہوتی ہے تاہم ان سے ہمارا رشتہ بہت قدیم ہے جب بنی نوع انسان کے جداعلی آدم و حوا جنت کے مکین تھے تو یہ درخت اور اشجار اس وقت بھی وہاں موجود تھے پھر جب انسان نے اس زمین پر قدم رکھا تو یہ درخت پیدائش سے لے کر موت تک انسان کے ساتھ ساتھ رہے جبکہ مرنے کے بعد بھی اگر یہ قبر کے سرہانے موجود ہیں یا پھر صاحب قبر نے اپنی زندگی میں کوئی درخت یا پودا لگایا ہے تو وہ جب

تک دنیا میں موجود رہے گا اس کا ثواب اسے مرنے کے بعد قبر میں اور اگلی دنیا میں بھی مسلسل ملتا رہے گا۔

درختوں کی عبادات اور سجدہ:

درخت بھی اپنے خلاق و مالک کو پہچانتے ہیں اور اس کی مسلسل حمد وثناء اور تسبیح بیان کرتے ہیں جبکہ صبح وشام وہ اللہ کو سجدہ بھی کرتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں درخت اور اشجار اللہ کی بندگی اور عبادات کرتے ہیں اور اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے۔

ارشادات خداوندی ہیں!

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ۔

ترجمہ۔ستارے اور درخت دونوں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔۶؎

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا۔

ترجمہ۔ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، بے شک وہ بردبار بخشنے والا ہے۔۷؎

درختوں کا نظام تولید، خاندان، اولادیں اور عزیز واقارب:

اللہ تعالی نے کائنات میں ہر شے کا جوڑا پیدا فرمایا ہے جس کی وجہ سے افزائش نسل کا سلسلہ کامیابی سے جاری ہے تاہم درختوں میں بھی نر اور مادہ دونوں جنس پائی جاتی ہیں جبکہ ان کی Fertilization اور Polination بھی ہوتی ہے جب ہی ان کی افزائش ممکن ہے تاہم کچھ پھولوں کے اندر ہی Male, Female sex organs پائے جاتے ہیں کچھ درخت کی شاخیں اور کچھ درخت تنہا Male یا Female ہوتے ہیں، یہ حیران کن نظام فطرت ہے جو عقل انسانی کو حیران کرنے کے لئے کافی ہے اگرچہ انسانوں اور دیگر جانداروں کی طرح سے درختوں اور پودوں کے جوڑے اور پھر ان جوڑوں سے ان کی اولاد، خاندان، عزیز واقارب اور دوست احباب کا ہونا اللہ کی شان کریمی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔۸؎

وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا۔

ترجمہ۔ہم نے ہی نر اور مادہ پیدا کئے ہیں۔۹؎

وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّىٰ۔

ترجمہ۔اللہ نے آسمان سے پانی برسایا، اس کے ذریعے مختلف نباتات کے جوڑے پیدا کئے۔۱۰؎

وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيۡهَا زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ۔

ترجمہ۔اللہ نے ہر قسم کے پھلوں میں دو قسم کے جوڑے پیدا کر دئے ہیں۔ ۱۱؎

سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ۔وہ ذات پاک ہے جس نے زمین سے اگنے والی چیزوں کو گونا گوں (جوڑوں کی شکل میں) بنایا، اور خود ان (انسانوں) میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے۔ ۱۲؎

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کے پپیتے کا تنہا درخت پھل نہیں دیتا ہے تو باغبان اس کے قریب دوسرا پپیتے کا درخت لگاتے ہیں تو کچھ ہی دنوں کے بعد ان درختوں میں پھل لگ جاتے ہیں کیونکہ جنسی اعتبار سے اللہ تعالی نے پپیتے کے درخت کو تین جنسی اقسام میں پیدا کیا ہے یعنی Male, Female and Hermaphroidite ہیں اسی طرح سے کھجور کے درخت میں بھی Male, Female شاخیں ہوتی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّنَخِيۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّغَيۡرُ صِنۡوَانٍ يُّسۡقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ۔

ترجمہ۔اور کھجوریں دو شاخی ہیں جنھیں ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے لیکن ہم ان میں بعض کو بعض پر مزے میں بڑھا دیتے ہیں۔ ۱۳؎

خوشی غمی کے جذبات:

درختوں میں بھی خوشی اور غمی کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے جب اللہ کی رحمت برستی ہے تو وہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح سے عبادات، اچھی گفتگو اور مسحور کن موسیقی سے ان کی نشونما اچھی جبکہ شور شرابا، غم وغصہ، فضائی آلودگی یا نفرت کے جذبات سے ان کی نشونما کی رفتار سست ہو جاتی ہے تاہم اکثر ان حالات میں ان کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔

اظہار خیال:

میلوں دور رہنے والے درختوں اور پودوں میں باقاعدہ اظہار اور تبادلہ خیال ہوتا ہے اور ان کے پیغامات ایک دوسرے تک انا کی لہروں کے ذریعے پہنچتے ہیں کیونکہ انا کی لہریں روشنی کی رفتار سے کہیں زیادہ تیز تر ہوتی ہیں اسی وجہ سے ماہرین یہ کہتے ہیں کے انا کی رفتار ایک سیکنڈ میں اس دنیا کے گرد آٹھ بار اپنا چکر مکمل کر لیتی ہے چنانچہ انھی انا کی لہروں کے ذریعے تمام جاندار سمیت پودے بھی آپس میں جڑے اور ملے ہیں کیونکہ انا کی یہ لہریں اس قدر تیز رفتار ہیں کہ زمانی اور مکانی فاصلے ان کی مکمل گرفت میں ہوتے ہیں کیونکہ یہ لاتناہیت میں بیک وقت ہر جگہ موجود ہوتی ہیں لہٰذا انھی انا کی لہروں کی ہمہ وقت کائناتی دور کی وجہ سے تمام مخلوقات سمیت درخت بھی باہم ایک دوسرے سے جڑے ہیں اور ایک دوسرے کا حال احوال اور خیر خیریت معلوم کرتے رہتے ہیں بالالفاظ دیگر چونکہ تمام کائنات میں ایک ہی شعور کارفرما ہے اور اس کے غیب وشہود کی ہر لہر دوسری لہر کے معانی کو بخوبی جانتی اور سمجھتی ہے چنانچہ اب

یہ لہریں چاہے کائنات کے انتہائی اطراف میں ہی کیوں نہ واقع ہوں وہ بہر حال ایک دوسرے سے متصل اور وابستہ ہیں۔

محبت اور نفرت:

پودے ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے ہیں اور بسا اوقات اپنے ساتھ پودے یا درخت کے کٹ جانے یا مر جانے کے سبب شدید دکھ میں مبتلا ہو کر خود بھی مر جاتے ہیں جبکہ یہ بات تجربات سے بھی ثابت ہے کے جب ایک ہرے بھرے درخت کو کاٹ دیا گیا تو اس کے برابر میں موجود دوسرا درخت بھی کچھ عرصہ کے بعد مرجھا کر مر گیا۔

موت زندگی:

جس طرح سے کائنات کی ہر شے فانی ہے بالکل اسی طرح سے درختوں کی موت و حیات بھی اللہ کے یہاں مقرر ہے چنانچہ درخت اور پودے پیدا بھی ہوتے ہیں اور مر بھی جاتے ہیں جبکہ ان میں سے کچھ بہت طویل العمر بھی ہوتے ہیں اور ہزاروں برس کی زندگی گزارتے ہیں جبکہ کچھ مختصر زندگی کے ساتھ دنیا میں آتے ہیں ان میں سے کچھ کو ناگہانی اموات یا حادثات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے مثلاً سیلاب، طوفان، شدید بارشیں، جنگلات کی کٹائی یا کسی بھی وجہ سے انھیں اگر جڑ سے کاٹنا پڑ جائے تو گویا ان کی مکمل موت واقع ہو گئی لیکن بسا اوقات ان کی جڑیں موجود رہتی ہیں اور وہ دوبارہ پھل پھول جاتے ہیں۔

دکھ بیماری:

انسانوں اور جانوروں کی طرح پودے، درخت، فصلیں، باغات اور کھیت کھلیان بھی بیمار پڑ جاتے ہیں جب ہی ماہرین نباتات کسانوں کو اچھی فصلوں کے لئے عمدہ بیج، کھاد اور کیڑے مکوڑوں سے حفاظت کے لئے اسپرے کا مشورہ دیتے ہیں گو کہ یہ بیماریاں زمانہ قدیم سے ہی درختوں کو لاحق ہیں لیکن ہر دور میں ان کے علاج اور معالجہ کے طریقہ کار میں فرق ہوتا ہے جبکہ اس مقصد کے لئے زرعی یونیورسٹیز اور ادارے ہیں جہاں عمدہ فصلوں، باغات اور دختوں کی پیداوار، نشونما اور انھیں مختلف بیماریوں سے بچانے کے لئے تحقیقی کام مسلسل جاری ہے اگر چہ یہ بات زیادہ عرصہ پرانی نہیں ہے ککڑی اور کھیرے کڑوے اور ترش ہوا کرتے تھے لیکن اب شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے اسی طرح سے کچھ پھل اور سبزیاں خاص موسم میں ہی نظر آتی تھیں لیکن اب ان میں سے کئی سارا سال دستیاب ہیں یعنی زراعت کے میدان میں بدستور تحقیق کی وجہ سے ایسا ممکن ہو سکا لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کے ہم اب بھی دنیا میں زرعی ترقی اور تحقیق میں بہت زیادہ پیچھے ہیں اور آج بھی ہمارے یہاں قدیم طرز زراعت رائج ہے۔

بھوک پیاس:

تمام ذی روح کے ساتھ بھوک اور پیاس کے تقاضے بھی لازم و ملزوم ہیں چنانچہ درخت اور پودوں کو بھی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے اور قدرت نے ان کی بھوک اور پیاس کی سیرابی کا نہایت منظم نظام قائم کیا ہے یعنی وہ دھوپ، ہوا میں موجود گیسز اور پانی میں موجود نمی اور منرلز سے اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور صحت مند، توانا اور خوش رہتے ہیں۔

اچھی یا بری تقدیر:

تمام ذی روح کی طرح درختوں کی تقدیر بھی اللہ کے یہاں مرتب ہے ان کی عمر کیا ہوگی، وہ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی پیدائش اور موت، ان کا رزق، دوست احباب، اولادیں، خوشی غمی، ان میں موجود مختلف بیماریوں کے علاج، خود ان کے اندر موجود پھلوں، پتوں، بیجوں اور جڑوں میں کس کس انسان، جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑوں کا رزق اور دوا موجود ہے اور پھر ان کی اگلی منازل کیا ہیں؟ کس درخت کو کسی کے گھر کی تعمیر، فرنیچر، کپڑے، آرائشی اشیاء، مسجد، منبر، مندر، گرجا، اسکول، اسپتال یا آفس کا حصہ بننا ہے یہ سب اللہ کی کتاب میں درج ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔

ترجمہ۔ زمین کی تہہ میں جو دانہ ہے اور تمام خشک و تر سب کتاب المبین میں لکھا ہوا ہے۔ [۱۴]

پھلوں، سبزیوں، گرم مصالحوں اور ڈرائی فروٹس کی دیدہ زیب پیکنگ:

قدرت کا نظام نہایت مستحکم، منظم اور مرتب ہے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور اس کی تخلیق میں کوئی کمی یا عیب نہیں ہے یعنی کائنات میں اگر بار بار بھی نظر دوڑاؤ تو کوئی معمولی سا عیب تلاش نہ کر پاؤ گے چنانچہ جب ہم پھلوں، سبزیوں، خشک مصالحہ جات اور ڈرائی فروٹس کا تجزیہ کرتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ! اللہ تعالیٰ نے ان کی کیمیکل اور فزیکل خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں دیدہ زیب پیکنگ میں نہایت نفاست اور احتیاط سے پیک کر کے ہمیں دیا ہے یعنی اگر انار کو چھیل لیں تو وہ جلدی ہی خراب ہو جائے گا لیکن اگر وہ اپنے موٹے اور اندر سے نرم چھلکے میں پیک ہے تو کئی دن تک اپنی اصلی حالت میں رہتا ہے لیکن نازکی کے اعتبار سے انار ایک ایسا پھل ہے جس میں وٹامنز، منرلز، رس اور غذائی ریشہ بکثرت موجود ہے لیکن چھلا ہوا انار اگر کمرے کے درجہ حرارت میں رہے تو بہت جلد خراب ہو جائے گا لیکن اپنی منفرد پیکنگ اور مناسب درجہ حرارت میں وہ کئی مہینوں تک قابل استعمال رہتا ہے بالکل اسی طرح سے سیب، کیلے، آم، پپیتا، چیکو، گنا، انناس، لیچی، ناریل، اخروٹ، بادام، پستے، چلغوزے، خوبانی، سات مغز، پیاز، آلو، مٹر، لوکی، توری، ٹینڈے، اروی، لہسن، ادرک اور دیگر پھلیاں جبکہ خشک مصالحہ جات میں جائفل، جاوتری، دھنیا، زیرہ، مرچیں اور دیگر شامل ہیں تاہم انڈوں کی حفاظت کے لئے بھی قدرت نے نہایت نفیس پیکینگ کا انتخاب کیا ہے جس میں انڈے اپنی تمام تر غذائیت کے ساتھ ایک عرصہ دراز تک محفوظ حالت میں رہتے ہیں لیکن اگر انھیں پکانے کے لئے ان کے چھلکوں سے نکال دیا جائے تو پھر وہ بہت جلد خراب ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ قدرت کا نہایت خصوصی احسان ہے جو تمام جانداروں پر یکساں جاری ہے جبکہ اس نظام کے در پردہ بے شمار حکمتیں ہیں یعنی اس پھل، سبزی یا خشک میوے کی غذائیت، اس کے اندر موجود تمام وٹامنز، منرلز اور قدرتی ریشوں کی حفاظت اور افادیت کو انتہائی محفوظ حالت میں سنبھال کر رکھ دیا گیا تا کہ اس کی تازگی اور لذت برقرار رہ سکے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًاۚ۔

ترجمہ۔ہم تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں۔ ۱۵ے

وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّيۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ‌ؕ اُنْظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَيَنۡعِهٖ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ۔

ترجمہ۔کھجور کے شگوفوں میں سے پھل کے جھکے ہوئے گچھے ہیں،اور باغ ہیں انگور اور زیتون اور انار کے آپس میں ملتے جلتے اور جدا جدا بھی،دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب وہ پھل لاتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو،ان چیزوں میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ ۱۶ے

فَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِيۡمٍ۔

ترجمہ۔ہم نے زمین میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اگائیں۔ ۱۷ے

ارشادات خداوندی:

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ۔ ۱۸ے

ترجمہ۔ اَللّٰهُ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ (زندہ اور جاوید ہستی) ہے جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔

وَعَنَتِ الۡوُجُوۡهُ لِلۡحَىِّ الۡقَيُّوۡمِ۔ ۱۹ے

ترجمہ۔لوگوں کے سر اس الحی القیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابن الاسقع بکریؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا! قرآن کریم کی کون سے آیت سب سے زیادہ عظیم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ۔ ۲۰ے

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ۔ ۲۱ے

ترجمہ۔تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمن ورحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ۔ ۲۲ے

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔ ۲۳ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب کوئی مشکل کام درپیش ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا فرماتے! اَحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ۔ ۲۴ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ اسم اعظم ان تین سورتوں میں ہے۔

۱۔سورہ البقرہ۔ ۲۔سورہ آل عمران۔ ۳۔سورہ طٰہٰ۔

حضرت امامہؓ کے شاگرد قاسم بن عبدالرحمن فرماتے ہیں، میں نے جب اس حدیث کے تحت اسم اعظم تلاش کیا تو جو مشترک اسم اعظم تھا وہ میں نے **اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ** کو پایا۔۲۵

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تمام حمد و ثناء اللہ کے لئے ہے، جو تمام مخلوقات کا خالق اور مالک ہے اور تمام مخلوق اس کا کنبہ ہے وہ تمام مخلوقات کے رزق کا ذمہ دار ہے۔اس نے ہی سب کی روزیوں کو مقرر کر رکھا ہے۔۲۶

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم اَلْقَیُّوْمِ کا باقاعدگی سے ورد کرے گا وہ بھول چوک اور غلطیوں سے محفوظ رہے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ النسا۔آیت۔۳۴۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۵۳۴۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۱۳ء۔

۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۔

۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔

۸۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔

۹۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔

۱۰۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۵۳۔

۱۱۔سورہ رعد۔آیت۔۳۔

۱۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔

۱۳۔سورہ رعد۔آیت۔۴۔

۱۴۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔

۱۵۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔

۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔

۱۷۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔

۱۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۔

۱۹۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۱۱۔

۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔

۲۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔

۲۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔

۲۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۵۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔

۲۶۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۸۹۔رومیل ہاوٗس آف پبلیکیشنز راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔

اَلْوَاجِدُ

ہر چیز کو پانے والا

He who finds whatever He wants in the time He desires.

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا

اصحاب جنت، اصحاب جہنم کو پکار کر کہیں گے ہم نے سچا پایا جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا۔(اعراف۔ ۴۴)

اَلْوَاجِدُ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۴ا اور عدد ۵) ہے۔

اَلْوَاجِدُ۔(و۔ج۔د) سے مشتق ہے۔ ا؎

اَلْوَاجِدُ۔قرآن کریم میں اس اسم صفاتی کا تذکرہ موجود نہیں تاہم یہ صفات الٰہی کے پا لینے کے معنی میں بیان کی گئی ہے۔

وجد وجود ا۔عربی زبان میں اس سے مراد کسی چیز کو پا لینا، جان لینا یا اس کا علم حاصل ہونے کے بھی ہے۔

اَلْوَاجِدُ۔ سے مراد مالداری، فراخی اور وسعت کے ہیں۔

اَلْوَاجِيدُ۔عربی زبان میں ہموار زمین کو کہتے ہیں۔

اَلْوَاجِدُ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معنی غنی، تونگر اور کل دولت کا مالک کے بھی ہیں۔ ۲؎

اسم اَلْوَاجِدُ کا نظام کائنات میں کردار:

اَلْوَاجِدُ اللہ کی صفت الٰہیہ ہے جس کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری و ساری ہے اللہ تعالیٰ اپنی کل مخلوقات کے ہر عمل سے واقف اور باخبر ہیں ذات باری تعالیٰ ہر شے کو پانے والا ہے اور اس کے یہاں ایک ایسا سپر فاسٹ کمپیوٹر جس میں معمولی سے معمولی عمل کا بھی ریکارڈ نہایت سرعت سے لکھا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۚ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ ہمارا دفتر تم پر سچ سچ بول رہا ہے، کیونکہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسے ہم لکھ لیا کرتے تھے۔ ۳؎

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۔

ترجمہ۔جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا پھر ان کے کئے ہوئے کاموں کی ان کو خبر دے گا اللہ نے ان سب کو محفوظ کر لیا ہے جبکہ وہ انھیں بھول چکے ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔۴

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۔

ترجمہ۔جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس کی جزا دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اس کی سزا کو دیکھے گا۔۵

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓٮِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔

ترجمہ۔ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو برے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں، اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں، ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔۶

(خرہ (عالم نزع) لگنے سے پہلے کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے)۔

ارشادات خداوندی ہیں:

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔

ترجمہ۔ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے، اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا تو تیرے پاس آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً، یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔۷

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۔

ترجمہ۔اہل جنت، اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم نے وعدہ سچا پایا جو ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا، کیا تم نے بھی اپنے رب کے ۔۸

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰٮهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۔

ترجمہ۔اعمال نامہ رکھ دیا جائے گا پھر تو مجرموں کو دیکھے گا اس چیز سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہے اور کہیں گے افسوس ہم

پر یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر سب کو محفوظ کیا ہوا ہے، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے، اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ ۹ ؎

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَـيْــــًٔـا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔

ترجمہ۔ جو کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے جنگل میں چمکتی ہوئی ریت ہو جسے پیاسا پانی سمجھتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ ہی کو اپنے پاس پاتا ہے پھر اللہ نے اس کا حساب پورا کر دیا، اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ ۱۰ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کسی مومن پر ظلم نہیں کرتا۔ اس کی نیکی کا صلہ اس کو دنیا میں دے دیا جاتا ہے جبکہ اس نیکی کی پوری جزا اس کو آخرت میں دی جائے گی اور کافروں نے دنیا میں جو نیک اعمال کئے ہیں ان کی پوری جزا انھیں دنیا میں ہی دے دی جائے گی اور آخرت کے لئے ان کے لئے کچھ بھی نہیں رکھا جاتا ہے۔ ۱۱ ؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا بہت کثرت سے مانگا کرتے تھے! اۓ دلوں کو بدلنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ یہ دعا بہت زیادہ کیا کرتے ہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ جب وہ چاہتا ہے تو اس دل کو مستقیم رکھتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے تو اس کو ٹیڑھا کر دیتا ہے کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا کے اۓ ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔ ۱۲ ؎

امام حاکم نے تصحیح سند کے ساتھ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ سے روایت کیا ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابن آدم کے دل چڑیا کی طرح دن میں سات مرتبہ الٹ پلٹ ہوتے ہیں۔

حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں! امام احمد اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت کیا ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دل جنگل میں پڑے ہوئے ایک پر کی طرح ہے جس کو ہوا الٹتی پلٹتی رہتی ہے۔ ۱۳ ؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! مومن جب دیکھتا ہے تو وہ غور وفکر اور عبرت حاصل کرتا ہے جب وہ خاموش ہوتا ہے تو بھی غور وفکر کرتا ہے اور جب بولتا ہے تو ذکر الٰہی کرتا ہے جب اسے عطا کیا جاتا ہے تو وہ شاکر ہوتا ہے اور جب وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو بہت صابر ہوتا ہے۔ ۱۴ ؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم اَلْوَاجِدُ کا بکثرت ورد کرے گا اللہ اس کے قلب کو غنا عطا فرمائے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۹۔

۴۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۶۔

۵۔سورہ الزلزال۔آیت۔۷۔۸۔

۶۔سورہ النسا۔آیت۔۱۸۔

۷۔سورہ النسا۔آیت۔۶۴۔

۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۴۔

۹۔سورہ کہف۔آیت۔۴۹۔

۱۰۔سورہ النور۔آیت۔۳۹۔

۱۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز

۱۲۔منصف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالقرآن کراچی۔

۱۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔

۱۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمَاجِدُ
بزرگی اور بڑائی والا

He whose highness is great, who is beneficent, and His magnifincence is rich.

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۔(اعلیٰ ۔۱)

ترجمہ۔اپنے رب کے نام کی تسبیح کیا کر جو سب سے اعلیٰ ہے۔

اَلْمَاجِدُ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۴۸اور عدد ۳) ہے۔

اَلْمَاجِدُ۔کے معنی بزرگی اور بڑائی کے ہیں۔

اَلْمَاجِدُ۔(ج۔د۔د) سے مشتق ہے۔ا۔

اَلْجِدُّ۔کے اصل معنی قطع کرنے اور کاٹنے کے ہیں۔

توب الجدید۔سے مراد قطع کئے ہوئے کپڑوں کے ہیں نیز ہر وہ چیز جس کی نئی نئی پیدائش ہوئی ہو۔

الجدید۔جس چیز سے کبھی واسطہ نہ پڑا ہو۔۲۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ۔۳۔

ترجمہ۔اگر (اللہ) چاہے تو تمھیں ناپید کردے اور ایک نئی مخلوق لا بسائے۔

اَلْجِدُّ۔عربی زبان میں روئے زمین کے لئے استعمال کیا جاتا ہے نیز بہت بانصیب شخص کے لئے بھی یہ اصطلاح مستعمل ہے۔

اَلْجِدُّ۔اس سے مراد نانا اور دادا بھی ہے۔۴۔

وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا۔

ترجمہ۔ہمارے رب کی شان بلند ہے نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ بیٹا۔۵۔

اَلْجِدُّ۔کسی کام میں کوشش کرنا نیز اس سے مراد جلدی اور عجلت بھی ہے۔

اَلْجِیدُ۔کی اصطلاح کسی بھی علم کے ماہر شخص کے لئے کی جاتی ہے مثلاً جید عالم دین یا علماء کرام وغیرہ۔۶۔

ابن فارس کے مطابق !اس مادہ کے تین بنیادی معانی ہیں۔

۱۔عظمت۔

۲۔بلند قسمت یا اچھا نصیب۔

۳۔کاٹ دینا۔

تینوں معانی اوپر بیان کئے جا چکے ہیں۔ ۷ے

اسم اَلْمَاجِدُ کا نظام کائنات میں کردار:

اَلْمَاجِدُ اللہ کی ایک صفت الٰہیہ ہے جس کی نفوذ پذیری ہر سمت جاری ہے۔

قرآن کریم کے مطالعے سے پوری کائنات میں اسم اَلْمَاجِدُ کی اثر پذیری جا بجا نظر آتی ہے چنانچہ عظمت خداوندی، کسی بھی انسان کا بلند قسمت ہونا اور (کاٹ دینا) کا مطالعہ زیر نظر پیرا گراف میں اختصار سے کیا جا رہا ہے اللہ تعالی نے مختلف اقوام کو عزت، عظمت، سربلندی، دولت، ثروت اور بے شمار نعمتوں سے نوازا انھیں قوت اور طاقت عطا فرمائی یہی نہیں بلکہ انھیں دنیا میں اقتدار بھی دیا لیکن جب انھوں نے غرور و تکبر، اللہ کی نافرمانی اور سرکشی کی تو اللہ نے نا صرف انھیں نشان عبرت بنا دیا بلکہ ان کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی اور یہ سب کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا۔

ترجمہ۔ہم اس سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور شان و شوکت میں ان سے بہت بڑھ کر تھیں۔ ۸ے

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔

ترجمہ۔کیا انہوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا کیا انجام ہوا، وہ لوگ ان سے زیادہ تھے اور قوت اور نشانوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے پس ان کے نہ کام آیا جو کچھ وہ کماتے تھے۔ ۹ے

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ۔

ترجمہ۔ اے نبی مکرم ﷺ! ہم آپ سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو اہل مکہ سے زیادہ طاقت ور تھے انھوں نے ہمارے ہلاک آفرین عذاب سے بچنے کے لئے بہت سے شہروں میں پناہ ڈھونڈنی چاہی لیکن ان کو کسی بھی جگہ ہمارے عذاب سے پناہ نہ مل سکی۔ ۱۰ے

تاریخ گواہ ہے کے اللہ نے نئی اقوام کو دنیا میں اٹھایا اور انھیں سربلندی، عزت، عظمت، دولت، شہرت، نیک نامی اور اقتدار عطا فرمایا اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

بِعَزِیْزٍ۔

ترجمہ۔اگراللہ چاہےتوتم سب کوفنا کردے اورایک نئی مخلوق پیدا کردے اور یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔۱۱؎

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِیْرًا۔

ترجمہ۔اے لوگو!اگروہ چاہےتوتم سب کوفنا کردے اور دوسرے لوگوں کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر ہے۔۱۲؎

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ۔

ترجمہ۔اگرتم حق سے روگردانی کروگےتواللہ تمھاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔۱۳؎

تاریخی اعتبار سے مسلم تہذیب کا عروج اس زمانے میں ہوا جب یورپ میں عیسائیت اور پاپائیت نے مل کرلوگوں کی تخلیقی قوت کو محبوس کررکھا تھا بادشاہت اور پاپائیت میں مخاصمت اپنے عروج پر تھی بادشاہ لوگوں کی جسمانی قوت کا مالک ہوتا جبکہ پادری فرد کی روحانی زندگی کو اپنے اثر میں قید رکھتا اس دوئی میں منقسم افراد جہالت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے لہٰذا مغربی تہذیب کی تاریخ میں اس زمانے جاہلیت کو (Dark Age) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔اسلامی تہذیب کا شمار دنیا کی قدیم تہذیبوں میں ہوتا ہے اس کی علاقائی وسعت کے دائرے میں وسطی ایشیاء،مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ شامل ہیں تاہم آبادی کے اعتبار سے یہ ہندی اور چینی تہذیبوں کے برابر افرادی قوت کی مالک ہے یعنی تقریباً ایک ارب سے زائد افراد اس میں شامل ہیں لیکن سیاسی اعتبار سے یہ منتشر ہے جبکہ اس تہذیب میں ۵۷ اسلامی ممالک شامل ہیں مسلم تہذیب یا اسلامی تہذیب جزیرہ نما عرب میں نمودار ہوئی اور بہت ہی تھوڑے عرصے میں اس کی حدود مغرب میں بازنطینی اور یونانی تہذیبوں سے جاملیں مشرق میں مسلم تہذیب کا ایرانی اور ہندی تہذیب سے تقابل ہوا مسلم تہذیب ایک ایسے نظام کا نام ہے جس نے خدا اور کائنات کے ساتھ انسان کے رابطوں کے اصول بیان کئے جو فکر وعمل کے تمام طریقوں کا احاطہ کرتے ہیں اور یہ اصول جامد نہیں،متحرک ہیں ان اصولوں کا منبع ومرجع قرآن وسنت ﷺ اورعوام کی قوت تخلیق ہیں۔۱۴؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ۔

ترجمہ۔وہی (اللہ) ہے جس نے اٹھایا امیوں (امیین) میں سے ایک رسول ﷺ جوانھی میں سے ہے۔۱۵؎

امی (امیین) رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد خلافت راشدہ کا قیام عمل میں آیا جوتقریباً ۳۰ سال تک قائم رہا تاہم حضرت عثمانؓ کے دور خلافت تک مسلمان حکمران اور سپہ سالار اپنے ایک ہاتھ میں قرآن جبکہ دوسرے میں تلوار لے کر جزیرہ نمائے عرب سے نکلے اور تقریباً ربع صدی سے بھی کم میں انھوں نے ایران،عراق،شام،فلسطین،مصر اور شمالی افریقہ پر پرچم اسلامی لہرادیا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم کے دور خلافت میں یہ سلسلہ کچھ وقت کے لئے تھما اس کے بعد حضرت امام حسنؓ پانچویں خلیفہ راشد کے طور پر سامنے آئے لیکن صرف چھ ماہ بعد وہ امیر معاویہ کے حق میں دستبردار ہوگئے بعد ازاں خلافت ملوکیت میں بدل گئی لیکن

جب خلافت بنو امیہ کا قیام عمل میں آیا تو ایک بار پھر فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھا اور بہت کم عرصے میں ایک جانب مشرق میں ترکستان ،افغانستان اور سندھ تک اور دوسری جانب مغرب میں پورے شمالی افریقہ کے علاوہ اسپین سمیت مغربی یورپ کا وسیع تر علاقہ 'امیین' کی عملداری میں آ گیا اور عالم اسلام کی سرحدیں تین براعظموں تک پھیل گئیں۔ تاریخی اعتبار سے یہی وہ دور تھا جب عرب افواج اندلس سے پیش قدمی کرتے ہوئے فرانس کے عین قلب میں داخل ہوئیں بنو امیہ کے کئی نامور حکمرانوں نے حکمرانی کی جن کے دور میں کئی اچھے کام بھی ہوئے یہ دور تقریباً ایک صدی پر محیط تھا آٹھویں، نویں اور دسویں صدی عیسوی کا زمانہ عربوں کے عروج کا دور تھا جس کے دوران اسلام کی علمبرداری اور عالم اسلام کی سیادت دونوں 'امیین' کی دو اہم شاخوں یعنی بنو امیہ اور بنو عباس کے پاس رہیں جس کے نتیجے میں کرہ ارض کے ایک بڑے حصے پر اسلام کا نظام عدل وانصاف قائم ہوا۔ اسلامی تہذیب وتمدن، علوم وفنون، قوانین، اور نظام شریعت کا سکہ ہر طرف جاری تھا لیکن دسویں صدی عیسوی میں اس نظام میں کمزوریاں واقع ہونا شروع ہوئیں جبکہ گیارہویں صدی عیسوی میں امیین کا دور انحطاط شروع ہوا جس کی وجہ سے عالم اسلام کے قلب میں قوت کا ایک خلاء پیدا ہو گیا دوسری جانب عین اسی وقت خوش قسمتی سے عالم اسلام کے شمال مشرقی سرحدوں سے جو قبائل قلب اسلام کی جانب کھنچ کر آئے وہ پہلے سے ہی مسلمان ہو چکے تھے یعنی کرد اور ترکان سلجوقی جنھوں نے گیارہویں صدی عیسوی کے دوران شام، فلسطین اور مصر میں مضبوطی سے اپنے قدم جمائے اور اس طرح سے عالم اسلام کے قلب کی حفاظت اور مدافعت کے لئے تازہ دم قوت فراہم ہوئی۔

بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کے دوران امت مسلمہ پر عذاب الٰہی کے 'وعدہ اولیٰ' کا ظہور ہوا اور بالکل اسی طرح سے جیسے قوم بنی اسرائیل پر جس کا ذکر قرآن کریم میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۵ میں کیا گیا ہے کہ! جس میں قوم بنی اسرائیل پر پہلے دور کا عذاب اور زوال آیا تھا بالکل اسی طرح سے مسلمان بھی صلیبی جنگوں سے پامال ہوئے چنانچہ پہلے شمال سے صلیبی طوفان ایک بڑے ریلے کی طرح آنا شروع ہوا اور ۱۰۹۹ء میں نہ صرف یہ کہ مسجد اقصیٰ بلکہ بیت المقدس میں بھی مسلمانوں کا قتل عام ہوا یہ ایک ایسی خونریزی تھی جس کا تذکرہ کرتے ہوئے اہل مغرب بھی کپکپاتے ہیں اس خونریزی کے باعث پورے ۸۸ برس تک بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ رہا دوسری جانب خلافت عباسیہ مکمل طور پر عیش پرستی میں غرق تھی جبکہ امیین میں اب اس فتنے سے لڑنے کا دم خم باقی نہ تھا لیکن 'آخرین' (دیگر مسلمان اقوام) کے گرم خون سے یعنی صلاح الدین ایوبی کی سرکردگی میں کرد مسلمانوں نے ۱۱۸۷ء میں بیت المقدس کو صلیبیوں سے نجات دلوائی اور وہاں ایک بار پھر پرچم اسلامی لہرایا مشرق کی جانب سے آتا ہوا فتنہ تاتار کا طوفان عظیم جس نے پہلے افغانستان اور ایران کو پامال کیا اور اس کے بعد بلا آخر ۱۲۵۸ء میں بغداد میں خون کی ہولی کھیلی گئی اور ہلاکو خان جو (چنگیز خان کا پوتا) تھا نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجائی جس کے نتیجے میں مستعصم باللہ کی خلافت کا چراغ گل ہوا بنو عباس کی حکمرانی قائم ہوئی جو اندازاً ساڑھے پانچ سو سالوں تک مسند خلافت پر براجمان رہے اور اس دور میں بغداد کو مرکزی حیثیت حاصل رہی یہ شہر علم وہنر کی ترویج واشاعت کا منبع تصور کیا جاتا تھا لیکن آٹھویں عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے بعد خلافت عباسیہ بتدریج زوال کا شکار ہوئی اور بالا آخر ہلاکو خان کے ہاتھوں بغداد کو خاک وخون میں نہلا دیا گیا اور اس طرح علم وآگہی کا شہر تاتاریوں کے ہاتھوں

تاراج ہوا۔

یہاں امت مسلمہ پر عذاب الٰہی کے پہلے دور کا اختتام ہوا تا ہم دوسری جانب امیین کی حد تک تو قرآن کریم کی وہ وعید بھی پوری ہوئی جس کا ذکر سورہ محمد کی آیت ۳۸ میں کیا گیا یعنی اگر تم اپنی پیٹھ موڑ لو گے تو (اللہ) تمھاری جگہ کسی دوسری قوم کو کھڑا کر دے گا۔

عالم اسلام میں مسلمان سیادت اور قیادت سے محروم کر دئے گئے اگر چہ دو سال ے بعد یعنی ۱۲۶۰ء میں اس طوفان کا رخ بھی آخرین کے ہاتھوں پھرا جس کے سبب کم از کم اسلام کا مغربی بازو اس سے محفوظ و مامون رہا۔

بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کے دوران عالم اسلام کے قلب میں ایک حیرت انگیز تبدیلی واقع ہوئی یعنی تا تار جنھوں نے عالم اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجائی اب وہی دین اسلام میں داخل ہو گئے۔

بقول اقبال! ہے عیاں فتنۂ تا تار کے افسانے سے پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

دنیا میں رونما ہونے والا کوئی واقعہ بھی حیران کن نہیں ایک وقت وہ تھا جب یہی اجڈ اور گنوار قوم چن چن کر مسلمانوں کو قتل کرتے تھے اوران کے خون سے ہولی اور سر کے مینار تعمیر کئے جاتے تھے لیکن وقت نے ایک ایسی کروٹ لی کہ اہل جہاں انگشت بدندان رہ گئے کے ان ہی وحشی قبائل کے دو قبیلے۔

۱۔ترکان تیموری۔ ۲۔ترکان عثمانی۔ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ترکان تیموری نے ہندوستان میں ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی اور اسلام کی ترویج واشاعت میں حصہ لیا دوسری جانب ترکان عثمانی نے ایشیاء کوچک میں اپنے قدم مضبوطی سے جمائے اور پھر رفتہ رفتہ وہ بھی ایک عظیم الشان مملکت کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوئے بعد ازاں انھوں نے پورے مشرقی یورپ پر اپنی بالا دستی کو قائم کرتے ہوئے اٹلی سمیت شمالی افریقہ پر مکمل عملداری اور سیادت کی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے عالم اسلام کے قلب کی حفاظت کی لیکن اس بار قلب اسلام کی عظمت اور سطوت عربوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ ترکوں کے ہاتھوں ہوئی سیموئل ہنٹگٹن اسلامی تہذیب کے حوالے سے مغرب کی فکر کا تجزیہ اپنی کتاب The Clash of Civilizations میں اس طرح سے پیش کرتے ہیں کے اسلامی تہذیب وہ واحد تہذیب ہے، جس نے مغربی تہذیب کی بقاء کو خطرے میں ڈال دیا ہے اور یہ عمل مسلمانوں سے دو مرتبہ سرزد ہوا۔[۱۶]

Islam is the only Civilization which has put the survival of the West in doubt, and it has done that at least twice.

ایک بار اسپین کو فتح کر کے اور دوسری مرتبہ سلطنت عثمانیہ نے ویانا تک اپنی فتوحات کو قائم کر کے جو دہشت مغرب پر قائم کی اس رعب و دہشت کو مغرب آج تک نہ بھلا سکا سلطنت عثمانیہ جس کو Ottoman Empire بھی کہتے ہیں ۶۲۷ سال تک پوری آب و تاب سے برقرار رہی دوسری جانب اسی راکھ سے خلافت عثمانیہ نے جنم لیا جب تا تاری چن چن کر مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے عین اسی وقت عثمان طغرال نامی ایک بچے نے جنم لیا جس کے والدین نے اس کی بہت اچھی تربیت کی آگے چل کر یہی عثمان

طغرال (عثمان اول اور غازی عثمان) کے نام سے مشہور ہوا۔ تاریخ میں اسے خاندان عثمانیہ کا بانی بھی کہا جاتا ہے عثمان اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے قبیلے کا سردار بنا بعد ازاں وہ اپنے اردگرد کے علاقوں کو فتح کرتا رہا ۱۲۹۹ء میں عثمان طغرال نے سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی یہ ایک مسلم سلطنت تھی جس کا مرکز ترکی میں تھا اس کی بنیاد تیرہویں صدی میں رکھی گئی جبکہ اس کا خاتمہ بیسویں صدی کے اوائل میں ہوا۔ سلطنت عثمانیہ کے ایک خلیفہ سلیمان اول کے دور کو عثمانیوں کے عروج کا دور کہا جاتا ہے جن کے دور حکومت میں عدل وانصاف قائم ہوا۔ مورخین سلطنت عثمانیہ کو دنیا کی عظیم الشان سلطنت میں شمار کرتے ہیں کیونکہ عثمانی خلفاء نے دنیا کے تین براعظموں کو زیرنگیں کرتے ہوئے اپنی سلطنت کی حدود کو یورپ کے بڑے حصے، بلقان، عراق، قسطنطنیہ، شام، مصر، ہنگری، الجیریا جس میں عظیم دریائے یعنی دجلہ، فرات، نیل اور دریائے ڈینوب تک دوسری جانب بلند و بالا پہاڑوں میں کوہ طور، کوہ بلقان، کوہ قاف اور کوہ اطلس تک وسعت دی۔ سلطنت عثمانیہ بڑے طمطراق کے ساتھ تقریباً ۶۲۷ برسوں تک دنیائے اسلام پر اسلامی پرچم لہراتی رہی لیکن مصطفیٰ کمال اتاترک کے ہاتھوں سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا۔ ۱۹۲۲ء اور پھر ۱۹۲۴ء میں مسلمانوں کی خلافت کا مکمل خاتمہ ہوا اور آخری عثمانی خلیفہ عبدالماجد کو معزول کر دیا گیا سلطنت عثمانیہ کو ختم کرنے کے نتیجے میں ۴۰ آزاد ممالک دنیا کے نقشے پر وجود میں آئے جن میں سے آج کی دنیا کے کئی اسلامی ممالک بھی شامل ہیں پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر فاتح قوتوں یعنی انگلینڈ، فرانس، روس آئرلینڈ اور اٹلی نے جنگ کے اختتام پر سلطنت عثمانیہ کے خلاف ۲۴ جولائی ۱۹۲۳ء کو ایک 'معاہدہ لوزان' جسے Lausanne Treaty کہتے ہیں کو لاگو کیا جس کی نہایت سخت شرائط تھیں اس کے نتیجے میں سلطنت عثمانیہ کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ترکی کو اگلے سو سالوں تک سخت پابندیوں میں جکڑ دیا گیا اس معاہدے کی رو سے ترکی پر معاشی سیاسی اور کئی مذہبی پابندیاں عائد کی گئیں اور طاغوتی قوتوں نے عالم اسلام اور مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے! جسے حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، عنقریب دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں اس پر کسی نے پوچھا کے کیا اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں بلکہ تم اس وقت بہت ہو گے لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی مانند ہو گے اللہ تمھارے دشمنوں کے سینوں سے تمھارا رعب و دبدبہ کو نکال دے گا اور اللہ تمھارے دلوں میں 'وہن' ڈال دے گا (وہن کا مطلب دنیا کی محبت اور موت کا خوف)۔ ۱۷

مسلمانوں کی یہ فتوحات ماضی کا حصہ بن چکیں لیکن اس کے باوجود مغرب اسلامی تہذیب سے خوفزدہ ہے یہ درست ہے کہ مسلمانوں کے تشخص اور ان کے امیج کو وقتاً فوقتاً نقصان پہنچا ہے لیکن مسلمانوں نے کبھی اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ وہ اس کی بہتری کے لیے موثر اقدامات کریں لہٰذا دنیا بھر میں مسلمان دشمن قوتوں نے ایک منظم سازش کے تحت اسلام اور مسلمانوں کے لیے کچھ تضحیک آمیز الفاظ کا استعمال شروع کیا جس سے مسلمانوں کے تشخص کو شدید نقصان پہنچا اور اب تو یہ الفاظ زبان زد عام ہو چکے ہیں جیسے کے Islamist and Fundamentalist وغیرہ اب مسلمانوں کی عذرخواہی یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کے انھیں مسلمان تو بے شک کہا جائے لیکن انھیں اسلامسٹ ہرگز نہ کہا جائے اسی طرح سے انھیں بنیاد پرست یا

Fundamentalist کہلوانا بھی پسند نہیں ایک جانب مسلمانوں نے اجتہاد سے دوررہ کر اپنے آپ اور معاشرے کو دوسرا شدید نقصان پہنچایا کیونکہ اجتہاد سے دوررہ کر نہ وہ زمانے سے ہم قدم رہ سکے اور نہ ہی کسی جدید فکر کی ابتدا کر سکے لہٰذا دنیا بھر میں انھیں انتہا پسند، جابر، دہشت گرد، اسلامسٹ اور بنیاد پرست کی حیثیت سے جانا اور پہچانا جاتا ہے اگر وہ کسی مغربی ملک کے سفر پر ہوں اور انھوں نے داڑھی یا ٹوپی لگا رکھی ہو تو لوگ ان سے بلاوجہ خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور ان سے اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ انھیں سخت اور تضحیک آمیز چیکنگ کے مراحل سے بھی گزرنا پڑتا ہے یہ مغرب کی اسلامی تہذیب کے حوالے سے ایک انتہائی کامیاب چال ہے کے جس کا درست ادراک مسلمان ابھی تک نہ کر سکے تاہم یہ شیطانی عمل اور تہذیبوں اور حکومتوں کے درمیان مخاصمت جاری ہے۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّہٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔ ۱۸؎ ترجمہ۔ بے شک اللہ قابل تعریف اور بڑی شان و بزرگی والا ہے۔

وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ۔ ۱۹؎ ترجمہ۔ قسم ہے بزرگ و برتر قرآن کی۔

بَلۡ ھُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ۔ ۲۰؎ ترجمہ۔ بلکہ وہ تو بزرگ قرآن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے۔ ۲۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! میری جان کی قسم! مستقبل میں ایسے فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے جن کی آگ میں مومن ہلاک ہوں گے اور غیر مسلم ان سے بچے رہیں گے۔ اے لوگو! امت کے بڑے حصے کے پابند رہو بلاشبہ اللہ کی حمایت جماعت کے ساتھ ہے اور تفرقہ سے دور رہو کیونکہ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والا شیطان کے لئے اسی طرح ہوتا ہے جیسے گلے سے الگ ہو جانے والی بھیڑ، بھیڑئے کے لئے ہوتی ہے۔ شیطان تمھارے مستحکم اجتماعات میں تفرقہ ڈال دیتا ہے اور تفرقہ کے ذریعہ فتنہ اور فساد پیدا کر دیتا ہے۔ آپؓ نے ایک دستے کو دشمن کی طرف بھیجتے ہوئے یہ نصیحت کی کہ! تفرقہ اور اختلاف سے پرہیز کرنا جب منزل اختیار کرنا تو ایک ہی جگہ اترنا اور جب کوچ کرنے کا وقت ہو تو سب ایک ساتھ کوچ کرنا۔

تفرقہ اہل باطل کا شیوہ ہے بھلے ہی وہ تعداد میں کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں جبکہ اتحاد و ہم آہنگی اہل حق کا طریقہ ہے اگر چہ وہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں۔ ۲۲؎

روحانی وظیفہ:

اسم المبارک اَلۡمَاجِدُ کا اس قدر ورد کے پڑھنے والا بے خود ہو جائے تو پھر اس شخص کے اوپر انوار الٰہیہ کا ظہور ہونے لگتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۶۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ الجن۔آیت۔۳۔

۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۸۔سورہ مریم۔آیت۔۴۷۔

۹۔سورہ المومن۔آیت۔۸۲۔

۱۰۔سورہ ق۔آیت۔۳۶۔

۱۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۹۔۲۰۔

۱۲۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۳۔

۱۳۔سورہ محمد۔آیت۔۳۸۔

۱۴۔اقبال اور عصری مسائل۔ڈاکٹر کنیز فاطمہ یوسف۔ص۔۱۱۰۔۱۱۱۔سنگ میل پبلیکیشنز لاہور۔۲۰۰۵ء۔

۱۵۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۲۔

16. Samuel p.Huntington,The Clash of Civilization,Simon and Schuster, Newyork,1966,p.210

۱۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱۸۔سورہ ہود۔آیت۔۷۳۔

۱۹۔سورہ ق۔آیت۔۱۔

۲۰۔سورہ البروج۔آیت۔۲۱۔

۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔

۲۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلوَاحِدُ

اپنی ذات اور صفات میں یکتا

He who is One in His action, His Names, who has no partner or equal in His attributes, personality, and orders.

اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔(النسا۔۱۷۱)

ترجمہ۔بے شک اللہ تو وَّاحِدٌ معبود ہے۔

وَّاحِدٌ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا نمبر(۱۹ اور عدد ۱)ہے۔
وَّاحِدٌ۔(و۔ح۔د) سے مشتق ہے،جس کے معنی ایک ہیں۔۱؎
وَّاحِدٌ اور احِدٌ دونوں کے ہی معانی ایک کے ہیں کیونکہ قرآن کریم میں اللہ کے لئے وَّاحِدٌ اور احِدٌ دونوں صفات آئی ہیں۔
ارشادات خداوندی ہیں!
یَا صَاحِبَیِ السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ۔۲؎
ترجمہ۔اۓ زندان کے ساتھیوں تم خود ہی سوچو کے بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟
قُلۡ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔۳؎ ترجمہ۔کہو کے اللہ ایک ہے۔
صاحب محیط لکھتے ہیں!احِدٌ وہ ہے جس کی ذات میں کوئی اور شریک نہ ہو اور وَّاحِدٌ اسے کہتے ہیں جس کی صفات میں کوئی اور شریک نہ ہو۔
وَّاحِدٌ۔عربی گنتی کا پہلا عدد ہے۔۴؎

اسم وَّاحِدٌ کا نظام کائنات میں کردار:

صفات باری تعالیٰ:

وَّاحِدٌ وہ ذات پاک ہے جس کی صفات میں کوئی شریک نہیں،اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات ہیں اور ان صفات میں کسی کو شریک کرنا مثلاً اللہ تعالیٰ خالق ہے لہذا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا ہے کے اس نے کسی انسان،جانور،درخت،پودے،سورج،چاند،ستارے یا کسی

پہاڑ اور دریا کو بنایا ہے اللہ کا ایک صفاتی نام رزاق ہے یعنی کائنات میں موجود تمام مخلوقات کو رزق اللہ تعالی دیتے ہیں اور ان کی زندگی اور موت کا اختیار بھی اللہ کے پاس ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَّهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ بہترین رزاق ہے۔ ۵ے

صفات باری تعالی کے عقلی دلائل (قرآن کریم کی روشنی میں): Logical Evidences

کائنات کی ہر شے اپنے خالق اور مالک کا پتا دے رہی ہے تمام اشیاء کائنات اپنے رب کے وجود کی گواہ ہیں جبکہ یہ پورا نظام زندگی اتفاقاً نہیں چل رہا بلکہ اس کے پیچھے ایک عظیم الشان قوت کارفرما ہے جس کے ارادے کے بغیر ایک پتا بھی ہل نہیں سکتا تاہم اس عظیم نظام کائنات کو درستگی اور خوبصورتی سے چلانے کے لئے اللہ کی مرضی اور منشاء ضروری ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ! ان سے کہیے، کیا تم اس خدا سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہم سر ٹہراتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں بنایا وہ ہی سارے عالمین کا رب ہے۔ ۶ے

وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آسمانوں اور زمین کو بنایا اور اس پر ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلائے، اور وہ جب چاہے گا ان کے جمع کرنے پر قادر ہے۔ ۷ے

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہی تو اللہ ہے جس نے سمندر کو تمھارے لئے مسخر کر دیا ہے تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں۔ ۸ے

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔

ترجمہ۔ اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو بے شک وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے۔ ۹ے

آفاقی دلائل: Evidence in Horizon

آفاق سے مراد کائنات ہے یعنی جب انسان کائنات میں غور وفکر کرتا ہے تو اللہ کی بے شمار نشانیوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ۔

ترجمہ۔ کیا تم اللہ کے بارے میں شک کرتے ہو جو آسمان اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ ۱۰ے

اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَّا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ۔

ترجمہ۔جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے، تو رحمان کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا، تو پھر نگاہ دوڑا کیا تجھے کوئی شگاف دکھائی دیتا ہے۔ ۱۱؎

لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔

ترجمہ۔نا سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات، دن سے پہلے آ سکتی ہے، اور ہر ایک ایک آسمان میں تیرتا پھرتا ہے۔ ۱۲؎

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔

ترجمہ۔بے شک آسمان اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے باری باری آنے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ ۱۳؎

انفسی دلائل: Evidence in Own Self

انفسی دلائل سے مراد خود انسان کے اپنے وجود کے اندر جو نشانیاں موجود ہیں وہ حیران کن ہیں اور اس کے وجود کے نظام کو اللہ تعالی نے نہایت خوبصورتی اور اعتدال کے ساتھ سنبھالا ہے یعنی ہر انسان کے اندر ایک وسیع کائنات پھیلی ہے جس کو ایک عظیم ہستی چلا رہی ہے۔

سائنس دان یہ کہتے ہیں انسان کی زندگی کا دارومدار آکسیجن پر ہے لیکن جب کسی انسان کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے اردگرد اور بھی تو کئی لوگ ہوتے ہیں پھر آخر وہ آکسیجن کے بغیر کیسے زندہ ہیں؟ دنیا کے ہر انسان کی عادات، مزاج، ذہنی کیفیات دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں یعنی ان کا رزق، عمر، علمی صلاحیتیں، دوست احباب، زندگی کے تجربات، پسند ناپسند، ان کا ڈی این اے، ان کی جسمانی کیمسٹری، ان کا بلڈ گروپ حتیٰ کے فنگر پرنٹس تک مختلف ہوتے ہیں جس کی جانب قرآن کریم نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا!

اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ۔بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمانداروں کے لیے نشانیاں ہیں۔ ۱۴؎

بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ۔

ترجمہ۔ہم تو تمھاری انگلیوں کے پور پور کو درست بنانے پر قادر ہیں۔ ۱۵؎

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَی الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی۔

ترجمہ۔اے نبی! اپنے رب کی تسبیح کروجس نے تناسب سے پیدا کیا اس نے تقدیر بنائی اور راہ دکھائی۔ ۱۶؎

ربّ العالمین: The Rab of the entire Universe

اللہ تعالیٰ عالمین کا رب ہے انھیں پالنے والا۔ انھیں رزق فراہم کرنے والا اور ان کی تمام ضروریات اور حاجات کو پورا کرنے والا صرف اور صرف اللہ ہے اسی حوالے سے ارشاد خدوانددی ہے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ترجمہ۔ تمام تعریفیں اس کے لئے ہے جو عالمین کا رب ہے۔ ۱۷؎

مالک ومختار: The Owner of all treasures

اللہ تعالیٰ کائنات کے تمام خزآنوں کا مالک ومختار ہے اور اس کے پاس کل اختیارات ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
آسمان اور زمین کے خزآنوں کی کنجیاں اللہ کے پاس موجود ہے وہ جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔ ۱۸؎

کن کی حقیقت: Philosophy of Kun

اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں تو فرماتے ہیں 'کن' ہو جا تو وہ چیز جس طرح اللہ کے ارادے میں ہوتی ہے ہو جاتی ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بَدِیْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

ترجمہ۔ وہ جب کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے بارے میں صرف اتنا کہتا ہے 'ہو جا' تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔ ۱۹؎

ارشادات خداوندی ہیں:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ ۲۰؎

ترجمہ۔ تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ کے سوا کوئی خدا نہیں۔

اَللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ ۲۱؎ ترجمہ۔ بے شک اللہ تو واحد معبود ہے۔

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ ۲۲؎ ترجمہ۔ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں۔

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ ۲۳؎ ترجمہ۔ کہو خدا تو وہی ایک ہے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ ۲۴؎ ترجمہ۔ تمھارا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ۔ ۲۵؎

ترجمہ۔ اللہ نے کہا ہے دو معبود نہ بناؤ، وہ ایک ہی معبود ہے، پھر مجھی سے ڈرو۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ ۲۶؎ ترجمہ۔ تمھارا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۔۲۷ ترجمہ۔تمھارا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۔۲۸ ترجمہ۔پس تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے تم اسی کے مطیع اور فرمانبردار بنو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان آیات میں ہے۔

۱۔وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔۲۹

ترجمہ۔تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ کے سوا کوئی خدا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے خلوص دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔۳۰

جس شخص کی محبت ،دوستی اور دشمنی اللہ کے لئے ہو اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔۳۱

اس شخص نے دین کا مزہ چکھ لیا جس نے اللہ کو اپنا رب اور اسلام کو اپنا دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا رسول تسلیم کیا۔۳۲

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! توحید نفس کی حیات ہے،اور جو بھی اللہ کو پہچانتا ہے وہ اسے یکتا ہی مانتا ہے۔۳۳

روحانی وظیفہ:

کسی خوف یا تنہائی کے موقع پر اگر اسم وَّاحِدٌ کو بکثرت پڑھا جائے تو اس اسم مبارک کی برکت سے خوف اور غم دل سے دور ہو جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔سورہ یوسف۔آیت۔۳۹۔

۳۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ المومنون۔آیت۔۷۲۔

۶۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۹۔

۷۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۲۹۔

۸۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۲۔

۹۔سورہ الملک۔آیت۔۱۳۔

۱۰۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۰۔

۱۱۔سورہ ملک۔آیت۔۳۔

۱۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۱۳۔سورہ آل عمرآن۔آیت۔۱۹۰۔
۱۴۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۳۔
۱۵۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۴۔
۱۶۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔
۱۷۔سورہ الفاتحہ۔آیت۔۱۔
۱۸۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۲۔
۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔
۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔
۲۱۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۱۔
۲۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔۷۳۔
۲۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۹۔
۲۴۔سورہ النحل۔آیت۔۲۲۔
۲۵۔سورہ النحل۔آیت۔۵۱۔
۲۶۔سورہ کہف۔آیت۔۱۱۰۔
۲۷۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۸۔
۲۸۔سورہ الحج۔آیت۔۳۴۔
۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔
۳۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۹۵۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْاَحَدُ
ایک اکیلا یکتا

He who is only One.

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔(اخلاص۔۱)

ترجمہ۔کہو کہ اللہ ایک ہے۔

اَحد۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۱۳ اور عدد ۴) ہے۔۔۔اَحدٌ۔
اَحد۔(ا۔ح۔د) سے مشتق ہے۔
اَحد۔کے معنی ایک، اکیلا اور یکتا کے ہیں۔۱؎
اَحد۔وہ ذات پاک ہے جو بے مثل اور بے نظیر ہو یعنی اس کی کوئی مثال یا نظیر پوری کائنات میں کہیں بھی موجود نہ ہو۔
اسی اعتبار سے جب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہا جاتا ہے تو اس کے معنی یہی ہیں کے ایک ایسی ذات باکمال یا ایک ایسی ہستی یا Personality جو کے یگانہ یعنی Unique ہو۔
الاَحدان۔عربی زبان میں ان تیروں کو کہا جاتا ہے جو یکتا اور بے نظیر ہوں۔۲؎
السیحاد۔اس ٹیلے کو کہا جاتا ہے جو دوسرے ٹیلوں سے الگ تھلگ ہو۔۳؎
اتحد الشیان۔دو چیزیں آپس میں خلط ملط ہو کر یک جان ہو جائیں تاہم مجازاً یہ لفظ متفق ہونے کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔۴؎

اسم اَحد کا نظام کائنات میں کردار:

ذات باری تعالیٰ:

صاحب محیط کے مطابق! اسم باری تعالی اَحد سے مراد وہ ذات پاک ہے جس کی ذات میں کوئی شریک نہیں۔
اللہ تعالی ایک اکیلا، تنہا اور یکتا ہے اور اس جیسا اس کائنات میں کوئی دوسرا نہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔۵؎ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔۶؎ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔۷؎ ترجمہ۔کہو کے اللہ ایک ہے۔
یہ بات طے شدہ ہے کے اللہ کی ذات اس کائنات میں ایک اکیلی اور یکتا ہے اور اس جیسا کوئی نہیں نہ اس کا کوئی خاندان ہے اور نہ اولاد۔وہ خاندان اور بیوی بچوں کے جھنجھٹ سے آزاد ہے پوری کائنات پر اسی کی بادشاہت اور حکمرانی ہے اور اس کے حکم کے بغیر کوئی شے اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی وہ ہر ظاہر اور باطن سے بخوبی واقف ہے اور کائنات کے کل خزآنے اسی کے اختیار میں ہیں احد کے معنی ہیں اکیلا اور یکتا۔عقائد اسلامی میں اس سے مراد اللہ کی ذات وصفات کو یکتا ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرنا خالق کی صفت اَحَدٌ ہے لہٰذا اس کی مخلوق میں بھی صفت اَحَدِیت کا مظاہرہ ہمیں نظر آتا ہے جیسے کے انسان،اس کا ڈی این ائے اس کا خون کا گروپ،اس کی کیمسٹری،اس کی عادات ونفسیات اس کے فنگر پرنٹس وغیرہ اسی طرح سے جانور،پرندے پودے،پتے پھول،پھل،بیج دریا،سمندر،پہاڑ الغرض کائنات کی ہر شے اجتماعیت میں انفرادیت کے ظہور کے ساتھ موجود ہے حلقہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے زبان ودل سے کلمہ طیبہ کو ادا کرنا لازمی ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کلمہ کی ادائیگی کے بعد انسان حلقہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے دنیا میں دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔
۱۔اللہ کو ماننے والے۔
۲۔اللہ کے کو نہ ماننے والے یا اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے۔
جہاں تک اللہ کی ذات کا تعلق ہے تو ہر مذہب میں خدا کا تصور موجود ہے۔
(مسلمان خدا کو اللہ،عیسائی گاڈ،یہودی ایلیا،پارسی نروان اور ہندو بھگوان،ایشور یا اوم کہتے ہیں)۔

۱۔عیسائیت:

عیسائیت میں خدا کا تصور موجود ہے وہ خدا کو God کہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بھی مانتے ہیں

۲۔یہودیت:

یہودیت میں بھی خدا کا تصور موجود ہے وہ خدا کو ایلیا کہتے ہیں لیکن حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بھی مانتے ہیں۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!
مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ۔
ترجمہ۔اللہ کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کے وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔۸؎
وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا۔
ترجمہ۔کافروں نے کہا!رحمن نے اپنا بیٹا بنالیا بے شک تم نے یہ بہت سنگین بات کہی قریب ہے کے اس سے آسمان پھٹ پڑیں اور

زمینیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور پہاڑ لرزتے ہوئے گر جائیں کیونکہ انھوں نے رحمن کے لئے بیٹے کا دعوی کیا ہے اور یہ رحمن کی شان کے لائق نہیں کہ وہ اپنے لئے بیٹے بنائے۔۹؎

۳۔ ہندو مذہب:

ہندو مذہب کی کتب میں خدا کے لئے اوم اور ایشور کا نام لیا جاتا ہے جیسے ان کی مذہبی کتب میں درج ہے!

جھوٹے خداؤں کی پرستش وہی لوگ کرتے ہیں جن کی عقل وفہم مادیت نے چرالی ہو۔۱۰؎

وہ ایک ہی ہے کسی دوسرے کے بغیر۔۱۱؎

ویدوں کے ابتدائی زمانے میں آریا قوم توحید پر قائم تھی اور وہ ایک ہی خدا کی عبادت کرتے تھے البیرونی نے اپنی مشہور کتاب میں لکھا ہے کے خدا کے متعلق ہندوؤں کا یہ عقیدہ تھا کے وہ واحد ہے ازلی ہے جس کی کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہاء وہ اپنے فعل میں مختار ہے وہ قادر ہے حکیم ہے زندہ ہے اور زندہ کرنے والا ہے اس کا نہ تو کوئی مقابل ہے اور نہ ہی مماثل ہے۔ وہ نہ تو کسی چیز سے مشابہہ ہے اور نہ ہی کوئی چیز اس سے شباہت رکھتی ہے۔۱۲؎

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آریا قوم میں بھی شرک سرائیت کر گیا اور برصغیر میں جو پہلا گروہ داخل ہوا ان کا دیوتا 'اندر' تھا جو سب دیوتاؤں کا سردار تھا۔

ارشادات خداوندی ہیں!

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۔

ترجمہ۔تم بتوں کی نجاست سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بچو اور اللہ کی طرف جھکو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں یا اسے ہوا اڑا کر کسی دور جگہ پھینک دیتی ہے۔۱۳؎

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ۔

ترجمہ۔وہ جن غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے ہیں وہ خود پیدا کئے گئے ہیں وہ تو مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔۱۴؎

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى۔

ترجمہ۔یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کے متعلق کوئی دلیل نازل نہیں کی وہ صرف گمان

کی اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔۱۵؎

۴۔آتش پرست:

ان کے یہاں بھی نیکی اور بدی کے خداؤں کا تصور پایا جاتا ہے۔اہرامن۔یزداں۔

۵۔لادین:

وہ اقوام یا افراد جو کسی مذہب کے جھنجھٹ میں پڑنا نہیں چاہتے ہیں لیکن اس کائنات کے منظم اور متوازن نظام کو دیکھ کر وہ بھی بے اختیار یہ کہہ اٹھتے ہیں کے بلاشبہ ایک عظیم ہستی اس نظام کو سنبھالے ہوئے ہے،اس عظیم ہستی کے لئے وہ Ultimate Reality کا لفظ استعمال کرتے ہیں یہاں قابل غور بات یہ ہے جب دیگر مذاہب میں بھی خدا کا تصور موجود ہے تو پھر ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے؟ جواب نہایت آسان ہے،اسلام اللہ کا خالص تصور پیش کرتا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔۱۶؎

ترجمہ۔کہو کے اللہ ایک ہے،وہ بے نیاز ہے،نا اس کا کوئی باپ ہے نا بیٹا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔

ترجمہ۔آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز رحمن کی عبادت گزار اور اطاعت شعار ہے۔۱۷؎

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔۱۸؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔بے شک شیطان کو ان لوگوں پر کوئی تسلط اور غلبہ حاصل نہیں ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اسے تو صرف ان لوگوں پر تسلط اور غلبہ حاصل ہے جو اس کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کا شریک قرار دیتے ہیں۔۱۹؎

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ۔ہم نے جن وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ میری عبادت کریں۔۲۰؎

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا پھر میں نے وعدہ خلافی کی،اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کے میں نے تمہیں بلایا پھر تم نے میری بات کو مان لیا،پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے

آپ کو الزام دو، نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو، میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے، بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔۲۱

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پیغام کی اشاعت کی تو ابتداء میں اتنی مزاحمت نہیں ہوئی چونکہ اہل عرب کئی خداؤں کو ماننے کے عادی تھے اور خود خانہ کعبہ میں ۳۶۵ بت نصب تھے اور اہل عرب کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کو اپنے ان خداؤں میں شامل کرنے میں کوئی اعتراض بھی نہ تھا لیکن سارا جھگڑا الا سے شروع ہوا یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کے سب کا انکار کر کے وہ بہت مشکل میں پھنس جائیں گے حالانکہ وہ خدا کے وجود کو جانتے بھی تھے اور مانتے بھی تھے لیکن زبان سے اس کا اقرار نہیں کرتے تھے۔قرآن کریم خود اس کی طرف متعدد مقامات پر اشارہ کر چکا ہے:

ارشاد خداوندی ہے:

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ۔

ترجمہ۔اگر تم ان سے یہ پوچھو کے زمین و آسمان، سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا ہے؟ تو وہ کہیں گے کے اللہ نے۔ان سے پوچھو کے بادل سے کس نے پانی اتارا؟ اور مردہ زمین کو کس نے زندہ کیا؟ تو وہ کہیں گے کے اللہ نے۔۲۲

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ۔

ترجمہ۔اگر آپ ان سے یہ سوال کریں کے ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ یہ ضرور کہیں گے کے اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے۔۲۳

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ۔

ترجمہ۔اگر آپ ان سے یہ سوال کریں کے آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ یہ ضرور کہیں گے کے ان کو اس نے پیدا کیا ہے جو کے بہت غالب اور علم والا ہے۔۲۴

وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ۔

ترجمہ۔ور جب انہیں سائبانوں کی طرح موج ڈھانک لیتی ہے تو خالص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارتے ہیں، پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو بعض ان میں سے راہِ راست پر رہتے ہیں، اور ہماری نشانیوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بدعہد ناشکر گزار ہیں۔۲۵

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔

ترجمہ۔ان (یہودیوں اور عیسائیوں) کو صرف یہ حکم دیا گیا تھا کے وہ واحد معبود کی عبادت کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔۲۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر یہ سب صالحین کے نام تھے جنھیں بعد کے لوگوں نے بت بنالیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، اساف اور نائلہ بھی انسان تھے، اسی طرح سے لات، منات اور عزی بھی انسان تھے جنھیں بعد میں بت بنالیا گیا۔ ۲۷؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔

ترجمہ۔ تم اس کے سوا صرف ناموں کو پوجتے ہو جو خود تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں لیکن اللہ نے ان کے بارے میں کوئی سند تو نہیں اتاری، حکومت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ ۲۸؎

ایک دفعہ کفار کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور انھوں نے یہ تجویز پیش کی! ایک سال ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خدا کی عبادت کر لیتے ہیں جبکہ ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے خداؤں کی عبادت کر لیں اس پر سورہ الکافرون کا نزول ہوگیا۔

ارشاد خداوندی ہوا!

۱۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ۔۔ کہہ دو! اے کافرو۔

۲۔ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ۔۔ میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو۔

۳۔ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۔۔ اور نا تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔

۴۔ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ۔۔۔ نا میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم کرتے ہو۔

۵۔ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۔۔ نا تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں

۶۔ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ۔۔۔ تمھارے لئے تمھارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ ۲۹؎

عرب کے جس معاشرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے اور پلے بڑھے اس معاشرے میں کئی مذاہب کے پیروکار بھی موجود تھے جن میں شامل عیسائی، یہودی، بت پرست، ستارہ پرست آتش پرست اور دین ابراہیم کے پیروکار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش ۵۷۱ء میں ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعلق بنو ہاشم سے تھا جن کی ذمہ داری خانہ کعبہ کی تولیت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش سے تین ماہ قبل محرم کے مہینے میں یمن کا بادشاہ ابراہا اپنے ۶۰،۰۰۰ کے لشکر جس میں بڑی تعداد میں ہاتھی بھی شامل تھے کے ساتھ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آیا اور مکہ سے کچھ پہلے ایک وادی 'وادی محسر' میں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کو معلوم ہوا تو آپ اس سے ملنے کے لئے گئے اور اس سے پوچھا کے وہ جنگ کیوں کرنا چاہتا ہے اس نے

بتایا کے وہ اس کو حسد ہوتی ہے کے دور دور سے لوگ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے کیوں آتے ہیں لہٰذا وہ اس عمارت کو ڈھائے گا اور یمن میں اس جیسی عمارت تعمیر کروائے گا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا اور دیگر سرداران قریش خانہ کعبہ آئے اور انھوں نے خانہ کعبہ کے دروازے کو پکڑ کر یہ دعا کی کے اے خانہ کعبہ کے رب! تو اپنے گھر کی حفاظت فرما ابھی یہ دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کے اچانک آسمان پر ابابیل کے جھنڈ کے جھنڈ نمودار ہوئے اور انھوں نے آسمان سے ان ہاتھی والوں پر کنکریاں برسانی شروع کر دیں۔ جس کا ذکر سورہ فیل میں اس طرح سے ہے!

۱۔ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ۔۔۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کے تمھارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟

۲۔ اَلَمۡ يَجۡعَلۡ كَيۡدَهُمۡ فِىۡ تَضۡلِيۡلٍ۔۔۔ کیا اس نے ان کی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا؟

۳۔ وَّاَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ۔۔۔ ان پر ابابیل کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دئے۔

۴۔ تَرۡمِيۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّيۡلٍ۔۔۔ جو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔

۵۔ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ۔۔۔ پھر ان کا یہ حال کر دیا جیسے جانوروں کا کھایا ہوا بھوسا۔ ۳۰؎

اس سورہ میں ابولہب عبد العزیٰ بن عبد المطلب کا انجام بتایا گیا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا تھا جبکہ اس کی بیوی ام جمیل اروی بنت حرب بن امیہ تھی جو کے ابوسفیان کی بہن تھی وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا رسانی کیا کرتی تھی۔

ارشادات خداوندی:

لَوۡ كَانَ فِيۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا‌ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ۔

ترجمہ۔ اگر ان دونوں (زمین و آسمان) میں ایک اللہ کے سوا کئی خدا ہوتے تو ان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ ۳۱؎

وَلِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّةٍ وَّالۡمَلٰۤئِكَةُ وَهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ آسمان اور زمین میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ کو ہی سجدہ کرتی ہے ہر قسم کے جاندار اور سب فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ۳۲؎

وَّالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ يَسۡجُدٰنِ۔

ترجمہ۔ زمین پر پھیلنے والے پودے اور اپنے تنے پر کھڑے ہوئے درخت سجدہ کرتے ہیں۔ ۳۳؎

وَلِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّظِلٰلُهُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ۔

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمینوں میں جو بھی ہیں وہ سب خوشی یا مجبوری اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور ان کے سائے بھی صبح و شام (سجدہ کرتے) ۳۴؎

سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ تمام ارواح سے پوچھتے ہیں کے اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ کیا میں تمھارا رب ہوں؟ تمام ارواح بیک وقت جواب دیتی ہیں قَالُوۡا بَلٰى بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔ ۳۵؎

دنیا میں آنے سے پہلے تمام انسان اللہ کا اقرار کر چکے ہیں، اب دنیا میں آنے کے بعد وہ کتنا ہی انکار کر لیں لیکن قرآن نے اس

حقیقت کی عقدہ کشائی آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے ہی کردی (کائنات کی تنظیم اللہ تعالی نے اس طرح سے کی ہے کہ اس کا مکمل کنٹرول اور اختیار اللہ کے پاس ہے کائنات کے اندر احتیاج ہے اور اس میں رہنے والے افراد قدم قدم پر مجبور ہیں کائناتی کنبہ کا ہر فرد دوسرے فرد کے ساتھ اس طرح ہم رشتہ ہے کے باوجود وہ اپنی ذات میں منفرد ہے لیکن دوسرے فرد سے نہ تو وہ اپنے آپ کو دور کرسکتا ہے اور نہ ہی وہ ان سے آزاد ہوسکتا ہے زمان و مکان کائنات کی بساط اول ہیں، مکان (زمین) زمان (آسمان) نہ ہوں تو زندگی عدم ہے عدم پر نقش و نگار حیات ہے۔ حیات حرکت ہے۔ حرکت تقاضا ہے۔ تقاضا جذبہ ہے اور جذبہ حس ہے جیسے ہم حواس بھی کہتے ہیں حواس کے ذریعے خود آ گہی حاصل ہوتی ہے خود آ گہی نے میں اور تو میں امتیاز بخشا اور یہ جان لیا کہ میں جز ہوں اور وہ کل ہے۔ کل کی وجہ سے میں ہوں وہ ابتداء ہے اور میں اس ابتداء کی انتہاء ہوں وہ انتہاء ہے تو میں اس کا پرتو ہوں پر تو نے اصل کی آواز الست سنی تو کان بن گئے دیکھا تو آنکھیں روشن ہوگئی پھر نور کا جھما کا ہوا تو بارہ کھرب (12,000,000,000,00) سیلز چارج ہوگئے جب سیلز کھلے تو ایک نقطے سے کھربوں نقطے متحرک ہوگئے وہی ہے جس نے تخلیق کیا تم کو ایک نفس (نقطہ) سے کی تفسیر سامنے آگئی۔ ۳۶ے

ہر باطل کی گہرائی میں حق پوشیدہ ہے۔ شیاطین بھی اپنے رب کو جانتے ہیں اور اس کا اقرار کرتے ہیں اور ابلیس نے کبھی بھی خدا کا انکار نہیں کیا بلکہ اس نے اللہ کے ایک حکم کو ماننے سے انکار کیا جس کی پاداش میں وہ جنت سے نکالا گیا دنیا کا ہر گناہ قابل معافی ہے سوائے شرک کے، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى إِثْمًا عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا ہے لیکن اس کے سوا جو بھی گناہ ہوں وہ جس کے لئے چاہتا ہے بخش دیتا ہے ۳۷ے

إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

ترجمہ۔ جو موت سے پہلے توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرے تو اللہ ان لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ ۳۸ے

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۚ إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک وہ ہی بہت بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔ ۳۹ے

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ أُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔یقیناً جن لوگوں نے کہہ دیا کے اللہ ہی ہمارا رب ہے پھر اس پر جم گئے ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم ایسے سب لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اپنے ان اعمال کے بدلے میں جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔ ۴۰

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ۔

ترجمہ۔پھر جب کافر آگ کے سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کے تم اپنے حصے کی نعمتیں اپنی دنیا کی زندگی میں ختم کر چکے اور ان کا لطف تم نے اٹھالیا اب جو تکبر تم زمین میں کسی حق کے بغیر کرتے تھے اور نافرمانیاں تم نے کیں ان کی پاداش میں آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ ۴۱

قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ترجمہ۔آپ ﷺ کہیے کے جو کچھ تمھارے سینوں میں ہے تم اس کو چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو اس کا علم ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اسے اس کا بھی علم ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۴۲

وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

ترجمہ۔اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور رہنے کے باغوں میں ستھرے گھروں کا اور اللہ کی رضا مندی اس سے بھی بڑی چیز ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ ۴۳

هَٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔

ترجمہ۔بے شک ہم لکھتے رہے جو کچھ تم کرتے تھے۔ ۴۴

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔

ترجمہ۔جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا پھر ان کے کئے ہوئے کاموں کی ان کو خبر دے گا اللہ نے ان سب کو محفوظ کر لیا ہے جبکہ وہ انھیں بھول چکے ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ ۴۵

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔

ترجمہ۔جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس کی جزا دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اس کی سزا کو دیکھے گا۔ ۴۶

ارشادات خداوندی:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ ۴۷ ترجمہ۔کہو کہ اللہ ایک ہے۔

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا۔ ۴۸ ترجمہ۔وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۔۴۹ے

ترجمہ۔جوکوئی اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہے اس کو چاہئے کے وہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اورکو شریک نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ کہتے سنا! کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے اس کے بعد والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا ہے۔

۲۔ایک عرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا! بڑے گناہ کون سے ہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔

۳۔صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا! وہ کون سی بات ہے جو اللہ کو بہت بری لگتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں اللہ کا بیٹا ہے یا فلاں اللہ کی بیوی ہے، یہ بات اللہ کو اس قدر ناپسند ہے کے اللہ چاہے تو اسی وقت اس شخص کے سر پر آسمان گرادے یا پھر زمین پھٹ جائے اور کہنے والا اس میں سما جائے۔

۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم کسی کو بھی اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا چاہے کوئی تم کو جلادے یا قتل ہی کیوں نہ کردے۔۵۰ے

امیرالمومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیرالمومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ وتر ہے اور وتر سے محبت کرتا ہے۔۵۱ے

روحانی وظیفہ:

اگر کسی حاکم یا بڑے عہدے دار کے سامنے جانے سے قبل ۱۰۰۰مرتبہ یااحد پڑھا جائے تو حاکم اس شخص پر مہربان ہوجائے گا اور اس کو عزت اور سرفرازی سے نوازے گا۔

اسم احدؓ کا ورد کرنے والے شخص پر کائنات کے سربستہ راز کھلنے لگتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۸۔ص۔۴۰۷۔

۳۔محیط۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔

۶۔سورہ فتح۔آیت۔۲۹۔

۷۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔

۸۔سورہ مریم۔آیت۔۳۵۔

۹۔سورہ مریم۔آیت۔۸۸۔۹۲۔

۱۰۔بھگوت گیتا۔اشلوک۔۲۰۔باب۔۷۔

۱۱۔چندو گیرا۔بھگوت گیتا۔اشلوک۔۱۔باب۔۶۔

۱۲۔ہندو دھرم ہزار ہا برس پہلے۔ص۔۱۴۔ناشر نگارشات۔

۱۳۔سورہ الحج۔آیت۔۳۰۔۳۱۔

۱۴۔سورہ النحل۔آیت۔۲۱۔

۱۵۔سورہ النجم۔آیت۔۲۳۔

۱۶۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔۵۔

۱۷۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔

۱۸۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔

۱۹۔سورہ النحل۔آیت۔۹۹۔۱۰۰۔

۲۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔

۲۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۲۲۔

۲۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۱۔

۲۳۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۷۔

۲۴۔سورہ الزخرف۔آیت۔۹۔

۲۵۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۲۔

۲۶۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۱۔

۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب بیروت۔

۲۸۔سورہ یوسف۔آیت۔۴۰۔

۲۹۔سورہ الکافرون۔آیت۔۱۔۶۔

۳۰۔سورہ الفیل۔آیت۔۱۔۵۔

۳۱۔سورہ الانبیا۔آیت۔۲۲۔

۳۲۔سورہ النحل۔آیت۔۴۹۔

۳۳۔سورہ رحمن۔آیت۔۶۔

۳۴۔سورہ رعد۔آیت۔۱۵۔

۳۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۲۔
۳۶۔صدائے جرس۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۲۔عظیمیہ پبلیشرز کراچی۔
۳۷۔سورہ النسا۔آیت۔۴۸۔
۳۸۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۰۔
۳۹۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۴۰۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۴۔
۴۱۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۰۔
۴۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۹۔
۴۳۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۷۔
۴۴۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۹۔
۴۵۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۶۔
۴۶۔سورہ الزلزال۔آیت۔۷۔۸۔
۴۷۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔
۴۸۔سورہ کہف۔آیت۔۲۶۔
۴۹۔سورہ کہف۔آیت۔۱۱۰۔
۵۰۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دارارقم۔بیروت۔
۵۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب۔بیروت۔

اَلصَّمَدُ

بے نیاز

He who is the only being to apply to if one has any need to be completed or any troubles to be eliminated.

اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔(اخلاص۔۲)

ترجمہ۔اللہ الصَّمَدُ(بے نیاز)ہے۔

الصَّمَدُ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بے نیاز کے ہیں اس کا نمبر(۱۳۴ اور عدد ۸)ہے۔

الصَّمَدُ۔(ص۔م۔د)سے مشتق ہے۔۱؎

الصَّمَدُ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی صرف ایک(۱)مرتبہ آیا ہے۔

الصَّمَدُ۔عربی زبان میں کسی سخت اور اونچی جگہ کے لئے الصَّمَدُ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تاہم یہ جگہ پہاڑ جتنی بلند نہ ہو۔

الصَّمَدُہ۔پتھر کی محکم چٹان کو کہتے ہیں۔

الصَّمَدُ۔وہ سردار جس کی اطاعت کی جائے اور اس کے مشورے کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔

الصَّمَدُ اللہ کا ایک صفاتی اسم مبارک ہے جس کے معانی بے نیاز اور ایک ایسی ہستی کے ہیں کے جس کی جانب ضروریات کے لئے رجوع کیا جائے تاہم الصَّمَدُ وہ ذات ہے جو مستغنی ہو۔

ناقة المصماد۔ایسی اونٹنی جو موسم کی شدت اور چارے کی کمی کے باوجود برابر دودھ دیتی ہو۔

صمد المحراث۔ہل کی وہ لکڑی جسے ہل چلاتے وقت پکڑا جائے۔

الصَّمَدُ۔عربی زبان میں اس سے مراد قصد اور ارادہ بھی ہے۔۲؎

اسم الصَّمَدُ کا نظام کائنات میں کردار:

الصَّمَدُ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معنی اللہ کل مخلوقات سے بے نیاز اور مستغنی ہے یعنی ساری مخلوقات کو تو اس کی ضرورت ہے لیکن اسے کسی کی کوئی ضرورت نہیں اور اس عظیم ہستی کی جانب سے خیر و برکت،رحمت اور نعمتوں کا وقوع مسلسل،متواتر اور غیر

منقطع انداز سے ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے الصَّمَدُ کی ایک مثال اس طرح سے بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ! ایک بلند اور محکم چٹان جو چاروں طرف سے پانی میں گھری ہو اور مخلوقات کو کوئی ایسی جگہ نہ ملے جہاں وہ پناہ لے سکیں تو وہ ذات الصَّمَدُ کی جانب متوجہ ہوں تا کہ انھیں پناہ اور حفاظت مل سکے۔ مخلوق کی ہر سانس، ہر حرکت، ہر دھڑکن، ہر نعمت اور آسانی اسی ذات الصمد سے وابستہ اور متصل ہے اور وہ اپنے بندوں اور کل مخلوقات پر بے حد مہربان اور شفیق ہے۔

ص۔۔۔۔ یہ حرف صلوۃ اور اللہ کی صفت الصَّمَدُیت کی جانب اشارہ کرتا ہے صلوۃ اللہ کی یاد، اس کا ذکر اور اس کے پیش نظر گزارشات دعا اور درود کا نام ہے تاہم اللہ کی صفت الصَّمَدُیت یعنی اللہ بے نیاز ہے روحانیت میں ص کا ذکر کرنے والا آٹھویں درجے کا ولی بنتا ہے

ص۔ (ص۔ ۱)۔ ترجمہ۔ ص۔ حروف مقطعات میں سے ہے۔

ضحاک نے کہا! ص ایک قسم ہے جو اللہ نے اٹھائی ہے تاہم یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے ۳؎

محمد بن کعب نے فرمایا! ص اللہ کے اسماء کی ایک کنجی ہے جو الصَّمَدُ، صانع المصنوعات اور صادق الوعد ہیں۔

قتادہ نے کہا! ص رحمن کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، تاہم ایک دوسرے قول کے مطابق! ص کو قرآن کریم کا بھی ایک اسم بتایا گیا ہے۔

مجاہد نے بیان کیا! ص سورہ کا آغاز ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق! یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کو اللہ نے اپنے علم کے ساتھ خاص کیا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے! ذی الذکر سے مراد اللہ تعالی کے اسماء اور اس کی عظمت کا ذکر ہے۔ روحانیت میں روح کی بالیدگی اور اس کی مضبوطی کے لئے تمام سالک روزے رکھنے کا خاص اہتمام کرتے ہیں کیونکہ روزہ رکھنے سے بے شمار باطنی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ بکثرت روزے رکھا کرتے تھے تاہم جب انھوں نے یہ محسوس کیا کے میرا جسم ان روزوں کا عادی ہوتا جا رہا ہے اور بحالت روزہ بے آرامی محسوس نہیں کرتا تو آپ نے ایک دن ناغہ کر کے روزہ رکھنا شروع کر دیا تا کہ ناغہ کے بعد روزہ رکھنے سے طبیعت اور نفس میں کھانے اور پینے کی خواہشات بیدار ہوں اور وہ اپنے نفس پر جبر کر کے روحانی منازل اور ترقی حاصل کر سکیں تاہم آپ اپنے اس معمول پر تادم مرگ قائم رہے۔

روزے میں انسان صرف کھانے پینے سے گریز نہیں کرتا ہے بلکہ لڑائی، جھگڑے، بدگوئی، غیبت، چغلی اور تمام برائیوں سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہوئے ہمہ وقت اللہ کی یاد میں گم رہتا ہے اور اللہ کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

سلسلہ چشتیہ میں مرشد اپنے ہر شاگردوں کی تربیت کے لئے تین روزے اس طرح سے رکھواتے ہیں۔

۱۔ پہلے دن شاگرد صرف پانی سے افطار کرتا ہے اور اگلی سحری بھی صرف پانی سے کی جاتی ہے

۲۔ دوسرے دن کے روزے میں افطار اور سحری میں صرف ایک گھونٹ پانی پیتا ہے۔

۳۔تیسرے دن کا روزہ مکمل ہونے کی صورت میں شاگرد کو کھانے پینے کی اجازت مل جاتی۔

روحانیت میں روزے کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اہل علم حضرات اس عبادت کو آدھی طریقت سے تشبیہ دیتے ہیں دوسری جانب روزہ ہر عبادت کی تکمیل سمجھا جاتا ہے روحانیت میں روزے کے بہت فوائد سمجھے جاتے ہیں لیکن تین خاص فوائد درج ذیل ہیں۔

ا۔روزے کے ذریعے سالک میں اخلاق الصَّمَدُیت کا پیدا ہونا یعنی سالک میں بے نیازی کی طرز فکر کا پیدا کیا جانا۔

۲۔سالک میں رجوع الی اللہ کی طرز فکر کو اجاگر کرنا یعنی سالک دوران روزہ اپنے نفس پر جب گرفت اور جبر کرتا ہے تو دراصل ایک معانی میں وہ اللہ کی جانب رجوع کر رہا ہے۔

۳۔انسان کا عبد کے منصب پر فائز ہونا۔عبد کے معانی بندے کے ہیں اور بندہ خدا بغیر چوں چراں کے صرف اور صرف اللہ کی بندگی کرتے ہوئے مقام عبد تک جا پہنچتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ۔

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندہ خاص کو۔[۴]

ارشادات خداوندی:

اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔[۵] ترجمہ۔اللہ بے نیاز ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ بھی نہ عطا فرماتا۔[۶]

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ سے جب ایمان کے بارے میں پوچھا گیا! تو آپ نے فرمایا! ایمان دل سے معرفت، زبان سے اقرار اور اعضاء و جوارح سے عمل کرنے کا نام ہے۔

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا اور کامل نہیں ہوتا ہے جب تک کے اس کو اپنے پاس موجود اشیاء کے مقابلے میں اللہ کے پاس موجود اشیاء پر زیادہ بھروسہ نہ ہو۔[۷]

روحانی وظیفہ:

اسم الصَّمَدُ کا بکثرت ورد کرنے والے شخص کی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے ہر جائز خواہش کو پورا فرما دیتے اور ایسا شخص کبھی کسی کا محتاج نہیں رہتا۔

اسم الصَّمَدُ کا بکثرت ذکر کرنے والا دنیا سے بےزار ہو جاتا ہے جبکہ بسا اوقات وہ ہر دنیاوی لذت یہاں تک کے اپنے لباس سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۔

۵۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔

۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْقَادِرُ

قدرت والا

He who is able to do anything in the way He wills.

اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔(احقاف۔ ۳۳)

ترجمہ۔ بے شک وہ ہر چیز پر القَادِر ہے۔

القَادِر ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی قدرت والا ہے اس کا نمبر(۳۰۵اور عدد ۸) ہے۔

القَادِر ۔(ق۔د۔ر) سے مشتق ہے۔ ا؎

القَادِر ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی دس (۱۰) مرتبہ آیا ہے۔

ق۔حروف مقطعات میں سے ہے لیکن ان کے قطعی معنی معلوم نہیں ہیں ان پر ایمان لانا برحق ہے تاہم صحابہ کرام،فقہاء تابعین اور قدیم مفسرین نے ظنی طور پر ان حروف کے معانی بیان کئے ہیں۔ ۲؎

امام ابو اسحاق احمد بن ابراہیم ثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ) لکھتے ہیں! حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں! ق اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اللہ تعالی نے اس اسم کی قسم کھائی ہے۔قتادہ نے کہا! ق قرآن کریم کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

قرطبی نے کہا کے اللہ تعالی نے سورہ ق کا افتتاح اپنے اسم سے کیا ہے۔

اور ق سے مراد قَدِیْرٌ ،القَادِر ،قاہر،قاضی اور قابض کے ہیں۔

اسم القَادِر کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الٰہیہ القَادِر کو کائناتی نظام میں خاص اہمیت حاصل ہے اور اس اسم پاک کی نفوذ پذیری کل کائنات میں مسلسل جاری وساری ہے۔اللہ تعالی ہر شے پر القَادِر ہے اور کوئی شے اس کی شان قدرت سے باہر نہیں اس کو مکمل اختیار ہے کہ وہ جس طرح سے اپنی مخلوقات کو موت وحیات عطا فرمائے ان کے رزق کی ذمہ داری بھی اللہ القَادِر مطلق کے پاس ہے الغرض کے تمام شعبہ حیات پر اللہ کی قدرت اور اختیار قائم ودائم ہے انسانی پیدائش کی مختلف شکل وصورت پر بھی وہ مطلق قادر ہے، ذیل میں اسی حوالے سے ایک

مختصر جائزہ پیش یا جا رہا ہے۔

پہلے انسان (حضرت آدم) کی پیدائش:

پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۔

ترجمہ۔ جب تیرے پروردگار نے کہا کے میں مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔ ۳؎

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۔

ترجمہ۔ جب تیرے پروردگا نے فرشتوں سے یہ کہا کے میں زمین میں اپنا نائب پیدا کرنے والا ہوں۔ ۴؎

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۔

ترجمہ۔ اے آدم انھیں (یعنی فرشتوں کو) ان چیزوں کے نام تو بتاؤ۔ ۵؎

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کے آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ ۶؎

مندرجہ بالا ان آیات میں اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کے سامنے کائنات کی ایک ایسی حقیقت کو بیان کر دیا کہ جس کو معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی دوسرا طریقہ موجود نہیں تھا یعنی اس انکشاف سے بنی نوع انسانیت کو جو اہم حقائق معلوم ہوئے ہیں وہ ان نتائج سے کہیں زیادہ قیمتی ہیں جو زمین کی تہوں سے متفرق ہڈیاں نکال کر انھیں قیاس اور تخمین سے ربط دے کر انسان اخذ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اسی ضمن میں بنی نوع انسان کے حوالے سے امام غزالی نے کمال کا ایک نکتہ کھولتے ہوئے فرمایا!

انسان اگرچہ ازلی تو نہیں ہے لیکن وہ ابدی ضرور ہے۔ ۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ ۸؎

دوسرے انسان (حضرت حوا) کی پیدائش:

دوسرے انسان حضرت حوا کی پیدائش کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۔

ترجمہ۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے دنیا میں بہت سے مرد اور عورت پھیلائے۔ ۹؎

یہاں قرآن یہ کہہ رہا ہے کے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا ہے یعنی نوع انسانی کی تخلیق کی ابتداء ایک فرد سے ہوئی دوسرے مقام پر قرآن اس کی تشریح کرتے ہوئے اس پہلے انسان کو حضرت آدم کے نام سے متعارف کروایا اگرچہ قرآن کریم نے اس کی تفصیلی کیفیت کا ذکر نہیں کیا لیکن دیگر الہامی کتب جیسے کے بائبل کی کتاب پیدائش اور تالمود میں اس کی تفصیل درج ہے یعنی تالمود اور کتاب پیدائش میں یہ کہا گیا کے حضرت آدم جنت میں تنہائی محسوس کرتے تھے لہٰذا ایک دن ان پر گہری نیند طاری کر دی گئی اور جب وہ بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنے پہلو میں ایک نہایت خوبصورت خاتون کو پایا تاہم گہری نیند سوتے ہوئے ان کی سیدھے ہاتھ کی تیرہویں پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش عمل میں آئی لیکن قرآن نے حضرت حوا کی پیدائش کی کیفیت کو بیان نہیں کیا لیکن قابل غور بات یہ ہے کے آدم کی طرح حوا کے بھی ماں اور باپ نہیں تھے اور انھوں نے بھی بچپن اور لڑکپن کا دور نہیں دیکھا اور جب وہ پیدا ہوئیں تو وہ ایک نوجوان اور خوبصورت خاتون تھیں اور آدم علیہ السلام ان کے باپ نہیں بلکہ شوہر تھے۔

محققین کی رائے ہے کے قرآن کریم صرف حوا کی تخلیق کا ذکر نہیں کر رہا ہے بلکہ عورت کی تخلیق کے متعلق اس حقیقت کا اظہار کر رہا ہے کے وہ بھی مرد ہی کے وجود کا ایک حصہ ہے۔تمام اشیاء کائنات دو رخوں پر قائم ہیں ایک ان کا ظاہری رخ جبکہ دوسرا ان کا باطنی رخ جو کے چھپا ہوا اور مستور ہے آدم کے اندر عورت کا وجود چھپا ہوا تھا جب اللہ تعالی نے حکم دیا تو وہ ظاہر ہو گیا اسی طرح سے حوا کی بیٹی یعنی مریم کے اندر بھی ایک مرد کا وجود پوشیدہ تھا جب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے ممکن ہو سکی عورت کا ظاہری رخ جو کے ہمیں نظر آتا ہے وہ اس کے ظاہری خدوخال اور حسن و جمال سے مرکب ہے لیکن اس کے باطنی رخ میں ایک مرد چھپا ہے اسی طرح سے مرد کے باطنی رخ میں ایک ادھورا وجود عورت کا بھی پایا جاتا ہے لہٰذا یہ طے پایا کے !افزائش نسل اور جنسی کشش کا قانون انھی دو رخوں پر قائم ہیں یعنی مرد و عورت کے باطنی رخوں کو ایک دوسرے کی طلب ہوتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِیَسۡکُنَ۔

ترجمہ۔وہی ہے اللہ جس نے تم کو تن واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا تا کہ وہ اس کی طرف رغبت کرے۔۱۰؎

وَمِنۡ اٰیٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ تَنۡتَشِرُوۡنَ وَمِنۡ اٰیٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡهَا وَجَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّرَحۡمَۃً اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ۔

ترجمہ۔اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کے اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر یکا یک تم زمین میں پھیلتے چلے جا رہے ہو اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کے اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔۱۱؎

وَخَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا۔

ترجمہ۔تمھیں مردوں اور عورتوں کے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا گیا۔۱۲؎

یہاں غور طلب امر یہ ہے کے مرد اور عورت کا جوڑ دراصل ایک معجزہ اور حکمت سے بھرپور کرشمہ ہے کیونکہ مرد اور عورت کی جسمانی اور نفسیاتی ساخت میں بڑا واضح فرق پایا جاتا ہے لیکن یہ اللہ کی شان ہے کے اس واضح فرق اور اختلاف کے باوجود نسل انسانی کا سلسلہ نہایت توازن کے ساتھ ہزار ہا سال سے جاری وساری ہے یہاں جوڑے سے مراد صرف مرد وعورت کا جوڑا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی نے کائنات کی ہر شے کو جوڑے کی شکل میں تخلیق کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے۔ تا کہ تم نصیحت حاصل کر سکو۔ ۱۳؎

وَخَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا۔

ترجمہ۔ ہم نے تم کو جوڑے جوڑے پیدا کیا۔ ۱۴؎

الشفع (جفت جوڑے) کو کہا جاتا ہے اس سے مراد حضرت آدم اور حوا ہیں جبکہ وتر سے مراد اللہ کی ذات ہے۔

تیسرے انسان (حضرت عیسیٰ ابن مریم) کی پیدائش:

قرآن کریم میں تخلیق انسانی کے درج ذیل چار طریقوں کو بیان کیا ہے۔

۱۔ مٹی سے آدم کا پتلا بنایا اور پھر اس میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی۔

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے حضرت حوا علیہ السلام کو پیدا فرمایا یہ دونوں ہی بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے اور دونوں ہی نے اپنی جوانی کی حالت میں دنیا کو دیکھا یعنی بچپن اور لڑکپن کا دور دونوں نے ہی نہیں دیکھا پھر یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا کے شوہر تھے۔ تخلیق انسانی کا تیسرا طریقہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا تھا جس کے بارے میں ارشادات خداوندی ہیں!

وَالَّتِىۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيۡهَا مِنۡ رُّوۡحِنَا وَجَعَلۡنٰهَا وَابۡنَهَاۤ اٰيَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔

ترجمہ۔ (مریم) کو یاد کرو جس نے اپنی عزت کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس کو اور اس کے بیٹے کو تمام عالمین کے لئے نشانی بنا دیا۔ ۱۵؎

وَمَرۡيَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِىۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَصَدَّقَتۡ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِيۡنَ۔

ترجمہ۔ عمران کی بیٹی مریم! جس نے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کی سو ہم نے اس کے چاک گریبان میں اپنے پاس سے روح پھونک دی، اور اس نے اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو سچ جانا اور وہ عبادت کرنے والوں میں سے تھی۔ ۱۶؎

یہاں قابل غور بات یہ کے حضرت مریم، حضرت عیسیٰ کی ماں ہیں اور حضرت عیسیٰ کے باپ نہیں تاہم وہاں آدم کے پتلے میں اللہ نے اپنی روح پھونکی اور یہاں مریم کے وجود میں اللہ نے اپنی روح پھونکی۔

انسان کی پیدائش کا چوتھا طریقہ:

اللہ تعالیٰ نے چوتھے طریقے سے عام انسانوں کو پیدا کیا ہے، یعنی انسان کے والدین اور پھر ان کی اولادیں اور پھر ان کی اولادیں وغیرہ تو افزائش نسل کے اسی طریقہ کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمام انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام، حوا، یا حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح پیدا کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ پسند کیا کے انسانوں کی بہترین تعلیم و تربیت کے لئے والدین کی موجودگی ضروری ہے چنانچہ یہی طریقہ ہمیں کثرت میں نظر آتا ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ۔آسمانوں اور زمینوں کا مالک اللہ ہی کی ملکیت میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۱۷ ؎

بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ۔

ترجمہ۔ہم تو تمھاری انگلیوں کے پور پور بنانے پر قادر ہیں۔ ۱۸ ؎

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَ یَاْتِ بِاٰخَرِیْنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِیْرًا۔

ترجمہ۔اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور دوسرے لوگوں کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر ہے۔ ۱۹ ؎

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِ َۧ الْمَوْتٰىؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ۔وہ مردوں کو زندہ کرنے پر ضرور قادر ہے کیوں نہیں بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۲۰ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

امام مالکؒ نے 'موطا' میں حضرت ابو سعید دریؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل فرماتا ہے کے جب میں اپنے بندہ کو کسی مصیبت میں مبتلا کروں اور وہ اس پر صبر کرے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہ کرے، تو میں اس کے گوشت کو بہتر گوشت اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دیتا ہوں یعنی جب میں اس کو صحت مند کرتا ہوں تو اس کا کوئی گناہ نہیں رہتا اور اگر میں اس کو وفات دوں تو وہ میری رحمت کی طرف ہے۔ ۲۱ ؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ ایسا القَادِر ہے جس کی قدرت کی کوئی انتہاء نہیں تاہم معلوم کرنے والے اور کھوج لگانے والوں کو ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اللہ کا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ علم اس شے کے اندر تک اترا ہوا ہے تاہم ہر شے کا شمار اس کے علم میں ہے اس کا عدل ہمہ گیر اور فضل سب کے شامل حال ہے۔

اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ترجمہ۔بے شک اللہ ہر شے پر القَادِر ہے۔۲۲؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم القَادِر کا بکثرت ورد کرے گا۔اللہ اس کی تمام جائز خواہشات کو پورا فرمائیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ ص۔آیت۔۱۷۔

۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۰۔

۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۳۔

۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔

۷۔احیائے العلوم الدین۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) مطبوعہ دار الخیر بیروت۔۱۴۱۳ھ۔

۸۔صحیح بخاری۔امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۹۔سورہ النسا۔آیت۔۱۔

۱۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۹۔

۱۱۔سورہ روم۔آیت۔۲۰۔۲۱۔

۱۲۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔

۱۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔

۱۴۔سورہ النبا۔آیت۔۸۔

۱۵۔سورہ الانبیا۔آیت۔۹۱۔

۱۶۔سورہ تحریم۔آیت۔۱۲۔

۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۹۔

۱۸۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۴۔

۱۹۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۳۔

۲۰۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۳۔

۲۱۔احیائے العلوم الدین۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔ص۔۴۲۲۔مطبوعہ دار الخیر بیروت۔۱۴۱۳ھ۔

۲۲۔نہج البلاغہ۔حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔ص۔۲۷۲۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلْمُقْتَدِرُ

پوری مقتدرت والا

He who is more powerful than any being.

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۔(قمر ۔۵۵)

ترجمہ۔عزت کے مقام میں قادر مطلق بادشاہ کے حضور میں ۔

مُّقْتَدِرٍ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی قدرت اور طاقت والا ۔اس کا نمبر(۷۴۴ اور عدد ۶) ہے ۔

مُّقْتَدِرٍ ۔(ق ۔د ۔ر) سے مشتق ہے ۔ا ے

قَدِرِ ۔کے بنیادی معانی اندازہ، پیمانہ، کسی شے کو ناپنا، حجم، طول وعرض، جسامت اور تقدیر کے ہیں ۔

قَدِرِ ۔عربی زبان میں قدر سے مراد اندازہ یا پیمانہ کے ہیں ۔

قدر الشئی بالشئی ۔کے معانی کسی شے کو کسی دوسری شے کے ساتھ رکھ کر ناپنا ۔

قدرت علیه الشئی ۔سے مراد کسی شے میں ایسی مناسب تبدیلی کرنا کے جس کی وجہ سے وہ شے بالکل موافق اور موضوع ہو جائے ۔

تقْدِیرِ ۔سے مراد کسی چیز کو دوسری چیز کے مطابق بنا دینا ۔

مُّقْدارِ ۔سے مراد پیمانہ، ماڈل یا pattern کے ہیں جس کے مطابق کسی چیز کو بنایا جائے ۔

قَدِارِ ۔اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو مناسب قد کاٹھ کا ہو ۔

مُّقْتَدِرٍ ۔ہر شے کے درمیانی حصے کو کہتے ہیں جبکہ یہ اللہ کا ایک اسم صفاتی بھی ہے یعنی جو ہر شے پر مکمل اختیار اور قدرت رکھتا ہو ۔

قَدِرِ ۔کے ایک معانی کسی چیز پر اقتدار اور اختیار رکھنا ۔

قدرت علی الشئی ۔سے مراد مجھے اس قدر قدرت حاصل تھی کہ میں نے اپنی مرضی یا پیمانے کے مطابق اسے بنا دیا ۔

ان اللہ علی کل شئی قدیر ۔سے مراد اللہ کا قانون ہر شے پر غالب اور حاوی ہے اور اس کے قانون کی گرفت سے کوئی شے

بالا نہیں۔

لیلۃ القدر نزول قرآن کی رات میں قرآن اتارا گیا جس کی تعلیمات میں مکمل توازن، تناسب، ہم آہنگی اور اس کی تعلیمات فطرت سے عین قریب تر ہے۔ ۲؎

اسم مُّقۡتَدِر کا نظام کائنات میں کردار:

مُّقۡتَدِر اللہ کا ایک اسم صفاتی جس کی اثر پذیری کائنات کے ہر ایک ذرے میں کار فرما ہے یعنی ہر شے پر اللہ کی حکمرانی اور اختیار قائم ہے جبکہ اس کی مقررہ مقدار اور تقدیر بھی اللہ دے یہاں طے ہے قرآن نے جا بجا یہ واشگاف اعلان کیا کل اشیاء کائنات کے لئے ایک مقررہ تقدیر، اندازہ، پیمانہ اور توازن و تناسب قائم کیا گیا ہے چنانچہ اس اعلان نے نا صرف علمی دنیا میں ایک عظیم الشان تحقیق کا دروازہ کھولا بلکہ آج تک کی تمام سائنسی تحقیقات اور انکشافات بھی اسی قرآنی فارمولے کی مسلسل تصدیق و تائید کر رہی ہیں کے واقعتاً ہر شے ایک مقررہ اندازے پر ہی قائم کی گئی ہے کیونکہ کل کائنات Rational Basis پر قائم ہے۔

Rational سے مراد Ratio کے ہیں یعنی تناسب، توازن، اندازہ، مقررہ پیمانہ اور مسلسل ہم آہنگی۔

ذات مُّقۡتَدِر نے کل مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا جبکہ ایمانیات کے ضمن میں تقدیر پر ایمان لانا لازمی ہے اللہ کی بنائی ہوئی اچھی یا بری تقدیر پر یقین رکھنا بھی ایمان کا بنیادی حصہ ہے اور جو شخص تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا ہے اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَكَانَ أَمۡرُ ٱللَّهِ قَدَرٗا مَّقۡدُورًا ۔

ترجمہ۔ اللہ کا کام مقرر شدہ اندازے پر ہے۔ ۳؎

إِنَّا كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقۡنَٰهُ بِقَدَرٖ ۔

ترجمہ۔ ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے۔ ۴؎

وَخَلَقَ كُلَّ شَيۡءٖ فَقَدَّرَهُۥ تَقۡدِيرٗا ۔

ترجمہ۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کو مقرر شدہ اندازے پر رکھا۔ ۵؎

يَمۡحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثۡبِتُۖ وَعِندَهُۥٓ أُمُّ ٱلۡكِتَٰبِ ۔

ترجمہ۔ اللہ جس لکھے ہوئے کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے۔ ۶؎

لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌۚ إِذَا جَآءَ أَجَلُهُمۡ فَلَا يَسۡتَـٔۡخِرُونَ سَاعَةٗ وَلَا يَسۡتَقۡدِمُونَ ۔

ترجمہ۔ ہر گروہ کا ایک وقت مقرر ہے جب ان کا وقت مقررہ آجائے گا تو وہ نہ ایک ساعت موخر کر سکیں گے اور نہ ہی ان کے لئے ایک ساعت مقدم ہو سکے گی۔ ۷؎

وَ کُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ وَ کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۔
ترجمہ۔ ہر وہ کام جس کو انھوں نے کیا ہے نوشتوں میں ہے ہر چھوٹا بڑا کام لکھا ہوا ہے۔ ۸ے
وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۔
ترجمہ۔کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور نہ ہی کوئی دانا زمین کی تاریکیوں میں ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی خشک و تر مگر وہ روشن کتاب میں مرقوم ہے۔ ۹ے
یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۔
ترجمہ۔اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔ ۱۰ے
مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۚۖ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۔
ترجمہ۔ ہر مصیبت جو زمین پر تم پر تمھاری جانوں آتی ہے وہ ایک روشن کتاب میں لکھی ہوئی ہے اس سے پہلے کہ ہم اس اس مصیبت کو پیدا کریں بے شک یہ اللہ پر بہت ہی آسان ہے یہ اس لئے ہے کہ جو چیز تمھارے پاس سے جاتی رہے تم اس پر غم نہ کرو اور جو کچھ اللہ نے تمھیں دیا ہے اس پر اترایا نہ کرو۔ ۱۱ے
وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۔
ترجمہ۔(اللہ) نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کو مقرر شدہ اندازے پر رکھا۔ ۱۲ے
وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ ۔
ترجمہ۔اللہ نے تمھیں بھی پیدا کیا ہے اور تمھارے اعمال کو بھی۔ ۱۳ے

ارشادات خداوندی:

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّیَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۔
ترجمہ۔دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ اسے ہم نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ سبزہ مل کر نکلا جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں، یہاں تک کہ جب زمین سبزے سے خوبصورت اور آراستہ ہوگئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر بالکل قابض ہو چکے ہیں، تو اس پر ہماری طرف سے دن یا رات میں کوئی حادثہ آپڑا سو ہم نے اسے ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل وہاں کچھ بھی نہ تھا، اس طرح ہم نشانیوں کو کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے سامنے جو غور کرتے ہیں۔ ۱۴ے
اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ۔ ۱۵ے

ترجمہ۔ یا اگر ہم آپ کو وہ دکھا بھی دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے تو ہم ان پر قادر ہیں۔

كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۔ ١٦؎

ترجمہ۔ آخر ہم نے انھیں پکڑا جس طرح کوئی زبردست قدرت والا پکڑتا ہے۔

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۔ ١٧؎

ترجمہ۔ بڑے ذی اقتدار بادشاہ کے قریب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس برس قبل تمام مخلوقات کی تقدیر لکھیں اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ ١٨؎

حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس سے کہا کے لکھ تو اس نے پوچھا! کیا لکھوں؟ تو اللہ نے فرمایا! تقدیر لکھ، تو اس نے لکھ دیا جو کچھ ہونے والا ہے۔ ١٩؎

اللہ تعالیٰ تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کو عذاب دے تو وہ ان کو عذاب دے گا اور یہ اس کا ظلم نہیں ہوگا اور اگر وہ ان پر رحمت فرمائے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے اور اگر تمھارے پاس احد کے پہاڑ جتنا سونا ہو جس کو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو اللہ اس کو تم سے اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تم اللہ کی تقدیر پر ایمان نہ لے آؤ اور تم یہ یقین رکھو کہ تم پر جو چیز بھی پہنچتی ہے وہ تم سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جو چیز تم کو نہیں پہنچتی وہ تم پر آ نہیں سکتی تھی اور اگر تم اس عقیدہ کے علاوہ کسی اور عقیدہ پر مرے تو دوزخ میں داخل ہوگے۔ ٢٠؎

حضرت عمر ؓ بیان کرتے ہیں، حضرت جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایمان کے متعلق سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر اور قیامت پر اور اس پر کے ہر اچھی اور بری چیز اللہ کی تقدیر سے وابستہ ہے۔ ٢١؎

حضرت ابوخزامہ ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم دم کرواتے ہیں اور دوا سے علاج کراتے ہیں اور ڈھال وغیرہ کے ذریعہ حملوں سے بچتے ہیں کیا یہ چیزیں تقدیر کو ٹال دیتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ چیزیں بھی اللہ کی تقدیر ہیں۔ ٢٢؎

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! منکرین تقدیر اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کی جنازہ پر نہ جاؤ۔ ٢٣؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قضاء وقدر کو صرف دعا لوٹا سکتی ہے۔ ٢٤؎

حضرت ابوالدرداء ؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور مستقبل میں ہونے والے امور کا ذکر کر رہے

تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر تم یہ سنو کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق کر دینا لیکن تم اگر یہ سنو کے کسی شخص کی پیدائشی عادت (فطرت) بدل گئی تو اس کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ وہ اپنی فطرت پر ہی لوٹ جائے گا۔ ۲۵ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت کے دو فرقے ایسے ہیں کے ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مرجئہ اور قدریہ۔ ۲۶ے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو لوگ یہ کہتے ہیں کے نیکی اور بدی ہمارے اختیار میں ہے ان کو میری شفاعت میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا نہ میں ان سے ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے ہیں۔ ۲۷ے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا، جس چیز پر عبداللہ بن عمرؓ قسم کھاتا ہے وہ یہ ہے کے اگر ان لوگوں کے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئیں ۔ ۲۸ے

ایوب بیان کرتے ہیں! ابو قلابہ نے کہا! اھل اھواء (بدعتی) کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ہی ان سے بحث کرو کیونکہ میں اس سے بے خوف نہیں ہوں کے وہ تم کو اپنی گمراہی میں ڈبو دیں گے یا جس دین کو تم پہچانتے ہو وہ اس میں شبہات ڈال دیں گے۔ ۲۹ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قلم خشک ہو گئے ہیں۔ ۳۰ے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! علم پر قلم خشک ہو چکا ہے۔ ۳۱ے

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم جن چیزوں سے ملاقات کرنے والے ہو ان سے متعلق قلم لکھ کر خشک ہو چکا۔ ۳۲ے

نذر (وعدہ کو کہتے ہیں) واضح رہے اللہ کی عبادت غیر مشروط طور پر کرنی چاہئے نہ کہ شرائط کے ساتھ۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم نذر نہ مانا کرو کیونکہ نذر تقدیر سے مستغنی نہیں کر سکتی ہے یعنی (جو اللہ کے یہاں لکھا ہے وہ تو ہو کر ہی رہے گا) نذر کے ذریعے عبادت صرف بخیل کیا کرتے ہیں۔ ۳۳ے

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

جب امیر المومنین حضرت علیؓ سے قضاء وقدر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا! یہ ایک اندھیرا راستہ ہے اس پر نہ چلو اور یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں داخل نہ ہو اور یہ اللہ کا ایک راز ہے اسے اپنے اوپر لازم نہ کرو۔

اشعث بن قیس کو بیٹے کی موت پر تعزیت پیش کرتے وقت آپ نے فرمایا! اگر تم صبر کرو گے تب بھی قضاء وقدر الٰہی جاری ہوگی مگر تمھیں صبر کا اجر ملے گا لیکن اگر تم نے بے تابی کا اظہار کیا تو اس وقت بھی قضاء وقدر الٰہی تو جاری ہوگی مگر تم گناہ گار ہو جاؤ گے۔

جب قضاء وقدر پہنچ جاتی ہے تو پھر خوف و ہراس بیکار ہو جاتا ہے۔

ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسے خطرات سے بچاتا رہتا ہے مگر جب اس کی قضاء آ جاتی ہے تب وہ اسے اس کی

قضاء وقدر کے ساتھ تنہا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

اللہ کی قضاء وقدر، تدبیر و تقدیر کے خلاف چلتی ہے۔

امور تقدیر (قضاء وقدر) کے ذریعے انجام پذیر ہوتے ہیں نہ کہ تدبیر کے ذریعے۔

عقلمند وہی ہے جو کہ قضاء قدر کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دے اور دور اندیشی سے عمل انجام دے۔

انسان کا ایمان جتنا زیادہ ہوگا اس کا قضاء وقدر پر ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے اور عبرتیں اس پر آسان ہوتی چلی جاتیں ہیں اور جو قضاء وقدر پر یقین رکھتا ہوگا وہ مصیبت پر بہت زیادہ آہ وزاری نہیں کرے گا پھر جو تقدیر کی باتوں پر غضب ناک ہوتا ہے وہ پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے تمھاری تقدیر میں جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے اس پر کوئی شے غالب نہیں آسکتی۔ ۳۴ے

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم مبارک مُقْتَدِر کا بکثرت ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر حقیقتوں کا انکشاف فرمانے لگتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۸۔

۴۔سورہ القمر۔آیت۔۴۹۔

۵۔سورہ الفرقان۔آیت۔۱۔

۶۔سورہ رعد۔آیت۔۳۹۔

۷۔سورہ یونس۔آیت۔۴۹۔

۸۔سورہ القمر۔آیت۔۵۲۔۵۳۔

۹۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔

۱۰۔سورہ رعد۔آیت۔۳۹۔

۱۱۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۲۔۲۳۔

۱۲۔سورہ الفرقان۔آیت۔۲۔

۱۳۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۹۶۔

۱۴۔القرآن۔

۱۵۔سورہ الزخرف۔آیت۔۴۲۔

۱۶۔سورہ القمر۔آیت۔۴۲۔

۱۷۔سورہ القمر۔آیت۔۵۵۔
۱۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔(الفردوس بماثور الخطاب۔رقم الحدیث۔۴۷۰۶)
۲۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۹۔سن الدارمی۔رقم الحدیث۔۳۹۱۔
۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمُقَدِّمُ

سب سے پہلے اور آگے کرنے والا یا آگے بڑھانے والا

وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا الۡمُسۡتَقۡدِمِیۡنَ مِنۡکُمۡ وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا الۡمُسۡتَاۡخِرِیۡنَ ۔(الحجر۔۲۴)

ترجمہ۔ جولوگ تم پہلے گزر چکے ہیں ہم نے انھیں بھی دیکھ رکھا ہے۔

مقدِم ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۱۸۴ اور عدد ۴) ہے۔

مقدِم ۔(ق۔د۔م) سے مشتق ہے جس کے معنی سبقت لے جانے والا۔ ۱؎

القدم عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پاؤں کے ہیں۔

قدِم ۔کی جمع اقدام ہے۔

قدِم ۔کے ایک معنی آگے بڑھنے یا پہل کرنے کے بھی ہیں۔ الْمُتَاخِرِیْنَ

مقدمة الجیش ۔فوج کا ہراول دستہ۔

مقدِمہ۔ ہر شے کا ابتدائی حصہ۔ ۲؎

ابن فارس کے مطابق! قدِم سے مراد سبقت یا آگے بڑھتے چلے جانے کے ہیں۔ ۳؎

قدِیم ۔کا ماخذ بھی یہی ہے یعنی اللہ کی ذات سب سے زیادہ قدِیم ہے۔ ۴؎

مقدِم کی ضد متاخر ہے۔

قرآن کریم میں بھی الْمُتَقْدِمِیْنَ کے مقابلے میں الْمُتَاْخِرِیْنَ آیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا الۡمُسۡتَقۡدِمِیۡنَ مِنۡکُمۡ وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا الۡمُسۡتَاۡخِرِیۡنَ ۔ ۵؎

ترجمہ۔ جولوگ تم پہلے گزر چکے ہیں ہم نے انھیں بھی دیکھ رکھا ہے اور جو بعد میں آنے والے ہیں وہ بھی ہماری نگاہ میں ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ۔ ۶؎

ترجمہ۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات میں پیش قدمی نہ کرو یا ان کے اوپر اپنے آپ کو ترجیح نہ دو۔

وَلَنۡ یَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡهِمۡ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌۢ بِالظّٰلِمِیۡنَ ۔ ۷؎

ترجمہ۔ وہ کبھی بھی اس کی ہرگز آرزو نہیں کریں گے ان گناہوں کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں، اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

اسم مقدِم کا نظام کائنات میں کردار:

مقدِم اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کی بنیاد پر کائنات قائم ہے یعنی ماضی پر حال کا قیام ہوتا ہے بالکل اسی طرح سے اللہ کی ذات مقدِم جو سب سے پہلی ذات ہے اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا بالفاظ دیگر اللہ کی ذات سب سے زیادہ قدیم ہے اس سے قبل اس کائنات میں کوئی شے موجود نہ تھی۔

ارشادات خداوندی:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔۸؎

ترجمہ۔ لوگوں کو بشارت دے دو کے ان کے رب کے یہاں ان کے لئے سچی عزت اور سرفرازی ہے۔

یہاں قدِیم سے مراد بزرگی، شرف، بلندی، مدارج اور سبقت کے ہیں۔

قرآن کریم میں قدِیم کا لفظ پرانی یعنی اس چیز کے متعلق استعمال ہوا جو پچھلے زمانے سے چلی آرہی ہو جیسے کے۔

كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۔۹؎

ترجمہ۔ چاند کے لئے ہم منزلیں مقرر کردی ہیں یہاں تک کے وہ ان سے گزرتا ہوا پھر کھجور کی سوکھی ہوئی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے۔

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۔۱۰؎۔ ترجمہ۔ وہ جھوٹ جو شروع سے چلا آرہا ہے۔

یعنی۔ (قرآن کا انکار کرنے والے مسلمانوں کے بارے میں یہ کہتے ہیں کے اگر قرآن کو مان لینا کوئی اچھا کام ہوتا تو یہ لوگ اس معاملے میں ہم سے سبقت نہ لے جاسکتے تھے)۔

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ۔۱۱؎

ترجمہ۔ آباؤ اجداد یا باپ دادا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے اللہ تو اول ہے اور تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے۔ ۱۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ ایسا اول ہے جس کے لئے کوئی قبل نہیں اور کوئی شے بھی اس سے پہلے نہیں۔ ۱۳؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص جنگ کے موقع پر یا مقدِم کو بکثرت پڑھے گا اللہ تعالی اس کو پیش قدمی کی قوت عطا فرمائیں گے اور اس کی دشمنوں سے بھی

حفاظت فرمائیں گے۔

اسم مقْدِمِ کا ورد کرنے والا شخص اللہ کا مطیع اور فرمانبردار رہوتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۴۔

۶۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۔

۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۵۔

۸۔سورہ یونس۔آیت۔۲۔

۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۹۔

۱۰۔سورہ الاحقاف۔آیت۔۱۱۔

۱۱۔سورہ الشعرا۔آیت۔۷۶۔

۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۳۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۸۹۔ص۔۲۵۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلْمُوءَخِّرُ
پیچھے اور بعد میں رکھنے والا

He who delays whatever He wants.

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ۔(القصص۔۷۰)

ترجمہ۔دنیا اور آخِرَۃِ میں صرف اللہ کی ہی حمد ہے۔

موخِرَۃِ۔عربی زبان کالفظ ہے جس کا نمبر(۸۴۶ اور عدد ۹) ہے۔
موخِرَۃِ۔(ا۔خ۔ر) سے مشتق ہے۔[۱]
آخِرَ۔کا مونث آخِرَۃِ ہے۔
آخِر۔کی ضد اول ہے۔[۲]
هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ۔[۳]
ترجمہ۔اللہ اول بھی ہے اور وہ آخر بھی۔

اسم موخِرَۃِ کا نظام کائنات میں کردار:

اہل لغت نے آخِرَ کو بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے یہ کسی بھی سلسلے کی آخری کڑی ہے یعنی اس کے بعد اس جیسی کوئی اور کڑی نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کے قرآن کریم نے اس زندگی کے بعد کی زندگی یعنی (آخِرَۃِ) کو خَلْقًا جَدِيدًا۔[۴]

وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا۔

ترجمہ۔کیا (ہم) نئے سرے سے اٹھائے جائیں گے؟

یعنی۔وہ زندگی اسی موجودہ زندگی کا تسلسل ہوگی لیکن وہ اس زندگی کی آخری کڑی ہوگی لیکن اس موجودہ زندگی کی کڑیوں کا اس پر خاتمہ ہوجائے گا تاہم وہ ایک نئے انداز کی زندگی اور اس کا آغاز ہوگا اس اعتبار سے وہ ایک نئی زندگی کی پہلی کڑی ہوگی۔

اسی طرح سے قرآنی انقلاب کے بعد انسانوں کی جو تمدنی زندگی کی ابتداء ہوئی وہ بھی اگرچہ سابقہ تمدن سے متصل اور پیوست ہے لیکن وہ اس تمدن کی آخری کڑی ہوتی ہے جس سے ایک نئے انداز کے انسانی تمدن کی ابتدا ہوتی ہے۔آخرۃ کسی بھی سلسلے کی آخری کڑی کو

کہتے ہیں جس کے بعد نئے سلسلے کا آغاز ہوا۔ آخِرَ کے معنی پیچھے ہونا۔

قَدِیم۔ کے معنی آگے ہونا چنانچہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

اللہ کا اسم صفاتی موخِرَۃِ کے معنی ہیں کے وہ ہستی اول بھی ہے اور ہستی آخِرَ بھی نا اس سے پہلے کچھ تھا اور نہ اس کے بعد کچھ ہو گا لیکن اس دقیق فلسفے کو سمجھنا فہم انسانی سے بالا ہے۔

ارشادات خداوندی:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ۔ ۵؎۔ ترجمہ۔ اللہ اول بھی ہے اور وہ آخِرَ بھی۔

فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی۔ ۶؎۔ ترجمہ۔ دنیا اور آخرت اللہ کے لئے ہی ہے۔

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰی۔ ۷؎۔ ترجمہ۔ بے شک ہمارے لئے ہی دنیا اور آخرت ہے۔

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَةِ۔ ۸؎۔ ترجمہ۔ دنیا اور آخرت میں صرف اللہ کی ہی حمد ہے۔

لَهُ الْحَمْدُ فِي وَالْاٰخِرَةِ۔ ۹؎۔ ترجمہ۔ صرف اللہ ہی تعریف آخرۃ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے اللہ تو آخِرَ ہے اور تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ ۱۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ ایسا آخِرَ ہے جس کے بعد کوئی نہیں یعنی کوئی چیز اس کے بعد فرض نہیں کی جا سکتی۔ ۱۱؎

روحانی وظیفہ:

اسم پاک موخِرَۃِ کا روزآنہ ۱۰۰ مرتبہ ورد کرنے والے شخص کے قلب میں اللہ کی محبت جا گزین ہو جائے گی۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ سورہ الحدید۔ آیت۔ ۳۔

۴۔ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۴۸۔ ۴۹۔

۵۔ سورہ الحدید۔ آیت۔ ۳۔

۶۔ سورہ النجم۔ آیت۔ ۲۵۔

۷۔ سورہ اللیل۔ آیت۔ ۱۳۔

۸۔سورہ القصص۔آیت۔۷۰۔

۹۔سورہ سبا۔آیت۔۱۔

۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۱۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلْاَوَّلُ

سب سے پہلے

هُوَ الْاَوَّلُ۔(الحدید۔ ۳)

ترجمہ۔ اللہ اول ہے۔

الْاَوَّلُ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۷ ۳۱ اور عدد ۱) ہے۔
الْاَوَّلُ۔(ا۔و۔ل) سے مشتق ہے۔ ۱
الْاَوَّلُ۔عربی زبان میں سبقت لے جانے والے کو کہتے ہیں۔
الْاَوَّلُ۔کی تانیث اولیٰ ہے۔
الْاَوَّلُ۔ سے مراد پہلا جس سے قبل کوئی اور نہ ہو۔
الْاَوَّلُ۔کی ضد آخر ہے۔ ۲

اسم الْاَوَّلُ کا نظام کائنات میں کردار:

الْاَوَّلُ اللہ کا اسم صفاتی ہے جب کچھ بھی نہیں تھا تو اللہ کی ذات پاک تھی اللہ کی ذات پاک قدیم ہے یعنی اس سے قبل کوئی بھی نہ تھا وہ ہستی الْاَوَّلُ اور ہستی آخر ہے نہ اس سے پہلے کچھ تھا اور نہ اس کے بعد کچھ ہوگا۔

ارشادت خداوندی:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ۔ ۳ ترجمہ۔ اللہ الْاَوَّلُ بھی ہے اور وہ آخر بھی۔
فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى۔ ۴ ترجمہ۔ دنیا اور آخرت اللہ کے لئے ہی ہے۔
وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى۔ ۵ ترجمہ۔ بے شک ہمارے لئے ہی دنیا اور آخرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! أنت الْاَوَّلُ **فليس قبلك شيء**۔
ترجمہ۔ اے اللہ تو الْاَوَّلُ ہے اور تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے۔ ۶

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ ایسا اَلْاَوَّلُ ہے جس کے لئے کوئی قبل نہیں اور کوئی شے بھی اس سے پہلے نہیں۔ ۷

روحانی وظیفہ:

اولادنرینہ ے حصول کے لئے اگر حاملہ چار ماہ تک روز آنہ ۱۰۰ مرتبہ یااَوَّلُ پڑھ کر اپنے پیٹ پر دم کرلے تو ان شاء اللہ، اللہ کے حکم سے اس کے یہاں اولادنرینہ ہوگی لیکن جب بیٹا پیدا ہوجائے تو اس کا نام اللہ کے اسماء الحسنیٰ پر رکھے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔

۴۔سورہ النجم۔آیت۔۲۵۔

۵۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۳۔

۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۷۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلآخِرُ

سب کے بعد

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ۔(الحدید۔ ۳)

ترجمہ۔اللہ آخر بھی ہے۔

آخِرَ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۸۰۱اور عدد ۹) ہے۔

آخِرَ ۔(ا۔خ۔ر) سے مشتق ہے۔۱؎

آخِرَ ۔کا مونث آخِرَۃ ہے۔

آخِرَ ۔کی ضد اول ہے۔۲؎

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ۔۳؎ ترجمہ۔اللہ اول بھی ہے اور وہ آخِر بھی۔

اسم آخِرَ کا نظام کائنات میں کردار:

اہل لغت نے آخِرَ کو بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کے یہ کسی بھی سلسلے کی آخِرَی کڑی ہوتی ہے یعنی اس کے بعد اس جیسی کوئی اور کڑی نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کے قرآن کریم نے اس زندگی کے بعد کی زندگی یعنی (آخِرَۃ) کو خَلْقًا جَدِيْدًا ۔۴؎

وَقَالُوْا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۔

ترجمہ۔کیا(ہم) نئے سرے سے اٹھائے جائیں گے؟

یعنی وہ زندگی اسی موجودہ زندگی کا تسلسل ہوگی لیکن وہ اس زندگی کی آخِرَی کڑی ہوگی لیکن اس موجودہ زندگی کی کڑیوں کا اس پر خاتمہ ہوجائے گا تاہم وہ ایک نئے انداز کی زندگی اور اس کا آغاز ہوگا اس اعتبار سے وہ ایک نئی زندگی کی پہلی کڑی ہوگی۔اسی طرح سے قرآنی انقلاب کے بعد انسانوں کی جو تمدنی زندگی کی ابتداء ہوئی وہ بھی اگرچہ سابقہ تمدن سے متصل اور پیوست ہے لیکن وہ اس تمدن کی آخِری کڑی ہوتی ہے جس سے ایک نئے انداز کے انسانی تمدن کی ابتدا ہوتی ہے۔

آخِرَۃ کسی بھی سلسلے کی آخِرَی کڑی کو کہتے ہیں جس کے بعد نئے سلسلے کا آغاز ہوا۔

اٰخِرَ کے معنی پیچھے ہونا جبکہ قدم کے معنی آگے ہونا چنانچہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن اس دقیق فلسفے کو سمجھنا فہم انسانی سے بالا ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ۔۵؎

ترجمہ۔اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے۔

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ۔اچھی آخِرَۃ تمھارے رب کے ہاں پرہیز گاروں کے لئے ہے۔۶؎

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے بے شک اصل گھر تو آخِرَۃ کا ہے کاش وہ اس بات کو جانتے۔۷؎

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ۔

ترجمہ۔دنیا کی زندگی عارضی ہے جبکہ آخِرَۃ اصل اور پائیدار ہے۔۸؎

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى۔

ترجمہ۔بے شک آخِرَۃ کا عذاب بڑا سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔۹؎

وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا۔

ترجمہ۔بے شک آخِرَۃ بالحاظ درجہ اور فضیلت بڑی ہے۔۱۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وأنت الآخر فليس بعدك شيء۔

ترجمہ۔اے اللہ تو آخِرَ ہے اور تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔۱۱؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ ایسا آخِرَ ہے جس کے بعد کوئی نہیں یعنی کوئی چیز اس کے بعد فرض نہیں کی جا سکتی۔۱۲؎

روحانی وظیفہ:

اسم مبارک آخِرَ کے ورد کرنے والے شخص کو اچھی موت حاصل ہوتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔

۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۸۔۴۹۔
۵۔سورہ القصص۔آیت۔۷۰۔
۶۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۵۔
۷۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۴۔
۸۔سورہ المومن۔آیت۔۳۹۔
۹۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۲۷۔
۱۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۱۔
۱۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۲۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۸۹۔ص۔۲۶۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلظَّاہِرُ

ظاہر و آشکار

وَالظَّاہِرُ ۔(الحدید۔ ۳)

ترجمہ۔(اللہ)ظَّاہِرُ بھی ہے۔

الظَّاہِرُ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۱۰۶اور عدد ۸)ہے۔

الظَّاہِرُ۔(ظ۔ھ۔ر) سے مشتق ہے۔

الظَّاہِرُ۔کے معنی کسی شے کا عام ہو جانا۔ا ؎

الظَّہرُ۔کسی شے کا عام ہو جانا یا پھیل جانا۔

ظہر من ل شیئی۔کسی بھی شے کا بیرونی یا بالائی حصہ۔

الظَّہرُۃ۔مددگار، پشت پناہ، نمایاں طور پر نظر آنے والا یا مال کثیر وغیرہ۔

الظَّہرُی۔وہ فالتو اونٹ جس کو سفر میں بطور extra ساتھ رکھا جاتا ہے اور جس کی حیثیت مقدم نہیں بلکہ ثانوی ہوتی ہے۔

ظہر شیئی۔کسی شے کا ظاہر ہو جانا۔

ظہر علی۔اس نے میری مدد کی۔

ظہرت البیت۔وہ مکان کے اوپر چڑھ گیا۔

الظَّہر۔زوال کا وقت یعنی ظہر کا وقت۔

الظَّہرُۃ الشمس۔دھوپ کی شدت یا سختی۔

ظاہر الجبل۔پہاڑ کی اونچائی۔

الظھار من المراۃ۔شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کے تم میرے لئے ایسی ہو جیسے میری ماں کی پشت۔

(اہل عرب کے یہاں شوہر اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات کو منقطع کرنے کے لئے ایسا کہا کرتے تھے)۔

الظَّاہِرُۃ۔اونچی زمین۔

الظَّاہِر۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے۔

الظَّاہِر ۔کی ضد الباطن ہے۔ ۲؎

اسم الظَّاہِر کا نظام کائنات میں کردار:

الظَّاہِر اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے اس اسم مبارک کا ظہور کائنات کے ایک ایک ذرے ذرے میں نہاں اور آشکار ہے۔

قرآن کریم میں ھو الظَّاہِر ۔ ۳؎

کہہ کر اس صفت مبارکہ کا ذکر موجود ہے اللہ سب ظَّاہِروں سے بڑھ کر الظَّاہِر ہے۔قوم بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ تقاضا کیا کے ہم اللہ جھرۃ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں ۴؎

کیونکہ ہم تمھاری بات پر ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کے ہم خود اپنی آنکھوں سے اعلانیہ خدا کو تم سے کلام کرتے نہ دیکھ لیں تاہم اسی وقت ایک آسمانی بجلی نے ان تقاضا کرنے والے لوگوں کو جلا کر راکھ کر دیا لیکن پھر انھیں دوبارہ زندگی دی گئی تاکہ وہ اللہ کے اس احسان کی شکرگزاری کر سکیں۔اسم الہیہ الظَّاہِر کے ایک معنی یہ بھی ہیں کے اللہ کی ذات وہ ہستی ہے جس کے جلوے کو انسانی آنکھوں سے دیکھنا تو ممکن نہیں لیکن کائنات کی ہر شے میں اس کا غلبہ اور موجودگی کی دلیل موجود، مظّہر ک اور مستور ہے یعنی غیر محسوس طور پر اللہ کی موجودگی کو ہر جانب محسوس کیا جا سکتا ہے اگرچہ مظّاہِر قدرت خدا نہیں لیکن ان مظّاہِر کے پیچھے جو force ہے وہ اسی عظیم ہستی کی ہے جو اس نظام کائنات کو چلا رہا ہے بالفاظ دیگر اس کا اقتدار و اختیار ایک Divine Energy کی صورت میں ہمہ وقت الظَّاہِر اور آشکار ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۔۵؎ ترجمہ۔(اللہ) ظاہر بھی ہے اور باطن (مخفی) بھی۔

تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم ۔۶؎ ترجمہ۔تم ان کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو۔

ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ ۔۷؎ ترجمہ۔ملک میں غالب قوم۔

مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ۔۸؎ ترجمہ۔سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں۔

أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۔۹؎

ترجمہ۔وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوں۔

الظَّهِيرَةِ ۔۱۰؎ ترجمہ۔الظُّہر کی نماز کا وقت۔

تُظَاهِرُونَ ۔۱۱؎ ترجمہ۔بیوی سے اعلان ظھار کرنا۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۔۱۲؎

ترجمہ۔(اللہ) عالم الغیب ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔

الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا ۔۱۳؎ ترجمہ۔اپنے گھروں میں پچھلے دروازوں سے داخل نہ ہو۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۔ [۱۴] ترجمہ۔ وہ اپنی زینت (آرائش) کی چیزوں کی نمائش نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! **وانت الظَّاهِر فلیس فوقك شیء۔**

ترجمہ۔ اللہ تو الظَّاهِر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ہے۔ [۱۵]

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! تمام حمد اللہ کے لئے ہے، جس کی ہر صفت دوسری صفت سے جدا ہے، وہ الظَّاهِر ہونے سے پہلے باطن ہے۔ [۱۶]

روحانی وظیفہ:

جو شخص نماز جمعہ کے بعد اسم الٰہیہ یَا ظَّاهِر پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو منور فرما دیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ سورہ الحدید۔ آیت۔ ۳۔

۴۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۵۵۔

۵۔ سورہ الحدید۔ آیت۔ ۳۔

۶۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۸۵۔

۷۔ سورہ المومن۔ آیت۔ ۲۹۔

۸۔ سورہ الزخرف۔ آیت۔ ۳۳۔

۹۔ سورہ النور۔ آیت۔ ۳۱۔

۱۰۔ سورہ النور۔ آیت۔ ۵۸۔

۱۱۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۴۔

۱۲۔ سورہ الجن۔ آیت۔ ۲۶۔

۱۳۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۱۸۹۔

۱۴۔ سورہ النور۔ آیت۔ ۳۱۔

۱۵۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔

۱۶۔ نہج البلاغہ۔ خطبات حضرت علیؑ۔ مترجم۔ حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔ خطبہ نمبر۔ ۸۹۔ ص۔ ۲۶۴۔ مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔ سن ندارد۔

اَلْبَاطِنُ

پوشیدہ و پنہاں

وَالْبَاطِنُ ۔(الحدید۔ ۳)

ترجمہ۔اللہ بَاطِنُ (مخفی) بھی ہے۔

الْبَاطِنُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۱۶۲ اور عدد ۸) ہے۔

الْبَاطِنُ ۔(ب۔ط۔ن) سے مشتق ہے۔

الْبَاطِنُ ۔کے معنی کسی بھی شے کا اندرونی حصہ۔ ا؎

الْبَطِنُ ۔عربی زبان میں الْبَطِنُ پیٹ کو کہتے ہیں۔

الْبَطِنُ ۔کی جمع الْبَطِونُ ہے جبکہ الْبَطِونُ کسی بھی شے کے اندرونی حصے کو بھی کہا جاتا ہے۔

الْبَاطِنُ ۔کی ضد وَالظَّاهِر ہے۔

الْبَطِنُ ۔سے مراد کسی شے کا خالی ہونا یا فارغ ہونا ہے۔ ۲؎

البطانیہ من الثوب ۔سے مراد کپڑے کا استر۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۔(رحمن۔ ۵۴)

ترجمہ۔ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے کہ جن کا استر مخملی ہوگا اور دونوں باغوں کا میوہ جھک رہا ہوگا۔

بطائنها ۔کے ایک معنی رازدان کے بھی ہیں جو کے اندرونی معاملات سے واقف ہو۔

بِطَانَةً ۔سے مراد وہ دخیل افراد جن سے کھل کر بات کی جاسکے۔ ۳؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً ۔ ۴؎

ترجمہ۔اے ایمان والو! اپنی جماعت کے سوا کسی دوسرے کو اپنا راز نہ بتاؤ۔

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۔ ۵؎ ترجمہ۔(اللہ) ظاہر بھی ہے اور بَاطِنُ (مخفی) بھی۔

اسم اَلْبَاطِنُ کا نظام کائنات میں کردار:

صفت الٰہیہ اَلْبَاطِنُ کی کل نظام کائنات میں نہایت گہرائی میں نفوذ پذیری پائی جاتی ہے یہ اس قدر گہری، عمیق اور محیر العقل صفت ہے کہ جس کا ادراک عقل انسانی سے باہر ہے کیونکہ ہر ظاہری شے کے بے شمار بَاطِنُ بھی ہیں اور اس بَاطِنُ کے مزید کئی اور بھی بَطِونُ ہوتے ہیں یہی نہیں بلکہ ہر بَاطِنُ کی گہرائی میں لاشمار نظامات اور منظم سسٹم نہایت تواتر، تنظیم اور متوازن انداز سے جاری وساری رہتے ہیں جس تک رسائی عقل انسانی کی کوشش سے ماوراء ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے! جب میں کسی تنکے پر تفکر کرتا ہوں تو مجھ پر قدرت الٰہیہ کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے یعنی ایک باریک تنکا بھی پہلے سی درخت کا حصہ تھا، اس کے بھی خاندان اور آباؤ اجداد ہوں گے، اس کو بھی کوئی تسبیح ودیعت کی گئی ہوگی، اس کی کا وقت پیدائش، اس کی تقدیر اس کے اندر موجود کوئی ایسا عنصر جس میں شفا بخش قوتیں ہوں، اس کا وقت موت، پھر قیامت تک وہ اس دنیا میں اپنی کتنی حالتیں بدلتا رہے گا وغیرہ تاہم فکر انسانی تھک جائے گی لیکن اللہ کا علم باطنی ہر شے کے اندر موجود بے شمار نظامات کو نا صرف سنبھالے ہوئے ہیں بلکہ ہر شے اس نظام قدرت میں اپنے حصے کی ڈیوٹی بھی نہایت ذمہ داری سے انجام دے رہی ہے۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ انسانی جسم میں پائے جانے والے خلیات کو لمحے کے ہزارویں حصے میں توانائی درکار ہوتی ہے اگرچہ خلیات کا نظام نہایت منظم اور پیچیدہ تصور کیا جاتا ہے دوسری جانب ہر خلیہ نہایت مستعد اور چوکنا ہے جس کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ اسے کتنی توانائی کی مقدار درکار ہے۔

سائنسدانوں نے تحقیق سے یہ معلوم کیا ہے جگر کے ایک خلیے کے اندر تقریباً ۵۰۰ مختلف کیمیائی تعاملات یعنی Chemical Reactions ہوتے ہیں جبکہ کئی اقسام کے پیچیدہ کیمیائی تعاملات کا ابھی تک اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکا ہے جو کہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے سے بھی کم وقت میں نہایت منظم انداز سے مکمل ہو جاتے ہیں اور اس انتہائی پیچیدہ نظام میں ایک ادنیٰ نوعیت کی غلطی کی بھی قطعاً گنجائش موجود نہیں یعنی جسمانی خلیات کے نظام کے بَاطِنُ میں بھی اللہ کی رحمت ہمہ وقت جاری وساری ہے اور اس خلیے کے بے شمار پیچیدہ کیمیائی تعاملات کی سطح پر بھی اللہ کی رحمت اور اس کے اندرون یعنی اس کے تمام بَطِونُ سے بھی اللہ کی ذات بخوبی واقف اور اس کو سنبھالے ہوئے ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔[٦] ترجمہ۔(اللہ) ظاہر بھی ہے اور باطن (مخفی) بھی۔

وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً۔[٧]

ترجمہ۔اس نے اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کردیں۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا۔

ترجمہ۔بے شک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔[٨]

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ۔

ترجمہ۔اللہ بہت کشائش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔۹؎

اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہر شے کو جانتا ہے۔۱۰؎

اِنَّکَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ۔

ترجمہ۔ بے شک تو چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔۱۱؎

اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ سِرَّہُمۡ وَنَجۡوٰىہُمۡ وَاَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ۔۱۲؎

ترجمہ۔کیا انھیں یہ نہیں معلوم کے اللہ ان کی چھپی ہوئی باتوں اور سرگوشیوں کو جانتا ہے اور اللہ چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡہِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ پر کوئی بات چھپی نہیں نا زمین میں اور نہ آسمان میں ۔۱۳؎

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُ اللّٰہُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ ۔ترجمہ۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے۔۱۴؎

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِہٖ نَفۡسُہٗ ۚۖ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسے اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے زیادہ قریب تر ہیں۔۱۵؎

یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ۔

ترجمہ۔وہ آنکھوں کی خیانت اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں ان سے واقف ہے۔۱۶؎

قُلۡ لَّا یَعۡلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ الۡغَیۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دیجئے کے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا، اور انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔۱۷؎

عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا۔

ترجمہ۔وہ عالم الغیب ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جن کو اس نے پسند فرما لیا ہے جو اس کے (رسول) ہیں۔۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وانت الباطن فلیس دونك شیء۔

ترجمہ۔اللہ تو باطن ہے تیرے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔۱۹؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تمام حمد و ثناء اللہ کے لئے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں سے واقف اور ان میں اترا ہوا ہے تاہم رب العزت کے ظاہر ہونے کی نشانیاں اس کے وجود کا پتا دیتی ہیں اگرچہ دیکھنے والی نگاہ اس کو پا نہیں سکتی لیکن نہ دیکھنے والی نگاہ اس کا انکار بھی نہیں کر سکتی ۲۰ ؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم مبارک اَلْبَاطِنُ کا روزآنہ ورد کرے گا اللہ تعالی اس پر کائنات کے پوشیدہ اسرار کھولتے چلے جائیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۸۔

۵۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔

۶۔سورہ الحدید۔آیت۔۳۔

۷۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۰۔

۸۔سورہ النسا۔آیت۔۳۵۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۵۔

۱۰۔سورہ انفال۔آیت۔۷۵۔

۱۱۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۹۔

۱۲۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۸۔

۱۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۔

۱۴۔سورہ النسا۔آیت۔۶۳۔

۱۵۔سورہ ق۔آیت۔۱۶۔

۱۶۔سورہ المومن۔آیت۔۱۹۔

۱۷۔سورہ النمل۔آیت۔۶۵۔

۱۸۔سورہ الجن۔آیت۔۲۶۔

۱۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۰۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلوَالِی

متولی اور متصرف۔کام بنانے والا

He who directs, manages, conducts, governs, measures, plans every action which happens at any moments in the entire universe.

بَلِ اللّٰهُ مَوۡلَاكُمۡ وَهُوَ خَيۡرُ النّٰصِرِيۡنَ۔(آل عمران۔۱۵۰)

ترجمہ۔بے شک اللہ تمھارا حامی اور مددگار ہے۔

اَلوَالِی۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۴۷ اور عدد ۲) ہے۔
اَلوَالِی۔(و۔ل۔ی) سے مشتق ہے جس کے معنی مالک،آقا،حاکم،بادشاہ،محافظ، مربی،نگران،نگہبان دوست حمایتی اور مولا کے ہیں۔[۱]

اسم اَلوَالِی کا نظام کائنات میں کردار:

صفت اَلوَالِی کا نظام کائنات میں ہر جگہ عمل دخل پایا جاتا ہے اللہ تعالی اپنے بندوں پر بے حد شفیق،مہربان،ان کے حمایتی اور نگہبان ہیں چنانچہ جب انسان اللہ کی اطاعت خلوص دل سے کرتا ہے تو ایسے انسان کو اللہ کی دوستی،رفاقت اور معرفت حاصل ہو جاتی ہے جو شخص اللہ کی رضا میں راضی ہو جائے اور اسی کی ذات پر اس کا توکل قائم ہو جائے تو پھر ایسے انسان کی فتح و نصرت اور مدد غیب سے ہونے لگتی ہے جب انسان قوانین الٰہی کا خلوص دل سے پابند ہو جاتا ہے تو قرآن کریم کی رو سے رب کائنات اور انسان کے باہمی تعلقات میں محبت،رفاقت،استواری اور استحکام پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ اپنے ایسے بندوں کا خود ولی و کارساز بن جاتا ہے جبکہ دوسری جانب جب انسان حکم الٰہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور بغیر کسی حجت کے تمام احکامات کو بروئے کار لاتا ہے تو وہ خود بھی اللہ کا ولی یعنی دوست بن جاتا ہے قرآن کریم میں ان کیفیات کا جابجا متعدد آیات میں اظہار کیا گیا ہے یعنی اللہ کا اپنے دوستوں سے یہ وعدہ ہے۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ۔[۲]

ترجمہ۔جو اللہ کے دوست ہیں جو ایمان لائے اور انھوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم ہے۔

اللہ کے دوستوں کے لئے دنیا اور آخرت کی بڑی کامیاں اور بشارتیں ہی بشارتیں ہیں یعنی دنیا اور آخرت ہی دونوں ہی زندگیوں میں وہ کامیاب اور مطمین ہوں گے۔

اولیاءاللہ کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے کے وہ کوئی مخصوص گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد ہوتے ہیں جبکہ قرآن کریم نے یہ واضح کردیا کے ہر مومن ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہوتا ہے جیسے دنیا اور آخرت کی بے شمار کرم نوازیوں، کامیابیوں، کامرانیوں اور نعمتوں سے نوازا جائے گا ایسے افراد کے لئے اللہ تعالی نے حزب اللہ کی اصطلاح استعمال کی ہے ارشادات خداوندی ہیں!

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۚ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔تم کبھی یہ نہیں پاؤ گے کے جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ بیٹے، بھائی یا اہل خانہ ہوں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کردیا ہے اور اپنی طرف سے انھیں ایک روح عطا کر کے انھیں قوت بخشی ہے (اللہ) انھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے کیونکہ یہ حزب اللہ (اللہ کے گروہ کے لوگ) ہیں اور خبردار رہو کہ! حزب اللہ (اللہ کے گروہ کے لوگ) ہی فلاح پانے والے ہیں۔ ۳؎

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔

ترجمہ۔ایمان والوں (مومنوں) کا حامی و ناصر (یعنی دوست، ولی، کارساز صرف اور صرف) اللہ ہی ہے۔ ۴؎

ارشادات خداوندی:

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ ۵؎

ترجمہ۔تو ہمارا مولیٰ ہے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ۔ ۶؎

ترجمہ۔حقیقت یہ ہے کے اللہ تمھارا حامی اور مددگار ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۷؎

ترجمہ۔کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ ۸؎

ترجمہ۔اللہ تمھارا سرپرست ہے اور وہ بہترین حامی اور مددگار ہے۔

هُوَ مَوۡلَانَاۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۔ ۹؎

ترجمہ۔ اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہے اور مومنین واسی پر توکل کرنا چاہیئے۔

اِلَى اللّٰهِ مَوۡلَاهُمُ الۡحَق ۔ ۱۰؎

ترجمہ۔ سب اپنے حقیقی مالک کی طرف پھیر دیئے جائیں گے۔

هُوَ مَوۡلَاكُمۡ‌ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ ۔ ۱۱؎

ترجمہ۔ تمھارا مولیٰ بہت ہی اچھا اور مددگار ہے۔

وَاللّٰهُ مَوۡلَاكُمۡ وَهُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ۔ ۱۲؎

ترجمہ۔ اللہ تمھارا مولیٰ ہے اور وہ علیم الحکیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں کے جو میری ذات سے محبت کرنے والا ہے، ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے جن کی تحسین انبیاء اور اولیاء بھی کریں گے۔ ۱۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ تعالی سے محبت و دوستی کرنا رشتہ داری کے اتحاد سے زیادہ مضبوط تر ہے۔ ۱۴؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم مبارک اَلۡوَالِی پڑھ کر اپنے گھر پر دم کرے گا تو اس کا گھر ہر طرح کے خطرات سے محفوظ و مامون رہے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن ۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ سورہ یونس۔ آیت۔ ۶۲۔

۳۔ سورہ المجادلہ۔ آیت۔ ۲۲۔

۴۔ سورہ محمد۔ آیت۔ ۱۱۔

۵۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۸۶۔

۶۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۱۵۰۔

۷۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۱۶۲۔

۸۔ سورہ انفال۔ آیت۔ ۴۰۔

۹۔ سورہ التوبہ۔ آیت۔ ۵۱۔

۱۰۔سورہ انعام۔آیت۔۶۴۔

۱۱۔سورہ الحج۔آیت۔۷۸۔

۱۲۔سورہ تحریم۔آیت۔۲۔

۱۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔

۱۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمُتَعَالی

سب سے بلند و برتر

He who is higher then any action, manner or condition and any thought that any being may have. This Name indicates that Allah is higher then the most evolved thought of man.

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ۔(رعد۔۹)

ترجمہ۔(اللہ) بزرگ ہے اور ہر حال میں بالاتر رہنے والا ہے۔

اَلْمُتَعَالی۔عربی زبان الفظ ہے جس کا نمبر(۱۵۵۱ اور عدد ۲) ہے۔

اَلْمُتَعَالی۔(ع۔ل۔و) سے مشتق ہے۔ا۔

اَلْمُتَعَالی۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی صرف ایک(۱) مرتبہ سورہ رعد میں آیا ہے۔

علو۔عربی زبان میں اس سے مراد بلند ترین کے ہیں۔

علو۔کی ضد اسفل یعنی (پست ترین) ہے۔

العلاء۔شرف اور بلندی کو کہتے ہیں۔

استعلاء۔کسی چیز کا بلند ہونا یا چڑھ جانا۔

تعالی۔وہ بلند ہوا۔

ماعلوا۔کسی شے پر غالب آجانا۔

علو۔عربی میں سرکشی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے لیکن جب یہ لفظ اللہ کے لئے استعمال یا جائے تو اس کے معنی عظمت اور بلندی کے ہوتے ہیں۔

عال۔واحد ہے۔

العالی۔مذکر ہے۔

العالیہ۔مونث ہے۔۲؎

اَلْمُتَعَالِ۔بہت بلند ترین اور عالی مرتبت۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ۔۳؎

ترجمہ۔(اللہ) ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے وہ بزرگ ہے اور ہر حال میں بالاتر رہنے والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔۴؎

ترجمہ۔سب سے بلند اور سب پر غالب۔

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ۔۵؎

ترجمہ۔بے شک نیکوں کے اعمال نامے علیین میں ہیں،اور آپ کو کیا خبر کہ علیین کیا ہے۔

تَعَالِ۔۔عربی زبان میں تعال سے مراد ایک ایسا شخص جو بہت بلندی سے نیچے والوں کو آواز دے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا۔

ترجمہ۔اے نبی ﷺ اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کردوں۔۶؎

اسم اَلْمُتَعَالی کا نظام کائنات میں کردار:

اَلْمُتَعَالی اللہ کی ایک صفت ہے جو نظام کائنات میں موجود اور اس کو چلا رہی ہے تاریخ کے مطالعے سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ کے نظام قدرت میں عروج وزوال کو بے حد اہمیت حاصل ہے تاہم اللہ تعالی کے اس قانون عروج وزوال کی زد میں کل اشیاء کائنات جن میں انس وجن، جمادات ونباتات وحیوانات سب ہی شامل اور شریک ہیں مثلاً اللہ تعالی کسی قوم کو عروج، بلندی اور سرفرازی عطا کرتے ہیں لیکن پھر ایک خاص وقت مقررہ کے بعد اس کا زوال بھی لازمی ہے ایسا انفرادی اور اجتماعی دونوں ہی سطح پر ہوتا ہے یعنی ہر عروج کو زوال ہے یہ بات قانون قدرت میں طے شدہ ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ۔

ترجمہ۔کیا انھوں نے دیکھا نہیں کے ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کا اپنے اپنے زمانے میں دور دورہ تھا؟ ان کو ہم نے زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمھیں بھی نہیں بخشا ان پر ہم نے آسمان سے خوب پانی برسایا اور ان کے نیچے نہریں

بسادیں لیکن جب انھوں نے کفران نعمت کیا تو آخر کار ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انھیں تباہ وبرباد کر دیا اور ان کی جگہ دوسرے دور کی اقوام کو اٹھا دیا۔ ۷؎

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ یَحۡكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكۡمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ۔

ترجمہ۔ کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے چلے جارہے ہیں۔ ۸؎

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا كَیۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَعَمَرُوۡهَاۤ اَكۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡهَا وَجَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظۡلِمَهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ۔

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ زمین میں کبھی چلے پھرے نہیں؟ کے انھیں ان لوگوں کا انجام نظر نہیں آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے، اور انہوں نے زمین کو جوتا تھا اور ان لوگوں سے بہت زیادہ آباد کیا تھا اور ان کے پاس ان کے رسول معجزات لے کر بھی آئے تھے، پھر اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ ۹؎

ارشادات خداوندی:

عَالِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّهَادَةِ الۡكَبِیۡرُ الۡمُتَعَالِ۔ ۱۰؎

ترجمہ۔ (اللہ) ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔ وہ بزرگ ہے اور ہر حال میں بالاتر رہنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت انسؓ بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کا نام غضباء تھا اور وہ تمام سواریوں میں ہمیشہ سب سے آگے رہتی تھی اور کوئی بھی اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا ایک مرتبہ ایک عرابی جو کہ ایک اونٹ پر سوار تھا وہ غضباء سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں کو اس بات پر بہت رنج ہوا اور انھوں نے افسوس سے کہا کے غضباء پیچھے رہ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ! اللہ تعالی نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے کے جس چیز کو دنیا میں سر بلند کرتا ہے اس کو ایک بار سرنگوں بھی کرتا ہے۔ ۱۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جس نے حق کی نصرت کی وہ کامیاب ہوا جس نے حق کے ذریعے عزت چاہی حق اسے عزت دے گا۔ ۱۲؎

روحانی وظیفہ:

اسم مبارک اَلۡمُتَعَالِی کا بکثرت ورد کرنے والے شخص کو اللہ کا خاص لطف وکرم حاصل ہو جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ رعد۔آیت۔۹۔

۴۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔

۵۔سورہ المطففین۔آیت۔۱۸۔۱۹۔

۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۸۔

۷۔سورہ انعام۔آیت۔۶۔

۸۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔

۹۔سورہ روم۔آیت۔۹۔

۱۰۔سورہ رعد۔آیت۔۹۔

۱۱۔صحیح بخاری۔امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۱۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْبَرُّ

اچھا سلوک کرنے والا۔ احسان کرنے والا۔ نیک سلوک کرنے والا

He who is tolerant to His servants, to all creatures and is good to them.

إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۔(طور۔۲۸)

ترجمہ۔ بے شک ہم اس سے پہلے اسے پکارا کرتے تھے، بے شک وہ بڑا ہی احسان کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔

اَلْبَرُّ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۲۰۲ اور عدد ۴) ہے۔

اَلْبَرُّ۔(ب۔ر۔ر) سے مشتق ہے۔۱؎

اَلْبَرُّ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی سورہ الطور میں صرف ایک(۱) مرتبہ آیا ہے۔

اَلْبَرُّ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے اصل معنی وسعت، فراخی اور کشادگی کے ہیں۔

بَرٌّ۔کے ایک معنی خشکی کے بھی ہیں جو بحر (سمندر) کی ضد ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا۔

ترجمہ۔جب سمندر پر تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ایک کے سوا جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے، تو تم اس سے منہ موڑ لیتے ہو، اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔۲؎

اَلْبَرُّ۔بے آب و گیاں چٹیل میدان کو بھی کہا جاتا ہے۔

بحر۔ان مقامات کے لئے استعمال ہوتا ہے جہاں پانی ے ذخائر ہوں۔

بَرٌّ۔عربی زبان میں بکریوں کو جنگل کی جانب ہنکانے کو بھی کہتے ہیں۔

بَرّ۔کے ایک معنی کثرت اور وسعت کے بھی ہیں چنانچہ عربی زبان میں ابر رجل سے مراد کثیر اولاد شخص کے ہیں۔

ابر القوم۔سے مراد کثیر قوم کے ہیں یا غلبہ اور تسلط کا قائم ہونا۔

ابر علیھیم ۔وہ ان پر فوقیت لے گیا۔

بَرٌّ ۔کے معانی نگاہ کی کشادگی، دل کی وسعت، وسیع پیمانہ، نیک سلوک، صلہ رحمی اور احسان کے ہیں۔ ۳؎

قرآن کریم میں بر (وسعت، کشادگی اور نیکی بمقابلہ اثم (کمزور، تنگی اور گناہ) کے آیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔

ترجمہ۔ جو نیکی اور خدا ترسی کے کام ہیں ان میں سب سے تعاون کرو۔ ۴؎

بَرٌّ ۔سے مراد نیکی ہے جس کو انگریزی میں virtue کہتے ہیں۔

اَلْبَرُّ ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۔

ترجمہ۔ ہم پچھلی زندگی میں اسی سے دعائیں مانگتے تھے اور وہ واقعی محسن اور رحیم ہے۔ ۵؎

اسم اَلْبَرُّ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم صفاتی اَلْبَرُّ کا نظام کائنات میں نہایت گہرائی سے نفوذ پذیری پائی جاتی ہے۔

قرآن کریم میں اَلْبَرُّ سے مراد نیک عمل کے ذریعے کھلنے والی کشادہ راہیں، آسانیاں اور مغفرت ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے مراد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو قرآن کریم میں بارہا اس حکم کی تاکید فرمائی ہے اور اسی حکم کے نفاذ کی خاطر اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو بھی دنیا میں مبعوث فرمایا تاہم تمام انبیاء کرام نے اپنی اپنی قوم کو اللہ کے اس حکم کی تلقین فرمائی یہ دنیا خیر وشر کا مسکن ہے جہاں خیر وشر کی دو قوتیں ہر وقت کام کرتی ہیں اگر چہ یہ دونوں ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں تاہم ان دونوں قوتوں کی یہ کشمکش قیامت تک جاری رہے گی دوسری جانب دنیا کے ہر انسان میں بھی خیر وشر کی یہی قوتیں کام کرتی ہیں اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر کے شر کو قابو میں رکھے اور اپنے خیر کو عام کرے دنیا میں جتنی بھی نیکیاں ہیں وہ صرف اور صرف اللہ کی توفیق سے ہیں اس نیکی کے عمل میں کسی انسان کا کوئی ذاتی کمال نہیں۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔

ترجمہ۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ۶؎

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے برائی سے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ ۷؎

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

ترجمہ۔اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ ۸؎

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

ترجمہ۔مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں وہ ایک دوسرے کو اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ ۹؎

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو!تم پر اپنی جان کی فکر لازم ہے،تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہو جب کہ تم ہدایت یافتہ ہو،تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتلا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ ۱۰؎

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔

ترجمہ۔اپنے رب کے راستے کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلا،اور ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث کر،بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے،اور ہدایت یافتہ کو بھی خوب جانتا ہے۔ ۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!تم میں جو کوئی برائی ہوتی دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اس کو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو اس کو اپنے دل میں برا جانے (یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے)۔ ۱۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!بخدا اگر تمھارے سبب سے اللہ کسی ایک انسان کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ۱۳؎

طارق بن شہاب ؓ بیان کرتے ہیں،ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا!کون سا جہاد سب سے افضل ہے؟تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا۔ ۱۴؎

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے نزدیک کون سے شہداء سب سے زیادہ مکرم ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ شخص جس نے کسی ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور حاکم نے اس کو شہید کر دیا۔ ۱۵؎

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! قیامت کے دن کن لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے نبی کو قتل کیا یا نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کو قتل کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور عدل و انصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوعبیدہ! بنی اسرائیل نے صبح کے اول وقت میں ۴۳ نبیوں کو قتل کیا تو بنی اسرائیل کے ۱۱۲ عبادت گزار علماء کھڑے ہوئے انھوں نے ان کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو بنی اسرائیل نے اس دن کے آخری حصے میں ان سب کو قتل کر دیا۔ ۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے حق ظاہر ہونے کے بعد اس کو بیان کرنے سے اور کسی بڑی بات کا ذکر کرنے سے باز نہ رہے کیونکہ نہ لوگوں کا دباؤ موت کو قریب کرتا ہے اور نہ ہی رزق کو دور کرتا ہے۔ ۱۷؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ اللہ تمھارے برے لوگوں کو تم پر مسلط کر دے گا پھر تمھارے نیک لوگ بھی دعا کریں گے تو ان کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔ ۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! انسان کا کوئی کلام اس کے لئے نفع بخش نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور اللہ کا ذکر کرے۔ ۱۹؎

تم سب راعی ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ۲۰؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنے پڑوسیوں کے نزدیک اچھا ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ ۲۱؎

حضرت مالک بن ربیعہ الساعدیؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمی کا ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہنے لگا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی ایسی نیکی ہے جو میں اپنے والدین کے فوت ہو جانے کے بعد ان کے ساتھ کر سکوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ان کی نماز جنازہ پڑھو، ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو، ان کے کئے ہوئے عہد کو ان کے مرنے کے بعد پورا کرو، اور ان کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو اور ان کے دوستوں کی عزت کرو۔ ۲۲؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور جہاد میں جانے کی اجازت طلب کرنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے پوچھا! کیا تمھارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا! جی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ان کی خدمت کرو تمھارے لئے یہی جہاد ہے۔ ۲۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص کی ناک خاک آلود ہو۔ یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ دھرایا۔ صحابہ نے پوچھا کس کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا کسی ایک کے بڑھاپے کو پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔ ۲۴؎

ابو عثمان النھدیؒ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا! آپ یہ کہتے ہیں! ایک نیکی کو بڑھا کر کروڑ درجے تک پہنچا دیا جائے گا؟

تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، بہ خدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے! اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو ہزار ضرب ہزار (ایک کروڑ) درجے تک پہنچا دے گا۔ ۲۵؎

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے بتایا! اس نے میری رہنمائی کی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی مثل ہے۔ ۲۶؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جس نے امر بالمعروف کیا گویا اس نے مومنین کی کمر کو مضبوط کیا اور جس نے نہی عن المنکر کیا گویا اس نے منافقوں اور کافروں کو ناک رگڑنے پر مجبور کر دیا۔ بلاشبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اللہ کی صفات میں سے دو صفات ہیں لہٰذا اس کی وجہ سے نہ ہی کسی کی موت پہلے آسکتی ہے اور نہ ہی کسی کا رزق اس سے دور جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو نیکی کا حکم تو دیتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے اسی طرح سے وہ برائی سے لوگوں کو تو روکتے ہیں لیکن خود اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔

لوگوں کو اچھائی کا حکم دو تو تم اہل خیر میں شمار کئے جاؤ گے اور برائی سے نفرت کا اظہار اپنے ہاتھ، پاؤں اور زبان سے کرو اور اپنی کوشش بھر برائی کرنے والوں سے دور رہو۔ والدین کے ساتھ نیکی بہترین عادتوں میں سے ایک ہے۔

بلاؤں پر صبر اور مصائب کو چھپانا بلاشبہ نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

لالچ اور کنجوسی کے ساتھ کوئی نیکی نہیں۔

چار چیزیں انسان کو جنت میں لے جاتی ہیں۔

۱۔ مصیبت کو چھپانا۔ ۲۔ چھپا کر صدقہ دینا۔ ۳۔ والدین سے نیکی کرنا۔ ۴۔ اور بکثرت لا الہ الا اللہ کہنا۔

نیکی وہ ہے کہ جس سے تمھارے نفس کو تسکین پہنچے اور تمھارے قلب کو اس کے کرنے سے راحت کا احساس ہو جبکہ برائی وہ ہے کہ جو کو کرنے کے بعد تمھارے سینے میں اضطراب پیدا ہو جائے۔

تنگی میں سخاوت، غصہ میں سچ اور قدرت کے باوجود معاف کرنا بہترین نیکیوں میں سے ایک ہے نیک لوگوں کا مرنا خود ان کے لئے باعث راحت ہوتا ہے جبکہ فاجروں کی موت تمام عالم کے لئے باعث راحت ہوتی ہے۔

نیکی کی جزا بہت جلدی مل جاتی ہے نیکی سے عمر طویل ہوتی ہے نیکی کرنے والے ہمیشہ فاجروں کے اعمال سے بے زار رہتے ہیں نیکی کے ذریعے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔
جس سے نیکی قریب ہوگی اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوگی جس نے اپنی نیکی بانٹ دی اس کا ذکر شہرت پا گیا اور سب سے عمدہ نیکی وہ ہے جس کی ابتداء اپنے اہل وعیال اور رشتے داروں سے کی جائے۔ ۲۷

روحانی وظیفہ:

اسم الٰہیہ اَلْبَرُّ کو پڑھ کر بچوں پر دم کرنے سے بچے نیک سعادت مند ہوتے ہیں اور بد بختیوں سے بچے رہتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۷۔
۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۲۔
۵۔سورہ الطور۔آیت۔۲۸۔
۶۔سورہ ہود۔آیت۔۱۱۴۔
۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۴۔
۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔
۹۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۱۔
۱۰۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۵۔
۱۱۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۵۔
۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دار المعرفہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۱۵۔مسند بزاز۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی۔
۱۶۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۴۴۔۱۴۵۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۱۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۸۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۶۶۔مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۱۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔

۲۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۲۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔رقم الحدیث۔۴۴۸۹۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۲۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔

۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلتَّوَّابُ

بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ۔(البقرہ۔۲۲۲)

ترجمہ۔بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

التَّوَّابِ۔عربی زبان الفظ ہے جس کا نمبر(۴۰۹ اور عدد ۴) ہے۔

التَّوَّابِ۔(ت۔و۔ب) سے مشتق ہے۔ا؎

تاب۔توباً۔توبۃ۔متابا۔یہ تمام عربی کے الفاظ ہیں جن کے معانی واپس آجانے کے ہیں بالفاظ دیگر U-tern کے ہیں۔

تَوَّبِ۔کوئی شخص راستہ طے کرتے ہوئے غلط سمت میں نکل جائے اور پھر جب اس کو احساس ہو تو وہ واپس درست راستے کی جانب مڑ جائے یعنی اس پہلے قدم کا درست تعین اور پھر اس کی اصلاح کرنا توَّبِ کہلاتا ہے۔۲؎

بالکل اسی طرح سے انسان اپنی زندگی کے راستے پر گامزن رہتے ہوئے کئی برائیوں میں بھی ملوث ہوتے ہیں لیکن پھر جب انھیں اپنے گناہوں کا احساس ہوتا ہے تو وہ اپنے ان گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے نیکی، راستی، بھلائی، درست سمت اور راستے کا انتخاب کرتے ہیں۔

توبہ۔کے لئے صرف احساس گناہ کا ہونا یا شرمندہ ہونا کافی نہیں بلکہ توبہ تین مراحل میں جا کر مکمل ہوتی ہے۔

۱۔احساس گناہ۔

۲۔اس گناہ سے اجتناب۔

۳۔اور صحیح راستے کا انتخاب کرتے ہوئے اس پر چلنا۔

ایسا کرنے والے شخص کو تائب کہتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّـَٔاتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ۔۳؎

ترجمہ۔بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں، یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔

یعنی نیکی اور اعمال حسنہ اپنے اندر اتنی طاقت اور قوت لئے ہوئے ہیں کے ان پر عمل سے برائیوں کی تلافی اور ان کے ضرر رساں اثرات سے انسان کی حفاظت ہو جاتی ہے، اسی عمل کو توبہ کہا جاتا ہے۔

اسم التَّوَّابِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الہیہ التَّوَّابِ کی نظام کائنات میں نہایت گہرائی میں نفوذ پذیری پائی جاتی ہے اگر چہ گناہ میں لذت اور بے پناہ کشش پائی جاتی ہے جس سے انکار ناممکن ہے دوسری جانب شیطان بھی انسان کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کرتا ہے لٰہذا وہ انسان کو بہانے، اکسانے اور ورغلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ قابل غور امر یہ ہے کہ! تمام عمر انسان دو قسم کے messages وصول کرتا ہی رہتا ہے ایک رحمن کا message اور ایک شیطان کا message اگر چہ انسان تاعمر ان دونوں messages کو ایک ساتھ وصول کرتا ہے لیکن ایک کو delete اور ایک کو accept کرتا ہے جو انسان زیادہ سے زیادہ رحمن کے messages کو accept کرے گا وہ آسانی سے جنت میں داخل ہو جائے گا جبکہ شیاطین کے زیادہ سے زیادہ messages کو accept کرنے والے شخص کے لئے دوزخ کا راستہ آسان ہو جائے گا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ۔

ترجمہ۔ میں تمھیں بتاؤں شیطان کس پر اترتے ہیں؟ وہ اترتے ہیں ہر ایک جھوٹے گناہ گار پر۔ [۴]

گناہ۔ اثم۔ ذنب:

اثم۔ عربی زبان الفظ ہے جس کے معنی ضعف، اضمحلال اور قوت عمل میں کمزوری اور کوتاہی کے ہیں جس سے سفر زندگی میں تعطل یا سست روی پیدا ہو جائے اور انسان دوسروں کے مقابلے میں بہت پیچھے رہ جائے، اس کی مثال اس طرح سے پیش کی جاسکتی ہے کے خمر (نشہ آور اشیاء) انسان کی قوتوں کو بتدریج مضمحل کرتے ہوئے انھیں ضعف میں مبتلا کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے انسان ذاتی حیثیت میں نقصان اٹھاتا ہے تاہم یہ ذاتی نقصان بعد ازاں دوسروں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ قرآن کریم کی نظر میں یہ جرم ہے۔

سود خور شخص بھی بغیر محنت کے دوسروں کا مال ہڑپ تا رہتا ہے چنانچہ سود خور کے لئے بھی اَثِیم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے یعنی بغیر محنت اور مشقت کے انسان کو جو جسمانی نقصان ہوتا ہے وہ اسلام میں سخت ناپسندیدہ ہے اسلام انسان کو عمل کی طرف راغب کرتا ہے قرآنی تعلیمات انسان کی ذات کی نشونما کو بہت اہمیت دیتی ہے لٰہذا ہر وہ کام جو انسان کو ضعف، سستی، کمزوری یا اضمحلال کی جانب دھکیل دے وہ جرم ہے یعنی انسان اگر اپنے آپ کو کسی بھی قسم کا کوئی بھی نقصان پہنچائے چاہے وہ سستی، کاہلی، بے عملی، بہت سونا، بہت کھانا، بہت بولنا، ہاتھ پے ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا، محنت سے جی چرانا، اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کرنا یہاں تک کے خود کشی کرنا بھی جرم اور گناہ ہے۔

ذنب۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جرائم کے ہیں۔ امام راغب اصفہانی کے نزدیک اثم اور ذنب میں فرق یہ ہے کے ذنب عمداً

اور سہواً دونوں طریق سے ہوتا ہے جبکہ اثم صرف ارادتاً ہوتا ہے۔ انسان کسی بھی قسم کے گناہ میں ملوث ہو لیکن یہ اللہ کا اپنے بندوں پر خاص لطف وکرم ہے کہ وہ اپنے بندوں کو گناہوں سے معافی کا طریقہ سکھاتا ہے اور اپنے بندوں کی نا صرف توبہ کو قبول فرماتا ہے بلکہ ان کے گناہوں کو ک نیکیوں میں بھی بدل دیتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا۔

ترجمہ۔ جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک اعمال کئے تو یہی وہ لوگ ہیں کے جن کے گناہوں کو اللہ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ۵؎

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میں ضرور اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اس شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کے اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہ اس سے دور رکھو پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن یہ کام کیے تھے؟ وہ کہے گا ہاں، اور اس کا انکار نہیں کر سکے گا اور اس بات سے ڈر رہا ہوگا کے کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دئے جائیں پھر اس سے کہا جائے گا کے تمھارے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے تب وہ شخص یہ کہے گا کے ائے میرے رب! میں نے تو اور بھی بہت سارے کام کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے حتی کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ ۶؎

روز قیامت شیاطین سے یہ سوال ہوگا کے اتنے بہت سارے لوگوں کو تم جہنم میں گھسیٹ کر لائے ہو تو وہ کہے گا کے یہ تو خود سے چل کر آئے ہیں میرے پاس تو انھیں یہاں تک لانے کا کوئی اختیار نہ تھا میں تو ان کے دلوں میں صرف وسوسہ ڈالتا تھا کے یہ گناہ کر لو تا ہم گناہ اس نے خود ہی کیا اور بلا آخر جہنم کے دھانے تک پہنچ گیا۔ معلوم یہ ہوا کے دنیا کے سارے انسان گناہ گار ہیں سوائے انبیاء علیہ السلام کے لیکن جب انسان اپنے گناہوں سے تائب ہو کر سچے دل سے اللہ کے حضور توبہ استغفار کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہوں کو اپنی رحمت خاص سے معاف فرما دیتے ہیں یعنی گناہ گار شخص کے دل میں شدت سے احساس گناہ کا پیدا ہونا، اپنے گزشتہ اعمال پر شرمندہ یا guilty feel کرنا تو یہی وہ قیمتی جذبہ اور احساس ہے کے جس کی اللہ کے یہاں بڑی قدر و منزلت ہے یعنی اس شخص کو اپنے غلط رویے پر احساس ندامت ہے وہ اپنے رویے پر فخر یا غرور محسوس نہیں کرتا چنانچہ اللہ تعالی اس کے اس احساس اور شدت غم کو پسند فرماتے ہوئے ایسے شخص کو گناہوں سے پاک فرما دیتے ہیں۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص گناہ کر کے غمگین ہو جائے تو اللہ تعالی اس کو بخش دیتا ہے۔

خواہ وہ استغفار نہ بھی کرے۔ ۷؎

ارشاداتِ خداوندی:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔ ۸؎

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ کی طرف توبہ کرو خاص توبہ یعنی (توبہ نصوح)۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ۹؎

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ۔

ترجمہ۔اپنے پروردگار سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔ ۱۰؎

وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔تم سب مل کر توبہ کرو تا کہ تم فلاح پا سکو۔ ۱۱؎

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔جنھوں نے توبہ کر لی اور اصلاح پر آ گئے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ۱۲؎

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا۔

ترجمہ۔جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک اعمال کئے تو یہی لوگ جنت میں جائیں گے۔ ۱۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ۱۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ! بے شک بندہ گناہ کرتا ہے پھر جب وہ اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور اپنے کئے پر غمگین ہوتا ہے تو اللہ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ۱۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! مجھے مایوس ہونے والے لوگوں پر تعجب ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس استغفار کی قوت موجود ہے۔

جیسے توفیق استغفار نصیب ہو گئی تو وہ مغفرت سے محروم نہ ہوگا۔

آپؓ نے فرمایا کے مجھے تعجب اس شخص پر ہوتا ہے جو نجات کے ہوتے ہوئے بھی ہلاک ہو گیا آپ سے پوچھا گیا ے نجات کیا ہے؟

تو آپؓ نے فرمایا کے توبہ استغفار۔

تین چیزیں بندے کو خدا سے ملا دیتی ہیں۔

۱۔کثرت استغفار۔

۲۔پہلوتہی یعنی تواضع ۔

۳۔اور بکثرت صدقہ۔

اہل زمین کے لئے دو چیزیں عذاب الٰہی سے امان ہیں ان میں سے ایک امان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھالیا گیا ہے لیکن دوسری امان استغفار باقی ہے۔

آپؑ نے فرمایا کے استغفار اعلیٰ مرتبت لوگوں کا مقام ہے جس کے چھ معنی ہیں۔

۱۔گذشتہ پر ندامت۔

۲۔اس کو دوبارہ نہ کرنے کا عزم۔

۳۔خلق خدا کے حقوق کی ادائے گی۔

۴۔فرائض کی انجام دہی۔

۵۔حرام سے اجتناب۔

۶۔جسم کو اطاعت کی تکلیف سے شناسا کرنا پھر اس کے بعد استغفار۔

استغفار گناہوں کو مٹا دیتا ہے عقل مند ہے وہ جس نے گناہ کے بعد استغفار کیا اور برائی کے بعد شرمندہ ہوا۔

اگر لوگ گناہ کے وقت توبہ استغفار کرلیں تو نہ کبھی ہلاک ہوں اور نہ ہی عذاب میں مبتلا ہوں۔ ۱۶ے

روحانی وظیفہ:

اسم مبارک التَّوَّابِ کا کثرت سے ورد کرنے والے شخص کی توبہ قبول ہوجاتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ ہود۔آیت۔۱۱۴۔

۴۔سورہ الشعرا۔آیت۔۲۲۱۔

۵۔سورہ الفرقان۔آیت۔۷۰۔

۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الایمان۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۷۔مختصر تاریخ دمشق۔ج۔۵۔ص۔۱۹۰۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ۔

۸۔سورہ تحریم۔آیت۔۸۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۲۔

۱۰۔سورہ ہود۔آیت۔۳۔

۱۱۔سورہ النور۔آیت۔۳۱۔

۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۸۹۔

۱۳۔سورہ مریم۔آیت۔۶۰۔

۱۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۱۵۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۱۷۵۲۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔

۱۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمُنْتَقِمُ

بدلہ لینے والا

He who punishes wrongdoers.

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَاؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۔

(السجدہ۔۲۲)

ترجمہ۔ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے۔

مُنْتَقِمُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۴۰۳اور عدد ۷) ہے

مُنْتَقِمُ ۔(ن۔ق۔م) سے مشتق ہے۔

مُنْتَقِمُ ۔کے معنی بدلہ لینا یا انتقام لینے کے ہیں۔[۱]

النَّتَقِمُ ۔عربی میں اس سے مراد وسط۔طریق۔

نِقم۔سے مراد کسی بات کو ناپسند کرنا یا برا سمجھنا یا اعتراض کرنا۔

ابن فارس نے کہا!اس مادہ کے معنی کسی چیز کو ناپسندیدہ قرار دینا یا معیوب بتانا ہے۔[۲]

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۔[۳]

ترجمہ۔کفار مومنین کو اس لئے ناپسند کرتے ہیں کیونکہ یہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔

(یعنی کافرین،مومنین کے ایمان کو ست ناپسند کرتے ہیں)۔

اِنْتِقَامُ ۔کے معنی برائی کو برائی کہنا اور سمجھتے ہوئے اس کی سزا دینا۔

النِّقِمُه۔سے مراد جرم کی سزا دینا۔[۴]

اسم مُنْتَقِمُ کا نظام کائنات میں کردار:

صفت الہیہ مُنْتَقِمُ کا نظام کائنات میں بے حد عمل دخل موجود ہے اگر چہ ہماری روزمرہ زندگی میں بھی لفظ انتقام بکثرت استعمال

ہوتا ہے لیکن ہم اس کے اصل معنی کو ذہن میں نہیں رکھتے عربی لغات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے انتقام لینے سے مراد کسی برائی کی سزا دینا ہے۔ اگر چہ اللہ کی ایک صفت الٰہیہ مُنْتَقِمُ ہے یعنی اللہ غلط روش، گناہ اور اس کے قاعدے قوانین کو پامال کرنے والوں کو سزا کے عمل سے ضرور گزارے گا کیونکہ جب کوئی شخص اپنی بے عملی کی وجہ سے دنیا میں فساد کو پھیلانے کا سبب بنتا ہے چاہے وہ فساد گھریلو، خاندانی، سماجی، ملکی یا بین الاقوامی سطح کا ہو۔ اس غلط روش پر چلنے والے اور قاعدے قوانین کی دھجیاں بکھیرنے والوں کو یقیناً سزا کے عمل سے گزرنا پڑے گا اگر چہ یہ سزا ان کی بہتری اور اصلاح کے لئے ہے تا کہ ان میں سدھار پیدا ہو جائے دوسری جانب سماجی سطح پر اس بے عملی کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے ان کا بھی کسی حد تک تدارک یا سد باب جا سکے یہی وجہ ہے کے اسلام میں جزا اور سزا کے قانون کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ۔ ۵؎

ترجمہ۔ اللہ بے پناہ طاقت کا مالک ہے اور برائی کا بدلہ دینے والا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اقوام گزشتہ کی اسی سرکشی اور بے باکانہ روش کا بارہا تذکرہ فرمایا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يَا مُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي اِسْرَآئِيلَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ۔

ترجمہ۔ ہم نے فرعون کے لوگوں کو کئی سال تک قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا کے شاید ان کو ہوش آجائے مگر ان کا حال یہ تھا کہ جب اچھا زمانہ آتا تو یہ کہتے کے ہم اسی کے مستحق ہیں اور جب برا زمانہ آتا تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے لئے فال بد ٹھراتے حالانکہ درحقیقت ان کی فال بد تو اللہ کے پاس تھی مگر ان میں سے اکثر بے علم تھے انھوں نے موسیٰ سے کہا کے تو ہمیں مسحور کرنے کے لئے خواہ کوئی نشانی لے آئے ہم تو تیری بات ماننے والے نہیں ہیں، آخر کار ہم نے ان پر طوفان بھیجا، ٹڈی دل چھوڑے، سرسریاں

پھیلائیں مینڈک نکالے اور خون برسایا یہ سب نشانیاں الگ الگ کر کے دکھائیں مگر وہ سرکشی کیئے چلے گئے اور وہ بہت بڑے مجرم لوگ تھے جب کبھی ان پر بلا نازل ہوتی تو کہتے اے موسیٰ! تجھے اپنے رب کی طرف سے جو منصب حاصل ہے اس کی بناء پر ہمارے حق میں دعا کر اگر اب کے تو ہم پر سے یہ بلا ٹلوا دے تو ہم تیری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے مگر جب ہم ان پر سے اپنا عذاب ایک وقت مقررہ تک کے لئے جس کو وہ بہر حال پہنچنے والے تھے ہٹا لیتے تو وہ یک لخت اپنے عہد سے پھر جاتے تب ہم نے ان سے انتقام لیا اور انھیں سمندر میں غرق کر دیا کیونکہ انھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان سے بے پرواہ ہو گئے تو ان کی جگہ ان لوگوں کو جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے اس سرزمین کے مشرق اور مغرب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا۔[۶]

مخلوقات کی دو اقسام ہیں۔

ا۔ مکلفین۔ ۲۔ غیر مکلفین۔

ا۔ مکلفین۔ بلاشبہ مکلفین غیر مکلفین سے افضل ہیں تاہم مکلفین کی چار اقسام ہیں

ا۔ ملائکہ شیطان۔ ۲۔ جنات۔ ۳۔ انسان۔ ۴۔ شیاطین۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۔[۷]

ترجمہ۔ کیا تم میرے سوا شیطان اور اس کی ذریت کو دوست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں ظالموں کے لئے کیسا برا بدلہ ہے

اسی طرح سے جنات میں سے بھی بعض مومنین اور بعض کافرین ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔

ترجمہ۔ ہم (جنات) میں سے بعض اللہ کے فرمانبردار اور بعض (نافرمان) ظالم ہیں تو جنھوں نے فرمانبرداری کی انھوں نے بھلائی کا راستہ تلاش کیا اور رہے ظالم تو وہ جہنم کا ایندھن ہوئے۔[۸]

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ نا ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی اور نہ ہی انھیں مہلت دی جائے گی۔[۹]

بقول رومی:

اللہ نے جہنم کو عذاب کے لئے نہیں بلکہ امتحان اور اصلاح کے لئے بنایا ہے آگ کے ذریعے دھات کا امتحان ہوتا ہے جس کے

ذریعے فضلہ دور ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے دھات کی اصلیت نمایاں ہو جاتی ہے۔ ۱۰

ارشادات خداوندی:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جائے پھر وہ ان سے منہ موڑے، ہمیں تو گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۔ ۱۲

ترجمہ۔ کفار مومنین کو اس لئے ناپسند کرتے ہیں کیونکہ یہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔

ترجمہ۔ جب تمہارے رب نے سنا دیا تھا کہ البتہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو اور زیادہ دوں گا، اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔ ۱۳

وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ۔

ترجمہ۔ یہ جو میرا عذاب ہے وہ دردناک عذاب ہے۔ ۱۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے نبی کو قتل کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کے بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور عدل وا انصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں (الایہ) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوعبیدہ، بنواسرائیل نے صبح کے اول وقت میں تینتالیس (۴۳) انبیاء کو قتل کر دیا تو بنواسرائیل کے ایک بارہ عبادت گزار علماء کھڑے ہوئے اور انھوں نے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو قوم بنی اسرائیل نے اس دن کے آخری حصہ میں ان سب کو قتل کر دیا۔ ۱۵

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جھوٹ انسان کو بدکرداری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکرداری انسان کو جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔ ۱۶

روحانی وظیفہ:

جو شخص حق پر ہو اور اس میں اپنے دشمن سے بدلہ لینے کی سکت نہ ہو تو اسے چاہیے کے اسم مبارک ۔مُنْتَقِمُ تین جمعے تک بکثرت ورد

کرے ان شاء اللہ حق تعالیٰ اس سے بدلہ لینے کی کوئی صورت پیدا فرما دیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ البروج۔آیت۔۸۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۔

۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۶۔۱۳۷۔

۷۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔

۸۔سورہ الجن۔آیت۔۱۴۔۱۵۔

۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۲۔

۱۰۔تشبیہات رومی۔ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۱۴۹۔ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور۔۱۹۵۹ء۔

۱۱۔سورہ السجدہ۔آیت۔۲۲۔

۱۲۔سورہ البروج۔آیت۔۸۔

۱۳۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۷۔

۱۴۔سورہ الحجر۔آیت۔۵۰۔

۱۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۴۵۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۱۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْعَفُوُّ

بہت زیادہ معاف کرنے والا

He who pardons all who repent sincerely as if they had no previous sin.

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۔(النسا۔۱۴۹)

ترجمہ۔اگر تم نیک کام کو اعلانیہ کرو یا خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کردو تو اللہ بڑا معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔

عَفُوًّا ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کا نمبر(۱۵۶ اور عدد ۳) ہے۔

عَفُوًّا ۔(ع۔ف۔و) سے مشتق ہے،جس کے معنی ترک کرنے کے ہیں۔۱؎

عَفُوًّا ۔قرآن کریم میں یہ اسم صفاتی کئی مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔

عَفُوًّا اور صفح کے الفاظ اکثر اکٹھے بھی آئے ہیں جیسے فاعفو واصحفوا۔

یعنی۔تم عفو درگزر سے کام لو۔ان دونوں الفاظ میں فرق یہ ہے!

صفح۔بلیغ ترین ہے یعنی کسی کو بالکل چھوڑ دینا جبکہ عَفُوًّا میں یہ ممکن ہے کے کچھ کہہ سن کر چھوڑا جائے۔۲؎

صاحب محیط عَفُوًّا اور مغفرۃ میں فرق بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کے غفران میں سزا قطعاً نہیں ہوگی لیکن عَفُوًّا سزا سے پہلے اور بعد میں بھی ہوسکتا ہے۔۳؎

یہاں سزا کے بعد عَفُوًّا سے مراد سزا کے اثرات کو مٹا دینے کے ہیں کیونکہ عفو کے بنیادی معانی ہی مٹانے کے ہیں جبکہ مغفرۃ سے مراد ابتداء سے ہی نقصان دہ اثرات سے محفوظ رکھنا۔

عَفُوًّا ۔عربی زبان میں مٹانا یا مٹ جانے کو کہتے ہیں۔

عَفُوًّا المال۔سے مراد ایسا مال جو کسی کے خرچ سے زائد ہو۔

عفا شعر البعیر۔اونٹ کے لمبے اور گھنے بال۔

عفا علیہ فی العلم۔وہ علم میں بہت آگے بڑھ گیا یا اس کے پاس بہت علم ومعلومات ہے۔

عفا الصوف۔اون کو بڑھا کر کاٹنا۔

العافیۃ المعافاۃ۔ دوسروں کو ایذا سے محفوظ رکھنا یا بیماریوں اور قدرتی آفات سے بچانا۔ ۴؎

المعفی۔ ایسا شخص جو تمھارے ساتھ تو رہے لیکن وہ تم سے کسی سلوک کا طلبگار نہ ہو۔ ۵؎

اعطیتہ عَفُوًّا۔ جس کو بے مانگے مل جائے۔

عَفُوًّا۔ کے ایک معنی بہترین چیز۔

عَفُوًّا۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی جس کے معانی بہت زیادہ معاف کرنے والا۔ ۶؎

اسم عَفُوًّا کا نظام کائنات میں کردار:

عَفُوًّا اللہ کی ایک صفت عظیم ہے جو کل کائنات میں جاری و ساری ہے اللہ تعالی اپنے بندوں پر بے حد رحیم و کریم ہے وہ اپنے گناہگار بندوں کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اگر کائنات میں صفت عف کام نہ کرے تو دنیا میں ایک ہرا تنکا بھی نہ بچے اور اللہ کے غیظ وغضب سے ہر شے جل کر خاک ہو جائے لیکن یہ اللہ کی اپنے بندوں پر رحمت خاص ہے کے وہ اپنے بندوں کے کبیرہ صغیرہ گناہوں کو مٹاتا رہتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

ترجمہ۔ یاد کرو! جب ہم نے موسیٰ کو چالیس شبانہ روز کی قرارداد پر بلایا تھا تو اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کو اپنا معبود بنالیا تھا اس وقت تم نے بڑی زیادتی کی تھی مگر اس پر ہم نے تم کو معاف کر دیا کہ شاید اب تم شکر گزار بن جاؤ۔ ۷؎

زیر نظر آیت میں اللہ نے ثم عَفُوْنَا استعمال کیا ہے یعنی قوم بنی اسرائیل نے پیغمبر کی غیر موجودگی میں شرک کیا لیکن اللہ تعالی نے ان کے اس کبیرہ گناہ کو معاف فرماتے ہوئے اس گناہ کے اثرات کو مٹا دیا اور اس کی تلافی فرمادی تاکہ وہ اللہ کے اس احسان پر اس کے شکر گزار بن سکیں اسی طرح سے قرآن کریم میں عَفُوًّا کو بیان کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوا!

قُلِ الْعَفْوَ۔

ترجمہ۔ وہ پوچھتے ہیں! ہم راہ خدا میں کیا خرچ کریں؟ ان سے کہو کے جو کچھ تمھاری ضروریات سے زیادہ ہو۔ ۸؎

یہ قرآن کریم کا اصول ہے کے فرد پوری دلجمعی سے محنت اور مشقت کرے اور جو اس کو اجرت حاصل ہو اس میں سے اپنی ضرورت بھر لے اور باقی دیگر ضرورت مندوں پر خرچ کر دے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں سرمایہ دارانہ نظام قائم ہے جس کی بنیاد فاضل دولت یعنی (Surplus Money) پر قائم ہے لیکن اسلام اس اضافی دولت کو اس کے مالک کے پاس باقی رہنے کو ناپسند کرتا ہے یعنی جو انسان کی ضرورت سے زائد ہوگا اس پر دوسرے ضرورت مند افراد کا حق ہوگا اسلام کا یہ وہ زرین معاشی واقتصادی اصول ہے کے جس کی بناء پر اللہ کی زمین پر نہ کوئی بھوکا رہے گا اور نہ ہی کوئی بے گھر اسی اسلامی اصول کے نفاذ کے لئے دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے گئے اور خود عہد رسالت ﷺ میں بھی اس اصول کی پاسداری کی گئی اور زکوۃ، عشر، فدیہ، فطرہ، خیرات اور صدقات

کے نظام کو اسلامی ریاست میں مضبوط بنیادوں پر استوار کیا گیا یہاں تک کے اس دور کے سودی نظام کی جکڑ بندیوں سے لوگ آزاد ہوئے اور اس قدر خوشحالی اور فارغ البالی لوگوں کا مقدر ہوئی کے زکوۃ دینے والے تو بے شمار تھے لیکن زکوۃ لینے والے ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتے تھے۔

ارشادات خداوندی:

فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ۔ ۹؎

ترجمہ۔ معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کے اللہ اپنا حکم لائے۔

فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ۔۱۰؎

ترجمہ۔ ان کو معاف کرو اور ان کے لئے بخشش طلب کرو۔

فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاصۡفَحۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔ ۱۱؎

ترجمہ۔ ان کو معاف کرو اور درگزر کرو۔

خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ۔

ترجمہ۔ معافی اختیار کرو اور اچھی بات کا حکم دو۔ ۱۲؎

وَلۡيَـعۡفُوۡا وَلۡيَـصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَـكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۔

ترجمہ۔ چاہیے کے معاف کریں اور درگزر کریں یا تم یہ پسند نہیں کرتے کے اللہ تم کو بخشے؟ اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ۱۳؎

وَاِنۡ تَعۡفُوۡا وَتَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۔

ترجمہ۔ اگر تم معاف کرو، درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ۱۴؎

وَاَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى۔

ترجمہ۔ اور تم معاف کردو۔ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ ۱۵؎

اِنۡ تُبۡدُوۡا خَيۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيۡرًا ۔

ترجمہ۔ اگر تم نیکی کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اور برائی سے درگزر کرو تو بے شک اللہ بھی معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔ ۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نشان بن جاتا ہے پس اگر وہ توبہ کرلے، اس گناہ سے باز آجائے تو اور استغفار کرلے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ زیادہ گناہ کرلے تو پھر سیاہ نشانات زیادہ ہو جاتے ہیں اور یہی وہ زنگ کہلاتا ہے جس کا قرآن کریم میں اللہ نے ذکر فرماتے ہوئے کہا کے

دراصل ان کے قلوب پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔ ۱۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! عَفُوًّا یہ ہے کے جس نے تم پر ظلم کیا اس کو بھی معاف کردو کم ظرفوں کے ساتھ مہربانی سے گریز کرو کیونکہ وہ معافی کو ظلم سمجھتے ہیں۔ جلدی معاف کردینا کریم لوگوں کا اخلاق ہے۔ ۱۸؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم مبارک عَفُوًّا کا بکثرت ورد رتا ہے اللہ تعالی اس کے سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔ مصر۔ ۱۳۰۶ھ۔

۳۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔ مصر۔ ۱۳۰۶ھ۔

۴۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔

۵۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔ مصر۔ ۱۳۰۶ھ۔

۶۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۷۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۵۲۔

۸۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۱۹۔

۹۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۱۰۹۔

۱۰۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۱۵۹۔

۱۱۔ سورہ المائدہ۔ آیت۔ ۱۳۔

۱۲۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۹۹۔

۱۳۔ سورہ النور۔ آیت۔ ۲۲۔

۱۴۔ سورہ التغابن۔ آیت۔ ۱۴۔

۱۵۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۳۷۔

۱۶۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۱۴۹۔

۱۷۔ سورہ المطففین۔ آیت۔ ۱۴۔

سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ۔ (متوفی ۲۷۳ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔

۱۸۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔

اَلرَّؤُف

بہت مہربان

He who is benign.

اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔(النحل ۔۷)

ترجمہ۔ بے شک تمھارا رب بڑا ہی لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہے۔

لَرَءُوف ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے،جس کا نمبر(۲۸۶اور عدد ۷)ہے۔

لَرَءُوف ۔(ر۔أ۔ف)سے مشتق ہے۔

لَرَءُوف ۔کے معنی رحمت اور رافت کے ہیں۔ا؎

لَرَءُوف ۔اسم صفاتی قرآن کریم میں گیارہ(۱۱)مرتبہ آیا ہے۔

سورہ التوبہ کی آیت ۱۲۸ میں اللہ نے اپنی یہ صفت خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی ذکر فرمائی ہے۔

صفت لَرَءُوف مبالغے کا صیغہ ہے یعنی اللہ اپنی مخلوقات پر بے حد وحساب مہربان اور شفیق ہے۔

یعنی اتنی مہربانی اور شفقت کے جس کا ادراک عقل انسانی کی فہم سے بالاتر ہو۔

الرَاُفته۔عربی زبان میں رحمت اور رافت کے لئے مستعمل ہے۔

الرَاُفته۔سے مراد نرمی کے بھی ہیں۔

صاحب محیط نے لکھا!الرَاُفته سے مراد ضرر رساں امور کو انسان سے دور کرتے ہوئے اسے عافیت دے دی جائے۔

رحمة۔کا مطلب یہ ہے کے تمھیں راحت کا احساس بھی حاصل ہو۔

صاحب المنار لکھتے ہیں!الرَاُفته کا مطلب دفع بلا۔

رحمة۔کا مطلب خوشحالی،آسودگی اور اطمنان قلب کا حصول۔۲؎

اسم لَرَءُوف کا نظام کائنات میں کردار:

لَرَءُوف اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے قرآن کریم میں اللہ کی اس صفت خاص سے متعلق بارہا واضح اشارے پائے جاتے ہیں یعنی اللہ تعالی اہل ایمان کی نیکیوں اور ان کے ایمان کی قدر فرماتے ہیں یعنی اللہ

کے نظام سلطنت میں ایسا ہرگز نہیں ہے کے وہ اہل ایمان کو یونہی بغیر حفاظت کے چھوڑ دے وہ وہ بلا نتیجہ ہی رہ جائیں یعنی ایمان کے راستے میں آنے والی ہر کٹھنائی، مشکلات، الجھنیں، روکاوٹیں، اذیتیں، تکالیف، ذلت ورسوائی اور ہر قسم کی پریشانیوں کو وہ اپنے دیندار بندوں سے دور فرماتا ہے دوسری جانب انسان کو یہ اچھی طرح سے سمجھنا چاہئے کے اگر وہ دین اسلام پر کاربند ہے تو یہ محض اللہ کا ان پر خاص فضل وکرم ہے کے اللہ نے ان پر دین اسلام کے راستے کو آسان فرماتے ہوئے انھیں اس راہ پر استقامت عطا فرمائی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اللّٰہُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔

ترجمہ۔جو اللہ کے ہدایت یافتہ تھے اللہ تمھارے اس ایمان کو ہرگز ضائع نہ کرے گا یقین جانو وہ لوگوں کے حق میں لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ یعنی (شفیق اور نہایت رحم کرنے والا) ہے۔۳؎

اسی طرح سے قرآن کریم میں اللہ کے دین اور قوانین پر سختی سے عملدرآمد کے بھی واضح احکامات پائے جاتے ہیں مثلاً:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ۔

ترجمہ۔زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ہرگز نرمی نہ کرو۔۴؎

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تمھیں اچھی طرح سے علم ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا، اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے گھر والوں کو اس کا وارث بنایا۔چور کے ہاتھ کاٹے اور غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگائے اور مال غنیمت میں سے انھیں حصہ دے کر مسلمان لڑکیوں سے ان کی شادی کر دی۔اللہ نے ترک زنا کو نسب کی حفاظت کے لئے واجب قرار دیا ہے۔غیرت مند کبھی زنا نہیں کرسکتا جو زنا کرتا ہے اس کے گھر میں بھی کسی کے ساتھ زنا کی جاتی ہے۔زنا فقر ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت بوڑھا زانی ہے۔چار چیزوں میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی گھر میں داخل ہو جائے تو وہ اس گھر کو برباد کر کے ہی چھوڑتی ہے اور وہ گھر پھر کبھی آباد نہیں ہوتا ہے۔۱۔خیانت۔۲۔چوری۔۳۔شراب نوشی۔۴۔زنا۔۵؎

یعنی قاعدے قوانین اور حدود کی پاسداری میں کسی بھی قسم کی نرمی اور ترس کھانے کی ہرگز ضرورت نہیں فی زمانہ دنیا بھر میں نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں نے اسلامی سزاؤں کو تختہ مشق بناتے ہوئے یہ مشہور کر دیا ہے کے اسلامی سزائیں نہایت سخت اور غیر انسانی ہیں یعنی قتل کے بدلے قتل، چور کا ہاتھ کاٹنا، غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنا، شادی شدہ زانی کو زمین میں آدھا دفن کر کے کوڑے برسانا، یا ہوموسیکس کرنے والے دونوں فاعل ومفعول کو قتل کرنا وغیرہ بہت دردناک اور سخت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کو تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔۶؎

قرآن نے بالکل واضح اور دوٹوک انداز سے بنی نوع انسانیت پر یہ جتا دیا ہے کے اسلامی سزاؤں کے نفاذ پر تمھیں ہرگز نرمی اختیار

نہیں کرنی چاہئے کیونکہ دیگر انسانوں کی جان مال اور عزت و آبر کی حفاظت کے لئے یہ سزائیں لازمی اور ناگزیر جبکہ بنی نوع انسانیت کے وسیع تر مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے دی گئی ہیں۔

اسلامی سزاؤں کے خلاف مغربی میڈیا، انسانی حقوق کی تنظیمیں اور ان کے حواری وپیٹھو گھنٹوں بلاتکان بولتے اور لکھتے ہیں لیکن شاید ان عقل سے نابلد نام نہاد دانش وروں کو یہ نظر نہیں آتا کے اسلام سخت سزائیں کم لوگوں کو دیتا ہے لیکن اس سے پورا معاشرہ سدھرتا ہے جبکہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور سزاؤں سے نا صرف سماج میں جرم اور جرائم پیشہ افراد میں اضافہ ہورہا ہے بلکہ جیل خانے تو خود کرمنلز کی اکیڈمی کا کردار ادا کر رہی ہیں جہاں ایک معمولی چندی چور چند مہینے رہ کر ایک بڑا چور اور ڈاکو بن کر نکلتا ہے یعنی بجائے انسانوں کی اصلاح کے یہ جیل انھیں مزید جرائم کی طرف اکساتے ہیں نا صرف یہ بلکہ ان جیلوں میں موجود دیگر جرائم پیشہ افراد اپنے جرائم پر نا صرف فخر کرتے ہیں بلکہ چھوٹے مجرموں پر اپنی دھاک بھی قائم رکھتے ہیں اسی وجہ سے قرآن یہ تاکید کرتا ہے!

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

ترجمہ۔ سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ وہاں موجود ہو۔ ۷؎

اسلام سزاؤں کو لوگوں کے لئے عبرت بنانا چاہتا ہے تاکہ لوگوں ی بڑی تعداد ان سزاؤں کو دیکھ کر اپنے دل میں خوف اور ہیبت محسوس کریں اور ان جرائم سے اپنے آپ کو بچائیں مغرب میں ظالمین اور مجرمین کے ساتھ نرمی برتی گئی تاہم انگریز کا یا دیگر انسانی قوانین آج دنیا میں جہاں جہاں رائج ہیں وہ تمام ممالک جرائم کی آماجگاہ بن چکے ہیں کیونکہ ظالمین کے ساتھ نرم رویے اور سلوک نے سماج میں نا صرف جرم کو بڑھاوا دیا بلکہ جرم اور جرائم پیشہ افراد سماج کی جڑوں میں اتر کر معاشرے کو کمزور کرتے چلے گئے یہاں تک کے یہ ریاست سے زیادہ مضبوط ہوگئے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے اپنے ایک خادم مالک سے فرمایا! ائے مالک، اپنے بادشاہوں کو حرام خون بہا کر ہرگز قوی نہ کرنا کیونکہ ان کا یہ عمل ان کو کمزور اور بے عزت تو کرے گا ہی لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا یہ عمل ان کے لئے زوال اور معزولی کا سبب بھی بنے گا اور اس طرح کے قتل عمد کے لئے اللہ کے اور نہ میرے سامنے اور نہ ہی تمھارے پاس کوئی عذر ہے کیونکہ قتل عمد میں قصاص ہے۔

آپ زوال شمس کے ختم ہوجانے کے بعد جنگ لڑا کرتے اور فرماتے کے زوال شمس کے بعد آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور رحمتوں کا نزول شروع ہوجاتا ہے اس وقت مدد اور فتح آسمان سے اترنے لگتی ہے اور یہ وقت رات سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہٰذا کم قتال کی زیادہ امید ہوتی ہے جنگ کے خواہاں اس وقت تک پلٹ آتے ہیں اور بھاگنے والے بھاگ جاتے ہیں۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ ۸؎

ترجمہ۔ حقیقت یہ ہے کے تمھارا رب بڑا ہی رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ ۹؎

ترجمہ۔اللہ اپنے بندوں پر بے حد شفیق لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہے۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اللہ نے معاف کر دیا نبی کو اور ان مہاجرین وانصار کو جنھوں نے بڑی تنگی کے وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا اگرچہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کجی کی طرف مائل ہو گئے تھے (مگر جب انھوں نے اس کجی کا اتباع نہ کیا بلکہ نبی کا ساتھ دیا) تو اللہ نے انھیں معاف کر دیا بے شک وہ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہے۔۱۰؎

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اے ہمارے رب! تو ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ۔اے ہمارے رب! تو بڑا رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہے۔۱۱؎

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۔

ترجمہ۔جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا تا ہے ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان (رَءُوْفٌ) ہے۔۱۲؎

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۔

ترجمہ۔اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے وہ اپنے بندوں کا نہایت خیر خواہ (رَءُوْفٌ) ہے۔۱۳؎

اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔لوگ (اللہ) کو عاجز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔حقیقت یہ ہے کہ تمھارا رب بڑا رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہی ہے۔۱۴؎

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اللہ بڑا شفیق ورحیم (رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) ہے۔۱۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں،کفار سے قتال کرنے سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو توان سے قتال نہ کرو اور اگر وہ قبول نہ کریں تو پھر ان کو دعوت دو کہ وہ اپنا ملک چھوڑ کر دار المہاجرین میں منتقل ہو جائیں اور اگر وہ قبول کر لیں تو پھر ان سے قتال نہ کرو اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو پھر اللہ کی مدد سے ان سے قتال کرو اور ان سے خیانت نہ کرو اور نہ ہی ان سے عہد شکنی کرو اور نہ ان کو مثلہ کرو اور نہ ہی ان کے بچوں کو قتل کرو۔۱۶؎

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کی بہ نسبت پوری دنیا کا زوال زیادہ آسان ہے۔۱۷؎

حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر تمام آسمان اور زمین والے کسی ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں اوندھے منہ ڈال دے گا۔ ۱۸؎

حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! ایک موقع پر آپ نے فرمایا کے میں صلح وصفائی کو اگر اس سے اسلام کو کسی قسم کی ٹھیس نہ پہنچے جنگ سے زیادہ سودمند سمجھتا ہوں۔ ۱۹؎

روحانی وظیفہ:

اسم مبارک رَءُوْفٌ کا بکثرت ورد کرنے والے کو بے تحاشا خیر اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۴۳۔
۴۔سورہ النور۔آیت۔۲۔
۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۔سورہ النور۔آیت۔۲۔
۸۔سورہ النحل۔آیت۔۷۔
۹۔سورہ الحج۔آیت۔۶۵۔
۱۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۷۔
۱۱۔سورہ الحشر۔آیت۔۱۰۔
۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۰۷۔
۱۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۰۔
۱۴۔سورہ النحل۔آیت۔۴۷۔
۱۵۔سورہ النور۔آیت۔۲۰۔
۱۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الجہاد۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

مَالِكَ الْمُلْكِ

سارے جہانوں کا بادشاہ

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ۔(آل عمران۔۲۶)

ترجمہ۔کہو! اللہ ہی مَالِكَ الْمُلْكِ ہے۔

مَالِكَ الْمُلْكِ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۲۱۲ ہے اور اس کا عدد ۵ ہے)۔

مَالِكَ الْمُلْكِ۔(م۔ل۔ک) سے مشتق ہے۔

مَالِكَ الْمُلْكِ۔کا مطلب مکمل قوت، اختیار اور اقتدار کا مالک یعنی اللہ کی بادشاہت،حکومت اور اقتدار کائنات کی ہر شے پر قائم ہے اس کے ایک معنی مکمل Authority کے بھی ہیں۔۱؎

قرآن کریم میں 'مَالِكَ الْمُلْكِ'(۱) مرتبہ آیا ہے۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ۔۲؎

ترجمہ۔کہو! اللہ ہی مَالِكَ الْمُلْكِ ہے۔

لی فی الوادی ملك۔سے مراد ایک ایسی وادی جہاں پانی، چراگاہ اور مویشی موجود ہوں اسی لئے پانی کو بھی مُلْكِ کہا جاتا ہے کیونکہ پانی میں زندگی ہے اور پانی کی موجودگی سے کئی بگڑے کام سلجھ جاتے ہیں چنانچہ جس جگہ پانی ہو اس علاقے کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہوتی ہے ۳؎

تاہم اگر دنیا کی تہذیبوں کا مطالعہ کیا جائے تو دنیا کی تمام تہذیبیں سمندر یا دریاؤں کے آس پاس ہی پھلی پھولی اور پروان چڑھیں اور خود مکہ مکرمہ جو کبھی بے آب و گیاں ایک غیر آباد صحرا تھا جہاں دور دور تک آبادی کا نام و نشان تک موجود نہ تھا جب وہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے آب زم زم جاری ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ علاقہ آباد ہو گیا۔

عربی زبان میں 'ملاك الامر' سے مراد گارے کے ہیں جو پتھروں کو باہم جوڑتا ہے۔

اسی طرح سے 'ملك العجين يملكه' سے مراد آٹے کو اچھی طرح سے گوندھنے کے ہیں تاکہ گندم کے تمام اجزاء یک جان ہو جائیں۔

نواب صدیق حسن خان نے (م۔ل۔ک) کا اصل خاصا قوت اور شدت بیان کیا ہے۔۴؎

اس کائنات میں اصل حکم اللہ کا ہی چلتا ہے اور اس کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا وہ نہایت شان سے عرش پر متمکن ہے جہاں سے اس کا حکم کل کائنات پر قائم ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ۔

ترجمہ۔(اللہ) بادشاہ ہے۔۵؎

اسم مَالِكَ الْمُلْكِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم مَالِكَ الْمُلْكِ صفت باری تعالیٰ ہے جس کے پاس اس کائنات کے مکمل اختیارات ہیں وہ قادر مطلق اور تمام طاقتوں کا منبع و ماخذ ہے پورا نظام کائنات اس کے حکم پر قائم و دائم ہے اور جملہ معاملات اسی کی مرضی سے طے پاتے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہے کوئی بھی غیر اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں شریک نہیں زمین و آسمان کی تمام اشیاء اس کی ملکیت اور دائرہ اختیار میں ہیں حتیٰ کے زمین پر گرنے والا ایک خزاں رسیدہ پتا اور زمین کی تہہ میں موجود رائی کا ایک دانہ بھی اس کے علم اور قدرت میں موجود ہے۔

ارشادات خداوندی:

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ۔۶؎

ترجمہ۔کہو! اللہ ہی مَالِكَ الْمُلْكِ ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ۔

اور وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے، اور وہی حکمت والا جاننے والا ہے۔۷؎

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پکڑا، رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے، اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کیے، اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا، اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔۸؎

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ترجمہ۔وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔۹؎

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى

ترجمہ۔رحمن عرش پر متمکن ہے۔۱۰؎

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں، روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے، بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ۱۱ے

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ۔

ترجمہ۔اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے، اس کا عرش پانی پر تھا۔ ۱۲ے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔

ترجمہ۔اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ ۱۳ے

فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔

سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، عرش عظیم کا مالک ہے۔ ۱۴ے

رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ ۔ترجمہ۔وہ بلند درجوں والے عرش کا مالک ہے۔ ۱۵ے

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِیَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ۔آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں، اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور سب کہیں گے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے عالمین کا رب ہے۔ ۱۶ے

سُبْحَانَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔

آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب پاک ہے ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں۔ ۱۷ے

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۔ترجمہ۔عرش کا مالک ہے۔وہ عالی شان ہے۔ ۱۸ے

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۔

ترجمہ۔اور اللہ ہی کی ملکیت میں ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اللہ ہی کی طرف تمام چیزیں لوٹائی جائیں گی۔ ۱۹ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

امام ابو قاسم سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا وہ اسم اعظم جس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ دعا قبول ہو آل عمران کی اس آیت میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ ۔ ۲۰ے

روحانی وظیفہ:

اسم مبارک مَالِكَ الْمُلْكِ کا بکثرت ورد کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ مخلوق میں باعزت فرماتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔

۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔

۷۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۴۔

۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔

۹۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۹۔

۱۰۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۵۔

۱۱۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۲۔

۱۲۔سورہ ہود۔آیت۔۷۔

۱۳۔سورہ النمل۔آیت۔۲۶۔

۱۴۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۱۶۔

۱۵۔سورہ المومن۔آیت۔۱۵۔

۱۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔

۱۷۔سورہ الزرف۔آیت۔۸۲۔

۱۸۔سورہ البروج۔آیت۔۱۵۔

۱۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۹۔

۲۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۱۳۳۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔بیروت

ذُوالجَلَالِ وَالاِکرَامِ
عظمت اور بزرگی والا

وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۔(رحمن۔۲۷)

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ہے۔

ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے۔جس کا نمبر(۸۰۱اور عدد ۹) ہے۔ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
ذُو۔عربی زبان میں صاحب والا،عزت ماب کو کہتے ہیں۔
الْجَلَالِ۔(ج۔ل۔ل) سے مشتق ہے جس کے معنی قدر و منزلت والا۔
وَالْإِكْرَامِ ۔(ک۔ر۔م) سے مشتق ہے۔جس کے معنی بہترین کے ہیں۔ا؎
جل الرجل یجل جلالہ وجلالہ۔سے مراد سن رسیدہ،معمر،عظیم المرتبت،جلیل القدر ہونا ہے۔
جل شیی۔کسی شے ابڑا ہونا۔
الجلی۔امر عظیم۔
الْجَلِ۔عربی زبان میں اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کسی چوپایہ پر ڈالا جاتا ہے۔
الْجَلِیل۔بڑا آدمی۔۲؎
راغب نے لکھا! جلال میں جلالت سے زیادہ کمال پایا جاتا ہے۔
وَالْإِكْرَامِ ۔سے مراد کسی کو اس طرح سے نفع پہنچایا جائے کے اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔
ھان الکریم ۔عربوں کی وہ جامع صفت جس میں ہر قسم کی بھلائیاں،شرف اور بہتری پوشیدہ ہو۔۳؎

اسم ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم صفاتی اور اسم اعظم ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کی نفوذپذیری کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے اللہ کی ذات پاک عظیم المرتبت اور جلیل القدر ہے وہ اس کل کائنات کا خالق ومالک ہے تمام عزت،عظمت اور بزرگی اسی کے لئے ہے مخلوقات میں کسی بھی اتنی سکت نہیں کے وہ اللہ کی حمد وثناء اور پاکی کو اس کی شان کے مطابق بیان کر سکے کیونکہ اس کی اعلیٰ شان بیان کرنا ناممکنات میں سے ہے۔

ذُو الْجَلَالِ وَالْاِ کْرَامِ ۔اسمِ اعظم بھی ہے یعنی وہ اسم کے جس کے ذریعے دعا مانگنے سے انسان کی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

ذات الکریم کی نعمتیں سب کے لئے عام ہیں۔

ذات الکریم اپنے ان بندوں کو بھی نوازتا ہے جو اس کا انکار اور اس سے کفر کرتے ہیں۔

ذات الکریم اپنے بندوں کو ان کی طلب سے پہلے ہی عطا کرتا ہے۔

ذات الکریم اپنے ناشکرے بندوں کو بھی نوازتا ہے۔

ذات الکریم سزا پر قدرت کے باوجود اپنے بندوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر نظرِ کرم فرماتا ہے۔

ذات الکریم اپنے کئے ہوئے وعدے پورے کرتا ہے۔

ذات الکریم کے سامنے اس کی مخلوق اپنی تمام حاجات پیش کرتی ہیں۔

ذات الکریم اپنے بندوں کو عافیت اور پناہ دیتا ہے۔وہ اپنے بندوں کو بے آسرا نہیں چھوڑتا۔

ذات الکریم کی ایک صفت اگرچہ غیض وغضب کی بھی ہے لیکن اس کا رحم وکرم اس کے غضب پر حاوی ہے۔

ذات الکریم کے یہاں عدل وانصاف کا نظام قائم ہے اور وہ اپنی مخلوق سے عدل وانصاف کا معاملہ فرماتا ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِ كْرَامِ ۔ [۴]

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم !) آپ کے پروردگار کی بزرگی اور عزت والی ذات ہی باقی رہے گی۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِ كْرَامِ ۔ [۵]

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم !) آپ کے پروردگار کا نام بزرگی،عزت اور برکت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بیٹھا تھا اور قریب ہی ایک شخص نماز کے بعد اس طرح سے دعا مانگ رہا تھا!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

الحنان المنان

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

يَاذُو الْجَلَالِ وَالْاِ كْرَامِ

يَاالْحَيُّ يَاالْقَيُّوْمُ

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے اسماء کے ساتھ دعا مانگی ہے یہ ایسے بڑے اسماء ہیں کے جب ان کے ذریعے کوئی دعا مانگی جائے تو اللہ اسے قبول فرماتا ہے اور جب ان کے ذریعے سے کوئی سوال کیا جائے تو اللہ اس سوال کو پورا فرماتا ہے۔۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جگہ سے گزر ہوا ایک شخص کہہ رہا تھا! ذُو الْجَلَالِ وَالْاِ کْرَامِ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھاری دعا قبول ہوگی سوال کرو۔۷؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ذُو الْجَلَالِ وَالْاِ کْرَامِ کہتے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تیری دعا کی قبولیت کا فیصلہ کر دیا گیا ہے لہٰذا اب تو اللہ سے سوال کر۔۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر نماز کے بعد یہ دعا مانگا کرتے! اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِ كْرَامِ۔۹؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ کی صفات کو دریافت کرنے والو! دیکھو! جن صفات کا تمھیں قرآن نے پتا دیا ہے ان میں سے تم اس کی پیروی کرو اور اسی کے نور سے کسب ضیاء کو حاصل کرتے رہو۔۱۰؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم اعظم ذُو الْجَلَالِ وَالْاِ کْرَامِ کا بکثرت ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنا اور آسودگی عطا فرماتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔المفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔ص۔۴۲۸۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۷۔

۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۸۔

۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

سنن ابوداوٗد۔امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔

۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۰۔نہج البلاغہ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ ۸۹۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ۔

اَلْمُقْسِطُ

انصاف کرنے والا

He who does His work accordingly and in a balanced way.

وَاُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ (آل عمران۔۱۸)

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی انصاف کا حاکم ہے،اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں زبردست حکمت والا ہے۔

الْقِسْطِ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۲۰۹ اور عدد ۲) ہے۔

مقِسْطِ۔(ق۔س۔ط) سے مشتق ہے جس کے معنی عدل کے ہیں۔ ا؎

الْقِسْطِ۔عربی زبان میں اس سے مراد عدل،حصہ،نصیبہ اور مقدار کے ہیں۔

تقسطوا الشئیی بینھم۔انھوں نے اس چیز کو آپس میں برابر سے تقسیم کرلیا۔

قسطاس۔عربی زبان میں ترازو کو کہتے ہیں۔

الْقِسْطِ۔عدل وانصاف۔

قائما بالقسط ۔سے مراد اپنی تدبیر سے نظام عالم کو کیفیت متوسطہ پر قائم رکھنے والا اور دین شریعت میں متوسط عقائد اور احکامات کا مکلف کرنے والا۔ ۲؎

اسم الْمقِسْطِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الْمقِسْطِ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے اللہ تعالی نے انسانوں کو دین فطرت عطا فرمایا تاکہ وہ اپنی زندگی کو آسان طریقے سے بسر کرسکیں اور اللہ کے بنائے ہوئے قاعدے قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے عدل وانصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزاریں اللہ کے نافذ کردہ نظام حیات میں نظام عدل وانصاف کو خاص اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔

ترجمہ۔اللہ عدل یعنی (قسط) کے ساتھ نظام قائم کرنے والا ہے۔ ۳؎

اللہ سب سے بڑا عادل ہے اور وہ اپنی مخلوق کے درمیان عدل و انصاف کے قیام کو بے حد پسند کرتا ہے اسی لئے اللہ نے پیغمبروں کے ذریعے بنی نوع انسانیت ے لئے مکمل شریعت بھیجی تاکہ انسانوں کے درمیان عدل و انصاف کے نظام کا نفاذ ہو سکے شریعت اسلامی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

ذیل میں اس کے چند نکات پیش کئے جا رہے ہیں۔

اسلامی شریعت ایک تعارف:

دین اسلام دین فطرت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو درپیش تمام مسائل و معاملات کو قرآن کریم میں تفصیل سے بیان کر دیا ان قاعدے قوانین کو شریعت اسلامی بھی کہا جاتا ہے شریعت سے مراد طرز حیات ہے جس کی اساس اور اصل الاصول وحی الٰہی پر ایمان اور تعلیمات نبوی کی پیروی ہے یہ ایک ایسا طرز زندگی ہے جس میں اخلاق، مذہب اور روحانی اقدار کی بنیادوں پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کی پوری عمارت استوار ہے اس کو ہم ایک پیراڈائیم بھی کہہ سکتے ہیں جو مخصوص ذہنی رویوں کی تشکیل میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے یہی ذہنی رویے ایک نئی ثقافت اور تہذیب کو جنم دیتے ہیں جو کے رنگ و نسل امتیازات اور لسانی و جغرافیائی تعصّبات سے ماوراء ہوتی ہے یہ انسانوں کو عقائد، نظریات اور طرز حیات کی بنیادوں پر یکجا کرتی ہیں۔ عربی زبان میں شریعت سے مراد وہ واضح اور کشادہ راستہ ہے جو انسانوں کو پانی کے مصدر و ماخذ تک پہنچا دے۔ قدیم عربی شعراء نے شریعہ اور شرائع کا لفظ ان راستوں کے لئے استعمال کیا ہے جن پر چل کر انسان پانی کے ذخائر تک پہنچ سکے یعنی وہ جگہیں جہاں پانی لانے اور لے جانے کے راستے آسان، کشادہ اور وسیع ہوں قرآن کریم کے مطابق! پانی زندگی کا مصدر اور ماخذ ہے اسی لئے یہ کہا جا سکتا ہے کے شریعت وہ راستہ ہے جو انسانوں کو مادی زندگی کے مصدر اور ماخذ تک پہنچاتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق! آخرت کی زندگی ہی دراصل حقیقی زندگی ہے لہٰذا صراط المستقیم پر چل کر ہی انسان حقیقی زندگی تک پہنچ سکتا ہے اس کے لئے بھی شریعت کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ قرآن کریم اور احادیث کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے اللہ تعالیٰ نے ماضی کی مختلف اقوام کو شریعت کے مختلف احکامات عطا فرمائے اگرچہ ان شریعتوں کی بنیاد اور اساس ایک ہی تھی لیکن ان کی عملی تفصیلات مقامی ضروریات اور زمانی تقاضوں کے مطابق مختلف تھیں جس قوم کو جس طرح کی تعلیم اور قوانین کی زیادہ ضرورت تھی ان کو اسی نوعیت کے قوانین اور احکامات دئے گئے تاہم ان احکامات کی عملی تفصیلات میں مقامی حالات اور زمانے کی رعایت سے بعض خاص خاص پہلوؤں پر زور دیا گیا تھا اس لئے احکام و قوانین کے ان مجموعوں کو مختلف شریعتوں کے نام سے یاد کیا گیا چنانچہ اسلامی ادبیات میں شریعت موسوی اور شریعت عیسوی کا تذکرہ بکثرت پایا جاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ وَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۗ كُلٌّ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ تمھاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمھارا رب ہوں پس تم میری عبادت کرو مگر (یہ لوگوں کی کارستانی ہے) انھوں نے آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے لرڈالا اور سب کو ہماری ہی طرف پلٹنا ہے پھر جو نیک عمل کرے اس حال میں کے وہ مومن ہو تو اس کے کام کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اسے ہم لکھ رہے ہیں۔ ۴؎

لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ۔

ترجمہ۔ ہر امت کے لئے ہم نے ایک طریق عبادت مقرر کیا ہے جس کی وہ امت پیروی کرتی ہے۔ ۵؎

اگرچہ شریعتیں اور ان پر عمل درآمد کے اسالیب اور مناہج مختلف رہے ہیں لیکن ان سب کی اساس دین کے دائمی اصولوں پر رہی ہے۔ شاہ ولی اللہ اپنی کتاب 'حجۃ اللہ البالغہ' میں تفصیلاً اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کے تمام آسمانی کتب میں دین کی بنیادی اساس واصول تو ایک ہی رہے ہیں جن کی تبلیغ واشاعت مختلف پیغمبروں نے کی۔ شاہ ولی اللہ نے ان کی تفصیل اس طرح سے بیان کی ہے۔

۱۔ توحید۔ ۲۔ شرک کی ممانیت۔ ۳۔ مذہبی انحراف کا سد باب۔ ۴۔ تقدیر الٰہی پر کامل یقین ۵۔ شعائر اللہ کا احترام۔

۶۔ ملائکہ پر ایمان۔ ۷۔ کتب آسمانی پر ایمان۔ ۸۔ قیامت پر ایمان۔ ۹۔ جنت، دوزخ، یوم آخرت اور حساب کتاب پر ایمان و یقین۔ ۱۰۔ اعمال صالحہ کی اقسام۔ ۱۱۔ اعمال بد کی اقسام۔ ۱۲۔ عدل وانصاف کا قیام۔ ۱۳۔ ظلم وزیادتی کی تمام اشکال کی شدت سے ممانیت۔ ۱۴۔ حدود الٰہی کا قیام۔ ۱۵۔ اللہ کے راستے میں جہاد۔ ۱۶۔ مکارم اخلاق کا فروغ۔ ۱۷۔ رذائل اخلاق کا قلع قمع۔

شریعت محض کوئی قانونی نظام نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی دیوانی یا فوجداری ضابط ہے بلکہ یہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ جس کے درج ذیل کچھ اجزاء ہیں۔

۱۔ جامعیت اور وسعت:

اسلامی شریعت کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی جامعیت اور وسعت ہے اور جامعیت اور تکمیلیت کا ایک لازمی تقاضا یہ بھی ہے کے اسلامی شریعت ایک عالمی شریعت ہے یعنی عالمگیریت ایک ایسا وصف ہے کے جو جامعیت اور تکمیلیت کا لازمی تقاضا ہے بالکل اسی طرح سے عالمیت اور عالمگیریت کا لازمی تقاضا جامعیت اور تکمیلیت ہے یعنی یہ دونوں صفات ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتی ہیں اسلامی شریعت تقسیمات اور تعصّبات اور جغرافیائی حدود سے ماوراء ہے یہ انسانوں کی نسلی، لسانی، لونی اور علاقائی تقسیمات کو تسلیم نہیں کرتی ہے لہٰذا اس اعتبار سے یہ شریعت اقوام عالم کے لئے اب ایک واحد نظام حیات کی حیثیت رکھتی ہے ان تقسیمات کو تسلیم نہ کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کے اسلام ان حقائق کو ہی نہیں مانتا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کے یہ تنوعات اور اختلافات تو محض پہچان کا ایک ذریعہ ہیں، اسلام ان تنوعات کو بنیاد بنا کر بنی نوع انسانیت کی تفریق اور تقسیم کی اجازت ہرگز بھی نہیں دیتا ہے اور نہ ہی مساوات اور عدل وانصاف کے تصورات کے انکار کی اجازت دیتا ہے لیکن بہر یہ امتیازات اپنا وجود رکھتے ہیں۔

۲۔ عالمیت:

اسلامی شریعت کی دوسری بڑی خوبی عالمیت ہے، عالمیت سے مراد یہ ہے کے اب دنیا کی تمام اقوام اور خطے میں ایک ہی نظام

حیات جس کو اسلامی شریعت کہتے ہیں اس کا دور دورہ ہوگا لیکن جزوی تفصیلات ہر قوم، ہر علاقہ اور ہر زمانہ اپنے لئے الگ الگ طے کرسکتا ہے اور احکامات میں حالات اور زمانے کی رعایت رکھنا بھی شریعت کے مزاج کے مطابق ہے۔

۳۔ گہرائی اور تعمق:

اسلامی شریعت کی تیسری خوبی گہرائی اور تعمق ہے اس سے مراد بنی نوع انسانیت کے لئے قواعد وضوابط کو مقرر کرنا ہے یہ قواعد وضوابط سطحی بنیادوں پر طے نہیں کئے گئے ہیں بلکہ شریعت نے انسان کے مزاج، عادات ونفسیات، اس کی کمزوریوں اور خامیوں اور بشری تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھا ہے کیونکہ انسانی ضروریات کا تنوع لامتناہی ہے لیکن شریعت نے ان تمام تنوعات کا بیک وقت لحاظ رکھا ہے لیکن کسی انسان کے لئے یہ ناممکین ہے کے وہ اس قسم کے قوانین کو وضع کرے۔

بقول اقبال!

انسانوں کے لئے یہ بات ناممکن ہے کے وہ اپنے مطالعے، مشاہدے اپنی فکر ونظر اور معلومات کے اعتبار سے اپنے زمان ومکان سے باہر نکلے بہت کم لوگ ایسے ہیں جو زمان میں چند سو سال آگے دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اب یہ ایک اہم سوال ہے کے انسان اس زمین پر کب تک رہے گا؟ لیکن اس کا جواب خالق کائنات کے پاس ہے لہٰذا اس نے ایک ایسی شریعت متعارف کروائی ہے جو کے قیامت تک کے انسانوں کے لئے قابل قبول اور قابل عمل ہے اس اعتبار سے شریعت کی یہ صفت خود شریعت کی صداقت اور حقانیت کی ایک دلیل ہے۔

۴۔ انسان دوستی (Humanism):

آج مغربی معاشرہ انسانیت کی باتیں کرتے نہیں تھکتا ہے لیکن اگر اس فلسفے کا تجزیہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کے یہ اصول تو قرآن کریم کی تعلیمات کا بنیادی اور اہم نکتہ ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا۔

ترجمہ۔ ہم ہی نے بنی آدم کو فضیلت دی اور ان کو بحر و بر میں اٹھائے پھرے اور ان کو عمدہ رزق دیا اور ان کو ہم نے بہت سی مخلوقات پر فضیلت بھی دی۔۶

بنی نوع انسانیت کو اللہ تعالی نے فضیلت بخشی اور ان میں امتیاز نہیں رکھا تکریم انسانیت پر اسلام نے جس قدر بات کی ہوگی شاید ہی کوئی اور مذہب کر سکے آج انسانوں کے بنیادی حقوق پر خوب گرما گرم مباحثے کئے جاتے ہیں لیکن اسلام نے آدم سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک کے دور کے لئے بنی نوع انسانیت کو محترم اور مکرم کردیا اور انھیں نہایت عدل وانصاف سے ان کے حقوق بھی دے دئے۔

۵۔توازن واعتدال:

توازن اوراعتدال کی بے شمار مثالیں اسلامی شریعت میں پائی جاتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں یا خلفاء راشدین یاان کے بعد کے لوگ ان سب نے اس کا التزام اوراہتمام کیا مسلمانوں نے جب ایران ،شام اور مصر کو فتح کیا توانھوں نے وہاں کے مقامی نظم ونسق میں کوئی تبدیلی نہیں کی پھراسی طرح سے جومقامی نظم ونسق سلطنت روما کے زمانے سے فلسطین میں چلاآرہا تھاانھوں نے اس کوجوں کا توں رکھا یہاں تک کے ایران میں فارسی زبان کوہی دفتری زبان باقی رکھاجہاں سرکاری کاغذات اوردستاویزات بدستور فارسی میں لکھی جاتی رہیں جبکہ شام اور فلسطین کے علاقوں میں ان کی مقامی زبان سریانی کو باقی رکھااورخلفاء راشدین نے ان زبانوں کی جگہ عربی زبان کورائج کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ یہ ایک خالص انتظامی معاملہ تھا چونکہ اس کا شریعت کے ہمہ گیر اہداف سے اوراعلی ترین روحانی اوراخلاقی مقاصد سے کوئی خاص تعلق نہیں تھااور نہ ہی یہ چیزیں شریعت کی راہ میں مزاہم اورمتعارض تھیں لہٰذا یہ برقراررہیں۔

٦۔ثبات اورتغیر کے درمیان توازن اورامتزاج:

ثبات اورتغیر کے درمیان توازن اورامتزاج کے مابین ماضی میں عدم توازن روارکھا گیا لہٰذا کئی مسائل درپیش ہوئے مثلاً ماضی کے کئی ادیان اورنظریات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مٹ گئے یا ناپید ہوگئے اورآج ان کا شمارآثار قدیمہ میں کیا جاتا ہے جیسے کے بابل کی تہذیب اوروہاں کے قوانین کو پوری دنیا میں ایک معیار کی حیثیت حاصل تھی۔اسی طرح سے حمورابی کا قانون دنیا کے قدیم مدون قوانین میں سے ایک ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنی اہمیت اورافادیت کھو بیٹھے کیونکہ وہ آنے والے وقت اورافراد کی ضروریات کا لحاظ نہ کرسکے لہٰذا مٹ گئے لیکن اسلامی شریعت کا یہ وصف ہے کے اس نے ان دونوں یعنی ثبات وتغیر میں توازن کو برقراررکھااس کے ساتھ ہی اسلامی شریعت کی ایک اورغیر معمولی خصوصیت سمو لینے کی بھی ہے۔

بقول ہارٹن(۸۱۰ء۔۱۲۰۰ء)!اسلام کی روح بڑی وسیع ہے،اتنی وسیع کے اس کی کوئی حدود ہی نہیں ہے۔

لادین افکار سے اگرقطع نظر کرلی جائے تواس نے گردوپیش کی اقوام کے ہراس فکرکواپنے اندرجذب کرلیا جواس قابل تھی کے اسے جذب کرلیا جائے اورپھراسے اپنے مخصوص انداز سے نشوونما دیا۔دنیا کی مختلف اقوام مختلف تہذیب وتمدن،ثقافت،رجحانات اورمزاج رکھتی ہیں اور یہ قطعی ناممکن ہے کے انھیں یکسرختم کرکے کسی ایسے تصور پرزبردستی جمع کردیا جائے یہی وجہ ہے کے اسلامی شریعت نے کبھی یہ کوشش نہیں کی بلکہ تنوع کواپنے اندرسمونے کی کوشش کی لیکن اس کے ساتھ ہی شریعت اپنی وحدت، یک جہتی،امتیاز،تسلسل اوردوام کے بارے میں انتہائی حساس اورمحتاط ہے کیونکہ شریعت کسی ایسے اقدام کوقطعاً گوارانہیں کرتی جس کا نتیجہ اسلام کے تسلسل اوردوام پرمنفی انداز سے پڑے لہٰذاان دونوں کا یہ تقاضا ہے کے شریعت ہرنئی تہذیب،جدید تمدن،اقوام کے عادات وخصائل،ان کے افکارونظریات کے مثبت پہلوؤں کواپنے نظام میں اس طرح سے سمولے کہ وہ شریعت کے نظام کا ایک حصہ بن جائے۔

۷۔احکام شریعت:

اس سے مراد قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کی وہ غیر معمولی زرخیزی ہے جس کی مثال فکر انسانی کی تاریخ میں نا پید ہے یعنی قرآن کریم کی ٦٦٦٦ آیات میں ۴۴۰۰ نصوص شریعہ ہیں اور یہی حال احادیث مبارکہ کا ہے ان میں بھی تقریباً اتنی ہی احادیث ایسی ہیں جن سے قیامت تک احکامات منضبط کئے جاتے رہیں گے یعنی لامحدود مسائل کا حل محدود نصوص شریعہ کے ذریعے سے حاصل کیا جا رہا ہے اور یہ عمل قیامت تک قائم رہے گا اسلام آباد کے ایک ماہر اور مخلص کمپیوٹر انجینئیر احمد بگوی نے ایک ایسا سوفٹ ویر تیار کیا ہے جس میں وراثت سے متعلق دو کروڑ مسائل کو فرض کر کے ان کے جوابات صرف تین آیات کی بنیاد پر دئے جا رہے ہیں اس مثال سے شریعت کی جامعیت، غیر معمولی تاثیر اور زرخیزی کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا۔ اسلام کے دیوانی اور فوجداری احکامات پر اگر نظر ڈالی جائے تو یہ احکامات قرآن کریم کی صرف چند آیات سے ماخوذ ہیں اور آج بھی دنیا میں جہاں جہاں اسلامی شریعت نافذ العمل ہے وہاں یہی چند آیات فوجداری معاملات کے فیصلے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور آج تک بغیر کسی روکاوٹ اور مشکل کہ یہ کام نہایت کامیابی سے ہو رہا ہے۔

ماضی میں ۱۹ صدی کے اوائل اور وسط تک دنیائے اسلام کے ایک حصے میں شریعت کے دیوانی اور فوجداری احکامات کا بڑا حصہ نافذ العمل تھا اور اس وقت بھی قرآن کریم کی ان چند ہزار آیات اور حدیث مبارکہ کی بھی چند ہزار احادیث سے مستنبط ہونے والے لاکھوں اور ہزاروں انفرادی اجتہادات، اقوال، فتاوی اس پورے نظام کو جو مراکش سے لے کر انڈونیشیا کے مشرقی جزائر تک اور سائبیریا کی حدود سے لے کر زنجبار اور تنزانیہ کی حدود تک پھیلا ہوا تھا کامیابی سے چلا رہے تھے اس پورے علاقے میں فقہ اسلام کے مطابق کامیابی سے نظام حکومت چل رہا تھا بین الاقوامی تعلقات اور تجارت بھی نہایت کامیابی سے جاری وساری تھی۔

دنیا کے سمندروں پر مسلمان تاجروں اور ملاحوں کا کنٹرول تھا اور یہ سارا نظام اسلامی شریعت اور اسلامی قوانین کے مطابق چل رہا تھا۔

۸۔عقل ونقل کا امتزاج:

اسلامی شریعت کی ایک اور خصوصیت عقل ونقل کا ایک ایسا امتزاج ہے جو دنیا کے کسی اور مذہبی قانون میں نہیں پایا جاتا ہے لیکن سب سے زیادہ جو امتزاج جس پہلو میں نظر آتا ہے وہ اسلام کا اصول فقہ ہے علم اصول فقہ جو بیک وقت اسلامی عقلیات کا اور اسلامی عقلی منہاج کا سب سے بڑا نمونہ ہے وہاں وہ بیک وقت اسلامی نقلیات کا اور مسلمانوں کے مذہبی قانون، نظام اور فلسفے کا سب سے جامع اور سب سے مکمل نمونہ ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے دنیا کی مذہبی اور عقلی تاریخ میں اصول فقہ کا مماثل کوئی اور فن ایسا موجود نہیں ہے جو اتنی گہرائی جامعیت اور وسعت کے ساتھ عقل ونقل دونوں کے تقاضوں کو بیک وقت پورا کرتا ہو عقلی تقاضوں سے پورا کرنے کا حال تو یہ ہے کے علم اصول فقہ کے صف اول کے نمائندہ گان نے یونانی علوم اور منطق اور عقلیات سے کام لے کر اصول فقہ کو اس طرح سے مرتب کیا اس زمانے کا عقلیات کا بڑے سے بڑا نمائندہ اصول فقہ کے کسی حکم یا کسی اصول پر منطق یا عقل کے

نقطہ نظر سے اعتراض نہ کر سکا اسی طرح سے اصول فقہ کے احکامات جو بنیادی طور پر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے ماخوذ ہیں براہ راست ایک مذہبی علم اور مذہبی قانون کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے مذہبیات اور علوم نقلیہ کے تمام تقاضے بھی اصول فقہ میں بدرجہ اتم موجود ہیں اصول فقہ کی اس دور کی کتب کا اگر جائزہ لیا جائے جس میں اصول فقہ اپنی پختگی اور کمال کو پہنچا یعنی پانچویں صدی ہجری سے لے کر دوسری صدی ہجری تک کا زمانہ تو بیک وقت عقل ونقل دونوں کی مکمل طور پر نمائندگی کرتی ہیں امام غزالی کی المستصفی ہو یا امام رازی کی المحصول امام شاطبی کی الموافقات ہو یا ان کے استاد امام قرافی کی کتابیں الفروق وغیرہ ان سب میں جہاں ایک طرف علوم نقلیہ کا کمال نظر آتا ہے قرآن کریم اور احادیث سے نکلنے والے احکام کو اس فنی انداز سے اتنی دقیق ترکیب سے مرتب کیا اس کی مثال دنیا کے دوسرے مذاہب کے قوانین میں نہیں ملتی وہاں یہ کتب اسلام کی مذہبی عقلیات کی بھی اعلیٰ ترین نمائندہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور مسلمانوں کی فکری منہاج کی اعلیٰ ترین مثال کی حیثیت رکھتی ہیں جہاں منطق وفلسفے کے تصورات اور اسلوب استدلال کو اس طرح اصول فقہ کا حصہ بنایا گیا کہ! بیشتر صورتوں میں ان کتابوں کو سمجھنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک پڑھنے والا یونانی منطق اور یونانی علوم وفنون کے تصورات سے پورے طور پر واقف نہ ہو۔ اسلامی شریعت کے بارے میں ایک بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کے شریعت بنیادی طور پر ایک عملی نظام ہے لہٰذا انسانوں کی عملی زندگی کی اصلاح، ان میں عدل وانصاف کا قیام اخلاقیات اور روحانی اقدار کو فروغ دینا اہم ہے اور یہی اسلامی شریعت کا بنیادی مقصد ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَأُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی انصاف کا حاکم ہے، وہ زبردست حکمت والا ہے۔ ۷؎

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ۔

ترجمہ۔ قیامت کے دن ہم انصاف (قسط) کی میزانیں رکھیں گے اور کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر کسی کا عمل رائی کے دانے کے برابر ہو تو ہم اسے بھی لے آئیں گے ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔ ۸؎

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه۔

ترجمہ۔ جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی وہ اس کی جزا پائے گا۔ ۹؎

هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۚ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ ہمارا دفتر تم پر سچ سچ بول رہا ہے، کیونکہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسے ہم لکھ لیا کرتے تھے۔ ۱۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کافر کی داڑھ احد کے پہاڑ جتنی ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی تین

دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ ۱۱ے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دوزخ میں کافر کے دو کندھوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا فاصلہ ایک تیز رفتار سوار تین دن میں طے کرتا۔ ۱۲ے

ربیع بیان کرتے ہیں کے کافروں کی کھال چالیس ہاتھ موٹی ہوگی اور ان کا دانت ستر ہاتھ بڑا ہوگا اور ان کا پیٹ اتنا بڑا ہوگا کے اس میں پہاڑ سما جائے۔

حسن بیان کرتے ہیں! ایک دن میں ستر ہزار بار ان کی کھال جلے گی اور بدلی جائے گی۔ ۱۳ے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا۔

ترجمہ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جب اللہ کسی پر لعنت کرے تو وہ ہرگز کوئی مددگار نہ پائے گا۔ ۱۴ے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا۔

ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا انہیں ہم آگ میں ڈال دیں گے، جس وقت ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کو اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں، بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ ۱۵ے

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حمت عطا کی تھی اور ہم نے ان کو ملک عظیم عطا کیا تھا۔ ۱۶ے

حضرت ابوبکرؓ نے سجستان میں اپنے بیٹے کی طرف خط لکھا! دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کے کوئی شخص غصہ کی حالت میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔ ۱۷ے

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قاضیوں کی تین اقسام ہیں۔

ایک جنت میں ہوگا اور دو دوزخ میں ہوں گے۔

۱۔ جنت میں وہ قاضی ہوگا جو حق کو پہچان لے اور اس کے مطابق فیصلہ کرے۔

۲۔ جو حق کو پہچاننے کے باوجود اس کے خلاف فیصلہ کرے، وہ دوزخ میں ہوگا۔

۳۔ جو شخص جہالت سے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے وہ بھی دوزخ میں ہوگا۔ ۱۸ے

حضرت عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب حاکم اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرے اور صحیح نتیجہ پر پہنچے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور جب وہ اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرے اور غلط نتیجہ پر پہنچے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔ ۱۹ے

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اور اس کے سب سے زیادہ نزدیک اور مقرب امام عادل ہوگا اور سب سے زیادہ مغبوض اور سب سے زیادہ دور امام ظالم ہوگا۔ ۲۰ے

حضرت ابن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تک قاضی ظلم نہ کرے اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب وہ ظلم کرے تو اللہ اس کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ شیطان اس سے چمٹ جاتا ہے۔ ۲۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کسی فیصلے میں رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ ۲۲؎

حضرت ام سلمہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فیصلے میں رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ ۲۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! جب تمھارے پاس دو اشخاص مقدمہ پیش کریں تو جب تک تم دوسرے شخص کا موقف نہ سن لو پہلے (شخص) کے لئے فیصلہ نہ کرو۔ ۲۴؎

قریبی لوگوں پر حدود جاری کرو کیونکہ اس طرح سے دور کے لوگ خود ہی سدھر جائیں گے۔

آپ سے جب یہ پوچھا گیا کے شریف کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ! جو کمزور کے ساتھ انصاف کرے۔

پرچم ظلم کے ساتھ رہنے والے قوی انسان کے مقابلے میں، پرچم انصاف کے نیچے رہنے والا کمزور انسان سے زیادہ ڈرو کیونکہ اس کی مدد اس طرح سے ہوتی ہے کہ وہ خود بھی سمجھ نہیں پاتا۔

اپنے لئے ایسی حالت اختیار کرو کے جس میں بھلے ہی تم مغلوب رہو مگر منصف رہو ایسی حالت اختیار نہ کرو کے جس میں تم غالب تو رہو مگر ظالم بھی رہو۔

تین چیزیں زبردست اعمال میں شمار کی جاتی ہیں۔

۱۔ ہر حال میں ذکرِ الٰہی۔

۲۔ خلقِ خدا کی مال کے ذریعے سے مدد۔

۳۔ اپنے آپ اور لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا۔

انصاف اختلاف کر مٹا کر آپس میں محبت پیدا کر دیتا ہے اور یہ اشراف کا شیوہ ہے۔

جو قدرت کے باوجود ظالم سے مظلوم کو انصاف نہ دلائے تو اللہ اس کی قدرت سلب کر لیتا ہے اور جس نے انصاف میں روکاوٹ پیدا کی اللہ اس کے امکانات کو سلب کر لیتا ہے۔ ۲۵؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص اسم مبارک یامُقسِطِ کا ورد کثرت سے کرے گا وہ شیاطین کے شر سے محفوظ رہے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۔

۴۔سورہ الانبیا۔آیت۔۹۲۔۹۴۔

۵۔سورہ الحج۔آیت۔۶۷۔

۶۔سورہ ابنی اسرائیل۔آیت۔۷۰۔

۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۔

۸۔سورہ الانبیا۔آیت۔۴۷۔

۹۔سورہ الزلزال۔آیت۔۷۔

۱۰۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۹۔

۱۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۳۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۹۰۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۱۴۔سورہ النسا۔آیت۔۵۲۔

۱۵۔النسا۔آیت۔۵۶۔

۱۶۔سورہ النسا۔آیت۔۵۴۔

۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۱۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔بیروت

۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۲۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْجَامِعُ

قیامت کے دن لوگوں کو اکھٹا کرنے والا

He who collect things, gathers them, anywhere He wants, at any time.

وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ۔(کہف ۔۹۹)

ترجمہ۔صور میں پھونکا جائے گا پھر ہم ان سب کو جمع کریں گے۔

جَامِع ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۱۱۱۴ اور عدد ۶) ہے۔

جَامِع ۔(ج۔م۔ع) سے مشتق ہے۔[۱]

جَمع ۔عربی زبان میں اس سے مراد مختلف چیزوں کو جمع کرنا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں کے جَامِع کا مطلب مختلف چیزوں کو قریب لا کر ملا دینے والا۔

جَمِیع ۔لشکر کو کہتے ہیں۔

مجتمع ۔قبیلہ۔

الجماع ۔ ہر چیز جس کے اجزا باہم ملے ہوئے ہوں۔

جمع الکف ۔ بندھی ہوئی مٹھی کو کہتے ہیں۔

اجمع ۔مذکر ہے۔

جمع ۔مونث ہے

امر جامع ۔عظیم الشان کام کے لئے لوگوں کا جمع ہونا۔[۲]

یوم الجمعۃ ۔ جمعہ کا دن، قبل اسلام اہل قریش ہفتے کے کسی ایک دن جس کو وہ یوم العروبہ کہتے تھے دار قصی کے پاس دار الندوہ (قومی دار المشاورت) میں جمع ہوتے ۔کعب بن لوی نے اس دن کا نام الجمعۃ رکھا تا ہم اسی حیثیت سے وہ المجمع قصی بن کلاب کے لقب سے مشہور ہوئے یہی وہ پہلے شخص تھے کے جنھوں نے دار الندوہ بنایا تھا تا ہم اسی سے الجمعۃ کا مطلب بھی واضح ہو جاتا ہے یعنی مشورے کے لئے تمام سرداران قریش کا ایک جگہ ایک خاص دن (یوم الجمعۃ) کو جمع ہونا اور آپس کے معاملات کا باہمی

صلاح مشورے کے ذریعے حل نکالنا۔

صاحب محیط لکھتے ہیں کے الجمعۃ اجتماع سے ماخوذ ہے۔

اجمعین ۔جماعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اجماع ۔امت کے علما کرام کا کسی ایک بات پر اتفاق۔

جَامِع ۔اللہ کا ایک صفاتی اسم مبارک جس کے معانی جمع کرنے والے کے ہیں۔ ۳

اسم جَامِع کا نظام کائنات میں کردار:

اسم جَامِع کی نفوذ پذیری نظام کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے اللہ تعالی کی ایک صفت رب اللعالمین ہے چنانچہ عالمین میں بے شمار نظام موجود ہیں جہاں بے شمار مخلوقات آباد ہیں اور وہاں بدستور اللہ کا حکم اور امر اتر تا ہے اس اعتبار سے بے شمار کائناتی دنیاؤں میں کہیں قیامت بھی قائم ہو چکی تا ہم اسپیس سائنٹسٹ نظام کائنات میں موجود بلیک ہولز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کے یہ وہ سیارے اور ستارے ہوتے ہیں جن پر موت طاری ہوگئی باالفاظ دیگر اس سیارے یا ستارے کا وقت قیامت آن پہنچا چنانچہ اللہ وہاں موجود مخلوقات کو جمع فرمانے پر قادر ہیں اسی طرح سے تمام انسانوں کو روز قیامت جمع کرنے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰهُمۡ جَمۡعًا۔

ترجمہ۔صور میں پھونکا جائے گا پھر ہم ان سب کو جمع کریں گے۔ ۴

یعنی تمام انس وجن، فرشتوں اور کل مخلوقات کو جمع کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا۔

ترجمہ۔جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو رحمان کا بندہ بن کر نہ آئے۔ ۵

ارشادات خداوندی:

فَجَمَعۡنٰهُمۡ جَمۡعًا۔

ترجمہ۔ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔ ۶

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوۡمٍ لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ۔

ترجمہ۔اے رب ہمارے! تو ایک دن سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

بے شک اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں۔ ۷

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ۔

ترجمہ۔اے رب ہمارے! تو ایک دن سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ ۸؎

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصَاهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۔

ترجمہ۔جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا پھر ان کے کیے ہوئے کاموں کی انھیں خبر دے گا اللہ نے ان سب کو محفوظ کر لیا ہے اور وہ انھیں بھول چکے ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ ۹؎

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔

ترجمہ۔آسمانوں اور زمینوں میں ہر ایک رحمان کے حضور عبد بن کر حاضر ہوگا۔ ۱۰؎

لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔

ترجمہ۔بے شک اس نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور ان کی گنتی گن رکھی ہے، اور ہر ایک ان میں سے قیامت کے روز اس کے ہاں اکیلا آئے گا، بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے عنقریب رحمان ان کے لیے محبت پیدا کرے گا۔ ۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! (روز قیامت) جہنم کو لایا جائے گا اس کی ۷۰،۰۰۰ (ستر ہزار) لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے گھسیٹ رہے ہوں گے۔ ۱۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور مقاتل نے کہا! ستر ہزار فرشتے جہنم کو ہانکتے ہوئے لائیں گے اور ان فرشتوں کے ہاتھوں میں جہنم کی لگام ہوگی اور دوزخ غیظ و غضب سے چنگھاڑ رہی ہوگی اور اس کو لا کر عرش کے بائیں جانب گاڑ دیا جائے گا۔ ۱۳؎

انسان کا نسب اور نکاح بھی جنت میں منتقل ہوگا۔

ارشاد خداوندی ہے!

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۔

ترجمہ۔ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے، ان کے باپ دادا، بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیک ہیں، اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ ۱۴؎

اہل جنت کے اہل و عیال:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان میں سے ایک شخص اپنے ماں، باپ اور اپنی بیوی اور اولاد کے متعلق سوال کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ انھوں نے وہ درجہ نہیں پایا

جو تمھیں حاصل ہے پس وہ کہے گا کے اے میرے رب! میں نے اپنے لئے بھی عمل کیا ہے اور ان کے لئے بھی عمل کیا ہے پھر یہ حکم دیا جائے گا کے ان کو اس کے درجے کے ساتھ ملا دیا جائے۔ ۱۵؎

حضرت خدیجہؓ بیان کرتی ہیں کے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے فوت شدہ والدین کے بارے میں سوال کیا؟ جو کے زمانہ جاہلیت میں کفر کی حالت میں انتقال کر چکے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ! وہ دونوں جہنم میں ہیں یہ بات حضرت خدیجہؓ کو ناگوار گزری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر تم ان کی جگہ دیکھ لو تو تم بھی ان سے بغض رکھوگی انھوں نے سوال کیا کے میری جو اولاد، آپ ﷺ سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! وہ جنت میں ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا! بے شک مومنین اور ان کی اولاد جنت میں ہے اور مشرکین اور ان کی اولاد جہنم میں ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی!

اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ۔

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت) میں ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے، ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔ ۱۶؎

زازان بیان کرتے ہیں! میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گیا انھوں نے فرمایا! قیامت کے دن اللہ تعالی تمام اولین اور آخرین کو جمع فرمائیں گے پھر اللہ کی طرف سے ایک منادی یہ ندا کرے گا کے جس شخص نے اپنا حق لینا ہو تو آئے اور اپنا حق لے لے، بخدا اگر بچے اپنے باپ پر یا کسی کا اپنے بیٹے یا بیٹی یا اپنی بیوی پر جو بھی حق ہو گا وہ لے لے گا، خواہ وہ چھوٹا حق ہو۔

روحانی وظیفہ:

اسم مبارک یَاجَامِعُ کا ورد کرنے سے کھوئی ہوئے ہوئے عزیز یا اشیاء اللہ کے حکم سے مل جاتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔

۵۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔

۶۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔

۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۔

۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۔

۹۔سورہ المجادلہ۔آیت۔٦۔

۱۰۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔

۱۱۔سورہ مریم۔آیت۔۹٦۔

۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۳۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۴۔سورہ رعد۔آیت۔۲۴۔

۱۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳٦۰ھ)۔رقم الحدیث۔۱۲۲۴۸۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔بیروت

۱٦۔سورہ الطور۔آیت۔۲۱۔

اَلْغَنِیُّ

ہر چیز سے بے پرواہ

وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ۔(البقرہ۔ ۲۶۳)

ترجمہ۔اللہ غنی (بے نیاز) اور بردبار ہے۔

اَلْغَنِیُّ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۱۰۶۰ اور عدد ۷) ہے۔

اَلْغَنِیُّ۔(غ۔ن۔ی) سے مشتق ہے۔۱؎

اَلْغَنِیُّ۔قرآن کریم میں اکیس (۲۱) مرتبہ آیا ہے۔۷ مرتبہ تنہا اور ۱۰ مرتبہ اسم حمید کے ساتھ۔

اَلْغَنِیُّ۔سے مراد حاجات سے بے نیازی،تونگری اور آسودگی کے ہیں۔

اَلْغَنِیُّ۔کی ضد فقر اور محتاجی کے ہیں۔

اَلْغَنِیُّ۔کے معنی کافی ہونا بھی ہے۔۲؎

اَلْغَنِیَّہُ۔نہایت خوبصورت عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو ظاہری زیبائش سے مستغنی ہو۔

یعنی اس کا حسن اتنا بے مثل ہو کے اس کو آرائش و زیبائش کی کوئی حاجت نہ رہے۔

اَغْنِیُّ۔سے مراد مستغنی کے ہیں۔

اَلْغِنَاء۔سے مراد کفایت کے بھی ہیں۔

اَلْغِنَاء۔عربی زبان میں گانے کو بھی کہتے ہیں۔

اَلْغَنِیُّ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معنی ہر چیز سے بے پرواہ۔۳؎

اسم اَلْغَنِیُّ کا نظام کائنات میں کردار:

نظام کائنات میں اسم اَلْغَنِیُّ کی نفوذ پذیری ہر سمت جاری و ساری ہے اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی یہ ہے کے کل مخلوق تو اس کی محتاج ہے لیکن وہ سب سے بے پرواہ ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔ترجمہ۔لوگو!تم ہی اللہ کے محتاج ہو اللہ تو غنی اور حمید ہے۔۴؎

کل کائنات میں ہر روز وہ ایک نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے کائنات کی تمام مخلوقات سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے سب ہی اس کی عبادت کرتے ہیں وہ اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور ان کی تمام احتیاجات کو پورا کرنے پر کامل قدرت رکھتا ہے

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا أَتَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔

کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنالیا، وہ پاک ہے، وہ بے نیاز ہے، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے، تمہارے پاس اس کی کوئی سند نہیں ہے، تم اللہ پر ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو جانتے نہیں۔ ۵؎

جب انسان اللہ کے دئے ہوئے رزق میں سے اللہ کی مخلوقات اور ضرورت مند بندوں پر خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالی ایسے بندوں کو اپنے فضل سے غنی فرمادیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔

ترجمہ۔ اگر تمھیں تنگ دستی کا خوف ہے تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تمھیں اپنے فضل سے غنی کردے، بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ ٦؎

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔

ترجمہ۔ تم میں سے جو مجرد (بغیر کاح) کے ہوں اور تمھاری کنیزوں اور غلاموں میں جو صالح ہوں ان کے نکاح کردو اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انھیں غنی کردے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا ہے۔ ۷؎

ارشادات خداوندی:

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ۔ ۸؎

ترجمہ۔ اللہ بے نیاز (غنی) اور بردبار ہے۔

وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ ۹؎

ترجمہ۔ اللہ بے نیاز (غنی) اور بہترین صفات سے متصف ہے۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ۔ ۱۰؎

ترجمہ۔ تمھارا رب بے نیاز (غنی) ہے اور مہربانی اس کی عادت ہے۔

فَإِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ۔ ۱۱؎ ترجمہ۔ اللہ بے نیاز (غنی) ہے اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔

ترجمہ۔لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کے جو اس کے گھر تک پہنچنے ی استطاعت رکھتا ہو وہ حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے گا تو اسے معلوم ہو جانا چاہئے کے اللہ تمام عالمین سے بے نیاز (غنی) ہے۔۱۲؎

وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيمًا۔

ترجمہ۔اگر زوجین ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو اللہ اپنی وسیع قدرت سے ہر کو دوسرے کی محتاجی سے بے نیاز کر دے گا۔۱۳؎

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيدًا۔

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ کا ہے تم سے پہلے جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی انھیں بھی یہی ہدایت تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کے اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو لیکن اگر تم نہیں مانتے تو نہ مانو آسمان اور زمین کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہی ہے اور وہ بے نیاز (غنی) ہے اور ہر تعریف کا وہ مستحق ہے۔۱۴؎

لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔

ترجمہ۔جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے وہ سب اسی کا ہے بے شک وہی غنی اور حمید ہے۔۱۵؎

عِندَهُ قَالَ هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ۔

ترجمہ۔(سلیمان نے کہا!) جو کوئی شکر ادا کرتا ہے اس کا شکر اس کے اپنے لئے ہی مفید ہے اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز (غنی) اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔۱۶؎

وَمَن جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔

ترجمہ۔جو کوئی بھی مجاہدہ کرے گا وہ اپنے لئے ہی کرے گا۔اللہ یقیناً عالمین سے بے نیاز (غنی) ہے۔۱۷؎

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ

ترجمہ۔ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کرتے رہو، اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر کرتا ہے، اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔۱۸؎

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔

ترجمہ۔اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو، اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے۔۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ سخی نہیں دیکھا خاص کر ماہ صیام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت بہت ہوتی تھی۔۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا! اے ابوذرؓ! مجھے یہ گوارا نہیں کے میرے پاس احد کے پہاڑ جتنا سونا ہو اور اس میں سے ایک اشرفی بھی تین دن تک میرے پاس بچے۔ سوائے اس کے جو ادائے قرض ہوائے ابوذرؓ! میں اس مال کو اپنے دونوں ہاتھوں سے خلق خدا میں تقسیم کر کے اٹھوں۔۲۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! سخاوت کی انتہاء موجودہ اشیاء کو دینا ہے جواد اور سخی وہ ہے جو ان چیزوں کو بھی بانٹ دے جن میں کنجوسی برتی جاتی ہے۔

کریم النفس لوگوں کی روش سخاوت ہے اور انسان کی سخاوت اسے دشمنوں میں بھی محبوب بنا دیتی ہے جبکہ اس کا بخل اس کو اس کی اولاد میں بھی قابل نفرت بنا دیتا ہے۔

سخاوت کے ذریعے لوگ سردار بن جاتے ہیں اور سب سے بڑی سخاوت لوگوں تک ان کا حق پہنچا دینا ہے۔۲۲؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص ہر روز ۷۰ بار یَاغَنِیُّ کا ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مال میں خیر و برکت عطا فرمائیں گے اور وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۴۔ سورہ فاطر۔ آیت۔ ۱۵۔

۵۔ سورہ یونس۔ آیت۔ ۶۸۔

۶۔ سورہ التوبہ۔ آیت۔ ۲۸۔

۷۔ سورہ النور۔ آیت۔ ۳۲۔

۸۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۶۳۔

۹۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۶۷۔

۱۰۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۱۳۳۔

۱۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۸۔
۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔
۱۳۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۰۔
۱۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۱۔
۱۵۔سورہ الحج۔آیت۔۶۴۔
۱۶۔سورہ النمل۔آیت۔۴۰۔
۱۷۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۔
۱۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۲۔
۱۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۵۔
۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۲۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمُغْنِیُ
غنی یا بے پرواہ کرنے والا

وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۔(الحج۔۶۴)

ترجمہ۔ بے شک وہی غنی اور حمید ہے۔

اَلْمُغْنِیُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۱۰۰اور عدد ۲) ہے۔

اَلْمُغْنِیُ ۔بھی صفت الٰہیہ ہے۔

اَلْمُغْنِیُ ۔قرآن کریم میں یہ اسم مبارک بحیثیت اسم صفاتی کے موجود نہیں البتہ مغنون کا ذکر دوجگہ موجود ہے۔

اَلْمُغْنِیُ ۔کے معنی اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے لوگوں کو غنی یا بے پرواہ کردے۔[۱]

اسم اَلْمُغْنِیُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم صفاتی اَلْمُغْنِیُ سے مراد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے اپنے بندوں کو غنی کردے اگرچہ غنا کی کئی اقسام ہیں جن میں جودوسخا، رحم دلی، عطا کرنا، لوگوں کی بے غرض مدد کرنا اور اس کو بھول جانا، خلق خدا کے لئے آسانیاں کرنا، ان کی مشکلات دور کرنا، ان اقرض ادا کرنا، قرض میں مہلت یا اسے معاف کرنا، ظلم وزیادتی کرنے والوں کو اللہ کی خاطر معاف کردینا وغیرہ، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور انبیاء کرام وان صفات سے متصف فرمایا اس کے علاوہ اولیاء اللہ اور درویش بھی ان صفات سے متصف ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ایک کامیاب ترین تجارت پیشہ خاتون تھیں اور سرداران عرب مل کر جتنی تجارت کرتے تنہا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اس سے زیادہ تجارت یا کرتیں لیکن اللہ نے ان کے قلب میں فیاضی عطا فرمائی چنانچہ وہ نہایت کثرت سے اپنے مال کو غریب غرباء اور ضرورت مندوں پر خرچ کیا کرتیں آپؓ نے بے شمار غلام آزاد فرمائے اور دین اسلام اور مسلمانوں کی مضبوطی پر اپنا روپیہ پیسہ بے دریغ خرچ کیا حتیٰ کے یہ نوبت آگئی کے جب آپ کا انتقال ہوا تو گھر میں اتنے پیسے نہ تھے کے کفن کا انتظام کیا جاتا لہٰذا ایک بڑی چادر جو آپ اوڑھا کرتیں اسی میں آپ کی تدفین کی گئی۔

حضرت عثمان غنیؓ بھی اپنی بے پناہ سخاوت کی وجہ سے قبیلہ قریش میں نہایت عزت اور وقار کی نظر سے دیکھے جاتے آپؓ بھی ایک نہایت کامیاب تاجر اور بے پناہ سخی تھے آپ لوگوں کو ان کی طلب سے زیادہ عطا فرماتے۔

ارشادات خداوندی:

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ۔

ترجمہ۔ جب یہ لوگ اکٹھے اللہ کے سامنے بے نقاب ہوں گے تو اس وقت ان میں سے جو دنیا میں کمزور تھے وہ ان لوگوں سے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہیں گے کے دنیا میں ہم تمھارے تابع تھے، کیا اب تم اللہ کے عذاب سے ہم کو بچانے کے لئے بھی کچھ کر سکتے ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کے اگر اللہ نے ہمیں نجات کی راہ دکھائی ہوتی تو ہم ضرور تمھیں بھی دکھاتے اب تو یکساں ہے چاہے ہم جزبز کریں یا صبر بہرحال ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ ۲؎

وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ۔

ترجمہ۔ پھر اس وقت جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے دنیا میں جو لوگ کمزور تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کے ہم تمھارے تابع تھے تو کیا اب تم یہاں ہمیں دوزخ کی تکلیف کے کچھ حصے سے ہمیں بچا سکتے ہو؟۔ ۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ۹۰،۰۰۰ درھم آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو تقسیم کروا دیا یہاں تک کے وہ ساری رقم اسی دن تقسیم کردی گئی تاہم تقسیم کے بعد ایک شخص آیا اس نے بھی طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میرے نام پر قرض لے لو پھر جب میرے پاس ہو گا تو میں ادا کردوں گا۔ ۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ ۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! رزق سخاوت میں پوشیدہ ہے جبکہ لوگ اس کو محنت میں تلاش کرتے ہیں۔

تنگ دستی میں سخاوت، غصے میں سچ بولنا اور طاقت ہوتے ہوئے معاف کردینا بہترین نیکی ہے۔ ۶؎

روحانی وظیفہ:

صوفیاء کرام کے مطابق! جو شخص ۱۰ جمعے تک ہر جمعے کو ۱۰۰۰، بار یَا مُغْنِیُ پڑھے گا وہ خلق سے بے نیاز ہو جائے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ سورہ ابراہیم۔ آیت۔ ۲۱۔

۳۔سورہ المومن۔آیت۔۴۷۔
۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت
۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْمَانِعُ

دین اور دنیا میں ہلاکت سے بچانے والا

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ

(النحل۔۱۲۵)

ترجمہ۔تمھارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔

اَلْمَانِعُ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر (۱۶۱ اور عدد ۸) ہے۔

اَلْمَانِعُ۔(م۔ن۔ع) سے مشتق ہے۔۱؎

اَلْمَانِعُ۔قرآن کریم میں ایک مقام پر کنایتاً آیا ہے۔

اَلْمَنِعُ۔عربی زبان میں اس سے مراد کسی شخص یا کسی چیز کے درمیان حائل ہو جانا جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہو۔

اَلْمَنِعُ۔اعطاء کی ضد ہے۔۲؎

امتنع۔باز رہنا اور رک جانا۔

اَلْمَانِعُ۔روکنے والا۔

اَلْمَانِعُ۔زیادہ روکنے والا۔

المنعیٰ۔رکنا یا محفوظ ہو جانا۔

منع الرجل۔آدمی محفوظ ہو گیا۔

حصن منیع۔محفوظ اور مضبوط قلعہ۔

الممانعة۔ایک دوسرے کو روکنے کے لئے جھگڑا کرنا۔۳؎

اسم اَلْمَانِعُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم صفاتی اَلْمَانِعُ کا نظام کائنات میں نہایت اہم کردار ہے جو مسلسل جاری و ساری ہے اللہ کا یہ حکم ہے کے لوگ ایک اللہ کی عبادت کریں اور شرک سے بچیں، وہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، سیدھی سچی بات کہیں، وہ عدل و انصاف کریں، ناپ تول میں ایمانداری کریں، والدین کی عزت اور فرمانبرداری کریں، سچی گواہی دیں، قانون کی پاسداری کریں، نیک اعمال اور عبادات کریں

توکل، ایثار، قربانی، عفو درگزر، ایفائے عہد، صبر وشکر اور ذکر الٰہی کریں تاہم غیبت، جھوٹ، چغلی، چوری، شراب نوشی، جوا، قتل وغارت گری، سود، رشوت، حرام سے بچیں کائنات میں جہاں جہاں اللہ کا حکم نافذ العمل ہے اور انسانوں کو برائی سے روکنے کے لئے جہاں جہاں بھی پیغمبر بھیجے گئے دراصل وہاں وہاں اللہ کی اسی صفت الٰہیہ اَلْمَانِعُ کا نفاذ اور عملداری موجود ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔

ترجمہ۔ مسلمانوں! اپنے درمیان اپنے (بھائیوں) کے مال کو ناحق نہ کھاؤ۔ ۴؎

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔ تم پر حرام کیا گیا ہے مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ ذبیحہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا۔ ۵؎

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔ اس ذبیحہ میں سے نہ کھاؤ جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو بے شک یہ بدکاری ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں اس بارے میں کہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ ۶؎

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ مومنو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں تم ان سے بچو۔ ۷؎

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

ترجمہ۔ جس نے کوئی گناہ کیا اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا سو وہی دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ۸؎

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔

ترجمہ۔ تم انصاف کرنے میں دل کی خواہش کی پیروی نہ کرو، اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلوتہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ ۹؎

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ۔

ترجمہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے کیونکہ یہ اپنی خواہش نفسانی کا اتباع کرتے ہیں۔ ۱۰؎

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں کے دل میں ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں اور وہ دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس میں اپنا جی لگا

بیٹھے اور ہماری آیات سے غافل ہو گئے تو ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانہ آگ ہے یہ سبب ہے ان کے اعمال کا جو وہ کرتے رہے۔ ۱۱؎

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ۔

ترجمہ۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ۱۲؎

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے برائی سے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ ۱۳؎

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

ترجمہ۔ اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ ۱۴؎

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔

ترجمہ۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار رہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا، بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ ۱۵؎

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ مسلمانو! اپنے اوپر اپنی جانوں کی اصلاح کو لازم کر لو جب تم خود ہدایت پر ہو گے تو جو گمراہ ہوگا اس کا گمراہ ہونا تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ۱۶؎

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ۔

ترجمہ۔ اے نبی! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو تمھارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔ ۱۷؎

اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہیں وہ اللہ کی بارگاہ میں بطور عبد کے حاضر ہوں گے۔ ۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

تم میں جو کوئی برائی ہوتی دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اس کو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو اس کو اپنے دل میں برا جانے (یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے)۔۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخدا اگر تمھارے سبب سے اللہ کسی ایک انسان کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔۲۰؎

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نزدیک کون سے شہداء سب سے زیادہ مکرم ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ شخص جس نے کسی ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور حاکم نے اس کو شہید کر دیا۔۲۱؎

عثمان بن ابی عاصؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کے میری اور میری تلاوت قرآن کے درمیان شیطان حائل ہو جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس شیطان کا نام خنزب ہے جب تم اس کو محسوس کرو تو تم **أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ** پڑھ لیا کرو اور اپنی بائیں جانب تین بار تھک تھکا دیا کرو۔۲۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے حق ظاہر ہونے کے بعد اس کو بیان کرنے سے اور کسی بڑی بات کا ذکر کرنے سے باز نہ رہے کیونکہ نہ لوگوں کا دباؤ موت کو قریب کرتا ہے اور نہ ہی رزق کو دور کرتا ہے۔۲۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ اللہ تمھارے برے لوگوں کو تم پر مسلط کر دے گا پھر تمھارے نیک لوگ بھی دعا کریں گے تو ان کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔۲۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کا کوئی کلام اس کے لئے نفع بخش نہیں ہوتا سوائے اس کے کے وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور اللہ کا ذکر کرے۔۲۵؎

تم سب راعی ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔۲۶؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنے پڑوسیوں کے نزدیک اچھا ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔۲۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جس نے امر بالمعروف کیا گویا اس نے مومنین کی کمر کو مضبوط کیا اور جس نے نہی عن لمنکر کیا گویا اس نے منافقوں اور کافروں کو ناک رگڑنے پر مجبور کر دیا۔

بلاشبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اللہ کی صفات میں سے دو صفات ہیں لہٰذا اس کی وجہ سے نہ ہی کسی کی موت پہلے آ سکتی ہے اور نہ ہی کسی کا رزق اس سے دور جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو کے نیکی کا حکم تو دیتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اسی طرح سے وہ برائی سے لوگوں کو روکتے تو ہیں لیکن خود اس کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔

لوگوں کو اچھائی کا حکم دو تو تم اہل خیر میں شمار کئے جاؤ گے اور برائی سے نفرت کا اظہار اپنے ہاتھ، پاؤں اور زبان سے کرو اور اپنی کوشش بھر برائی کرنے والوں سے دور رہو۔۲۸ے

روحانی وظیفہ:

رات میں سونے سے قبل ۲۰ مرتبہ یامَانِعُ پڑھنے سے آپس کا نزع ختم ہو جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ النسا۔۲۹۔

۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۔

۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۱۔

۷۔سورہ المائدہ۔۹۰۔

۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۱۔

۹۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۵۔

۱۰۔سورہ محمد۔آیت۔۱۶۔

۱۱۔سورہ یونس۔آیت۔۷۔۸۔

۱۲۔سورہ ہود۔آیت۔۱۱۴۔

۱۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۴۔

۱۴۔سورہ آل عمران۔۱۱۰۔

۱۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۱۔

۱۶۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۵۔

۱۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۵۔

۱۸۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔

۱۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۲۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۱۔مسند بزاز۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی۔
۲۲۔المصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔ج۔ا۔ص۔۸۵۔مطبوعہ دار القرآن کراچی۔۱۴۰۶ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۴۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دار لکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۲۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلضَّآرُّ

ضرر پہنچانے والا

He who creates that which makes one despondent.

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرَاتِ۔

(البقرہ۔۱۵۵)

ترجمہ۔ہم ضرور تمھیں کسی قدر خوف، بھوک، مال کی کمی، جان اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے۔

اَلضَّآرُّ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۱۰۰۱اور عدد ۲) ہے۔

اَلضَّآرُّ۔(ض۔ر۔ر) سے مشتق ہے جس کے معنی ضرر یا نقصان پہنچانے والا۔ا ے

ضر۔یا۔یضر۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی نقصان پہنچانا۔

الضر۔عام طور پر مالی نقصان یا ارضی مصیبت کو کہتے ہیں۔

الضر۔سے مراد وہ مصیبت یا بدحالی جو انسان کی ذات سے متعلق ہو۔

اَلضَّآرُّ۔قحط اور نقصان کی شدت کو کہتے ہیں۔

الضر۔لاغری اور معذوری کو کہتے ہیں۔

الضراء۔معذور ہونے کو کہتے ہیں مثلاً لنگڑا ہونا، نیز تنگی، سختی اور مالی بدحالی کو کہتے ہیں۔

الضریر۔نابینا مریض، لاغر، مصیبت زدہ کو کہتے ہیں۔

الضر۔تنگی۔

الضرورۃ۔حاجت۔

الاضطرار۔شدت احتیاج سے مجبور ہونا۔

الضرتان۔چکی کے دونوں پاٹ یا پھر ایک مرد کی دو بیویاں۔

الاضرار۔ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی کو لانا یعنی سوتن کو لانا۔

المضر ۔قریب ہونے والا۔

ضرر ۔کی ضد نفع۔ ۲؎

اسم اَلضَّارُّ کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ کا ایک اسم صفاتی اَلضَّارُّ ہے جس کے معنی ضرر یا نقصان پہنچانے والا اگرچہ اللہ تعالی اپنی کل مخلوقات سے بے حد محبت کرتے ہیں اور ہمہ وقت اپنی کل مخلوقات کو رحمت کے حصار میں رکھتے ہیں لیکن اللہ کے ایسے اسم صفاتی جن میں غیض وغضب اور جلال ہے اگر غور کیا جائے تو وہ غیض وغضب بھی ایک معانی میں محبت ہی کی ایک قسم ہے یعنی جس طرح سے والدین اپنے بچوں کی غلطیوں کی تصیح کرتے ہیں انھیں اچھا برا سمجھاتے ہیں اور جب بچے بعض نہ آئیں تو پھر انھیں سزا بھی دی جاتی ہے تاکہ ان کی اصلاح ہو سکے اور ان کی بہترین اخلاقی تربیت ہو سکے لہذا سزا کا عمل سدھارنے کے غرض سے کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے ضرر یا نقصان پہنچنے کے بھی دو معانی ہیں۔

ا۔کسی شخص کو جانی، مالی یا اولاد کی طرف سے کوئی تکلیف،نقصان یا ضرر پہنچانا (نیک لوگوں کی آزمائش ہوتی ہے)۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ۔

ترجمہ۔ہم ضرور تمھیں کسی قدر خوف، بھوک، مال کی کمی، جان اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے،اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ ۳؎

لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ ۔

ترجمہ۔ہم تم کو جان اور مال سے آزمائیں گے۔ ۴؎

۲۔گمراہ، گناہ گار اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو سزا دیتے ہوئے انھیں جانی، مالی یا اولاد کے حوالے سے کسی نقصان میں مبتلا کرنا (یہ برے لوگوں کی سزا ہے)۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاسۡـَٔلۡهُمۡ عَنِ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ كَانَتۡ حَاضِرَةَ الۡبَحۡرِ‌ۘ اِذۡ يَعۡدُوۡنَ فِى السَّبۡتِ اِذۡ تَاۡتِيۡهِمۡ حِيۡتَانُهُمۡ يَوۡمَ سَبۡتِهِمۡ شُرَّعًا وَّيَوۡمَ لَا يَسۡبِتُوۡنَ‌ ۙ لَا تَاۡتِيۡهِمۡ‌ ‌ۛۚ كَذٰلِكَ‌ ‌ۛۚ نَبۡلُوۡهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ۔

ترجمہ۔ان سے اس بستی کا حال پوچھ جو دریا کے کنارے پر تھی، جب ہفتہ کے معاملہ میں حد سے بڑھنے لگے جب ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی کے اوپر آنے لگیں اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا تو نہ آتی تھیں، ہم نے انہیں اس طرح آزمایا اس لیے کہ وہ نافرمان تھے۔ ۵؎

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۔

ترجمہ۔جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے، اور بے شک اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔۶؎

قرآن نے واشگاف انداز سے یہ اعلان کر دیا!

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ۔

ترجمہ۔کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تمہیں وہ (حالات) پیش نہیں آئے جو ان لوگوں کو پیش آئے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں، انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دیے گئے یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اٹھے کہ اللہ کی مدد کب ہوگی! سنو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔۷؎

امیر المومنین حضرت علیؑ سے کسی نے پوچھا، یہ کیسے معلوم ہو کے ہم پر آنے والی مشکل، مصیبت اور نقصان سزا ہے یا آزمائش؟ تو آپ نے فرمایا! جس مشکل کے وقت تمھیں اللہ یاد آجائے سمجھ لو کے وہ آزمائش ہے اور جس مشکل کے وقت تمھیں دنیا اور لوگ یاد آجائیں سمجھ لو کے وہ سزا ہے۔۸؎

ارشادات خداوندی:

وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ۔

ترجمہ۔تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آتی ہے اور بہت سے قصوروں سے تو وہ ویسے ہی درگزر کرتا ہے۔۹؎

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔

ترجمہ۔ہم ضرور تمھیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمھاری آزمائش کریں گے ان حالات میں جو لوگ صبر کریں گے اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں، إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (ہم اللہ کے ہی ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے) تو انھیں خوشخبری دے دو کے ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راہ راست پر ہیں۔۱۰؎

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ترجمہ۔اگر اللہ تمھیں نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمھیں اس نقصان سے بچا سکے۔۱۱؎

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ۔

ترجمہ۔تم سے پہلے بہت سے اقوام کی طرف رسولوں کو بھیجا اور ان اقوام کو مصائب اور آلام میں مبتلا کیا تا کہ وہ عاجزی اختیار کریں اور ہمارے سامنے جھک جائیں۔۱۲؎

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ۔

ترجمہ۔کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی بستی میں نبی بھیجا ہو اور اس بستی کے لوگوں کو پہلے تنگی اور سختی میں مبتلا نہ کیا ہو اس خیال سے کے شاید وہ عاجزی پر اتر آئیں۔ ۱۳؎

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔پھر ہم نے تمہیں ان کے بعد زمین میں نائب بنایا تا کہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو۔ ۱۴؎

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

ترجمہ۔اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں، اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں، اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے، اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ ۱۵؎

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ۔

ترجمہ۔البتہ ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا بھی کیا پھر بھی اپنے رب کے سامنے عاجزی نہ کی اور نہ گڑگڑائے۔ ۱۶؎

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ۔

ترجمہ۔جب ان کے اپنے کرتوتوں سے ان پر کو مصیبت آتی ہے تو وہ یکا یک مایوس ہونے لگتے ہیں۔ ۱۷؎

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ۔

ترجمہ۔کیا میں اس کے سوا دوسروں کو معبود بناؤں کہ اگر رحمان مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے تو ان کی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں۔ ۱۸؎

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْۤا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ۔

ترجمہ۔جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کر کے پکارتا ہے پھر جب وہ اسے کوئی نعمت اپنی طرف سے عطا کرتا ہے تو جس کے لیے پہلے پکارتا تھا اسے بھول جاتا ہے اور اس کے لیے شریک بناتا ہے تا کہ اس کی راہ سے گمراہ کرے، کہہ دو اپنے کفر میں تھوڑی مدت فائدہ اٹھا لے، بے شک تو دوزخیوں میں سے ہے۔ ۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کے دن کن لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے نبی کو قتل کیا یا نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کو قتل کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی!

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ حَقٍّ وَّيَقۡتُلُوۡنَ الَّذِيۡنَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۔

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور عدل وانصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابو عبیدہ! بنی اسرائیل نے صبح کے اول وقت میں ۴۳ نبیوں کو قتل کیا تو بنی اسرائیل کے ۱۱۲ عبادت گزار علماء کھڑے ہوئے انھوں نے ان کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو بنی اسرائیل نے اس دن کے آخری حصے میں ان سب کو قتل کر دیا۔ ۲۰ ؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! اللہ تعالی ہر جبر کرنے والے کو ذلیل اور ہر متکبر کو بے عزت کرتا ہے۔

جو اپنی ہر پریشانی کو کھل کر ہر کسی سے بیان کرتا ہے وہ اپنی ذلت سے راضی ہو جاتا ہے۔

جو اللہ کی نافرمانی میں لذت محسوس کرتا ہے اللہ اس کو ذلت سونپ دیتا ہے۔

جھوٹ انسان کو بدکرداری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکرداری انسان کو جہنم میں پہنچاتی ہے۔

جو کسی بری بات کو کہنے کے بعد دہراتا ہے وہ اس کو کہنے والے کی طرح ہوتا ہے اور گالی سے دور رہو کیونکہ یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

سب سے زیادہ احمق و نادان ہی وہ ہے جو گالی اور بدکلامی پر فخر کرے۔ ۲۱ ؎

روحانی وظیفہ:

جس شخص کو ثبات اور قرار میسر نہ ہو تو وہ ہر جمعے کو ۱۰۰ بار یَاضَآرُّ کا ورد کرے، اللہ اس کو ثبات اور قرار عطا فرمائیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۱۵۵۔

۴۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۱۸۶۔

۵۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۱۶۳۔

۶۔ سورہ انفال۔ آیت۔ ۲۸۔

۷۔ القرآن۔

۸۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔

۹۔ سورہ الشوریٰ۔ آیت۔ ۳۰۔

۱۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۶۔۱۵۷۔
۱۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۷۔
۱۲۔سورہ انعام۔آیت۔۴۲۔
۱۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۴۔
۱۴۔سورہ یونس۔آیت۔۱۱۔
۱۵۔سورہ یونس۔آیت۔۱۰۷۔
۱۶۔سورہ المومنون۔آیت۔۷۶۔
۱۷۔سورہ روم۔آیت۔۳۶۔
۱۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۲۳۔
۱۹۔سورہ الزمر۔آیت۔۸۔
۲۰۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۴۴۔۱۴۵۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۲۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

النافع

نفع پہنچانے والا

He who creates all things which provide goodness and benefit.

قُلۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَـكُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ۔(المائدہ۔۷۶)

ترجمہ۔ تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمھارے لئے نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی نفع کا۔

النافع ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا نمبر(۲۰۱ اور عدد ۳) ہے۔

النافع ۔(ن۔ف۔ع) سے مشتق ہے، جس کے معنی فائدہ یا خیر کا پہنچنا ہے۔ا؎

النافع ۔قرآن کریم میں اللہ کے اسم صفاتی النافع کا ذکر موجود نہیں لیکن یہ بات طے شدہ ہے کے ہر نفع ونقصان انسان کو اللہ کی جانب سے ہی پہنچتا ہے۔

نفع ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی خیر، بھلائی اور فائدہ کے ہیں۔

نفع ۔کی ضد نقصان یا ضرر ہے۔

نفع ۔سے مراد خوشگواری کے بھی ہیں۔

نفعہ ۔عربی زبان میں لاٹھی کو بھی کہتے ہیں۔

یعنی چرواہے کی لاٹھی جانوروں کو ہنکاتی ہے ایسا کرنے کا مقصد نفع کا حصول ہوتا ہے۔

النافع ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے یعنی ہر نعمت، فائدہ، آسانی اور خوشگواری اللہ کی جانب سے ایک نعمت ہے۔۲؎

اسم النافع کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الٰہیہ النافع نظام کائنات میں نہایت گہرائی سے نفوذ پذیر ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدے کو نہایت تفصیل سے قرآن کریم میں بیان فرمایا نہ صرف یہ بلکہ انسان کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھی دنیا میں مبعوث فرمائے تا کہ وہ انسانوں کو ان

کے فائدے کی باتیں بتائیں اور انھیں دنیا اور آخرت کے نقصانات سے بچنے کی ہدایت فرمائیں۔ کائنات کی ہر شے کسی خاص مقصد کے تحت پیدا کی گئی ہے انسان اپنی کم علمی کے سبب ان مقاصد اور فوائد کو سمجھنے سے قاصر ہے لیکن اللہ کے ہر کام میں بے پناہ حکمت اور بنی نوع انسانیت کے لئے فائدہ پوشیدہ وہتا ہے بس انسان کو راضی بہ رضا رہنا چاہئے اور تمام تر ناپسندیدہ چیزوں کو بھی صبر و سکون سے برداشت کر لینا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ ناپسندیدہ شے پر اس کا صبر اسی کے حق میں بے شمار نعمتوں کا سبب بن جاتا ہے۔

ارشادات خداوندی:

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔

ترجمہ۔ان سے کہو کے تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمھارے لئے نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی نفع کا۔ ۳۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا۔

ترجمہ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان سے پوچھو کے کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ ۴۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا۔

ترجمہ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان سے ہو کے میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ ۵۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ۔

ترجمہ۔یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پر عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔ ۶۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔

ترجمہ۔کہو کے میرے اختیار میں تو خود اپنا نفع اور نقصان بھی نہیں۔سب کچھ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ ۷۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا، پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔ ۸۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا۔

ترجمہ۔تم نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کو اپنا کارساز بنا لیا ہے جو خود اپنے لئے بھی کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ ۹۔

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ۔

ترجمہ۔ابراہیم نے کہا کے کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوج رہے ہو جو نہ تمھیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔ ۱۰۔

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ۔

ترجمہ۔پھر وہ اللہ کو چھوڑ ان کو پکارتا ہے جو نہ اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ یہ ہے گمراہی کی انتہا۔وہ ان کو پکارتا ہے جن کا نقصان ان کے نفع سے قریب تر ہے بدترین ہے اس کا مولیٰ اور بدترین ہے اس کا رفیق۔ ۱۱۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔

ترجمہ۔لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنالئے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں جو خود اپنے لئے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے جو نہ مار سکتے ہیں اور نہ ہی جلا سکتے اور نہ ہی مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔ ۱۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی اپنے بندے پر اپنی نعمت کے اثر کو دیکھنا پسند کرتا ہے۔ ۱۳؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کا قول:

اس خدا کی قسم جس نے تمھاری سماعتوں کا احاطہ کیا ہوا ہے جو بھی کسی دل کو سرور بخشتا ہے اللہ اس کے لئے اسی سرور سے ایک لطف خلق کرتا ہے اور جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو یہ اس کی طرف اسی طرح سے جاری ہوتا ہے جیسے پانی اوپر سے نیچے کی طرف جاری ہوتا ہے یہاں تک کے وہ سرور اس مصیبت کو بھگا دیتا ہے جیسے دوسری جگہ کی اونٹنی کو بھگا دیا جاتا ہے۔ ۱۴؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص ہر کام کے شروع میں ۱۴۱ مرتبہ یانافع پڑھے گا اللہ تعالی اس کے کام میں خیر و برکت عطا فرماتے ہوئے حسب دل خواہ اس کام کو انجام دیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ المائدہ۔آیت۔۷۶۔

۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۷۔

۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۸۔

۶۔سورہ یونس۔آیت۔۱۸۔

۷۔سورہ یونس۔آیت۔۴۹۔

۸۔سورہ یونس۔آیت۔۱۰۶۔

۹۔سورہ رعد۔آیت۔۱۶۔

۱۰۔سورہ الانبیا۔آیت۔۶۶۔

۱۱۔سورہ الحج۔آیت۔۱۲۔

۱۲۔سورہ الفرقان۔آیت۔۳۔

۱۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

النُّوۡر

روشنی والا

Ovides divine light to the entire Universe, to the faces, minds and hearts of His servants.

. وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ ۔(الصّف۔۸)

ترجمہ۔اللہ کا فیصلہ یہ ہے کے وہ اپنے نور کو پورا کا پورا پھیلا کر رہے گا۔

النُّوۡر ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کا نمبر(۲۵۶ اور عدد ۴) ہے۔

النُّوۡر ۔(ن۔و۔ر) سے مشتق ہے۔

النُّوۡر ۔ہر قسم کی روشنی اور شعاع کو کہتے ہیں۔ا؂

زمخشری کے مطابق!ضیاء میں النُّوۡر سے زیادہ زور اور شدت پائی جاتی ہے۔

کچھ علماء لغت نے ضیاء کو ذاتی روشنی جبکہ النُّوۡر کو ایسی روشنی کہا ہے جو ذاتی نہ ہو۔

قرآن کریم میں سورج کے لئے ضیاء اور چاند کے لئے النُّوۡر کا لفظ استعمال کیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَ۔

ترجمہ۔(اللہ) نے سورج کو درخشندہ (ضیاء) اور چاند کو نورانی (منور) کیا۔۲؂

تاہم ضیاء اور نور کا یہ فرق انھی مقامات پر ہوگا جہاں یہ الفاظ ایک دوسرے کے مقابل آئیں۔

النُّوۡر ۔سے مراد جو خود واضح اور ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کو بھی واضح اور روشن کردے۔

النُّوۡر ۔اللہ نے قرآن کریم کو بھی النُّوۡر کہا ہے یعنی ایسی تعلیمات ،ہدایت اور رہنمائی کے جس سے زمانے کے اندھیرے دور ہو جائیں اللہ کے کلام کی ایسی روشنی جو اس کی ذاتی ہو اور اس کو کسی خارجی روشنی کی ضرورت نہ ہو۔۳؂

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۔

ترجمہ۔تمھارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ ۴؎

النُّوْر ۔اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کے وہ ہر شے کے اصل مقام، حیثیت اور کیفیت کو درست طریقے سے متعین اور واضح کر دیتی ہے یعنی جب اللہ نے قرآن کریم کو نور کہا تو اس کا مطلب یہ ہوا کے ہدایت اور رہنمائی کی ایسی روشنی جو اللہ سے محبت اور اس کی اطاعت کرنے والوں کو حاصل ہو جاتی ہے اللہ سے محبت کرنے والے لوگ اللہ کی خاطر اس کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں ان کے لئے نور ہدایت اور بے شمار کامیابیاں اور انعامات عطا فرماتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۔

ترجمہ۔کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ور کسی طرح سے ان سے نہ نکلتا ہو۔ ۵؎

منارہ ۔عربی زبان میں منارہ یا منار اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے روشنی نکلے۔

جس جگہ اذان دی جاتی ہے اس مقام کو بھی منارہ کہا جاتا ہے یعنی اللہ کی جانب، خیر اور ہدایت کی جانب آنا یا اسے خیر کی جانب بلانا۔

منیر ۔خوش رنگ اور روشن چیز یا شخص جو روشنی پھیلائے۔

نار ۔بعض علماء لغت نے نار اور نور یعنی دونوں الفاظ کی ایک ہی اصل بیان کی ہے۔

نار ۔میں شعلے کی ایسی لپٹ موجود ہوتی ہے جو لوگوں کو نظر آ جائے۔

النار ۔کے ایک معنی علامت یا نشانی کے بھی ہیں جب ہی اہل عرب اپنے اونٹوں کے جسموں کو گرم لوہے سے داغتے تھے تا کہ اس نشان سے وہ اپنے اونٹ کو پہچان سکیں۔

تاج العروس لکھتے ہیں! النُّوْر کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جبکہ نار میں نفرت اور وحشت کا پہلو نمایاں ہے۔ ۶؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ

مُسْتَهْزِئُونَ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ۔جب ان سے کہا گیا! جس طرح سے دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں اسی طرح سے تم بھی ایمان لاؤ تو انھوں نے کہا کے کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟ خبردار! حقیقت میں تو یہ خود بے وقوف ہیں مگر یہ جانتے نہیں جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کے ہم ایمان لائے اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کے ہم تمھارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے محض مذاق کرر ہے ہیں دراصل اللہ ان سے مذاق کرر ہا ہے اور وہ ان کی رسی کو دراز کرر ہا ہے جبکہ یہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹکتے چلے جار ہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی اور یہ سودا ان کے لئے نفع بخش نہیں یہ ہرگز صحیح راستے پر نہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور بصارت چھین لیا اور انھیں اس حال میں چھوڑ دیا کے تاریکی میں انھیں کچھ نظر نہیں آتا یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں جو،اب نہ پلٹیں گے۔۷؎

نار الحرب۔اس آگ کو کہتے ہیں جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر جلائی جائے یہ آگ اعلان جنگ کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔

نار القوم۔کے معانی قوم نے شکست کھالی۔

عذاب النار۔سے مراد انسان نے اتنے برے اعمال کئے کے جس کی وجہ سے وہ جہنم واصل ہوا۔۸؎

النار۔قرآن نے یہ کہا کے ابلیس کی تخلیق نار سے ہوئی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ۔

ترجمہ۔(شیطان نے کہا) آپ نے مجھے نار سے پیدا کیا اور (آدم) کو مٹی سے۔۹؎

ابلیس بھی ایک ایسی روشنی سے تخلیق ہوا جس کو نار کہا گیا چنانچہ ابلیس کی دوستی انسان کو نار جہنم سے واصل کرنے اور دنیا اور آخرت کی رسوائیوں اور ناکامیوں کے لئے کافی ہے۔

اسم النُّوْر کا نظام کائنات میں کردار:

النُّوْر۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کی نفوذ پذیری کائنات کے ہر ذرے میں جاری وساری ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۚ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ۚ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَار

نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۔

ترجمہ۔اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، کائنات میں اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہے چراغ ایک فانوس میں ہے اور فانوس کا یہ حال ہے کے وہ موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا ہے اور وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی اس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکتا ہے چاہے آگ اس کو نہ لگے اس طرح سے روشنی پر روشنی بڑھنے کے تمام اسباب جمع ہو گئے اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے وہ لوگوں کو مثال کے ذریعے بات سمجھاتا ہے وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے اس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے (لوگ) ان گھروں میں پائے جاتے ہیں جنھیں بلند کرنے کا اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہوان میں ایسے لوگ صبح اور شام اس کی تسبیح کرتے ہیں جنھیں تجارت، خرید وفروخت، اوقات نماز اور ادائے زکوۃ، اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔۱۰؎

سائنسی تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کے ہر موجود شے میں برقی اور مقناطیسی یعنی (Electromagnetic) لہریں پائی جاتی ہیں تاہم ہر شے میں ان برقی مقناطیسی لہروں کا تناسب، توازن اور مقداریں الگ ہوتی ہیں اگر چہ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ان لہروں کو ایک بنیادی قوت زندگی مہیا کر رہی ہے جس کی وجہ سے یہ لہریں زندگی اور زندگی کے تمام عوامل وحرکات کو قائم رکھے ہوئے ہیں

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی نے فرمایا! زمین اور آسمان کا وجود اسی روشنی پر قائم ہے جس کو اللہ ذوالجلال کا نور فیڈ کرتا ہے۔

اگر نوع انسانی کا ذہن مادے سے ہٹ کر اس روشنی کی جانب مرکوز ہو جائے تو انسان یہ سمجھنے پر قدرت حاصل کر لے گا کائنات کے ہر انسان میں عظیم الشان ماورائی صلاحیتیں ذخیرہ کی جا چکی ہیں لیکن انسان اس کے استعمال سے ناواقف ہے اگر وہ ان صلاحیتوں سے واقف ہو جائے تو نا صرف زمین پر پھیلی ہوئی اشیاء کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کر سکتا ہے بلکہ ان کے اندر کام کرنے والی قوتوں اور لہروں کو حسب منشاء استعمال بھی کر سکتا ہے اور پوری کائنات اس کے سامنے ایک نقطہ یا دائرہ بن کر آجاتی ہے تاہم اس مقام پر انسان مادی وسائل کا محتاج نہیں رہتا بلکہ وسائل اس کے سامنے سر بسجود ہو جاتے ہیں۔۱۱؎

لوح محفوظ سے ایک نور آتا ہے جو پوری کائنات میں پھیل جاتا ہے اس میں ہر قسم کی اطلاعات ہوتی ہیں جو کائنات کے ذرے ذرے کو ملتی ہیں ان اطلاعات میں چکھنا، سونگھنا، سننا، دیکھنا، محسوس کرنا، خیال کرنا اور گمان وغیرہ شامل ہیں تاہم اس میں زندگی کے ہر شعبے کی ہر حرکت اور ہر کیفیت کامل طرزوں کے ساتھ موجود ہوتی ہے ان اطلاعات کو درست طریقے سے حاصل کرنے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے کے انسان ہر حالت میں اللہ کی ذات پر کامل استغناء رکھتا ہو۔۱۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۔

ترجمہ۔ بے شک آ گیا تمھارے اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب ۔ ۱۳؎

اس آیت کی تفسیر میں امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی۔ ۳۱۰ھ) روایت کرتے ہیں! اللہ تعالی نے اہل تورات اور اہل انجیل کو مخاطب فرمایا تمھارے پاس نور اور کتاب مبین آ گئی ۔نور سے مراد سیدنا ﷺ جنھوں نے حق کو روشن اور اسلام کو ظاہر کیا دوسری جانب آپ ﷺ نے کفر کو مٹایا تاہم اسی نور کی وجہ سے آپ ﷺ وہ باتیں بھی بیان فرماتے تھے جنھیں یہودی چھپاتے تھے ۔ ۱۴؎

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا وہ نور عرش کے ستون کے سامنے اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتا رہا پھر سیدنا محمد ﷺ کے نور سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کے نور سے باقی انبیاء کرام کے نور کو پیدا فرمایا (یہاں علامہ صقلی کی عبارت ختم ہوئی) اس کے بعد علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں کے نقیہہ خطیب ابوالربیع نے اپنی کتاب شفاء الصدور میں چند عظیم باتیں لکھی ہیں ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کے جب اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ کو پیدا کرنا چاہا تو اللہ سبحانہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم دیا کے وہ زمین کے قلب سے مٹی لے کر آئیں چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، جنت کے فرشتے اور رفیق اعلیٰ کے فرشتے گئے تو انھوں نے رسول اللہ کی قبر مبارک کی جگہ سے سفید نورانی مٹی لی پھر انھوں نے اس مٹی کو جنت کی نہروں کے پانی سے گوندھا حتیٰ کے وہ سفید موتی کی طرح ہوگئی اس مٹی کا نور تھا اور اس کی شعاع بہت عظیم تھی حتیٰ کے فرشتوں نے اس مٹی کے ساتھ عرش، کرسی، آسمانوں، زمینوں پہاڑوں اور سمندروں کے گرد طواف کیا اور فرشتوں نے اور تمام مخلوقات نے سیدنا محمد ﷺ اور آپ کی فضیلت کو پہچان لیا پھر اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت میں رسول اللہ ﷺ کے مادہ خلقت کی مٹی رکھ دی ۔حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پشت میں پرندوں کی آواز کی مانند آواز سنی تو آپ نے اللہ سے استفسار کیا! اے میرے رب! یہ کیسی آواز ہے؟ تو اللہ نے فرمایا کے یہ محمد ﷺ کے نور کی تسبیح ہے وہ خاتم الانبیاء ہیں اللہ ان کو تمھاری پشت سے نکالے گا تم میرے عہد و پیمان پر قائم رہنا اور ان کو صرف پاکیزہ رحموں میں ہی رکھنا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ سے عہد و میثاق کیا کے میں اس عہد پر قائم رہتے ہوئے انھیں صرف پاکیزہ مردوں اور عورتوں میں ہی رکھوں گا رسول اللہ ﷺ کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں چمکتا تھا اور فرشتے ان کے پیچھے صف بستہ نور محمدی ﷺ کو دیکھتے اور سبحان اللہ کہتے ۔

علامہ ابن الحاج اس کے بعد لکھتے ہیں! اللہ تعالی نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کے نور کو پیدا کیا اور یہ نور اللہ کے سامنے سجدہ کرتا رہا پھر اللہ نے اس نور کے چار حصے کئے ۔

۱۔ پہلے حصے سے عرش کو پیدا کیا۔

۲۔ دوسرے حصے سے قلم کو پیدا فرمایا۔

۳۔تیسرے حصے سے لوح کو پیدا فرمایا پھر قلم سے فرمایا کے لکھ۔اس نے کہا!اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ فرمایا کے قیامت تک میں جو کچھ پیدا کرنے والا ہوں پھر قلم لوح پر چلنے لگا اور جو کچھ اللہ نے فرمایا وہ لکھتا رہا۔

۴۔چوتھا حصہ اللہ کے سامنے سجدہ کرتا رہا اللہ تعالیٰ نے اس چوتھے نور کے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔

ا۔پہلے حصے سے عقل۔

۲۔دوسرے حصے سے معرفت۔

۳۔تیسرے حصے سے سورج، چانداورآنکھوں کا نور پیدا فرمایا۔

۴۔اور چوتھے حصے کو اللہ نے عرش کے گرد رکھا حتیٰ کے آدم علیہ السلام کو پیدا فرما دیا تو یہ نور،ان میں رکھا۔

ا۔پس عرش کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے۔

۲۔قلم کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے۔

۳۔لوح کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے

۴۔دن کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے۔

۵۔عقل کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے۔

۶۔معرفت کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے۔

۷ چاند،سورج اور آنکھوں کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ۔

ترجمہ۔اللہ کا فیصلہ یہ ہے کے وہ اپنے نور کو پورا کا پورا پھیلا کر رہے گا۔۱۵؎

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی اور مددگار اللہ ہے وہ انھیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔۱۶؎

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔

ترجمہ۔لوگو!تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس دلیل روشن آ گئی ہے اور ہم نے تمھاری طرف ایسی روشنی بھیج دی ہے جو تمھیں صاف صاف راستہ دکھانے والی ہے۔۱۷؎

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ۔

ترجمہ۔تمھارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس

کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے۔ اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی جانب ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ ۱۸ے

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرَاۃَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ۔

ترجمہ۔ ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ ۱۹ے

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ۔

ترجمہ۔ وہ کتاب (تورات) جسے موسیٰ لایا وہ تمام انسانوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی۔ ۲۰ے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيَاتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ۔

ترجمہ۔ (موسیٰ) کو ہم نے حکم دیا اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ۔ ۲۱ے

وَاٰتَيْنَاهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ۔

ترجمہ۔ ہم نے (عیسیٰ) کو انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی۔ ۲۲ے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ۔

ترجمہ۔ تعریف اللہ کے لئے جس نے زمین اور آسمان بنائے اور روشنی اور تاریکیاں پیدا کیں۔ ۲۳ے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کے اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کر کے ہی رہے گا خواہ یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار گزرے۔ ۲۴ے

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔

ترجمہ۔ جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے۔ ۲۵ے

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِیْٓءَ بِالنَّبِيِّيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ دوسرا صور پھونا جائے گا اور یکا یک سب اٹھ کر دیکھیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی۔ ۲۶ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں کے جو میری ذات سے محبت کرنے والا ہے ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے جن کی تحسین انبیاء اور اولیاء بھی کریں گے۔ ۲۷ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی فراست سے ڈرو وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ ۲۸ے

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! معرفت الٰہی قلب کا نور ہے۔

للہ تعالیٰ نے ذکر الٰہی کو دلوں کی جلا قرار دیا ہے۔

ذکر اللہ کا نور ہے۔ ۲۹

روحانی وظیفہ:

اسم مبارک یَانُوْرُ کا ورد کرنے والے انسان کے قلب و ذہن میں نور پیدا ہو جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ سورہ یونس۔ آیت۔ ۵۔

۳۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۴۔ سورہ المائدہ۔ آیت۔ ۱۵۔

۵۔ سورہ انعام۔ اایت۔ ۱۲۲۔

۶۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔ مصر۔ ۱۳۰۶ھ۔

۷۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۱۳۔ ۱۸۔

۸۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۹۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۷۶۔

۱۰۔ سورہ النور۔ آیت۔ ۳۵۔ ۳۷۔

۱۱۔ آواز دوست۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ ص۔ ۵۰۔ ۵۱۔ عظیمی پرنٹرز ناظم آباد۔ کراچی۔

۱۲۔ کشکول۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ ص۔ ۴۶۔ عظیمی پرنٹر ناظم آباد کراچی۔

۱۳۔ سورہ المائدہ۔ آیت۔ ۱۵۔

۱۴۔ جامع البیان۔ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ ج۔ ۶۔ ص۔ ۲۲۰۔ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔ ۱۴۰۹ھ۔

۱۵۔ سورہ الصّف۔ آیت۔ ۸۔

۱۶۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۲۵۷۔

۱۷۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۱۷۴۔

۱۸۔ سورہ المائدہ۔ آیت۔ ۱۵۔

۱۹۔ سورہ المائدہ۔ آیت۔ ۴۴۔

۲۰۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۹۱۔

۲۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۔

۲۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۶۔

۲۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۔

۲۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۲۔

۲۵۔سورہ الزمر۔آیت۔۲۲۔

۲۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۹۔

۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْھَادِیُ

ہدایت دینے والا

He who guides, gives success and directs His servant to do things beneficial to others.

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۔(مریم۔۷۶)

ترجمہ۔ ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اللہ تعالی زیادتی فرماتا ہے۔

اَلْھَادِیُ۔عربی زبان کا لفظ ہے اس کا (نمبر ۲۰ اور عدد ۲ ہے)۔ یہ لفظ (ھ۔د۔ی) سے مشتق ہے۔

اَلْھَادِیُ۔کے معنی روشن، نمایاں اور پیش پیش ہونے کے ہیں۔ [۱]

ھدی۔عربی میں ھدیٰ دن کو کہا جاتا ہے کیونکہ وہ روشن ہوتا ہے۔

ھادیہ۔اس سمندری چٹان کو کہتے ہیں جو پانی میں ابھری ہوئی ہو اور دور سے نظر آجائے۔

ھدیہ۔اس تحفے کو کہا جاتا ہے جو کے بغیر معاوضے کے دیا جائے۔

ھاد۔ ہر شے کے اگلا حصہ کیونکہ وہ دور سے اور سب سے پہلے نظر آتا ہے۔

اَلْھَادِیُ۔جانور کی گردن کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ سب سے پہلے نظر آتی ہے۔

ھدی۔اس جانور کو کہتے ہیں جو حج کے موقع پر حجاج کرام بیت اللہ میں قربانی کی نیت سے لے جاتے ہیں اس جانور کو ھدی اس لئے بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ جانور سفر میں آگے رکھا جاتا ہے کیونکہ اللہ کے سامنے اس کی قربانی پیش کی جائے گی۔

ھدی۔اس کے ایک معانی راستے تک پہنچا دینا واضح یا رہنمائی کرنا۔

ھدی۔بعض اوقات ھدی سے مراد راہ نما بھی ہوتا ہے۔

ھاد۔راستہ دکھانے والا۔مہتدٗ ھدایت پایا ہوا۔

ھدی۔کے معنی راہنمائی کے بھی ہیں۔ [۲]

کھیعص۔ک کے معنی کافی ہ کے معنی اَلْھَادِیُ اور حکیم عین کے معنی علیم ص کے معنی صادق کے ہیں۔

علماءاور مفسرین کہتے ہیں کہ کھیعص اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ حضرت علیؑ کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔

اسم اَلْهَادِیُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْهَادِیُ کائنات میں ہر اس مقام میں نفوذ پذیر ہوگا جہاں جہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری وساری ہوگا اب چاہے اس کا تعلق انسان، جنات یا فرشتوں کی ہدایت سے ہو انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور رسول بھیجے تا کہ بھٹکے ہوئے انسان اللہ کی بتائی ہوئی تعلیمات سے راہ راست پر آ جائیں پیغمبران اسلام کی آمد کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبین کہا گیا یعنی جتنی تعلیمات تھیں وہ بنی نوع انسانیت کو منتقل کر دی گئیں اور قیامت تک اب کسی نبی یا رسول کی ضرورت باقی نہیں کیونکہ کسی بھی جگہ نبی یا رسول بھیجے جانے کی عام طور پر درج ذیل چار وجوہات ہوتی ہیں۔

۱۔ اس قوم پر کبھی کوئی رسول نہ بھیجا گیا ہو۔

۲۔ رسول یا نبی کی تعلیمات کو لوگ بھول چکے ہوں۔

۳۔ نبی یا رسول اپنی مدد کے لئے اللہ تعالی سے مزید کسی نبی یا رسول کی درخواست کرے جیسا کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کے اللہ تعالی میرے بھائی ہارون کو بھی نبی بنا دیا جائے۔

۴۔ بنی نوع انسانیت کی تعلیم ابھی باقی ہو۔

لیکن ان میں سے کوئی بھی وجہ ایسی نہیں ہے کے اس کو جواز بنا کر کسی نئے نبی کو بھیجا جائے کیونکہ قرآن کریم کی طرح رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور سنت بھی انتہائی محفوظ حالت میں موجود ہے جبکہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ان آیات کا نزول ہوا!

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

ترجمہ۔ آج تم پر تمھارا دین مکمل ہو گیا اور ہم نے دین اسلام کو پسند کیا تا کہ تم اس کو اپناؤ۔ [۳]

یعنی جب دین کی تعلیم مکمل ہو چکی تو اب کسی نئے نبی یا رسول کی قطعاً ضرورت باقی نہیں۔

امام راغب اصفہانی 'ھدایۃ' کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں! جو چیز مطلوب تک پہنچا دے یعنی ملائمت اور نرمی سے رہنمائی کرنا۔

اللہ تعالی نے انسان کی ہدایت چار اقسام سے فرمائی ہے۔

۱۔ عقل و شعور:

اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو عقل و شعور کے ذریعے ہدایت بخشی یعنی بدیہیات کا علم ہر انسان کو عطا کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ۔

ترجمہ۔ بے شک اس قرآن میں اس شخص کے لئے نصیحت ہے جس کے پاس عقل اور معرفت ہو۔ [۴]

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی۔

ترجمہ۔جس نے ہر چیز کو اس کی (مخصوص) بناوٹ عطا فرمائی اا ور پھر ہدایت دی۔ ۵؎

وَلَقَدْ جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلٰی عِلْمٍ هُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔(قرآن) میں ہم نے علم کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، یہ اہل ایمان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ ٦؎

حضرت علیؑ نے فرمایا! ہر چیز کا علم قرآن میں موجود ہے لیکن عقل انسانی اس کو حاصل کرنے سے عاجز ہے۔

یعنی انسان اپنے حواس کے ذریعے ادراک و آگہی حاصل کرتا ہے۔

۲۔انبیاء کرام:

اللہ تعالی نے انبیاء کرام کے ذریے انسانوں کی رشدو ہدایت کا اہتمام فرمایا نیز کتب آسمانی کے ذریعے بھی انسانوں کی رہنمائی کی گئی اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ۔

ترجمہ۔ہم نے ان کو پیشوا بنایا وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ ۷؎

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا۔

ترجمہ۔جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ۸؎

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

ترجمہ۔یہ قرآن ایسا نہیں ہے جو دوسروں کا تحریر کیا ہوا ہو۔ ۹؎

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔

ترجمہ۔ہم نے اس قرآن کو سچائی سے نازل کیا اور وہ سچائی سے ہی نازل ہوا، اور ہم نے تجھے صرف خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ ۱۰؎

هٰذَا هُدًی ۔ترجمہ۔یہ قرآن سراسر ہدایت ہے۔ ۱۱؎

تِلْكَ اٰیَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِیْمِ۔

ترجمہ۔یہ (قرآن) اور اس کی آیات حکمت اور دانش سے لبریز ہیں۔ ۱۲؎

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ۔

ترجمہ۔(قرآن) تمام عالمین کے لئے ایک نصیحت ہے۔ ۱۳؎

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ۔

ترجمہ۔حٰم یہ خدائے رحمان ورحیم کی طرف سے نازل کردہ ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے یہ عربی زبان کا قرآن ہے اوران لوگوں کے لئے ہے جو علم رکھتے ہیں یہ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔۱۴؎

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

ترجمہ۔یہ قرآن لوگوں کے لیے اعلان ہے اور تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو ڈرایا جائے اور تاکہ وہ معلوم کرلیں کہ وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔۱۵؎

۳۔توفیق الٰہی کا ملنا:

توفیق الٰہی کا حاصل ہونا بھی دراصل منجانب اللہ ہے اور یہ بہت شرف وعزت کا مقام ہے کے اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے تاہم توفیق ہدایت یافتہ افراد کے ساتھ مخصوص ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ۔

ترجمہ۔جن لوگوں کو ہدایت کی توفیق مل گئی (یعنی جنھوں نے ہدایت قبول کرلی) اللہ نے ان کی ہدایت کو اور زیادہ کردیا اور انھیں تقویٰ عطا فرمایا۔۱۶؎

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى۔

ترجمہ۔ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اللہ تعالیٰ زیادتی فرماتا ہے۔۱۷؎

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ۔

ترجمہ۔(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) انھیں ہدایت یافتہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ نہیں لیکن اللہ جسے چاہتا ہے اسے ہدایت یافتہ بنا دیتا ہے۔۱۸؎

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔

ترجمہ۔بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بعد کی گھڑی، پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔۱۹؎

۴۔روز قیامت جنت کا حصول:

ہدایت یافتہ افراد مستحق جنت ہوں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ

وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔
ترجمہ۔جنتی کہیں گے کے اللہ ہی کے لئے سب تعریفیں ہیں جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا۔ ۲۰؎
تاہم مفسرین کہتے ہیں کے جو شخص چوتھی ہدایت کو پہنچا اس کا مطلب ہے اس کو گزشتہ تین ہدایات بھی حاصل ہو چکیں۔۲۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا بہت کثرت سے مانگا کرتے تھے، اۓ دلوں کو بدلنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ یہ دعا بہت زیادہ کیا کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جب وہ چاہتا ہے تو اس دل کو مستقیم رکھتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے تو اس کو ٹیڑھا کر دیتا ہے کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا! اۓ ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔ ۲۲؎

امام حاکم نے تصحیح سند کے ساتھ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابن آدم کے دل چڑیا کی طرح دن میں سات مرتبہ الٹ پلٹ ہوتے ہیں۔
حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں! امام احمد اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دل جنگل میں پڑے ہوئے ایک پر کی طرح ہے جس کو ہوا الٹتی پلٹتی رہتی ہے۔ ۲۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تجربات کی حفاظت توفیق الٰہی سے ممکن ہے۔توفیق بہترین رہنما ہے۔
آسمان سے اترنے والی سب سے جلیل القدر شے توفیق ہے۔
توفیق رحمت ہے۔توفیق اللہ تعالیٰ کی قوت جاذبہ میں سے ہے۔
علم توفیق کے بغیر فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور توفیق جیسی کوئی مدد نہیں۔ ۲۴؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص ہر عشاء کی نماز کے بعد ۱۱۰۰ مرتبہ یَاهَادِیُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا ورد کرے گا۔
اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت عطا فرمائے گا اور وہ کسی کا محتاج نہ رہے گا۔
جو شخص رات کو کسی وقت اٹھ کر آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر ۵۰۰ مرتبہ یَاهَادِیُ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت کا انتظام فرمائیں گے اور اس کو معرفت اور دین میں مضبوطی بھی عطا ہو گی۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۔

۴۔سورہ ق۔آیت۔۳۷۔

۵۔سورہ طٰہ۔آیت۔۵۰۔

۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۲۔

۷۔سورہ الانبیا۔آیت۔۷۳۔

۸۔سورہ النسا۔آیت۔۶۹۔

۹۔سورہ یونس۔آیت۔۳۷۔

۱۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۵۔

۱۱۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۱۔

۱۲۔سورہ یونس۔آیت۔۱۔

۱۳۔سورہ التکویر۔آیت۔۲۷۔

۱۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۔۴۔

۱۵۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۲۔

۱۶۔سورہ محمد۔آیت۔۱۷۔

۱۷۔سورہ مریم۔آیت۔۷۶۔

۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۷۲۔

۱۹۔سورہ الضحیٰ۔آیت۔۴۔

۲۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۳۔

۲۱۔لمفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔ص۔۵۳۸۔دار الشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۲۲۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۲۱۰۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ۔

۲۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۲۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

اَلْبَدِيْعُ

بے نمونہ عالم کو بنانے والا

He who creates wonders in the Universe without any design.

بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَه كُنْ فَيَكُوْنُ ۔(البقرہ۔۱۱۷)

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتا ہے۔

اَلْبَدِيْعُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۸۶ اور عدد ۵) ہے۔

اَلْبَدِيْعُ ۔(ب۔د۔ع) سے مشتق ہے۔

اَلْبِدْعُ ۔کے معنی وہ کام جو پہلے پہل ہوا ہو اور اس سے قبل اس کی کوئی مثال موجود نہ ہو۔۱

اَلْبِدْعُ ۔وہ نئی رسی جسے پہلی بار نئے ریشے سے بٹا گیا ہو۔

رکی بدیعة ۔نیا کھودا ہوا کنواں۔۲

نواب صدیق حسن خان کہتے ہیں،جن الفاظ میں باء کے ساتھ دال آئے ان میں ابتداء اور ظہور کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔

اَلْاِبْدِعُ ۔کے معنی کسی چیز کو بغیر کسی تقلید کے از خود پیدا کرنا۔۳

جب یہ لفظ خدا کے لئے بولا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ! کسی چیز کو بغیر آلہ،بغیر مادہ اور بغیر زمان و مکان کے ایجاد اور پیدا کرنا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ۔۴

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتا ہے۔اس کے معنی Originator کے ہیں۔

اسم اَلْبَدِيْعُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْبَدِيْعُ کی نفوذ پذیری کل اشیاء کائنات میں ہر جگہ پر نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو عدم سے وجود یا اس کے ساتھ اس کو مخصوص شکل و صورت،عادت و مزاج اور اس کی تقدیر بھی اسے دیتا ہم اس سے قبل وہ شے کوئی شکل و صورت نہ رکھتی تھی لیکن وہ اللہ

کے علم وارادے میں موجود تھی پھر جب اللہ نے 'کن' فرمایا تو وہ شے اسی طرح سے وجود میں آ گئی جس طرح سے اللہ تعالی چاہتے تھے۔

اللہ تعالی کا اسم صفاتی اَلْبَدِیْعُ اپنی مکمل شکل وصورت میں موجود ہے لیکن اللہ تعالی نے انسان کو بھی اس صفت کا کچھ جزوی حصہ عطا فرمایا ہے یعنی انسان بھی نت نئی اشیاء کو دریافت اور ایجاد کرتا ہے اور ایسا صرف اسی وجہ سے ہوتا ہے کے انسان کے اندر بھی یہ اسم صفاتی کسی نہ کسی حیثیت میں موجود ہوتے ہیں۔ اسی حوالے سے روحانی اسکالر جناب خواجہ شمس الدین عظیمی یہ فرماتے ہیں!

تمام مخلوقات کے اسماء اعظم انسان کے اندر کام کرتے ہیں۔اسی کے وضاحت میں لکھتے ہیں!

ہر انسان کے اندر دو حواس کام کرتے ہیں ایک دن کے اور دوسرے رات کے تاہم ان دونوں حواس کی کیفیات کو جمع کرنے پر ان کی تعداد گیارہ ہزار ہو جاتی ہیں ان گیارہ ہزار کیفیات پر ایک اسم اعظم غالب رہتا ہے باالفاظ دیگر اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کے زندگی میں جو اللہ کے اسماء کام کر رہے ہیں ان کی تعداد گیارہ ہزار ہے اور ان گیارہ ہزار اسماء کو جو اسم کنٹرول کر رہا ہے وہ اسم اعظم کہلاتا ہے ان گیارہ ہزار اسماء میں سے دن میں ساڑھے پانچ ہزار اور رات میں بھی تقریباً ساڑھے پانچ ہزار اسماء کام کرتے ہیں۔

انسان اشرف المخلوق ہے لہٰذا اس کے اندر کام کرنے والا ہر اسم کسی دوسری نوع کے لیئے نئے اسم اعظم کی حیثیت رکھتا ہے یہی وہ اسماء ہیں جن کا علم اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سیکھایا تکوین یا اللہ تعالی کی ایڈمنسٹریشن کو چلانے والے حضرات اپنے عہدوں کے مطابق ان اسماء کا علم رکھتے ہیں۔ ۵

اس کل کائنات اور اس میں بسنے والی ہر مخلوق کو اللہ کی ذات بابرکت ہی عدم سے وجود میں لائی ہے تاہم انسانی سطح پر تحقیق اور کسی بھی تخلیقی کام میں پہلی ایجاد کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ پہلی ایجاد ہو گی تو اس کو دیکھ کر دوسری ایجادات وجود میں آتی ہیں مثلاً حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ نے کئی علوم وفنون تفویض فرمائے جن میں سے ایک کپڑے کو کاٹنے اور سینے کا فن بھی تھا انھوں نے اللہ کے حکم سے اپنی قوم کو کپڑے کو کاٹنا اور سینا سیکھایا یعنی اس اعتبار سے پہلی ایجاد کو بے حد اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس پہلے لباس کی ایجاد کے بعد لوگوں نے دوسرے کئی لباس سیئے اور آج اتنے ہزار سال گزرنے کے بعد بھی ٹیکسٹائل ڈیزائننگ اور فیشن انڈسٹری جس مقام پر ہے وہ اسی پہلے لباس کی ایجاد کے بعد بتدریج ترقی کرتے کرتے اس مقام تک پہنچی۔آج دنیا بھر میں کئی ممالک، خطے اور اقوام آباد ہیں جو اپنی ثقافت، موسم، رسم ورواج اور فیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے لباس کو نت نئے انداز سے ڈیزائن کرواتے اور پہنتے ہیں۔اسی طرح سے جب گراہم بیل نے پہلا ٹیلی فون ایجاد کیا تو اس ٹیلی فون کا سائز بھی بہت بڑا تھا اور اس کی رینج میں صرف برابر والا کمرہ تھا جہاں اس فون کی آواز سنی جا سکتی تھی لیکن اس پہلی ایجاد کے بعد کئی اقسام کے فون مارکیٹ میں آئے جن کی رینج بھی زیادہ تھی لیکن موجودہ دور میں وہی فون ترقی کے مراحل طے کرتے ہوا سلم اور اسمارٹ فون بن گیا تاہم اس کی رینج بھی دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک جا پہنچی۔

ارشادات خداوندی:

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔۶؎

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے کے کن (ہوجا) تو وہ ہوجاتا ہے۔

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس کی اولاد کہاں سے ہو جب کہ اس کی بیوی ہی نہیں۔۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے ۵۰،۰۰۰ سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھیں اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔۸؎

حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس سے کہا! لکھ! تو قلم نے پوچھا! کیا لکھوں؟ تو اللہ نے فرمایا! تقدیر لکھ۔ تو قلم نے لکھ دیا جو کچھ ہونے والا ہے۔۹؎

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی نے زمین کو بنانے سے ۲،۰۰۰ سال قبل بیت اللہ کو بنایا تھا اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

امیر المومنین حضرت علی ؓ کا قول:

امیر المومنین حضرت علی ؓ نے فرمایا! تمام حمد و ثناء اس خالق و مالک کے لئے ہے جس نے مخلوقات کو ایجاد کیا بغیر اس کے کوئی مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اس کے اپنے سے پہلے کسی اور خالق و معبود کی بنائی ہوئی چیزوں کا چربہ اتارتا اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان عجیب چیزوں کے واسطہ سے جن میں اس کی حکمت و دانائی کے آثار (منہ سے) بول رہے ہیں۔۱۰؎

روحانی وظیفہ:

جس شخص کو کوئی مشکل درپیش ہو اس کو چاہئے کے وہ ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) مرتبہ یَابَدِیۡعُ کا ورد کرے اللہ کے حکم سے اس کی مشکل دور ہوجائے گی۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔المفردات بالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔

۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔

۵۔اسم اعظم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۹۔۲۰۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔

۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔

۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۰۱۔

۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔

۱۰۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۳۷۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

اَلْبَاقِیُ

ہمیشہ رہنے والا

وَاللّٰہُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ۔(طٰحہ ۔ ۷۳)

ترجمہ۔ اللہ ہی اچھا ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

اَلْبَاقِیُ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۱۱۳ اور عدد ۵) ہے۔

اَلْبَاقِیُ۔(ب۔ق۔ی) سے مشتق ہے جس کے معنی کسی شے کا اپنی اصل حالت میں برقرار رہنا۔۱؎

اَلْبَاقِیُ۔قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی صرف ایک مرتبہ سورہ طٰحہ میں آیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاللّٰہُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ۔۲؎ ترجمہ۔اللہ ہی اچھا ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

بَقِیَ ۔یَبۡقٰی۔بَقَاء کسی چیز یا شے کا متغیر نہ ہونا اور اپنی اصل حالت میں باقی رہنا۔

اَلْبَاقِیُ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس طرح سے اللہ کی ہستی غیر متغیر ہے اسی طرح سے اس ہستی کے تمام قوانین بھی غیر متغیر ہیں۔۳؎

اللہ کی ذات پاک وہ واحد ہستی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہے گی یعنی جب کچھ نہ تھا تو اللہ تھا اور جب کچھ نہ ہوگا تو اللہ ہوگا۔

اسم اَلْبَاقِیُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلْبَاقِیُ سے مراد اللہ کی ذات کو ہی بقا اور دوام حاصل ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ایک وقت وہ بھی تھا جب اس کے سوا کوئی نہ تھا کل اشیاء کائنات ایک نہ ایک دن فنا کے مرحلے سے گزرے گی لیکن صرف ذات کبریا کو ہی بقاء ہے جس طرح سے ذات باری تعالی میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں ہے بالکل اسی طرح اس کے قوانین بھی غیر متبدل ہیں اور ان قوانین کی پاسداری کرنے والے انسانوں کے اعمال کے نتائج بھی غیر متبدل ہوتے ہیں تاہم ان قوانین کی پاسداری کرنے والے افراد اور اقوام میں ایسا استحکام پیدا ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے وہ تغیرات سے بھی بالا ہوجاتی ہیں یعنی خالق کی صفت اَلْبَاقِیُ ہے جبکہ مخلوقات چاہے وہ جتنی بھی طاقت ور اور بلند و بالا ہوں انھیں فنا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ ۔۴؎ ترجمہ۔جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ۔

ترجمہ۔ یہ مال اور یہ اولاد محض دنیاوی زندگی کی ایک ہنگامی آرائش ہے اصل میں تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تمھارے رب کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں اور انھی سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ ۵؎

بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ ۶؎

ترجمہ۔ اللہ کی دی ہوئی (بقیت اللہ) مہلت تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ۔ ابراہیم یہی کلمہ اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گیا تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ ۷؎

وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی۔ ۸؎

ترجمہ۔ اللہ ہی اچھا ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ ۹؎

ترجمہ۔ صرف تیرے رب ذوالجلال ولاکرام کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ (قوم بنی اسرائیل) کو ان کے نبی نے یہ بتایا کے خدا کی طرف سے اس کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کے اس کے عہد میں صندوق (تابوت سکینہ) تمھیں واپس مل جائے گا جس میں تمھارے رب کی طرف سے تمھارے سکون قلب کا سامان ہے اور اس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں جس کو اس وقت تک فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں اگر تم مومن ہو تو یہ تمھارے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔ ۱۰؎

فتنہ خلق قرآن:

خلافت بنوعباس میں خلیفہ مامون الرشید کے دور میں فتنہ خلق قرآن نے سر اٹھایا اس وقت قاضی وقت امام احمد بن حنبلؒ تھے آپ کی دین میں خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہ تھیں آپ بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے لیکن طبقہ اشرافیہ اور دیگر عمائدین اور ود خلیفہ نے امام احمد بن حنبلؒ پر دباؤ ڈالا کے وہ یہ فتویٰ دیں کے قرآن کریم مخلوق ہے لیکن آپ نے سختی سے منع کر دیا لیکن آپ پر مسلسل دباؤ بڑھتا رہا یہاں تک کے آپ کو قید کر لیا گیا اور وہاں بھی سخت سزاؤں سے آپ کو گزارا حتیٰ کے جلاد جو آپ کو کوڑے مارنے پر مامور تھا وہ بھی یہ کہہ اٹھا کے اگر اتنے کوڑے میں نے کسی ہاتھی کو مارے ہوتے تو وہ بھی اس اذیت سے دم توڑ چاہوتا لیکن امام احمد بن حنبلؒ کے پایہ استقامت میں قطعاً لغزش نہ آئی اور آپ بدستور اپنے موقف پر قائم رہے پھر مامون کے بعد بھی آنے والے کئی عباسی خلفاء آپ پر دباؤ ڈالتے رہے لیکن آپ کوہ آہن کی طرح اپنی جگہ جمے رہے اور بلا آخر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ فتنہ ختم ہو گیا فتنہ

خلق قرآن کا اصل مسئلہ یہی تھا کے کسی طرح سے امامؒ وقت یہ فتویٰ دینے پر مجبور ہو جائیں کے قرآن مخلوق ہے جس طرح سے کل مخلوقات فنا کے مراحل سے گزریں گی عین اسی طرح سے قرآن کریم بھی نعوذ باللہ فنا ہو جائے گا لیکن جب خالق حقیقی کو بقاء ہے تو اس کے کلام کو بھی بقاء ہے یہ بات امام وقت امام احمد بن حنبلؒ بہت اچھی طرح سے جانتے تھے چنانچہ آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور بادشاہ وقت کے عتاب کو نہایت صبر و استقامت سے سہتے رہے۔

ارشادات خداوندی:

وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔ ۱۱؎

ترجمہ۔ اللہ ہی اچھا ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَه۔ ۱۲؎

ترجمہ۔ ہر چیز فانی ہے اللہ کی ذات کے سوا۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ ۱۳؎

ترجمہ۔ اللہ کی دی ہوئی (بَقِيَّتُ اللّٰهِ) مہلت تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ۔ ابراہیم یہی کلمہ اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گیا تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ ۱۴؎

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ ۱۵؎

ترجمہ۔ صرف تیرے رب ذوالجلال ولاکرام کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ (قوم بنی اسرائیل) کو ان کے نبی نے یہ بتایا کے خدا کی طرف سے اس کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کے اس کے عہد میں صندوق (تابوت سکینہ) تمھیں واپس مل جائے گا جس میں تمھارے رب کی طرف سے تمھارے سکون قلب کا سامان ہے اور اس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں جس کو اس وقت تک فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں اگر تم مومن ہو تو یہ تمھارے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔ ۱۶؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص شب جمعہ ۱۰۰ مرتبہ یابَاقِیُ کا ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل کو قبول فرمائیں گے۔

حوالہ کتب:

١۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ١۴٠۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔١٩٩٨ء۔
٢۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔٧٣۔
٣۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ١۴٠۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔١٩٩٨ء۔
۴۔سورہ النحل۔آیت۔٩٦۔
۵۔سورہ کہف۔آیت۔۴٦۔
٦۔سورہ ھود۔آیت۔٨٦۔
٧۔سورہ الزخرف۔آیت۔٢٨۔
٨۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔٧٣۔
٩۔سورہ الرحمن۔آیت۔٢٧۔
١٠۔سورہ البقرہ۔آیت۔٢۴٨۔
١١۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔٧٣۔
١٢۔سورہ القصص۔آیت۔٨٨۔
١٣۔سورہ ھود۔آیت۔٨٦۔
١۴۔سورہ الزخرف۔آیت۔٢٨۔
١۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔٢٧۔
١٦۔سورہ البقرہ۔آیت۔٢۴٨۔

اَلْوَارِثُ

مالِک

He who has everlasting ownership of all things. Finite man only has temporary ownership, and at death all creatures have nothing.

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔(اعراف ۔۱۲۸)

ترجمہ۔ بے شک زمین تو اللہ کی ہے، اب وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارِثُ بنا دے۔

اَلْوَارِثُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا نمبر(۷۰۷ اور عدد ۵) ہے۔

اَلْوَارِثُ ۔(و۔رث) سے مشتق ہے جس کے معنی مالک کے ہیں۔[۱]

ورث اباء ۔یعنی وہ اپنے باپ کا وارث ہے۔

اورثه ابوه ۔یعنی اس کے باپ نے اسے وارث بنایا۔

اَلْوَارِثُ ۔اَلْاِرْثُ ۔اَلْتراثُ ۔میراثُ ۔بعض علماء نے کہا! وارِثُ اور میراثُ تو مال میں ہوتی ہے اور اِرثُ حسب میں ہوتی ہے۔

اَلْوَارِثُ ۔عربی زبان میں تازہ شے یا تازہ چیز کو کہتے ہیں۔

اَلْوَارِثُ ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معانی مالک یعنی کل کائنات اللہ کی ہی ملکیت ہے اب وہ جس کو چاہے اپنی زمین کا خلیفہ یا اپنا نائب بنائے۔[۲]

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔

ترجمہ۔ بے شک زمین تو اللہ کی ہے اب وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنادے۔[۳]

اسم اَلْوَارِثُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم صفاتی اَلْوَارِثُ کا نظام کائنات میں بڑا عمل دخل موجود ہے۔

اسم ذات اَلْوَارِثُ کے ایک معنی مِیرِاثُ لینے والا، حقدار یا مددگار کے بھی ہیں اللہ کا یہ اسم صفاتی مخصوص معانی میں مستعمل ہے اگر چہ کل کائنات میں اللہ کی حکمرانی اور بادشاہت ہے دوسری جانب زمین کی انتہائی گہرائی میں موجود رائی کے دانے سے بھی چھوٹا کوئی دانہ یا کائنات میں موجود کوئی ادنیٰ سا پتا بھی اس کے حکم کے بغیر جنبش سے قاصر ہے لیکن اللہ تعالی نے انسان کو زمین پر نیابت، خلافت اور اختیارات تفویض فرمائے تاہم اصل مالک ومختار وہ خود ہی ہے اسی طرح سے قانون وراثت کے در پردہ بھی یہی اسم اور اس کی تجلیات موجود ہیں جو کے بنی نوع انسانیت کے نفع کے لئے ہیں اگر قوانین وراثت نہ ہوتے یا اللہ نے قرآن کریم میں والدین کی چھوڑی ہوئی وراثت میں حصے متعین نہ کئے ہوتے تو دنیا میں اس وجہ سے کس قدر ہیجان بپا ہوتا چنانچہ اللہ کی شان کریمی اور رحیمی نے بنی نوع انسانیت کو ایک ایسا قانون وراثت عطا فرمایا کے جس کی وجہ سے وہ آسودگی اور فراغت پاتے ہیں۔

خلیفہ فی الارض:

مفسرین لکھتے ہیں! خلیفہ مالک نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی کی ملک میں اللہ کے تفویض کردہ اختیارات کو اس کے ایک نائب کی حیثیت سے استعمال کرتا ہے پھر اس کے اختیارات ذاتی بھی نہیں ہوتے بلکہ اصل مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں لہٰذا نائب اپنی من مانی یا حکم عدولی نہیں کرسکتا اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ بات بغاوت یا غداری کے زمرے میں شامل ہو گی اللہ تعالی نے جن اسماء الہیہ کا علم حضرت آدم کو عطا کیا انھی اسماء کے علم کو روحانیت کی اصطلاح میں علم لدنی کہتے ہیں۔ارشاد خداوندی ہے!

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا۔

ترجمہ۔(اللہ) نے آدم کو تمام نام بتادئے۔ [۴]

جب اللہ تعالی نے علم کی تقسیم کی تو سب سے پہلے اپنی صفاتی ناموں کا تعارف کرایا تاہم ان ہی ناموں کو اسمائے صفاتی کہا جاتا ہے اور یہی نام وہ علم ہیں جو اللہ تعالی کے علم کے عکاس ہیں اگر چہ صفت کی تعریف میں یہ بتانا ضروری ہے کے اللہ تعالی کی ہر صفت کے ساتھ قدرت اور رحمت کی صفات بھی جمع ہیں جیسے بصیر، سمیع، رزاق، ربانیت کے ساتھ قدرت اور رحمت شامل ہے بالفاظ دیگر اللہ کی کوئی صفت قدرت اور رحمت کے بغیر نہیں جیسے کہ صفت بصیر میں اللہ تعالی کو کائنات میں کامل قدرت اور کامل خالقیت حاصل ہے کیونکہ اللہ کے تمام اسم ایک تجلی (نور) ہیں پھر اس تجلی کے ساتھ دو مزید تجلیات کا اضافہ گو یا ہر اسم تین تجلیات کا مجموعہ ہے۔

۱۔ایک تجلی صفت اسم کی۔

۲۔دوسری تجلی صفت قدرت کی۔

۳۔اور تیسری تجلی صفت رحمت کی۔

زمین کے وارِثُ:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے سب سے زیادہ تاریخ انسانی پر بات کی اور اقوام گزشتہ کے قصوں کو بار بار انسانوں کی نصیحت کے لئے بیان فرماتے ہوئے انھیں یہ بتایا کے کس طرح سے اس عالم ناسوت میں عظیم الشان تہذیبوں نے جنم لیا جن میں طاقتور اور توانا

لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے زیادہ علم والے تھے جبکہ مال و دولت اور ثروت رفعت سے انھیں مالا مال کیا پھر ان کی ہدایت اور رہنمائی کا انتظام بھی فرمایا لیکن وہ اپنی دولت اور طاقت کے گھمنڈ میں اللہ کی وحدانیت کا مسلسل انکار کرتے رہے یہاں تک کے ان کی مدت مہلت ختم ہوئی اور انھیں اس طرح سے پیوند خاک کر دیا گیا جیسے وہ یہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ الَّتِیۡ لَمۡ یُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِی الۡبِلَادِ وَ ثَمُوۡدَ الَّذِیۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ وَ فِرۡعَوۡنَ ذِی الۡاَوۡتَادِ الَّذِیۡنَ طَغَوۡا فِی الۡبِلَادِ فَاَکۡثَرُوۡا فِیۡهَا الۡفَسَادَ فَصَبَّ عَلَیۡهِمۡ رَبُّکَ سَوۡطَ عَذَابٍ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالۡمِرۡصَادِ۔

ترجمہ۔تم نے نہیں دیکھا کے تمھارے رب نے اونچے ستونوں والے عاد وارم کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ان کی مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے وادی میں چٹانیں تراشیں اور میخوں والے فرعون کے ساتھ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دنیا میں بڑی سرکشی اور فساد پھیلایا آخر کار تمھارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا حقیقت یہ ہے کے تمھارا رب گھات لگائے بیٹھا ہے ۵؎

اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَهۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ مَّکَّنّٰهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مَا لَمۡ نُمَکِّنۡ لَّکُمۡ وَ اَرۡسَلۡنَا السَّمَآءَ عَلَیۡهِمۡ مِّدۡرَارًا ۪ وَّ جَعَلۡنَا الۡاَنۡهٰرَ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهِمۡ فَاَهۡلَکۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ وَ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِیۡنَ۔

ترجمہ۔کیا انھوں نے دیکھا نہیں کے ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کا اپنے اپنے زمانے میں دور دورہ تھا ؟ان کو ہم نے زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمھیں بھی نہیں بخشا ان پر ہم نے آسمان سے خوب پانی برسایا اور ان کے نیچے نہریں بہادیں لیکن جب انھوں نے کفران نعمت کیا تو آخر کار ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انھیں تباہ و برباد کر دیا اور ان کی جگہ دوسرے دور کی اقوام کو اٹھا دیا۔۶؎

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ؕ وَ اللّٰهُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ۔

ترجمہ۔کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے ہم کس طرح سے زمین کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھوں سے چھین کر کم کرتے جا رہے ہیں۔۷؎

فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ؕ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

ترجمہ۔اس طرح سے ان لوگوں کی (یعنی پچھلی اقوام کی) جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی جنھوں نے ظلم کیا، اور (تمام) تعریفیں ہیں اللہ رب اللعالمین کے لئے ہے (جس نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی)۔۸؎

مندرجہ بالا سطور کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوگئی کے اللہ تعالی نے اپنی زمین پر کئی لوگوں کو شرف اقتدار اور حکمرانی عطا فرمایا

انھیں بے پناہ طاقت،قوت، وسائل، دولت،ثروت اور جاہ ومنصب سے نوازالیکن جب انھوں نے اللہ کی زمین پر فساد بپا کیا،اپنی بے پناہ قوت کوتخریبی کارروائیوں پر سرف کیا اور اللہ کی زمین کے دعوے دار بن کر خدائی کا دعویٰ بھی کر دیا تو پھر اللہ کا غضب ان پر قہر بن کر ٹوٹا اور اللہ نے ایسی تمام اقوام کو قیامت تک کے لئے نشان عبرت بنا دیا یہی نہیں بلکہ ان سے اقتدار اور اختیارات لے کر دوسری کمزور اقوام کو ان کا وارث بنا دیا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا۔

ترجمہ۔تمھیں وارِثُ بنا دیا ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا،اور ان کے اموال کا،اور اس زمین کا جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا،اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔۹؎

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔

ترجمہ۔بے شک زمین تو اللہ کی ہے،اب وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے۔۱۰؎

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا۔۔۱۱؎

ترجمہ۔ہم نے وارث بنا دیا ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کے مشارق اور مغارب کا۔جس میں ہم نے برکت رکھی

كَذٰلِكَ ۖ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ۔

ترجمہ۔اسی طرح سے ہم نے دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا(قوم فرعون کی املاک کا)۔۱۲؎

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۔

ترجمہ۔ہم چاہتے ہیں کے ہم ان لوگوں پر احسان کریں جو ملک میں کمزور سمجھے جاتے ہیں اور انھیں امام اور وارث بنا دیں۔۱۳؎

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ گناہ معاف کرتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے اور ایک قوم کو سر بلند کرتا ہے اور دوسری کو سرنگوں کرتا ہے۔۱۴؎

حق وراثت:

مذاہب قدیم ہوں یا عرب کا دور جاہلیت خواتین کو جائیداد اور وراثت میں حصہ دینے کے بارے میں قطعاً نہیں سوچا جاتا تھا دولت و جائیداد پر صرف اور صرف مرد کا ہی اجارہ قائم تھا۔باپ کی جائیداد کی تقسیم کے موقع پر بھی خاندان کے مرد اس کو حاصل کرنے میں پیش پیش رہتے دیگر تہذیبوں کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کے اکثر مذاہب میں باپ کے انتقال کے بعد بڑا بیٹا تمام جائیداد کا مالک بن جاتا اور دیگر بھائی اس سے محروم رہتے تاہم خواتین کا شمار تو کسی زمرے میں ہی نہ تھا۔

اسلام کی تعلیمات اور احکامات میں میراث کو ایک مستقل حکم کی حیثیت حاصل ہے مرد چاہے امیر ہو یا غریب وہ صاحب جائیداد ہو یا معمولی ذریعہ معاش کا مالک ہر صورت میں اس کی پوری ملکیت میں اس کے تمام افراد خانہ شریک ہوں گے یعنی ماں،بہن، بیوی، بیٹی

بیٹا، بھائی وغیرہ افرادخانہ کی کفالت کا ذمہ دار اور پابند بھی اللہ تعالی نے مرد کو ہی بنایا ہے عورت کو اسلام نے افرادخانہ کی کفالت کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

ارشادات خداوندی:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا۔

ترجمہ۔مردوں کا اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کر مریں ہیں اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ چھوڑ کر مریں ہیں مال تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں ٹھہرایا ہوا حصہ ہے۔ ۱۵؎

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا۔

ترجمہ۔جب (ترکہ کی) تقسیم کے وقت رشتہ دار (جن کا حصہ مقرر نہیں ہے) اور یتیم اور مسکین آ جائیں تو اپنے طور پر ان کو بھی اس میں سے کچھ دو اور ان سے معقول بات کہو۔ ۱۶؎

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔

ترجمہ۔ایسے لوگ ڈریں کے اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ مریں تو ان کو اس کے بارے میں اندیشہ ہو تو ان کو چاہئے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کہیں۔ ۱۷؎

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ۔

ترجمہ۔اللہ تم کو تمھاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کے ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔ ۱۸؎

فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ۔

ترجمہ۔اگر لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لئے اس کا مال دو تہائی ہے جو وہ چھوڑ مرا ہے۔ ۱۹؎

وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ۔

ترجمہ۔اگر ایک ہی (لڑکی) ہو تو اس کے لئے آدھا مال ہے۔ ۲۰؎

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ۔

ترجمہ۔اگر اولاد ہو تو ماں، باپ میں ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور میت کے ماں باپ کے لئے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ مرا ہے اگر اس کے اولاد ہے۔ ۲۱؎

فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ۔

ترجمہ۔اگر اولاد نہ ہو تو ماں کا حصہ ایک تہائی ہوگا اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث اس کے ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک تہائی ہے۔ ۲۲؎

ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ ۔

ترجمہ۔ بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر اس کے بھائی بھی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ ۲۳؎

مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ ۚ لَا تَدۡرُوۡنَ اَيُّهُمۡ اَقۡرَبُ لَـكُمۡ نَفۡعًا ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۔

ترجمہ۔ تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ تمھارے لئے ان میں سے کون نفع پہنچانے کے زیادہ قریب ہے یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا ہے بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ ۲۴؎

وَلَـكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ ۔

ترجمہ۔ اگر اولاد نہ ہو تو شوہر کا نصف ہے۔ تمھارے لئے اس مال میں سے آدھا ہے جو تمھاری بیویاں چھوڑ مریں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو۔ ۲۵؎

كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡنَ ۚ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ ۔

ترجمہ۔ اولاد ہو تو چوتھائی۔۔۔۔ پھر اگر ان کی اولاد ہو تو تمھارے لئے اس کا چوتھائی ہے جو وہ چھوڑ مریں۔ ۲۶؎

مِمَّا تَرَكۡنَ ۚ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ ۔

ترجمہ۔ اولاد نہ ہو تو بیوی کا چوتھائی حصہ ہے۔۔۔۔ ان کے لئے اس مال میں سے چوتھائی ہے جو تم چھوڑ مرو اگر تمھاری اولاد نہیں ہے۔ ۲۷؎

مِمَّا تَرَكۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّكُمۡ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَـكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ ۚ مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ؕ ۔

ترجمہ۔ اولاد ہو تو بیوی کا آٹھواں حصہ ہے۔۔۔۔ اگر تمھاری اولاد ہے تو ان کے لئے اس مال میں سے آٹھواں حصہ ہے جو تم چھوڑ مرو۔ ۲۸؎

مندرجہ بالا قانون میراث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ شریعت نے میراث میں عورت کا حصہ مرد کے حصے سے کم رکھا ہے لیکن اسلام نے اسے کسی بھی مقام پر دوسروں کو دینے کا پابند نہیں بنایا تاہم شادی کے بعد عورت کو مہر کی صورت میں بھی تحفہ یا رقم ملتی ہے جو مرد کی طرف سے اپنی بیوی کو ادا کی جاتی ہے لیکن شریعت نے عورت کو کچھ دینے کا پابند نہیں بنایا ہے بظاہر دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کے مرد کو زیادہ یا دگنا حصہ ملا لیکن مرد اپنے مال میں سے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینے کا بھی پابند ہے پھر سب سے بڑھ کر ان کی کفالت کی عظیم ترین ذمہ داری بھی اسی کے کندھوں پر ہے لہٰذا خواتین کو ان پہلوؤں کی جانب بھی توجہ دینی چاہیے۔

وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ ندا آئے گی کہ یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہوئے تمھیں ان اعمال کے بدلے ملی ہے جو تم کرتے رہے ہو۔ ۲۹؎

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک زمین تو اللہ کی ہے اب وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ ۳۰؎

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا۔

ترجمہ۔ ہم نے وارث بنا دیا ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کے مشارق اور مغارب کا جس میں ہم نے برکت رکھی۔ ۳۱؎

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ۔

ترجمہ۔ زندگی اور موت ہم ہی دیتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہوں گے۔ ۳۲؎

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ﷺ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔

ترجمہ۔ (زکریا نے کہا!) میں ڈرتا ہوں اپنے عزیز و اقارب سے اور میری عورت بانجھ ہے سو تو مجھ کو اپنے فضل و کرم سے ایک وارث عطا کردے جو میرا وارث بھی ہو اور وہ آل یعقوب کی میراث بھی پائے۔ ۳۳؎

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ آخر کار ہم ہی زمین کے اور اس پر رہنے والوں کے وارث ہوں گے اور سب ہماری ہی طرف پلٹائے جائیں گے۔ ۳۴؎

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا۔

ترجمہ۔ یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اسے بنائیں گے جو متقی ہوگا۔ ۳۵؎

وَنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۔۔

ترجمہ۔ ہم ہی وارث ہوں گے۔ ۳۶؎

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ۔

ترجمہ۔ (زکریا نے اپنے رب کو پکارا!) اے رب مجھے اکیلا (بغیر وارث) نا چھوڑ اور تو ہی سب سے بہتر وارث ہے۔ ۳۷؎

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے! زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ ۳۸؎

كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ۔

ترجمہ۔ بنی اسرائیل کو ہم نے ان سب چیزوں کا وارث کر دیا۔ ۳۹؎

وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ۔

ترجمہ۔(ابراہیم نے دعا کی!) اللہ مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کردے۔ ۴۰؎

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُوْدَ۔

ترجمہ۔داؤد کا وارث سلیمان ہوا۔ ۴۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، جو شخص کسی وارث کی میراث سے بھاگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی وراثت کو منقطع کردیں گے۔ ۴۲؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک ملت والے دوسری ملت والوں کے وارث نہیں ہوتے اور ایک ملت والوں کی دوسری ملت والوں کے خلاف شہادت جائز نہیں ہے ماسوا میری امت کے کیونکہ ان کی شہادت دوسروں کے خلاف جائز ہے۔ ۴۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جو اپنی حکومت کے دوران تکبر کرتا ہے وہ حکومت سے ہاتھ دھونے کے بعد بہت ذلیل ہوتا ہے۔
ظالم حاکم امت کے بدترین لوگوں میں سے ہیں۔ ۴۴؎

روحانی وظیفہ:

جو شخص سورج نکلنے سے قبل ۱۰۰ مرتبہ یاوارِثُ پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا ہر رنج اور غم دور ہو جائے گا۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۲۸۔

۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۱۔

۵۔سورہ الفجر۔آیت۔۱۴۔

۶۔سورہ انعام۔آیت۔۶۔

۷۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔

۸۔سورہ انعام۔آیت۔۴۵۔

۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۷۔

۱۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۲۸۔

۱۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۷۔

۱۲۔سورہ دخان۔آیت۔۲۸۔

۱۳۔سورہ القصص۔آیت۔۵۔

۱۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۱۵۔سورہ النسا۔آیت۔۷۔

۱۶۔سورہ النسا۔آیت۔۸۔

۱۷۔سورہ النسا۔آیت۔۹۔

۱۸۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۔

۱۹۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۔

۲۰۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۔

۲۱۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۔

۲۲۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۔

۲۳۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۔

۲۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۱۔

۲۵۔سورہ النسا۔آیت۔۱۲۔

۲۶۔سورہ النسا۔آیت۔۱۲۔

۲۷۔سورہ النسا۔آیت۔۱۲۔

۲۸۔سورہ النسا۔آیت۔۱۲۔

۲۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۳۔

۳۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۲۸۔

۳۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۷۔

۳۲۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۳۔

۳۳۔سورہ مریم۔آیت۔۵۔۶۔

۳۴۔سورہ مریم۔آیت۔۴۰۔

۳۵۔سورہ مریم۔آیت۔۶۳۔

۳۶۔سورہ مریم۔آیت۔۸۰۔

۳۷۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۹۔

۳۸۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۵۔

۳۹۔سورہ الشعرا۔آیت۔۵۹۔

۴۰۔سورہ الشعرا۔آیت۔۸۹۔

۴۱۔سورہ النمل۔آیت۔۱۶۔

۴۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۴۳۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔رقم الحدیث۔۲۰۱۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔

۴۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

الرَّشِیۡدُ

سب پر غالب

He who is the guid, with wisdom, to the right path according to His eternal plan.

وَاَحۡسِنُوۡا ۚ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔(البقرہ۔۱۹۵)

ترجمہ۔نیکی کرو، اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

الرَّشِیۡدُ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا نمبر(۶۱۴اور عدد ۲)ہے۔

الرَّشِیۡدُ۔(ر۔ش۔د)سے مشتق ہے۔ا؎

الرَّشِیۡدُ۔قرآن کریم میں اسم الرَّشِیۡدُ کا ذکر نہیں ہے۔

رَّشَدُ۔یرَّشِدُ۔رَّشدًا۔الرَّشِیۡدُ۔یرَّشِیۡدُرًا۔رَشدًا اور۔الرَّشاَدًا۔سے مراد صحیح معاملہ یا صحیح راستہ پالینا ہے۔

الرَّشدُ۔راہ راست پر سختی اور استقامت سے سے چلنا۔

الرَّشدُ۔راستے پر پختگی سے جم جانے والا۔۲؎

الرَّشدُ۔کی ضد ضرر ہے۔

الرَّشدُ۔یک جامع لفظ ہے جس میں ہدایت،حکمت،بصیرت اور پختگی و استقامت پوشیدہ ہے۔

الرَّشدًا۔اہلیت کا ہونا یا معامل فہم ہونا۔اسی حوالے سے سورہ النساء میں یہ کہا گیا!

وَابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ ۔

ترجمہ۔یتیم جب نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اور اگر ان کے اندر اہلیت ہو تو ان کے مال کو تم ان کے حوالے کردو۔۳؎

استرشد فلان لامرہ۔اس شخص نے اپنے معاملات کا صحیح حل پالیا۔

ارشدتہ۔میں نے اسے ٹھیک راہ دکھائی۔۴؎

الرَّشِیۡدُ۔عربی زبان میں اس کے معنی سچے اور راست باز کے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ۔ ۵؎

ترجمہ۔ (شعیب کی قوم نے شعیب سے کہا!) بس تو ہی تو ایک عالی ظرف اور (الحلیم الرَّشِیْد) راست باز آدمی رہ گیا ہے۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔

ترجمہ۔ (اصحاب کہف نے اللہ سے دعا کی!) اے پروردگار! ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست (اَمْرِنَا رَشَدًا) کردے۔ ۶؎

المراشد۔ ان راستوں کو کہتے ہیں جو کے انسان کو منزل مقصود تک پہنچادیں۔ ۷؎

اسم الرَّشِیْد کا نظام کائنات میں کردار:

اسم صفاتی الرَّشِیْد کا نظام کائنات میں ہر جگہ نفوذ پذیری جاری وساری ہے اللہ تعالی نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں مبعوث فرمائے اور تمام انبیاء علیہ السلام کے ذمہ یہ اہم ترین ذمہ داری تھی کے وہ اللہ کے پیغام کو بنی نوع انسانیت تک پہنچاتے ہوئے انھیں جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نکالیں اور دین اسلام کے پیغام اور اللہ کی وحدانیت کی روشنی کی جانب ان کی رہنمائی کریں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک آنے والے تمام پیغمبروں نے اپنے اس دینی مشن کو پورا کیا اور راستے کی تمام تر مشکلات کا نہایت اولوالعزمی سے مقابلہ کرتے ہوئے نہایت صبر واستقامت سے اللہ کے پیغامات کو اپنی اپنی قوم تک پہنچایا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ پہلے ہم موسیٰ اور ہارون کو فرقان، روشنی اور ذکر عطا کر چکے ان متقی لوگوں کی بھلائی کے لئے جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور جنھیں (حساب) کا کھٹکا لگا ہوا ہے اور اب یہ بابرکت ذکر ہم نے (تمھارے لئے) نازل یا ہے پھر کیا تم اس کو قبول کرنے سے انکاری ہو؟ اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو ہوشمندی (رشدہ) بخشی تھی اور ہم اسے خوب جانتے تھے۔ ۸؎

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔

ترجمہ۔ ہر امت میں اللہ کے ڈرانے والے آئے ہیں۔ ۹؎

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول یہ پیغام دے کر بھیجا تا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور گمراہ کرنے والوں (بتوں) سے علیحدہ رہیں۔ ۱۰؎

وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوۡلُہُمۡ قُضِیَ بَیۡنَہُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ۔ ہر قوم کی طرف رسول آتے رہے ہیں۔ ۱۱؎

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَہُمۡ فَیُضِلُّ اللّٰہُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔

ترجمہ۔ ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اسی قوم کی بولی بولتا ہوا بھیجا تا کہ وہ رسول ان سے بیان کرے، پھر اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ ۱۲؎

فَہَلۡ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ۔

ترجمہ۔ رسولوں کا ذمہ سوائے کھول کر بیان کرنے کے اور کچھ بھی نہیں۔ ۱۳؎

بِالۡبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ وَ لَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کو وہ تعلیم کھول کھول کر بیان کر دیں جو ان کے لئے نازل کی گئی ہے تا کہ وہ لوگ غور فکر کریں۔ ۱۴؎

ارشادات خداوندی:

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ لَا تُخۡزُوۡنِ فِیۡ ضَیۡفِیۡ ؕ اَلَیۡسَ مِنۡکُمۡ رَجُلٌ رَّشِیۡدٌ۔

ترجمہ۔ (لوط نے کہا!) میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے ذلیل نہ کرو کیا تم میں کوئی (رجل رشید) بھلا آدمی نہیں؟۔ ۱۵؎

قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ اَصَلٰوتُکَ تَاۡمُرُکَ اَنۡ نَّتۡرُکَ مَا یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوۡ اَنۡ نَّفۡعَلَ فِیۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّکَ لَاَنۡتَ الۡحَلِیۡمُ الرَّشِیۡدُ۔ ۱۶؎

ترجمہ۔ (شعیب کی قوم نے شعیب سے کہا!) بس تو ہی تو ایک عالی ظرف اور (الۡحَلِیۡمُ الرَّشِیۡدُ) راست باز آدمی رہ گیا ہے۔

اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۠ئِہٖ فَاتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَ مَاۤ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِیۡدٍ۔

ترجمہ۔ انھوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا حکم (فِرۡعَوۡنَ بِرَشِیۡدٍ) راستی پر نہ تھا۔ ۱۷؎

وَ اَحۡسِنُوۡا ۚ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔

ترجمہ۔ نیکی کرو اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

-الصدق ينجی والكذب يهلك-

ترجمہ: سچائی انسان کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے اور جھوٹ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! والدین کے ساتھ نیکی بہترین عادتوں میں سے ایک ہے۔

بلاؤں پر صبر اور مصائب کو چھپانا بلاشبہ نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

چار چیزیں انسان کو جنت میں لے جاتی ہیں۔۱۔مصیبت کو چھپانا۔۲۔چھپا کر صدقہ دینا۔۳۔والدین سے نیکی کرنا۔

۴۔اور بکثرت لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنا۔

نیکی وہ ہے کہ جس سے تمھارے نفس کو تسکین پہنچے اور تمھارے قلب کو اس کے کرنے سے راحت کا احساس ہو جبکہ برائی وہ ہے کہ جو کرنے کے بعد تمھارے سینے میں اضطراب پیدا ہو جائے تنگی میں سخاوت، غصہ میں سچ اور قدرت کے باوجود معاف کرنا بہترین نیکیوں میں سے ایک ہے۔نیک لوگوں کا مرنا خود ان کے لئے باعث راحت ہوتا ہے جبکہ فاجروں کی موت تمام عالم کے لئے باعث راحت ہوتی ہے نیکی کی جزا بہت جلدی مل جاتی ہے نیکی سے عمر طویل ہوتی ہے نیکی کرنے والے ہمیشہ فاجروں کے اعمال سے بے زار رہتے ہیں نیکی کے ذریعے رحمت کا نزول ہوتا ہے جس سے نیکی قریب ہوگی اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوگی جس نے اپنی نیکی بانٹ دی اس کا ذکر شہرت پا گیا اور سب سے عمدہ نیکی وہ ہے جس کی ابتداء اپنے اہل وعیال اور رشتے داروں سے کی جائے۔۲۰؎

روحانی وظیفہ:

گمشدہ چیز کے ملنے کے لئے بعد نماز مغرب ۱۰۰۰ مرتبہ اسم صفاتی یَارَشِیْدُ کا ورد کرنے سے گم شدہ شے اللہ کے حکم سے مل جاتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔سورہ النسا۔آیت۔۶۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ ھود۔آیت۔۸۷۔

۶۔سورہ کہف۔آیت۔۱۰۔
۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۔سورہ الانبیا۔آیت۔۵۱۔
۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۴۔۲۵۔
۱۰۔سورہ النحل۔آیت۔۳۶۔
۱۱۔سورہ یونس۔آیت۔۴۷
۱۲۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۔
۱۳۔سورہ النحل۔آیت۔۳۵۔
۱۴۔سورہ النحل۔آیت۔۴۴۔
۱۵۔سورہ ھود۔آیت۔۷۸۔
۱۶۔سورہ ھود۔آیت۔۸۷۔
۱۷۔سورہ ھود۔آیت۔۹۷۔
۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۵۔
۱۹۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔
۲۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

.

اَلصَّبُوْرُ

بہت بردبار۔ بڑا تحمل والا

وَاللّٰہُ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ۔(البقرہ۔۲۴۹)

ترجمہ۔اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اَلصَّبُوْرُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا نمبر(۲۹۸ اور عدد ۱) ہے۔

اَلصَّبُوْرُ ۔(ص۔ب۔ر) سے مشتق ہے۔۱

اَلصَّبُوْرُ ۔قرآن کریم میں س اسم صفاتی کا ذکر موجود نہیں۔

صَبُرُ ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کسی شخص کا کسی مطلوبہ شے کے حصول کے لئے برابر مصروف کار رہنا۔۲

صَبُرُ ۔کے معنی استقامت، ثابت قدمی اور مسلسل کوشش ہے۔

صَبُیرُ ۔اس بادل کو کہتے ہیں جو ایک ہی جگہ کافی دیر تک مقیم رہے۔

اَلصَّبُیرُ ۔عربی میں پہاڑ کو بھی کہتے ہیں۔

الاصبیرۃ۔وہ اونٹ اور بکریاں جو صبح و شام اپنے اپنے مالکان تک واپس پہنچ جائیں اور ان سے دور نہ رہیں۔

الصبارۃ۔لوہے یا پتھر کے وہ ٹکڑے جو مستقل کسی جگہ پڑے رہیں۔

الصابورۃ۔ایسا مٹی کا ڈھیر جو کشتی میں اس لئے رکھا جائے تاکہ کشتی اس مٹی کے ڈھیر کے وزن سے ہچکولے نہ کھائے اور اس کا توازن برقرار رہے۔

الصبرۃ۔اناج کا ڈھیر جس کی ناپ تول نہ کی گئی ہو یعنی یہ تمام عربی کے الفاظ کس قدر محنت اور استقامت کے ہم معنی ہیں۔

صَبُر ۔کے ایک معنی قید کرنے کے بھی ہیں کیونکہ یہ بھی ایک مقام پر جم کے قائم رہنے کے مترادف ہے۔

یمین الصبر ۔وہ قسم جو کسی کو مجبور کر کے زبردستی کھلائی جائے۔۳

اصبرھم علی النار۔عذاب جہنم کو سہنے کا حوصلہ۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ فَمَآ اَصْبَرَھُمْ عَلَی النَّارِ۔

ترجمہ۔ یہ لوگ کیسے ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے ضلالت خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب مول لیا کیسا عجیب ہے ان کا حوصلہ کے جہنم کا عذاب برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ۴؎

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ ۵؎

ترجمہ۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ۔ جب (داؤد) جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لئے نکلے تو (داؤد) دعا کی ! اے ہمارے رب ! ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمارے قدم جمادے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔ ۶؎

مندرجہ بالا آیت کے مطالعے سے صبر کی اصل کیفیت سامنے آگئی یعنی استقامت اور مستقل مزاجی سے باطل قوتوں کے خلاف برسر پیکار رہنا۔ اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہ ہوئے اور نہ ہی انھوں نے کمزوری دکھائی وہ باطل کے آگے سرنگوں نہیں ہوئے ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے ان کی دعا تو بس یہ تھی ! اے ہمارے رب ! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہے اس کو معاف فرما اور ہمارے قدم کافروں کے مقابلے میں جمادے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما آخر کار اللہ نے انھیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی انھیں عطا کیا۔ اللہ کو ایسے ہی نیک عمل لوگ پسند ہیں۔ ۷؎

اسم اَلصَّبُوْرُ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم اَلصَّبُوْرُ کی نظام کائنات میں نہایت گہرائی میں نفوذ پذیری پائی جاتی ہے۔

اَلصَّبُوْرُ (صبر) سے مشتق ہے اور اللہ کی ذات پاک نہایت بردبار اور متحمل ہے چنانچہ وہ مستقل مزاجی، استقامت اور تحمل سے اپنے بندوں کے معاملات، حالات اور تنازعات کا جائزہ لیتی ہے۔

اللہ یہ چاہتے ہیں کے بندوں میں بھی تحمل اور استقامت پائی جائے اسی لئے عبادات، قاعدے قوانین اور دیگر فرائض کی ذمہ داریوں میں انسان کو پابند کیا گیا صبر کے نہایت گہرے اثرات انسان کی ذات اور سماج اپر استوار ہوتے ہیں اگر لمحاتی استقامت ہو تو وہ صبر کہلاتا ہے تاہم اگر یہ صبر مستقل مزاجی کے ساتھ ہو تو پھر یہ استقامت کہلاتا ہے اور استقامت ہی وہ انمول خصوصیت ہے جس کی وجہ سے قوانین کا نفاذ عمل میں آتا ہے اور جب یہ استقامت انسانی مزاج اور طبیعتوں میں نفوذ پذیر ہو جائے تو قوانین اور عبادات کی یہ نفوذ پذیری انسانی ذات اور سماج کو بہترین اقدار، تہذیب اور تمدن سے آراستہ کرتے ہیں یعنی انسانی طبیعتوں کی گہرائی میں قوانین خداوندی کا اتر جانا اور مزاج کا حصہ بن جانا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ۔

ترجمہ۔صبر اور صلوۃ سے مدد لو۔ ۸؎

کچھ اسلامی ممالک میں نماز کے وقت ڈنڈے کے زور پر کاروبار بند کروادیا جاتا ہے یا نمازیوں کو ڈنڈے کے زور پر مساجد میں نماز پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کے سرکاری سطح پر صلوۃ کا نفاذ تو کیا جارہا ہے لیکن انسانی طبیعت میں صلوۃ ابھی تک نفوذ پذیر نہ ہوسکی یعنی صلوۃ کا قائم کرنا بھی صبر کا متقاضی ہے جب تک انسانی طبیعت میں مستقل مزاجی، تحمل اور ثابت قدمی نہ ہوگی انسان رسم صلوۃ تو شاید ادا کرلے لیکن قیام صلوۃ سے وہ ناآشنا ہی رہے گا اگرچہ تمام عبادات ہی مستقل مزاجی اور تحمل کی متقاضی ہیں لیکن صلوۃ چونکہ ایک غیر معمولی عبادت ہے لہٰذا وقت کی پابندی کے ساتھ اس کی ادائے گی کو لازمی قرار دیا گیا ہے یعنی دن میں پانچ مرتبہ اللہ سے ہر حال میں ملاقات کی جائے چاہے کچھ بھی ہوجائے دوسری جانب اللہ کی طرف سے یہ مقرر کی گئی ملاقات کسی صورت ٹل نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوق تخلیق کیا چنانچہ اشرف مخلوق کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا ہے وہ اپنی مشکلات، پریشانیاں، مصائب و آلام کو اپنے ہی جیسے کمزور اور بے بس انسانوں سے بیان کرے بلکہ اس کے شایان شان تو یہ ہے کے اگر اللہ نے اسے کسی ابتلا میں مبتلا کیا ہے تو وہ اس پر صبر وسکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ سے اس مسئلے اور پریشانی کو دور کرنے کی دعا کرے کیونکہ کائنات میں انسان کو جو منصب حاصل ہے اس عظیم منصب کا یہ تقاضا ہے کے وہ کسی بھی عجلت، بے صبرے پن اور ناشکری کا غلطی سے بھی اظہار اقرار اور اس کا مظاہرہ نہ کرے اور مخلوق سے اللہ کی ہرگز شکایت نہ کرے کیونکہ دنیا کی تخلیق سے دوہزار برس قبل ہی اللہ نے انسانوں کی تقدیر کا فیصلہ کردیا تھا اور انسان کو پہنچنے والی تمام مشکلات اور آسانیاں لوح محفوظ پر تحریر کردی گئیں تھیں تاہم ہر مشکل اللہ کے حکم سے آتی ہے اور اپنی مدت پوری کرکے اللہ کے ہی حکم سے چلی جاتی ہے اب انسان چاہے تناہی شور وواویلا کرے اور چاہے کتنا ہی زور لگا دے وہ مشکل اپنے وقت مقررہ پر ہی ختم ہوگی۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! صبر یہ ہے کے انسان پریشانیوں کو برداشت کرے اور غصہ دلانے والی اشیاء کے مقابلے میں برد بار رہے۔

جو چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے اللہ اسے بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلا کردیتا ہے۔

جسے صبر نجات نہ دے سکے اسے بے تابی ہلاک کردیتی ہے۔ ۹؎

صبر کے لغوی معنی نفسانی خواہشات سے رکنا اور نفس پر قابو پانا ہے یعنی گناہ پر قدرت ہونے کے باوجود اس سے رکنا جبکہ اس کے دوسرے معنی عزم وحوصلے سے تکالیف کو برداشت کرنا اور حرف شکایت کو زبان پر نہ لانا ہے۔

حضرت امام غزالی صبر جمیل کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں! صبر جمیل کا مطلب ہے کے جب کسی شخص پر کوئی مشکل آئے تو وہ اس کو صبر وتحمل سے برداشت کرے اور اس کی کسی سے کوئی شکایت نہ کرے یہاں تک کے برابر میں بیٹھے ہوئے شخص کو بھی معلوم نہ

ہو سکے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۔ترجمہ۔صبر کیجئے یعنی صبر جمیل۔ ۱۰؎

قرآن اور سنت کی اصطلاح میں صبر کے تین درجات ہیں۔

۱۔اپنے نفس کو حرام اور ناجائز چیزوں سے روکنا۔

۲۔اپنے نفس کو اطاعت اور عبادت کا پابند کرنا۔

۳۔مصائب اور مشکلات کا عزم واستقلال سے مقابلہ کرنا، مایوسی اور بے قراری پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا تاہم اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا کیونکہ مایوسی کفر ہے۔امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خاص امتیاز ہے کے اللہ تعالی نے انھیں مشکل وقت میں صبر کی خاص دعا عطا فرمائی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ ۱۱؎

ترجمہ۔ ہر شے اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے امام طبرانی روایت کرتے ہوئے یہ حدیث نقل کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کو ایک ایسی چیز دی گئی ہے جو پچھلی امتوں میں سے کسی کو بھی نہیں دی گئی۔یعنی مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا۔ ۱۲؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

ترجمہ۔یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ۱۳؎

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

ترجمہ۔صبر کیجئے اللہ نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ ۱۴؎

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

ترجمہ۔اور صبر کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر کرنا اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ ۱۵؎

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۔

ترجمہ۔اپنے رب کے لئے صبر کیجئے۔ ۱۶؎

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔

ترجمہ۔صبر وصلوۃ سے مدد لیجئے۔ ۱۷؎

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ۔

ترجمہ۔ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔۱۸؎

وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ۔

ترجمہ۔اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔۱۹؎

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ۔

ترجمہ۔اللہ صابرین سے محبت کرتا ہے۔۲۰؎

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ۔

ترجمہ۔اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل یہ سب صابرین میں سے تھے۔۲۱؎

إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِينَ۔

ترجمہ۔(اسماعیل نے کہا)، آپ مجھے ان شاءاللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔۲۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل نے فرمایا کے اے جبرائیل! اس شخص کی کیا جزاء ہے جس کی بینائی کو میں سلب کرلوں اور وہ اس پر صبر کرے؟ اس کی جزا میرے گھر میں ہمیشہ رہنا اور میرا دیدار کرنا ہے۔۲۳؎

امام مالک نے 'موطا' میں حضرت ابوسعید دریؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل فرماتا ہے کے جب میں اپنے بندہ کو کسی مصیبت میں مبتلا کروں اور وہ اس پر صبر کرے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہ کرے تو میں اس کے گوشت کو بہتر گوشت اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دیتا ہوں یعنی جب میں اس کو صحت مند کرتا ہوں تو اس کا کوئی گناہ نہیں رہتا اور اگر میں اس کو وفات دوں تو وہ میری رحمت کی طرف ہے۔۲۴؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتا ہے! جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کے جسم مال یا اولاد میں سے کسی پر کوئی مصیبت بھیجتا ہوں اور وہ بندہ اس مصیبت پر صبر جمیل کرتا ہے تو میں قیامت کے دن اس کے لئے میزان قائم کرنے یا اس کا نامہ اعمال کھولنے سے حیاء کرتا ہوں۔۲۵؎

ابوعبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ کو اپنے زانو پر مارنا اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے۔۲۶؎

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مومن مرد و عورت کی جان، مال اور اولاد پر ہمیشہ مصیبت آتی رہتی ہے حتی کے وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔۲۷؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مسلمانوں میں سے جو بھی شخص اپنے جسم کے کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کے اعمال کے محافظ فرشتوں کو یہ حکم دیتا ہے میرا یہ بندہ اپنی صحت کی حالت میں جو نیک اعمال کیا کرتا تھا اس کے اس عمل کو اس وقت تک لکھتے رہو جب تک کہ وہ میری زنجیر میں بندھا ہوا ہے۔ ۲۸ے

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! کے صبر خدا کا نور ہے۔

صبر بہ قدر مصیبت نازل کیا جاتا ہے جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ اپنے زانو پر مارا اس کا عمل ضائع کر دیا جاتا ہے۔ ۲۹ے

صبر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ۱۔ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر۔ ۲۔ اور پسندیدہ چیزوں کے لئے صبر۔

صابر کبھی بھی کامیابیوں سے ہاتھ نہیں دھوتا بھلے ہی اسے مدتوں ہی انتظار کیوں نہ کرنا پڑے۔

صبر ایمان کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے اگر صبر کسی انسان کی شکل میں ہوتا تو وہ یقیناً ایک صالح انسان کی شکل میں ہوتا۔

صبر ایسی سواری ہے جو کبھی نہیں گراتی ہے اور قناعت ایسی تلوار ہے جس کی دھار کبھی نہیں الٹتی۔

جو ایک ساعت صبر کر لیتا ہے وہ کئی ساعتوں تک لائق تحسین رہتا ہے۔

صبر تین طرح کا ہوتا ہے۔ ۱۔ مصیبتوں پر صبر۔ ۲۔ اطاعت خدا پر صبر۔ ۳۔ گناہوں سے صبر۔

بلاؤں پر صبر کرنا خوشی کی حالت میں عافیت سے افضل ہے۔

اگر تم نے صبر اختیار کیا تو اسی صبر کے ذریعے تمھیں نیک لوگوں میں شامل کیا جائے گا اور اگر تم نے بے تابی کا مظاہرہ کیا تو تمھاری بے تابی تمھیں جہنم میں دھکیل دے گی۔

بہترین صبر پسندیدہ چیز سے صبر کرنا ہے۔

جس پر زمانے کی سختیاں تواتر سے نازل ہونے لگیں تو اسے صبر عطا کر دیا جاتا ہے۔

جو صبر کرتا ہے اس کی مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں اور صبر کرنے والا مرادوں تک پہنچ جاتا ہے۔

جو دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے اس کے لئے تمام مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں۔

تین دن بعد تعزیت دینا تجدید مصیبت ہے۔

جب مصیبت دور ہوتی ہے تو عیش و عشرت قریب آ جاتا ہے۔

مصیبت جتنا ہی ثواب ملتا ہے۔

نیکوکاروں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کے انھیں بدکرداروں کی مدارت کی ضرورت پڑ جائے۔ ۳۰ے

روحانی وظیفہ:

جو شخص کسی مصیبت یا رنج والم میں گرفتار ہو جائے اس کو چاہئے کے وہ تین ہزار (۳،۰۰۰) مرتبہ یَاصَبُوْرُ پڑھے۔

اللہ اس کو ہر مشکل سے نجات دیں گے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۵۔

۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۹۔

۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۰۔

۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۸۔

۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۵۔

۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۱۰۔سورہ المعارج۔آیت۔۵۔

۱۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۶۔

۱۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۳۲۔مطبوعہ دار احیاالتراث العربی۔بیروت۔

۱۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۳۔

۱۴۔سورہ ھود۔آیت۔۱۱۵۔

۱۵۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۷۔

۱۶۔سورہ المدثر۔آیت۔۷۔

۱۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۵۔

۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۵۔

۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۹۔

۲۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۶۔

۲۱۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۵۔

۲۲۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۰۲۔

۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۲۴۔احیاء العلوم۔ابوحامد محمد الغزالی (۵۰۵ھ)۔ج۔۴۔ص۔۴۲۲۔مطبوعہ دار الخیر۔بیروت۔۱۴۱۳ھ۔

۲۵۔کامل ابن عدی۔

۲۶۔الفروع من الکافی۔ج۔۳۔ص ۲۲۳۔مطبوعہ دار الکتب لاسلامیہ تہران۔۱۳۹۱ھ۔

۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۲۸۔مصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۰۸۰۴۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۲۹۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؓ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۳۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

کتابیات:

۱۔القرآن۔

۲۔تورات۔

۳۔انجیل۔

کتب احادیث:

۴۔المصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالقرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۶ھ۔

۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ۔

۶۔المسند۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔داراحیاء التراث۔ا

۷۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی(متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ۔

۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری(متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۱۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۱۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱۳۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی(متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔۔

۱۴۔سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی(متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ۔

۱۵۔معجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ۔۱۳۸۸ھ۔مکتب اسلامی بیروت۔۱۴۰۵ھ

۱۶۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔

۱۷۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۸۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ(متوفی ۳۹۶ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۹۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری(متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۲۰۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی(متوفی ۴۳۰ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۲۱۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی(متوفی ۴۳۰ھ)۔مطبوعہ دارالنفائس بیروت۔

۲۲۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(متوفی ۴۵۸ھ)مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔

۲۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(متوفی ۴۵۸ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔

۲۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی(۴۵۸ھ)مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۵۔شرح السنہ۔امام حسین بن مسعود بغوی(متوفی ۵۱۶ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۲۶۔الترغیب والترہیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی ۶۵۶ھ)مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ۔دارابن کثیر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی(متوفی ۷۴۲ھ)مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۲۸۔کنوز الحقائق۔امام عبدالرؤف بن علی المنادی(متوفی ۱۰۳۱ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۲۹۔الجامع الصغیر۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۱ھ۔
۳۰۔جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۳۱۔الخصائص الکبری۔حافظ جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۱ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۳۲۔کشف الغمہ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی(متوفی ۹۷۳ھ)مطبوعہ مطبع عامرہ عثمانیہ مصر ۱۳۰۳ھ۔
۳۳۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری(متوفی ۹۷۵ھ)مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔

کتب تفاسیر:

۳۴۔احکام القرآن۔امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی(متوفی ۲۰۴ھ)مطبوعہ داراحیاء العلوم بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۳۵۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی(متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۳۶۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری(متوفی ۳۱۱ھ)مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۷۔احکام القرآن۔امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص(متوفی ۳۷۰ھ)۔مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ۔
۳۸۔احکام القرآن۔علامہ عمادالدین طبری الکیاالہراسی(متوفی ۵۰۴ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ۔
۳۹۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی(متوفی ۵۱۶ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری(متوفی ۵۳۸ھ)مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۴۱۔احکام القرآن۔علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی مالکی(متوفی ۵۴۳ھ)مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۴۲۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی(متوفی ۶۰۶)مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۴۳۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی(متوفی ۶۶۸ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۴۴۔التفسیر الکبیر۔علامہ تقی الدین ابن تیمیہ(متوفی ۷۲۸ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۴۵۔تفسیر القرآن۔حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی۔(متوفی۔۷۷۴ھ)۔ج۔۵۔ص۔۱۱۷۔مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت۔۱۳۸۵ھ۔
۴۶۔فردوس بماثور الخطاب۔امام انوشجاع شیرویہ بن شیرویہ الدیلمی۔(متوفی۔۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۶ھ۔
۴۷۔روح البیان۔علامہ اسماعیل حقی حنفی(متوفی ۱۱۳۷ھ)مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۴۸۔تفسیر صاوی۔علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی(متوفی ۱۲۲۳ھ)مطبوعہ داراحیاء الکتب العربیہ مصر۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۴۹۔تفسیر مظہری۔قاضی ثناء اللہ پانی پتی(متوفی ۱۲۲۵ھ)مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ۔
۵۰۔تفسیر عزیزی۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی(متوفی ۱۲۳۹ھ)مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی۔
۵۱۔فتح القدیر۔شیخ محمد بن علی شوکانی(متوفی ۱۲۵۰ھ)مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔دارالوفا بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۵۲۔تفسیر مجاہد۔ابوالحجاج مجاہد بن جبر القرشی المخزومی(متوفی۔۱۰۴ھ)۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۶ھ۔

۵۳۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراج العربی بیروت۔دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۵۴۔فتح البیان۔نواب صدیق حسن خان بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ)۔مطبوعہ مطبع امیریہ کبری بولاق مصر ۱۳۰۱ھ۔
۵۵۔بیان القرآن۔شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۴ھ) مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور۔
۵۶۔فی ظلال القرآن۔سید محمد قطب شہید (متوفی ۱۳۸۵ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ۔
۵۷۔معارف القرآن۔مفتی محمد شفیع دیوبندی (متوفی ۱۳۹۶ھ) مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی۔۱۳۹۷ھ۔
۵۸۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ) مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
۵۹۔ضیاء القرآن۔جسٹس پیر کرم شاہ الازہری۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔
۶۰۔تدبر قرآن۔شیخ امین احسن اصلاحی۔مطبوعہ۔فاران فاونڈیشن لاہور۔

کتب الغات:

۶۱۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ۔
۶۲۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ) مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران۔
۶۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۶۴۔المنجد۔لوئیس معلوف الیسوعی (متوفی ۱۸۶۷ء) مطبوعہ المطبعہ الغاثو لیکہ بیروت ۱۹۲۷ء۔
۶۵۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔

کتب تاریخ:

سیرت وفضائل:

۶۶۔زاد المعاد۔شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیۃ (متوفی ۷۵۱ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۶۷۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۶۸۔تاریخ ابن خلدون۔علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۶۹۔نشر الطیب۔شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی۔
۷۰۔سیرۃ النبوہ۔محمد بن اسحاق سیار المطلبی۔ص۔۶۹۔مطبوعہ۔

کتب شیعہ:

۷۱۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم) مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۷۲۔اصول الکافی۔ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی (متوفی)۔مطبوعہ دار احیا التراث۔بیروت۔

کتب متفرقہ:

۷۳۔قوت القلوب۔شیخ ابوطالب محمد بن الحسن المکی (متوفی ۳۸۶ھ)۔مطبوعہ مطبع میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ۔دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۷۴۔احیاء علوم الدین۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مطبوعہ دار الخیر بیروت۔۱۴۱۳ھ۔
۷۵۔کیمائے سعادت۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مطبوعہ دار الخیر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۷۶ مکتوبات ربانی۔مجدد الف ثانی حضرت شیخ سرہندی۔اسلامی کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

۷۷۔تذکرہ الروح۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی۔۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۷۸۔نفحات الانس۔مولانا نور الدین محمد عبد الرحمن جامی۔دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔۲۰۰۳ء۔

۷۹۔کشف المحجوب۔سید علی بن عثمان الجویری۔ترجمہ۔الحاج کپتان واحد بخش سیالوی۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۰۶ء۔

۸۰۔التذکرہ۔علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دار البخاریہ مدینہ منورہ ۱۴۱۷ھ۔

۸۱۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ۔

۸۲۔المیزان الکبریٰ۔علامہ عبد الوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۸۳۔کشف الغمہ۔علامہ عبد الوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۸ھ۔

۸۴۔الطبقات الکبریٰ۔علامہ عبد الوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۸۵۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبد الحکیم۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔

۸۶۔البدر والبازغہ۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔مترجم۔ڈاکٹر مجیب الدین۔

۸۷۔ہمعات۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔مترجم۔ڈاکٹر پروفیسر محمد سرور۔

۸۸۔ابوبکر صدیق (اردو ترجمہ)۔محمد حسین ہیکل۔ص۔۵۸۳۔اسلامی کتب خانہ۔

۸۹۔لوح و قلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔سن ندارد۔

۹۰۔محمد الرسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

۹۱۔احسان و تصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔

۹۲۔روح کی پکار۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمی۔ہ اردو بازار لاہور۔۲۰۰۵ء۔

۹۳۔ایک سو ایک اولیا خواتین۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔

۹۴۔فقیر کی ڈاک۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔

۹۵۔آگہی۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔

۹۶۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔

۹۷۔نور ہدایت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔

۹۸۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۹۹۔صدائے جرس۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔

۱۰۰۔قوس وقزح۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔

۱۰۱۔مراقبہ۔شمس الدین عظیمی۔الکتاب پبلی کیشنز۔کراچی۔

۱۰۲۔توجیہات۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

۱۰۳۔قلندر شعور۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۸۶ء۔

۱۰۴۔تذکرہ خواجہ شمس الدین عظیمی۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔

۱۰۵۔ بڑے بچوں کے لئے۔ خواجہ شمس الدین عظیمی۔ مکتبہ عظیمیہ۔ کراچی۔
۱۰۶۔ ماہنامہ قلندر شعور۔ کراچی۔
۱۰۷۔ ماہنامہ۔ روحانی ڈائجسٹ۔ کراچی۔
۱۰۸۔ روزنامہ ایکسپریس کراچی۔
۱۰۹۔ قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ ڈاکٹر ہلوک نور باقی۔
۱۱۰۔ فقہ عمر۔ شاہ ولی اللہ۔ مترجم۔ ابو یحییٰ امام خان نوشہری۔ مکتبہ علم و فن پبلیشر۔ ۲۰۰۵۔
۱۱۱۔ کلیات اقبال (اردو ترجمہ۔ بال جبرائیل)۔ ڈاکٹر محمد اقبال۔ خزینہ علم و ادب لاہور۔
۱۱۲۔ فقیر رنگ۔ سید سرفراز ائے شاہ۔ جہانگیر بکس۔ لاہور۔
۱۱۳۔ سائیں بھلے شاہ۔ جے۔ آر۔ پوری اور جے۔ آر۔ شنگاری۔ فکشن ہاوس لاہور۔ ۲۰۰۰ء۔
۱۱۴۔ نفسیات و مابعد النفسیات۔ رئیس امروہوی۔ ویلکم بک پورٹ کراچی۔ ۲۰۱۳ء۔
۱۱۵۔ اقوال دانش کدہ۔ حضرت وارث علی شاہ۔ مرتب مجلس ادارہ۔ ثناء پبلی کیشنز۔ ۲۰۱۲ء۔
۱۱۶۔ اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ مرتب اردو سائنس بورڈ۔ وزارت تعلیم۔ حکومت پاکستان۔ ۲۰۰۷ء۔
۱۱۷۔ عالمی انسائیکلو پیڈیا۔ مرتب۔ یاسر جواد۔ پبلیشر۔ الفیصل۔ لاہور۔ ۲۰۱۳ء۔
۱۱۸۔ ابوبکر صدیق۔ (اردو ترجمہ) محمد حسین ہیکل۔ اسلامی کتب خانہ۔
۱۱۹۔ کتاب اسما والصفات۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔ بیروت۔
۱۲۰۔ القرآن العظیم (تفسیر ماجدی)۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی۔ (متوفی ۱۳۹۷ھ)۔ صدق فاونڈیشن لکھنو انڈیا۔
۱۲۱۔ تفسیر مظہری۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
۱۲۲۔ مجموعہ رسائل۔ حجۃ الاسلام امام ابو حامد بن محمد بن محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔ مطبوعہ دارالاشاعت۔ کراچی۔
۱۲۳۔ شعب الایمان۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔ مطبوعہ داع الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۰۱ھ۔
۱۲۴۔ فتح القدیر۔ امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)۔ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۱۲۵۔ تفسیر القرآن العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی۔ (متوفی ۳۲۷ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۲۶۔ سنن دار قطنی۔ امام علی بن عمر دار قطنی (متوفی ۳۸۵ھ)۔ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت۔ ۱۴۲۲ھ۔
۱۲۷۔ النہج الاسمیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ۔ الشیخ محمد الحمود النجدی۔ مکتبہ الامام الذہبی الکویت۔
۱۲۸۔ شان الدعاء۔ لابی سلیمان حمد بن محمد خطابی الحافظ۔ دار المامون التراث۔
۱۲۹۔ البدایۃ والنھایۃ۔ اسماعیل بن کثیر الدمشقی۔ دار احیاء التراث العربی۔
۱۳۰۔ کنوز الحقائق۔ امام عبدالروف بن علی المناوی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۳۱۔ الفردوس بماثور الخطاب۔ امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی۔ (متوفی ۵۰۹ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۰۶ھ۔
۱۳۲۔ جمع الجوامع۔ حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۲۱ھ
۱۳۳۔ الترغیب والترھیب۔ امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔ (متوفی۔ ۶۵۶ھ)۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۳۴۔الکشف والخفاومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۱۳۵۔شرح الصدور۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۴ھ۔
۱۳۶۔دائرۃ المعارف وھوقاموس عام لکل فن ومطلب۔البطرس النستانی (متوفی۔) دارالمعرفہ بیروت۔
۱۳۷۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی۔(متوفی ۳۲۷ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۳۸۔طیبی شرح مشکوۃ۔شرف الدین حسین بن محمد الطیبی۔ادارۃ القرآن کراچی۔
۱۳۹۔حاشیہ القونوی علی البیضاوی۔علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد حنفی۔(متوفی ۱۱۹۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۱۴۰۔دمادم رواں ہے یم زندگی۔سہیل شفیق۔اقبال اکیڈمی لاہور۔
۱۴۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
142.The Reconstruction of Religious Thought in Islam,Dr Mohammad Iqbal, Publishers,Iqbal Academy Lahore Pakistan,p 9-10.

.

--ختم شد--